تحفۃ المنعم

اردو شرح

صحیح مسلم

تالیف

حضرت مولانا فضل محمد صاحب یوسف زئی دامت برکاتہم

استاذ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

جلد ثامن

کتاب القدر، کتاب العلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار،
کتاب التوبۃ، کتاب احوال المنافقین، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا،
کتاب الفتن واشراط الساعۃ، کتاب الزہد والرقائق، کتاب التفسیر

ناشر

مکتبۃ الشیخ

۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔

فون: 021-34935493

تحفۃ المنعم

اُردو شرح

صحیح مسلم

جلد ثامن

کتاب القدر، کتاب العلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار،
کتاب التوبۃ، کتاب احوال المنافقین، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واہلہا،
کتاب الفتن واشراط الساعۃ، کتاب الزہد والرقاق، کتاب التفسیر

تالیف

حضرت مولانا فضل محمد صاحب یوسف زئی دامت برکاتہم

اُستاذ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر

مکتبۃ الشیخ

۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔

فون: 021-34935493

فہرست مضامین

جمال الدین تبسم خان غنوی

کتاب القَدَرِ

تقدیر کا بیان

القدر هو ما قدره الله تعالیٰ فی الازل من ایجاد هذا الكون وایجاد كل مافیه من صغیر و كبیر. وقیل القدر هو ما قدره الله من القضایا اھ

کتاب القدر کے ضمن میں آٹھ ابواب ہیں جس میں باون احادیث ہیں ان باون احادیث میں تقدیر کے ثبوت کا بیان ہے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے تقدیر کے ابواب کو اپنی کتاب کی جلد ثانی کے بالکل آخر میں کیوں رکھدیا ہے جب کہ تقدیر کا مسئلہ عقائد سے متعلق ہے اس کو ابواب الایمان میں رکھنا چاہیے تھا کتاب الایمان کی ابتداء میں امام مسلم نے ایک ایسی حدیث نقل فرمائی ہے جس میں مسئلہ تقدیر سے متعلق ایک پس منظر کا بیان ہے وہاں آدمی مجبور ہو جاتا ہے کہ تقدیر کے مسئلہ کو تفصیل کے ساتھ لکھدے میں نے بھی تقدیر کی پوری بحث تحفۃ المنعم جلد اول میں کتاب الایمان کی پہلی حدیث کے تحت لکھدی ہے اب یہاں پھر مسئلہ تقدیر کی کتاب اور ابواب سامنے آگئے اب اگر میں وہ سارے مباحث یہاں پھر لکھوں گا تو تکرار تو در کنار دماغ اس سے انکار کرتا ہے لہٰذا یہاں بنیادی مسئلہ کی طرف چند اشارے کرتا ہوں مکمل مباحث کے لیے کتاب الایمان کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

(۱) ایک قدر ہے اور ایک قضاء ہے دونوں میں ترادف ہے یا معمولی سا فرق ہے کہ تقدیر ازلی اجمالی لکھت کا نام ہے اور قضاء اس کا خارجی نقشہ ہے جس طرح انجینیر کے ذہن میں مکان کا ذہنی تصور ہوتا ہے اور جب کاغذ پر لکھ کر دکھاتا ہے یہ اس کا خارجی نقشہ ہوتا ہے اس کے مطابق جو آدمی کام کرے گا یہ اس کا کسب ہے (۲) انسان کی زندگی کا نقشہ آزاد حالت میں اس کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ نے دیکھ لیا تو اسی کے مطابق تقدیر میں لکھ دیا تو یہ انسان تقدیر کے ہاتھوں مجبور نہیں بلکہ اس کے مطابق چل رہا ہے اس سے ادھر ادھر نہیں ہو سکتا ہے۔ (۳) تقدیر کی تہہ تک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں پہنچ سکتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے اسرار میں سے ایک راز ہے اس میں گھسنا جائز نہیں ہے، حضرت علی سے کسی نے تقدیر کے متعلق پوچھا تو آپ نے جواب دیا

''طریق مظلم لا تسلکه'' تاریک راستہ ہے اس پر نہ چلو اس نے پھر پوچھا تو آپ نے جواب دیا ''بحر عمیق لا تردہ'' ایک گہرا سمندر ہے اس میں نہ گھسو اس نے پھر پوچھا تو آپ نے جواب دیا ''سر الله اخفاه علیک فلا تفتشه'' اللہ تعالیٰ کا راز ہے اس نے تجھ پر مخفی رکھا ہے اس کی چھان بین نہ کرو۔ کسی شاعر نے خوب فرمایا ہے

کیفیۃ المرأ لیس المرأ یدرکہ ☆ فکیف کیفیۃ الجبار فی القدم

یعنی ایک انسان کی کیفیت کو دوسرا انسان نہیں پا سکتا ہے تو اس قدیم جبار بادشاہ کی کیفیت کو کون پا سکتا ہے

(۴) اللہ تعالیٰ نے جب کائنات کو پیدا فرمایا تو اس کے ساتھ ساتھ اس کے چلانے کا ایک نظام بھی پیدا فرمایا ان دونوں چیزوں کی حد بندی کے لیے ایک دقیق نقشہ وضع کیا اسی دقیق نقشے کا نام تقدیر ہے۔ اس حد تک تو انسانوں میں سے کسی نے کوئی بڑا اختلاف نہیں کیا البتہ اس سے آگے ایک حقیقت اور ایک میدان عمل ہے اس میدان عمل میں انسانوں نے اختلاف کیا جس سے تقدیر میں بھی اختلاف رونما ہو گیا۔

ایک فریق نے کہا کہ جب انسان کا ہر عمل تقدیر کے پنجہ میں ہے تو پھر اس انسان کو ثواب اور عقاب کا ذمہ دار کیوں ٹھہرایا گیا؟ لہٰذا اس فریق نے مکمل طور پر تقدیر کا انکار کیا اور کہا کہ انسان جو کچھ کرتا ہے یہ اپنے افعال کا خود خالق اور خود ذمہ دار ہے اسی فریق کو قدریہ اور معتزلہ کہا جاتا ہے دوسرے فریق نے سب کچھ حرکات وسکنات کو تقدیر کے حوالہ کر دیا اور تقدیر کو سب کا ذمہ دار ٹھہرایا اور انسان کو مجبور محض قرار دیا اور کہا کہ انسان کی حرکات وسکنات نباتات و جمادات کی حرکات وسکنات کی طرح ہے خود انسان بس ایک جماد ہے اس فریق کو جبریہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جبریہ کو ایک سادہ سا آسان جواب یہ دیا جاتا ہے کہ انسان کے افعال دو قسم پر ہے ایک اختیاری افعال ہیں جیسے انسان کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا کھانا پینا دیکھنا بولنا یہ انسان کے اختیار میں ہے اور یہ فطری اور بدیہی امر ہے اس کا انکار انسان نہیں کر سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان اختیاری امور پر کافر حکومتیں اور مسلمان حکومتیں متفق ہیں اور انہوں نے مجرم کو سزا دینے کے لیے عدالتیں قائم کی ہیں ورنہ عدالتوں کا قیام فضول ہو جائے گا دوسرے غیر اختیاری افعال ہیں جیسے انسان کا پیدا ہونا مرنا عمر کا زیادہ ہونا کم ہونا قد کا لمبا ہونا چھوٹا ہونا رنگ کا سفید ہونا کالا ہونا سرخ ہونا مرد ہونا عورت ہونا یہ وہ افعال ہیں جو کسی انسان کے اختیار میں نہیں ہیں تو انسان اپنی زندگی میں ایک حد تک اختیار میں ہے اور اپنے افعال میں آزاد ہے اور اسی میں مواخذہ ہوتا ہے اور ایک حد سے آگے انسان بے اختیار ہے اور اس میں مواخذہ نہیں ہے۔

قدریہ اور منکرین تقدیر کو ایک آسان سا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ آپ کہتے ہو کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے تو آپ خود بتائیں کہ وہ کونسا فعل ہے جو انسان اپنے آپ خود کرتا ہے انسان کے جسم میں جو مشینری لگی ہوئی ہے اس پوری مشینری کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اگر انسان بولتا ہے تو زبان سے بولتا ہے مارتا ہے تو ہاتھوں سے مارتا ہے دیکھتا ہے سنتا ہے چلتا ہے اٹھتا ہے بیٹھتا ہے اس میں سب کے سب وہ اعضاء استعمال ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں تو انسان کے پاس اپنے افعال کہاں سے

آ گئے اور یہ اپنے افعال کا خود خالق کیسے بنا؟ بہر حال کتاب القدر کی احادیث سے مکمل طور پر معتزلہ اور مرجئہ اور قدریہ اور دیگر ملحدین پر واضح رد ہے اور تقدیر کا خوب ثبوت ہے اور اہل سنت والجماعت کے مسلک حق کے لیے خوب استدلال ہے یہاں میں نے نہ لکھتے ہوئے پھر بھی کچھ لکھ دیا مگر یہ ایک الگ انداز ہے اصل مسئلہ کتاب الایمان کی ابتدا میں مفصل مذکور ہے۔

بَابُ كَيْفِيَّةِ خَلْقِ الْآدَمِيِّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ

ماں کے پیٹ میں انسان بننے کی کیفیت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے انیس احادیث کو بیان کیا ہے

٦٧١٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ الْهَمْدَانِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكِيعٌ، قَالُوا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ. إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ فِي ذَلِكَ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ فِي ذَلِكَ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَلَكُ فَيَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ، وَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: بِكَتْبِ رِزْقِهِ، وَأَجَلِهِ، وَعَمَلِهِ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، فَوَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، فَيَدْخُلُهَا، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيَدْخُلُهَا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا اور وہ صادق المصدوق (سچے اور سچے کیے گئے) ہیں۔ "بے شک تم میں سے ہر ایک آدمی کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس روز تک جمع رکھا جاتا ہے پھر وہ اسی طرح خون کا لوتھڑا بن جاتا ہے"۔ پھر اسی طرح (چالیس روز میں) گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے پھر ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے اور وہ اس میں روح پھونکتا ہے اور اسے چار باتوں کا حکم کیا جاتا ہے۔ اس کے رزق کو لکھنے کا۔ اس کے عمل کو لکھنے کا اور اس کی موت (کا وقت وطریقہ) لکھنے کا اور نیک بخت ہے یا بد بخت ہے اس کے لکھنے کا۔ پس اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، بے شک ہم میں سے کوئی جنت والوں کے سے اعمال کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ہاتھ بھر کا فاصلہ ہی رہ جاتا ہے کہ اچانک تقدیر کا لکھا اس پر غالب آ جاتا ہے اور وہ جہنمیوں کا سا عمل کرتا ہے اور جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ) اور بلاشبہ تم میں سے کوئی

جہنمیوں کے سے اعمال کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے مابین ایک ہاتھ برابر ہی فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اس کا تقدیر کا لکھا غالب آتا ہے اور وہ جنت والوں کے کام کر کے جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

تشریح:

''حدثنا رسول الله '' یہاں حدثنا کا وہ مبارک لفظ حضرت ابن مسعود نے استعمال کیا ہے جو لاکھوں اولیاء اللہ اور محدثین عظام نے حرز جان بنایا ہے پھر لطف یہ کہ محدث آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ اسی طرح واقعہ دجال کی حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اس مبارک لفظ کو ''حدثنی تمیم الداری '' فرما کر استعمال فرمایا ہے یہ محدثین کرام اور شیوخ الحدیث کے لیے بڑا اعزاز ہے۔ ''وھو الصادق المصدوق '' بعض دفعہ ایک آدمی سچا ہوتا ہے مگر لوگ اسے سچا نہیں سمجھتے ہیں تو فرمایا کہ آنحضرت ﷺ سچے بھی ہیں اور دنیا والے آپ کو سچا سمجھتے ہیں چنانچہ کفار قریش آپ کو صادق الامین کہا کرتے تھے اور مکہ سے ہجرت کے آخری دن تک اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھتے تھے دشمنی اور زبانی عداوت اپنی جگہ پر تھی مگر قلب ودماغ کے اعتبار سے کفار آپ کو سب سے زیادہ سچا سمجھتے تھے یہ جملہ معترضہ ہے حالیہ نہیں ہے کیونکہ حال تو ایک حالت کے ساتھ وابستہ رہتا ہے یہاں صدق تمام شعبوں کو عام ہے ملاعلی قاری نے فرمایا کہ الصادق کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے تمام اعمال میں سچے تھے یہاں تک کہ قبل نبوت بھی آپ سچے تھے اور المصدوق کا مطلب یہ کہ آنے والے تمام واقعات اور وحی کی تمام تفصیلات میں آپ سچے تھے یہاں پر یہ سوال ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی دیگر حدیثوں اور روایات میں یہ جملہ معترضہ نہیں ہے تو یہاں اس کو کیوں ذکر کیا ہے۔

علامہ طیبی اور ملاعلی قاری فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں چونکہ امور باطنیہ پر کلام تھا اور اشیاء مستورہ سے متعلق گفتگو تھی کسی کے لیے مشاہدہ ممکن نہ تھا نیز بعض اطباء نے اس کلام کو اپنے قواعد کے خلاف جانا ہے تو حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ شک کی گنجائش نہیں تمہارے قواعد کچھ بھی ہوں مگر یہ صادق ومصدوق کا کلام ہے۔ حقیقت وہی ہے جو صادق ومصدوق نے فرمایا ہے علامہ طیبی فرماتے ہیں ''فما احسن موقعه هنا ''یعنی یہاں یہ جملہ کس قدر اچھے موقع پر کہا گیا ہے۔

''یجمع فی بطن امه '' حافظ تورپشتی نے حضرت ابن مسعود کی ایک روایت ذکر کی ہے جس میں مذکور ہے کہ نطفہ چالیس روز تک بچہ کی ماں کے تمام جسم میں حتی کہ ہر ہر بال اور ہر ہر ناخن کے تحت گردش کرتا ہے اور اس کے بعد خون کی شکل میں رحم میں جا کر قرار پکڑتا ہے اسی حقیقت کو اس روایت میں یجمع فی بطن امه میں ذکر کیا گیا ہے۔

''لیعمل '' اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے سے یہ تھا کہ یہ آدمی اپنے کسب واختیار سے یہ فعل کرے گا جس کی وجہ سے مستحق جنت یا

دوزخ بنے گا اس کے بعد لوح محفوظ میں بطور تقدیر لکھا گیا، فرشتے شکم مادر میں بچے سے متعلق جو کچھ لکھتے ہیں وہ اسی تقدیر کے مطابق لوح محفوظ سے لیکر لکھتے ہیں۔ فیعمل سے یہ اشارہ کردیا گیا کہ بندے کا کسب دخول جنت اور دخول دوزخ کے لیے ضروری سبب ہے صرف تقدیر کی لکھت پر دخول نہیں تو انسان نہ مجبور ہوا نہ مختار ہوا۔

یہاں یہ شبہ ہے کہ بعض روایات میں پانچ کلمات کا ذکر ہے یہاں چار کا ذکر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اختصار راوی کی وجہ سے ہے کسی نے چار اور کسی نے پانچ کا ذکر کیا ہے۔ باقی بچہ کی پیدائش اور تخلیق کی یہ مرحلہ وار ترتیب اور یہ تدریجی عمل اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ کو بھی ہر عمل تدریج کے ساتھ کرنا چاہیے نیز اس میں یہ حکمت ہے کہ تدریجی عمل سے بچے کی ماں پر ایک دم بوجھ نہیں آئے گا۔

"فیسبق علیه الکتاب" معلوم ہوا اعمال امارات وعلامات اور اسباب ہیں اصل فیصلہ تقدیر الٰہی کی وجہ سے ہوتا ہے تو آخر اسی کی طرف لوٹ کر جاتا ہے۔ "فیدخلها" اس حدیث میں سالک کے لیے تنبیہ ہے کہ ہر وقت خوف ورجاء میں رہے عجب وتکبر اور برے اعمال سے اجتناب کرے اصل اعتبار خاتمہ کا ہے۔

۶۷۱۹ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، ح وحَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ، كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، قَالَ فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ: إِنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً وقَالَ فِي حَدِيثِ مُعَاذٍ، عَنْ شُعْبَةَ: أَرْبَعِينَ لَيْلَةً أَرْبَعِينَ يَوْمًا وَأَمَّا فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ وَعِيسَى: أَرْبَعِينَ يَوْمًا

اس سند سے بھی مندرجہ بالا مضمون ہی الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ منقول ہے۔ وہ فرق یہ ہے کہ حضرت وکیع کی روایت کردہ حدیث میں ہے: تم میں سے ہر ایک کی تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس راتیں ہوتی ہیں۔ حضرت شعبہ کی روایت میں چالیس دن یا چالیس رات ہے اور حضرت جریر و عیسیٰ کی روایت میں چالیس دن مذکور ہیں۔

۶۷۲۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ نُمَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَدْخُلُ الْمَلَكُ عَلَى النُّطْفَةِ بَعْدَ مَا تَسْتَقِرُّ فِي الرَّحِمِ بِأَرْبَعِينَ، أَوْ خَمْسَةٍ وَأَرْبَعِينَ لَيْلَةً، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ أَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ؟ فَيُكْتَبَانِ، فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ أَذَكَرٌ أَوْ أُنْثَى؟ فَيُكْتَبَانِ، وَيُكْتَبُ عَمَلُهُ وَأَثَرُهُ

وَأَجَلَهُ وَرِزْقَهُ، ثُمَّ تُطْوَى الصُّحُفُ، فَلَا يُزَادُ فِيهَا وَلَا يُنْقَصُ

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ "رحم مادر میں استقرار حمل کے چالیس یا پینتالیس دن کے بعد ایک فرشتہ نطفہ کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: اے رب! بد بخت لکھوں یا نیک بخت؟ پھر حکم الٰہی کے مطابق جو کہا جاتا ہے وہ لکھ لیتا ہے۔ پھر کہتا ہے اے رب! مرد لکھوں یا عورت؟ چنانچہ دونوں میں سے جو حکم ہوتا ہے وہ لکھ لیا جاتا ہے۔ اور اس کا عمل، موت کا وقت اور رزق لکھ لیا جاتا ہے۔ بعد ازاں صحیفہ لپیٹ دیا جاتا ہے، چنانچہ پھر اس میں نہ زیادہ کیا جاتا ہے نہ کم کیا جاتا ہے"۔

٦٧٢١ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، أَنَّ عَامِرَ بْنَ وَاثِلَةَ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ، يَقُولُ: الشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَالسَّعِيدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهِ، فَأَتَى رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ: حُذَيْفَةُ بْنُ أَسِيدٍ الْغِفَارِيُّ، فَحَدَّثَهُ بِذَلِكَ مِنْ قَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ: وَكَيْفَ يَشْقَى رَجُلٌ بِغَيْرِ عَمَلٍ؟ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: أَتَعْجَبُ مِنْ ذَلِكَ؟ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِذَا مَرَّ بِالنُّطْفَةِ ثِنْتَانِ وَأَرْبَعُونَ لَيْلَةً، بَعَثَ اللَّهُ إِلَيْهَا مَلَكًا، فَصَوَّرَهَا وَخَلَقَ سَمْعَهَا وَبَصَرَهَا وَجِلْدَهَا وَلَحْمَهَا وَعِظَامَهَا، ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى؟ فَيَقْضِي رَبُّكَ مَا شَاءَ، وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا رَبِّ أَجَلُهُ، فَيَقُولُ رَبُّكَ مَا شَاءَ، وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا رَبِّ رِزْقُهُ، فَيَقْضِي رَبُّكَ مَا شَاءَ، وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ، ثُمَّ يَخْرُجُ الْمَلَكُ بِالصَّحِيفَةِ فِي يَدِهِ، فَلَا يَزِيدُ عَلَى مَا أُمِرَ وَلَا يَنْقُصُ،

عامر بن واثلہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: "شقی (بد بخت) تو اپنی ماں کے پیٹ ہی سے بد بخت ہوتا ہے اور سعید وہ ہے جو دوسرے کے سبب سے نصیحت حاصل کرے"۔ عامر بن واثلہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی جنہیں حذیفہ کہا جاتا تھا کے پاس آئے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود کا مذکورہ بالا قول بیان کیا اور کہا کہ آدمی بغیر عمل کے کیسے شقی ہو جائے گا؟ تو ان سے ان صاحب (حضرت حذیفہ بن اسید) نے کہا کہ کیا تجھے اس سے تعجب ہے۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ: "جب (استقرار حمل کے بعد) نطفہ پر بیالیس راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتے ہیں وہ اس کی صورت گری کرتا ہے، اس کے کان، آنکھیں، کھال، گوشت اور ہڈیاں بناتا ہے پھر کہتا ہے، اے رب! کیا مذکر بناؤں یا مؤنث؟ پھر تیرا رب جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے اور فرشتہ لکھ دیتا ہے۔ پھر فرشتہ عرض کرتا ہے اے رب! اس کی موت

کا وقت (کیا لکھوں؟) تو تیرا رب جو چاہتا ہے وہ فرما دیتا ہے اور فرشتہ لکھ دیتا ہے۔ پھر فرشتہ کہتا ہے اے رب! اس کا رزق! تو تیرا رب جو چاہتا ہے فیصلہ فرما دیتا ہے اور فرشتہ اسے لکھ دیتا ہے۔ بعد ازاں فرشتہ وہ صحیفہ (جس میں اس کی عمر، رزق وغیرہ لکھا ہوتا ہے) اپنے ہاتھ میں لے کر نکلتا ہے تو اس کے بعد کوئی بات نہ زیادہ ہوتی ہے نہ کم۔

٦٧٢٢ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّ أَبَا الطُّفَيْلِ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: وَسَاقَ الْحَدِيثَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ.

اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث عمرو بن حارث ہی کی مثل حدیث مروی ہے۔

٦٧٢٣ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ أَبُو خَيْثَمَةَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَطَاءٍ، أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا الطُّفَيْلِ حَدَّثَهُ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي سَرِيحَةَ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِأُذُنَيَّ هَاتَيْنِ، يَقُولُ: إِنَّ النُّطْفَةَ تَقَعُ فِي الرَّحِمِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، ثُمَّ يَتَصَوَّرُ عَلَيْهَا الْمَلَكُ قَالَ زُهَيْرٌ: حَسِبْتُهُ قَالَ الَّذِي يَخْلُقُهَا. فَيَقُولُ: يَا رَبِّ أَذَكَرٌ أَوْ أُنْثَى، فَيَجْعَلُهُ اللّٰهُ ذَكَرًا أَوْ أُنْثَى، ثُمَّ يَقُولُ: يَا رَبِّ أَسَوِيٌّ أَوْ غَيْرُ سَوِيٍّ، فَيَجْعَلُهُ اللّٰهُ سَوِيًّا أَوْ غَيْرَ سَوِيٍّ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا رَبِّ مَا رِزْقُهُ مَا أَجَلُهُ مَا خُلُقُهُ، ثُمَّ يَجْعَلُهُ اللّٰهُ شَقِيًّا أَوْ سَعِيدًا

حضرت ابو الطفیل بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار ابو سریحہ حذیفہ بن اسید کے پاس داخل ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے ان دونوں کانوں سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک نطفہ رحم میں چالیس راتیں یوں ہی رہتا ہے، پھر ایک فرشتہ اس پر اترتا ہے (یا اس کی صورت گری کرتا ہے) جو اس کی تخلیق کرتا ہے یعنی اسے پتلا بناتا ہے پھر کہتا ہے اے رب! کیا مذکر ہے یا مؤنث؟ پھر اللہ تعالیٰ اسے مذکر بنا دیتے ہیں یا مؤنث (یعنی جو ان کے علم ازلی اور لوح محفوظ میں مقدر ہے اسی کے مطابق فیصلہ فرما دیتے ہیں) پھر فرشتہ کہتا ہے اے رب! یہ مکمل ہو یا ناقص اور ادھورا؟ پھر اللہ تعالیٰ اسے مکمل یا ناقص بنا دیتے ہیں۔ پھر فرشتہ کہتا ہے اے رب! اس کا رزق کیا ہے؟ اس کی مدت عمر کیا ہے؟ اس کے اخلاق کیا ہیں؟ پھر اللہ تعالیٰ اسے ''شقی'' یا سعید بنا دیتے ہیں۔

٦٧٢٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا رَبِيعَةُ بْنُ كُلْثُومٍ، حَدَّثَنِي أَبِي كُلْثُومٌ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَفَعَ الْحَدِيثَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مَلَكًا مُوَكَّلًا بِالرَّحِمِ، إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَخْلُقَ شَيْئًا

بِإِذْنِ اللّٰهِ، لِبِضْعٍ وَأَرْبَعِينَ لَيْلَةً. ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ

حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے صحابی مرفوعاً یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ ایک فرشتہ رحم پر موکل (مقرر) ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں کہ کچھ پیدا فرمائیں اللہ کے حکم سے چالیس سے زائد راتیں گزرنے کے بعد... آگے سابقہ احادیث ہی کی مثل بیان فرمائی۔

٦٧٢٥۔حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَرَفَعَ الْحَدِيثَ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا، فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ نُطْفَةٌ، أَيْ رَبِّ عَلَقَةٌ، أَيْ رَبِّ مُضْغَةٌ، فَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَقْضِيَ خَلْقًا قَالَ: قَالَ الْمَلَكُ: أَيْ رَبِّ ذَكَرٌ أَوْ أُنْثَى؟ شَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ؟ فَمَا الرِّزْقُ؟ فَمَا الْأَجَلُ؟ فَيُكْتَبُ كَذٰلِكَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ یہ حدیث مرفوعاً بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے، وہ کہتا ہے اے رب! یہ ابھی تو نطفہ ہے، پھر (کچھ عرصہ گزرنے کے بعد) کہتا ہے اے رب! اب یہ خون کا لوتھڑا ہے۔ بعد ازاں کہتا ہے اے رب! یہ گوشت کی بوٹی ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کچھ پیدا فرمانا چاہتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے اے رب! مذکر یا مؤنث؟ شقی یا سعید؟ اور رزق کیا ہے؟ اجل کیا ہے؟ اسی طرح (حسب الحکم) ماں کے پیٹ میں ہی سب کچھ لکھ لیا جاتا ہے''۔

٦٧٢٦۔حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ، فَأَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ، وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ، إِلَّا وَقَدْ كَتَبَ اللّٰهُ مَكَانَهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَإِلَّا وَقَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيدَةً قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا نَمْكُثُ عَلَى كِتَابِنَا، وَنَدَعُ الْعَمَلَ؟ فَقَالَ: مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ، فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ، فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَقَالَ: اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ، أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى، وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى، فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى، وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ

وَاسْتَغْنَى، وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى﴾(اللیل:٦).

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ بقیع غرقد (مدینہ منورہ کے قبرستان) میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے، ہم بھی آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھ گئے، آپ ﷺ کے پاس ایک لکڑی کی چھڑی تھی، آپ ﷺ نے سر جھکا لیا اور اپنی چھڑی سے زمین پر لکیریں لگانے لگے۔ بعدازاں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے، کوئی زندہ جان ایسی نہیں ہے کہ اللہ نے جنت یا جہنم میں اس کا مقام نہ لکھ دیا ہو اور یہ کہ نہ لکھ دیا گیا ہو کہ شقی ہے یا سعید'۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! تو پھر کیا ہم اپنے تقدیر کے لکھنے پر ہی بھروسہ نہ کرلیں اور اعمال کو چھوڑ دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''جو کوئی شخص اہل سعادت میں سے ہوگا تو عن قریب اہل سعادت کے سے اعمال ہی کی طرف لوٹے گا اور جو کوئی اہل شقاوت میں سے ہوگا تو وہ بھی جلد ہی اہل شقاوت کے سے کاموں کی طرف جائے گا۔ عمل کرو کہ ہر شخص کو سہولت دی گئی (عمل کرنے کی) تو جو اہل سعادت ہیں انہیں اہل سعادت کے سے عمل کی توفیق دی جائے گی اور جو (تقدیر کے مطابق) اہل شقاوت ہیں انہیں برائی اور شقاوت کے اعمال کی توفیق دی جائے گی۔ بعدازاں آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''تو جس نے خیرات کی اور ڈرا اور نیکی کو سچ جانا تو اس کے لیے ہم آسان کردیں گے نیکی کرنا اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا اور نیکی کو جھوٹ سمجھا تو ہم اس پر آسان کردیں گے کفر کی سخت راہ''۔

تشریح:

''منحصرة'' چھوٹی لاٹھی کو کہتے ہیں جو ہاتھ میں رکھ کر اٹھائی جاتی ہے 'فنکس'' باب تفعیل سے تنکیس سر جھکانے کو کہتے ہیں ''ینکت'' نصر ینصر سے لاٹھی سے زمین کے کریدنے اور بار بار اس کو آہستہ آہستہ زمین پر مارنے کو کہتے ہیں ایک متفکر اور غمگین آدمی ایسا کرتا ہے قبائل سے اس نقشے کا تعلق ہے۔

''کتب الله '' یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی محیط میں لکھ دیا کہ اس شخص کا اپنے کسب واختیار کے ساتھ خاتمہ کفر پر ہوگا تو اس کا ٹھکانہ جہنم لکھ دیا یا اپنے کسب واختیار سے خاتمہ ایمان پر ہوگا تو ٹھکانہ جنت لکھ دیا۔

''قال اعملوا '' علامہ طیبی کے قول کے مطابق صحابہ کرام کے سوال کا منشاء یہ تھا کہ انہوں نے خیال کیا کہ جب ہر شخص کا ٹھکانہ پہلے سے جنت یا دوزخ ہے تو اعمال کی کیا ضرورت رہی اس لیے انہوں نے ترک عمل کی اجازت مانگی آنحضرت ﷺ نے جواب میں عمل کی ترغیب دی اور اہمیت بتائی کہ عمل اور عبادت حق الوہیت ہے تو عبدیت کا تقاضا یہی ہے کہ عمل میں مشغول رہو اور اس سے اپنے آپ کو بری الذمہ خیال نہ کرو، اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے لیے ایک ٹھکانہ لکھا ہے لیکن تمہارے اعمال اس

ٹھکانے تک پہنچنے کے لیے ظاہری اسباب ہیں اور ہر شخص کو اس کے ٹھکانے کے مطابق اعمال کی توفیق دی جاتی ہے تو اعمال علت حقیقی اگرچہ نہیں مگر علامت ضرور ہیں کہ یہ شخص کس قسم کے ٹھکانہ کی تیاری میں لگا ہوا ہے تو ہر ایک کے عمل کی ابتداء سفر سے اس کے انتہاء سفر کا پتہ چلے گا۔''ان خیرا فخیر و ان شرا فشر'' تو تقدیر تعطل اعمال کا ذریعہ نہیں بلکہ تیزی اعمال کا سبب ہے۔

علامہ خطابی کی رائے ہے کہ یہاں اصل میں دو چیزیں ہیں ایک تقدیر الٰہی ہے جو امر باطنی ہے اور یہی چیز موثر حقیقی ہے اور دخول جہنم یا جنت کا ذریعہ ہے دوسرا امر ظاہری ہے جو بندہ کے اعمال ہیں جو تقدیر پر مرتب ہونے کے لیے امارات اور علامات ظاہریہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور خود فی نفسہ علت نہیں ہیں صحابہ نے چاہا کہ اس امر ظاہری یعنی اعمال کو چھوڑ کر امر باطنی یعنی تقدیر پر اکتفا کریں آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ صحیح نہیں بلکہ اس امر ظاہری کو اختیار کرو کیونکہ اس سے امر باطنی کے لیے آسانی پیدا کی جاتی ہے اور اس کو امر باطنی پر بطور دلیل اور قرینہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ قرآن کی آیت کو آنحضرت نے بطور دلیل پیش فرما دیا ہے۔

۶۷۲۷۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ مَنْصُورٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ فِي مَعْنَاهُ، وَقَالَ فَأَخَذَ عُودًا، وَلَمْ يَقُلْ: مِخْصَرَةً، وَقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي حَدِيثِهِ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

اس سند سے بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل منقول ہے۔ لیکن اس میں یہ ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے تلاوت فرمائی۔

۶۷۲۸۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم، ذَاتَ يَوْمٍ جَالِسًا وَفِي يَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ بِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ نَفْسٍ إِلَّا وَقَدْ عُلِمَ مَنْزِلُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلِمَ نَعْمَلُ؟ أَفَلَا نَتَّكِلُ؟ قَالَ: لَا، اعْمَلُوا، فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ ثُمَّ قَرَأَ:﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى، وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾ (الليل:٦)، إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى﴾ (الليل:١٠)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے، آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے زمین پر لکیریں کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: ''تم میں سے کوئی جان ایسی نہیں جس کا جنت یا جہنم میں ٹھکانہ معلوم نہ ہو گیا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر ہم عمل کیوں کریں؟ کیا ہم (تقدیر

کے لکھے پر ہی) بھروسہ نہ کرلیں؟۔فرمایا کہ نہیں۔عمل کرو، اس لیے کہ ہر شخص کو اسی عمل کی توفیق ملتی ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''سو جس کسی نے دیا اور ڈرا اور نیکی کو سچ جانا۔۔آخر مضمون تک۔

٦٧٢٩۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، وَالْأَعْمَشِ أَنَّهُمَا سَمِعَا سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ سے سابقہ روایت ہی کی طرح اس سند کے ساتھ روایت منقول ہے۔

٦٧٣٠۔حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: جَاءَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بَيِّنْ لَنَا دِينَنَا كَأَنَّا خُلِقْنَا الْآنَ، فِيمَا الْعَمَلُ الْيَوْمَ؟ أَفِيمَا جَفَّتْ بِهِ الْأَقْلَامُ، وَجَرَتْ بِهِ الْمَقَادِيرُ، أَمْ فِيمَا نَسْتَقْبِلُ؟ قَالَ: لَا، بَلْ فِيمَا جَفَّتْ بِهِ الْأَقْلَامُ وَجَرَتْ بِهِ الْمَقَادِيرُ قَالَ: فَفِيمَ الْعَمَلُ؟ قَالَ زُهَيْرٌ: ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُو الزُّبَيْرِ بِشَيْءٍ لَمْ أَفْهَمْهُ، فَسَأَلْتُ: مَا قَالَ؟ فَقَالَ: اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سراقہ بن مالک بن جعشم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ! ہم سے ہمارا دین بیان کیجیے؟ گویا ہم ابھی پیدا کیے گئے ہیں اور آج ہم جو عمل کرتے ہیں تو کیا اس مقصد کے لیے کرتے ہیں جس کو لکھ کر قلم سوکھ چکے ہیں اور ان کے بارے میں تقدیر جاری ہو چکی ہے۔یا اس مقصد کے لیے جو آئندہ مستقبل میں ہونے والا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ اس مقصد کے لیے عمل کرو جس کو لکھ کر قلم سوکھ چکے ہیں اور جس کی تقدیر جاری ہو چکی سراقہ نے پوچھا کہ پھر عمل کا کیا فائدہ ہے؟ زہیر (راوی) کہتے ہیں کہ پھر ابوالزبیر نے کچھ بات کی جسے میں سمجھ نہ سکا تو میں نے ان سے پوچھا کہ کیا کہا تو فرمایا: عمل کیا کرو ہر ایک شخص توفیق یافتہ ہے''۔

٦٧٣١۔حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِهَذَا الْمَعْنَى وَفِيهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ عَامِلٍ مُيَسَّرٌ لِعَمَلِهِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ان اسناد سے بھی نبی کریم ﷺ سے اس معنی کی حدیث روایت ہے، اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر عمل کرنے والے کے لیے اس کا عمل آسان کر دیا گیا ہے۔

٦٧٣٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَزِيدَ الضُّبَعِيِّ، حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَعُلِمَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ: فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ قِيلَ: فَفِيمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُونَ؟ قَالَ: كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ

حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کیا جنت والوں اور دوزخ والوں کا تعین ہو چکا ہے؟ فرمایا کہ ہاں! عرض کیا گیا کہ پھر عمل کرنے والے کس لیے عمل کریں؟ فرمایا کہ ہر شخص کو اس کی توفیق دی جاتی ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

٦٧٣٣۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ نُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، كُلُّهُمْ عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ، فِي هَذَا الْإِسْنَادِ، بِمَعْنَى حَدِيثِ حَمَّادٍ، وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ

ان مذکورہ تمام اسناد کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل منقول ہے صرف حضرت عبدالوارث کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ صحابی کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ!

٦٧٣٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ، أَرَأَيْتَ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ الْيَوْمَ وَيَكْدَحُونَ فِيهِ، أَشَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَمَضَى عَلَيْهِمْ مِنْ قَدَرِ مَا سَبَقَ؟ أَوْ فِيمَا يُسْتَقْبَلُونَ بِهِ مِمَّا أَتَاهُمْ بِهِ نَبِيُّهُمْ، وَثَبَتَتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِمْ؟ فَقُلْتُ: بَلْ شَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ، وَمَضَى عَلَيْهِمْ، قَالَ فَقَالَ: أَفَلَا يَكُونُ ظُلْمًا؟ قَالَ: فَفَزِعْتُ مِنْ ذَلِكَ فَزَعًا شَدِيدًا، وَقُلْتُ: كُلُّ شَيْءٍ خَلْقُ اللهِ وَمِلْكُ يَدِهِ، فَلَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ، فَقَالَ لِي: يَرْحَمُكَ اللهُ إِنِّي لَمْ أُرِدْ بِمَا سَأَلْتُكَ إِلَّا لِأَحْزِرَ عَقْلَكَ، إِنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ مُزَيْنَةَ أَتَيَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ الْيَوْمَ، وَيَكْدَحُونَ فِيهِ، أَشَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَمَضَى فِيهِمْ مِنْ قَدَرٍ قَدْ سَبَقَ، أَوْ فِيمَا يُسْتَقْبَلُونَ بِهِ مِمَّا أَتَاهُمْ بِهِ نَبِيُّهُمْ، وَثَبَتَتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِمْ؟ فَقَالَ: لَا، بَلْ شَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَمَضَى فِيهِمْ، وَتَصْدِيقُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا

حضرت ابوالاسود الدیلی فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمران بن حصین نے فرمایا کہ: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ آج لوگ جن مقصد کے لیے عمل کرر ہے ہیں اور مشقت وریاضت اٹھار ہے ہیں کیا ایسی چیز ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے اور ان پر تقدیر کا فیصلہ پہلے ہی جاری ہو چکا ہے یا ایسی چیز کے لیے جو آئندہ آنے والی ہے اس بات کی رو سے جس کو ان کے نبی لے کر تشریف لائے اور ان پر حجت پوری ہو چکی ہے؟ ابوالاسود الدیلی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: بلکہ اس مقصد کے لیے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے اور تقدیر ان پر جاری ہو چکی ہے حضرت عمرانؓ نے فرمایا کہ تو کیا یہ ظلم نہیں ہے؟ حضرت ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں یہ بات سن کر، بہت زیادہ گھبرایا اور میں نے کہا: ''ہر چیز اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے اور اس کے قبضۂ قدرت میں ہے، وہ جو چاہے کرے اس سے پوچھا نہیں جاسکتا جبکہ سارے لوگ اس کے آگے جوابدہ ہیں''۔ حضرت عمران نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے میں نے تمہاری عقل کی آزمائش کے لیے یہ سوال کیا تھا۔ مزینہ کے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیا فرماتے ہیں کہ آج لوگ جس مقصد کے لیے عمل کرر ہے ہیں اور اس میں مشقت وریاضت برداشت کرر ہے ہیں کیا وہ چیز ہے جس کا ان پر فیصلہ ہو چکا اور تقدیر پہلے ہی ان پر جاری ہو چکی یا آئندہ اس مقصد کے لیے اس حکم کی رو سے جو پیغمبر لے کر تشریف لائے اور ان پر حجت پوری ہو گئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ وہ چیز ہے جس کا فیصلہ ان پر ہو چکا اور تقدیر جاری ہو چکی ہے اور اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے ارشاد ہے: ''قسم ہے جان کی اور جس نے بنایا اس کو پھر دل میں ڈال دیا اس کے کی برائی اور بھلائی''۔

تشریح:

''ارئیت'' یہ کلمہ اخبرنی کے معنی میں ہے۔ ''یکدحون'' کدح اس محنت ومشقت کو کہتے ہیں جس سے جسم میں نشان پڑ جائے۔ ''من قدر سبق'' اس جملہ میں کلمہ من آیا ہے اس میں دو احتمال ہیں اول احتمال یہ کہ یہ بیان کے لیے ہے اس صورت میں قضاء اور قدر دونوں ہم معنی ہوں گے اور یہی معنی راجح بھی ہے۔ یا یہ 'من' تعلیلیہ ہوگا۔ ''ای قضی علیهم القضاء لاجل قدر سبق او فیما یستقبلون به'' یستقبلون کا صیغہ مشکوۃ شریف میں معروف پڑھا گیا ہے ہاں مسلم میں مجہول پڑھا گیا ہے ''مما اتاهم به نبیهم'' ای من الاحکام الشرعیة التکلیفیة وثبتت الحجة علیهم من الشارع ان دو اشخاص کے سوال کے دو شقوں میں سے حضور اکرم ﷺ نے اول شق اختیار کر کے جواب ارشاد فرمایا کہ جو کچھ رونما ہو کر آئندہ آرہا ہے وہ سابقہ قضاو قدر کے تحت آرہا ہے، اس پر بطور دلیل آپ ﷺ نے یہ آیت پیش فرمائی ''فالهمها فجورها وتقواها'' اس میں الهمها ماضی کا صیغہ ہے جس سے قضاو قدر کی سابقیت کی طرف اشارہ ہے۔

اس روایت کی ابتدائی عبارت میں ترکیب کو سمجھنے کے لیے تقدیر عبارت اس طرح ہوگی اخبرنی ای ما یعمل الیوم یجتھدون فیه اشئی یعنی او ھو شئی قضی الخ. تو ھو مبتدا ہے اور شیء اس کی خبر ہے، حدیث پاک کا حاصل مطلب یہ ہوا کہ پوچھنے والوں نے یہ پوچھا کہ پہلے سے کچھ لکھت یا تقدیر کا فیصلہ ہو چکا ہے یا معاملہ نیا ہے آنحضرت ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ ہاں پہلے سے لکھت ہے پھر آپ ﷺ نے آیت سے استدلال فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں پہلے سے سب کچھ مقدر ہو چکا ہے اور ماضی کا صیغہ اس پر دلیل ہے۔

٦٧٣٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ الزَّمَنَ الطَّوِيلَ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ يُخْتَمُ لَهُ عَمَلُهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ الزَّمَنَ الطَّوِيلَ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، ثُمَّ يُخْتَمُ لَهُ عَمَلُهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''آدمی طویل عرصہ تک اہل جنت کے سے اعمال کرتا رہتا ہے، پھر اس کے اعمال کا خاتمہ دوزخیوں کے سے اعمال پر ہوتا ہے۔ اور آدمی طویل زمانہ تک جہنمیوں کے سے اعمال کرتا ہے پھر اس کے اعمال کا خاتمہ جنتیوں کے اعمال پر ہوتا ہے۔

تشریح:

''لیعمل'' یعنی اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ ہر آدمی اپنے کسب واختیار سے یہ فعل کرے گا تو اگرچہ ظاہر میں وہ اہل جنت سے نظر آرہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق وہ دوزخی تھا اور آخر میں اس نے اہل دوزخ کا عمل اپنے کسب واختیار سے کیا تو اہل دوزخ سے ہوا اسی طرح معاملہ دوسرے رخ کا بھی ہوا، تو دارومدار اعمال کے خاتمہ پر ہے تو عالم غیب میں کسی کے متعلق یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا ہے کہ یہ دوزخی یا جنتی ہے یہ مطلب نہیں کہ کسی مسلمان کو خاتمہ کے اعتبار سے مسلمان کہنا چھوڑ دو، جب وہ پابند شریعت ہے تو معاملہ مسلم کا ہوگا ہاں عالم غیب کی بات الگ ہے وہاں کا فیصلہ کسی کافر اور مسلم کے لیے ابھی سے نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ دارومدار خاتمہ پر ہے حدیث نے طاعات کی کثرت کی تعلیم دیدی ہے اور عجب وتکبر سے روکدیا ہے نیز ظاہری اعمال کی وجہ سے کسی پر اہل جنت یا اہل نار کا حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے ظاہری اعمال صرف علامات ہیں اصل فیصلہ وہی ہے جو تقدیر کر چکی ہے۔

٦٧٣٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ، فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک آدمی اہل جنت کے سے اعمال کرتا رہتا ہے لوگوں کی نظروں میں جب کہ وہ جہنمی ہوتا ہے۔ اور بلاشبہ آدمی لوگوں کی نظروں میں جہنمیوں کے سے اعمال کرتا رہتا ہے جب کہ حقیقتاً وہ جنتی ہوتا ہے''۔

بَابُ حِجَاجِ آدَمَ وَمُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے مناظرے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٧٣٧ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ جَمِيعًا، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ حَاتِمٍ وَابْنِ دِينَارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى، فَقَالَ مُوسَى: يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُونَا خَيَّبْتَنَا وَأَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ، فَقَالَ لَهُ آدَمُ: أَنْتَ مُوسَى، اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِكَلَامِهِ، وَخَطَّ لَكَ بِيَدِهِ، أَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدَّرَهُ اللَّهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي بِأَرْبَعِينَ سَنَةً؟. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى، فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى وَفِي حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عُمَرَ وَابْنِ عَبْدَةَ، قَالَ أَحَدُهُمَا: خَطَّ، وقَالَ الْآخَرُ: كَتَبَ لَكَ التَّوْرَاةَ بِيَدِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: حضرت آدم وحضرت موسیٰ کے مابین بحث ہوئی، حضرت آدم کو موسیٰ نے فرمایا: اے آدم! آپ ہمارے باپ ہیں، آپ نے ہمیں خسارہ میں مبتلا کیا اور ہمیں جنت سے نکلوادیا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا: آپ کو اللہ نے شرف ہمکلامی کے لیے منتخب فرمایا اور آپ کے لیے اپنے دست مبارک سے تورات لکھی، کیا آپ مجھے ایک ایسے معاملہ پر ملامت کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے میری تخلیق سے بھی چالیس برس قبل مقدر فرمادیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام پر بحث میں غالب آگئے۔

تشریح:

''احتج آدم وموسیٰ'' یعنی دونوں کا مناظرہ ہوا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ بحث ومباحثہ اور یہ مناظرہ ان دونبیوں کا کہاں ہوا تو ایک احتمال یہ ہے کہ یہ مناظرہ عالم ارواح میں تجلیات رب میں ہوا حدیث میں ''عند ربھما'' کا لفظ موجود ہے۔ دوسرا احتمال یہ

ہے کہ یہ مکالمہ لیلۃ الاسریٰ میں ہوا۔"بیدہ" اور "من روحہ" میں اضافت تشریفیہ ہے۔

"فحج آدم موسی" یعنی آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر اس مناظرہ میں غالب آگئے۔

سوال: یہاں شبہ یہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اعتراض کا جواب اللہ تعالیٰ کے سامنے تقدیر کا حوالہ دے کر دیا اس سے معاصی کا دروازہ کھل جائے گا کیونکہ ہر مجرم تقدیر کا حوالہ دے کر کہے گا چلو جو گناہ میں نے کیا ہے تقدیر میں ایسا ہی لکھا تھا میرا اس میں کیا قصور ہے؟

جواب: اس سوال کا حقیقت پر مبنی جواب تو یہ ہے کہ تقدیر مصائب کے آنے کے بعد تسلی اور اطمینان اور سکون کے لیے ہوتی ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے درد اور مصائب کا اظہار فرمایا کہ دیکھو آپ نے لغزش کھائی سارا عالم آلام ومصائب میں مبتلا ہوگیا حضرت آدم علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی ہوا لیکن کیا کریں تقدیر میں یوں ہی لکھا تھا اب ان مصائب پر صبر ہی کرنا چاہیے گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عمل پر اعتراض نہیں کیا صرف اظہار ہمدردی اور اظہار مصیبت کیا، مگر ظاہری نظر میں اس کلام کو دیکھتے اور سنتے ہیں تو وہ یہی سمجھتے ہیں کہ اعتراض ہے تو اس کا جواب تین مقدمات کے سمجھنے پر موقوف ہے۔

پہلا مقدمہ: پہلا مقدمہ یہ ہے کہ یہ سوال عالم ارواح میں ہوا ہے عالم اسباب میں نہیں۔

دوسرا مقدمہ: دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ بظاہر یہ اعتراض قبولیت توبہ کے بعد ہوا ہے۔

تیسرا مقدمہ: تیسرا مقدمہ یہ ہے کہ مجرم کو ملامت کرنا عالم اسباب میں ہوتا ہے تاکہ خود مجرم توبہ کر کے باز آجائے اور دوسرے لوگ عبرت پکڑیں۔ جب یہ تین مقدمات تیار ہوگئے تو اب جواب سنو، عالم ارواح میں قبولیت توبہ کے بعد مجرم کے باز آنے کے امکان کے بغیر یا کسی کے فائدے اور حصول عبرت کے بغیر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ کلام بظاہر محض الزام تھا جس کے جواب میں حضرت آدم علیہ السلام نے بھی احتجاج بالتقدیر کر کے جواب دیا کہ میرا کیا قصور تھا تقدیر میں ایسا ہی لکھا تھا گویا آپ نے اشارہ کر دیا کہ عالم ارواح میں قبول توبہ کے بعد غرض اصلاح کے بغیر سابقہ معصیت پر ملامت کرنے والے کا یہی جواب ہوسکتا ہے۔ عصی آدم اور غوی آدم کے جو الفاظ ہیں یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک مقرب بندے کے لیے حسنات الابرار سیئات المقربین کے اصول کے تحت معمولی لغزش پر شدید نکیر کے طور پر استعمال فرمائے ہیں کوئی انسان اس سے دھوکہ نہ کھائے اور خود اس طرح تبصرے ان نفوس قدسیہ کے خلاف شروع نہ کرے۔

٦٧٣٨ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، فِيمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: تَحَاجَّ آدَمُ وَمُوسَى، فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى، فَقَالَ لَهُ مُوسَى: أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَغْوَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ، فَقَالَ آدَمُ: أَنْتَ الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ عِلْمَ كُلِّ شَيْءٍ وَاصْطَفَاهُ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''آدم وموسیٰ علیہما السلام کا باہمی مباحثہ ہوا تو آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔ موسیٰ نے ان سے کہا، آپ ہی وہ آدم ہیں جو لوگوں کے بے راہ ہونے کا سبب بنے اور انہیں جنت سے نکالا تو آدم علیہ السلام نے فرمایا: آپ ہی وہ ہیں جنہیں اللہ نے ہر چیز کا علم عطا فرمایا تھا اور اپنی پیغمبری کے لیے سب لوگوں میں سے آپ کو منتخب فرمالیا تھا؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں فرمایا پھر بھی آپ مجھے ایک ایسے امر پر ملامت کر رہے ہیں جو میری تخلیق سے قبل ہی مقدر کر دیا گیا تھا؟

٦٧٣٩۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ أَبِي ذُبَابٍ، عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ هُرْمُزَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، قَالَا: سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عِنْدَ رَبِّهِمَا، فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى، قَالَ مُوسَى: أَنْتَ آدَمُ الَّذِي خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ، وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ، وَأَسْكَنَكَ فِي جَنَّتِهِ، ثُمَّ أَهْبَطْتَ النَّاسَ بِخَطِيئَتِكَ إِلَى الْأَرْضِ، فَقَالَ آدَمُ: أَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ وَأَعْطَاكَ الْأَلْوَاحَ فِيهَا تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَّبَكَ نَجِيًّا، فَبِكَمْ وَجَدْتَ اللّٰهَ كَتَبَ التَّوْرَاةَ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ، قَالَ مُوسَى: بِأَرْبَعِينَ عَامًا، قَالَ آدَمُ: فَهَلْ وَجَدْتَ فِيهَا وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَفَتَلُومُنِي عَلَى أَنْ عَمِلْتُ عَمَلًا كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ أَنْ أَعْمَلَهُ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي بِأَرْبَعِينَ سَنَةً؟. قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''آدم وموسیٰ علیہما السلام کے مابین اپنے رب کے پاس باہمی مباحثہ ہوا تو آدم، موسیٰ پر غالب آ گئے۔ موسیٰ نے فرمایا آپ ہی وہ آدم ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا اور آپ میں روح پھونکی اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کروایا اور اپنی جنت میں آپ کو سکونت عطا فرمائی، پھر آپ نے لوگوں کو (جنت سے) اتروا یا زمین پر اپنی خطا کی وجہ سے۔ آدم نے فرمایا: آپ ہی موسیٰ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور کلام کے لیے منتخب فرمالیا اور تورات کی تختیاں عطا فرمائیں

جن میں ہر چیز کی وضاحت تھی اور آپ کو اپنا مقام قرب عطا فرمایا سرگوشی کے لیے۔ تو آپ نے کیا پایا کہ اللہ تعالیٰ نے تورات کو میری تخلیق سے کتنا عرصہ قبل لکھ دیا تھا؟ موسیٰ نے جواب دیا کہ چالیس سال قبل! آدمؑ نے فرمایا تو کیا آپ نے اس میں یہ پایا کہ ''آدم نے اپنے رب کے فرمان کے خلاف کیا پس وہ راہ سے ہٹ گیا''۔ موسیٰ نے فرمایا ہاں۔ تو آدمؑ نے فرمایا کہ پھر بھی آپ مجھے اس بات پر ملامت کرتے ہیں کہ میں نے وہ کام کیا جسے اللہ تعالیٰ نے میرے لیے مقدر فرما دیا تھا کہ میں یہ کام کروں گا میری تخلیق سے چالیس سال قبل ہی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدم موسیٰ پر غالب آگئے''۔

٦٧٤٠ ـ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَابْنُ حَاتِمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى، فَقَالَ لَهُ مُوسَى: أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَخْرَجَتْكَ خَطِيئَتُكَ مِنَ الْجَنَّةِ؟ فَقَالَ لَهُ آدَمُ: أَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ، ثُمَّ تَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ؟ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''آدم و موسیٰ علیہما السلام کا باہمی مکالمہ ہوا موسیٰ نے ان سے کہا: آپ ہی وہ آدم ہیں جنہیں ان کی خطاء نے جنت سے نکلوایا؟ تو آدمؑ نے ان سے فرمایا: آپ ہی وہ موسیٰ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور کلام کے لیے منتخب فرمایا، پھر آپ مجھے ایسے معاملہ پر ملامت فرما رہے ہیں جو میرے لیے میری تخلیق سے قبل ہی مقدر کر دیا گیا تھا۔ پس آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب ہو گئے۔

٦٧٤١ ـ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ النَّجَّارِ الْيَمَامِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمَعْنَى حَدِيثِهِمْ.

ان مذکورہ تمام اسناد کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے یہی سابقہ حدیث حضرت ابوہریرہ نے روایت کی ہے۔

٦٧٤٢ ـ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ

اس سند کے ساتھ بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی سابقہ حدیث حضرت ابوہریرہ نے روایت کی ہے۔

۶۷۴۳۔حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، قَالَ: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ،

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:
''اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تقدیر آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل ہی لکھ دی تھی اور فرمایا کہ ''اللہ کا عرش پانی پر تھا''۔

تشریح:

''کتب اللہ'' یہ لکھت کسی دیوان خاص میں تھی ورنہ تقدیر تو اللہ تعالیٰ کے علم ازلی ابدی اجمالی کا نام ہے جو وقت کا پابند نہیں نیز اس لکھت سے پہلے اللہ تعالیٰ کا علم آیندہ حالات پر محیط تھا وہ علام الغیوب ہے اس نے تفصیلی حالات کے دیکھنے کے بعد یہ اجمالی خاکہ لکھا تھا۔ پھر اس کتاب کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لکھا بلکہ قلم کو لکھنے کا حکم دیا بعض نے ''کتب'' کا مطلب یہ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لیے تقدیر مقرر فرمادی عربی لغت میں کتب بمعنی تعین وتقرر آتا ہے۔

''خمسین الف سنة'' سوال یہ ہے کہ بعض روایات میں چالیس ہزار سال کا ذکر ہے جو بظاہر اس حدیث سے متعارض ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ فرق مختلف امور کے اعتبار سے ہے بعض امور کو پچاس ہزار سال اور بعض کو چالیس ہزار سال پہلے لکھا گیا ہے۔اب ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت زمین وآسمان نہیں تھے زمانہ نہیں تھا تو پچاس ہزار سال کا تعین کیسے ہوگیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کلام تخمینہ کے طور پر ہے ایک اندازہ ہے کہ اگر زمانہ ہوتا تو اتنا وقت ہوسکتا تھا۔

''وکان عرشه علی الماء'' علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ عرش پانی پر رکھا ہوا تھا بلکہ مراد یہ ہے کہ دونوں کے درمیان حائل نہیں تھا اس سے اللہ کی ایک قدرت بتلانا مقصود ہے کہ اوپر عرش ہے نیچے پانی ہے اور پانی کے نیچے ہوا ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر قائم ہے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہاں دنیا کا پانی مراد نہیں بلکہ عرش کے نیچے کا دریا مراد ہے جس سے بارش برستی ہے۔ بعض کتابوں اور حواشی میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ایک موتی بنایا پھر ہیبت کی نگاہ اس پر ڈال دی وہ پانی ہوگیا اب نیچے صرف پانی تھا اور اوپر عرش تھا یہی ''وکان عرشه علی الماء'' کا منظر تھا پھر اللہ تعالیٰ

نے غضب کی نگاہ سے اس پانی کو دیکھا تو پانی ابل کر خشک ہو گیا نیچے کچھ تلچھٹ رہ گئی اور اوپر ایک دھواں اٹھا اسی دھوئیں سے بعد میں آسمان بنایا گیا ارشاد ہے ﴿ثم استوی الی السماء وھی دخان﴾ پھر نیچے اس تلچھٹ سے زمین پھیلا دی گئی ارشاد عالی ہے ﴿والارض بعد ذلک دحاھا﴾

٦٧٤٤ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا الْمُقْرِءُ، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا نَافِعٌ يَعْنِي ابْنَ يَزِيدَ، كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي هَانِءٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّهُمَا لَمْ يَذْكُرَا: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ

ترجمہ حدیث حسب سابق ہی ہے البتہ اس روایت میں عرش کے پانی پر ہونے کا ذکر موجود نہیں ہے۔

بَابُ تَصْرِيفِ اللّٰهِ تَعَالَى الْقُلُوبَ كَيْفَ شَاءَ

اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے دلوں کو پھیر دیتا ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٦٧٤٥ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَابْنُ نُمَيْرٍ كِلَاهُمَا، عَنِ الْمُقْرِءِ قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ، أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِءٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيَّ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، يَقُولُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ قُلُوبَ بَنِي آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمَنِ، كَقَلْبٍ وَاحِدٍ، يُصَرِّفُهُ حَيْثُ يَشَاءُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا؛

''بنی آدم کے دل سب کے سب رحمٰن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں جیسے ایک دل کے مانند، جسے چاہتا ہے انہیں پھیرتا ہے''۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے اللہ! دلوں کے پھیرنے والے! ہمارے دل اپنی طاعت کی طرف پھیر دیجئے''۔

تشریح:

''اصابع الرحمن '' یعنی تمام انسانوں کے دل اللہ تعالیٰ کے دو انگلیوں میں ہیں یہاں انگلیوں کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر متشابہات کی

قسم میں سے ہے۔ متشابہات دو قسم پر ہیں ایک معلوم المعنی غیر معلوم المراد ہیں جیسے ید، وجہ، اصبع، دوم غیر معلوم المعنی والمراد ہیں جیسے حروف مقطعات جو سورتوں کی ابتداء میں آتے ہیں۔ دونوں قسموں میں متقدمین کا مذہب یہ ہے کہ ان میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں بلکہ ان کے معنی ومطالب مفوض الی اللہ ہیں یعنی ''اللہ اعلم بمراده بذلک'' امام مالک کا قول ہے ''الاستواء معلوم والكيفية مجهولة والسوال عنها بدعة'' امام ابوحنیفہ نے بھی فرمایا کہ ''ید'' کی تاویل قدرت سے کرنا صفات میں تحریف ہے متاخرین اہل سنت نے مناسب تاویلات کی ہیں کیونکہ لوگ شکوک وشبہات کا شکار ہوگئے شیطانی وساوس عام ہوگئے تو عوام الناس کا ایمان بچانے کی غرض سے متاخرین نے مناسب تاویلیں کی ہیں تو یہاں مناسب تاویل قبضہ وقدرت ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضہ وقدرت میں ہیں جس طرح مکمل قابو میں کرنے کے لیے کوئی چیز دو انگلیوں میں پکڑ کر آسانی سے گھمائی جاسکتی ہے اسی طرح یہاں ہے۔

''کقلب واحد'' یعنی جس طرح ایک دل کا کسی طرف مائل کر کے گھمانا آسان ہے اسی طرح یہ بھی آسان ہے کہ سب کے دلوں کو دو انگلیوں میں رکھ دے یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے متعدد قلوب اور قلب واحد میں انقلاب لانا یکساں اور برابر ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے حفاظت کے لیے وظیفہ بتایا ہے کہ اس کو پڑھا کریں۔

بَابُ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ

ہرایک چیز تقدیر الٰہی کے ماتحت ہے

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٦٧٤٦ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكٍ، فِيمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، أَنَّهُ قَالَ: أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُونَ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ، قَالَ: وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ، حَتَّى الْعَجْزِ وَالْكَيْسِ، أَوِ الْكَيْسِ وَالْعَجْزِ

حضرت طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ صحابہ کو پایا جو یہ کہتے تھے کہ ''ہر چیز تقدیر سے ہے''۔ فرماتے ہیں کہ اور میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر چیز تقدیر سے ہے، یہاں تک کہ عاجزی اور دانش مندی بھی''۔

تشریح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ ہوشیاری اور کمزوری کی جو صفات ہیں یہ بھی تقدیر کے احاطہ سے باہر نہیں ہیں بلکہ قضاء وقدر انسان کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے صرف جنت ودوزخ تک تقدیر محدود نہیں بلکہ دنیا وآخرت کے تمام فیصلے اور تمام معاملات اسی قضاء وقدر کے تحت ہیں۔اب یہاں سوال ہے کہ یہاں حدیث میں ''عجز'' کے مقابل ''کیس'' کا لفظ آیا ہے حالانکہ قاعدہ کے مطابق عجز کا مقابل ''قدرت'' ہے اور ''کیس'' کا مقابلہ ''بلادۃ'' ہے تو یہاں ایسا کیوں ہوا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں فن بلاغت کے اصول کے تحت احد الضدین میں سے ایک کو ذکر کیا ہے اور اس پر اعتماد کرتے ہوئے دوسرے کو چھوڑ دیا گیا ہے تو یہاں صنعت احتباک سے کام لیا گیا ہے کہ العجز کو ذکر کر کے قدرت کو چھوڑا گیا اور الکیس کو ذکر کر کے بلادت کو چھوڑ دیا گیا ہے مراد احاطہ اور استغراق ہے عبارت اس طرح ہے العجز والقدرۃ والکیس والبلادۃ من قدرۃ اللہ۔یعنی ضعف وقدرت ذکاوت وبلادت سب اللہ کے ہاں مقدر ہیں اور اسی کے مطابق ظاہر ہوتے ہیں۔

حافظ تورپشتی نے فرمایا کہ العجز سے مراد عاجز وکمزور اور ضعیف ہے اور الکیس سے مراد عقلمند آدمی ہے یعنی جو کوئی کمزور فی العقل والرائے ہے اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے تقدیر کے تحت پیدا کیا اور جو الکیس اور چالاک وہوشیار مکار ہے اس کو بھی تقدیر کے تحت پیدا کیا گیا ہے کسی کمزور یا طاقت ور میں اپنی کوئی طاقت نہیں سب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

۶۷۴۷۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ مُشْرِكُو قُرَيْشٍ يُخَاصِمُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَدَرِ، فَنَزَلَتْ ﴿يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ، إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مشرکین قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقدیر کے معاملہ میں جھگڑتے ہوئے، اس موقع پر آیت نازل ہوئی، ترجمہ: یعنی جس دن کہ وہ اوندھے منہ جہنم میں گھسیٹے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا بطور عتاب) چکھو آگ کا چھونا، بلاشبہ ہم نے ہر چیز کو تقدیر سے پیدا کیا ہے۔

بَابُ قُدِّرَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظُّهُ مِنَ الزِّنَا

انسان کی تقدیر میں اس کے زنا کا حصہ بھی لکھا جا چکا ہے

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٦٧٤٨۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِإِسْحَاقَ قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا، أَدْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ النُّطْقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ، قَالَ عَبْدٌ فِي رِوَايَتِهِ: ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میرے نزدیک "لمم" کے زیادہ مشابہ وہ حدیث ہے جو ابو ہریرہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے لیے زنا سے اس کا حصہ لکھ دیا ہے جسے وہ لامحالہ پائے گا۔ پس آنکھوں کا زنا (نامحرم عورت کو شہوت سے) دیکھنا ہے اور زبان کا زنا (نامحرم سے شہوت کے ساتھ) باتیں کرنا ہے اور نفس اس کی تمنا اور خواہش کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے"۔

تشریح:

"ان الله كتب" حافظ تورپشتی فرماتے ہیں کہ "کتب" ثبت کے معنی میں ہے فرض اور واجب کے معنی میں نہیں ہے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم میں ایسے حواس پیدا کیے ہیں جن کے ذریعہ سے وہ لذت زنا محسوس کرتا ہے اور اس کے بعد وہ فرج کے ذریعہ اس کی تکمیل کرتا ہے اب اگر اس نے عملاً زنا کیا تو حواس کے ان لذائذ کے بارے میں یہ فرج کی طرف سے تصدیق ہوئی اور اگر زنا کا اصلاً ارتکاب نہ کیا تو حواس کے بارے میں یہ فرج کی طرف سے تکذیب ہوئی "والفرج يصدق ذلك ويكذبه" کا یہی مطلب ہے۔ بعض حضرات نے "کتب" کو قدر کے معنی میں لیا ہے "اى قدر فى الازل ان يجرى على ابن آدم الزنا" اس تقدیر ازلی سے وہ انسان اپنے کسب واختیار سے اس قسم زنا کا ارتکاب کرے گا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زنا کے کئی مراتب ہیں جو زنا دون زنا ہے ایک زنا حظ العین ہے ایک حظ اللسان ہے ایک حظ القلب ہے ایک زنا حظ

الاذنین ہے، ان سب کے آخر میں زنا کا آخری اور عملی درجہ ہے جس کو زنا بالفرج کہا جاتا ہے اب جو شخص اس آخری درجہ میں مبتلا ہوا تو یہ الفرج یصدقه کا مصداق ہے اور جو اس آخری درجہ میں مبتلا ہونے سے بچ گیا تو یہ الفرج یکذبه کا مصداق ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس آخری درجہ کے عملی زنا سے پہلے وسائل اور ذرائع واسباب ہیں جو صغائر میں داخل ہیں تاہم اگر آخری درجہ متحقق ہوگیا تو وسائل کے تمام درجات کبائر میں شمار ہوں گے اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک چور مسجد میں چوری کے لیے گیا مگر پھر اپنا ارادہ بدل کیا تو بہ کی تو سابقہ درجات کے تمام وسائل معاف ہوں گے اور اگر چوری کرلی تو سابقہ تمام اسباب بھی اس کے ساتھ چوری میں شمار ہوں گے اس حدیث سے قرآن عظیم کی آیت ﴿الـذيـن يـجتنبون كبائر الاثم والفواحش الا اللمم﴾ کی تفسیر مفسرین نے کی ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ باللمم کی سب سے اچھی تفسیر حضرت ابو ہریرہ کی یہی حدیث ہے۔

''الـمنطق'' اجنبیات سے دل لگا کر شہوت انگیز باتیں کرنا مراد ہے۔ یہ حدیث مسلمانوں کو آنکھ زبان ناک ہاتھ اور دل کے زنا سے باز رکھنے کی تعلیم دے رہی ہے حالانکہ لوگ ان چیزوں کو زنا میں شمار نہیں کرتے بلکہ صرف عملی زنا کو جرم اور زنا سمجھتے ہیں۔

٦٧٤٩ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو هِشَامٍ الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيبُهُ مِنَ الزِّنَا، مُدْرِكٌ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَالْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ، وَالْأُذُنَانِ زِنَاهُمَا الِاسْتِمَاعُ، وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ، وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا، وَالْقَلْبُ يَهْوَى وَيَتَمَنَّى، وَيُصَدِّقُ ذَلِكَ الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ابن آدم پر زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا گیا ہے جسے وہ لامحالہ پائے گا۔ پس دونوں آنکھیں ان کا زنا بدنظری ہے اور دونوں کانوں کا زنا (بدکاری کی باتیں) سننا ہے اور زبان کا زنا (نامحرم سے بدکاری کی) باتیں کرنا ہے اور ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے اور ٹانگوں کا زنا قدم اٹھانا ہے اور دل اس کی خواہش اور تمنا کرتا ہے اور فرج اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے''۔

بَابُ مَعْنَى كُلِّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ وَحُكْمِ أَطْفَالِ الْكُفَّارِ

ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے اور کفار کے بچوں کا حکم

اس باب میں امام مسلم نے پندرہ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٧٥٠ـ حَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي

سَعِیدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، أَنَّهُ کَانَ یَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا یُولَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهِ وَیُنَصِّرَانِهِ وَیُمَجِّسَانِهِ، کَمَا تُنْتَجُ الْبَهِیمَةُ بَهِیمَةً جَمْعَاءَ، هَلْ تُحِسُّونَ فِیهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟ ثُمَّ یَقُولُ: أَبُو هُرَیْرَةَ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِی فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾ (الروم: ۳۰) الْآیَة

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے وہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، پس اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں جیسے کہ جانور صحیح سالم چوپایہ جنتا ہے، کیا تم دیکھتے ہو ان میں سے کوئی کان کٹا ہوا ہے؟ پھر ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو پڑھو، ''اللہ کی فطرت وہی ہے جس پر اپنے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی خلقت تبدیل نہیں ہوتی''۔

تشریح:

''یولد علی الفطرۃ'' علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ ''الفطرۃ'' سے یہاں حدیث میں کیا مراد ہے امام احمد بن حنبل حافظ ابن عبدالبر اور ابن قیم رحمہم اللہ کے نزدیک ''فطرت'' سے مراد دین اسلام ہے ان حضرات کا ایک استدلال تو قرآن کریم کی آیت سے ہے کہ ﴿فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا﴾ میں بالا جماع فطرت سے مراد دین اسلام ہے اور اسی کو ﴿ذالک الدین القیم﴾ سے تعبیر کیا گیا ہے معلوم ہوا کہ فطرت اور دین قیم ایک ہی چیز ہے۔

امام احمد وغیرہ نے اپنے موقف کے لیے ایک حدیث قدسی سے بھی استدلال کیا ہے کہ حضرت عیاض بن حمار مجاشعیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نقل فرمایا کہ ''انی خلقت عبادی حنفاء کلھم فاجتالتھم الشیاطین عن دینھم'' کہ میں نے تمام انسانوں کو خالص دین پر پیدا کیا تھا مگر شیطان نے ان کو ان کے دین سے ورغلا کر گمراہ کیا معلوم ہوا فطرت سے مراد دین اسلام ہے۔ نیز حافظ ابن حجر بھی فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے سورہ روم میں اس آیت کے ذیل میں فطرت سے دین اسلام مراد لیا ہے ''والفطرۃ الاسلام''۔

سوال: اس توجیہ پر دو اعتراض ہیں اول یہ کہ اگر فطرت سے مراد اسلام ہے اور ہر بچہ مسلمان ہے تو پھر میدان جہاد میں جنگ کے دوران پکڑا جانے والا بچہ غلام کیوں بنایا جاتا ہے اور کافر کے بچے کی نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھائی جاتی؟ اور اس کو ''خیر الابوین'' کے تابع کیوں کیا جاتا ہے جب کہ یہ ہر حال میں فطرت اور تخلیق کے اعتبار سے مسلمان ہے؟ نیز حضرت خضر علیہ السلام نے کیوں ایک معصوم بچے کو قتل کیا؟

دوسرا اعتراض: یہ ہے کہ مذکورہ حدیث میں "فابواہ یھودانہ" آیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس فطرت سلیمہ کو ماں باپ بدل کر یہودی نصرانی مجوسی بناتے ہیں حالانکہ اسی جگہ جس آیت کو استشہاد میں پیش کیا گیا ہے اس میں ﴿لا تبدیل لخلق اللہ﴾ کا جملہ ہے کہ فطرت اسلام میں تغیر نہیں آتا ہے تو آیت اور حدیث میں تعارض آگیا۔ اس لیے حافظ تورپشتی علامہ طیبی اور شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ اور دیگر علمائے کرام نے فرمایا کہ حدیث میں فطرت سے مراد قبول حق کی استعداد اور صلاحیت وقابلیت ولیاقت ہے کہ اگر وہ بچہ اس استعداد کے ساتھ اسلام قبول کرنا چاہتا ہے تو اس میں اس کی صلاحیت ہے اور وہ بالکل اس کے لیے تیار ہے ہاں اگر وہ بچہ غلط ماحول میں پڑ کر اس استعداد کو خراب کرتا ہے اور اس سے غلط فائدہ اٹھاتا ہے تو وہ ارد گرد کے ماحول کا قصور ہے مگر پھر بھی استعداد قبول حق باقی رہتا ہے دیکھو فرعون جب غلط ماحول سے الگ ہوا تو اس نے قبول حق کا اقرار کیا یہی وہ فطری نعرہ تھا جو اس استعداد کے وجود کا نتیجہ تھا اگرچہ اس اقرار نے اس کو فائدہ نہیں پہنچایا کیونکہ فائدہ کا وقت گزر چکا تھا۔ اسی کو فرمایا ﴿لا تبدیل لخلق اللہ﴾ کہ اس استعداد کو غلط استعمال کر کے مہر جباریت تو لگ جاتی ہے مگر استعداد پھر بھی موجود رہتی ہے ہاں مہر جباریت کے لگنے سے استعداد سے فائدہ اٹھانا ختم ہو جاتا ہے اور اس سے فائدہ ممکن نہیں رہتا ہے اصل استعداد کا موجود رہنا تو الگ چیز ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ قرطبی کی بھی یہی رائے کہ فطرت جو تخلیق کے معنی میں ہے اس سے مراد یہی استعداد قبول حق ہے۔

سوال: یہاں اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے جس بچہ کو مارا تھا اس کے متعلق روایات میں آیا ہے "طبع یوم طبع کافرا" اگر استعداد باقی تھی تو کیسے اس کو مطبوع علی الکفر کہا گیا؟

جواب: یہ عالم غیب کے اعتبار سے فرمایا ہے اگرچہ عالم شہادت کے اعتبار سے اس میں استعداد تھی مگر اللہ تعالیٰ کے علم ازلی کے مطابق انجام کے اعتبار سے اس کو کافر ہونا تھا اور اسی کا تذکرہ "طبع یوم طبع کافرا" میں ہوا ہے۔

مثال: اس تخلیقی جبلی اور فطری استعداد کی مثال حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اس طرح دی ہے کہ مثلاً صفت رجولیت تمام افراد رجال میں ہوتی ہے مگر ان سے وہ افراد مستثنیٰ کیے جا سکتے ہیں جو رہبانیت اختیار کر کے اس صفت مردانگی کو ضائع کر دیتے ہیں ظاہر ہے کہ ان کو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان میں یہ صفت نہیں تھی، بعینہ اسی طرح استعداد قبول حق ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام افراد انسانی میں رکھا ہے لیکن ان کے والدین کا اس کو یہودی نصرانی بنانا ایک ایسی آفت ہے جس سے اس کی استعداد کا مصرف تبدیل ہو گیا مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ شخص اس استعداد سے محروم تھا۔ البتہ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اپنے قدرت کاملہ کے ظہور کے لیے

کسی بچہ کو اول وہلہ میں استعداد سے محروم و مسلوب کر دیتا ہے جس طرح خضر علیہ السلام نے جس لڑکے کو مارا گویا وہ اس عام قاعدہ سے مستثنیٰ ہے۔

''کما تنتج'' یہ نتاج سے ہے بچہ جنم لینا پیدا کرنا ''البھیمۃ'' جانور اور حیوان کو کہا جاتا ہے۔ ''جمعاء'' اس سے مراد تام الخلقت اور سلیم الاعضاء حیوان ہے جس کا کوئی عضو کٹا ہوا نہ ہو۔ ''الجدعاء'' یہ اس حیوان کو کہتے ہیں جس کے کان کٹے ہوں ناک کٹی ہوئی ہو ناقص الخلقت ہو۔ کان کے کٹنے سے یہ بھی اشارہ ہو گیا کہ یہ کافر لوگ حق کے سننے سے ایسے محروم ہیں گویا کان ہی کٹے ہوئے ہیں سماع حق کا آلہ ہی نہیں، یعنی جس طرح ایک جانور سے اسی کی طرح صحیح سالم بچہ پیدا ہوتا ہے کوئی کان کٹا نہیں ہوتا اسی طرح فطرت اسلام صحیح اور سالم ہوتی ہے مگر لوگ اپنے کسب و اختیار سے اس فطرت کو برباد کرتے ہیں جس طرح بت پرست لوگ جانوروں کے بھی کان وغیرہ کاٹ کر یا چیر پھاڑ کر خراب کرتے ہیں۔ ''ای یولد علی الفطرۃ ولادۃ مثل نتاج البھیمۃ ویغیر انہ تغییرا مثل تغییرھم البھیمۃ''۔

۶۷۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، كِلَاهُمَا عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً وَلَمْ يَذْكُرْ: جَمْعَاءَ

ان اسناد کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل حدیث منقول ہے البتہ ایک سند سے یہ الفاظ ہیں کہ جیسے جانور کے ہاں جانور پیدا ہوتا ہے۔ اور کامل الاعضاء ہونے کو ذکر نہیں کیا۔

۶۷۵۲۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ يَقُولُ: اقْرَءُوا: ﴿فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرۃ اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر فرمایا: یہ آیت پڑھو ﴿فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ الخ﴾

۶۷۵۳۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ

وَيُشَرِّكَانِهِ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ لَوْ مَاتَ قَبْلَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ،

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں پیدا ہوتا کوئی مولود مگر وہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔ پھر اس کے والدین اسے یہودی اور نصرانی اور مشرک بناتے ہیں''۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے اگر وہ بچہ اس سے پہلے مر جائے؟ فرمایا کہ: اللہ ہی زیادہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرنے والے تھے''۔

٦٧٥٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، فِي حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ: مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلَّا وَهُوَ عَلَى الْمِلَّةِ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ: إِلَّا عَلَى هٰذِهِ الْمِلَّةِ، حَتّٰى يُبَيِّنَ عَنْهُ لِسَانُهُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ، عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ: لَيْسَ مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلَّا عَلَى هٰذِهِ الْفِطْرَةِ، حَتّٰى يُعَبِّرَ عَنْهُ لِسَانُهُ

ان مذکورہ تمام اسناد کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی مروی ہے۔ البتہ حضرت ابن نمیر کی روایت یہ ہے کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ ملت پر پیدا ہوتا ہے اور حضرت معاویہ کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ وہ اس ملت پر پیدا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی زبان سے اس کا اظہار کردے حضرت ابو کریب کی روایت میں یہ ہے کہ ہر پیدا ہونے والا اس فطرت پر پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی زبان چل سکے اور اس کے ضمیر کی ترجمانی کرسکے۔

٦٧٥٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يُولَدُ يُولَدُ عَلَى هٰذِهِ الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ، كَمَا تُنْتِجُونَ الْإِبِلَ، فَهَلْ تَجِدُونَ فِيهَا جَدْعَاءَ، حَتّٰى تَكُونُوا أَنْتُمْ تَجْدَعُونَهَا قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَرَأَيْتَ مَنْ يَمُوتُ صَغِيرًا؟ قَالَ: اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ اس فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پس اس کے والدین اسے یہودی اور نصرانی بنا دیتے ہیں جیسے کہ اونٹ بچے جنتے ہیں تو کیا تم ان میں کوئی کن کٹا پاتے ہو؟ بلکہ تم ہی ان کے کان کاٹتے ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے جو بچپن ہی میں مر جائے؟ فرمایا کہ: اللہ ہی زیادہ جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والے تھے۔

اولاد مشرکین کا حکم

تشریح:

''اللہ اعلم بما کانوا عاملین ''یعنی اللہ ہی کو معلوم ہے تم کو کیا معلوم اور تمہارا کیا سوال؟ یہ جملہ اولاد مشرکین کی صحیح حقیقت نہ بتانے کا ایک انداز ہے اور اس سے لاعلمی کا اظہار ہے۔

سوال: شبہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اولاد مشرکین سے متعلق کوئی حتمی بات کیوں ظاہر نہ فرمائی؟

جواب: اول یہ کہ اب تک حضور اکرم کو من جانب اللہ کوئی واضح حکم نہیں ملا تھا۔

جواب دوم: یہ کہ آپ ﷺ کو معلوم تو تھا مگر اظہار میں توقف کیا کہ اب تک اجازت نہیں تھی اس مسئلہ میں نصوص کے اختلاف کی وجہ سے فقہاء اسلام میں بھی اختلاف آیا ہے چند اقوال ملاحظہ ہوں۔

(۱) اولاد مشرکین جن کا بچپن میں انتقال ہو گیا ہو ان کے متعلق ابن حجر کی رائے یہ ہے کہ یہ جنتی ہیں اور حضور اکرم ﷺ کو وحی جدید سے اس کا علم ہو گیا۔

(۲) داخل جنت ہیں مگر مستقلاً نہیں بلکہ جنتیوں کے خدام کی حیثیت سے اور ان کے تابع کی حیثیت سے ہوں گے۔

(۳) نہ جنت میں نہ دوزخ میں بلکہ اعراف میں ہوں گے۔

(۴) والدین کے تابع ہو کر دوزخ میں جائیں گے۔

(۵) امام ابوحنیفہؒ اور اکثر فقہاء کے ہاں راجح یہ ہے کہ اولاد مشرکین میں توقف کیا جائے۔

٦٧٥٦۔حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كُلُّ إِنْسَانٍ تَلِدُهُ أُمُّهُ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَأَبَوَاهُ بَعْدُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ وَيُمَجِّسَانِهِ، فَإِنْ كَانَا مُسْلِمَيْنِ، فَمُسْلِمٌ كُلُّ إِنْسَانٍ تَلِدُهُ أُمُّهُ يَلْكُزُهُ الشَّيْطَانُ فِي حِضْنَيْهِ إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر انسان کو اس کی ماں فطرت پر جنتی ہے اور اس کے والدین بعد میں اسے یہودی اور نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔ پس اگر ماں باپ دونوں مسلمان ہوں تو وہ مسلم ہے۔ ہر انسان جب اس کی ماں اسے جنم دیتی ہے تو شیطان اس کی کوکھوں میں گھونسہ مارتا ہے سوائے حضرت

مریم اور ان کے بیٹے کے۔

٦٧٥٧۔حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، وَيُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سُئِلَ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا مشرکین کے (نابالغ) بچوں کے بارے میں تو فرمایا کہ: اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ (آگے چل کر) کیا اعمال کرنے والے تھے۔

٦٧٥٨۔حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَهْرَامَ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، ح وَحَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِإِسْنَادِ يُونُسَ وَابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، مِثْلَ حَدِيثِهِمَا، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ شُعَيْبٍ وَمَعْقِلٍ: سُئِلَ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِينَ

ان اسناد کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی منقول ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ سے مشرکین کی ذریت کے بارے مین پوچھا گیا۔

٦٧٥٩۔حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، عَنْ أَطْفَالِ الْمُشْرِكِينَ مَنْ يَمُوتُ مِنْهُمْ صَغِيرًا، فَقَالَ: اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کے ان بچوں کے بارے میں پوچھا گیا جو بچپن میں ہی فوت ہو جاتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے ہیں۔

٦٧٦٠۔وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، عَنْ أَطْفَالِ الْمُشْرِكِينَ، قَالَ: اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ إِذْ خَلَقَهُمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کے بچوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو ان کے پیدا کرتے وقت بخوبی علم تھا کہ وہ کیا عمل کرنے والے ہیں۔

٦٧٦١۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَقَبَةَ بْنِ مَسْقَلَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْغُلَامَ الَّذِي قَتَلَهُ الْخَضِرُ طُبِعَ كَافِرًا، وَلَوْ عَاشَ لَأَرْهَقَ أَبَوَيْهِ طُغْيَانًا وَكُفْرًا

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''وہ بچہ جسے حضرت خضر نے قتل کیا تھا اس کی سرشت میں کفر تھا اور اگر وہ زندہ رہتا تو اپنے ماں باپ کو کفر اور سرکشی میں مبتلا کر دیتا''۔

۶۷۶۲۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَتْ: تُوُفِّيَ صَبِيٌّ، فَقُلْتُ: طُوبَى لَهُ عُصْفُورٌ مِنْ عَصَافِيرِ الْجَنَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَ لَا تَدْرِينَ أَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْجَنَّةَ وَخَلَقَ النَّارَ، فَخَلَقَ لِهَذِهِ أَهْلًا وَلِهَذِهِ أَهْلًا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بچہ انتقال کر گیا تو میں نے کہا ''اس کے لیے خوش خبری ہو۔ جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''کیا تم نہیں جانتیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا اور جہنم کو بھی، پس اس کے لیے بھی کچھ لوگ پیدا کیے اور اُس کے لیے بھی۔

۶۷۶۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَتْ: دُعِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَنَازَةِ صَبِيٍّ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ طُوبَى لِهَذَا، عُصْفُورٌ مِنْ عَصَافِيرِ الْجَنَّةِ لَمْ يَعْمَلِ السُّوءَ وَلَمْ يُدْرِكْهُ، قَالَ: أَوَ غَيْرَ ذَلِكَ، يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ أَهْلًا، خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ، وَخَلَقَ لِلنَّارِ أَهْلًا، خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک انصاری بچہ کے جنازہ پر بلایا گیا، میں نے کہا یا رسول اللہ! اس بچہ کے لیے تو خوشخبری ہے، جنت کے پرندوں میں سے ایک پرندہ ہے، اس نے نہ گناہ کیا نہ برائی کی عمر کو پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! اس کے سوا کچھ نہیں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو جنت کے لیے پیدا فرمایا ہے، انہیں جنت کے لیے پیدا کیا گیا جب کہ وہ ابھی اپنے باپوں کی پشت میں تھے۔ اور کچھ لوگوں کو جہنم کے لیے پیدا فرمایا ہے، انہیں جہنم کے لیے پیدا کیا گیا جب کہ وہ اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے''۔

تشریح:

''عصفور من عصافير الجنة'' یہ تشبیہ نہیں کیونکہ جنت میں مشبہ بہ کے لیے عصافیر چڑیوں کا وجود نہیں ہے اسی طرح یہ کوئی

استعارہ وغیرہ نہیں ہے بلکہ یہ کلام ایک دعویٰ ادعاء پر مبنی ہے کہ پہلے دعویٰ کیا گیا کہ جنت میں چڑیاں ہیں اور پھر اس کے ساتھ تشبیہ دیدی گئی، حضرت عائشہ کا خیال تھا کہ یہ جنتی ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہ تشبیہ بلیغ ہے اور جنت میں عصافیر کا ہونا ﴿ولحم طير مما يشتهون﴾ سے ثابت ہوتا ہے۔

"فقال او غير ذلك" ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ مشہور روایت کے مطابق یہ عبارت "واو" کے فتحہ "را" کے ضمہ اور "کاف" کے کسرہ کے ساتھ ہے گویا واؤ حالیہ ہے اصل عبارت اس طرح ہے "اتعتقدين ما قلت والحق غير ذلك" اور وہ یہ کہ یقینی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ بچہ اہل جنت میں سے ہے، یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ آپ ﷺ پر اطفال کے بارے میں کوئی وحی نہیں آئی تھی بعد میں وحی آئی کہ اطفال جنت میں ہوں گے یا نبی اکرم ﷺ نے یہاں حضرت عائشہ کو یہ تعلیم دیدی کہ بغیر کسی قطعی علم کے قطعی علم اور قطعی فیصلہ مناسب نہیں کیونکہ بچہ والدین کے تابع ہوتا ہے ہوسکتا ہے کہ باپ کا خاتمہ بالخیر نہ ہو بلکہ کچھ اور ہو۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے "او غير ذلك" میں واؤ کو "او" کے معنی میں بھی لیا ہے یعنی "الواقع هذا او غير ذلك" ایک احتمال یہ بھی ہے کہ یہ واؤ بل کے معنی میں ہو۔ "اصلاب آبائهم" یعنی اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں پہلے سے یہ معلوم تھا کہ یہ لوگ دوزخی ہیں یا جنتی ہیں اصلاب آباء کے وقت سے معلوم تھا اور اسی طرح لوح محفوظ میں بھی لکھا گیا لیکن یہ سب کچھ ان اشخاص کے تفصیلی اعمال کو تفصیلاً دیکھ کر لکھا گیا ہے بالآخر وہ لوگ اپنے کسب واختیار سے اور اپنے افعال واعمال کی وجہ سے اپنے اپنے مقام پر جائیں گے۔

٦٧٦٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، ح وحَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حَفْصٍ، ح وحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى بِإِسْنَادِ وَكِيعٍ، نَحْوَ حَدِيثِهِ

ان تمام مذکورہ اسناد کیساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل حدیث منقول ہے۔

بَابُ الاجل والرزق لا تَزِيدُ وَلَا تَنْقُصُ عَنِ الْقَدَرِ

عمر اور رزق تقدیر سے آگے پیچھے نہیں ہوسکتے ہیں

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

٦٧٦٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ،

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَشْكُرِيِّ، عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهُمَّ أَمْتِعْنِي بِزَوْجِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبِأَبِي أَبِي سُفْيَانَ، وَبِأَخِي مُعَاوِيَةَ قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ سَأَلْتِ اللّٰهَ لِآجَالٍ مَضْرُوبَةٍ، وَأَيَّامٍ مَعْدُودَةٍ، وَأَرْزَاقٍ مَقْسُومَةٍ، لَنْ يُعَجِّلَ شَيْئًا قَبْلَ حِلِّهِ، أَوْ يُؤَخِّرَ شَيْئًا عَنْ حِلِّهِ، وَلَوْ كُنْتِ سَأَلْتِ اللّٰهَ أَنْ يُعِيذَكِ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ، أَوْ عَذَابٍ فِي الْقَبْرِ، كَانَ خَيْرًا وَأَفْضَلَ قَالَ: وَذُكِرَتْ عِنْدَهُ الْقِرَدَةُ، قَالَ مِسْعَرٌ: وَأُرَاهُ قَالَ: وَالْخَنَازِيرُ مِنْ مَسْخٍ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ لِمَسْخٍ نَسْلًا وَلَا عَقِبًا، وَقَدْ كَانَتِ الْقِرَدَةُ وَالْخَنَازِيرُ قَبْلَ ذَلِكَ

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے (دعا کے طور پر) فرمایا: اے اللہ! مجھے میرے شوہر رسول اللہ ﷺ اور میرے باپ ابوسفیان اور میرے بھائی معاویہ کی (طول عمر) سے مستفید فرما''۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ تو نے اللہ سے مقررہ میعادیں، متعین دن اور تقسیم شدہ روزیاں مانگی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس سے پہلے نہیں کرے گا اور نہ ہی اسی کے (وقت مقررہ سے) مؤخر کرے گا۔ اگر تو اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتی کہ وہ تجھے جہنم کے عذاب سے بچائے اور قبر کے عذاب سے پناہ میں رکھے تو یہ زیادہ بہتر اور افضل تھا۔ اور آپ ﷺ کے سامنے بندروں اور خنزیروں کا ذکر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسخ ہونے والوں کی نسل اور اولاد نہیں چلائی۔ اور بندر اور خنزیر تو اس سے پہلے بھی تھے۔

٦٧٦٦ـ حَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ، عَنْ مِسْعَرٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِ، عَنِ ابْنِ بِشْرٍ وَوَكِيعٍ، جَمِيعًا: مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ

ان تمام مذکورہ اسناد کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل حدیث مروی ہے البتہ اس روایت میں عذاب جہنم اور عذاب قبر کے الفاظ ہیں۔

٦٧٦٧ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَاللَّفْظُ لِحَجَّاجٍ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا وقَالَ حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَشْكُرِيِّ، عَنْ مَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ: اللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِزَوْجِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبِأَبِي أَبِي سُفْيَانَ، وَبِأَخِي مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكِ سَأَلْتِ اللّٰهَ لِآجَالٍ مَضْرُوبَةٍ، وَآثَارٍ مَوْطُوئَةٍ، وَأَرْزَاقٍ مَقْسُومَةٍ، لَا يُعَجِّلُ شَيْئًا مِنْهَا قَبْلَ حِلِّهِ، وَلَا يُؤَخِّرُ مِنْهَا شَيْئًا بَعْدَ حِلِّهِ، وَلَوْ سَأَلْتِ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكِ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ، وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ لَكَانَ خَيْرًا لَكِ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ الْقِرَدَةُ وَالْخَنَازِيرُ، هِيَ مِمَّا مُسِخَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُهْلِكْ قَوْمًا، أَوْ يُعَذِّبْ قَوْمًا، فَيَجْعَلَ لَهُمْ نَسْلًا، وَإِنَّ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ كَانُوا قَبْلَ ذٰلِكَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! مجھے اپنے شوہر رسول اللہ ﷺ، اپنے باپ ابوسفیانؓ اور بھائی معاویہؓ سے (طویل عمر) مستفید فرما''۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ تم نے اللہ سے مقرر شدہ عمریں روندے ہوئے قدم اور تقسیم شدہ روزیاں مانگی ہیں، اور وہ اس کے مقرر وقت سے نہ جلدی کرے گا نہ اس سے ذرا بھی مؤخر کرے گا اور اگر تم اللہ سے یہ سوال کرتیں کہ وہ تمہیں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے عافیت عطا فرماتے تو یہ تمہارے لیے بہتر ہوتا''۔ پھر ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا بندر اور سوران لوگوں (کی نسل میں سے) ہیں جن (کی صورتیں) مسخ کردی گئی تھیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے کسی قوم کو ہلاک کرنے یا عذاب دینے کے بعد ان کی نسل نہیں جاری کی۔ اور بندر و سور تو اس سے قبل بھی تھے''۔

تشریح:

''مضروبة'' ای مقررة یعنی ہم میں سے سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے موت کے اوقات اور عمر کی مدت اور رزق کی مقدار مقرر فرمائی ہے کوئی بھی اس سے آگے پیچھے نہیں ہوسکتا ہے پس اس قسم کے سوال اور دعاؤں میں کوئی فائدہ نہیں ہے یاد رہے کہ اس سے تقدیر مبرم کا فیصلہ مراد ہے اس میں ردوبدل نہیں ہوسکتا ہے لیکن تقدیر معلق چونکہ مشروط ہوتی ہے اس لیے اس میں آگے پیچھے ہوسکتا ہے مثلاً تقدیر میں لکھ دیا گیا کہ اس شخص کی عمر ساٹھ سال ہوگی لیکن اگر اس نے والدین کی خدمت کی تو عمر دس سال بڑھ جائے گی ''حله'' ح پر کسرہ ہے لام پر شد ہے ''ای قبل مجئی وقته وحینه'' وقت آنے کو کہتے ہیں ''نسلا'' یعنی مسخ شدہ انسان وحیوان تین دن سے زیادہ نہیں رہ سکتا ہے اس کی نسل باقی نہیں رہتی ہے لہٰذا خنزیر اور بندر اور چوہا مسخ شدہ اقوام کے نمونے تو ہیں لیکن مسخ شدہ انسان کی نسل نہیں ہے۔

سوال: علامہ نووی نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ ان مذکورہ اشیاء کی دعا اور سوال سے اس لیے منع کیا گیا کہ ان کا معاملہ تقدیر میں لکھا

جا چکا ہے اگر ایسا ہے تو پھر عذاب سے پناہ مانگنے کی دعاء بھی نہیں مانگنی چاہیے حالانکہ وہ مستحب ہے تو دونوں میں کیا فرق ہے۔

جواب: علامہ نووی فرماتے ہیں کہ استعاذہ کی دعاء خود عبادت ہے تو وہ مستحب ہے طوالت عمر کی دعاء عبادت نہیں ہے تو دونوں میں فرق ہے "قبــل ذلک" یعنی بندر اور خنزیر اگر مسخ شدہ اقوام ہیں تو یہ حیوان تو ان اقوام کے مسخ ہونے سے پہلے بھی تو تھے تو پہلے کہاں سے آگئے؟ "آثـار موطؤة" ای ممهدة یعنی یہ ایسے آثار ہیں کہ اس کو یہ آدمی ضرور روند ڈالے گا اس سے چھٹکارا نہیں ہے "مبلوغة" کا بھی یہی معنی ہے کہ اس تک ضرور پہنچا ہے اگلی روایت کا لفظ ہے۔

٦٧٦٨ـ حَدَّثَنِيهِ أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: وَآثَارٍ مَبْلُوغَةٍ، قَالَ ابْنُ مَعْبَدٍ: وَرَوَى بَعْضُهُمْ قَبْلَ حِلِّهِ أَيْ نُزُولِهِ

اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل منقول ہے۔

بَابُ تَفْوِيضِ الْمَقَادِيرِ إِلَى اللَّهِ

تقدیر کے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٦٧٦٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ، خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ، وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ، وَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَلَا تَعْجَزْ، وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ، فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ قَدَرُ اللَّهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قوی مؤمن اللہ کے نزدیک کمزور مؤمن سے زیادہ بہتر اور محبوب ہے اور خیر دونوں میں ہے۔ جو کام تمہیں نفع پہنچائے اس کی حرص کرو اور اللہ سے مدد طلب کرو اور عاجز ہو کر مت بیٹھو۔ اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو یہ مت کہو کہ: اگر میں یوں کرتا تو ایسا ایسا ہو جاتا لیکن یہ کہو: اللہ نے جو مقدر کیا تھا اور جو چاہا وہی کیا۔ اس لیے کہ لفظ (لو) شیطان کا کام شروع کر دیتا ہے"۔

تشریح:

"المؤمن القوی "یعنی قوی اور طاقت ور عالی ہمت صاحب جرأت مجاہد مسلمان کمزور اور بے ہمت مسلمان سے بہتر ہے علامہ نووی فرماتے ہیں"والمراد بالقوة هنا عزيمة النفس والقريحة في امور الاخرة فيكون صاحب هذا الوصف اكثر اقداما على العدو في الجهاد واسرع خروجا اليه وذهابا في طلبه واشد عزيمة في الامر بالمعروف والنهي عن المنكر وابصر على الاذى في كل ذلك واحتمال المشاق في ذات الله"۔

"وفي كل خير "یعنی قوی کے مقابلہ میں ضعیف مسلمان میں بھی خیر ہے کیونکہ وہ اگر چہ بڑے امور سرانجام نہیں دے سکتا جہاد نہیں کرسکتا کم ازکم عبادت تو کرتا ہے علامہ نووی فرماتے ہیں"وفي كل من القوي والضعيف خير لاشتراكهما في الايمان مع ما ياتي به الضعيف من العبادات "اھ

پنجاب میں پہلوانوں کے اکھاڑ خانوں پر مذکورہ حدیث لکھی جاتی ہے جو بے محل استعمال کی گئی ہے یہ حدیث صرف پہلوانی کے لیے نہیں ہے اس کا مطلب وہی ہے جو اوپر لکھا گیا ہاں ممکن ہے کہ اس کے عموم میں جسمانی ورزش وغیرہ آجائیں وہ الگ بات ہے۔"لو انی فعلت "یعنی اگر میں اس طرح کام کرتا تو مجھے مصیبت نہ پہنچتی یہ مصیبت جو آئی یہ اس وجہ سے ہے کہ میں نے یہ کام اس طرح نہیں کیا اس کلام کے ضمن میں تقدیر کے بارے میں خدشات پیدا ہو سکتے ہیں اور تقدیر پر اعتراض ہوسکتا ہے تو اس کلام سے وسوسوں کا دروازہ کھل جائے گا یہی مطلب ہے اگلے جملے کا کہ اس سے شیطان کے عمل کا دروازہ کھل جائے گا یعنی تقدیر پر اعتراض پیدا ہو جائے گا علماء فرماتے ہیں کہ"لو "کا کلمہ تو آنحضرت نے بھی استعمال فرمایا ہے"لو استقبلت من امری ما استدبرت ماسقت الهدی "تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ لو کو اس طرح استعمال کرنا مناسب نہیں ہے جس میں شدید افسوس ہو اور قضا وقدر سے شکایت ہو اگر ایسا نہ ہو اور معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کیا جاتا ہو اور نیک کام کے فوت ہوجانے پر افسوس ہو تو اس میں مضایقہ نہیں ہے خلاصہ یہ ہے کہ لو کو تمنا وتحسر وتحزن کے موقعوں پر بطور تمنا استعمال نہیں کرنا چاہیے اگر شرط وجزا کے طور پر ہو تو اس کا معاملہ الگ ہے اس میں اس طرح ممانعت نہیں ہے علامہ نووی نے لو کے استعمال کو مکروہ تنزیہی کہا ہے یعنی خلاف اولیٰ ہے تقدیر کے ان ابواب میں عصمت انبیاء کا مسئلہ زیر بحث آرہا ہے خصوصاً حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کا جو مکالمہ ہوا ہے اس میں عصمت انبیاء کے بارے میں قدم ڈگمگانے کا خطرہ ہے اس لیے اس کو یہاں لکھتا ہوں۔

عصمت انبیائے کرام کا مسئلہ

''وقد غفر الله له ''اس جملہ سے عصمتِ انبیاء کا مطلب نکلتا ہے بطور اشارہ چند جملے عرض کرتا ہوں۔ علامہ میر سید سند شریف نے التعریفات میں عصمت کی اس طرح تعریف کی ہے''العصمة ملكة اجتناب المعاصی مع التمكن منها'' ص:۱۰۷۔ عصمت اس حفاظت کا نام ہے جو قدرت واختیار کے موجود ہوتے ہوئے کسی کو بالفعل گناہ سے محفوظ رکھتی ہے، علماء کے ہاں اس پر اتفاق ہے کہ انبیائے کرام سے قبل النبوۃ اور بعد النبوۃ شرک وکفر کا صدور نہیں ہوتا اس سے وہ معصوم ہیں اور کبائر کے بارے میں بعد النبوۃ معصوم ہونے میں اہل السنۃ کا اجماع ہے۔ اور قبل النبوۃ بعض علماء کے نزدیک کبائر کا صدور ممکن ہے لیکن یہ مسلک مرجوح ہے راجح نہیں ہے۔ اور صغائر کے بارے میں اشاعرہ کہتے ہیں کہ اس کا صدور قبل النبوۃ اور بعد النبوۃ جائز ہے۔ لیکن ماتریدیہ مطلق نفی کرتے ہیں اور یہی عام علماء کے نزدیک راجح ہے۔ کیونکہ نبی عام انسانوں اور گناہ گاروں کی ہدایت کے لیے آتا ہے جب وہ خود گناہوں سے محفوظ نہیں تو اوروں کی کیا رہنمائی کر سکے گا؟

عالم کہ تن آسانی وتن پروری کند ☆ او خویشتن گم است کرا رہبری کند

''فرقہ حشویہ انبیائے کرام کو معصوم نہیں سمجھتا ہے''۔

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی طرف قرآن کریم میں ذنب ومعصیت کی جو نسبتیں ہوئی ہیں وہ ''حسنات الابرار سيئات المقربين'' کے طور پر ہیں۔ نیز ان کی شان عالی کے پیش نظر کبھی کبھی اللہ تعالیٰ نے الفاظ کی حد تک سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ یہ اپنوں کے ساتھ اپنوں کا اندازِ کلام ہوتا ہے۔ کسی اور کو اس کی اجازت نہیں ہے بلکہ قرآن عظیم کی تفسیر وتحقیق کے ضمن میں اگر ان زلات اور لغزشوں کا ذکر آتا ہے تو ایک آدمی اس پر کلام کر سکتا ہے۔ لیکن مستقلاً انبیائے کرام کی لغزشوں کے قصے بیان کرنا جائز نہیں ہے۔ سورۃ طٰہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش کے تذکرہ میں مفسرین لکھتے ہیں۔

قال ابوابكر بن العربی فی احكام القرآن واضعاً اساساً لادب الانبياء وقاعدة غريبة. يقول لا يجوز لاحدنا اليوم ان يخبر عن آدم الا اذا ذكرناه فی اثناء قوله تعالیٰ عنه او قول نبيه، فاما ان يبتدأ ذلك من قبل نفسه فليس بجائز لنا فی آبائنا الادنين الينا المماثلين لنا فكيف فی ابينا الاقدم الاعظم الاكرم النبی الاقدم الذی عذره الله سبحانه وتاب عليه وغفر له. (قرطبی، بحر محیط، معارف القرآن)

ترجمہ: ابوبکر بن عربی رحمہ اللہ نے انبیائے کرام کی عصمت کے بارے میں اپنی تفسیر احکام القرآن میں ایک بنیادی

عجیب قاعدہ ذکر کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ آج ہم میں سے کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ ہم حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش کے قصے سنائیں ہاں اگر اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول کے بیان کردہ قصہ کے ضمن میں ہم اس لغزش کا تذکرہ کریں وہ الگ بات ہے لیکن اگر ہم اپنی طرف سے خود بخود حضرت آدم علیہ السلام کی کسی لغزش کا تذکرہ شروع کریں تو یہ جائز نہیں ہوگا کیونکہ اس طرح لغزش کے تذکرے ہم اپنے قریب گزرے ہوئے آباؤ اجداد کے بارے میں نہیں کر سکتے ہیں جو ہم جیسے غیر معصوم انسان ہیں تو اس طرح تذکرے ہم اپنے بہت قدیم اور بہت عظیم دادا اور بہت کریم نبی حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں کیسے کر سکتے ہیں جس کی توبہ اور معذرت کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور ان کی مغفرت فرمادی۔

ایک جواب یہ بھی ہے کہ ذنب کی نسبت کے مختلف درجات ہیں نبی کی طرف نسبت ہو تو خلاف اولیٰ کا ارتکاب مراد ہوتا ہے۔

کِتَابُ الْعِلْمِ

علم اور اس کی فضیلت کا بیان

علم کے عنوان سے امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم کی جلد ثانی کے بالکل آخر میں کتاب العلم رکھا ہے تعجب ہے کہ اس ترتیب میں کیا حکمت تھی جب کہ عام محدثین کتاب العلم کو کتاب الایمان کے ساتھ رکھتے ہیں بہرحال امام مسلم نے کتاب العلم کے چھ ابواب میں تیس احادیث کو ذکر کیا ہے یہاں علم کی حقیقت وماہیت سے بحث نہیں ہے بلکہ احادیث میں علم کی جو فضیلت اور ضرورت آئی ہے اس سے بحث کرنا مقصود ہے۔

علم کی تعریف

علم لغت میں دانستن کو کہتے ہیں۔ اور علم کی اصطلاحی تعریف میں علماء کی دو رائے ہیں۔ علماء کے ایک طبقے کا خیال ہے کہ علم کی تعریف یا بالکل نہیں ہو سکتی اور یا مشکل ترین چیز ہے۔ چنانچہ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نعم تحقیق حقیته عسیر حدا'' یعنی علم کی تہہ اور حقیقت تک پہنچنا بہت ہی دشوار ہے۔

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چونکہ علم ''اجلی البدیهیات'' میں سے ہے اس لیے یہ ناقابل تحدید وتعریف ہے۔ علماء کے دوسرے طبقے جمہور کا خیال ہے کہ علم کی تحدید وتعریف ممکن ہے اور علوِّ رتبہ کی وجہ سے یہ تعریفات اٹھارہ تک جا پہنچی ہیں۔ جس سے علم کی شان کی بلندی کا خوب اندازہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فلاسفہ کے ہاں ایک تعریف ''حصول صورة الشیء'' ہے ایک تعریف: الصورة الحاصلة عن العقل ہے۔ ایک تعریف: الحاضر عن المدرک ہے۔ اہل شرع کے ہاں بھی علم کی کئی تعریفات ہیں۔ چنانچہ ماتریدیہ نے علم کی تعریف اس طرح کی ہے۔

(۱) العلم صفة مودعة فی القلب کالقوة الباصرة فی العین والسامعة فی الاذن۔

(۲) علامہ بدرالدین عینی نے اس طرح تعریف کی ہے: العلم صفة توجب تمییزاً لا یحتمل النقیض۔

(۳) ملا علی قاری رحمہ اللہ نے علم کی تعریف اس طرح فرمائی ہے: ''العلم نور فی قلب المؤمن مقتبس من مصابیح مشکوة النبوة من الاقوال المحمدیة والافعال الاحمدیة یهتدی به الی الله وصفاته واحکامه''۔

(۴) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے علم کی تعریف اس طرح فرمائی ہے: ''معرفة النفس مالها وما علیها'' اس تعریف میں علم فقہ اور تصوف بھی داخل ہو گیا۔

علم کی اقسام

مطلق علم دو قسم پر ہے: اول مبادی :دوم مقاصد

قسم اول: جیسے علم لغت، علم صرف، علم نحو، علم معانی و بیان اور علم اشتقاق وغیرہ۔

قسم دوم: جیسے علوم شرعیہ، احکام وعقائد وغیرہ۔

یہ شرعی علوم پھر دو قسم پر ہیں: اول کسبی، دوم وھبی، وھبی وہ علوم ہوتے ہیں کہ جن کے حصول میں انسان کے اکتساب کا دخل نہ ہو، یہ وہبی علوم پھر دو قسم پر ہیں: اول وہ کہ جو بغیر واسطہ بذریعہ وحی حاصل ہو جائیں یہ علوم النبوۃ ہیں۔

ثانی وہ کہ جو کمال اتباع نبی کی وجہ سے مل جائیں۔ یہ الہام وکشف وفراست پر مشتمل علوم ہوتے ہیں۔ الہام کے لیے علامات نہیں ہاں کشف وفراست کے لیے علامات ہوتی ہیں۔

دوسری قسم کسبی علوم ہیں۔ یہ کسب بشر سے بواسطہ بشر حاصل ہونے والے علوم ہیں جو علوم الشرعیات کہلاتے ہیں۔ اس میں ایک علم الاحکام ہے جس سے مقبول اور غیر مقبول میں امتیاز ہوتا ہے۔ اگر قبولیت ظاہر سے متعلق ہو تو یہ علم الفقہ ہے اور اگر باطن سے متعلق ہو تو یہ علم التصوف ہے۔ تو علم تصوف بھی علوم کسبیہ میں داخل ہے۔

پھر جو اشیاء فرض ہیں ان کا علم بھی فرض ہے۔ جو سنت ہیں ان کا علم بھی سنت ہے، جو اعمال واجب ہیں ان کا علم بھی واجب ہے، جو اشیاء حرام ہیں ان کا علم فرض ہے، جو مکروہ تحریمی ہیں ان کا علم واجب ہے۔ جو مکروہ تنزیہی ہیں ان کا علم سنت ہے۔

''طلب العلم فریضۃ'' سے مراد یہی ضروری علم ہے، باقی دینی امور کا ماہر ایک بڑے عالم دین کا وجود علاقے میں ضروری ہے۔ یعنی ایک جید عالم دین کا علاقہ میں ہونا فرض کفایہ ہے۔ اگر سب لوگوں نے اس ضرورت کو نظر انداز کیا تو سب کے سب گناہ گار ہو جائیں گے۔ درجۂ فرض سے آگے بڑھ کر علوم میں کمال پیدا کرنا مستحب ہے۔ بہر حال آدمی جس حالت میں بھی ہو اس حالت کا علم کہ آیا یہ حالت جائز ہے یا ناجائز ہے۔ اتنا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

علم کی فضیلت پر قرآن پاک کی آیات اور احادیث مقدسہ کے واضح فرامین بڑی مقدار میں موجود ہیں۔ اس سے جتنا ممکن ہو فائدہ اٹھالینا چاہیے۔

علم کی فضیلت میں حضرت سعدی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے چند تقابلی ابیات کہے ہیں ملاحظہ ہوں:

(۱) صاحبدلے بمدرسہ آمد زخانقاہ ☆ بشکست عہد صحبت اہل طریق را

(۲) گفتم میان عابد وعالم چہ فرق بود ☆ کہ تو کردی اختیار ازاں ایک فریق را
(۳) گفت آں گلیم خویش بدون می برد زموج ☆ وایں جہد میکند کہ گیرد غریق را

ترجمہ: (۱) ایک صوفی صاحب خانقاہ سے مدرسہ آ گیا اور صوفیوں سے بیعت کا سلسلہ توڑ دیا۔

(۲) میں نے ان سے کہا کہ عالم اور عابد میں کیا فرق ہے کہ آپ نے صوفیوں کو چھوڑ کر علماء کا حلقہ اختیار کیا

(۳) اس نے کہا کہ صوفی لوگ سمندر کی موج سے صرف اپنی چادر بچا کر نکلتے ہیں اور علماء سمندر سے ڈوبنے والے کو محنت کر کے بچاتے ہیں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ اتِّبَاعِ مُتَشَابِهِ الْقُرْآنِ،

قرآن عظیم کے تشابہات کے در پے ہونا منع ہے

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۷۷۰۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: تَلَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ، فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ، وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللّٰهُ، وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا، وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ، فَأُولَئِكَ الَّذِينَ سَمَّى اللّٰهُ فَاحْذَرُوهُمْ

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی، ﴿هو الذی انزل علیک الکتب﴾ وہی ہے جس نے آپ پر یہ کتاب نازل کی، اس میں بعض آیات محکم ہیں جو کہ کتاب کی اصل اور بنیاد ہیں (جن کا معنی واضح ہے) اور دوسری تشابہات ہیں (جن کے معنی واضح نہیں) پس وہ لوگ جن کے دل میں کجی ہے وہ قرآن کی تشابہات آیات کی اتباع فتنہ طلب کرنے اور اس کی تاویل کی تلاش کرنے کے لیے کرتے ہیں حالانکہ ان کی تفسیر سوائے اللہ عزوجل کے کوئی نہیں جانتا اور جو علم میں پختگی رکھتے ہیں، وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے۔ یہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اور نصیحت صرف عقلمند ہی قبول کرتے ہیں"۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو قرآن کے متشابہات کی پیروی کرتے ہیں تو یہی وہ لوگ ہیں جن کا اللہ نے نام ذکر فرمایا، پس ان سے بچو''۔

تشریح:

''منہ آیات محکمات '' سورۃ العمران میں اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیات کو دو قسموں میں تقسیم فرمایا ہے ایک قسم آیات محکمات ہیں جس پر پوری شریعت کا مدار ہے دوسری قسم آیات متشابہات ہیں جو محکمات کے تابع ہیں ان کا مطلب و مفہوم اور حکم محکمات کی طرف لوٹ کر آئے گا۔

محکم کی تعریف: محکم وہ آیات قرآنیہ ہیں جن کی مراد بالکل ظاہر ہو کہ ان میں کسی قسم کی پوشیدگی نہ ہو اور اگر پوشیدگی ہو بھی تو تاویل اور تفسیر سے وہ بالکل واضح ہو جاتی ہو جیسے عقائد عبادات صلوات زکوۃ اور دین کے احکامات ہیں جو واضح ہیں۔

متشابہ کی تعریف: متشابہ وہ آیات ہیں جن کی حقیقی مراد اور معنی صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جیسے سورتوں کی ابتداء میں حروف مقطعات ہیں یا وجہ اللہ یداللہ اصابع الرحمن کے الفاظ ہیں ان میں ایک قسم تو بالکل نہ معلوم المعنی ہیں اور نہ معلوم المراد ہیں جس طرح حروف مقطعات ہیں لیکن متشابہات کی ایک قسم وہ ہے جو معلوم المعنی تو ہیں لیکن معلوم المراد نہیں ہیں جیسے یداللہ وجہ اللہ یوم یکشف عن ساق اصابع الرحمن وغیرہ کلمات ہیں قرآن کی آیات محکمات اور متشابہات دونوں پر ایمان لانا فرض ہے البتہ متشابہات محکمات کے تابع ہیں۔

امام غزالی کی تعریف: امام غزالی نے بالکل مختصر اور جامع الفاظ میں محکم اور متشابہ کی تعریف اس طرح کی ہے۔

ان المحکم مالا یتطرق الی تفسیرہ اکثر من الاحتمال الواحد والمتشابہ ما احتمل وجوھا کا لالفاظ المشترکۃ (نووی) یعنی محکم وہ ہے جس کے سمجھنے میں ایک ہی یقینی احتمال ہوتا ہے اور متشابہ کے سمجھنے میں کئی احتمالات ہو سکتے ہیں (جیسے لفظ نور میں کئی احتمالات ہیں اور بشر میں ایک سے زائد احتمال نہیں ہے) بہر حال سورت ال عمران کا نزول نصاریٰ نجران کے ساتھ مناظرہ کے پیش نظر ہوا ہے انہوں نے اعتراض کیا تھا کہ سابقہ کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے ان کو جواب دیا گیا کہ کچھ الفاظ متشابہ ہوتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ابن اللہ کا لفظ متشابہ ہے اور عبداللہ کا لفظ غیر متشابہ اور محکم ہے جو لوگ محکم سے بھاگ کر متشابہات کے سائے تلے کھڑے ہوتے ہیں یہ لوگ زیغ والے ہیں ان سے بچنا چاہیے یہ تو متشابہ اور محکم کی تعریفات کی بحث تھی اب اس حدیث سے متعلق کچھ سمجھ لیں۔

﴿منه آیات محکمات﴾ قرآن کریم میں دوطرح کی آیتیں ہیں اول محکمات ہیں یہ وہ آیتیں ہیں جن کے معنی ومطالب مضبوط، واضح، غیر منسوخ اور ظاہر ہوتے ہیں۔ جن میں کسی قسم کا ابہام یا خفاء نہیں ہوتا ہے۔

دوسری آیات متشابہات ہیں۔ متشابہات پھر دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک قسم کی وہ آیات ہیں جو معلوم المعنی ہیں مگر معلوم المراد نہیں۔ جیسے یداللہ، وجہ اللہ، استویٰ علی العرش، جاء ربک وغیرہ۔ اس قسم متشابہات کے متعلق علماء سلف صالحین کا عقیدہ ہے کہ اس میں کوئی تاویل نہ کی جائے بلکہ جو الفاظ ہیں ان کو بغیر تاویل کے اس طرح رکھا جائے ہاں "مایلیق بشانہ" کے الفاظ کو ساتھ کر دیا جائے یعنی یداللہ ما یلیق بشانہ، استویٰ ما یلیق بشانہ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ سے جب استویٰ علی العرش کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "الاستواء معلوم والکیفیۃ مجھولۃ والسوال عنھا بدعۃ" امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "یداللہ" میں ید کا ترجمہ قدرت سے کرنا صفاتِ باری تعالیٰ میں تحریف ہے۔ لہٰذا جو الفاظ ہیں اسی طرح سے ترجمہ کر کے مایلیق بشانہ کہا جائے۔

دوسری قسم متشابہات کی وہ آیات ہیں جن کے نہ لفظی معنی معلوم ہیں اور نہ مرادی معنی معلوم ہیں جیسے حروف مقطعات ہیں۔ جو سورتوں کی ابتداء میں آئے ہیں اس کے متعلق علماء فرماتے ہیں کہ "اللہ اعلم بمرادہ بذالک" یعنی سلف صالحین کا عقیدہ رکھا جائے اور کسی قسم کی تاویل نہ کی جائے۔

جو لوگ نیک اور صالح ہیں اور جن کے قلوب ایمان سے منور ہوتے ہیں وہ لوگ آیات محکمات پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ اور انہیں کو مدارِ احکام بناتے ہیں اور متشابہات کو انہی محکمات کی روشنی میں دیکھ کر مانتے ہیں۔ مثلاً قرآن اعلان کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ بشر ہیں اور اس پر آیات محکمات موجود ہیں۔ مثلاً ﴿قل انما انا بشر مثلکم﴾ محکم آیت ہے اس کے مقابلے میں اگر کہیں لفظ "نور" آیا ہے تو وہ ذو معانی ہے جو متشابہ ہے۔ اس کو اس محکم کی روشنی میں دیکھنا پڑے گا۔ بہرحال صاف دل لوگ متشابہات کو مانتے ہیں مگر اس کے معنی اللہ کے حوالے کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں کے دلوں میں "زیغ" اور کجروی ہے وہ متشابہات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور اس میں بے جا تاویلیں کرتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ متشابہات میں عقلی گھوڑے دوڑاتے ہیں اور ان کے اصلی معانی پانے کی کوشش کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے کجرا اور گمراہ قرار دیا ہے۔

حروف مقطعات کے معنی اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو سمجھائے ہیں۔ گویا یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ایک راز ہے جس پر کسی اور کو مطلع نہیں کیا گیا۔ یہاں یہ بات بھی سمجھ لیں کہ اعجاز کے اعتبار سے سارا قرآن متشابہ یعنی "متشابہ فی

الفصاحۃ والبلاغۃ والحسن" ہے۔ اور تاویل وتفسیر کے اعتبار سے بعض محکم اور بعض متشابہ ہے۔ مگر مدار حکم محکم پر ہے۔

۶۷۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَبَاحٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، قَالَ: هَجَّرْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، قَالَ: فَسَمِعَ أَصْوَاتَ رَجُلَيْنِ اخْتَلَفَا فِي آيَةٍ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، يُعْرَفُ فِي وَجْهِهِ الْغَضَبُ، فَقَالَ: إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ ﷺ نے دو آدمیوں کی آوازیں سنی جو ایک آیت میں اختلاف کر رہے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ کے چہرہ اقدس پر غصہ کے اثرات تھے پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے (لوگ) کتاب میں اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

۶۷۷۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو قُدَامَةَ الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ فَقُومُوا

حضرت جندب بن عبداللہ بجلی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن اس وقت تک پڑھتے رہو جب تک تمہارے دلوں کو اس پر اتفاق ہو اور جب (قرآن کے معنی میں) تمہارے درمیان اختلاف ہو جائے تو اٹھ جاؤ۔

۶۷۷۳۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ، عَنْ جُنْدَبٍ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا،

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تک تمہارے دلوں کو قرآن پر اتفاق ہو اس کی تلاوت کرتے رہو اور جب (معنی میں) اختلاف ہو جائے تو اٹھ کھڑے ہو۔

۶۷۷۴۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ، قَالَ: قَالَ لَنَا جُنْدَبٌ وَنَحْنُ غِلْمَانٌ بِالْكُوفَةِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: اقْرَءُوا الْقُرْآنَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا

حضرت ابو عمران رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جندب نے ہم کو کہا اور ہم کوفہ کے نوجوان تھے کہ رسول اللہ

ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن پڑھو باقی حدیث مذکورہ بالا دونوں روایتوں کی طرح ہے۔

بَابٌ فِي الْأَلَدِّ الْخَصِمِ

سخت جھگڑالو کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٦٧٧٥۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کا سب سے ناپسندیدہ آدمی وہ ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔

بَابُ اتِّبَاعِ سُنَنِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى

مسلمانوں کا یہود و نصاریٰ کے طریقوں پر چلنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٦٧٧٦۔حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ، شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتَّى لَوْ دَخَلُوا فِي جُحْرِ ضَبٍّ لَاتَّبَعْتُمُوهُمْ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ آلْيَهُودَ وَالنَّصَارَى؟ قَالَ: فَمَنْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ضرور بالضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں پر بالشت، بالشت اور ہاتھ ہاتھ چلو گے۔ یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے تو تم ان کی پیروی کرو گے۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہود و نصاریٰ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اور کون۔

٦٧٧٧۔وَحَدَّثَنَا عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا أَبُو غَسَّانَ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، نَحْوَهُ،

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔

تشریح:

''عدۃ من اصحابنا'' ان اصحاب کا پتہ نہیں چلتا کہ یہ کون ہیں لہٰذا یہ سند مجہول ہے علامہ مازری فرماتے ہیں کہ صحیح مسلم میں چودہ احادیث مقطوعہ ہیں ان میں سے یہ آخری مقطوع حدیث ہے۔ قاضی عیاض نے علامہ مازری پر سخت تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ یہ مقطوع روایت نہیں ہے البتہ روایت عن المجھولین ہے علامہ نووی فرماتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہو مقطوع یا مجہول ہو اس سے حدیث پر کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کیونکہ امام مسلم نے اس سے پہلے اس روایت کو صحیح متصل سند سے ذکر کیا ہے اور یہ روایت صرف متابعات اور شواہد کی حیثیت سے لایا ہے اس کے بعد ابواسحٰق تلمیذ امام مسلم اور ناقل صحیح مسلم نے اس سے عالی سند لاکر اس حدیث کے انقطاع یا جہالت کو ختم کر دیا ہے۔ اس باب کی پہلی حدیث میں یہ لفظ ہے ''لتتبعن'' یعنی تم لوگ گزشتہ لوگوں کے طریقوں کو اپناؤ گے اور اس طرح تقلید کرو گے کہ اگر ان میں سے کوئی فضول آدمی خواہ مخواہ گوہ کے بل اور سوراخ میں جا گھسا ہو تو تم بھی گھسو گے کہ اس میں کوئی کمال ہوگا چنانچہ یہ پیش گوئی سو فیصد سے بھی زیادہ سچی ہوگئی ہے مسلمان حکمران اور پھر ماڈرن طبقہ یہود ونصاریٰ کی تقلید اور ان کے فیشن پر فخر کرتے ہیں حالانکہ وہ لوگ جن قباحتوں سے تنگ آگئے ہیں اور پیچھے ہٹ رہے ہیں ہم اسی میں آگے بڑھ رہے ہیں ہمیں جو مار پڑی ہے وہ سکولوں اور کالجوں اور یونیورسٹیوں کی تعلیم سے پڑی ہے ہمیں چاہیے تھا کہ اپنے اسلاف کے اقدار کو اپناتے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے ایسا نہیں ہوا ہم نے روشن خیال بننے کی کوشش کی تو منہ کے بل گر گئے کسی نے خوب کہا

اپنی مٹی پہ تو چلنے کا سلیقہ سیکھ لو ☆ سنگ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جاؤ گے

''فمن'' یعنی یہود ونصاریٰ ہی کے نقش قدم پر چلو گے اور کون؟ چونکہ صحابہ کرام نے اس کو بعید سمجھا کہ دین کی موجودگی میں یہود ونصاریٰ کی تقلید کس طرح ہو سکتی ہے ادھر تفصیلی روایت میں ہے کہ اگر ان لوگوں نے اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا ہے تو میری امت میں بھی اسی طرح ہوگا، اس پر صحابہ نے تعجب سے پوچھا کہ کیا یہود ونصاریٰ کی تقلید کریں گے؟ آنحضرت نے فرمایا ''فمن'' یعنی اور کون ہوں گے یہود ونصاریٰ ہی تو ہونگے، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ فرماتے ہیں کہ ''انگریز نے ہمارا تخت چھینا ہمارا تاج چھینا ہمارا دین چھینا اور ہمیں دین پر معترض بنا کر چھوڑا (ملفوظات لاھوریؒ)

۶۷۷۹۔قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ نَحْوَهُ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مبارکہ مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔

بَابُ هَلَکَ الْمُتَنَطِّعُونَ

دین میں غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٦٧٧٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيقٍ، عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ قَالَهَا ثَلَاثًا

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا: (اقوال وافعال میں) غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے۔

تشریح:

"المتنطعون" تنطع باب تفعل سے ہے منہ پھاڑ پھاڑ کر مبالغہ کے ساتھ کلام کرنے والے کو متنطع کہتے ہیں یعنی جس کے کلام میں تصنع اور بناوٹ بھی ہو اور بے جا چاپلوسی بھی ہو، خوشامد کی غرض سے بلا فائدہ عبارت آرائی بھی ہو، الفاظ کی نمائش بھی ہو اور چست جملوں کی عیاشی بھی ہو یہ کام اچھا نہیں ہے اس لیے آنحضرت ﷺ نے اس کی مذمت فرمائی ہے ظاہر ہے جھوٹ موٹ ملا کر خلافِ حقیقت بات کرنا اور باطل کو حق ثابت کرنا کوئی کمال نہیں ہے۔

اس حدیث کا تعلق شعر وشاعری اور شاعروں سے ہے محدثین نے اس کو ابواب الشعر میں نقل کیا ہے تعجب ہے کہ امام مسلم نے اس کو یہاں کیوں رکھا ہے صاحب مشکوۃ نے اس کو "بیان الشعر" کے عنوان کے نیچے لکھ دیا ہے میں صحیح مسلم میں اس کو ڈھونڈتا رہا ابواب الشعر میں نہیں ملا صاحب مشکوۃ نے رواہ مسلم کہہ دیا تو میں حیران تھا کہ ابواب الشعر میں حدیث نہیں ہے اب یہاں یہ حدیث مل گئی شارحین نے اس لفظ کا مفہوم مبالغہ اور بال کی کھال اتارنے سے کیا ہے علامہ ابی نے بہت لمبا لکھا ہے اور کہا تقویٰ اور چیز ہے اور دین میں تعمق اور چیز ہے یہ وسوسہ کی ایک قسم ہے علامہ نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے ای المتعمقون الغالون المجاوزون الحدود فی اقوالهم واعمالهم۔

چونکہ شارحین نے اس حدیث کو شعر وشاعری کے باب سے ہٹ کر دیکھا تو اس انداز سے اس کی تشریح فرمائی اگر یہ حدیث باب



الشعر کے تحت ہوتی تو تشریح وہی ہوتی جو میں نے اوپر لکھی ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْعِلْمِ وَقَبْضِهِ وَظُهُورِ الْجَهْلِ وَالْفِتَنِ

علم کے اٹھ جانے جہالت اور فتنوں کے ظاہر ہونے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پندرہ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٧٨٠۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ، حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ، وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ، وَيَظْهَرَ الزِّنَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم کا اٹھالینا اور جہالت کا ظاہر ہوجانا، شراب کا پیا جانا اور زنا کا علی الاعلان ہونا، قیامت کی علامات میں سے ہے۔

٦٧٨١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، سَمِعْتُ قَتَادَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحَدِّثُكُمْ أَحَدٌ بَعْدِي سَمِعَهُ مِنْهُ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ، وَيَفْشُوَ الزِّنَا، وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ، وَيَذْهَبَ الرِّجَالُ، وَتَبْقَى النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً قَيِّمٌ وَاحِدٌ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: کیا میں تم کو ایسی حدیث نہ بیان کروں جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اور میرے بعد تمہیں کوئی بھی آپ ﷺ سے سنی ہوئی حدیث روایت نہ کرے گا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم کا اٹھ جانا اور جہالت کا غالب ہوجانا اور زنا کا عام ہوجانا اور شراب کا پیا جانا مردوں کا کم ہوکر اٹھ جانا اور عورتوں کا باقی رہنا، یہاں تک کہ پچاس عورتوں کے لیے ایک ہی مرد نگراں ہوگا، قیامت کی علامات میں سے ہیں۔

٦٧٨٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَأَبُو أُسَامَةَ، كُلُّهُمْ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي حَدِيثِ ابْنِ بِشْرٍ وَعَبْدَةَ: لَا يُحَدِّثُكُمُوهُ أَحَدٌ بَعْدِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہی سابقہ حدیث ان اسناد سے بھی مروی ہے اس روایت میں یہ ہے کہ حضرت انسؓ نے کہا: میرے بعد تم کو کوئی بھی اس طرح حدیث روایت نہیں کرے گا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ (آگے سابقہ حدیث کی طرح فرمایا)

تشریح:

"احدا بعدی" یعنی میرے بعد آنحضرت سے بلاواسطہ اس حدیث کو بصرہ میں تم کسی اور سے نہیں سن سکو گے بصرہ میں سب سے آخر میں جس صحابی کا انتقال ہوا تو وہ حضرت انسؓ تھے شاید اسی لیے فرمایا کہ میرے بعد تم اس حدیث کو بلاواسطہ کسی سے نہیں سن سکو گے دنیا میں اس وقت شاید چار یا پانچ صحابہ زندہ تھے آخری صحابی کا انتقال ایک سودس ہجری میں ہوا ہے۔ اس باب میں اس حدیث سے پہلے چند الفاظ کی تشریح بھی ملاحظہ کریں۔

"یرفع العلم" یعنی علماء کے اٹھائے جانے سے علم اٹھالیا جائے گا۔ "یشرب الخمر" یعنی کثرت سے پانی کی طرح شراب پینا شروع ہو جائے گا جیسے آج ہو رہا ہے ورنہ مطلق شراب تو اس زمانہ میں بھی پی جاتی تھی "ویذهب الرجال" یعنی مرد کم ہو جائیں گے شرح پیدائش بھی کم ہوگی اور جنگوں میں مارے بھی جائیں گے "قیم واحد" ایک مطلب یہ ہے کہ جہالت کی وجہ سے ایک آدمی پچاس بیویوں کو رکھے گا یا مطلب یہ ہے کہ عورتیں زیادہ ہو جائیں گی تو ایک آدمی سب کی نگرانی کرتا ہوگا پوری ریوڑ کو ایک آدمی سنبھالے گا "الھرج" اصل میں ھرج تو اختلاط اور تشویش کو کہتے ہیں یقال ھرج الناس ای وقعوا فی فتنۃ واختلاط وقتل۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ حبشہ کی لغت میں ھرج قتل کو کہتے ہیں معلوم ہوا کہ ھرج کا اصل مطلب عربی میں قتل نہیں ہے بلکہ فتنہ وفساد ہے جس سے قتل واقع ہو جاتا ہے البتہ حبش کے ہاں اس کا اصل مطلب قتل ہے یہی وجہ ہے کہ راوی اس لفظ کے مطلب بیان کرنے کی طرف محتاج ہوا بہر حال قتل کا لفظ ھرج کا حاصل معنی ہے۔ آنے والی حدیث کا لفظ ہے۔

٦٧٨٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَأَبِي، قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، ح وحَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامًا يُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ، وَيَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ، وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ،

حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضرت عبداللہ اور ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو ان دونوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے قریب کچھ زمانہ ایسا آئے گا جس میں علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت نازل کردی جائے گی اور خون ریزی کی زیادتی ہوجائے گی اور ہرج قتل کو کہتے ہیں۔

٦٧٨٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ، حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِي مُوسَى، وَهُمَا يَتَحَدَّثَانِ، فَقَالَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِمِثْلِ حَدِيثِ وَكِيعٍ وَابْنِ نُمَيْرٍ،

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے کہ حضرت شقیق فرماتے ہیں میں عبداللہ اور ابوموسیٰ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہ دونوں گفتگو کررہے تھے۔ پس ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگے وکیع اور ابن نمیر کی حدیث کی طرح روایت ذکر کی۔ عبداللہ اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

٦٧٨٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، وَإِسْحَاقُ الْحَنْظَلِيُّ، جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث وکیع وابن نمیر کی طرح روایت کرتے ہیں۔

٦٧٨٦ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: إِنِّي لَجَالِسٌ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِي مُوسَى وَهُمَا يَتَحَدَّثَانِ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِمِثْلِهِ

حضرت ابووائل سے مروی ہے کہ میں حضرت ابوموسیٰ اور حضرت عبداللہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہ دونوں آپس میں گفتگو کررہے تھے تو حضرت ابوموسیٰ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس (سابقہ روایت کی) طرح فرمایا۔

٦٧٨٧ـ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ، وَيُقْبَضُ الْعِلْمُ، وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ، وَيُلْقَى الشُّحُّ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوا: وَمَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: الْقَتْلُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زمانہ باہم قریب ہوجائے گا اور علم

قبض کرلیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے (دلوں میں) بخل ڈال دیا جائے گا اور ہرج کی کثرت ہو جائے گی صحابہؓ نے عرض کیا: ''ہرج'' کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قتل''۔

٦٧٨٨ـحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الزُّهْرِيُّ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ، وَيُقْبَضُ الْعِلْمُ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زمانہ باہم قریب ہو جائے گا اور علم اٹھالیا جائے گا۔ پھر مذکورہ بالا روایت کی طرح حدیث ذکر کی۔

تشریح:

یتقارب الزمان کا مطلب

''یتقارب الزمان'' یعنی زمانہ قریب ہو جائے گا اب اس جملے کا کیا مطلب ہے اس میں علمائے کرام اور شارحینؒ حدیث کے مختلف اقوال اور مختلف تشریحات ہیں میں چند اہم اقوال کا ذکر کرتا ہوں جو زیادہ واضح ہیں۔

(۱) علامہ نووی فرماتے ہیں کہ قرب زمانہ سے اس کا جلدی جلدی گزر جانا مراد ہے انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جو ترمذی میں ہے کہ زمانہ قریب ہو جائے گا تو سال مہینہ کی طرح ہو جائے گا مہینہ ہفتہ کی طرح ہو جائے گا ہفتہ ایک دن کی طرح ہو جائے گا اور دن گھنٹے کے برابر ہو جائے گا اور گھنٹہ ایک چنگاری کے برابر ہو جائے گا۔ ابن ابی جمرہؒ نے بھی اسی طرح قول کیا ہے تاہم علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ لوگوں پر یہ زمانہ عیش وعشرت کی وجہ سے جلدی گزرتا معلوم ہوگا علامہ کی یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کیونکہ تقارب زمانہ تو فتنوں کے پس منظر میں بیان کیا گیا ہے خوشیاں کہاں ہوں گی؟

(۳) قاضی عیاض رحمہ اللہ نے قرب زمانہ کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ زمانہ میں برکت نہیں رہے گی لمبے زمانہ سے تھوڑا سا کام لیا جا سکے گا باقی وقت ضائع چلا جائے گا۔

(۴) منۃ المنعم کے مصنف علامہ صفی الرحمٰن مبارکپوری صاحب نے تقارب زمانہ کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ تھوڑے سے وقت میں لمبے وقت کا کام آسانی سے ہوگا مثلاً کئی مہینوں کا سفر چند گھنٹوں میں طے ہوگا۔

(۵) بندہ عاجز کہتا ہے جن جن شارحین نے جو جو تشریح وتفسیر اور توضیح کی ہے وہ سب کے سب اس حدیث کے ضمن میں

آ سکتی ہیں کوئی منافات نہیں ہے لیکن اگر ہمارے اسلاف شارحین آج کے زمانہ کو دیکھتے اور دنیا کے مشرق ومغرب اور جنوب وشمال کے اتصال اور رسائی کو دیکھتے تو وہ یہی تفسیر بیان کرتے جو علامہ مبارک پوری صاحب نے بیان کی ہے میں اس پر مزید یہ عرض کروں گا کہ سیارات وطیارات سے جس طرح زمانہ قریب آگیا اور پوری دنیا کے اسنار سمٹ کر قریب تر آگئے وہ اپنی جگہ مگر اس سے بڑھ کر جو ریڈیائی نظام اور ٹیلیفون اور موبائل وانٹرنیٹ کے مواصلاتی نظام ہے اس نے تو پوری دنیا کو ایک کالونی بنادیا ہے۔ یہ حدیث پیغمبر آخر الزمان کا معجزانہ کلام ہے جتنا زمانہ قرب قیامت کی طرف جائے گا زمانہ میں عجیب عجیب قرب کے مناظر سامنے آئیں گے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی اولاد میں ایک سیدزادہ ولی کامل شاہ نعمت اللہ ولی رحمہ اللہ گزرے ہیں جو سات سو تیس ہجری میں عراق میں پیدا ہوئے تھے انہوں نے فارسی میں ایک قصیدہ پڑھا ہے جو سات سو سال پرانا ہے جو عظیم پیشگوئیاں کے نام سے شائع ہوگیا ہے اس میں اس اللہ کے بندے نے جو پیشگوئیاں کی ہیں وہ حرف بحرف سامنے آگئی ہیں اسی میں ایک شعر ہے جو تقارب زمانہ کے حوالہ سے ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایسا وقت آجائے گا کہ مشرق ومغرب ایک ہوجائے گا فرماتے ہیں:

باشی اگر بمشرق شنوی کلام مغرب ☆ آید سرود غیبی بر طرز عرشیانہ

ترجمہ: کوئی شخص اگر مشرق میں رہتا ہوگا تو وہ مغرب والوں کی آواز سنے گا وہ آواز ایسی ہوگی جیسے عرش سے آرہی ہے

"الشـــح" یہ سابق حدیث کا لفظ ہے بخل اور شح میں اتنا فرق ہے کہ بخل کنجوسی کو کہتے ہیں لیکن شح اس سے کچھ بڑھ کر کنجوسی کے ساتھ حرص کو بھی کہتے ہیں گویا بخیل صرف کنجوس ہے اور الشح کنجوس مکھی چوس ہے۔

۶۷۸۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ، وَيَنْقُصُ الْعِلْمُ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِهِمَا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: زمانہ قریب ہوجائے گا اور علم کم ہوجائے گا پھر ان کی سابقہ حدیثوں کی طرح ہی ذکر فرمایا۔

۶۷۹۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ،

حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ ح وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي يُونُسَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، كُلُّهُمْ قَالَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، غَيْرَ أَنَّهُمْ لَمْ يَذْكُرُوا وَيُلْقَى الشُّحُّ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مبارکہ مذکورہ بالا روایات ہی کی طرح مروی ہے لیکن ان میں بخل کے ڈالے جانے کا ذکر نہیں کیا گیا۔

۶۷۹۱۔حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَتْرُكْ عَالِمًا، اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے چھین کر نہیں اٹھائے گا بلکہ علم کو علماء کے اٹھالینے کے ذریعہ قبض کیا جائے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ پس وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

تشریح:

''لا یقبض العلم'' چونکہ اللہ تعالیٰ فیاض اور سخی بادشاہ ہے اور عام عادت ہے کہ سخی آدمی جب سخاوت کر کے کسی پر فیاضی کرتا ہے تو پھر اس سے واپس نہیں لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی جب کسی پر علم کا انعام کرتا ہے تو پھر اس سے چھینتا نہیں ہے ہاں علم کے اٹھنے اور ختم ہونے کی صورت یہ ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ علماء کو اٹھالیتا ہے تو جب بڑے علماء اٹھ جاتے ہیں تو ان کے بعد ان کی جگہ خالی رہ جاتی ہے اور چونکہ لوگ مسائل معلوم کرنے میں علماء کی طرف رجوع کرتے ہیں تو جب علماء پورے عالم سے اٹھ جائیں گے تو مسائل معلوم کرنے میں لوگ جاہلوں کو اپنا بڑا اور پیشوا بنالیں گے۔ اور چونکہ وہ جاہل ہوں گے تو غلط مسائل بتائیں گے۔ اور غلط فتوے دیں گے۔ لہٰذا وہ خود بھی گمراہ ہو جائیں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔

''رؤسا'' یعنی جاہلوں کو سر اور پیشوا بنا دیں گے یہاں سر کا لفظ عجیب معنی خیز لفظ ہے۔ کیونکہ سر انسان کے جسم میں وہ حصہ ہے جس کو بلد العلماء کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ علم کے تمام وسائل اور ذرائع سر میں ہی ہیں۔ مثلاً قوت مدرکہ اور ادراک سر میں ہے۔ قوت باصرہ قوت سامعہ قوت شامہ ذائقہ اور قوت لامسہ سب کے سب سر میں ہی ہیں۔ تو یہ علماء کا شہر ہوا۔ اس حدیث کا مطلب بھی یہ

ہے کہ لوگ جاہلوں کو علم کا مرکز بنادیں گے تو گمراہ ہو جائیں گے۔ کیونکہ جاہل کا دماغ کسی کو روشنی نہیں دے سکتا بلکہ تاریکی ہی دے سکتا ہے۔ جاہلوں کی محنت سے جہالت ہی پھیلے گی۔

٦٧٩٢ـ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ وَأَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَعَبْدَةُ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، ح وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ، كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ جَرِيرٍ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ، ثُمَّ لَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ، فَسَأَلْتُهُ فَرَدَّ عَلَيْنَا الْحَدِيثَ كَمَا حَدَّثَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ.

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث جریر کی طرح مروی ہے۔ البتہ عمرو بن علیؒ کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ پھر میں نے عبداللہ بن عمروؓ سے ملاقات کی تو ان سے میں نے اس حدیث کو اسی طرح دہرایا جس طرح پہلے بیان کیا تھا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔

٦٧٩٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُمْرَانَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنِي أَبِي جَعْفَرٌ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث ہشام بن عروہ کی طرح حدیث روایت کی ہے۔

٦٧٩٤ـ حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي أَبُو شُرَيْحٍ، أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ، حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: قَالَتْ لِي عَائِشَةُ: يَا ابْنَ أُخْتِي بَلَغَنِي أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو، مَارٌّ بِنَا إِلَى الْحَجِّ، فَالْقَهُ فَسَائِلْهُ، فَإِنَّهُ قَدْ حَمَلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِلْمًا كَثِيرًا، قَالَ: فَلَقِيتُهُ فَسَاءَلْتُهُ عَنْ أَشْيَاءَ يَذْكُرُهَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ عُرْوَةُ: فَكَانَ فِيمَا ذَكَرَ، أَنَّ

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْتَزِعُ الْعِلْمَ مِنَ النَّاسِ انْتِزَاعًا، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعُلَمَاءَ فَيَرْفَعُ الْعِلْمَ مَعَهُمْ، وَيُبْقِي فِي النَّاسِ رُءُوسًا جُهَّالًا، يُفْتُونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَيَضِلُّونَ وَيُضِلُّونَ قَالَ عُرْوَةُ: فَلَمَّا حَدَّثْتُ عَائِشَةَ بِذَلِكَ، أَعْظَمَتْ ذَلِكَ وَأَنْكَرَتْهُ، قَالَتْ: أَحَدَّثَكَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ هَذَا؟ قَالَ عُرْوَةُ: حَتَّى إِذَا كَانَ قَابِلٌ قَالَتْ لَهُ: إِنَّ ابْنَ عَمْرٍو قَدْ قَدِمَ، فَالْقَهُ، ثُمَّ فَاتِحْهُ حَتَّى تَسْأَلَهُ عَنِ الْحَدِيثِ الَّذِي ذَكَرَهُ لَكَ فِي الْعِلْمِ، قَالَ: فَلَقِيتُهُ فَسَاءَلْتُهُ، فَذَكَرَهُ لِي نَحْوَ مَا حَدَّثَنِي بِهِ، فِي مَرَّتِهِ الْأُولَى، قَالَ عُرْوَةُ: فَلَمَّا أَخْبَرْتُهَا بِذَلِكَ، قَالَتْ: مَا أَحْسَبُهُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ، أَرَاهُ لَمْ يَزِدْ فِيهِ شَيْئًا وَلَمْ يَنْقُصْ

حضرت عروہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ مجھے سیدہ عائشہؓ نے کہا: اے میرے بھانجے! مجھے یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر حج کے موقعہ پر ہمارے پاس سے گزرنے والے ہیں پس تو ان سے مل کر ان سے پوچھنا کیونکہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بہت سا علم حاصل کیا ہے۔ کہتے ہیں میں نے ان سے ملاقات کی اور ان سے چند چیزوں کے بارے میں سوال کیا جنہیں وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے تھے۔ حضرت عروہ نے کہا کہ اسی دوران انہوں نے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں کے اٹھانے کے ساتھ نہیں اٹھائیں گے بلکہ علماء کو اٹھالیا جائے گا اور ان کے ساتھ ہی علم بھی اٹھ جائے گا اور لوگوں میں جاہل سردار رہ جائیں گے جو انہیں علم کے بغیر فتویٰ دیں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ حضرت عروہ نے کہا: جب میں نے یہ حدیث عائشہؓ سے روایت کی تو انہیں اس سے تعجب ہوا اور انکار کر دیا اور کہا کہ اس نے تجھ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ اس نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا؟ حضرت عروہؓ نے کہا: یہاں تک کہ آنے والا سال آیا تو سیدہؓ نے اس سے کہا کہ ابن عمر آچکے ہیں آپ ان سے اسی (سابقہ) حدیث کے بارے میں دریافت کریں جو انہوں نے تجھ سے علم کے بارے میں روایت کی تھی۔ میں نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے مجھے یہ اس طرح بیان کی جس طرح پہلی مرتبہ روایت کی تھی۔ حضرت عروہ نے کہا: جب میں نے حضرت عائشہ کو اس بات کی خبر دی تو حضرت عائشہ نے کہا: میں انہیں سچا ہی گمان کرتی ہوں اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے اس حدیث میں کوئی چیز زیادہ یا کم نہیں کی۔

بَابُ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً

اچھا یا برا طریقہ جاری کرنے والے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۷۹۵۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

بْنِ يَزِيدَ، وَأَبِي الضُّحَى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هِلَالٍ الْعَبْسِيِّ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: جَاءَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمِ الصُّوفُ فَرَأَى سُوءَ حَالِهِمْ قَدْ أَصَابَتْهُمْ حَاجَةٌ، فَحَثَّ النَّاسَ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَأَبْطَئُوا عَنْهُ حَتَّى رُئِيَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ. قَالَ: ثُمَّ إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ بِصُرَّةٍ مِنْ وَرِقٍ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ، ثُمَّ تَتَابَعُوا حَتَّى عُرِفَ السُّرُورُ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً، فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، كُتِبَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ،

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ دیہاتی آدمی اونی کپڑے پہنے ہوئے حاضر ہوئے آپ ﷺ نے ان کی بدحالی دیکھ کر ان کی حاجت وضرورت کا اندازہ لگالیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دی۔ پس لوگوں نے صدقہ میں کچھ دیر کی تو آپ ﷺ کے چہرہ اقدس پر کچھ (ناراضگی) کے آثار نمودار ہوئے۔ پھر انصار میں سے ایک آدمی دراہم کی تھیلی لیکر حاضر ہوا، پھر دوسرا آیا، پھر صحابہؓ نے متواتر اتباع شروع کردی، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کیا پھر اس کے بعد اس پر عمل کیا گیا تو اس کے لیے اس عمل کرنے والے کے برابر ثواب لکھا جائے گا اور ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کمی نہ کی جائے گی اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ رائج کیا پھر اس کے بعد اس پر عمل کیا گیا تو اس پر اس عمل کرنے والے کے گناہ کے برابر گناہ لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔

تشریح:

''الصوف'' یعنی اون کے کپڑے تھے وہ بھی نہ ہونے کے برابر تھے ''ابطئوا'' لوگوں نے چندہ میں دیر کردی ''فی وجھہ'' یعنی آنحضرت کا چہرہ متغیر ہوگیا صحیح مسلم میں کسی اور مقام میں یہی حدیث زیادہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے جس کو صاحب مشکوۃ نے نقل کیا ہے میں اسی کی تشریح آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

''قوم عراۃ'' یعنی ایک قوم کے لوگ آئے اور وہ لوگ بدن سے ننگے تھے یعنی کپڑا کم تھا۔ پورے جسم کے لیے کپڑا پورا نہ تھا۔ وہ کپڑا اونی بھی تھا اور پھٹا ہوا بھی تھا۔ ''مجتابی النمار'' اجتیاب کپڑا لپیٹنے کے معنی میں ہے۔ اور نمار نمر سے یہ ہے اس

کپڑے کو کہتے ہیں جس میں سفید دھاریاں ہوں۔ اور جو اون اور بکری کے بالوں سے ملا کر بنایا گیا ہو۔ یہ لوگ بنو مضر کے تھے۔ جو پہلے کافر تھے اور قبیلہ عبدالقیس کے دشمن تھے۔ یہ مجاہدین کپڑے تو نہیں رکھتے تھے، مگر جہاد کے لیے تلواریں لٹکائے رکھتے تھے۔ جس سے آج کے مسلمانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ جو اسلحہ سے نفرت کرتے ہیں۔ اور دنیا کے تعیش سے محبت رکھتے ہیں۔ ''فتمعر'' چہرہ کے تغیر کو کہتے ہیں، آنحضرت ﷺ کو ان کے فاقوں سے دکھ ہوا۔ ''تصدق'' یہ ماضی کا صیغہ ہے مگر یہاں انشاء کے معنی میں آیا ہے یعنی ہر آدمی سے جو کچھ ہو سکے وہ صدقہ کرے۔ علامہ ابن ابناری فرماتے ہیں کہ یہاں تصدق میں لام امر محذوف ہے۔ اصل میں لیتصدق تھا۔ لہٰذا یہ امر غائب کا صیغہ ہوا۔ یعنی ہر آدمی کو صدقہ کرنا چاہیے۔

''رجل'' نکرہ مفردہ ہے جو جمع کے مقام پر آیا ہے۔ ''ای لیتصدق کل احد من درهمه من دیناره''

''صرۃ'' تھیلی کو کہتے ہیں چونکہ اس وقت درہم و دینار سکہ کی صورت میں ہوتے تھے اس لیے تھیلی اٹھانا اس شخص کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔ ''کومین'' کوم ڈھیر کو کہتے ہیں چونکہ غلہ اور کپڑوں کے ڈھیر بن جاتے ہیں اس لیے یہاں تو دے اور ڈھیر کا ذکر آیا ہے۔ اور درہم و دنانیر کے ڈھیر عادتاً نہیں ہوتے ہیں اس لیے اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔

٦٧٩٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا، عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَثَّ عَلَى الصَّدَقَةِ، بِمَعْنَى حَدِيثِ جَرِيرٍ،

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور (لوگوں کو) صدقہ کی ترغیب دی۔ باقی حدیث مبارکہ مذکورہ بالا حدیث جریر کی طرح ذکر فرمائی۔

٦٧٩٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هِلَالٍ الْعَبْسِيُّ، قَالَ: قَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَسُنُّ عَبْدٌ سُنَّةً صَالِحَةً يُعْمَلُ بِهَا بَعْدَهُ ثُمَّ ذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيثِ.

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی کسی بھی نیک طریقہ کو رائج کرتا ہے جس پر اس کے بعد عمل کیا جاتا ہے پھر باقی حدیث مبارکہ مذکورہ بالا روایت کی طرح ذکر کی۔

٦٧٩٨۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، وَأَبُو كَامِلٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ، قَالُوا:

حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ

ان اسناد سے بھی مذکورہ بالا روایت کی طرح حضرت منذر بن جریر اپنے والد سے نبی کریم ﷺ کی حدیث روایت فرماتے ہیں۔

۶۷۹۹۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی کو ہدایت (نیکی) کی دعوت دی تو اس کے لیے اس کی پیروی کرنے والے کے برابر ثواب ہوگا اور ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کمی نہ کی جائے گی اور جس نے گمراہی کی طرف دعوت دی تو اس کے لیے اس کی پیروی کرنے والے کے برابر گناہ ہوگا اور ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی کمی نہ کی جائے گی۔

کتاب الذِّکْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَۃِ وَالاِسْتِغْفَارِ

ذکراللہ ودعاء اور توبہ واستغفار کا بیان

قال اللہ تعالیٰ ﴿فاذکرونی اذکرکم﴾

وقال تعالیٰ ﴿الا بذکر اللہ تطمئن القلوب﴾

وقال تعالیٰ ﴿ولذکر اللہ اکبر﴾

مسلمان کے دل میں ایمان کی عظیم دولت موجود ہے اس پر ہر وقت شیطان کے ڈاکے کا خطرہ ہے اس لیے اس پر چوکیدار کھڑا کرنا اور پہرہ لگانا ضروری ہے شیطان کے حملے سے بچاؤ کے لیے ذکراللہ ایک مؤثر ہتھیار اور بہترین چوکیدار ہے اس لیے قرآن وحدیث میں ذکراللہ پر بہت زور دیا گیا ہے۔

ذکراللہ کی قسمیں

ذکراللہ کی دو قسمیں ہیں اول قسم ذکر لسانی ہے جو زبان سے ہوتا ہے دوسری قسم ذکر قلبی ہے جو قلب کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ ذکر قلبی کی پھر دو قسمیں ہیں ایک وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال اور اللہ تعالیٰ کے انعامات واکرامات اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشانات کی فکر وسوچ ہر وقت دل ودماغ میں جاگزین اور پیوست ہو اس کو ذکر خفی بھی کہتے ہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ وہ ذکر خفی جو فرشتے بھی نہیں لکھ سکتے یہ ستر درجہ ذکر قلبی کی دوسری قسم سے افضل ہے ذکر قلبی کی دوسری قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی پر عمل کرتے وقت دل ودماغ میں اللہ تعالیٰ کی یاد مستحضر رہے۔ اب ذکراللہ میں سب سے اعلیٰ درجہ اس ذکر کا ہے جو زبان اور قلب دونوں سے ہو بلکہ ذکراللہ کا پہلا مصداق بعض فقہاء کے نزدیک ذکر باللسان ہی ہے دوسرا درجہ ذکر بالقلب کا ہے صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر صرف زبان سے ذکر ہو اور قلب میں دھیان نہ ہو تو ایسے ذکر سے قلبی ذکر افضل ہے۔

پھر علماء کے درمیان یہ بحث چل پڑی کہ آیا ذکر بالجہر افضل ہے یا ذکر بالسر افضل ہے۔ یعنی ذکر جلی بہتر ہے یا ذکر خفی بہتر ہے بعض علماء ذکر جلی کو ترجیح دیتے ہیں لیکن بعض ذکر خفی کو ترجیح دیتے ہیں، اس میں تطبیق ممکن ہے وہ اس طرح کہ اگر ذکر بالجہر سے نمازیوں یا نائمین یا دیگر لوگوں کو ایذا پہنچتی ہو تو ذکر بالجہر نہ کیا جائے بلکہ ذکر بالسر افضل ہے۔ لیکن اگر کوئی عارضی رکاوٹ نہ ہو اور کسی شیخ نے بطور تدریب وتمرین ذکر بالجہر کا کہہ دیا ہو تو پھر ذکر بالجہر افضل ہے بہرحال ازمنہ وامکنہ کے احوال کے تحت ذکراللہ کا حکم چلتا اور بدلتا رہے گا۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالَى

اللہ تعالیٰ کے ذکر پر ابھارنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۶۸۰۰۔حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ حِينَ يَذْكُرُنِي، إِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ، ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ، ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ هُمْ خَيْرٌ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شِبْرًا، تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں: میں اپنے بندوں کے گمان کے مطابق ان سے معاملہ کرتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی گروہ (جماعت) میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو اس (جماعت) سے بہتر ہو اور اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

تشریح:

"یقول اللہ" یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' یہ حدیث قدسی ہے جب نبی اکرم ﷺ کسی حدیث میں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت فرمادے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ حدیث قدسی کہلاتی ہے "انا عند ظن عبدی بی" یعنی میرا بندہ میرے متعلق جو نیت اور گمان رکھتا ہے میں اسی کے موافق فیصلہ کر دیتا ہوں، مثلاً اگر کوئی شخص میرے متعلق یہ گمان قائم کرے کہ میرا رب مجھے معاف کرے گا تو میں اس کو معاف کر دیتا ہوں اور اگر میرے متعلق اس کی نیت یہ بنی ہو کہ وہ گمان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا رب مجھے معاف نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہیں کرتا یا کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھتا ہے کہ میرا رب مجھے اچھا کھلائے گا پلائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اسی طرح کھلاتا پلاتا ہے لیکن یہ شخص اگر خود خیال کرے کہ میرا رب مجھے اچھا نہیں کھلائے گا بھیک کے ذریعہ سے مجھے رزق دے گا تو پھر اللہ تعالیٰ اس شخص کو اسی طرح کھلائے گا۔ اقبال مرحوم نے اسی حدیث کی تشریح وتوضیح میں یہ

شعر لکھا ہے خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے ☆ خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

''شبرا'' بالشت کو کہتے ہیں ''ذراعا'' شرعی گز ایک ہاتھ کے فاصلہ کے برابر ہوتا ہے۔''باعا'' دو ہاتھ دائیں بائیں جدھ کھول کر بیچ کا جو فاصلہ بنتا ہے اسی کو باع کہتے ہیں۔

''ہرولۃ'' دوڑنے کو کہتے ہیں یعنی جو شخص صرف چل کر عبادت کے ذریعہ سے میری طرف آتا ہے میں اپنی رحمت کے ذریعہ دوڑ کر ان کی طرف جاتا ہوں اس حدیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش کرتی ہے اور دوڑ دوڑ کر بندہ کی مغفرت کے لیے آتی ہے۔ آیندہ ایک باب کی ایک حدیث میں قراب کا لفظ ہے اس کی تشریح بھی یہاں ہوگئی۔

''قراب الارض '' قراب ضمہ اور کسرہ دونوں کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے مراد مثل الارض ہے یعنی زمین کے برابر گناہ ہے۔ اس باب کی احادیث میں متشابہات کے کلمات ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہو اس پر ہمارا ایمان ہے۔ ''ای مایلیق بشانہ''

۶۸۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يَذْكُرْ: وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے لیکن اس روایت میں ''اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں چار ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں'' مذکور نہیں ہے۔

۶۸۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ قَالَ: إِذَا تَلَقَّانِي عَبْدِي بِشِبْرٍ، تَلَقَّيْتُهُ بِذِرَاعٍ، وَإِذَا تَلَقَّانِي بِذِرَاعٍ، تَلَقَّيْتُهُ بِبَاعٍ، وَإِذَا تَلَقَّانِي بِبَاعٍ أَتَيْتُهُ بِأَسْرَعَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میرا بندہ ایک بالشت میری طرف بڑھتا ہے، میں ایک ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میری طرف بڑھتا ہے تو میں (میری رحمت) چار ہاتھ اس کی طرف بڑھتی ہے، اور جب تو میری طرف چار ہاتھ بڑھتا ہے تو میں (میری رحمت) تیزی سے بڑھتی ہے۔

۶۸۰۳۔ حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ الْعَيْشِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنِ

الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَسِيرُ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ فَمَرَّ عَلَى جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ جُمْدَانُ، فَقَالَ: سِيرُوا هٰذَا جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفَرِّدُونَ قَالُوا: وَمَا الْمُفَرِّدُونَ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: الذَّاكِرُونَ اللّٰهَ كَثِيرًا، وَالذَّاكِرَاتُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے راستہ میں چل رہے تھے آپ ﷺ ایک پہاڑ پر سے گزرے اس پہاڑ کو جمدان کہا جاتا تھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چلتے رہو، یہ جمدان ہے۔ مفردون آگے بڑھ گئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مفردون کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔

تشریح:

''جمدان'' جیم پر پیش ہے اور میم ساکن ہے یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو مکہ کے راستہ میں ینبع اور عیص کے درمیان واقع ہے ''المفردون'' یعنی تنہائی میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے آگے نکل گئے اور جنت کے عالی درجات پر فائز ہو گئے یہ صیغہ باب تفعیل سے بھی ہے اور باب افعال سے بھی ہے اس کا معنی تو آنحضرت نے خود بیان فرما دیا ہے صرف مناسبت کے حوالہ سے یہ بات ہے کہ ان کو مفردون کیوں کہتے ہیں تو یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ہم عمر لوگ مر گئے اور یہ اب ذکر اللہ کے لیے اکیلے رہ گئے اس لیے اُن کو الگ تھلگ لوگ کہہ دیا گیا یا وہی مطلب ہے کہ یہ لوگ عام لوگوں سے الگ ہو کر تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو خوب یاد کرتے ہیں چنانچہ اس کا مشاہدہ بھی ہے علامہ نووی نے یہ مطلب بھی بیان کیا ہے ''ھم الذین اھزوا فی ذکر اللہ'' یعنی جھوم جھوم کر خوب اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اس سے صوفیائے کرام کی خاص مجالس ذکر کا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔

بَابُ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالَى وَفَضْلِ إِحْصَائِهَا

اسماء حسنیٰ کے یاد کرنے کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

قال اللہ تعالیٰ ﴿وللہ الاسماء الحسنی فادعوہ بھا﴾

﴿قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن ایاما تدعوا فلہ الاسماء الحسنی﴾

شیخ عبدالحق اشعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں کہ یہ بات جان لینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے نام توقیفی ہیں توقیفی کا مطلب یہ ہے کہ

شارع کی اجازت اور سماع پر موقوف ہیں شریعت میں جو نام منقول ہیں اسی پر اطلاق کرنا چاہیے اپنی عقل سے کوئی نام نہیں بڑھانا چاہیے اگر چہ وہ اسم منقول کے ہم معنی ہو مثلاً عالم کا اطلاق شریعت میں ہے تو یہی اطلاق کرنا چاہیے عاقل کا اطلاق نہیں کرنا چاہیے اگر چہ دونوں ہم معنی ہیں اسی طرح جواد کا اطلاق ہے سخی کا نہیں کرنا چاہیے اسی طرح شافی کا اطلاق ہے طبیب کا نہیں کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ کے نام دو قسم پر ہیں ایک اسم ذاتی ہے جیسے لفظ اللہ ہے جس کا تعلق ذات سے ہے دوسری قسم اسم صفتی ہے جس کا تعلق اس ذات کی صفت کے ساتھ ہوتا ہے اسمائے صفات پھر دو قسم پر ہیں ایک قسم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے صفات سلبیہ کے سلب اور نفی کے لیے آئی ہے جس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا ہوتا ہے دوسری قسم وہ ہے جس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفات ثبوتیہ کے اثبات سے ہے جیسے سبحان اور الحمید ہے۔

٦٨٠٤ـ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لِلَّهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ اسْمًا، مَنْ حَفِظَهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَإِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ، يُحِبُّ الْوِتْرَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي عُمَرَ: مَنْ أَحْصَاهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے ننانوے نام ہیں، جو انہیں یاد کرے گا جنت میں داخل ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ وتر (طاق) ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے اور حضرت (عبد اللہ) ابن ابی عمر کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ جو انہیں (ننانوے ناموں کو) شمار کرے۔

تشریح:

''تسعة وتسعون'' یعنی ننانوے نام ہیں جس کو اسماء حسنیٰ کہتے ہیں اس حدیث میں ۹۹ ناموں میں حصر کا ذکر ہے مگر دیگر حدیثوں میں کچھ اور ناموں کا ذکر بھی ملتا ہے تو علماء نے اس تعارض کو دور کرنے کے لیے کہا ہے کہ ۹۹ کی تعداد جو اس حدیث میں مذکور ہے یہ وہ تعداد ہے جس کے لیے یہ خاص بشارت ہے کہ جو شخص اس کو یاد کرے گا جنت میں جائے گا اس خصوصیت کے جو نام ہیں وہ ۹۹ ہیں اس کے علاوہ نام بھی ہیں لہٰذا ۹۹ میں حصر نہیں ہے ''حفظها'' اس سے زبانی یاد کرنا مراد ہے زبانی یاد کرنے سے یہ فضیلت ملے گی ابن عربی مالکی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار نام ہیں۔

٦٨٠٥ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً

وَتِسْعِينَ اسْمًا، مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَزَادَ هَمَّامٌ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ننانوے (ایک کم سو) نام ہیں، جس نے انہیں یاد کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ہمام نے حضرت ابوہریرہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے اللہ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔

تشریح:

"ماة الا واحدة" یعنی سو سے ایک کم ہے عدد بیان کرنے میں عرب کے ہاں یہ طریقہ بھی رائج ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے اس میں ننانوے کے بجائے ایک کم سو کا لفظ ہے۔ امام مسلم نے ان ناموں کو ذکر نہیں کیا ہے امام ترمذی اور بیہقی نے ان ناموں کو ذکر کیا ہے میں اسی کو ترمذی کی حدیث کے ساتھ یہاں نقل کرتا ہوں اذکار مسنونہ کی کتابوں میں ان ناموں کے الگ الگ خواص بھی مذکور ہیں لیکن میرے لیے اس کا نقل کرنا مشکل ہے صرف نام درج کرتا ہوں اسم ذات لفظ اللہ کے علاوہ اسماء صفتی ۹۹ ہیں حدیث ملاحظہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے ۹۹ مبارک نام

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ. هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، الرَّحْمٰنُ، الرَّحِيْمُ، الْمَلِكُ، الْقُدُّوْسُ، السَّلَامُ، الْمُؤْمِنُ، الْمُهَيْمِنُ، الْعَزِيْزُ، الْجَبَّارُ، الْمُتَكَبِّرُ، الْخَالِقُ، الْبَارِئُ، الْمُصَوِّرُ، الْغَفَّارُ، الْقَهَّارُ، الْوَهَّابُ، الرَّزَّاقُ، الْفَتَّاحُ، الْعَلِيْمُ، الْقَابِضُ، الْبَاسِطُ، الْخَافِضُ، الرَّافِعُ، الْمُعِزُّ، الْمُذِلُّ، السَّمِيْعُ، الْبَصِيْرُ، الْحَكَمُ، الْعَدْلُ، اللَّطِيْفُ، الْخَبِيْرُ، الْحَلِيْمُ، الْعَظِيْمُ، الْغَفُوْرُ، الشَّكُوْرُ، الْعَلِیُّ، الْكَبِيْرُ، الْحَفِيْظُ، الْمُقِيْتُ، الْحَسِيْبُ، الْجَلِيْلُ، الْكَرِيْمُ، الرَّقِيْبُ، الْمُجِيْبُ، الْوَاسِعُ، الْحَكِيْمُ، الْوَدُوْدُ، الْمَجِيْدُ، الْبَاعِثُ، الشَّهِيْدُ، الْحَقُّ، الْوَكِيْلُ، الْقَوِیُّ، الْمَتِيْنُ، الْوَلِیُّ، الْحَمِيْدُ، الْمُحْصِیْ، الْمُبْدِئُ، الْمُعِيْدُ، الْمُحْيِیْ، الْمُمِيْتُ، الْحَیُّ، الْقَيُّوْمُ، الْوَاجِدُ، الْمَاجِدُ، الْوَاحِدُ، الْاَحَدُ، الصَّمَدُ، الْقَادِرُ، الْمُقْتَدِرُ، الْمُقَدِّمُ، الْمُؤَخِّرُ، الْاَوَّلُ، الْاٰخِرُ، الظَّاهِرُ، الْبَاطِنُ، الْوَالِیْ، الْمُتَعَالِیْ، الْبَرُّ، التَّوَّابُ، الْمُنْتَقِمُ، الْعَفُوُّ، الرَّؤُوْفُ، مَالِكُ الْمُلْكِ، ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، الْمُقْسِطُ،



اَلْجَامِعُ، الْغَنِيُّ، الْمُغْنِيْ، الْمَانِعُ، الضَّارُّ، النَّافِعُ، النُّوْرُ، الْهَادِيْ، الْبَدِيْعُ، الْبَاقِيْ، الْوَارِثُ، الرَّشِيْدُ، الصَّبُوْرُ

(رواہ الترمذی والبیهقی فی الدعوات الکبیر وقال الترمذی هذا حدیث غریب)

"انہ وتر یحب الوتر" یعنی اللہ تعالیٰ خود اپنی ذات وصفات میں اکیلا اور طاق ہے اس لیے آپ طاق کو اسی جہت سے پسند فرماتے ہیں اسی لیے بہت سارے اعمال میں اللہ تعالیٰ نے وتر کا حکم دیا ہے نمازیں پانچ ہیں اسلام کی بنیادی ارکان پانچ ہیں رات کی وتر نماز تین رکعت ہے طہارت کی تعداد تین تین ہے کفن کے کپڑے تین ہیں کائنات میں آسمان سات ہیں زمین سات ہیں وغیرہ وغیرہ۔

بَابُ الْعَزِيْمَةِ فِي الدُّعَاءِ وَلَا يَقُلْ إِنْ شِئْتَ

پختہ عزم اور پکے ارادے سے دعا مانگنی چاہیے

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۶۸۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمْ فِي الدُّعَاءِ، وَلَا يَقُلْ: اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِي، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو پورے یقین سے مانگے اور یہ نہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو عطا کر کیونکہ اللہ کسی سے مجبور نہیں ہے۔

تشریح:

"اذا دعا احدکم" یعنی جب تم میں سے کوئی شخص دعا مانگتا ہے تو پورے وثوق کے ساتھ مانگے۔

دعا کی تعریف اور حکم

الدعاء هو طلب الادنی من الاعلی شیئا علی وجه الاستکانة

اعلیٰ ذات سے بطریق عاجزی ادنیٰ کا کچھ مانگنے کا نام دعا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ میں ہر جگہ کے علماء اس پر متفق رہے ہیں کہ دعا مانگنا نہ مانگنے کے مقابلے میں مستحب اور افضل ہے دعا مانگنا نصوص ظاہرہ سے ثبوت کے ساتھ ساتھ انبیاء کرام کا مسنون فعل بھی ہے کیونکہ تمام انبیاء کرام بہت زیادہ دعا مانگا کرتے تھے۔

بعض صوفیاء کے نزدیک دعا نہ مانگنا افضل ہے کیونکہ اس میں رضا بالقضاء کا بڑا جذبہ اور بڑا مظاہرہ ہوتا ہے کہ بندہ کہتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہے اس پر صبر ہے دعا کی ضرورت نہیں ان دونوں اقوال میں تطبیق یوں ہوسکتی ہے کہ بعض اہل دل پر ایک خاص کیفیت طاری ہوجاتی ہے جو استغراقی کیفیت ہوتی ہے اس میں ان کے نزدیک دعا مانگنے سے نہ مانگنا افضل ہے مگر اس کیفیت کا اعتبار نہیں ہے نہ یہ سب لوگوں کو حاصل ہے لہٰذا دعا مانگ کر قرآن وحدیث کے سینکڑوں نصوص پر عمل کرنا ہی زیادہ بہتر ہے مسلمان کی دعا اگر شرائط وآداب کے لحاظ کے ساتھ ہو تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے مگر قبولیت کی صورتیں بدل جاتی ہیں کبھی تو مطلوب چیز بعینہ مل جاتی ہے کبھی کوئی خفیہ آفت دعا کی وجہ سے ٹل جاتی ہے اور اگر کچھ نہ ہو تو بطور ثواب آخرت کے لیے دعا ذخیرہ بن جاتی ہے مسلمان کی دعا ضائع نہیں جاتی۔

''فلیعزم'' یعنی پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ دعا مانگنی چاہیے کسی شک کی اس میں گنجائش نہ ہو، کیونکہ جو آدمی خود اپنی مانگی ہوئی چیز پر مطمئن نہیں تو اس تذبذب میں وہ چیز ان کو کیسے مل سکتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے افعال میں خود مختار ہے کسی اجازت لینے کی ضرورت نہیں نہ کوئی روکنے والا ہے لہٰذا براہ راست رب تعالیٰ سے پورے وثوق کے ساتھ سوال کرنا چاہیے اس طرح سوال نہ ہو کہ: اے اللہ اگر تو مناسب سمجھتا ہے تو مجھے فلاں چیز عطا فرمادے۔

٦٨٠٧ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلْ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، وَلَكِنْ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ وَلْيُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَتَعَاظَمُهُ شَيْءٌ أَعْطَاهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو ''اے اللہ! اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرما'' نہ کہے بلکہ مانگنے میں کامل یقین اور رغبت اختیار کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لیے کسی چیز کا عطا کرنا دشوار اور مشکل نہیں ہے۔

٦٨٠٨ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، حَدَّثَنَا الْحَارِثُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمْ فِي الدُّعَاءِ، فَإِنَّ اللّٰهَ صَانِعٌ مَا شَاءَ، لَا مُكْرِهَ لَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی بھی "اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے معاف فرما، اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما" نہ کہے بلکہ چاہیے کہ دعا میں یقین سے مانگے کیونکہ اللہ جو چاہے کردے کوئی اسے مجبور کرنے والا نہیں ہے۔

بَابُ كَرَاهَةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ

نزول مصیبت کے وقت موت کی تمنا ممنوع ہے

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۸۰۹۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی کسی مصیبت کے آجانے کی وجہ سے موت کی تمنا اور خواہش نہ کرے اور اگر اسے ضرور ہی موت کی خواہش کرنا ہو تو کہے: اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہو مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لیے وفات بہتر ہو مجھے وفات دیدے۔

۶۸۱۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَلَفٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، كِلَاهُمَا عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح ان اسناد سے بھی مروی ہے البتہ اس روایت میں مصیبت آجانے کے بجائے پہنچنے کا ذکر ہے۔

۶۸۱۱۔ حَدَّثَنِي حَامِدُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، وَأَنَسٌ يَوْمَئِذٍ حَيٌّ قَالَ أَنَسٌ: لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لَتَمَنَّيْتُهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اگر یہ نہ ارشاد فرمایا ہوتا کہ تم میں سے کوئی (ہرگز) موت کی تمنا نہ کرے تو میں اس کی تمنا کرتا۔

۶۸۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ

قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى خَبَّابٍ وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعَ كَيَّاتٍ فِي بَطْنِهِ، فَقَالَ: لَوْ مَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ، لَدَعَوْتُ بِهِ،

حضرت قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ ہم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اس حال میں کہ ان کے پیٹ میں سات داغ لگائے گئے تھے۔ انہوں نے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں موت مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا مانگتا۔

٦٨١٣ـ حَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، وَجَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، وَوَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، وَيَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

ان اسناد سے بھی مذکورہ بالا حدیث (اگر رسول اللہ ﷺ نے ہم کو موت مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا مانگتا) ہی کی مثل روایت مروی ہے۔

٦٨١٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ، وَلَا يَدْعُ بِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُ، إِنَّهُ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ، وَإِنَّهُ لَا يَزِيدُ الْمُؤْمِنَ عُمْرُهُ إِلَّا خَيْرًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی موت کی خواہش نہ کرے اور نہ ہی موت آنے سے پہلے اس کی دعا مانگے کیونکہ جب تم میں کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں اور مومن کی عمر تو بھلائی ہی کے لیے زیادہ ہوتی ہے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَائَهُ

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ملنے کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو پسند کرتا ہے

اس باب میں امام مسلم نے نو احادیث کو بیان کیا ہے۔

٦٨١٥ـ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ

الصَّامِتِ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ، أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ، كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ،

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔

٦٨١٦ـوَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح حدیث روایت کی ہے۔

٦٨١٧ـحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّزِّيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ الْهُجَيْمِيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ، أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ، كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ؟ فَكُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ، فَقَالَ: لَيْسَ كَذٰلِكِ، وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَرِضْوَانِهِ وَجَنَّتِهِ، أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ، فَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ، وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَسَخَطِهِ، كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ، وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ،

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند فرماتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملاقات کرنے کو ناپسند فرماتا ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کیا (اس سے) موت کو ناپسند کرنا (مراد) ہے حالانکہ ہم میں سے ہر آدمی (طبعًا) موت کو ناپسند کرتا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسا نہیں ہے بلکہ مومن کو جب اللہ کی رحمت اور رضا اور جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملاقات کرنے کو پسند فرماتے ہیں اور کافر کو جب اللہ کے عذاب اور ناراضگی کی بشارت دی جاتی ہے تو اللہ سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملاقات کرنے کو ناپسند فرماتے ہیں۔

٦٨١٨ـحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے۔

٦٨١٩۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ زَكَرِيَّاءَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ، أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ، كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ، وَالْمَوْتُ قَبْلَ لِقَاءِ اللّٰهِ،

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملاقات کرنے کو پسند فرماتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملاقات کرنے کو ناپسند فرماتا ہے اور موت اللہ کی ملاقات سے پہلے ہے۔

٦٨٢٠۔حَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ، عَنْ عَامِرٍ، حَدَّثَنِي شُرَيْحُ بْنُ هَانِئٍ، أَنَّ عَائِشَةَ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بِمِثْلِهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح (سابقہ حدیث کی طرح) ارشاد فرمایا۔

٦٨٢١۔حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ، أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ، كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ، قَالَ: فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ، فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا إِنْ كَانَ كَذٰلِكَ، فَقَدْ هَلَكْنَا، فَقَالَتْ: إِنَّ الْهَالِكَ مَنْ هَلَكَ بِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ، أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ، كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ، وَلَيْسَ مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا وَهُوَ يَكْرَهُ الْمَوْتَ، فَقَالَتْ: قَدْ قَالَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَيْسَ بِالَّذِي تَذْهَبُ إِلَيْهِ، وَلٰكِنْ إِذَا شَخَصَ الْبَصَرُ، وَحَشْرَجَ الصَّدْرُ، وَاقْشَعَرَّ الْجِلْدُ، وَتَشَنَّجَتِ الْأَصَابِعُ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ، أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ، كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے اور جسے اللہ کی ملاقات پسند نہ ہو اللہ بھی اس سے ملاقات کرنے کو ناپسند فرماتا ہے۔ حضرت شریح بن ہانی کہتے ہیں میں سیدہ عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض

کیا: اے ام المؤمنین! میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا، وہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث روایت کرتے ہیں اگر واقعتاً ایسا ہی ہے تو ہم ہلاک ہو گئے حضرت عائشہ نے کہا: جو رسول اکرم ﷺ کے قول سے ہلاک ہو گیا، وہ واقعتاً ہلاک ہونے والا ہے وہ حدیث کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرے اللہ بھی اس سے ملاقات کرنے کو ناپسند فرماتا ہے اور ہم میں سے ہر ایک موت کو ناپسند کرتا ہے تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فرمایا تھا لیکن اس کا مطلب وہ نہیں جس کی طرف تم چلے گئے ہو بلکہ (اس کا مطلب یہ ہے کہ) جب آنکھیں پھٹ جائیں اور سینہ میں دم گھٹنے لگے اور رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور انگلیاں اکڑ جائیں پس اس وقت جو اللہ سے ملاقات کرنے کو پسند کرے اللہ بھی اس سے ملاقات کرنے کو پسند فرماتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملاقات کرنے کو پسند نہیں فرماتا۔

تشریح:

"بقول رسول الله" یعنی گھبراؤ نہیں ہلاک شدہ شخص وہ ہوتا ہے جو آنحضرت کے قول اور فرمان کے مطابق ہلاک ہو جائے بات کیا ہے؟ "یکرہ الموت" صحابی ابو ہریرہ کو اس کلام سے شبہ پیدا ہو گیا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا، اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات موت کے بغیر ممکن نہیں ہے لہٰذا جو شخص موت کو پسند نہیں کرتا وہ گویا اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا یہ تو ہلاکت ہے حضرت عائشہؓ نے اس کو جواب دیا کہ موت اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے پہلے ایک چیز ہے اس کا اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے کوئی تعلق نہیں ہے اس کو تو آدمی طبعی طور پر ناپسند کرتا ہے لیکن جب حالت نزع شروع ہو جاتی ہے اور آخرت کا منظر آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے اس وقت دنیا کی حالت غائب ہو جاتی ہے اور آخرت سامنے ہوتی ہے اس حالت میں اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو یہ تباہی ہے کیونکہ اس نے عذاب کو دیکھ لیا اسی مقصد کے لیے حضرت عائشہؓ نے حالت نزع اور حالت غرغرہ کی کیفیت کو بیان کیا ہے اور اس کو بعد الموت قرار دیا ہے اس سے پہلی حدیث میں والموت قبل الموت کے لفظ سے یہی حقیقت بتانا مقصود ہے "شخص البصر" موت کے وقت ٹکٹکی باندھ کر اوپر کی طرف دیکھنا مراد ہے "حشرج الصدر" سینہ میں سانس پھولنے اور اکھڑ کر اوپر نیچے جانے کو کہتے ہیں۔

"اقشعر الجلد" رونگٹے کھڑے ہو کر چمڑا سخت ہونے کو کہتے ہیں "تشنجت" انگلیوں کا اکڑ جانا مراد ہے۔ یہ بعد الموت کی کیفیت ہے اس وقت مومن کو خوشی ہوتی ہے کہ اب اللہ تعالیٰ کی ملاقات ہوگی کیونکہ وہ اس وقت نعمتوں کا معاینہ کر چکا ہوتا ہے اور کافر اس کے برعکس ہوتا ہے۔

٦٨٢٢ـ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُطَرِّفٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ عَبْثَرٍ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ سابقہ حدیث عبثر کی طرح مروی ہے۔

٦٨٢٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ، أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ، كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملاقات کرنے کو پسند فرماتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کرنے کو پسند نہ کرے اللہ بھی اس سے ملاقات کرنے کو پسند نہیں فرماتا۔

بَابُ فَضْلِ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّقَرُّبِ إِلَيْهِ

قرب الٰہی اور ذکر اللہ اور دعا کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تیرہ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٨٢٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِي

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، میں اپنے بندے سے اپنے بارے میں گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

٦٨٢٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارِ بْنِ عُثْمَانَ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سُلَيْمَانَ وَهُوَ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِذَا تَقَرَّبَ عَبْدِي مِنِّي شِبْرًا، تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا، وَإِذَا تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا أَوْ بُوعًا وَإِذَا أَتَانِي يَمْشِي، أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: جب بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور وہ جب ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں چار ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور جب وہ چل کر میری طرف آتا ہے تو میں (میری رحمت) دوڑ کر اس کی طرف آتی ہے۔

٦٨٢٦۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْقَيْسِيُّ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ أَبِيهِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ: إِذَا أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے لیکن اس روایت میں ''جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں'' مذکور نہیں۔

٦٨٢٧۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي، وَأَنَا مَعَهُ حِينَ يَذْكُرُنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُ، وَإِنِ اقْتَرَبَ إِلَيَّ شِبْرًا، تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنِ اقْتَرَبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا، اقْتَرَبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں میں اپنے بندے سے اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور اگر وہ مجھے دل میں یاد کرے، میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے گروہ (جماعت) میں یاد کرے تو میں اسے اس سے بہتر گروہ میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں چار ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کے پاس آتا ہوں (میری رحمت)۔

٦٨٢٨۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَأَزِيدُ، وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَاؤُهُ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا أَوْ أَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا، وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي

ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَمَنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً، وَمَنْ لَقِيَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطِيئَةً لَا يُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَقِيتُهُ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً ، قَالَ إِبْرَاهِيمُ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، بِهَذَا الْحَدِيثِ،

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں جو ایک نیکی لائے گا اس کی دس مثل ثواب ہوگا اور میں اور زیادہ عطا کروں گا اور جو برائی لائے گا تو اس کا بدلہ اسی کی مثل ہوگا یا میں اسے معاف کردوں گا اور جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوگا تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوں گا اور جو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوگا تو میں چار ہاتھ اس کے قریب ہوں گا جو میرے پاس چل کر آئے گا میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں اور جس نے تمام زمین کے برابر گناہ لیکر مجھ سے ملاقات کی بشرطیکہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتا ہو تو میں اس سے اسی کی مثل مغفرت کے ساتھ ملاقات کرتا ہوں۔

۶۸۲۹۔حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا أَوْ أَزِيدُ

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث کی طرح مروی ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ فرمایا: اس کے لیے اس کی دس مثل ثواب ہوتا ہے اور میں زیادہ عطا کرتا ہوں۔

بَابُ كَرَاهَةِ الدُّعَاءِ بِتَعْجِيلِ الْعُقُوبَةِ فِي الدُّنْيَا

دنیا میں جلدی عذاب ہوجانے کی دعا کرنا مکروہ ہے

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۶۸۳۰۔حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْحَسَّانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَادَ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَدْ خَفَتَ فَصَارَ مِثْلَ الْفَرْخِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ كُنْتَ تَدْعُو بِشَيْءٍ أَوْ تَسْأَلُهُ إِيَّاهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، كُنْتُ أَقُولُ: اللَّهُمَّ مَا كُنْتَ مُعَاقِبِي بِهِ فِي الْآخِرَةِ، فَعَجِّلْهُ لِي فِي الدُّنْيَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سُبْحَانَ اللَّهِ لَا تُطِيقُهُ أَوْ لَا تَسْتَطِيعُهُ أَفَلَا قُلْتَ: اللَّهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. قَالَ: فَدَعَا اللَّهَ لَهُ، فَشَفَاهُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کی عیادت فرمائی جو مرغ کے چوزہ کی

طرح کمزور ہو چکا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تو کسی چیز کی دعا (اللہ سے) مانگتا تھا یا اس سے کسی چیز کا سوال کیا کرتا تھا؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں! میں کہتا تھا: اے اللہ! جو تو آخرت میں مجھے سزا دینے والا ہے اسے فوراً دنیا میں ہی مجھے دیدے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک ہے، نہ تو اس کی طاقت رکھتا ہے اور نہ استطاعت تو نے یہ کیوں نہ کہا: اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ سے اس کے لیے دعا مانگی۔ پس اللہ نے شفاء عطا فرما دی۔

تشریح:

''خفت'' یعنی کمزور ہو چکا تھا ''الفرخ'' ہر پرندے کے چوزے کو فرخ کہتے ہیں ''فعجله لی'' یعنی آخرت میں اگر کوئی عذاب ہونے والا ہے تو اس کے عوض دنیا میں مجھے سزا دیدے اس شخص نے سمجھا کہ دنیا کا عذاب جلدی ختم ہو جائے گا اور آخرت کا عذاب تو ہمیشہ ہوگا اس لیے اس طرح دعا مانگی لیکن ان کو چاہیے تھا کہ دنیا اور آخرت دونوں میں معافی کی دعا کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو حساب کے لیے پیش کرنا بہت خطرناک بات ہے اسی لیے آنحضرت نے ان کو معافی مانگنے اور استغفار کرنے کی ترتیب بتائی اور دنیا و آخرت کی بھلائی کی تعلیم دیدی ''فی الدنیا حسنة'' اس سے دنیا کی عمدہ رزق اور بھلائی کی توفیق اور عافیت مراد ہے ''وفی الآخرة حسنة'' اس سے مغفرت اور جنت اور اس کی نعمتیں مراد ہیں یہ ایک جامع دعا ہے جو دنیا و آخرت دونوں کے فائدے میں ہے۔

۶۸۳۱۔ حَدَّثَنَاهُ عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، إِلَى قَوْلِهِ: وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَلَمْ يَذْكُرِ الزِّيَادَةَ.

اس سند سے بھی یہ سابقہ حدیث وقنا عذاب النار تک مروی ہے اور زیادتی مذکور نہیں۔

۶۸۳۲۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ يَعُودُهُ، وَقَدْ صَارَ كَالْفَرْخِ. بِمَعْنَى حَدِيثِ حُمَيْدٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: لَا طَاقَةَ لَكَ بِعَذَابِ اللَّهِ وَلَمْ يَذْكُرْ: فَدَعَا اللَّهَ لَهُ، فَشَفَاهُ،

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ اپنے اصحاب میں سے ایک صحابی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جو کہ چوزہ کی طرح کمزور ہو چکا تھا باقی حدیث حضرت حمید کی روایت کردہ حدیث کی طرح ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیرے لیے اللہ کے عذاب (برداشت کرنے کی) طاقت نہیں ہے اور یہ بات

مذکور نہیں کہ پھر آپ ﷺ نے اس کے لیے اللہ سے دعا مانگی تو اللہ نے اسے شفا عطا فرمادی۔

٦٨٣٣۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ الْعَطَّارُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِهَذَا الْحَدِيث

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا روایت کی طرح حدیث مبارکہ روایت کی ہے۔

بَابُ فَضْلِ مَجَالِسِ الذِّكْرِ

مجالس ذکر کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٦٨٣٤۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَلَائِكَةً سَيَّارَةً، فُضُلًا يَتَتَبَّعُونَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذِكْرٌ قَعَدُوا مَعَهُمْ، وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ، حَتَّى يَمْلَئُوا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَإِذَا تَفَرَّقُوا عَرَجُوا وَصَعِدُوا إِلَى السَّمَاءِ، قَالَ: فَيَسْأَلُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَكَ فِي الْأَرْضِ، يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيُهَلِّلُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيَسْأَلُونَكَ، قَالَ: وَمَاذَا يَسْأَلُونِي؟ قَالُوا: يَسْأَلُونَكَ جَنَّتَكَ، قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِي؟ قَالُوا: لَا، أَيْ رَبِّ قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِي؟ قَالُوا: وَيَسْتَجِيرُونَكَ، قَالَ: وَمِمَّ يَسْتَجِيرُونَنِي؟ قَالُوا: مِنْ نَارِكَ يَا رَبِّ، قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا نَارِي؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِي؟ قَالُوا: وَيَسْتَغْفِرُونَكَ، قَالَ: فَيَقُولُ: قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوا، وَأَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوا، قَالَ: فَيَقُولُونَ: رَبِّ فِيهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ، إِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ، قَالَ: فَيَقُولُ: وَلَهُ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ زائد فرشتے ایسے بھی ہیں جو پھرتے رہتے ہیں اور ذکر کی مجالس کو تلاش کرتے ہیں جب وہ ایسی مجالس کو پالیتے ہیں جس میں ذکر ہو تو ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں یہاں تک کہ ان سے لیکر آسمان دنیا کے درمیان کا خلا بھر جاتا ہے پس جب وہ (اہل مجلس) متفرق ہو جاتے

ہیں تو یہ (فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں) تو اللہ رب العزت ان سے پوچھتا ہے اور انہیں بخوبی جانتا ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں: ہم زمین میں تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح، تکبیر، تہلیل اور تعریف اور تجھ سے سوال کرنے میں مشغول تھے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، وہ مجھ سے کیا سوال کر رہے تھے؟ وہ عرض کرتے ہیں وہ آپ سے آپ کی جنت کا سوال کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: نہیں اے میرے پروردگار! اللہ فرماتا ہے اگر وہ اس کو دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ پھر فرشتے عرض کرتے ہیں اور وہ تجھ سے پناہ بھی مانگ رہے تھے۔ اللہ فرماتا ہے وہ مجھ سے کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب! تیری جہنم سے۔ اللہ فرماتا ہے کیا انہوں نے میری جہنم کو دیکھا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں نہیں، اللہ فرماتا ہے: اگر وہ میری جہنم کو دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی (یعنی اور زیادہ پناہ مانگتے) پھر فرشتے عرض کرتے ہیں: اور وہ آپ سے مغفرت بھی مانگ رہے تھے، تو اللہ فرماتا ہے تحقیق! میں نے معاف کر دیا اور انہوں نے جو مانگا میں نے انہیں عطا کر دیا اور میں نے انہیں پناہ دیدی، جس سے انہوں نے پناہ مانگی۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: اے رب! ان میں فلاں بندہ گناہ گار ہے وہ وہاں سے گزرا تو ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ تو اللہ عزوجل فرماتے ہیں: میں نے اسے بھی معاف کر دیا اور یہ (ذاکرین) ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والے کو بھی محروم نہیں کیا جاتا۔

تشریح:

''ملائكة'' یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے ایک خاص قسم کے فرشتے ہیں جو دنیا میں مجالس ذکر کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔

''سيارة'' یہ ملائکہ کے لیے صفت اول ہے تیز قافلہ کی شکل میں تیز چلنے کو کہتے ہیں۔ یہ فرشتے مجالس ذکر کو تلاش کرنے کے لیے گھومتے ہیں ''فضلا'' یہ لفظ ملائکہ کے لیے دوسری صفت ہے فا پر فتحہ ہے اور ضاد پر سکون ہے۔ دوسرا نسخہ فا پر فتحہ اور ضاد پر پیش ہے فضلا دونوں کا ترجمہ فاضل اور زائد ہے یعنی یہ فرشتے لوگوں کے اعمال لکھنے وغیرہ تمام ذمہ داریوں سے فارغ اور زائد فرشتے ہیں جو انہیں مجالس کے لیے مقرر ہیں ان کا اور کوئی کام نہیں ہے۔

''ويستجيرونك'' یہ فرشتوں کا کلام ہے اس کا عطف اس سے پہلے ''ويسئلونك'' کے جملہ پر ہے اس کا مطلب اور معنی امن ہے یعنی وہ لوگ آپ سے امن اور دوزخ کی آگ سے پناہ چاہتے ہیں۔ ''فحف'' یہ ڈھانپنے کے معنی میں ہے۔

''فيسالهم'' یعنی اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے لیکن پھر بھی فرشتوں سے ایک ایک چیز کا پوچھتا ہے تاکہ فرشتوں کو یاد دلایا جائے کہ تخلیق آدم کے وقت تم نے کہا تھا کہ یہ انسان فساد کرے گا عبادت نہیں کرے گا اب دیکھو کس طرح عبادت میں لگے ہوئے ہیں۔

مجالس ذکر کا مفہوم عام ہے وہ مجالس ذکر جس میں خاص کر ذکر کا اہتمام ہوتا ہے وہ بھی اس حدیث کا مصداق ہوسکتی ہیں اور درس وتدریس اور قرأۃ حدیث اور حفظ وناظرہ اور وعظ وبیان کی مجالس کو بھی یہ حدیث شامل ہوسکتی ہے کچھ حضرات مجالس ذکر کے حلقوں کوشک کی نظر سے دیکھتے ہیں اس طرح نہیں کرنا چاہیے البتہ مجالس ذکر میں بدعات کو داخل کرنا جائز نہیں ہے غیر ضروری قیودات لگانا مناسب نہیں ہے۔

بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ بِاللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

آپ اکثر اللهم آتنا في الدنيا حسنة دعا مانگتے تھے

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو بیان کیا ہے

۶۸۳۵۔حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ، قَالَ: سَأَلَ قَتَادَةُ أَنَسًا أَيُّ دَعْوَةٍ كَانَ يَدْعُو بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ، قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دَعْوَةٍ يَدْعُو بِهَا يَقُولُ: اللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالَ: وَكَانَ أَنَسٌ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدَعْوَةٍ دَعَا بِهَا، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدُعَاءٍ دَعَا بِهَا فِيهِ

حضرت عبدالعزیز رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت قتادہ نے حضرت انس سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ اکثر اوقات کونسی دعا مانگا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ کی اکثر دعا جو آپ ﷺ مانگتے تھے وہ یہ ہے "اللہ ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا" اور حضرت انسؓ جب بھی دعا مانگتے تو ان الفاظ سے دعا کرتے اور جب کوئی اور دعا مانگنے کا ارادہ کرتے تو اس کے ساتھ یہ دعا بھی مانگتے تھے۔

۶۸۳۶۔حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگتے تھے: ربنا آتنا في الدنيا..الخ اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا"۔

بَابُ فَضْلِ التَّهْلِيلِ وَالتَّسْبِيحِ وَالدُّعَاءِ

لا الہ الا اللہ سبحان اللہ اور دعاء کی فضیلت

اس باب میں امام مسلم نے دس احادیث کو بیان کیا ہے

٦٨٣٧ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ، يَوْمَهُ ذَلِكَ، حَتَّى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، وَمَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے دن میں سو مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر پڑھا اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے اور اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس دن شیطان سے حفاظت کا ذریعہ بن جاتا ہے یہاں تک کہ شام کرتا ہے اس حال میں کہ کوئی آدمی بھی اس سے افضل عمل نہیں کرتا، سوائے اس آدمی کے جو ان کلمات کو اس سے زیادہ مرتبہ پڑھے اور جس نے سبحان اللہ وبحمدہ دن میں سو دفعہ پڑھا تو اس کی تمام خطائیں مٹادی جاتی ہیں، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

تشریح:

"ماۃ مرۃ" یعنی ایک دن میں سو مرتبہ پڑھا جائے افضل و اولیٰ یہی ہے کہ یہ وظیفہ سو مرتبہ ایک ساتھ پڑھ لیا جائے بیچ میں فرق نہ ہو لیکن علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ یہ کلمات صبح سے شام تک متفرق طور پر بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ سارے گناہ جو معاف ہو جاتے ہیں تو اس سے صغائر گناہ مراد ہیں کیونکہ کبائر کے لیے توبہ کی ضرورت ہے ہاں کبائر ضعیف ہو جاتے ہیں لیکن اگر ساتھ ساتھ توبہ بھی کر لی پھر تو کبائر بھی معاف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ حقوق العباد میں سے نہ ہوں۔

٦٨٣٨ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ: حِينَ

يُصْبِحُ وَحِينَ يُمْسِي: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، مِائَةَ مَرَّةٍ، لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ، إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی صبح وشام سو مرتبہ (یہ دعا) پڑھتا ہے قیامت کے دن کوئی اس سے زیادہ افضل عمل نہیں لاسکتا، سوائے اس کے جس نے اس کے برابر یا اس سے زیادہ پڑھا ہو۔

تشریح:

"او زاد علیه" سوال یہ ہے کہ اس حدیث میں پہلے شخص کی افضلیت کو ختم کرنے کے لیے فرمایا کہ آنے والے کسی شخص نے اگر اسی کی طرح سو مرتبہ یہ تسبیح پڑھ لیے تو وہ افضل ہوگا حالانکہ اس میں کوئی افضلیت نہیں ہے پہلے شخص نے بھی سو مرتبہ پڑھا اس نے بھی اسی کے مانند سو مرتبہ پڑھا تو افضلیت کیسے حاصل ہوگئی؟۔

اس کا آسان جواب یہ ہے کہ حدیث کے آخر میں "او" کا جو لفظ ہے یہ واؤ کے معنی میں ہے مطلب یہ ہوا کہ یہ فضیلت اس شخص کو حاصل ہوجاتی ہے جو سو مرتبہ پڑھے اور کچھ زیادہ پڑھے۔ شارع نے تسبیحات اور دعاؤں میں جو تعداد بتائی ہے یہ مقدار تاثیر کے لیے شرط کا درجہ رکھتی ہے اس سے کم میں مطلوب حاصل نہیں ہوگا اب اگر کوئی شخص اس سے زیادہ پڑھے تو مطلوب حاصل ہوگا یا نہیں تو علامہ نووی وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس میں بھی وہی تاثیر ہوگی باقی ایک خاص عدد کا ذکر کیوں کیا جاتا ہے تو یہ مفوض الی اللہ والی رسولہ ہے ہمیں اس کی حکمت تلاش نہیں کرنی چاہیے سب سے بڑی حکمت تو یہی ہے کہ شارع نے فرمایا ہے۔

۶۸۳۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَبُو أَيُّوبَ الْغَيْلَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي الْعَقَدِيَّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ: مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، عَشْرَ مِرَارٍ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةَ أَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ. وَقَالَ سُلَيْمَانُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ، بِمِثْلِ ذٰلِكَ، قَالَ: فَقُلْتُ لِلرَّبِيعِ: مِمَّنْ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ: مِنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ فَأَتَيْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ فَقُلْتُ: مِمَّنْ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ مِنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ فَأَتَيْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى فَقُلْتُ: مِمَّنْ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ: مِنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ يُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس نے دس مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک

ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر پڑھا وہ ایسا ہے جیسا کہ اولاد اسماعیل میں سے چار غلام آزاد کرنے والا۔ حضرت ربیع بن خثیم سے بھی مذکورہ بالا روایت کی طرح حدیث مروی ہے۔ حضرت ربیع نے کہا: میں نے یہ حدیث حضرت عمرو بن میمون سے سنی۔ راوی کہتے ہیں میں عمرو بن میمون کے پاس آیا اور ان سے پوچھا: آپ نے کس سے یہ حدیث سنی؟ انہوں نے کہا: ابن ابی لیلیٰ سے۔ پھر میں ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا اور ان سے پوچھا کہ آپ نے کس سے سنا؟ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوایوب انصاری سے سنا وہ حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

٦٨٤٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ الْبَجَلِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں لیکن وزن میں بھاری ہیں اور رحمٰن کو محبوب ہیں: سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

تشریح:

''کلمتان'' سے مراد دو کلام ہے نہ صرف دو کلمے ''حبیبتان'' یہ محبوبتان کے معنی میں ہے مراد یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو جاتا ہے۔ ''خفیفتان'' ہلکے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی مشقت کم ثواب زیادہ ہے اس لیے کم خرچ بالانشین کی طرح ہے یا یوں کہیں کہ میں کوئی مشہور شدید حرف نہیں ہے اس لیے ہلکے ہیں یا یوں کہیں کہ حضور اکرم کے بیان میں جو سجع ہے اس سجع نے اس کو خفیف بنایا ہے یا یہ کہ اس کو تشویق نے ہلکا بنا دیا ہے یعنی ہر کلمہ اگلے کلمہ کا شوق دلاتا ہے۔ جب کہا گیا کہ ''کلمتان'' تو سننے والے متوجہ ہو گئے جب ''حبیبتان'' کا لفظ آ گیا تو سامعین جھانکنے لگے جب ''ثقیلتان'' کہا گیا تو سامعین نے فرط مسرت اور شدت محبت میں خود کہہ دیا کہ سبحان اللہ! یہ کیا دولت ہے ذرا جلدی بتائیں تو اس کے جواب میں یہ کلمے آ گئے سبحان اللہ وبحمدہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات سلبیہ کی نفی کے لیے ایک جملہ ہے اور صفات ثبوتیہ کے اثبات کے لیے دوسرا جملہ ہے تو اللہ تعالیٰ کی کامل و مکمل تعریف اس میں آ گئی۔ اس حدیث پر میں نے ایک کتابچہ لکھا ہے جو ''درس آخر حدیث بخاری'' کے نام سے چھپی ہے اس میں مکمل تفصیلات ہیں یہاں تو اشارہ بھی نہیں کر سکتا ہوں۔

٦٨٤١ـحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَنْ أَقُولَ سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سبحان الله والحمدلله ولا اله الا الله والله اکبر کہنا میرے نزدیک ہر اس چیز سے محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔

٦٨٤٢ـحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ مُوسَى الْجُهَنِيِّ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا مُوسَى الْجُهَنِيُّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: عَلِّمْنِي كَلَامًا أَقُولُهُ، قَالَ: قُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ. قَالَ: فَهَؤُلَاءِ لِرَبِّي، فَمَا لِي؟ قَالَ: قُلْ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي، قَالَ مُوسَى: أَمَّا عَافِنِي، فَأَنَا أَتَوَهَّمُ وَمَا أَدْرِي، وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي حَدِيثِهِ قَوْلَ مُوسَى

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: مجھے ایسا کلام سکھائیں جسے میں پڑھتا رہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا لا الہ الا اللہ پڑھا کر۔ اس نے عرض کیا: یہ سارے کلمات تو میرے رب کے لیے ہیں، میرے لیے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللهم اغفر لی وارحمني واهدني وارزقنی" "اے اللہ مجھے معاف فرما اور رحم فرما اور ہدایت عطا فرما اور رزق عطا فرما" کہہ۔ اور راوی کہتے ہیں عافنی کے بارے میں مجھے وہم ہے کہ وہ حضرت ابن ابی شیبہ نے اپنی روایت کردہ حدیث میں کہا تھا یا نہیں۔

٦٨٤٣ـحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُعَلِّمُ مَنْ أَسْلَمَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي

حضرت ابو مالک اشجعی اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر مسلمان ہونے والے آدمی کو اللهم اغفرلی وارحمنی واهدنی وارزقنی سکھاتے تھے۔

٦٨٤٤۔حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَزْهَرَ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَسْلَمَ، عَلَّمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَدْعُوَ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي

حضرت ابو مالک اشجعی اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں، جب کوئی مسلمان ہوتا تو نبی کریمؐ اسے نماز سکھاتے پھر اسے حکم کرتے کہ وہ ان کلمات سے دعا مانگے: اللهم اغفرلي وارحمني واهدني وعافني وارزقني۔

٦٨٤٥۔حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَأَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ أَقُولُ حِينَ أَسْأَلُ رَبِّي؟ قَالَ: قُلْ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَعَافِنِي، وَارْزُقْنِي وَيَجْمَعُ أَصَابِعَهُ إِلَّا الْإِبْهَامَ فَإِنَّ هَؤُلَاءِ تَجْمَعُ لَكَ دُنْيَاكَ وَآخِرَتَكَ

حضرت ابو مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا اور ایک آدمی نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! جب میں اپنے رب سے دعا کروں تو کیسے کہوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللهم اغفرلي وارحمني وعافني وارزقني کہہ۔ اور آپ ﷺ نے اپنے انگوٹھے کے سوا باقی انگلیاں جمع کیں کیونکہ یہ کلمات تیری دنیا اور آخرت کے (فوائد) کے لیے جامع ہیں۔

ایک ہزار نیکیوں والی دعا

٦٨٤٦۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ، وَعَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُوسَى الْجُهَنِيِّ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا مُوسَى الْجُهَنِيُّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْسِبَ، كُلَّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ: كَيْفَ يَكْسِبُ أَحَدُنَا أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ: يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ، فَيُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ، أَوْ يُحَطُّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيئَةٍ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ہزار نیکیاں کرنے سے عاجز ہے؟ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر صحابہ کرام میں سے کسی پوچھنے والے نے پوچھا: ہم میں سے کوئی ہزار نیکیاں کیسے کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی سبحان اللہ سو مرتبہ پڑھتا ہے اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں یا اس کی ہزار خطائیں مٹادی جاتی ہیں۔

تشریح:

"او یحط" حط یحط گرانے کے معنی میں آتا ہے یہاں گناہوں کا معاف ہونا مراد ہے یہاں یہ بات یادرکھو کہ او یحط میں او کا کلمہ واؤ کے معنی میں ہے لہٰذا اب کوئی اعتراض نہیں آئے گا مطلب یہ کہ ایک ہزار نیکیاں ملیں گی اور ایک ہزار گناہ معاف کیے جائیں گے یہ بھی کم خرچ بالانشین کے قبیل سے ہے۔شارع نے تسبیحات اور دعاؤں میں جو تعداد بتائی ہے یہ مقدار تاثیر کے لیے شرط کا درجہ رکھتی ہے اس سے کم میں مطلوب حاصل نہیں ہوگا اب اگر کوئی شخص اس سے زیادہ پڑھے تو مطلوب حاصل ہوگا یا نہیں علامہ نووی وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس میں بھی وہی تاثیر ہوگی باقی ایک خاص عدد کا ذکر کیوں کیا جاتا ہے تو یہ مفوض الی اللہ والی رسولہ ہے ہمیں اس کی حکمت تلاش نہیں کرنی چاہیے سب سے بڑی حکمت تو یہی ہے کہ شارع نے فرمایا ہے۔

بَابُ فَضْلِ الِاجْتِمَاعِ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَ الذِّكْرِ

تلاوت قرآن اور ذکراللہ کے لیے جمع ہونے کی فضیلت

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کوذکر کیا ہے

جس شخص کواس کے عمل نے پیچھے کردیا نسب اس کوآگے نہیں بڑھا سکتا

۶۸۴۷۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى، قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا، نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ، يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا، سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ، يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ، وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمِ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ، وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ، لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے کسی مومن سے دنیا میں مصیبتوں کو دور کیا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کے مصیبتوں کو دور کرے گا اور جس نے تنگ دست پر آسانی

کی اللہ اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی کرے گا اور اللہ اس بندے کی مدد میں ہوتے ہیں جو اپنے بھائی کی مدد میں لگا ہوتا ہے اور جو ایسے راستے پر چلا جس میں علم کی تلاش کرتا ہو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے ذریعہ جنت کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اللہ کی کتاب تلاوت کرتے اور اس کی تعلیم میں مصروف ہوتے ہیں ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان کا ذکر اپنے پاس موجود (فرشتوں) میں کرتے ہیں اور جس شخص کو اس کے اپنے اعمال نے پیچھے کر دیا تو اسے اس کا نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔

٦٨٤٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَاهُ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ أَبِي أُسَامَةَ لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ التَّيْسِيرِ عَلَى الْمُعْسِرِ

اس سند سے بھی یہ سابقہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لیکن حضرت ابو اسامہ کی روایت کردہ حدیث میں تنگ دست پر آسانی کرنے کا ذکر موجود نہیں۔

٦٨٤٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ، يُحَدِّثُ عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ، أَنَّهُ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمِ السَّكِينَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ،

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان دونوں نے نبی کریم ﷺ پر گواہی دیتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو قوم بھی بیٹھ کر اللہ رب العزت کے ذکر میں مشغول ہوتی ہے، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور (اللہ عزوجل کی) رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ اپنے پاس والوں (فرشتوں) میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔

٦٨٥٠ـ وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔

۶۸۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي نَعَامَةَ السَّعْدِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلَى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ، قَالَ آللَّهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوا: وَاللَّهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ، قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ، وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيثًا مِنِّي، وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ، وَمَنَّ بِهِ عَلَيْنَا، قَالَ: آللَّهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوا: وَاللَّهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ، قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ، وَلَكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي، أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ کا مسجد میں موجود ایک حلقہ کے پاس سے گزر ہوا تو کہا: تم کو کس چیز نے بٹھایا ہے؟ انہوں نے کہا: ہم اللہ کے ذکر کے لیے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے کہا: کیا تمہیں اللہ کی قسم! صرف اسی بات نے بٹھایا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم ہم صرف اسی لیے بیٹھے ہوئے ہیں حضرت معاویہؓ نے کہا: میں نے تم سے قسم کسی بدگمانی کی وجہ سے نہیں لی اور میرے مقام ومرتبہ والا کوئی بھی آدمی رسول اللہ ﷺ سے مجھ سے کم حدیثوں کو بیان کرنے والا نہیں اور بے شک ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ایک حلقے کی طرف تشریف لے گئے تو فرمایا: تمہیں کس بات نے بٹھلایا ہوا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا: ہم اللہ کا ذکر کرنے اور اس کی اس بات پر حمد کرنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں کہ اس نے ہم کو اسلام کی ہدایت عطا فرمادی اور ہم پر اس (اسلام) کے ذریعہ احسان فرمایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا اللہ کی قسم! تمہیں اس بات کے علاوہ کسی بات نے نہیں بٹھلایا؟ صحابہؓ نے عرض کیا: اللہ کی قسم! ہم صرف اسی لیے بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تم سے قسم کسی بدگمانی کی وجہ سے نہیں اٹھوائی بلکہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کر رہا ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الِاسْتِغْفَارِ وَالِاسْتِكْثَارِ مِنْهُ

کثرت سے استغفار کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۶۸۵۲۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ جَمِيعًا، عَنْ حَمَّادٍ قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنِ الْأَغَرِّ الْمُزَنِيِّ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي، وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ، فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ

حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے دل پر (کبھی کبھی) کچھ غفلت آجاتی ہے اسی وجہ سے میں دن میں سو مرتبہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

تشریح:

''لاستغفر الله'' یعنی میں دن کے اندر سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں تو تم بھی استغفار کثرت سے کرو استغفار باب استفعال کا مصدر ہے سین اور تا طلب کے لیے ہے اس کا معنی طلب مغفرت ہے ''مغفرة'' مصدر میمی ہے اس کا لغوی معنی ڈھانپنا ہے لیکن مغفرت کی اصطلاحی تعریف ''محو الذنب وازالة اثره'' ہے یعنی گناہ کو معاف کرنا اور اس کے اثر کو زائل کرنا۔

حضور ﷺ کی توبہ واستغفار کسی معصیت کی وجہ سے نہیں تھا انبیائے کرام تو کبائر سے قبل النبوۃ اور بعد النبوۃ معصوم ہوتے ہیں یہاں استغفار من الطاعۃ کے قبیل سے ہے کہ عبادت میں شاید اعلیٰ کے بجائے غیر اعلیٰ صورت پیدا ہوگئی ہو اس لیے حسنات الابرار سیئات المقربین کے قاعدہ کے تحت استغفار کیا کرتے تھے یا تعلیم امت کے لیے تھا کہ جو ہستی معصوم ومغفور ہے وہ اتنی محنت کرتی ہے تو جو گناہوں میں آلودہ لوگ ہیں ان کو اس سے زیادہ محنت کی ضرورت ہے ستر بار کا ذکر شاید کثرت سے کنایہ ہو صرف ستر کی تحدید مقصود نہ ہو۔

''انه ليغان على قلبی'' غان يغين سے يغان مجہول کا صیغہ غین اور غیم باریک بادل کو بھی کہتے ہیں اور معمولی تاریکی کو بھی کہتے ہیں پردہ کو بھی کہتے ہیں۔اس کی شرح میں ملا علی قاری فرماتے ہیں ''اَیْ يُطْبَقُ وَيُغَشّٰی اَوْ يُسْتَرُ وَيُغَطّٰی'' اردو میں اگر اس کا ترجمہ دھند سے کیا جائے تو بہت مناسب رہے گا۔اس جملہ میں آنحضرت ﷺ کے قلب اطہر کی بات آئی ہے اس لیے ادب کے حوالہ سے یہ حدیث سمجھنے کے اعتبار سے بہت مشکل بن گئی ہے اور اس جملہ میں شارحین کے بہت اقوال بن گئے ہیں۔

۱۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ حدیث متشابہات کی قسم میں سے ہے لہٰذا ما یلیق بشان الرسول کہہ کر خاموش رہنا زیادہ بہتر ہے۔
۲۔ امام الصوفیاء امام ابوالحسن شاذلیؒ اسی متشابہ کے متعلق فرماتے ہیں ھو غین الانوار لا غین الاغیار۔ ملا علی قاری بھی فرماتے ہیں ھو غین الانوار لا غین الاغیار۔ یہ صوفیاء کے اپنے اطلاقات ہیں جس کے سمجھنے کے لیے بڑے صوفی کی ضرورت ہے دونوں عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ یہ اپنوں کا پرتو اور سایہ ہے غیر کا نہیں ہے۔

ملا علی قاری نے لکھا ہے جب امام لغت شیخ اصمعی سے اس غین کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ کس کے دل کی بات پوچھ رہے ہو؟ سائل نے کہا قلب نبی سے متعلق پوچھتے ہیں آپ نے جواب دیا ''لو کان عن قلب غیرہ لافسرہ'' یہ بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ یہ متشابہات میں سے ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں ''لا یقاس الملو بالحدادین'' قاضی عیاض اور ابن ملک نے بھی توجیہات کی ہیں جو ملا علی قاری نے ذکر کیا ہے لیکن عوام وخواص کے سمجھنے کے اعتبار سے جو بات لکھی گئی ہے وہ علامہ طیبی نے لکھی ہے فرماتے ہیں کہ آنحضرت کا قلبی تعلق ہمہ وقت اپنے رب کے ساتھ رہتا تھا لیکن کبھی کبھی مباح چیزوں مثلاً کھانے پینے اور نفس کی چاہت نکاح، ماکولات ومشروبات ومنکوحات ومرغوبات کی طرف توجہ ارادی یا غیر ارادی طور پر ہو جاتی تھی یہی چیزیں آپ کے قلب منور کے لیے حجاب بن جاتی تھیں اور یہی چیزیں آپ کے اور رب تعالیٰ کے درمیان ایک طرح حائل بن جاتی تھیں جس پر آنحضرت استغفار فرماتے تھے تاکہ دل سے یہ دھند چھٹ جائے اور دل صاف ہو جائے یہ چیز اگرچہ گناہ نہیں ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی کی نسبت سے یہ تنزل کا درجہ تھا جس کو گناہ کا مشابہ سمجھ لیا گیا اور اس کے لیے استغفار کیا گیا، اھ۔

علامہ طیبی کی اس تحقیق سے حدیث اپنے ظاہری مفہوم پر باقی رہ گئی اور سمجھ میں بھی آگئی یہ وہی قسم ہے جس کے بارے میں صوفیاء قبض اور بسط کی کیفیت کے نام سے یاد کرتے ہیں تو اس قبض کو بسط میں بدلنے کے لیے استغفار ہوتا تھا۔

ملا علی قاری کا جملہ مجھے بہت پسند آتا ہے فرمایا ''لا یقاس الملوک بالحدادین'' یعنی چہ نسبت خاک را با عالم پاک بعض شارحین نے لکھا ہے کہ یہ غین خلاف اولیٰ امور کے ارتکاب سے ہوتا تھا اعلیٰ وادنیٰ کا فرق تھا افضل اور غیر افضل کی بات تھی جو حسنات الابرار سیئات المقربین کے اصول کے تحت بڑا سمجھا گیا اور استغفار کا اہتمام کیا گیا، طیبیؒ کے کلام کا خلاصہ بھی یہی ہے۔

شارع نے تسبیحات اور دعاؤں میں جو تعداد بتائی ہے یہ مقدار تاثیر کے لیے شرط کا درجہ رکھتی ہے اس سے کم میں مطلوب حاصل نہیں ہوگا اب اگر کوئی شخص اس سے زیادہ پڑھے تو مطلوب حاصل ہوگا یا نہیں تو علامہ نووی وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس میں بھی وہی

تاثیر ہوگی باقی ایک خاص عدد کا ذکر کیوں کیا جاتا ہے تو یہ مفوض الی اللہ والی رسولہ ہے ہمیں اس کی حکمت تلاش نہیں کرنی چاہیے سب سے بڑی حکمت تو یہی ہے کہ شارع نے فرمایا ہے۔ یہ بات کئی بار لکھ چکا ہوں۔

بَابُ الْاِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَةِ

توبہ کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۶۸۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْأَغَرَّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُحَدِّثُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوا إِلَى اللَّهِ، فَإِنِّي أَتُوبُ، فِي الْيَوْمِ إِلَيْهِ مِائَةَ، مَرَّةٍ،

نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے حضرت اغر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگو! اللہ سے توبہ کرو کیونکہ میں دن میں سو مرتبہ اس (اللہ عزوجل) سے توبہ کرتا ہوں۔

تشریح:

"التوبة" تـوبـه تـاب يتوب کا مصدر ہے اس کا لغوی معنی رجوع کرنا اور لوٹنا ہے توبہ کی اصطلاحی تعریف علامہ میر سید شریف الجرجانی نے التعریفات میں اس طرح کی ہے "التوبة في الشرع الرجوع عن الافعال المذمومة الى الممدوحة" توبہ کے مقبول ہونے کے لیے تین شرائط ہیں۔

۱۔ پہلی شرط یہ کہ زبان سے توبہ کرے اور گناہ سے پیچھے ہٹ جائے۔

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اپنے کیے پر دل میں شرمندگی اور خوب ندامت ہو۔

۳۔ تیسری شرط یہ کہ آیندہ کے لیے اس معصیت کے قریب نہ جانے کا پکا عزم ہو۔ یہ تو حقوق اللہ سے توبہ کی بات تھی اگر حقوق العباد میں کوتاہی سے توبہ کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے چوتھی شرط یہ ہے کہ جس کا حق دبایا ہے اس کو ادا کرے تب توبہ قبول ہوگی اگر غصب کردہ مال واپس نہیں کرتا ہے تو اس صورت میں توبہ مقبول نہیں ہے۔

یہاں ترجمۃ الباب اور عنوان میں استغفار کے بعد توبہ کا لفظ بڑھا دیا گیا ہے اس کے متعلق اتنا عرض ہے کہ توبہ اور استغفار فقیر اور مسکین کی طرح ہے اگر الگ الگ مذکور ہوں تو اس میں ترادف اور اجتماع ہے دونوں کا معنی ایک ہے اور اگر ساتھ ساتھ ذکر

ہوجائے تو اس میں افتراق ہے جیسا کہا گیا ہے "الفقیر والمسکین اذا اجتمعا افترقا واذا افترقا اجتمعا" اب یہاں یہ دونوں لفظ ساتھ ساتھ مذکور ہیں تو اصولی طور پر ان میں فرق وتفریق ضروری ہے ایک فرق تو یہ ہے کہ استغفار کا تعلق اس گناہ سے ہے جو زمانہ ماضی میں ہو چکا ہو یعنی استغفار زمانہ ماضی کے ساتھ خاص ہے یعنی وقایة شر ما مضی اور توبہ مستقبل کے معاصی سے باز رہنے کا نام ہے گویا استغفار تو معصیت چھوڑنا ہوا اور توبہ اطاعت اختیار کرنا ہوا یہی وجہ ہے کہ قرآن وحدیث میں استغفار کو پہلے ذکر کیا گیا ہے اور پھر توبہ مذکور ہے جیسے ﴿استغفروا ربکم ثم توبوا الیه﴾ کفر اور شرک کے ارتکاب کے بعد توبہ واستغفار دخول جنت کے لیے شرط ہے اور جب کسی انسان سے معصیت اور گناہ سرزد ہوجائے تو ان پر استغفار اور توبہ واجب ہوجاتا ہے ورنہ دخول فی النار کا خطرہ ہے اس کے علاوہ ایک استغفار ایسا بھی ہے جو کسی نیک کام کے بعد آدمی کرتا ہے تاکہ اگر کوئی قصور رہ گیا ہو وہ دور ہوجائے ایسے موقع پر استغفار کرنا مستحب ہے۔

انبیاء کرام کا استغفار ایسے ہی مواقع میں ہوتا ہے ضروری نہیں کہ استغفار کسی معصیت پر متفرع ہو ممکن ہے کہ گناہ بالکل نہ ہو اور استغفار کا حکم دیا گیا ہو استغفار کو گناہ پر متفرع ماننا اور پھر اس کے لیے گناہ تلاش کرنا بے عقلی بھی ہے اور بدفہمی بھی ہے مودودی صاحب کو یہی غلطی لگی ہے اس لیے وہ ہر استغفار سے پہلے نبی اور غیر نبی سب کے لیے کوتاہی تلاش کرتا رہتا ہے۔ استغفار کبھی توبہ کو متضمن ہوتا ہے تو استغفار کا ذکر توبہ کے لیے کافی ہوجاتا ہے لیکن کبھی استغفار کے ضمن میں توبہ نہیں آتی ہے یہاں ایسا ہی ہوا ہے اس لیے استغفار کے بعد توبہ کا ذکر مستقل طور پر کردیا گیا۔

٦٨٥٤ - حَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ، فِي هَذَا الْإِسْنَادِ

اس سند سے بھی یہی سابقہ حدیث مروی ہے۔

٦٨٥٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي سُلَيْمَانَ بْنَ حَيَّانَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ، كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ، ح وَحَدَّثَنِي أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے سورج کے مغرب سے طلوع سے پہلے توبہ کر لی تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیں گے۔

تشریح:

"قبل ان تطلع الشمس" آدمی جب تک عالم آخرت کا مشاہدہ نہیں کر لیتا اس سے قبل ہر وقت توبہ کرنے کی گنجائش ہے الا اگر حالت نزع میں آخرت کی کچھ جھلکی دیکھ لی یا فرشتہ دیکھ لیا تو اب ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں ہوگی اسی حالت کو حدیث میں "مالم یغرغر" کے الفاظ سے بھی بیان کیا گیا ہے یعنی جس وقت پردۂ غیب اٹھ جاتا ہے اور سب کچھ کھل جاتا ہے پھر توبہ مقبول نہیں مغرب سے طلوع آفتاب ہونے پر بھی قبولیت توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ خَفْضِ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ

ذکر اللہ کے وقت آواز کو پست رکھنا مستحب ہے

اس باب میں امام مسلم نے نو احادیث کو بیان کیا ہے

٦٨٥٦۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَجْهَرُونَ بِالتَّكْبِيرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، إِنَّكُمْ لَيْسَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا قَرِيبًا، وَهُوَ مَعَكُمْ قَالَ وَأَنَا خَلْفَهُ، وَأَنَا أَقُولُ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، فَقَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ: أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ، فَقُلْتُ: بَلَى، يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: قُلْ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ،

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے صحابہ کرامؓ نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا شروع کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے لوگو! اپنی جانوں پر ترس کرو تم کسی غائب یا بہرے کو نہیں پکار رہے ہو، بلکہ تم سننے والے اور قریب والے کو پکار رہے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے اور میں اس وقت آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھ رہا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ بن قیس کیا تمہیں جنت کے خزانوں میں سے خزانہ نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہو۔ (گناہوں سے پھرنا اور نیکی کی طاقت اللہ کے بغیر ممکن نہیں ہے)۔

تشریح:

"فی سفر" یہ غزوۂ خیبر کا سفر تھا جب فتح خیبر سے صحابہ واپس آرہے تھے "الناس" اس سے وہ صحابہ مراد ہیں جو اس غزوہ میں شریک تھے نعرہ تکبیر مجاہدین کا خاص شعار ہے شاید فتح خیبر کے بعد جوش وجذبہ زیادہ بڑھ گیا ہو اقبال مرحوم نے کہا

لگا تا تھا تُو جب نعرہ تو خیبر توڑ دیتا تھا ☆ حکم دیتا تھا سمندر کو تو راستہ چھوڑ دیتا تھا

"اربعوا" یعنی اپنے آپ پر نرمی کرو زیادہ زور سے دیر تک تکبیر پڑھو گے تو تھک جاؤ گے گلہ بیٹھ جائے گا اور کمر میں درد آئے گا علامہ نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے پست آواز سے ذکر خفی کا مستحب ہونا معلوم ہوتا ہے سورۃ الاعراف کی آیت ۵۵ میں بھی ذکر خفی کا حکم ہے یہ راجح اور افضل ہے اور یہی اہل علم کا مسلک ہے۔ ہاں اگر زور سے ذکر کی ضرورت ہو تو بلند آواز سے بھی ذکر کرنا جائز ہے۔ جیسے دیگر احادیث سے ثابت ہے اھ (نووی)

ذکر بالجہر کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ ریا کاری اور شہرت پسندی نہ ہو دوسری شرط یہ ہے کہ کسی کو ایذا نہ ہو مثلاً کوئی سورہا ہو یا تلاوت ومطالعہ میں لگا ہو یا کوئی بیمار ہو یا نماز پڑھ رہا ہو۔ بعض صوفیاء کے ہاں بند مکان میں ذکر بالجہر کے حلقے لگتے ہیں اس میں کسی کی ایذا نہیں ہوتی ہے اس میں ان شاء اللہ حرج نہیں ہے ہاں ایذا رسانی کی صورت میں ذکر بالجہر کو ملا علی قاری نے حرام لکھا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔ "رفع الاصوات فی المساجد ولو بالذکر حرام" (مرقات) بہرحال کئی شارحین نے اس حدیث کے تحت مندرجہ ذیل عبارت لکھی ہے۔

"ففیہ الندب الی خفض الصوت بالذکر اذا لم تدع حاجۃ الی رفعہ وان دعت رفعہ (الابی المالکی) ویستثنی منہ رفع الصوت بالتکبیر فی الجہاد فان المقصود منہ ارہاب العدو والقاء الرعب فی صدرہ (تکملہ)

"کنوز الجنۃ" یعنی لاحول ولاقوۃ الا باللہ جنت کے خزانوں میں سے ایک عظیم خزانہ ہے یعنی اس کا عظیم ثواب جنت میں بطور خزانہ جمع ہو جاتا ہے علماء لکھتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس تسبیحات میں بندہ مکمل طور پر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دیتا ہے اور یہ اقرار کرتا ہے کہ صانع صرف اللہ تعالیٰ اور حکم بھی اسی کا ہے ہمارے پاس نہ کوئی حرکت ہے نہ کوئی حیلہ ہے نہ قوت وطاقت نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ ثواب کمانے کی طاقت یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی قدرت ومشیت میں ہے۔

۶۸۵۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ جَمِيعًا، عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنْ

عَاصِمٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

اس مذکورہ بالا سند کے ساتھ بھی مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

٦٨٥٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُمْ يَصْعَدُونَ فِي ثَنِيَّةٍ، قَالَ: فَجَعَلَ رَجُلٌ، كُلَّمَا عَلَا ثَنِيَّةً، نَادَى لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، قَالَ: فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكُمْ لَا تُنَادُونَ أَصَمَّ، وَلَا غَائِبًا قَالَ: فَقَالَ: يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ قُلْتُ: مَا هِيَ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ،

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک گھاٹی پر چڑھ رہے تھے ایک شخص نے ہر گھاٹی پر چڑھتے ہوئے بلند آواز سے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہنا شروع کر دیا تو اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو پھر اے ابوموسیٰ یا اے عبداللہ بن قیس فرمایا: (اور ارشاد فرمایا) کیا میں تمہیں جنت کے خزانے کی خبر نہ دوں؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لاحول ولا قوة الا بالله۔

٦٨٥٩ـ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، عَنْ أَبِيهِ، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ،

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے باقی حدیث مبارکہ مذکورہ بالا روایت کی طرح مذکور ہے۔

٦٨٦٠ـ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ، وَأَبُو الرَّبِيعِ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ عَاصِمٍ،

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے باقی حدیث مبارکہ حضرت عاصم کی روایت کردہ حدیث کی طرح ذکر فرمائی۔

٦٨٦١ـ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، وَقَالَ فِيهِ: وَالَّذِي

تَدْعُونَهُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَةِ أَحَدِكُمْ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِ ذِكْرُ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے پھر سابقہ حدیث کی طرح حدیث روایت کی اس روایت میں یہ بھی فرمایا: جسے تم پکار رہے ہو وہ تمہاری سواری کی گردن سے بھی تمہارے زیادہ نزدیک ہے اور ان کی روایت کردہ حدیث میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا ذکر نہیں ہے۔

۶۸۶۲۔حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَهُوَ ابْنُ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ أَوْ قَالَ: عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ ؟. فَقُلْتُ: بَلَى، فَقَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک کلمہ کی خبر نہ دوں؟ یا فرمایا: جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کی؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لاحول ولاقوۃ الا باللہ ہے۔

۶۸۶۳۔حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي، قَالَ: قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَبِيرًا وَقَالَ قُتَيْبَةُ: كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ،

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا مجھے ایسی دعا کی تعلیم دیں جسے میں اپنی نماز میں مانگا کروں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللهم انی ظلمت نفسی ظلما كثيرا پڑھا کر اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت بڑا ظلم کیا اور حضرت قتیبہ نے کہا: بہت زیادہ ظلم کیا اور تیرے سوا گناہوں کو معاف کرنے والا کوئی نہیں پس اپنے پاس سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما بے شک تو ہی معاف کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔

۶۸۶۴۔وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي رَجُلٌ سَمَّاهُ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، يَقُولُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ، قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلِّمْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي، وَفِي

بَيْتِي، ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ظُلْمًا كَثِيرًا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے ایسی دعا سکھائیں جسے میں اپنی نماز میں اور اپنے گھر میں مانگا کروں پھر سابقہ حدیث کی طرح حدیث مبارکہ روایت کی لیکن اس روایت میں ظلما کثیر (بہت زیادہ ظلم کیا) ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ شَرِّ الْفِتَنِ

فتنوں کی برائی سے پناہ مانگنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

''التعوذ'' اس عنوان سے متعلق پہلے ایک مختصر تحریر لکھنا چاہتا ہوں پھر آنے والے تین ابواب میں اہم کلمات کی وضاحت کروں گا۔ پناہ مانگنے کا بیان

قال اللہ تعالیٰ ﴿رب اعوذ بک من همزات الشياطين واعوذ بک رب ان يحضرون﴾

اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کا عام مفہوم یہی ہے کہ آدمی اپنے مطلوب ومقصود اور اپنی پسند کی چیز اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے انسان کے ساتھ ایک طبعی معاملہ ایسا بھی رہتا ہے کہ یہ اپنے ناپسند چیزوں سے دور بھاگتا ہے اور کسی پناہ گاہ میں جا کر چھپتا ہے استعاذہ اور تعوذ اسی پناہ گاہ کی تلاش کا نام ہے پھر اس انسان کا ایک ظاہری مادی دشمن ہے جو آنکھوں سے نظر آتا ہے اس کے لیے الگ پناہ گاہیں ہوتی ہیں جس کے تحفظ کا الگ انتظام اور انداز ہوتا ہے جو تعوذ کے علاوہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ انسان کا ایک ایسا دشمن بھی ہے جو مخفی غیر مرئی اور پوشیدہ دشمن ہے جو ابلیس اور اس کی ذریت ہے اس سے بچاؤ کے لیے الگ انتظام ہوتا ہے جو یہی تعوذ واستعاذہ ہے اس باب میں اکثر احادیث کا تعلق اسی استعاذہ سے ہے اور چونکہ اس دشمن کا وجود نظروں سے پوشیدہ ہے اس لیے اس سے بچاؤ کی پناہ گاہ اللہ تعالیٰ کی ذات قرار دیدی گئی ہے اور کہا گیا ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' یعنی میں شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔

٦٨٦٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَدْعُو بِهَؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ: اللَّهُمَّ فَإِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ

الْفَقْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا، كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ، كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللّٰهُمَّ فَإِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْمَأْثَمِ، وَالْمَغْرَمِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان دعاؤں سے مانگا کرتے تھے: اے اللہ میں تجھ سے جہنم کے فتنہ سے اور جہنم کے عذاب سے اور قبر کے فتنہ اور قبر کے عذاب اور مال و دولت کے فتنہ کے شر سے اور تنگ دستی کے فتنہ کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تجھ سے مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں اے اللہ! میری خطاؤں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو ڈال اور میرے دل کو میل کچیل سے صاف کر دے جیسا کہ تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کر دیا ہے (اے اللہ) میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری فرما دے جتنی دوری تو نے مشرق و مغرب کے درمیان فرمائی ہے اے اللہ! میں تجھ سے سستی اور بڑھاپے اور گناہ اور قرض سے پناہ مانگتا ہوں۔

تشریح:

"الھرم" یہ اس بڑھاپے کو کہتے ہیں جس میں آدمی کا دماغ کام چھوڑ دے۔ "المغرم" اس تاوان اور چھٹی کو کہتے ہیں جو کسی انسان پر مفت میں آ جائے یا اس قرض کو کہتے ہیں جو انسان اپنے ذمہ پر لے لے۔ "فتنة النار" یعنی ایسا فتنہ آ جائے جو آدمی کو واجب النار بنا دے۔ "ومن فتنة القبر" یعنی منکر نکیر کے جواب میں لاجواب ہونے سے تیری پناہ۔

"وعذاب القبر" یعنی قبر کی عذاب سے تیری پناہ مانگتے ہیں جو گرز اور ہتھوڑے ہیں، بچھو اور سانپ ہیں، قبر سے مراد عالم برزخ کا ابتدائی اہم حصہ ہے جو اس قبر کو شامل ہے۔ ملا علی قاری قبر کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں "وکل ما استقر اجزائه فيه فهو قبر" (مرقات)

"ومن فتنة الغنى" وہ مالداری مراد ہے جو موجب تکبر و تفاخر و بغاوت ہو، نیز حرام طریقہ سے مال حاصل کیا ہو اور معاصی میں خرچ کر رہا ہو۔ "فتنة الكفر" فقر و فاقہ کا فتنہ اس طرح کہ اغنیاء کے ساتھ حسد کرتا ہے بغض و عناد رکھتا ہے اور مالداروں کے سامنے ذلیل و خوار ہو کر مانگتا ہے اس کے عمل سے دین پر بٹہ لگ جاتا ہے اور یہ تقدیر کی نوشت پر صبر نہیں کرتا جیسے حدیث میں ہے۔ "كاد الفقر ان يكون كفرا" حضور اکرم ﷺ نے یہ تعوذ تعلیم امت کے لیے کیا ہے ورنہ آپ کو کوئی خطرہ نہیں تھا۔

"الدجال" دجل میں مبالغہ ہے بہت بڑا دھوکہ باز کو کہتے ہیں "المسيح" دجال کو مسیح اس لیے کہتے ہیں کہ یہ پوری زمین کو مسح کریگا اور گھوم پھر کر مریگا "او ممسوح العين" یا اس لیے دجال کو مسیح کہتے ہیں کہ اس کی آنکھ مٹائی گئی ہے۔

''الثلج'' برف کو کہتے ہیں ''البرد'' اولے کو کہتے ہیں حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مغفرت کے تمام اقسام سے اس شخص کی مغفرت ہو جائے تو پانی کی انواع سے مغفرت کے اقسام مراد لیے گئے ہیں۔

''جهد البلاء'' جیم پر فتحہ اور ضمہ دونوں ہے انتہائی مشقت کو کہتے ہیں۔ ''بلاء'' آزمائش کے معنی میں ہے ملاعلی قاری اس جملہ کا مطلب یوں بیان کرتے ہیں کہ یہ ان مصائب کا نام ہے جو دینی یا دنیوی اعتبار سے انسان کو لاحق ہوتے ہیں اور انسان نہ ان کو دفع کر سکتا ہے اور نہ ان پر صبر کر سکتا ہے علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ایسی حالت کا پیش آنا ہے جس کے بعد انسان موت کو پسند کرتا ہے بلکہ اس کی تمنا کرنے لگتا ہے حضرت ابن عمرؓ نے اس کی تفسیر یوں بیان فرمائی کہ یہ وہ حالت ہے کہ انسان کا مال کم ہو جائے اور عیال زیادہ ہو جائے۔ ''درک الشقاء'' درک مصدر ہے را پر فتحہ بھی ہے اور سکون بھی ہے ادراک پا لینے کے معنی میں ہے الشقاء بدبختی برے انجام اور ہلاکت کے معنی میں ہے یعنی بدبختی شقاوت اور ہلاکت کے پا لینے سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

''القضاء'' تقدیر کے معنی میں ہے مراد یہ کہ ایسے فیصلے سے تیری پناہ جو میرے حق میں اچھا نہ ہو۔ ''شماتة الاعداء'' کسی شخص پر جب دینی یا دنیوی مصیبت آجائے اور اس کا دشمن بدخواہ اس پر خوش ہو کر بغلیں بجائے اسی کو شماتۃ الاعداء کہتے ہیں۔ ان احادیث میں یہ چار کلمات اس طرح عام ہیں کہ انسان کی زندگی کے تمام شعبوں کو شامل ہیں لہٰذا یہ دعاء کامل و شامل ہے۔

۶۸۶۶۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكِيعٌ، عَنْ هِشَامٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

یہی سابقہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَغَيْرِهِ

عاجزی اور سستی سے پناہ مانگنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۶۸۶۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، قَالَ: وَأَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ، وَالْهَرَمِ، وَالْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے عاجز ہونے، سستی بزدلی، بڑھاپے اور بخل سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تجھ سے عذاب قبر، زندگی اور موت کی آزمائشوں

سے پناہ مانگتا ہوں۔

٦٨٦٨ـ وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، كِلَاهُمَا عَنِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ يَزِيدَ لَيْسَ فِي حَدِيثِهِ قَوْلُهُ: وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ،

صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے سابقہ روایت کی طرح حدیث مبارکہ روایت کرتے ہیں لیکن اس حدیث میں زندگی اور موت کی آزمائشوں کا ذکر نہیں ہے۔

٦٨٦٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ مُبَارَكٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ تَعَوَّذَ مِنْ أَشْيَاءَ ذَكَرَهَا وَالْبُخْلِ

صحابی رسول حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے کئی چیزوں سے پناہ مانگی جس میں بخل کا ذکر بھی کیا۔

٦٨٧٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ الْعَمِّيُّ، حَدَّثَنَا هَارُونُ الْأَعْوَرُ، حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ الْحَبْحَابِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَالْكَسَلِ، وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ان دعاؤں سے دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ! میں تجھ سے بخل، سستی، ادھیڑ عمر، عذاب قبر اور زندگی اور موت کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔

بَابٌ آخر فِي التَّعَوُّذِ

پناہ مانگنے کے ایک اور باب کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٨٧١ـ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنِي سُمَيٌّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ سُوءِ الْقَضَاءِ، وَمِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ، وَمِنْ شَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ، وَمِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ، قَالَ عَمْرٌو فِي حَدِيثِهِ: قَالَ سُفْيَانُ: أَشُكُّ أَنِّي زِدْتُ وَاحِدَةً مِنْهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ بری تقدیر اور بدنصیبی کے پانے اور دشمنوں کے خوش

ہونے اور سخت آزمائش سے پناہ مانگتے تھے۔

٦٨٧٢۔حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَعْقُوبَ، أَنَّ يَعْقُوبَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ بُسْرَ بْنَ سَعِيدٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ خَوْلَةَ بِنْتَ حَكِيمٍ السُّلَمِيَّةَ، تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ، حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ ذَلِكَ

حضرت خولہ بنت حکیم سلمیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا؛ جس آدمی نے کسی جگہ پہنچ کر اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق ''پس میں اللہ کے کلمات تامہ کے ساتھ ہر مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں'' پڑھ لیا تو اسے اس جگہ سے چلنے تک کوئی بھی چیز نقصان نہ پہنچائے گی۔

٦٨٧٣۔وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، وَأَبُو الطَّاهِرِ، كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ وَهْبٍ وَاللَّفْظُ لِهَارُونَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: وَأَخْبَرَنَا عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ، وَالْحَارِثَ بْنَ يَعْقُوبَ، حَدَّثَاهُ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ السُّلَمِيَّةِ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِذَا نَزَلَ أَحَدُكُمْ مَنْزِلًا، فَلْيَقُلْ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْهُ

حضرت خولہ بنت حکیم سلمیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کوئی کسی جگہ پہنچ کر اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق کہتا ہے تو اس جگہ سے روانہ ہونے تک کوئی چیز اسے نقصان نہ پہنچا سکے گی۔

٦٨٧٤۔قَالَ يَعْقُوبُ: وَقَالَ الْقَعْقَاعُ بْنُ حَكِيمٍ: عَنْ ذَكْوَانَ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَقِيتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِي الْبَارِحَةَ، قَالَ: أَمَا لَوْ قُلْتَ، حِينَ أَمْسَيْتَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ تَضُرَّكَ ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے رات بچھو نے کاٹ لیا۔ آپ نے فرمایا اگر تو شام کے وقت اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق

پڑھ لیتا تو تمہیں یہ (بچھو) تکلیف نہ پہنچاتا۔

٦٨٧٥۔وحَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ، أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ يَعْقُوبَ، أَنَّهُ ذَكَرَ لَهُ، أَنَّ أَبَا صَالِحٍ مَوْلَى غَطَفَانَ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَدَغَتْنِي عَقْرَبٌ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ وَهْبٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے بچھو نے ڈس لیا۔ باقی حدیث مبارکہ حضرت ابن وہب کی روایت کردہ حدیث کی طرح ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ النَّوْمِ

سوتے وقت کی پڑھی جانی والی دعا کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تیرہ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٨٧٦۔حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِعُثْمَانَ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ، فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ قُلْ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، وَاجْعَلْهُنَّ مِنْ آخِرِ كَلَامِكَ، فَإِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ، مُتَّ وَأَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ: فَرَدَّدْتُهُنَّ لِأَسْتَذْكِرَهُنَّ فَقُلْتُ: آمَنْتُ بِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، قَالَ: قُلْ: آمَنْتُ بِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم اپنے بستر پر جانے کا ارادہ کرو تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرو پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹو پھر اللھم انی اسلمت وجھی الیک.. الخ پڑھو" اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیرے سپرد کر دیا اور میں نے اپنا معاملہ تیرے حوالہ کیا اور اپنی پیٹھ کو تیری پناہ میں دیدیا اور تیری طرف رغبت کی، تیرا خوف کھاتے ہوئے کوئی پناہ یا نجات کی جگہ تیرے سوا نہیں میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جسے تو نے نازل کیا اور تیرے نبی پر جسے تو نے بھیجا"۔ اور ان کلمات کو اپنا آخری کلام بناؤ پس اگر تم اس رات فوت ہو گئے تو فطرت پر فوت ہوئے میں نے کلمات کو یاد کرنے کی غرض سے دہرایا تو میں نے امنت برسولک

الذی ارسلت کہہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا امنت بنبیک الذی ارسلت ہی کہو۔

تشریح:

"الایمن" الایمن دائیں کروٹ پر سونا مراد ہے "اسلمت" سپرد کرنے کے معنی میں ہے "وجھی" اس سے صرف چہرہ نہیں بلکہ ذات مراد ہے نفس کا لفظ بھی اسی طرح ہے "الجات" توکل اور بھروسہ مراد ہے۔ "رغبۃ" ثواب کی نیت سے "رھبۃ" ای خوفا من عذابک "استذکرھن" یاد کرنے کے لیے دوبارہ لوٹانا مراد ہے "رسولک" آنحضرت نے پہلے "نبیک" کا لفظ ارشاد فرمایا اس صحابی نے پہلے رسول کا لفظ استعمال کیا آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے جو لفظ پہلے ادا کیا تم بھی اس کو پہلے ادا کرو اس سے معلوم ہوا کہ شارع کے کلام میں تقدیم و تاخیر میں ایک راز پوشیدہ رہتا ہے لہٰذا اسی طرح ادا کرنا چاہیے "ملجاء" ٹھکانہ کو کہتے ہیں "منجا" پناہ گاہ کے معنی میں ہے۔

٦٨٧٧۔وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ حُصَيْنًا، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِهٰذَا الْحَدِيثِ، غَيْرَ أَنَّ مَنْصُورًا أَتَمُّ حَدِيثًا، وَزَادَ فِي حَدِيثِ حُصَيْنٍ وَإِنْ أَصْبَحَ أَصَابَ خَيْرًا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ روایت کی طرح حدیث مبارکہ روایت کی ہے اس روایت میں یہ بھی ہے کہ اگر صبح کرو گے تو خیر ہی پاؤ گے۔

٦٨٧٨۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَأَبُو دَاوُدَ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ، يُحَدِّثُ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَمَرَ رَجُلًا إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ أَنْ يَقُولَ: اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مَاتَ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ بَشَّارٍ فِي حَدِيثِهِ: مِنَ اللَّيْلِ،

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ جب وہ اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو وہ اللھم اسلمت نفسی الیک... الخ پڑھے یعنی "اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی اور میں نے اپنے چہرے کو تیری طرف متوجہ کیا اور میں نے اپنی پشت تیری پناہ میں دی اور میں نے اپنا معاملہ

رغبت اور خوف سے تیرے سپرد کیا پناہ اور نجات کی جگہ آپ کے سوا کوئی نہیں۔ میں آپ کی کتاب پر ایمان لایا جو آپ نے نازل کی اور آپ کے رسول پر ایمان لایا جسے آپ نے بھیجا ہے پس اگر وہ آدمی مرگیا تو فطرت پر مرا اور حضرت ابن بشار نے اپنی روایت کردہ حدیث میں رات کا ذکر نہیں کیا۔

٦٨٧٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِرَجُلٍ: يَا فُلَانُ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَإِنْ أَصْبَحْتَ، أَصَبْتَ خَيْرًا،

حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: اے فلاں! جب تو اپنے بستر کی طرف آئے۔ باقی حدیث عمرو بن مرہ کی طرح ہے۔ اس روایت میں یہ ہے کہ اور آپ کے نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا ہے پس اگر تو اسی رات فوت ہو گیا تو فطرت پر تجھے موت واقع ہو گی اور اگر صبح کی تو بھلائی پاؤ گے۔

٦٨٨٠۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، يَقُولُ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا بِمِثْلِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ: وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصَبْتَ خَيْرًا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا باقی حدیث سابقہ روایت کی طرح ہے لیکن اس روایت میں "اگر تو نے صبح کی تو بھلائی پائے گا"۔ مذکور نہیں۔

٦٨٨١۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى، عَنِ الْبَرَاءِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ قَالَ: اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَا، وَبِاسْمِكَ أَمُوتُ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَمَا أَمَاتَنَا، وَإِلَيْهِ النُّشُورُ

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے سونے کی جگہ جاتے تو: اللھم باسمک احیا فرماتے۔ اے اللہ تیرے نام سے زندہ رہتا اور مرتا ہوں۔ اور جب بیدار ہوتے تو الحمد للہ الخ پڑھتے۔ یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم کو ہمارے مرنے کے بعد زندگی عطا کی اور اسی کی طرف اٹھنا ہے۔

٦٨٨٢۔ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ، يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ أَمَرَ رَجُلًا، إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ قَالَ:

اللّٰهُمَّ خَلَقْتَ نَفْسِي وَأَنْتَ تَوَفَّاهَا، لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا، إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا، وَإِنْ أَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَسَمِعْتَ هَذَا مِنْ عُمَرَ؟ فَقَالَ: مِنْ خَيْرٍ مِنْ عُمَرَ، مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ ابْنُ نَافِعٍ فِي رِوَايَتِهِ: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ وَلَمْ يَذْكُرْ: سَمِعْتُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ جب وہ اپنے بستر پر جائے تو اللھم خلقت نفسی وانت توفاھا...الخ پڑھے یعنی "اے اللہ! تو نے میری جان پیدا کی تو تو ہی اسے موت دے گا اس کی موت اور زندگی آپ ہی کے لیے ہے اگر تو اسے زندہ رکھے تو حفاظت فرما اور اگر تو اسے موت دے تو معاف فرما۔ اے اللہ! میں آپ سے عافیت مانگتا ہوں" تو ابن عمر سے ایک آدمی نے پوچھا: کیا آپ نے یہ حدیث عمرؓ سے سنی؟ انہوں نے کہا: حضرت عمرؓ سے بہتر رسول اللہ سے سنی۔

۶۸۸۳۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، قَالَ: كَانَ أَبُو صَالِحٍ يَأْمُرُنَا، إِذَا أَرَادَ أَحَدُنَا أَنْ يَنَامَ، أَنْ يَضْطَجِعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى، وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانِ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ، اقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ، وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ وَكَانَ يَرْوِي ذَلِكَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم میں سے جب کوئی سونے کا ارادہ کرتا تو آپ ﷺ اسے دائیں کروٹ پر لیٹنے اور یہ دعا پڑھنے کا حکم فرماتے اللھم رب السموت الخ اے اللہ! آسمانوں کے رب اور زمین کے رب اور عرش عظیم کے رب ہمارے رب اور ہر چیز کے پروردگار۔ دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے، تورات، انجیل اور فرقان کو نازل کرنے والے میں ہر چیز کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں تو ہی اس کی پیشانی کو پکڑنے والا ہے اے اللہ! تو ہی ایسا اول ہے جو تجھ سے پہلے کوئی چیز نہ تھی اور تو ہی آخر ہے آپ کے بعد کوئی چیز نہ ہوگی اور تو ہی ظاہر ہے آپ کے اوپر کوئی چیز نہیں اور تو ہی باطن ہے آپ کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہمارے قرض کو دور کر دے اور ہمیں فقر سے مستغنی فرما۔

۶۸۸۴۔ وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي الطَّحَّانَ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَأْمُرُنَا إِذَا أَخَذْنَا مَضْجَعَنَا، أَنْ نَقُولَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ جَرِيرٍ، وَقَالَ: مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے جب ہم میں کوئی اپنے بستر پر جانے کا ارادہ کرے تو ہم اس طرح کہیں جیسا کہ حضرت جریر کی روایت کردہ حدیث میں ہے۔اس میں یہ بھی ہے کہ ہر جانور کے شر سے پناہ مانگتا ہوں تو اس کی پیشانی پکڑنے والا ہے۔

٦٨٨٥۔وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ، حَدَّثَنَا أَبِي، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتَتْ فَاطِمَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا، فَقَالَ لَهَا: قُولِي: اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ. بِمِثْلِ حَدِيثِ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ فاطمہؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک غلام مانگنے کے لیے حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اللهم رب السموت الخ کہو اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے پروردگار۔باقی حدیث سابقہ حدیث سہیل عن ابیہ کی طرح مذکور ہے۔

٦٨٨٦۔وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ، فَلْيَأْخُذْ دَاخِلَةَ إِزَارِهِ، فَلْيَنْفُضْ بِهَا فِرَاشَهُ، وَلْيُسَمِّ اللّٰهَ، فَإِنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا خَلَفَهُ بَعْدَهُ عَلَى فِرَاشِهِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَضْطَجِعَ، فَلْيَضْطَجِعْ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، وَلْيَقُلْ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبِّي بِكَ وَضَعْتُ جَنْبِي، وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي، فَاغْفِرْ لَهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ،

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جائے تو چاہیے کہ اپنے تہبند کے اندرونی حصہ سے اپنے بستر کو جھاڑے اور بسم اللہ پڑھے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کونسا (جانور) اس کے بعد بستر پر اس کا جانشین بنا تھا اور جب لیٹنے کا ارادہ کرے تو دائیں کروٹ پر لیٹے اور سبحنک اللھم ربی الخ پڑھے۔اے اللہ میرے رب! تو پاک ہے میں نے آپ کے نام کے ساتھ اپنے پہلو کو رکھا اور آپ کے نام کے ساتھ اسے اٹھاتا ہوں اگر تو میری جان چھوڑ دے تو اس کی حفاظت فرما جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے

۶۸۸۷۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: ثُمَّ لِيَقُلْ: بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي، فَإِنْ أَحْيَيْتَ نَفْسِي، فَارْحَمْهَا

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث کی طرح مروی ہے۔ اس روایت میں یہ دعا ہے پھر چاہیے کہ وہ باسمک ربی وضعت الخ کہے۔ ''اے میرے پروردگار تیرے نام کے ساتھ اپنے پہلو کو رکھتا ہوں اگر تو میری جان کو زندہ رکھے تو اس پر رحم فرما''۔

تشریح:

''اذا اوی ''قصر اور مد دونوں طرح پڑھا گیا ہے ٹھکانا پکڑنے کے معنی میں ہے'' لا کافی له ''یعنی اللہ تعالیٰ ہمارے لیے کافی ہوا اور دشمنوں کے شر سے ہمیں محفوظ رکھا کتنے لوگ ہیں جو دشمنوں کے شر کے نرغے میں ہیں اللہ نے انہیں چھوڑ رکھا ہے اور اللہ ہمارے لیے کافی ہوا ہے کتنے لوگ ہیں جو قضا وقدر کے تحت اللہ تعالیٰ کے انعامات سے محروم ہیں ان کو سر چھپانے کے لیے کوئی ٹھکانہ نہیں وہ بازاروں گلیوں کوچوں اور فٹ پاتھوں پر گزر اوقات کرتے ہیں نہ انہیں گرمی سے بچنے کی راحت نصیب ہوتی ہے اور نہ سردی کی ایذا سے کوئی پناہ ملتی ہے۔

۶۸۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ، قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَكَفَانَا وَآوَانَا، فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو الحمد اللہ الخ پڑھتے یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہماری کفایت کی اور ہمیں ٹھکانا دیا کیونکہ کتنے لوگ ہیں جن کی نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے اور نہ ہی ٹھکانا دینے والا ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ والادعية

استعاذہ اور عام دعاؤں کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے اٹھارہ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۸۸۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَا: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ،

عَنْ هِلَالٍ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَمَّا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو بِهِ اللّٰهَ، قَالَتْ: كَانَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ

حضرت فروہ بن نوفل اشجعی سے مروی ہے کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی اللہ تعالیٰ سے دعاؤں کے مانگنے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ فرماتے تھے: "اے اللہ! میں تجھ سے اپنے کیے ہوئے عمل اور نہ کیے ہوئے عمل کے شر سے پناہ مانگتا ہوں"۔

٦٨٩٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ هِلَالٍ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ دُعَاءٍ كَانَ يَدْعُو بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: كَانَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَشَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ،

حضرت فروہ بن نوفل سے مروی ہے کہ میں نے سیدہ عائشہ سے رسول اللہ ﷺ کی دعا کے بارے میں سوال کیا کہ آپ ﷺ کیا دعا مانگتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ اللهم انی اعوذبک من شر ما عملت وشر ما لم اعمل سے دعا مانگا کرتے تھے۔

٦٨٩١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ

ان مذکورہ اسناد کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت مروی ہے اور محمد بن جعفر کی روایت کردہ حدیث میں ومن شر مالم اعمل کے الفاظ مذکور نہیں۔

٦٨٩٢۔ وحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَشَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اپنی دعا میں: اللهم انی اعوذبک من شر ما عملت وشر مالم اعمل دعا مانگا کرتے تھے۔

٦٨٩٣۔ حَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا

اَلْحُسَيْنُ، حَدَّثَنِي ابْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْ تُضِلَّنِي، أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ، وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ

حضرت (عبداللہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا: اللھم لک اسلمت وبک امنت.. الخ مانگا کرتے تھے ”اے اللہ! میں نے آپ کی فرمانبرداری کی اور آپ پر ایمان لایا اور آپ پر بھروسہ کیا اور آپ کی طرف رجوع کیا اور آپ کی ہی مدد سے جہاد کیا۔ اے اللہ! میں آپ کی عزت کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھے گمراہ نہ کردے تو زندہ ہے جسے موت نہیں اور جن وانس سب مرجائیں گے“۔

٦٨٩٤۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ وَأَسْحَرَ يَقُولُ: سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَائِهِ عَلَيْنَا، رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَأَفْضِلْ عَلَيْنَا، عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی سفر میں صبح کرتے تو فرماتے: سمع سامع...الخ ”سننے والے نے اللہ کی تعریف کی اور اس کی ہم پر آزمائش کے حسن کو سن لیا۔ اے ہمارے رب! ہمارے ساتھ رہ اور ہم پر فضل فرما، اس حال میں کہ ہم جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں“۔

٦٨٩٥۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي، وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي جِدِّي وَهَزْلِي، وَخَطَئِي وَعَمْدِي، وَكُلُّ ذَلِكَ عِنْدِي، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کلمات سے دعا مانگا کرتے تھے: اللھم اغفر لی خطیئتی الخ اے اللہ میری خطاؤں، میری نادانی اور میرے معاملہ، میری زیادتی کو اور جو مجھ سے تو جانتا ہے کو معاف فرما۔ اے اللہ! جو کام میں نے سنجیدگی سے کیے جو مذاق سے سرانجام دیئے جو بھول کر اور جو جان بوجھ کر اور یہ سارے اعمال مجھ سے ہوئے ہیں اس کو معاف فرما۔ اے اللہ! میرے پہلے والے عمل اور بعد والے جو پوشیدہ اور

ظاہراً عمل کیے اور جن اعمال کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے معاف فرما۔ تو ہی آگے کرنے والا اور تو ہی پیچھے کرنے والا اور تو ہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے"۔

٦٨٩٦۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْمِسْمَعِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، فِي هَذَا الْإِسْنَادِ

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا مروی ہے۔

٦٨٩٧۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو قَطَنٍ عَمْرُو بْنُ الْهَيْثَمِ الْقُطَعِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونِ، عَنْ قُدَامَةَ بْنِ مُوسَى، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: اللَّهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي، وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي، وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا: اللهم اصلح لي ديني الذي ...الخ پڑھتے تھے۔ ترجمہ: "اے اللہ! میرے دین کو درست فرما جو میرے معاملات کا محافظ ہے اور میری دنیا کو درست فرما جس میں میرا لوٹنا ہے اور میری زندگی کو ہر بھلائی میں میرے لیے زیادتی کا باعث بنادے اور موت کو میرے لیے ہر شر سے راحت بنادے"۔

٦٨٩٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى، وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى،

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اللهم انی اسالک الهدی..الخ دعا فرماتے تھے۔ "اے اللہ! میں آپ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور غنا مانگتا ہوں۔

٦٨٩٩۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ ابْنَ الْمُثَنَّى قَالَ فِي رِوَايَتِهِ: وَالْعِفَّةَ

اس سند سے بھی یہی سابقہ حدیث مروی ہے لیکن اس روایت میں عفاف کی بجائے عفت کا لفظ ہے معنی ایک ہی ہے

٦٩٠٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ

لِابْنِ نُمَيْرٍ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، وَعَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: لَا أَقُولُ لَكُمْ إِلَّا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: كَانَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ اللَّهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں تم سے وہی کہتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے اللھم انی اعوذبک من علم لا ینفع ومن قلب الخ اے اللہ! میں تجھ سے عاجز ہونے اور سستی اور بزدلی اور بخل اور بڑھاپے اور عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا کر اور اسے پاکیزہ بنا۔ آپ ہی پاکیزہ بنانے والوں میں سے بہتر ہیں اور تو ہی کارساز اور مولیٰ ہے اے اللہ! میں تجھ سے ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع دینے والا نہ ہو اور ایسے دل سے جو ڈرنے والا نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر ہونے والا نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول ہونے والی نہ ہو''۔

۶۹۰۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُوَيْدٍ النَّخَعِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا أَمْسَى قَالَ: أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ قَالَ الْحَسَنُ: فَحَدَّثَنِي الزُّبَيْدُ أَنَّهُ حَفِظَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِي هَذَا: لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ اللَّيْلَةِ، وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ شام کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے: امسینا وامسی الملک للہ والحمدللہ الخ ہم نے شام کی اور اللہ کے ملک نے شام کی اور ساری تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں''۔ حضرت ابراہیم کی روایت کردہ حدیث میں یہ الفاظ ہیں: ''اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! میں آپ سے اس رات کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس رات کے شر سے اور اس کے بعد کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اے اللہ! میں آپ سے سستی اور بڑھاپے کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے

اللہ! میں آپ سے جہنم کے عذاب اور عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔

٦٩٠٢ـحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا أَمْسَى قَالَ: أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ قَالَ: أُرَاهُ قَالَ فِيهِنَّ: لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذَلِكَ أَيْضًا: أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلَّهِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی شام کے وقت یہ دعا مانگا کرتے تھے: امسینا الخ ہم نے شام کی اور اللہ کی بادشاہت نے شام کی اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ راوی حدیث کا خیال ہے کہ آپ ﷺ یہ کلمات بھی ادا فرماتے تھے: ”ملک اسی کے لیے ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے میرے رب میں آپ سے اس رات کی بھلائی اور اس کے بعد کی بھلائی مانگتا ہوں اور میں آپ سے اس رات کے شر سے اور اس کے بعد آنے والے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے میرے رب! میں آپ سے سستی اور بڑھاپے کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے میرے رب! میں آپ سے جہنم میں عذاب سے اور قبر میں عذاب سے پناہ مانگتا ہوں اور جب صبح کرتے تو بھی اسی طرح فرماتے ہم نے صبح کی اور اللہ کی بادشاہت نے صبح کی۔

٦٩٠٣ـحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا أَمْسَى قَالَ: أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ اللَّيْلَةِ، وَخَيْرِ مَا فِيهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ مَا فِيهَا، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَسُوءِ الْكِبَرِ، وَفِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ، قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ: وَزَادَنِي فِيهِ زُبَيْدٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، رَفَعَهُ، أَنَّهُ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب شام کرتے تو یہ دعا فرماتے تھے: ''ہم نے شام کی اور اللہ کی بادشاہت نے شام کی اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس رات کی بھلائی اور جو بھلائی اس رات میں ہے کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے اس رات کی برائی اور جو برائی اس میں ہے سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے سستی، بڑھاپے اور بڑھاپے کی برائی اور دنیا کی آزمائش اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ ایک مرفوع روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہت اسی کے لیے ہے اور اسی کے لیے تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

٦٩٠٤ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، أَعَزَّ جُنْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَغَلَبَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ، فَلَا شَيْءَ بَعْدَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات سے یہ دعا فرماتے تھے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے جس نے اپنے لشکر کو غلبہ عطا فرمایا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا لشکر کو مغلوب کیا اور اس کے بعد کوئی چیز نہیں۔

٦٩٠٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُلِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِي وَسَدِّدْنِي، وَاذْكُرْ بِالْهُدَى هِدَايَتَكَ الطَّرِيقَ، وَالسَّدَادِ، سَدَادَ السَّهْمِ،

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: یہ دعا مانگا کرو: اللھم اھدنی وسددنی. ''اے اللہ! مجھے ہدایت عطا فرما اور سیدھا رکھ اور ہدایت کے وقت اپنے راستہ کی ہدایت اور سیدھے کرنے کی دعا کے وقت تیر کے سیدھا ہونے کو پیش نظر رکھو۔

٦٩٠٦ـ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ إِدْرِيسَ، أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالسَّدَادَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللھم انی اسالک الھدی والسداد .. الخ اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت اور سیدھا (راستے کا) سوال کرتا ہوں، دعا مانگا

کرو، باقی حدیث سابقہ روایت کی طرح ہی ہے۔

بَابُ التَّسْبِيحِ أَوَّلَ النَّهَارِ وَعِنْدَ النَّوْمِ

صبح کے وقت اور سوتے وقت کی تسبیحات کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا کو چار کلمات کا تحفہ

٦٩٠٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ جُوَيْرِيَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ، وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا، ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحَى، وَهِيَ جَالِسَةٌ، فَقَالَ: مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِي فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ،

ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ صبح کے وقت ہی نماز ادا کرنے کے بعد ان کے پاس سے چلے گئے اور وہ اپنی جائے نماز پر بیٹھی ہوئی تھیں تو پھر دن چڑھے آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو وہ (حضرت جویریہ) وہیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس وقت سے میں تمہارے پاس سے گیا ہوں تم اسی طرح بیٹھی ہوئی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تیرے بعد ایسے چار کلمات تین مرتبہ کہے ہیں کہ اگر تیرے آج کے وظیفہ کو ان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ان کلمات کا وزن زیادہ ہوگا۔ سبحان اللہ وبحمدہ الخ ''اللہ کی تعریف اور اسی کی پاکی ہے اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اور اس کی رضا اور اس کے عرش کے وزن اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔

تشریح:

''اربع کلمات'' یعنی چار کلمات پڑھ دیں جب دعائیں شارع کی جانب سے کسی وقت کے ساتھ مقید ہوں تو اس کو اسی وقت میں بجالانا ضروری ہے تا کہ اس کی خاص تاثیر ہو مناجات مقبول جو حضرت تھانویؒ نے اکٹھا کیا ہے ایک بہترین کتابچہ ہے جس میں ہفتہ وار دعاؤں کے لیے الگ الگ منازل رکھے گئے ہیں عمدہ تر چیز ہے نہایت جامع ہے ہر عالم اور ہر طالب علم کے پاس

رہنا چاہیے۔

''لوزنتھن'' یعنی دن بھر تم نے جو کلمات پڑھے ہیں اگر یہ چار کلمات اس کے مقابلے میں تولے جائیں گے تو یہ کلمات بھاری ہو جائیں گے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت نے یہ عجیب کلمات سکھائے ہیں جو کم خرچ بالا نشین ہیں محنت کم ہے اور ثواب زیادہ ہے ہر عالم اور طالب علم اور دیندار مسلمان کو چاہیے کہ تہجد کے وقت سجدہ کی حالت میں اس کو پڑھا کریں۔

۶۹۰۸۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَإِسْحَاقُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي رِشْدِينَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ جُوَيْرِيَةَ، قَالَتْ: مَرَّ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ صَلَّى صَلَاةَ الْغَدَاةِ، أَوْ بَعْدَمَا صَلَّى الْغَدَاةَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے وقت یا نماز فجر کے بعد اس کے پاس سے گزرے پھر مذکورہ حدیث کی طرح حدیث روایت کی لیکن اس روایت میں دعا کے الفاظ اس طرح ہیں: سبحان اللہ عدد خلقہ سبحان اللہ... الخ اللہ کی پاکی اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، اللہ کی پاکی اس کی رضا کے برابر، اللہ کی پاکی اس کے عرش کے وزن کے برابر، اللہ کی پاکی اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر ہیں (بیان کرتا ہوں)۔

تسبیحات فاطمہ کی فضیلت

۶۹۰۹۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى، حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، أَنَّ فَاطِمَةَ، اشْتَكَتْ مَا تَلْقَى مِنَ الرَّحَى فِي يَدِهَا، وَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ، فَانْطَلَقَتْ، فَلَمْ تَجِدْهُ وَلَقِيَتْ عَائِشَةَ، فَأَخْبَرَتْهَا فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ بِمَجِيءِ فَاطِمَةَ إِلَيْهَا، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا، وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْنَا نَقُومُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَى مَكَانِكُمَا فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمِهِ عَلَى صَدْرِي، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَأَلْتُمَا، إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا، أَنْ تُكَبِّرَا اللَّهَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، وَتُسَبِّحَاهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدَاهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ،

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ فاطمہ کو چکی پیسنے کی وجہ سے ہاتھوں میں نشانات پڑ جانے کی وجہ سے تکلیف ہوئی اور نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قیدی (غلام) تھے حضرت فاطمہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں لیکن آپ ﷺ سے ملاقات نہ ہوسکی اور سیدہ عائشہ سے ملاقات ہوئی تو میں نے انہیں (اپنے آنے کی) خبر دی۔ جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے حضرت فاطمہ کے آنے کا بتادیا پس آنحضرت ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم اپنے بستروں پر پہنچ چکے تھے۔ ہم نے اٹھنا شروع کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی جگہ پر ہی رہو۔ پھر آپ ﷺ ہمارے درمیان (میرے اور علیؓ) بیٹھ گئے یہاں تک میں نے اپنے سینے میں آپ ﷺ کی قدموں کی ٹھنڈک محسوس کی۔ پھر فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے سوال سے بہتر چیز کی تعلیم نہ دوں؟ جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو چونتیس بار اللہ اکبر، تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ کہہ لیا کرو تو یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔

تشریح:

''الرحی'' آٹا پیسنے کی چکی کو کہتے ہیں پرانے زمانے میں یہ چکی ہاتھ سے چلائی جاتی تھی اب دیہاتوں میں یہ چکی پانی سے اور شہروں میں بجلی سے چلائی جاتی ہے ''سبی'' گرفتار شدہ لونڈی غلام مراد ہیں ''مضاجعنا'' یعنی ہم بستر پر لیٹ گئے تھے تاکہ سو جائیں ''لیلۃ صفین'' حضرت علی فرماتے ہیں کہ چونکہ ہم دونوں کو آنحضرت نے اہتمام کے ساتھ یہ کلمات سکھائے تھے اس لیے میں نے تو کبھی بھی ناغہ نہیں کیا چونکہ جنگ صفین کا معرکہ بہت سخت تھا اور حضرت علی مشغول تھے تو پوچھنے والے نے پوچھا کہ جنگ صفین میں بھی ناغہ نہیں کیا فرمایا ہاں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تسبیحات بدن کو راحت پہنچاتی ہیں یہ ۹۹ تسبیحات ہیں اور کلمہ شہادت آخر میں ہو جائے تو سو کا عدد پورا ہو جائے گا۔ جنگ صفین میں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا مقابلہ ہوا تھا ستر ہزار سے زیادہ لوگ مارے گئے تھے حضرت علی حق پر تھے حضرت معاویہ سے اجتہادی غلطی ہوگئی تھی ہم کو سکوت اختیار کرنا چاہیے۔

۶۹۱۰۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَفِي حَدِيثِ مُعَاذٍ: أَخَذْتُمَا مَضْجَعَكُمَا مِنَ اللَّيْلِ،

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے البتہ اس سند میں ہے۔ ''جب تم دونوں رات کے وقت اپنے بستروں پر جاؤ''۔

۶۹۱۱۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ مُجَاهِدٍ،

عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَعُبَيْدُ بْنُ يَعِيشَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ عَلِيٌّ: مَا تَرَكْتُهُ مُنْذُ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قِيلَ لَهُ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ؟ قَالَ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ. وَفِي حَدِيثِ عَطَاءٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث سابقہ حدیث حکم عن ابی لیلیٰ کی طرح مروی ہے اس روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ میں نے جب سے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے میں نے ان کلمات کو نہیں چھوڑا۔ آپ سے عرض کیا گیا آپ ﷺ نے صفین کی رات بھی انہیں نہیں چھوڑا؟ فرمایا: صفین کی رات میں بھی نہ چھوڑا۔ حضرت ابن ابی لیلیٰ نے کہا: میں نے آپ سے کہا: صفین کی رات کو بھی نہیں؟

٦٩١٢۔ حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ الْعَيْشِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ فَاطِمَةَ، أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا وَشَكَتِ الْعَمَلَ، فَقَالَ: مَا أَلْفَيْتِيهِ عِنْدَنَا قَالَ: أَلَا أَدُلُّكِ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكِ مِنْ خَادِمٍ؟ تُسَبِّحِينَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدِينَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتُكَبِّرِينَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، حِينَ تَأْخُذِينَ مَضْجَعَكِ،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ فاطمہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں خادم مانگنے اور کام کی شکایت کرنے کی غرض سے حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم کو خادم تو ہمارے پاس سے نہیں ملے گا (البتہ) ایک عمل میں تمہیں بتائے دیتا ہوں جو تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے تم جب بستر پر جاؤ تو تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہو۔

٦٩١٣۔ وحَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

اس سند سے بھی یہ حدیث سابقہ حدیث ہی کی طرح مروی ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الدُّعَاءِ عِنْدَ صِيَاحِ الدِّيكِ

مُرغ کے اذان کے وقت تسبیح پڑھنا مستحب ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٦٩١٤۔حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ، فَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ، فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا، وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ، فَتَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِنَّهَا رَأَتْ شَيْطَانًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم مرغ کی اذان سنو تو اللہ سے اس کے فضل کا سوال کیا کرو کیونکہ وہ فرشتہ کو دیکھتا ہے اور جب تم گدھے کی ڈھینگ (آواز) سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔

بَابُ دُعَاءِ الْكَرْبِ

بے چین مصیبت زدہ کی دعا کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

٦٩١٥۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ سَعِيدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی کریم ﷺ مصیبت کے وقت لا الہ الا اللہ العظیم۔الخ عظمت والے اور بردباری والے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، عرش عظیم کے پروردگار اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ آسمانوں کے رب اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔'' پڑھتے۔

٦٩١٦۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَحَدِيثُ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ أَتَمُّ،

یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۶۹۱۷۔وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَبَا الْعَالِيَةِ الرِّيَاحِيَّ، حَدَّثَهُمْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَدْعُو بِهِنَّ وَيَقُولُهُنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ، فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ قَتَادَةَ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مصیبت کے وقت ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے جو کہ اوپر حضرت معاذ بن ہشام کی روایت کردہ حدیث میں مذکور ہیں۔ حضرت قتادہ کی روایت کردہ حدیث میں آسمانوں اور زمین کے رب مذکور ہے۔

۶۹۱۸۔وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ، إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ، قَالَ: فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ، عَنْ أَبِيهِ وَزَادَ مَعَهُنَّ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جب کوئی اہم کام درپیش ہوتا تو آپ ﷺ انہی کلمات سے دعا مانگا کرتے تھے لیکن اس روایت میں ان کلمات کے ساتھ یہ اضافہ بھی ہے: لا الہ اللہ رب العرش الکریم: یعنی عزت والے عرش کے رب اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

بَابُ فَضْلِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ

سبحان اللہ وبحمدہ کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو بیان کیا ہے

۶۹۱۹۔حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَسْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ أَيُّ الْكَلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: مَا اصْطَفَى اللَّهُ لِمَلَائِكَتِهِ أَوْ لِعِبَادِهِ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ

حضرت ابوذر سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا کلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے اللہ نے اپنے فرشتوں یا بندوں کے لیے چن لیا ہے یعنی سبحان اللہ وبحمدہ۔

۶۹۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَسْرِيِّ، مِنْ عَنَزَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَحَبِّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي بِأَحَبِّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ، فَقَالَ: إِنَّ أَحَبَّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کلام کی خبر نہ دوں؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ مجھے اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کلام کی خبر (ضرور) دیں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کلام سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔

بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ لِلْمُسْلِمِينَ بِظَهْرِ الْغَيْبِ

مسلمانوں کے لیے غائبانہ دعا کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۹۲۱۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ حَفْصٍ الْوَكِيعِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ كَرِيزٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُو لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ: وَلَكَ بِمِثْلٍ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بھی مسلمان اپنے بھائی کے پس پشت اس کے لیے دعا مانگتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: تیرے لیے بھی اسی کی طرح ہو۔

تشریح:

"بظهر الغيب" یعنی پیٹھ پیچھے ایک مسلمان بھائی کی دوسرے کے لیے دعا قبول ہوتی ہے کیونکہ اس دعا میں ہمدردی بھی ہوتی ہے اور کوئی لالچ بھی نہیں ہوتی ہے جب یہ شخص دوسرے کی حاجت برآری کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی ضروریات کو بھی پورا فرمادیتا ہے یہی مطلب ہے حدیث کے آخری جملوں کا کہ فرشتے سر پر کھڑے ہوتے ہیں اور ان کے لیے دعا کرتے ہیں اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ "الله في عون العبد ما دام العبد في عون اخيه"۔

۶۹۲۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ سَرْوَانَ الْمُعَلِّمُ،

حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ كَرِيزٍ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ الدَّرْدَاءِ، قَالَتْ: حَدَّثَنِي سَيِّدِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ دَعَا لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ: آمِينَ، وَلَكَ بِمِثْلٍ

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میرے آقا (شوہر) نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، جس نے اپنے بھائی کے لیے اس کے پس پشت دعا کی تو اس کے سر کے پاس موجود موکل فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی اسی کی مثل ہو۔

۶۹۲۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ صَفْوَانَ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ، وَكَانَتْ تَحْتَهُ الدَّرْدَاءُ، قَالَ: قَدِمْتُ الشَّامَ فَأَتَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فِي مَنْزِلِهِ، فَلَمْ أَجِدْهُ وَوَجَدْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ، فَقَالَتْ: أَتُرِيدُ الْحَجَّ الْعَامَ، فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَتْ: فَادْعُ اللَّهَ لَنَا بِخَيْرٍ، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ، قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ: آمِينَ وَلَكَ بِمِثْلٍ

حضرت صفوان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور ام درداء ان کی بیوی تھی۔ میں ملک شام گیا تو میں ابودرداء کے پاس مکان پر حاضر ہوا اور وہ گھر پر موجود نہ تھے جب کہ ام درداء موجود تھیں تو انہوں نے کہا: کیا آپ اس سال حج کا ارادہ رکھتے ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں! انہوں نے کہا: اللہ سے ہمارے لیے بھلائی کی دعا کرو کیونکہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے، مسلمان مرد کی اپنے بھائی کے لیے پس پشت دعا قبول ہوتی ہے اس کے سر کے پاس موکل فرشتہ موجود ہے جب یہ اپنے بھائی کے لیے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو موکل فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے اور کہتا ہے تیرے لیے بھی اس کی مثل ہو۔

۶۹۲۴۔ قَالَ: فَخَرَجْتُ إِلَى السُّوقِ فَلَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ لِي مِثْلَ ذَلِكَ يَرْوِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

حضرت صفوان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بازار کی طرف نکلا میری حضرت ابودرداء سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بھی نبی کریم ﷺ سے یہی سابقہ حدیث روایت کرتے ہوئے دعا کرنے کے لیے کہا۔

۶۹۲۵۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، وَقَالَ: عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ حَمْدِ اللّٰهِ تَعَالَى بَعْدَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ

کھانے پینے کے بعد الحمد للہ پڑھنے کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو بیان کیا ہے

٦٩٢٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ نُمَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے پر خوش ہوتا ہے جو ایک کھانا کھا کر اس پر اللہ کا شکر ادا کرے یا جو بھی چیز ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کرے۔

٦٩٢٧۔ وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

اس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّهُ يُسْتَجَابُ لِلدَّاعِي مَا لَمْ يَعْجَلْ

جلدی نہ کرے تو دعا مانگنے والے کی دعا قبول کی جاتی ہے

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٦٩٢٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ، فَيَقُولُ: قَدْ دَعَوْتُ فَلَا أَوْ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو آدمی جب تک جلدی نہ کرے اس کی دعا قبول کی جاتی ہے یہ نہ کہا جائے کہ میں نے دعا مانگی تھی مگر قبول نہ ہوئی۔

٦٩٢٩۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ لَيْثٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدٍ، مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَكَانَ مِنَ الْقُرَّاءِ وَأَهْلِ الْفِقْهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ

يَعْجَلُ، فَيَقُولُ: قَدْ دَعَوْتُ رَبِّي فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک کی دعا اس وقت تک قبول کی جاتی ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے یہ نہ کہے کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی تھی لیکن اس نے قبول نہ کی۔

۶۹۳۰۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ، مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ، مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الِاسْتِعْجَالُ؟ قَالَ: يَقُولُ: قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ، فَلَمْ أَرَ يَسْتَجِيبُ لِي، فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذَلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تک آدمی کسی گناہ یا قطع رحمی اور قبولیت میں جلدی نہ کرے اس وقت تک بندے کی دعا قبول کی جاتی رہتی ہے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! جلدی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ کہے، میں نے دعا مانگی تھی، میں نے دعا مانگی تھی لیکن مجھے معلوم نہیں کہ میری دعا قبول ہوئی ہو پھر وہ اس سے ناامید ہو کر دعا مانگنا چھوڑ دیتا ہے۔

تشریح:

''بـاثـم'' دعا کی عدم قبولیت کی اس حدیث میں دو چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے پہلی چیز یہ کہ اللہ تعالیٰ دعا کو قبول فرماتا ہے بشرطیکہ دعا کسی ناجائز و نامناسب چیز سے متعلق نہ ہو مثلاً کوئی گستاخ و بے ادب یہ دعا مانگے کہ اے اللہ! مجھے شراب پینے یا زنا کرنے کی توفیق عطا فرما یا کوئی نالائق یہ دعا مانگے کہ اے اللہ! فلاں شخص کو بخش دے حالانکہ وہ شخص کفر پر مرا ہے یا کوئی نالائق کسی محال چیز کی دعا مانگے کہ اے اللہ مجھے بیداری میں اپنا دیدار کرا دے یہ سب دعا کی ناجائز صورتیں ہیں۔

''او قـطـعـة رحم'' ناتہ توڑنے کی دعا کوئی شخص اس طرح مانگتا ہے کہ اے اللہ! میرے باپ اور میرے درمیان جدائی پیدا فرما اس حدیث کا مفہوم یہی ہے کہ اس طرح دعا قبول نہیں ہوتی لہٰذا اس طرح دعا نہیں مانگنی چاہیے۔

''مـا لم يستعجل'' عدم قبولیت دعا کی یہ دوسری چیز ہے یعنی اللہ تعالیٰ دعا کو قبول فرماتا ہے بشرطیکہ اس میں جلد بازی نہ ہو صحابہ نے پوچھا جلد بازی کیا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بندہ کہتا ہے کہ میں نے بار بار دعا مانگ لی قبو تو ہوتی نہیں لہٰذا دعا کی ضرورت ہی نہیں اس طرح جلد بازی میں وہ دعا مانگنا چھوڑ دیتا ہے فرمایا کہ اس طرح نہیں کرنا چاہیے علماء لکھتے ہیں کہ کبھی جلدی کا

اس لیے قبول نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا ایک وقت مقرر ہے کبھی تقدیر کی مصلحت کی وجہ سے جلدی قبول نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کسی نیک بندے کے اصرار والتجاء اور تضرع وزاری کو پسند کرتا ہے اسی وجہ سے بعض بے دین آدمی کی دعا جلدی قبول ہوجاتی ہے اس لیے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ جبریل امین سے فرماتا ہے کہ اس کو جلدی کچھ دیدو تاکہ میرے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے کبھی دعا اس لیے قبول نہیں کی جاتی کہ اس کو آخرت کا ذخیرہ بنایا جاتا ہے کبھی دعا اس لیے قبول نہیں ہوتی کہ اس کے شرائط وآداب پورے نہیں ہوتے کبھی دعا اس لیے قبول نہیں ہوتی کہ دعا مانگنے والا مایوس ہو کر دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے اور کہتا ہے:

اب دعا بھی مجھے ایک کھیل نظر آتی ہے ☆ کسمپرسی میں خیالات بدل جاتے ہیں

بَابُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ وَأَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ

جنت میں اکثر غریب لوگ ہوں گے اور دوزخ میں اکثر عورتیں ہوں گی

اس باب میں امام مسلم نے بارہ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٩٣١ـ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، كُلُّهُمْ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِينُ، وَإِذَا أَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوسُونَ، إِلَّا أَصْحَابَ النَّارِ، فَقَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ، وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ، فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو اس میں اکثر داخل ہونے والے مساکین تھے اور مال وعظمت والوں کو (جنت میں داخل ہونے سے) روک دیا گیا البتہ دوزخ والوں کے لیے دوزخ میں داخل ہونے کا حکم دیا گیا اور میں جہنم کے دروزے پر کھڑا ہوا تو اس میں اکثر داخل ہونے والی عورتیں تھیں۔

٦٩٣٢ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں جنت پر مطلع ہوا تو میں نے وہاں اکثر فقیر لوگوں کی دیکھی اور جب جہنم پر مطلع ہوا تو وہاں اکثریت میں نے عورتوں کی دیکھی۔

٦٩٣٣ - وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ،

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ سابقہ حدیث کی طرح مروی ہے۔

٦٩٣٤ - وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ، حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اطَّلَعَ فِي النَّارِ، فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَيُّوبَ،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جہنم کے بارے میں مطلع کیا گیا باقی حدیث حضرت ایوب کی روایت کردہ حدیث کی طرح ذکر کی۔

٦٩٣٥ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، سَمِعَ أَبَا رَجَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَذَكَرَ مِثْلَهُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا پھر سابقہ روایت کی طرح حدیث روایت کی۔

٦٩٣٦ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، قَالَ: كَانَ لِمُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ امْرَأَتَانِ، فَجَاءَ مِنْ عِنْدِ إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتِ الْأُخْرَى: جِئْتَ مِنْ عِنْدِ فُلَانَةَ؟ فَقَالَ: جِئْتُ مِنْ عِنْدِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: إِنَّ أَقَلَّ سَاكِنِي الْجَنَّةِ النِّسَاءُ،

حضرت ابوالتیاح سے روایت مروی ہے کہ حضرت مطرف بن عبداللہ کی دو بیویاں تھیں وہ ان میں سے ایک کے پاس آئے تو دوسری نے کہا: تو فلانی کے پاس سے آیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں عمران بن حصین کے پاس سے آیا ہوں اور انہوں نے ہمیں یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں رہنے والوں میں سب سے کم عورتیں ہوں گی۔

۶۹۳۷۔وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفًا يُحَدِّثُ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ، بِمَعْنَى حَدِيثِ مُعَاذٍ

حضرت مطرف سے روایت مروی ہے کہ اس کی دو بیویاں تھیں باقی حدیث سابقہ حدیث معاذ کی مثل ہے۔

۶۹۳۸۔حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ أَبُو زُرْعَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيعِ سَخَطِكَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی:
اللهم انی اعوذبک..الخ اے اللہ! میں تجھ سے تیری نعمت کے زوال سے اور تیری عافیت وصحت کے پلٹ جانے سے اور اچانک مصیبت آجانے سے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں۔

۶۹۳۹۔حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، وَمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً هِيَ أَضَرُّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے بعد عورتوں سے بڑھ کر زیادہ نقصان دہ مردوں کے لیے اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔

۶۹۴۰۔حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، جَمِيعًا عَنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ: ابْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: قَالَ أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ، وَسَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، أَنَّهُمَا حَدَّثَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِي النَّاسِ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ

حضرت اسامہ بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے لوگوں میں اپنے بعد مردوں پر عورتوں سے بڑھ کر زیادہ نقصان دہ کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔

۶۹۴۱۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، كُلُّهُمْ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مبارکہ سابقہ حدیث ہی کی طرح مروی ہے۔

۶۹۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا نَضْرَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَإِنَّ اللهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا، فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ بَشَّارٍ: لِيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا میٹھی اور سرسبز ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں خلیفہ و نائب بنانے والا ہے پس وہ دیکھے گا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو۔ دنیا سے بچو اور عورتوں سے بھی ڈرتے رہو کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں میں تھا اور حضرت ابن بشار کی روایت کردہ حدیث میں لینظر کیف تعملون کے الفاظ ہیں۔

تشریح:

''حلوۃ'' میٹھا سبزہ زار ہے اس میں تشبیہ ہے کہ دنیا فتنہ میں ڈالنے میں مزیدار پھل کی مانند ہے دیکھ کر دل فریفتہ ہو جاتا ہے عرب لوگ سبزہ زار کو بہت پسند کرتے ہیں ''مستخلفکم'' حاکم اور خلیفہ بنانے والا ہے پھر دیکھتا ہے کہ تم کیا کرتے ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مشرق و مغرب کا حاکم بنا دیا لیکن جب انہوں نے اپنے دین پر چلنا چھوڑ دیا تو کافران کے اوپر مسلط ہو گئے اور یہ عروج کے بعد زوال میں گر کر خوار ہو گئے اس حدیث میں اسلام کی سچائی کی دلیل ہے کہ مستقبل کے بارے میں آنحضرت نے جو کچھ فرمایا تھا وہ سچ ثابت ہوا۔

عورتوں کے فتنوں چند عجیب قصے

''اول فتنة بنی اسرائیل'' یعنی بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے شروع ہو گیا تھا حدیث کے اس جملہ سے جس فتنہ کی طرف اشارہ ملتا ہے شارحین نے اس کے مصداق میں دو حکایتیں لکھی ہیں۔

حکایت نمبر۱: منۃ المنعم میں لکھا ہے کہ یہ فتنہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آخری ایام میں پیش آیا تھا جس وقت بنی اسرائیل میدان تیہ سے نکل آئے اور سرزمین ''موآب'' میں آکر ٹھہر گئے یہود کی کتاب مقدس میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل جب علاقہ ''شطیم'' میں آباد ہوگئے وہاں نوجوانوں نے ''موآب'' کی لڑکیوں سے زنا شروع کیا ان لوگوں نے ان نوجوانوں کو بتوں کے نام ذبح کردہ جانوروں کا گوشت کھلایا انہوں نے غیراللہ کے نام جانوروں کا گوشت کھایا اور پھران کے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا شروع کی اور ''بعل فغور'' بت کے ساتھ جڑ گئے تب اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑک اٹھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسرائیل کے قاضیوں سے کہا کہ ہر آدمی اٹھ کھڑا ہو اور بعل فغور سے متعلق ہر بت پرست کو قتل کردو اتنے میں ایک آدمی سرعام ایک عورت کی طرف آگے بڑھا حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل یہ منظر دیکھ رہے تھے اس معاملہ کو دیکھ کر ایک شخص اٹھا جس کا نام فیخاس تھا اس نے ہاتھ میں نیزہ لیا اور اسرائیلی مرد اور اس عورت کے پیچھے دوڑا اور جاکر خیمہ کے اندر دونوں کو قتل کردیا تو بنی اسرائیل سے عذاب ٹل گیا اس وبائی مرض سے بنی اسرائیل کے چوبیس ہزار آدمی ہلاک ہوگئے تھے (منۃ المنعم ج ۴ ص ۲۶۱) اس حدیث میں اسی فتنہ کی طرف اشارہ ہے۔

حکایت ۲: بنی اسرائیل کے اس فتنہ کا دوسرا قصہ اس طرح ہے کہ بلعم بن باعوراء کی قوم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل نے جہاد کی غرض سے حملہ کردیا حضرت موسیٰ علیہ السلام ساتھ تھے بلعم بن باعوراء صاحب تصرف درویش شخص تھا اس کی قوم نے ان سے درخواست کی کہ بنی اسرائیل کے خلاف بددعا کرو بلعم بن باعوراء نے کہا کہ خدا کا خوف کرو حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں ان کے خلاف دعا کروں گا تو ہلاک ہوجاؤں گا حیات الحیوان میں لکھا ہے کہ اس کی قوم نے بہت زیادہ تحائف وعطایا پیش کیے مگر بلعم بن باعوراء کو قابو نہ کرسکے پھر قوم نے ایک خوبصورت لڑکی ان کی طرف بھیج دی اس نے بلعم بن باعوراء کو ورغلایا تو بلعم بددعا کے لیے گدھے پر سوار ہوکر میدان میں نکلنے لگا گدھا بولنے لگا اور بلعم کو سختی سے منع کرنے لگا بلعم نہ مانا گدھے نے جانے سے انکار کیا بلعم نے گدھے کو چھوڑ دیا اور پیدل جاکر بددعا کرنے لگا اسی وقت اس کی زبان سے الٹی دعاء نکلنے لگی وہ موسیٰ علیہ السلام کے بجائے اپنی قوم کو بددعا کرنے لگا قوم نے کہا بلعم یہ کیا کررہے ہو؟ اس وقت بلعم کی زبان منہ سے باہر آکر کتے کی طرح لٹکنے لگی تھی اس نے کہا بس میں بھی تباہ ہوگیا اور تم بھی تباہ ہوگئے اب یہ تدبیر کرو کہ خوبصورت لڑکیاں موسیٰ کی فوج میں بھیج دو اور ان کو فری کردو تاکہ وہ لوگ زنا کریں تو تم بچ جاؤ گے قوم موسیٰ کو ان عورتوں نے دعوت زنا دیدی مگر کوئی متوجہ نہ ہوا صرف زمزم نامی ایک سردار نے ایک لڑکی سے زنا کیا قوم موسیٰ پر وبائی بیماری آپڑی اور ستر ہزار مرگئے پھر ایک شخص نے جاکر

زمزم اور اس لڑکی کو قتل کر دیا تب عذاب ٹل گیا (حیوۃ الحیوان بکبیر)
سورت اعراف میں بلعم بن باعوراء کا قصہ مذکور ہے اس حدیث میں اس قصہ کی طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے۔

حکایت ۳: اس حدیث میں جس فتنہ کی طرف اشارہ ہے اس کا تیسرا قصہ اس طرح ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جس کا نام عامیل تھا وہ بہت مالدار بھی تھا اور اس کی ایک خوبصورت بیٹی بھی تھی اس کے بھتیجے نے چاہا کہ اس لڑکی کو قابو کرلے تو اس نے اپنے چچا عامیل کو قتل کر دیا لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اس کا قاتل بذریعہ وحی معلوم کرلیں حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تم ایک گائے ذبح کردو اور اس کے جسم کے گوشت کے ایک ٹکڑے سے اس مردے کو مارو مردہ خود اپنا قاتل بتادے گا بنی اسرائیل نے گائے کے بارے میں بہت کیڑے نکالے کہ کس طرح ہو کیسی کیسی ہو؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا کہ ایسی ہو ایسی ہو تب جا کر بنی اسرائیل نے چندہ کیا اور گائے کی کھال میں سونا بھر کر خرید لیا اور پھر ذبح کر دیا مردہ زندہ ہوگیا اور کہا کہ میرا قاتل میرا بھتیجا ہے جس نے میری بیٹی اور مال کی وجہ سے مجھے قتل کر دیا ہے ان تین حکایتوں میں سے کوئی ایک واقعہ اس فتنہ کا مصداق بن سکتا ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ قِصَّةِ أَصْحَابِ الْغَارِ الثَّلَاثَةِ

غار میں پھنسے ہوئے تین آدمیوں کا قصہ

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٦٩٤٣ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُسَيَّبِيُّ، حَدَّثَنِي أَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ أَبَا ضَمْرَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَشَّوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ، فَأَوَوْا إِلَى غَارٍ فِي جَبَلٍ، فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَانْطَبَقَتْ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: انْظُرُوا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا صَالِحَةً لِلّٰهِ، فَادْعُوا اللّٰهَ تَعَالَى بِهَا لَعَلَّ اللّٰهَ يَفْرُجُهَا عَنْكُمْ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ: اللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، وَامْرَأَتِي، وَلِي صِبْيَةٌ صِغَارٌ أَرْعَى عَلَيْهِمْ، فَإِذَا أَرَحْتُ عَلَيْهِمْ، حَلَبْتُ، فَبَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ، فَسَقَيْتُهُمَا قَبْلَ بَنِيَّ، وَأَنَّهُ نَأَى بِي ذَاتَ يَوْمٍ الشَّجَرُ، فَلَمْ آتِ حَتَّى أَمْسَيْتُ، فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا، فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ، فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ، فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا، وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْقِيَ الصِّبْيَةَ قَبْلَهُمَا،

وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ، فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ دَأْبِي وَدَأْبَهُمْ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ، فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فُرْجَةً، نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ، فَفَرَجَ اللَّهُ مِنْهَا فُرْجَةً، فَرَأَوْا مِنْهَا السَّمَاءَ، وَقَالَ الْآخَرُ: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِيَ ابْنَةُ عَمٍّ أَحْبَبْتُهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ، وَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا، فَأَبَتْ حَتَّى آتِيَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ، فَتَعِبْتُ حَتَّى جَمَعْتُ مِائَةَ دِينَارٍ، فَجِئْتُهَا بِهَا، فَلَمَّا وَقَعْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا، قَالَتْ: يَا عَبْدَ اللَّهِ اتَّقِ اللَّهَ، وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ، فَقُمْتُ عَنْهَا، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ، فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فُرْجَةً، فَفَرَجَ لَهُمْ، وَقَالَ الْآخَرُ: اللَّهُمَّ إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ، فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ قَالَ: أَعْطِنِي حَقِّي، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَرَقَهُ فَرَغِبَ عَنْهُ، فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتَّى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرِعَاءَهَا، فَجَاءَنِي فَقَالَ: اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَظْلِمْنِي حَقِّي، قُلْتُ: اذْهَبْ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرِعَائِهَا، فَخُذْهَا فَقَالَ: اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَسْتَهْزِئْ بِي فَقُلْتُ: إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ، خُذْ ذَلِكَ الْبَقَرَ وَرِعَاءَهَا، فَأَخَذَهُ فَذَهَبَ بِهِ، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ، فَافْرُجْ لَنَا مَا بَقِيَ، فَفَرَجَ اللَّهُ مَا بَقِيَ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین آدمی چل رہے تھے کہ ان کو بارش نے گھیر لیا تو انہوں نے پہاڑ میں ایک غار کی طرف پناہ لی ان کے غار کے منہ پر پہاڑ سے ایک پتھر آ کر گر گیا جس سے اس غار کا منہ بند ہو گیا ان میں سے ایک نے ان سے کہا: اپنے اپنے نیک اعمال کو دیکھو جو خالص اللہ کی رضا کے لیے کیے ہوں اور اس کے ذریعہ اللہ سے دعا مانگو۔ شاید اللہ تم سے اس مصیبت کو ٹال دے تو ان میں سے ایک نے عرض کیا: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میری بیوی بھی تھی اور چھوٹے بچے بھی تھے اور میں (جنگل میں مویشی) چرایا کرتا تھا۔ جب میں ان کے پاس شام کو واپس آتا تو دودھ نکالتا تو میں اپنے والدین سے ابتداء کرتا اور انہیں اپنے بچوں سے قبل پلاتا ایک دن جنگل کے دور ہونے کی وجہ سے مجھے تاخیر ہو گئی اور میں رات کو آیا تو میں نے (اپنے والدین کو) سویا ہوا پایا۔ میں نے پہلے کی طرح دودھ دوہا اور دودھ کا برتن لیکر ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا میں انہیں ان کی نیند سے اٹھانا ناپسند کرتا تھا اور مجھے ان سے پہلے اپنے بچوں کو پلانا بھی پسند نہ تھا اور بچے میرے قدموں کے پاس چلا رہے تھے مگر میں نے انہیں دودھ نہ دیا اور صبح ہونے تک میرا اور میرے بچوں اور (والدین) کا معاملہ یونہی رہا۔ پس تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل صرف اور صرف تیری رضا کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے اتنی کچھ کشادگی فرما دے کہ ہم آسمان کو دیکھے اللہ تعالیٰ نے اتنی کشادگی فرمادی کہ انہوں نے آسمان دیکھا

اور دوسرے نے عرض کیا: اے اللہ! میری ایک چچازاد (بہن) تھی جس سے میں محبت کرتا تھا۔ جس طرح مردوں کو عورتوں سے سخت محبت ہوتی ہے۔ میں نے اس کی ذات کو طلب کیا یعنی بدکاری کا اظہار کیا تو اس نے ایک سو دینار لانے تک انکار کر دیا۔ میں نے بڑی محنت کر کے ایک سو دینار جمع کیے اور اس کے پاس لایا پس جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان (جماع کے لیے) بیٹھ گیا تو اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور مہر کو اس کے حق (نکاح) کے بغیر نہ کھول۔ میں (یہ سن کر) اس سے کھڑا ہو گیا۔ یا اللہ! آپ کو یقیناً علم ہے کہ میں نے یہ عمل صرف تیری رضا کے لیے کیا ہے۔ پس ہمارے لیے اس غار میں کچھ کشادگی فرما دے۔ پس ان کے لیے (ذرا اور) کھول دیا گیا اور تیسرے نے عرض کیا: اے اللہ! میں نے ایک مزدور کو فرق (آٹھ کلو وزن) چاول مزدوری پر رکھا۔ جب اس نے اپنا کام پورا کر لیا تو کہا: میرا حق مجھے دیدو۔ میں نے اسے فرق دینا چاہا تو وہ منہ پھیر کر چلا گیا پس میں اس (کے مال) سے زراعت کرتا رہا یہاں تک کہ اس سے گائے اور ان کے چرواہے میرے پاس جمع ہو گئے پس وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اللہ سے ڈر اور میرے حق میں مجھ پر ظلم نہ کر میں نے عرض کیا: وہ گائے اور ان کے چرواہے لے جاؤ۔ اس نے کہا: اللہ سے ڈرو اور مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا: میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا۔ وہ بیل اور ان کے چرواہے لے جاؤ۔ اس نے انہیں لیا اور چلا گیا اگر آپ کے علم میں (اے اللہ) میرا یہ عمل آپ کی رضا مندی کے لیے تھا تو ہمارے لیے باقی (راستہ بھی) کھول دے۔ تو اللہ نے باقی راستہ بھی کھول دیا۔

تشریح:

''یمشون'' یعنی جا رہے تھے، دوسری حدیث میں بزار نے یرتادون کا لفظ نقل کیا ہے یعنی گھروں کے لیے کچھ کما کر لانا چاہتے تھے ان تین اشخاص کے نام کسی کو معلوم نہ ہو سکے البتہ یہ معلوم ہے کہ سابقہ امتوں میں سے بنی اسرائیل کے کچھ لوگ تھے۔

''الی غار فی الجبل'' شاید بارش سے بچاؤ کے لیے پہاڑی غاروں میں سے کسی غار میں چھپ گئے کہتے ہیں کہ اس غار کا نام ''الرقیم'' تھا جس کو قرآن نے ﴿ان اصحاب الکھف والرقیم﴾ کے نام سے یاد کیا ہے اس کی تائید حدیث سے ہوتی ہے جس کو طبرانی نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ''انطلق ثلاثه فكانوا فی كهف فوقع الجبل''

''صخرۃ'' چٹان کو کہتے ہیں ایک حدیث میں ''حجر'' کا لفظ آیا ہے یعنی اوپر سے بھاری پتھر لڑھک کر نیچے آ گرا اور غار کا منہ بند کر دیا یہ قبائلی نظام کا نقشہ ہے جس کو قبائلی لوگ خوب سمجھتے ہیں ''اعمالا'' یعنی اپنی زندگی کے سب سے اہم اور اچھے عمل کو یاد کرو اور اس کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو اس سے معلوم ہوا کہ اچھے اعمال بہترین وسیلہ ہیں اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے البتہ وسیلہ ''بالذوات الفاضلۃ'' میں اختلاف ہے کچھ لوگ اس سے وسیلہ پکڑنے کو منع کرتے ہیں مگر جمہور اس کے قائل ہیں۔

والدین کی فرمان برداری کے عمل کا اثر

"ارحت عليهم" یہ رواح سے ہے شام کے وقت جانوروں کو چراگاہ سے واپس لانے کو کہتے ہیں "نای" فتح سے ہے دور نکلنے کے معنی میں ہے "الشجر" درختوں کو کہتے ہیں چراگاہ کے درخت اور گھاس مراد ہیں۔ "بالحلاب" ح پر زیر ہے یہ اس برتن کو کہتے ہیں جس میں اونٹنی کا دودھ نکالا جاتا ہے یہاں حلاب بمعنی محلوب ہے "هو اللبن المحلوب" یعنی نکالا ہوا دودھ لے آیا۔ "يتضاغون" یہ باب تفاعل سے ہے بچوں کے رونے اور چیخنے چلانے کو کہتے ہیں اس شدید بھوک میں اس باپ نے اپنے بچوں کو نظر انداز کیا اور والدین کو مقدم رکھا اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عظیم جذبہ کو پسند کیا، فقہی رجحانات کا کیا تقاضا تھا اس کا یہاں دخل نہیں ہے اور نہ اس بحث میں پڑنے کی ضرورت ہے اگلی روایت میں "لا اغبق" کا لفظ ہے جو شام کے وقت دودھ پلانے کے معنی میں ہے غبوق اور صبوح صبح اور شام کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

پاک دامن عورت کی عزت بچانے کے عمل کا اثر

"وقال الآخر" یہ ان مخلصین میں سے دوسرے آدمی کا قصہ ہے ان کی چچازاد بہن سے شدید محبت تھی وہ پاک دامن عورت تھی اس نے انکار کر دیا مگر زمانے کے حالات اور قحط سالی نے ان کو شدید مجبور کر دیا تو اس نے سو دینار کا مطالبہ رکھدیا اگلی روایت میں ایک سو بیس کا ذکر بھی ہے لیکن اس کو شاید راوی نے ذکر نہیں کیا یا اس شخص نے طے شدہ رقم سے زیادہ دیا۔

"فتعبت" یعنی اس رقم کے کمانے میں مجھے بہت مشقت اٹھانی پڑی اور میں تھک گیا "وقعت بين رجليها" جماع کے لیے عورت کی ٹانگوں کے سامنے بیٹھنے کو کہتے ہیں اس حالت سے واپس آنا اور جماع چھوڑنا کوئی معمولی کام نہیں ہے۔

"لا تفتح الخاتم" خاتم بکارت کی مہر کو کہتے ہیں ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکی دوشیزہ تھی لہٰذا اس میں تاویل کرنے کی ضرورت نہیں ہے "الا بحقه" یعنی نکاح کے بغیر تیرے لیے حلال نہیں ہے اس جملہ سے اس عورت نے اشارہ کیا کہ بکارت توڑنا اور جماع کرنا میرے شوہر کا حق ہے اور اس بکارت کی نگرانی بھی اسی آنے والے شوہر کا حق ہے دوسرے کا حق ناجائز طور پر خراب نہ کرو ایک روایت میں "ولا تفتض الخاتم" کا لفظ ہے یعنی بکارت کو نہ توڑو اس وضاحت کے بعد بھی خاتم کو فرج سے کنایہ ماننا اور اس لڑکی کو دوشیزہ نہ ماننا یا اولاد والی بتانا سمجھ سے بالاتر ہے جس طرح بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ اولاد والی شادی شدہ عورت تھی۔

امانت دار زمیندار کے عمل کا اثر

''بِفَرَقِ اُرْزٍ ''فرق ایک پیمانہ کو کہتے ہیں جس میں سولہ رطل اناج آتا ہے یعنی تین صاع کا ایک پیمانہ ہے''ارز''را پر پیش ہے اور زا پر شد ہے چاول کو کہتے ہیں''فرغب عنه ''یعنی اس مزدور نے مزدوری کو کم سمجھ لیا تو اس کو ناراضگی کی وجہ سے چھوڑ کر چلا گیا اصل قصہ اس طرح ہوا کہ اس شخص کے کئی مزدور تھے ایک دن ایک نیا مزدور آدھے دن کے وقت آ گیا اور کام شروع کیا تو اس نے اتنا کام کیا جو دوسروں کے پورے دن کے کام کے برابر تھا مالک نے شام کے وقت اس مزدور کو اتنی ہی مزدوری دیدی جو دوسروں کو دی ان مزدوروں میں سے ایک آدمی نے اعتراض کیا کہ ہم نے پورے دن کام کیا اور اس نے آدھے دن کام کیا تم نے سب کو برابر مزدوری دیدی مالک نے کہا کہ اس شخص نے آدھے دن میں اتنا کام کیا ہے جو پورے دن کے کام کے برابر ہے نیز مال میرا ہے میں جس کو زیادہ دیتا ہوں میری مرضی ہے لیکن میں نے تمہارا حق نہیں مارا ہے اس پر وہ مزدور ناراض ہو گیا اور چلا گیا۔

''اتق الله ''یعنی چند سالوں کے بعد یہ مزدور پھر آ گیا اور کہا خدا کا خوف کرو اور میری مزدوری پوری پوری دیدو اس پر مالک نے کہا جاؤ یہ سارا مال وجائیداد لے لو یہ میں نے تیرے مال سے کما کر بڑھایا ہے''فارتجعت ''یہ ارتجاع سے ہے مال کو حرکت دینا اور آگے پیچھے کر کے بڑھانے کو کہتے ہیں یعنی مال نے خوب حرکت کی اور بڑھ گیا بہرحال ان تین اشخاص کے اس نیک عمل کا اثر ہو گیا اور ان کے نکلنے کا وسیلہ بن گیا یہ وسیلہ بالاعمال الصالحہ ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

باقی وسیلہ بالذوات الفاضلہ کے مسئلہ کو میں نہیں سمجھتا ہوں اس لیے اس میں بحث نہیں کرتا ہوں حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ نے اختلاف امت اور صراط مستقیم میں اس کو خوب واضح کیا ہے وہی میری رائے ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔

٦٩٤٤ـ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، ح وحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، ح وحَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ الْبَجَلِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، وَرَقَبَةُ بْنُ مَسْقَلَةَ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنُونَ ابْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي ضَمْرَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ وَزَادُوا فِي حَدِيثِهِمْ: وَخَرَجُوا يَمْشُونَ، وَفِي حَدِيثِ صَالِحٍ يَتَمَاشَوْنَ إِلَّا عُبَيْدَ اللّٰهِ فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِ: وَخَرَجُوا وَلَمْ يَذْكُرْ بَعْدَهَا شَيْئًا،

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مبارکہ سابقہ ابی ضمرہ عن موسی بن عقبہ ہی کی طرح مروی ہے البتہ موسیٰ بن عقبہ کی روایت کردہ حدیث میں یہ بھی ہے کہ وہ غار سے نکل کر چل دیئے اور حضرت صالح کی روایت کردہ حدیث میں یتماشون ہے اور حضرت عبید اللہ کی روایت کردہ حدیث میں وخرجوا کا لفظ ہے معنیٰ ایک ہی ہے۔

٦٩٤٥۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بَهْرَامَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ ابْنُ سَهْلٍ: حَدَّثَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: انْطَلَقَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَتَّى آوَاهُمُ الْمَبِيتُ إِلَى غَارٍ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: اللّٰهُمَّ كَانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، فَكُنْتُ لَا أَغْبِقُ قَبْلَهُمَا أَهْلًا وَلَا مَالًا وَقَالَ: فَامْتَنَعَتْ مِنِّي حَتَّى أَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ مِنَ السِّنِينَ، فَجَاءَتْنِي فَأَعْطَيْتُهَا عِشْرِينَ وَمِائَةَ دِينَارٍ وَقَالَ: فَثَمَّرْتُ أَجْرَهُ حَتَّى كَثُرَتْ مِنْهُ الْأَمْوَالُ، فَارْتَعَجَتْ وَقَالَ: فَخَرَجُوا مِنَ الْغَارِ يَمْشُونَ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی چلے۔ باقی حدیث مبارکہ سابقہ حدیث نافع عن ابن عمر کی طرح ہے۔ البتہ اس روایت میں یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میں ان سے پہلے اپنے اہل وعیال اور غلاموں کو دودھ نہ پلاتا تھا اور دوسرے نے کہا: اس عورت نے مجھ سے انکار کیا یہاں تک کہ ایک سال تک قحط میں مبتلا ہوئی پھر میرے پاس آئی تو میں نے اسے ایک سو بیس دینار عطا کیے اور تیسرے نے عرض کیا: میں نے اس کی مزدوری سے پھل بو دیا۔ یہاں تک کہ اس سے اموال بہت بڑھ گئے اور وہ مال لہریں مارنے لگے اور فرمایا کہ وہ غار سے نکل کر چل دیئے۔

كتاب التَّوْبَةِ

توبہ کرنے کا بیان

اس سے پہلے علامہ نووی نے حدیث ۶۸۵۳ پر ایک عنوان باندھا ہے جو "باب التوبه" کے نام سے ہے میں نے توبہ سے متعلق تمام ابتدائی مباحث وہاں لکھدی ہیں اصل مقام یہاں تھا لیکن صحیح مسلم کی ترتیب میں جو فرق ہے اس نے مجھے کئی جگہوں میں مشکل میں ڈالدیا ہے بہر حال وہاں پر تفصیل ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

بَابٌ فِي الْحَضِّ عَلَى التَّوْبَةِ وَفَرَحِ اللّٰهِ بِهَا

توبہ کی ترغیب اور اللہ تعالیٰ کا توبہ سے خوش ہونے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے گیارہ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۹۴۷۔حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ حَيْثُ يَذْكُرُنِي، وَاللّٰهِ لَلّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ يَجِدُ ضَالَّتَهُ بِالْفَلَاةِ، وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شِبْرًا، تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِذَا أَقْبَلَ إِلَيَّ يَمْشِي، أَقْبَلْتُ إِلَيْهِ أُهَرْوِلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میں اپنے بندے کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جس کا وہ میرے ساتھ گمان کرتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا تم میں سے کوئی اپنی گمشدہ سواری کو جنگل میں پالینے سے (خوش ہوتا ہے) اور جو ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے میں دو ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آتا ہے میری (رحمت) اس کی طرف دوڑ کر آتی ہے۔

۶۹۴۸۔حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِزَامِيَّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ أَحَدِكُمْ، مِنْ أَحَدِكُمْ بِضَالَّتِهِ، إِذَا وَجَدَهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تم میں سے کسی کی توبہ پر اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی گمشدہ سواری کو (بیابان جنگل) پا لینے کے وقت خوش ہوتا ہے۔

۶۹۴۹۔وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی سابقہ معنی کی حدیث مبارکہ روایت کی ہے۔

۶۹۵۰۔حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِعُثْمَانَ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ أَعُودُهُ وَهُوَ مَرِيضٌ، فَحَدَّثَنَا بِحَدِيثَيْنِ: حَدِيثًا عَنْ نَفْسِهِ، وَحَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ، مِنْ رَجُلٍ فِي أَرْضٍ دَوِّيَّةٍ مَهْلِكَةٍ، مَعَهُ رَاحِلَتُهُ، عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَنَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ، فَطَلَبَهَا حَتَّى أَدْرَكَهُ الْعَطَشُ، ثُمَّ قَالَ: أَرْجِعُ إِلَى مَكَانِيَ الَّذِي كُنْتُ فِيهِ، فَأَنَامُ حَتَّى أَمُوتَ، فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى سَاعِدِهِ لِيَمُوتَ، فَاسْتَيْقَظَ وَعِنْدَهُ رَاحِلَتُهُ وَعَلَيْهَا زَادُهُ وَطَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَاللّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هَذَا بِرَاحِلَتِهِ وَزَادِهِ،

حضرت حارث بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ میں حضرت عبداللہ کے پاس ان کی عیادت کرنے کے لیے حاضر ہوا اور وہ بیمار تھے تو انہوں نے ہمیں دو حدیثیں بیان کیں۔ ایک حدیث اپنی طرف سے اور ایک حدیث رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ اپنے مومن بندے کی توبہ پر اس آدمی سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو ایک سنسان اور ہلاکت خیز میدان میں ہو اور اس کے ساتھ اس کی سواری ہو، جس پر اس کا کھانا پینا ہو پھر وہ سو جائے۔ جب وہ بیدار ہو تو دیکھے کہ اس کی سواری جا چکی ہے وہ اس کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ اسے سخت پیاس لگے۔ پھر وہ کہے: میں اپنی اس جگہ کی طرف لوٹتا ہوں جہاں پر میں تھا پھر وہاں جا کر سو جاؤں گا یہاں تک کہ مر جاؤں پس اس نے اپنے سر کو اپنی کلائی پر مرنے کے لیے رکھا پھر بیدار ہوا تو اس کی سواری اس کے پاس ہی کھڑی ہو اور اس پر اس کا زادراہ کھانا، پینا ہو تو اللہ تعالیٰ مومن بندے کی توبہ پر اس آدمی کی سواری اور زادراہ ملنے کی خوشی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔

تشریح:

"علی عبدالله" اس سے عبداللہ بن مسعودؓ مراد ہیں "بحدیثین" حضرت ابن مسعودؓ نے ایک حدیث اپنی طرف سے بیان کرنا تھا مگر اس کو یہاں مسلم نے ذکر نہیں کیا ہے امام بخاری نے ذکر کیا ہے "ارض دوية" دال پر زبر ہے واؤ اور یاء دونوں پر زبر ہے چٹیل میدان اور خالی زمین کو کہتے ہیں اگلی روایت میں داوية ہے ایک ہی معنی ہے "مهلكة" میم اور لام پر زبر ہے یعنی باعث ہلاکت زمین مراد ہے "اشد فرحا" یہ تشابہات میں سے ہے الفاظ کا معنی معلوم ہے حقیقت معلوم نہیں ہے۔

"مايليق بشانه" کے ساتھ ترجمہ کرنا ہوگا "فلاة" جنگل کو کہتے ہیں "بضالته" گم شدہ اونٹنی مراد ہے۔

٦٩٥١ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ قُطْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: مِنْ رَجُلٍ بِدَاوِيَّةٍ مِنَ الْأَرْضِ

اس سند سے بھی یہ حدیث سابقہ حدیث ہی کی طرح مروی ہے البتہ اس روایت میں یہ ہے کہ آدمی جنگل کی زمین میں ہو

٦٩٥٢ - وحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ عُمَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَارِثَ بْنَ سُوَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ حَدِيثَيْنِ: أَحَدُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ بِمِثْلِ حَدِيثِ جَرِيرٍ

حضرت حارث بن سوید سے روایت مروی ہے کہ حضرت عبداللہ نے مجھ سے دو احادیث روایت کیں ان میں ایک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو اپنے مومن بندہ کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے باقی حدیث جریر کی حدیث کی طرح ہے۔

٦٩٥٣ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ، عَنْ سِمَاكٍ، قَالَ: خَطَبَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ، فَقَالَ: لَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ رَجُلٍ حَمَلَ زَادَهُ وَمَزَادَهُ عَلَى بَعِيرٍ، ثُمَّ سَارَ حَتَّى كَانَ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ، فَأَدْرَكَتْهُ الْقَائِلَةُ، فَنَزَلَ، فَقَالَ: تَحْتَ شَجَرَةٍ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ، وَانْسَلَّ بَعِيرُهُ، فَاسْتَيْقَظَ فَسَعَى شَرَفًا فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، ثُمَّ سَعَى شَرَفًا ثَانِيًا فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، ثُمَّ سَعَى شَرَفًا ثَالِثًا فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، فَأَقْبَلَ حَتَّى أَتَى مَكَانَهُ الَّذِي قَالَ فِيهِ، فَبَيْنَمَا هُوَ قَاعِدٌ إِذْ جَاءَهُ بَعِيرُهُ يَمْشِي، حَتَّى وَضَعَ خِطَامَهُ فِي

يَدِهِ، فَلَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ، مِنْ هَذَا حِينَ وَجَدَ بَعِيرَهُ عَلَى حَالِهِ قَالَ سِمَاكٌ: فَزَعَمَ الشَّعْبِيُّ، أَنَّ النُّعْمَانَ رَفَعَ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَمَّا أَنَا فَلَمْ أَسْمَعْهُ

حضرت سماک سے روایت مروی ہے کہ حضرت نعمان بن بشیرؓ نے خطبہ دیا تو کہا: اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ پر اس آدمی سے زیادہ خوش ہوتا ہے جس نے اپنا زادراہ اور مشکیزہ اونٹ پر لادا پھر چل دیا یہاں تک کہ کسی جنگل کی زمین میں آیا اور اسے دوپہر کی نیند گھیر لے اور وہ اتر کر ایک درخت کے نیچے سو جائے۔ اس کی آنکھ مغلوب ہو جائے اور اس کا اونٹ کسی طرف چلا جائے۔ وہ بیدار ہو کر ٹیلہ پر چڑھ کر دیکھے لیکن اسے کچھ بھی نظر نہ آئے۔ پھر دوسری مرتبہ ٹیلہ پر چڑھے لیکن کچھ بھی نہ دیکھے پھر تیسری مرتبہ ٹیلہ پر چڑھے لیکن کچھ بھی نظر نہ آئے۔ پھر وہ اسی جگہ پر واپس آجائے وہ اس جگہ بیٹھا ہو کہ اچانک اونٹ چلتے چلتے پہنچ جائے۔ یہاں تک کہ اپنی مہار لا کر اس آدمی کے ہاتھ میں رکھ دے تو اللہ تعالیٰ کو بندے کی توبہ پر اس آدمی کی اس وقت کی خوشی سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جب وہ اپنے اونٹ کو اسی حالت میں پالے۔ حضرت سماک نے کہا: حضرت شعبی کا گمان ہے کہ حضرت نعمان نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً روایت کی تھی لیکن میں نے ان سے مرفوعاً نہیں سنا۔

تشریح:

''زادہ ومزادہ'' زاد توشہ کو کہتے ہیں اور مزادہ توشہ رکھنے کے بڑے مشکیزہ کو کہتے ہیں اس سے مراد بڑا توشہ دان ہے۔
''القائلة'' دوپہر کے آرام کو قیلولہ کہتے ہیں اس میں نیند ہو یا نہ ہو عموماً نیند ہوتی ہے ''فقال'' یہ قال یقیل قیلولة سے ہے دوپہر کی نیند اور آرام کو کہتے ہیں ''اِنْسَلَّ'' کھسک کر نکلنے کو کہتے ہیں ''فتسعی'' دوڑنے کے معنی میں ہے ''شرفا'' ٹیلے کو کہتے ہیں ''زمامها'' مہار کو کہتے ہیں ''قفر'' چٹیل میدان کو کہتے ہیں ''انفلتت'' رسی چھوٹ کر چلے جانے کو کہتے ہیں ''جذل شجرة'' درخت کے تنہ کو کہتے ہیں ''متعلقة'' یعنی درخت کے تنہ سے اس کی مہار اٹک گئی تھی آنے والی روایت کے الفاظ ہیں۔

٦٩٥٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَجَعْفَرُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ جَعْفَرٌ: حَدَّثَنَا، وَقَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ، عَنْ إِيَادٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ تَقُولُونَ بِفَرَحِ رَجُلٍ انْفَلَتَتْ مِنْهُ رَاحِلَتُهُ، تَجُرُّ زِمَامَهَا بِأَرْضٍ قَفْرٍ لَيْسَ بِهَا طَعَامٌ وَلَا شَرَابٌ، وَعَلَيْهَا لَهُ طَعَامٌ وَشَرَابٌ، فَطَلَبَهَا حَتَّى شَقَّ عَلَيْهِ، ثُمَّ مَرَّتْ بِجِذْلِ شَجَرَةٍ فَتَعَلَّقَ زِمَامُهَا، فَوَجَدَهَا مُتَعَلِّقَةً بِهِ؟ قُلْنَا: شَدِيدًا، يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا وَاللَّهِ لَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ، مِنَ

الرَّجُلِ بِرَاحِلَتِهِ، قَالَ جَعْفَرٌ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ إِيَادٍ، عَنْ أَبِيهِ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس آدمی کی خوشی کے بارے میں کیا کہتے ہو جس سے اس کی سواری سنسان جنگل میں نکیل کی رسی کھینچتی ہوئی بھاگ جائے اور اس زمین میں کھانے، پینے کی کوئی چیز نہ ہو اور اس سواری پر اس کا کھانا پینا بھی ہو اور وہ اسے تلاش کرتے کرتے تھک جائے۔ پھر وہ سواری ایک درخت کے تنے کے پاس سے گزرے جس سے اس کی لگام اٹک جائے اور اس آدمی کو وہاں اٹکی ہوئی مل جائے۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بہت زیادہ خوشی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ اپنے بندے کی توبہ پر اس آدمی کی سواری مل جانے کی خوشی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔

٦٩٥٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَهُوَ عَمُّهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ حِينَ يَتُوبُ إِلَيْهِ، مِنْ أَحَدِكُمْ كَانَ عَلَى رَاحِلَتِهِ بِأَرْضِ فَلَاةٍ، فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَأَيِسَ مِنْهَا، فَأَتَى شَجَرَةً، فَاضْطَجَعَ فِي ظِلِّهَا، قَدْ أَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهِ، فَبَيْنَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذَا هُوَ بِهَا، قَائِمَةً عِنْدَهُ، فَأَخَذَ بِخِطَامِهَا، ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ: اللّٰهُمَّ أَنْتَ عَبْدِي وَأَنَا رَبُّكَ، أَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بندہ اللہ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ کو تمہارے اس آدمی سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے جو سنسان زمین پر اپنی سواری پر ہو۔ وہ اس سے گم ہو جائے اور اس کا کھانا پینا اس کی سواری پر ہو وہ اس سے ناامید ہو کر ایک درخت کے سایہ میں آ کر لیٹ جائے جس وقت وہ اپنی سواری سے ناامید ہو کر لیٹے (اسی وقت) اچانک اس کی سواری اس کے پاس آ کر کھڑی ہو جائے وہ اس کی لگام پکڑ لے پھر زیادہ خوشی کی وجہ سے کہے: اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں یعنی خوشی کی وجہ سے الفاظ میں غلطی کر جائے۔

٦٩٥٦۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ إِذَا اسْتَيْقَظَ عَلَى بَعِيرِهِ، قَدْ أَضَلَّهُ بِأَرْضِ فَلَاةٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر تم میں سے جب کوئی بیدار ہونے پر سنسان زمین میں اپنے گمشدہ اونٹ کو پا لے اس سے بھی زیادہ خوش

ہوتے ہیں۔

٦٩٥٧ـ وحَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث کی طرح حدیث روایت کی ہے۔

بَابُ سُقُوطِ الذُّنُوبِ بِالِاسْتِغْفَارِ تَوْبَةً

توبہ اور استغفار سے گناہ جھڑنے کا بیان

اس باب میں امام مسلمؒ نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٦٩٥٨ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ قَاصِّ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي صِرْمَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، أَنَّهُ قَالَ حِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ: كُنْتُ كَتَمْتُ عَنْكُمْ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَوْلَا أَنَّكُمْ تُذْنِبُونَ لَخَلَقَ اللَّهُ خَلْقًا يُذْنِبُونَ يَغْفِرُ لَهُمْ

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ انہوں نے اپنی موت کے وقت کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ایک حدیث تم سے چھپا رکھی تھی میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا کرتے تھے: اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق پیدا فرماتا جو گناہ کرتی اور (اللہ) انہیں معاف فرماتا۔

تشریح:

"خلقا یذنبون" یعنی اگر تم گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ گناہ گار مخلوق کو پیدا فرمائیں گے اور وہ استغفار کریں گے اللہ تعالیٰ معاف دیں گے اللہ تعالیٰ چونکہ حقیقی بادشاہ ہے اور بادشاہ میں کمال کی تمام صفات کا موجود ہونا ضروری ہے لہٰذا صفت غفران وغفاریت کے لیے ضروری ہے کہ گناہ گار موجود ہوں جو بے ساختہ ہاتھ اٹھا کر گڑگڑا کر سچے دل سے مغفرت کی دعا مانگے اور اللہ تعالیٰ معاف کرے چنانچہ عارفین کہتے ہیں

درکارخانہ عشق از کفر ناگزیر است ☆ دوزخ کرابسوزد گر بولہب نہ باشد

٦٩٥٩ـ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي عِيَاضٌ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْفِهْرِيُّ،

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ أَبِي صِرْمَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ، قَالَ: لَوْ أَنَّكُمْ لَمْ تَكُنْ لَكُمْ ذُنُوبٌ، يَغْفِرُهَا اللَّهُ لَكُمْ، لَجَاءَ اللَّهُ بِقَوْمٍ لَهُمْ ذُنُوبٌ، يَغْفِرُهَا لَهُمْ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہارے بخشنے کے لیے تمہارے پاس گناہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم لے کر آتا جن کے گناہ ہوتے اور ان کے گناہوں کو معاف کیا جاتا۔

۶۹۶۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ جَعْفَرٍ الْجَزَرِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللَّهُ بِكُمْ، وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ، فَيَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تمہیں (دنیا) سے لے جاتا اور ایسی قوم لے آتا جو گناہ کرتی پھر اللہ سے مغفرت طلب کرتی تو اللہ انہیں معاف فرما دیتا۔

بَابُ فَضْلِ دَوَامِ الذِّكْرِ وَالْفِكْرِ وقصة حنظله

مسلسل ذکر اور فکر آخرت کی فضیلت اور حضرت حنظلہ کا قصہ

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۶۹۶۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّيْمِيُّ، وَقَطَنُ بْنُ نُسَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ حَنْظَلَةَ الْأُسَيِّدِيِّ، قَالَ: وَكَانَ مِنْ كُتَّابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ: كَيْفَ أَنْتَ؟ يَا حَنْظَلَةُ قَالَ: قُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ، قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ مَا تَقُولُ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ، حَتَّى كَأَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ، فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ، فَنَسِينَا كَثِيرًا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَوَاللَّهِ إِنَّا لَنَلْقَى مِثْلَ هَذَا، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبُو

بَكْرٍ، حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَكُونُ عِنْدَكَ، تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ، حَتّٰى كَأَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ، فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ، عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ، نَسِينَا كَثِيرًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنْ لَوْ تَدُومُونَ عَلَى مَا تَكُونُونَ عِنْدِي، وَفِي الذِّكْرِ، لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى فُرُشِكُمْ وَفِي طُرُقِكُمْ، وَلَكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

حضرت حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے کاتبوں میں سے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابوبکرؓ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: اے حنظلہ! تم کیسے ہو؟ میں نے کہا: حنظلہ تو منافق ہوگیا۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ ﷺ ہمیں جنت دوزخ کی یاد دلاتے رہتے ہیں گویا کہ ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکل جاتے ہیں تو ہم بیویوں، اولاد اور زمینوں وغیرہ کے معاملات میں مشغول ہوجاتے ہیں اور ہم بہت ساری چیزوں کو بھول جاتے ہیں حضرت ابوبکرؓ نے کہا اللہ کی قسم! ہم کو بھی اسی طرح معاملہ پیش آتا ہے۔ میں اور ابوبکر چلے یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! حنظلہ تو منافق ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا وجہ ہے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو آپ ہمیں جنت ودوزخ کی یاد دلاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ آنکھوں دیکھے ہوجاتے ہیں جب ہم آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ہم اپنی بیویوں اور اولاد اور زمین کے معاملات وغیرہ میں مشغول ہوجانے کی وجہ سے بہت ساری چیزوں کو بھول جاتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم اسی کیفیت پر ہمیشہ رہو جس حالت میں میرے پاس ہوتے ہوئے ذکر میں مشغول ہوتے ہو تو فرشتے تمہارے بستروں پر تم سے مصافحہ کریں اور راستوں میں بھی لیکن اے حنظلہ! ایک ساعت (یاد کی) ہوتی ہے اور دوسری (غفلت کی) آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔

تشریح:

''الاسیدی'' یہ لفظ ہمزہ کے ضمہ کے ساتھ ہے سین پر زبر ہے ی پر شد ہے آخر میں بھی ''ی'' مشدد نسبت کے لیے ہے بنو اسید کی طرف نسبت ہے جو بنو تمیم کی ایک شاخ ہے ''اصحاب رسول اللہ'' یہاں اصحاب کا لفظ بھی ہے اور کتّاب کا لفظ بھی ہے دونوں صحیح ہیں یہ کاتب وحی بھی تھے ''نافق حنظلۃ'' یعنی حنظلہ ظاہر میں جس کیفیت میں آنحضرت کی مجلس میں ہوتا ہے اس

وقت ایمان کی کیفیت اور ہوتی ہے اور مجلس کے علاوہ کیفیت اور ہوتی ہے تو حاضر وغائب میں یہ فرق تو نفاق کی طرح ایک چیز ہے
علماء لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اپنے ایمان میں سوچ و بچار اور شک کفر نہیں ہے البتہ جن چیزوں پر ایمان لانا فرض ہے جس کو مؤمن بہ کہتے ہیں اس میں شک کرنا کفر ہے یہاں حضرت حنظلہ کا شک مؤمن بہ میں نہیں تھا۔

''رأی عین'' یعنی ایسا عالم شہود ہوتا ہے گویا ہم سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ''عافسنا'' یہ معافسہ سے ہے اختلاط واشتغال مراد ہے ای عالجناھم واشتغلنا باموررھم اس لفظ کے وسیع مفہوم میں بیویوں سے کھیل کود بچوں سے میل جول اور دنیا کے امور میں مشغول ہونا سب داخل ہیں اصل میں عفس کشتی کرنے کو کہتے ہیں آئندہ حدیثوں میں مزید تفصیل مذکور ہے۔
''الضیعات'' یہ ضیعۃ کی جمع ہے زمینیں اور جاگیر مراد ہے'' ان '' یہ مخفف من الثقیلہ ہے''ای انکم لو تدومون''۔
''ساعۃ فساعۃ'' یعنی گاہ گاہ لحہ بلحہ کبھی یہ اور کبھی وہ ہے شاعر نے کہا

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم ☆ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

''مہ'' اس کا معنی یہ بھی ہے کہ کیا ہو گیا؟ اور اس کا دوسرا معنی یہ بھی ہے کہ اس طرح نہ کہو باز آ جاؤ۔

۶۹۶۲۔حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ حَنْظَلَةَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَعَظَنَا، فَذَكَّرَ النَّارَ، قَالَ: ثُمَّ جِئْتُ إِلَى الْبَيْتِ فَضَاحَكْتُ الصِّبْيَانَ وَلَاعَبْتُ الْمَرْأَةَ، قَالَ: فَخَرَجْتُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: وَأَنَا قَدْ فَعَلْتُ مِثْلَ مَا تَذْكُرُ، فَلَقِينَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ نَافَقَ حَنْظَلَةُ فَقَالَ: مَهْ فَحَدَّثْتُهُ بِالْحَدِيثِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَأَنَا قَدْ فَعَلْتُ مِثْلَ مَا فَعَلَ، فَقَالَ: يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً، وَلَوْ كَانَتْ تَكُونُ قُلُوبُكُمْ كَمَا تَكُونُ عِنْدَ الذِّكْرِ، لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ، حَتَّى تُسَلِّمَ عَلَيْكُمْ فِي الطُّرُقِ،

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ نے ہمیں نصیحت کی تو جہنم کی یاد دلائی پھر میں گھر کی طرف آیا تو میں نے بچوں سے ہنسی مذاق کیا اور بیوی سے دل لگی کی۔ میں باہر نکلا تو ابو بکر سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان کو اس حال کا تذکرہ کیا تو ابو بکرؓ نے کہا: میں بھی وہی کچھ کرتا ہوں جس کا آپ نے تذکرہ کیا۔ پس ہم رسول اللہ ﷺ سے ملے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! حنظلہ تو منافق ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ، کیا بات ہے کیا بات ہے؟ میں نے پوری بات ذکر کی، پھر حضرت ابو بکرؓ نے

عرض کیا: میں نے بھی ایسے ہی کیا جیسے انہوں نے کہا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے حنظلہ! یہ کیفیت کبھی کبھی ایسے ہوتی رہتی ہے اگر تمہارے دل ہر وقت اسی طرح رہیں جیسے نصیحت وذکر کرتے وقت ہوتے ہیں تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں یہاں تک کہ وہ راستوں میں تم سے سلام کریں۔

٦٩٦٣۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ حَنْظَلَةَ التَّمِيمِيِّ الْأُسَيِّدِيِّ الْكَاتِبِ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَّرَنَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمَا

حضرت حنظلہ تمیمی اسیدی کاتب سے روایت مروی ہے ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، آپ ﷺ ہمیں جنت وجہنم کی یاد دلاتے ہیں۔ باقی حدیث سابقہ حدیثوں ہی کی طرح ہے۔

بَابٌ فِي سِعَةِ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالَى وَأَنَّهَا سَبَقَتْ غَضَبَهُ

اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت اس کے غضب پر غالب ہے

اس باب میں امام مسلم نے سترہ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٩٦٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ، كَتَبَ فِي كِتَابِهِ، فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ: إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنے پاس موجود اپنی کتاب میں لکھ دیا: میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہوگی۔

تشریح:

''ان رحمتی تغلب غضبی'' اللہ تعالیٰ بادشاہ علی الاطلاق ہے اور بادشاہ میں صفت رحمت اور صفت غضب دونوں کا ہونا ضروری ہے تاکہ فرمان برداروں پر انعامات کرے اور نافرمانوں کو سزا دے ہاں اس میدان میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے اور خارج میں اس کا ظہور بھی ہوتا ہے مثلاً ایک آدمی جب تک ماں کے پیٹ میں ہو پھر پیدا ہو کر کھیل کود میں ہو بلوغت کی عمر تک اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں پڑتی ہیں اور غضب متوجہ نہیں ہوتا ہے اسی طرح کفار کے کفر کے باوجود زندگی کی

سے ہیں کہ جن پر اللہ کی رحمت اور ہدایت کا اثر ہے اور مظاہر غضب سے لوگوں میں کفار تباہ ہو جاتے ہیں، [illegible] اللہ کی رحمت کی وسعت کا اثر ہے ''المولی الممنوش'' اس لئے اس کتاب کا [illegible] ہے اور ہر دو [illegible] کرتا ہے۔

٦٩٦٩ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: سَبَقَتْ رَحْمَتِي غَضَبِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: میری رحمت میرے غضب سے آگے بڑھ گئی ہے۔

٦٩٧٠ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو ضَمْرَةَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمَّا قَضَى اللهُ الْخَلْقَ، كَتَبَ فِي كِتَابِهِ عَلَى نَفْسِهِ، فَهُوَ مَوْضُوعٌ عِنْدَهُ: إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کر چکے تو اپنے آپ پر اپنے پاس موجود کتاب میں لکھا: میری رحمت میرے غضب پر غالب ہوگی۔

٦٩٧١ - حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: جَعَلَ اللهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ، وَأَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا، فَمِنْ ذَلِكَ الْجُزْءِ تَتَرَاحَمُ الْخَلَائِقُ، حَتَّى تَرْفَعَ الدَّابَّةُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا، خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ نے رحمت کے سو اجزاء بنائے پھر ان میں سے ننانوے حصوں کو اپنے پاس رکھا اور زمین میں صرف ایک حصہ نازل کیا پس اسی کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے کے ساتھ رحم کرتی ہے یہاں تک کہ جانور اپنے بچہ سے اپنے پاؤں کو ہٹا لیتا ہے، اسے تکلیف پہنچنے کے خوف کی وجہ سے۔

٦٩٧٢ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: خَلَقَ اللهُ مِائَةَ رَحْمَةٍ،

فَوَضَعَ وَاحِدَةً بَيْنَ خَلْقِهِ وَخَبَأَ عِنْدَهُ مِائَةً إِلَّا وَاحِدَةً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل نے سو رحمتیں پیدا فرمائیں ان میں سے ایک کو اپنی مخلوق میں رکھ دیا اور ایک کم سو (۹۹ رحمتیں) اپنے پاس رکھیں۔

۶۹۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ أَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ، فَبِهَا يَتَعَاطَفُونَ، وَبِهَا يَتَرَاحَمُونَ، وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلَى وَلَدِهَا، وَأَخَّرَ اللَّهُ تِسْعًا وَتِسْعِينَ رَحْمَةً، يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے لیے سو رحمتیں ہیں، ان میں ایک (رحمت) جنات، انسانوں، چوپاؤں اور کیڑوں مکوڑوں کے لیے نازل کی، جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر شفقت و مہربانی اور رحم کرتے ہیں اور اسی کی وجہ سے وحشی جانور اپنے بچے سے شفقت کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمتیں بچا کر رکھی ہیں جن سے قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحمت فرمائے گا۔

۶۹۷۰۔ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ، عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ، فَمِنْهَا رَحْمَةٌ بِهَا يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ بَيْنَهُمْ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ،

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے لیے سو رحمتیں ہیں، ان میں سے ایک رحمت کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے کے ساتھ رحم کا معاملہ کرتی ہے اور ننانوے رحمتیں قیامت کے دن کے لیے ہیں۔

۶۹۷۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، عَنْ أَبِيهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ سابقہ حدیث ہی کی طرح مروی ہے۔

۶۹۷۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِائَةَ رَحْمَةٍ كُلُّ رَحْمَةٍ طِبَاقَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَجَعَلَ مِنْهَا فِي الْأَرْضِ رَحْمَةً، فَبِهَا تَعْطِفُ الْوَالِدَةُ عَلَى

وَلَدِهَا، وَالْوَحْشُ وَالطَّيْرُ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَكْمَلَهَا بِهَذِهِ الرَّحْمَةِ

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے دن سو رحمتوں کو پیدا فرمایا ہر رحمت آسمانوں اور زمین کی درمیانی خلاء کے برابر ہے ان میں سے زمین میں ایک رحمت مقرر فرمائی ہے جس کی وجہ سے والدہ اپنے بچے سے شفقت و محبت کرتی ہے اور وحشی اور پرندے ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا (اللہ تعالیٰ) اس رحمت کے ساتھ (اپنی رحمتوں کو) مکمل فرمائے گا۔

٦٩٧٣۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ وَاللَّفْظُ لِحَسَنٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، أَنَّهُ قَالَ: قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْيٍ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ السَّبْيِ، تَبْتَغِي، إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ فَأَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعَتْهُ، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَرَوْنَ هَذِهِ الْمَرْأَةَ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟ قُلْنَا: لَا، وَاللَّهِ وَهِيَ تَقْدِرُ عَلَى أَنْ لَا تَطْرَحَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَلَّهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ بِوَلَدِهَا

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ قیدی لائے گئے پاس اچانک قیدیوں میں سے ایک عورت کسی کو تلاش کر رہی تھی اس نے قیدیوں میں ایک بچہ کو پایا۔ اس نے اسے اٹھا کر پیٹ سے لگایا اور اسے دودھ پلانا شروع کر دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے یہ عورت اپنے بچہ کو آگ میں ڈال دے گی؟ ہم نے عرض کیا: نہیں، اللہ کی قسم! جہاں تک اس کی قدرت ہوئی اسے نہ پھینکے گی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس عورت کے اپنے بچہ پر رحم کرنے سے زیادہ اللہ اپنے بندوں پر رحم فرمانے والا ہے۔

٦٩٧٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ، جَمِيعًا عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ، مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهِ أَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الرَّحْمَةِ، مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ أَحَدٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر مومن کو پورا علم ہو جاتا کہ اللہ کا

عذاب کتنا ہے تو کوئی بھی اس کی جنت کی امید نہ کرتا اور اگر کافر جان لیتا کہ اللہ کے پاس رحمت کتنی ہے تو کوئی بھی جنت سے ناامید نہ ہوتا۔

٦٩٧٥۔حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقِ بْنِ بِنْتِ مَهْدِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ حَسَنَةً قَطُّ، لِأَهْلِهِ: إِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوهُ، ثُمَّ اذْرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ، فَوَاللَّهِ لَئِنْ قَدَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ، فَلَمَّا مَاتَ الرَّجُلُ فَعَلُوا مَا أَمَرَهُمْ، فَأَمَرَ اللَّهُ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيهِ، وَأَمَرَ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: لِمَ فَعَلْتَ هَذَا؟ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ، يَا رَبِّ وَأَنْتَ أَعْلَمُ، فَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی نے ایک نیکی بھی نہ کی تھی۔ جب وہ مرنے لگا تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: مجھے جلا کر میری (راکھ کا) آدھا حصہ سمندر میں جب کہ آدھا فضا میں اڑا دینا۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ اسے عذاب دے گا تو ایسا سخت عذاب دے گا کہ جہان والوں میں سے کسی کو بھی ایسا عذاب نہ ہوا ہوگا۔ پس جب وہ آدمی مر گیا تو اس کے گھر والوں نے وہی کیا جو انہیں حکم دیا گیا تھا۔ پس اللہ نے فضا کو حکم دیا تو اس نے اس کے ذرات کو جمع کر دیا اور سمندر کو حکم دیا تو اس نے بھی اپنے موجود سب کو جمع کر دیا پھر (اللہ نے) فرمایا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ پس اللہ نے اسے معاف فرما دیا۔

٦٩٧٦۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ ابْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ: قَالَ لِي الزُّهْرِيُّ: أَلَا أُحَدِّثُكَ بِحَدِيثَيْنِ عَجِيبَيْنِ؟ قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَسْرَفَ رَجُلٌ عَلَى نَفْسِهِ، فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ أَوْصَى بَنِيهِ فَقَالَ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي، ثُمَّ اسْحَقُونِي، ثُمَّ اذْرُونِي فِي الرِّيحِ فِي الْبَحْرِ، فَوَاللَّهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيَّ رَبِّي لَيُعَذِّبُنِي عَذَابًا مَا عَذَّبَهُ بِهِ أَحَدًا، قَالَ فَفَعَلُوا ذَلِكَ بِهِ، فَقَالَ لِلْأَرْضِ: أَدِّي مَا أَخَذْتِ، فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ، فَقَالَ لَهُ: مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟ فَقَالَ: خَشْيَتُكَ، يَا رَبِّ أَوْ قَالَ مَخَافَتُكَ فَغَفَرَ لَهُ بِذَلِكَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنے آپ پر (کثرت گناہ کی وجہ سے) زیادتی کی۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے کہا: جب میں

مر جاؤں تو مجھے جلا دینا۔ پھر (میری راکھ) باریک پیس دینا پھر مجھے ہوا میں اور سمندر میں اڑا دینا۔ اللہ کی قسم! اگر میرے رب نے مجھے عذاب دینے کے لیے گرفت کی تو مجھے ایسا عذاب دے گا کہ اس جیسا عذاب کسی کو نہ دیا گیا ہوگا۔ پس (ورثاء نے) اس کے ساتھ ایسا ہی کیا پس (اللہ نے) زمین سے فرمایا: تو نے جو کچھ لیا ہے نکال دے پس فوراً وہ آدمی مجسم کھڑا ہو گیا۔ تو (اللہ نے) اس سے فرمایا: تجھے اس عمل پر کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ اس نے عرض کیا: اے میرے رب! تیرے خوف اور ڈرنے۔ اللہ نے اسی وجہ سے اسے معاف فرما دیا۔

تشریح:

''اسرف رجل'' اسراف کا مطلب یہ ہے کہ اس نے بہت زیادہ گناہ کیے تھے اور شرک نہیں کیا تھا یہ بہت مالدار آدمی تھا جس کا تعلق سابقہ امتوں میں سے کسی امت سے تھا اس نے اولاد کو عجیب وصیت کی اور اولاد نے اس پر عمل کیا اس شخص کا خیال تھا کہ عذاب صرف اسی کو ہوتا ہے جو دفن کیا جاتا ہے چنانچہ اپنی بدعملی سے دہشت زدہ ہو کر خوف کے مارے اس نے چاہا کہ اس کے وجود کا ریکارڈ ختم ہو جائے یہ کافر نہیں تھا صرف بے حد گناہ گار تھا اس لیے اس نے وصیت کی کہ مجھے جلا دیا جائے اور پھر راکھ سمندروں میں اڑایا جائے اور صحراؤں میں پھیلایا جائے آج کل ہندو لوگ اس پر عمل کرتے ہیں لیکن ہندوؤں کو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ شخص ہندو کافر نہیں تھا بلکہ ایک گناہ گار سیاہ کار مسلمان تھا پھر اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کا دل لبریز تھا اس پر اپنے آپ کو قیاس کرنا حماقت ہے۔

سوال: ''لَئِنْ قَدَرَ اللّٰہُ'' سوال یہ ہے کہ اس شخص نے یہ حرکت کر کے اس طرح جملہ بھی کہہ دیا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک کر رہا تھا یہ تو کفر ہے؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ لئن قدر اللہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کا مواخذہ کر لیا اور اللہ کی گرفت میں وہ آ گیا تو اس کی خیر نہیں ہوگی اس پر تو کوئی اشکال نہیں لیکن اگر اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک کیا ہو تو اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ شخص صرف خوف خدا کی وجہ سے مغلوب الحال اور مغلوب العقل بن گیا تھا ایسی صورت میں اس طرح جملے قابل مواخذہ نہیں ایک دیوانہ کی ایک دیوانگی تھی جس کا قاعدہ اور ضابطہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

''اسحقونی'' یعنی میری جلی ہوئی ہڈیوں کو خوب کوٹ کر پیس لو ''اذرونی'' ہواؤں میں اڑانے پھیلانے کے معنی میں ہے ''ادی'' یہ امر کا صیغہ ہے زمین سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیرے اندر جو ذرات تم نے جذب کر لیا ہے اس کو واپس کر کے پورا پورا ادا کرو۔ اس حدیث کو امام زہری نے بیان کیا ہے اور اپنے شاگرد معمر سے کہا کہ میں دو عجیب حدیثیں بیان کرنا چاہتا ہوں دوسری حدیث

اس کے بعد والی حضرت ابو ہریرہ کی حدیث ہے ان دونوں حدیثوں کو ساتھ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے خوف اور امید کے درمیان رہے نہ اس کی رحمت پر بھروسہ کر کے ظلم وزیادتی کرے جس طرح اس عورت نے بلی کو مار کر کیا اور نہ اللہ کی رحمت سے مایوسی کا اظہار کرے جس طرح اس شخص نے اپنے آپ کو جلا کر کیا دوسری حدیث میں ''لِئلا یتکل رجل ولا ییاس رجل'' کا یہی مطلب ہے۔

٦٩٧٧۔قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَحَدَّثَنِي حُمَيْدٌ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: دَخَلَتِ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا، فَلَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا، وَلَا هِيَ أَرْسَلَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ، حَتَّى مَاتَتْ هَزْلًا قَالَ الزُّهْرِيُّ: ذَلِكَ، لِئَلَّا يَتَّكِلَ رَجُلٌ، وَلَا يَيْأَسَ رَجُلٌ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک عورت بلی کو باندھنے کی وجہ سے جہنم میں ڈالی گئی جسے نہ وہ کھلاتی تھی اور نہ چھوڑتی تھی کہ وہ کیڑے مکوڑے ہی کھالیتی۔ یہاں تک کہ کمزوری کی وجہ سے وہ مرگئی۔ زہری نے کہا: ان سے مراد یہ ہے کہ نہ تو رحمت پر بالکل اعتماد کرے کہ (نیک اعمال ہی نہ کرے) اور نہ ہی اللہ کی رحمت سے ناامید ہو جائے۔

٦٩٧٨۔حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: أَسْرَفَ عَبْدٌ عَلَى نَفْسِهِ بِنَحْوِ حَدِيثِ مَعْمَرٍ، إِلَى قَوْلِهِ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ حَدِيثَ الْمَرْأَةِ فِي قِصَّةِ الْهِرَّةِ، وَفِي حَدِيثِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ: فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، لِكُلِّ شَيْءٍ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا: أَدِّ مَا أَخَذْتَ مِنْهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک بندے نے اپنے آپ پر (برے اعمال کی وجہ سے) زیادتی کی۔ باقی حدیث گزر چکی لیکن اس حدیث میں بلی کے واقعے میں عورت کا ذکر نہیں اور زبیدی نے کہا تو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: جس چیز نے بھی اس (کی راکھ) سے کچھ بھی لیا ہو وہ واپس کردے۔

٦٩٧٩۔حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْغَافِرِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. أَنَّ رَجُلًا فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، رَاشَهُ اللّٰهُ مَالًا وَوَلَدًا، فَقَالَ لِوَلَدِهِ: لَتَفْعَلُنَّ مَا آمُرُكُمْ بِهِ أَوْ لَأُوَلِّيَنَّ مِيرَاثِي غَيْرَكُمْ، إِذَا أَنَا

مُتُّ، فَأَحْرِقُونِي وَأَكْثَرُ عِلْمِي أَنَّهُ قَالَ ثُمَّ اسْحَقُونِي، وَاذْرُونِي فِي الرِّيحِ، فَإِنِّي لَمْ أَبْتَهِرْ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرًا وَإِنَّ اللّٰهَ يَقْدِرُ عَلَيَّ أَنْ يُعَذِّبَنِي، قَالَ: فَأَخَذَ مِنْهُمْ مِيثَاقًا، فَفَعَلُوا ذٰلِكَ بِهِ، وَرَبِّي، فَقَالَ اللّٰهُ: مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ؟ فَقَالَ: مَخَافَتُكَ، قَالَ فَمَا تَلَافَاهُ غَيْرُهَا،

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ نے مال اور اولاد عطا کی تھی اس نے اپنی اولاد سے کہا: میں تمہیں جو حکم دوں وہ ضرور کرنا، ورنہ میں اپنی وراثت کا تمہارے علاوہ کسی دوسرے کو وارث بنادوں گا جب میں مرجاؤں تو مجھے جلادینا اور زیادہ یاد یہی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر میری راکھ بنانا اور مجھے ہوا میں اڑادینا کیونکہ میں نے اللہ کے پاس کوئی نیکی نہیں بھیجی اور اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ مجھے عذاب دے پھر ان سے وعدہ لیا پس انہوں نے اللہ کی قسم! اس کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ تو اللہ عزوجل نے فرمایا: ایسا کرنے پر تجھ کو کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ اس نے عرض کیا: آپ کے خوف نے۔ اللہ نے اسے اس کے علاوہ اور کوئی عذاب نہ دیا۔

تشریح:

"راشه الله مالا" یہ لفظ ریش اور ریاشہ سے پرندہ کے پر کو کہتے ہیں پھر عمدہ لباس پر بولا گیا پھر ہر طرح مالدار آدمی پر بولا گیا۔ ای اعطاه الله مالا کثیرا قاموس الوحید میں لکھا ہے راش فلانا تقویت پہنچانا مدد کرنا اصلاح کرنا راشه الله مالا اللہ تعالیٰ نے اس کو دولت عطا فرمائی۔ "لاولین" یعنی میں اپنی میراث کا والی کسی اور کو بنادوں گا پھر ان سے پکا وعدہ لیا۔

"فما تلافاه غيرها" تلافا پالینے کے معنی میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو مغفرت کے سوا کسی چیز سے نہیں پایا بلکہ ان کا مغفرت فرمادی ساتھ والی روایت میں "رغسه" کا لفظ ہے وہ بھی مال دینے کے معنی میں ہے اس باب کی سابقہ روایتوں میں ایک لفظ اس طرح ہے "خلق الله ماة رحمة" اس جملہ پر یہ اشکال ہے کہ رحمت تو اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے اس کو مخلوق کیسے کہدیا؟ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ خلق کی یہ صفت افعال باری تعالیٰ سے متعلق ہے ذات باری تعالیٰ سے متعلق نہیں ہے کیونکہ ذات سے متعلق صفات مخلوق نہیں ہیں صفت فعل کو مخلوق کہہ سکتے ہیں "فالمراد بها هنا صفة الفعل لا صفة الذات اهـ" دوسرا جواب علامہ قرطبی نے دیا ہے وہ یہ ہے کہ ممکن ہے کہ لفظ خلق ایجاد کے معنی میں ہو کہ اللہ نے اس کو وجود دیا نیز خلق کا لفظ قدّر کے معنی میں بھی آتا ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقدیر شدہ چیزوں کو اس دن ظاہر فرمایا جس دن آسمانوں کو پیدا کیا بہر حال اللہ تعالیٰ کی ان رحمتوں کا ظہور عالم میں عام ہے گزشتہ اوراق میں غلبہ رحمت کا کچھ تذکرہ میں نے کیا ہے ایک بار

پھر دوسرے انداز سے اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا عجیب نقشہ

اللہ تعالیٰ کی رحمت ساری کائنات کو شامل ہے اگر رحمت خداوندی کائنات کی روح میں داخل نہ ہوتی تو آج جو چیزیں نافع اور مفید نظر آرہی ہیں یہ سب انسان کے لیے زہر قاتل بن جائیں گی چنانچہ جب تک اللہ کی رحمت کا نام باقی رہے گا قیامت نہیں آئے گی لیکن جب اللہ کی رحمت دنیا سے اٹھ جائے اور نہ کعبہ باقی رہا اور نہ قرآن کے حروف باقی رہیں اور نہ دنیا میں اللہ اللہ کرنے والا کوئی ایک انسان باقی رہا تو اس وقت بلا تاخیر کائنات کا وجود ختم ہوجائے گا۔

رحمان کی رحمت عامہ رحیم کی رحمت خاصہ پر غالب ہے اور رب العلمین کی ربوبیت عامہ اس کی ربوبیت خاصہ سے زیادہ عام ہے کائنات میں سخت سے سخت درندہ شیر ہے لیکن شیرنی کے قلب میں جو رحمت اپنے بچوں کے ساتھ ہے وہ قابل دید قابل تعجب ہے سانپ جیسے زہریلے جانور کو دیکھو اور کتے جیسے خسیس حیوان کو دیکھو وہ اپنے بچوں پر کیسے شفیق و مہربان ہیں بلی کو ذرا دیکھو وہ اپنے چھوٹے بچوں کو دشمنوں سے بچانے کے لیے حفاظت کی غرض سے کس طرح منہ میں اٹھا اٹھا کر لیے پھرتی ہے اور اسی غلبہ رحمت کا اثر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کو میٹھا ٹھنڈا بنایا پھلوں کو لذیذ و حسین بنایا پھولوں میں خوشبو رکھی اور دنیا کی تمام نعمتوں کو انسان و حیوان اور کافر اور مسلم سب کے لیے عام کیا اسی رحمت کا اثر ہے کہ جنت کے دروازے اور طبقات دوزخ کے طبقات سے زیادہ ہیں۔

ذرا دیکھو کہ انسان کی خطاؤں کو دیکھتے ہوئے قدرت کے باوجود اللہ تعالیٰ فوراً مواخذہ نہیں کرتا یہ اسی رحمت کا اثر ہے پھر رحمت کے اس عظیم ورقہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس عرش کے اوپر رکھا تا کہ رحمت کا یہ سمندر ہر وقت سامنے ہو اور اس عظیم رحمت و دولت کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوب اکرام و اعظام ہو پھر لطف یہ کہ رحمت کے یہ سارے مظاہر صرف ایک رحمت کا پرتو ہے ۹۹ رحمتوں کا ظہور قیامت میں ہوگا۔ "لم ابتھر" لم اقدم خیرا کے معنی میں ہے یعنی میں نے کوئی نیک کام آگے نہیں بھیجا ہے۔

"لم ادخر" بھی اس کا معنی ہے کہ میں نے نیکی کا کوئی ذخیرہ جمع نہیں کیا ہے آیندہ روایت میں "ما ابتار" کا لفظ بھی ہے اس کا معنی بھی یہی ہے اور لَمْ يَبْتَرِءْ کا لفظ بھی ہے اس کا معنی بھی شیخ قتادہؒ نے لم یدخر بتایا ہے۔

۶۹۸۰۔وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: قَالَ لِي أَبِي: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ ذَكَرُوا جَمِيعًا بِإِسْنَادِ

شُعْبَةَ، نَحْوَ حَدِيثِهِ، وَفِي حَدِيثِ شَيْبَانَ وَأَبِي عَوَانَةَ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ النَّاسِ رَغَسَهُ اللَّهُ مَالًا وَوَلَدًا وَفِي حَدِيثِ التَّيْمِيِّ فَإِنَّهُ لَمْ يَبْتَئِرْ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرًا قَالَ: فَسَّرَهَا قَتَادَةُ: لَمْ يَدَّخِرْ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرًا، وَفِي حَدِيثِ شَيْبَانَ: فَإِنَّهُ، وَاللَّهِ مَا ابْتَأَرَ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرًا وَفِي حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ مَا امْتَأَرَ بِالْمِيمِ.

ان اسناد سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے البتہ اس روایت میں یہ ہے کہ لوگوں میں سے ایک آدمی کو اللہ عزوجل نے مال اور اولاد عطا کی اور حضرت تیمی کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ اس نے اللہ عزوجل کے پاس کوئی نیکی جمع نہ کی اور حضرت شیبان کی روایت کردہ حدیث میں ہے کیونکہ اللہ کی قسم! اس نے اللہ کے ہاں نیکی کو جمع نہ کیا اور حضرت ابوعوانہ ہی کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ اس نے کوئی نیکی نہیں کی۔

بَابُ قَبُولِ التَّوْبَةِ مِنَ الذُّنُوبِ وَإِنْ تَكَرَّرَتْ

گناہ اگرچہ بار بار ہوتوبہ قبول ہوتی ہے

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۹۸۱۔حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا يَحْكِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: أَذْنَبَ عَبْدٌ ذَنْبًا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَذْنَبَ عَبْدِي ذَنْبًا، فَعَلِمَ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ، وَيَأْخُذُ بِالذَّنْبِ، ثُمَّ عَادَ فَأَذْنَبَ، فَقَالَ: أَيْ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: عَبْدِي أَذْنَبَ ذَنْبًا، فَعَلِمَ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ، وَيَأْخُذُ بِالذَّنْبِ، ثُمَّ عَادَ فَأَذْنَبَ فَقَالَ: أَيْ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَذْنَبَ عَبْدِي ذَنْبًا، فَعَلِمَ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ، وَيَأْخُذُ بِالذَّنْبِ، اعْمَلْ مَا شِئْتَ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ، قَالَ عَبْدُ الْأَعْلَى: لَا أَدْرِي أَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ: اعْمَلْ مَا شِئْتَ،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے رب العزت سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا: کسی بندے نے گناہ کیا۔ پھر عرض کیا: اے اللہ! میرے گناہ کو معاف فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا، پس وہ جانتا ہے کہ اس کا رب گناہ کو معاف بھی فرماتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے پھر وہ دوبارہ گناہ کر بیٹھتا ہے تو عرض کرتا ہے: اے میرے رب! میرے گناہ کو معاف فرما تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

میرے بندے نے گناہ کیا، پس وہ جانتا ہے کہ اس کا رب گناہ کو معاف فرماتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے تو جو چاہے کر میں نے تجھے معاف کر دیا۔ حضرت عبدالاعلیٰ نے کہا: میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا کہ جو چاہو عمل کرو۔

تشریح:

"فعلم" یہ حدیث قدسی ہے یعنی کیا میرے بندے نے یہ جان لیا کہ اس کا ایک رب ہے جو قادر مطلق ہے گناہوں کی وجہ سے انسان کو پکڑتا بھی ہے اور معاف بھی کرتا ہے۔ جب ان کا اس طرح عالیشان عقیدہ ہے تو میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا اب جو چاہے کرے اس قسم کی احادیث سے مسلمانوں کو توبہ کی ترغیب وتشویق دلانا ہے گناہ کی ترغیب نہیں ہے۔ اگلی روایت میں یہ لفظ ہے "ویبسط یدہ" یعنی ہاتھ اٹھا کر پھیلاتا ہے اور خوب دعا قبول فرماتا ہے گویا مانگنے والے کو مانگنے کی ترغیب دیتا ہے یہ حدیث متشابہات کی قسم سے ہے قبولیت دعا سے کنایہ ہے "النرسی" نون پر زبر ہے را ساکن ہے سین پر کسرہ ہے نرس کی طرف نسبت ہے جو کوفہ کی ایک نہر کا نام ہے یہاں بہت بستیاں ہیں کئی علماء اس کی طرف منسوب ہیں۔

٦٩٨٢ـقَالَ أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زَنْجُويَهِ الْقُرَشِيُّ الْقُشَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ النَّرْسِيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

اس سند سے بھی یہی سابقہ حدیث مروی ہے۔

٦٩٨٣ـحَدَّثَنِي عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنِي أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، قَالَ: كَانَ بِالْمَدِينَةِ قَاصٌّ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ، قَالَ: فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ عَبْدًا أَذْنَبَ ذَنْبًا بِمَعْنَى حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ وَذَكَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، أَذْنَبَ ذَنْبًا، وَفِي الثَّالِثَةِ: قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي فَلْيَعْمَلْ مَا شَاءَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بندے نے گناہ کیا باقی حدیث حماد بن سلمہ کی روایت کردہ حدیث ہی کی طرح ہے اور اس میں تین مرتبہ کہا: تحقیق! میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا۔ پس وہ جو چاہے عمل کرے۔

٦٩٨٤ـحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ

لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت رات کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا رہتا ہے تاکہ دن کے گناہ گار کی توبہ قبول کرے اور اپنا ہاتھ دن کو پھیلاتا رہتا ہے تاکہ رات کے گناہ گار کی توبہ قبول کرے۔ یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔ (قرب قیامت میں)

تشریح:

"تطلع الشمس "یعنی جب تک مغرب سے سورج طلوع نہیں ہوتا توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے بلکہ آدمی جب تک عالم آخرت کا مشاہدہ نہیں کر لیتا اس سے قبل ہر وقت توبہ کرنے کی گنجائش ہے ہاں اگر حالت نزع میں آخرت کی کچھ جھلکی دیکھ لی یا فرشتہ دیکھ لیا تو اب ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں ہوگی اسی حالت کو ایک حدیث میں "مالم یغرغر" کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے یعنی اس وقت پردہ غیب اٹھ جاتا ہے اور سب کچھ کھل جاتا ہے پھر توبہ مقبول نہیں مغرب سے طلوع آفتاب ہونے پر بھی قبولیت توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

۶۹۸۵۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ سابقہ حدیث ہی کی طرح مروی ہے۔

بَابُ غَيْرَةِ اللّٰهِ تَعَالَى وَتَحْرِيمِ الْفَوَاحِشِ

اللہ تعالیٰ کی غیرت اور فواحش کی حرمت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دس احادیث کو بیان کیا ہے

۶۹۸۶۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ، مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ، وَلَيْسَ أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ سے بڑھ کر کسی کو اپنی تعریف و مدح پسند نہیں ہے اسی وجہ سے اللہ نے خود اپنی تعریف بیان کی ہے اور اللہ سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں ہے اسی وجہ سے (اللہ نے) بے حیائی کے کاموں کو حرام کیا ہے۔

تشریح:

''اغیر من اللہ ''غیرت تو انسانوں کے اعتبار سے اس ہیجانی کیفیت کو کہتے ہیں جس سے آدمی کسی کام کے بارے میں کراہت محسوس کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس کی تعریف وہی ہے جو اگلی حدیث میں ان الفاظ سے مذکور ہے'' وغیرۃ اللہ ان یاتی المؤمن ماحرم علیہ'' بہر حال یہ متشابہ الفاظ ہیں اس کا مطلب سلف صالحین نے ''ما یلیق بشانہ '' سے بیان کیا ہے اس سے پہلے کتاب النکاح میں حضرت سعد بن عبادہ کی حدیث میں اس کی تشریح گزر چکی ہے ''المدح ''اللہ تعالیٰ چونکہ صفات کمالیہ سے متصف ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی استحقاق ہے لہٰذا اس پر تعریف سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور خود بھی اپنی تعریف فرماتے ہیں دوسروں کو یہ ذاتی حق حاصل نہیں ہے لہٰذا وہ اس مقام پر نہیں ہوتے ہیں۔ آیندہ ایک حدیث ''واللہ اشد غیرا'' کا لفظ ہے وہ بھی غیرۃ کے معنی میں ہے۔

۶۹۸۷۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ، وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں۔ اسی وجہ سے (اللہ نے) ظاہری اور باطنی (ہر قسم) کے فواحش کو حرام کیا ہے اور نہ ہی کوئی اللہ سے بڑھ کر تعریف کو پسند کرنے والا ہے۔

۶۹۸۸۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ، يَقُولُ: قُلْتُ لَهُ آنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: نَعَمْ وَرَفَعَهُ، أَنَّهُ قَالَ: لَا أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ، وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں اسی وجہ سے (اللہ نے) ظاہری اور باطنی (ہر قسم) کے فواحش کو حرام کر دیا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا ہے جسے اللہ سے بڑھ کر تعریف پسند ہو۔ اسی وجہ سے اس نے اپنی تعریف خود کی ہے۔

٦٩٨٩۔حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ، وَلَيْسَ أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللَّهِ، مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ، وَلَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللَّهِ، مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ أَنْزَلَ الْكِتَابَ وَأَرْسَلَ الرُّسُلَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی ایسا نہیں جسے اللہ رب العزت سے بڑھ کر تعریف پسند ہو، اسی وجہ سے اللہ نے اپنی تعریف خود کی ہے اور نہ ہی کوئی اللہ سے بڑھ کر غیرت مند ہے اسی وجہ سے (اللہ نے) بری باتوں کو حرام کیا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا ہے جسے اللہ سے بڑھ کر عذر قبول کرنا پسند ہو۔ اسی وجہ سے اللہ نے کتاب نازل کی اور رسول کو مبعوث فرمایا۔

٦٩٩٠۔حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عُلَيَّةَ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، قَالَ: قَالَ يَحْيَى: وَحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ يَغَارُ، وَإِنَّ الْمُؤْمِنَ يَغَارُ، وَغَيْرَةُ اللَّهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ عَلَيْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ غیرت کرتا ہے اور مومن بھی غیرت مند ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن ایسا عمل کرے جسے (اللہ) نے حرام کیا ہے۔

٦٩٩١۔قَالَ يَحْيَى: وَحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَهُ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَيْسَ شَيْءٌ أَغْيَرَ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ،

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی چیز بھی اللہ سے بڑھ کر غیرت مند نہیں ہے۔

٦٩٩٢۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ وَحَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِ رِوَايَةِ حَجَّاجٍ حَدِيثَ أَبِي هُرَيْرَةَ خَاصَّةً، وَلَمْ يَذْكُرْ حَدِيثَ أَسْمَاءَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث حجاج کی طرح حدیث روایت کی ہے۔

٦٩٩٣۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا شَيْءَ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی بھی چیز اللہ سے زیادہ غیرت مند نہیں ہے۔

٦٩٩٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُؤْمِنُ يَغَارُ، وَاللَّهُ أَشَدُّ غَيْرًا،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن غیرت مند ہوتا ہے اور اللہ اس سے بھی زیادہ غیرت مند ہے۔

٦٩٩٥۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ الْعَلَاءَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

باب الحسنات يذهبن السيئات

نیکیوں سے گناہوں کے مٹ جانے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

٦٩٩٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ، كِلَاهُمَا عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كَامِلٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ، حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ قُبْلَةً، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، قَالَ فَنَزَلَتْ: ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ، إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ﴾ (هود: ١١٤) قَالَ: فَقَالَ الرَّجُلُ: أَلِيَ هَذِهِ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي،

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ ایک آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لیا۔ پھر اس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا تو یہ آیت کریمہ: ﴿اقم الصلوة طرفی النهار...﴾ دن کے

دونوں حصوں اور رات کے کچھ حصے میں نماز قائم کرو بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔ اس آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے لیے ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے جو بھی عمل کرے گا اس کے لیے ہے۔

تشریح:

''ان رجلا'' اس میں کئی اقوال ہیں کہ اس آدمی کا نام کیا تھا اور یہ کون تھا علامہ بدرالدین عینی نے چھ اقوال میں سے یہ راجح قرار دیا ہے کہ اس شخص کا نام ''ابو الیسر'' تھا اور یہ بدری صحابی تھا اس کا نام کعب بن عمرو سلمی تھا ترمذی کی حدیث میں اس نے اپنا پورا قصہ بیان کیا ہے اس نے اس عورت کے ساتھ بوس وکنار کیا اور پھر سخت پریشان ہوا آنحضرت کے سامنے آیا آپ نے اس کو ڈانٹا پھر وحی آئی اور مذکورہ آیت نازل ہوئی حاصل یہ نکلا کہ صغیرہ گناہ حسنات کے ذریعہ سے مٹ جاتے ہیں یہ اس امت کی خصوصیت ہے اور کبائر کے لیے توبہ کی ضرورت ہوتی ہے حسنات سے یا صرف نمازیں مراد ہیں یا مطلق نیکیاں مراد ہیں یہ زیادہ واضح ہے اس آیت سے پانچ نمازوں کا اثبات ہو جاتا ہے کیونکہ طرفی النہار سے فجر ظہر اور عصر مراد ہے اور زلفا من اللیل سے عشاء اور مغرب مراد ہے (نووی)

بعض نے کہا کہ فجر ایک طرف ہے اور ظہر عصر دوسری طرف ہے اور مغرب وعشاء ''زلفا من اللیل سے ثابت ہے ''الی هذه'' اس میں تخصیص کیا ہے ای هذه لی فقط؟ آنحضرت نے اس کو عام کیا۔ اگلی روایت میں ہے ''عالجت امرأة'' ای تناولتها فاستمتعت بها بنحو القبلة واللمس والالتزام۔ یعنی اس لفظ سے مکمل طور پر بوس وکنار مراد ہے۔

۶۹۹۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، عَنْ أَبِيهِ، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَنَّهُ أَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ إِمَّا قُبْلَةً، أَوْ مَسًّا بِيَدٍ، أَوْ شَيْئًا، كَأَنَّهُ يَسْأَلُ عَنْ كَفَّارَتِهَا، قَالَ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَزِيدَ،

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس نے کسی عورت کا بوسہ لیا یا ہاتھ سے چھیڑا یا اور کچھ کیا گویا کہ وہ اس کا کفارہ پوچھ رہا ہے تو اللہ رب العزت نے یہی آیات نازل فرمائیں باقی حدیث یزید کی روایت کردہ حدیث کی طرح ہے۔

۶۹۹۸۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، قَالَ: أَصَابَ رَجُلٌ مِنِ امْرَأَةٍ شَيْئًا دُونَ الْفَاحِشَةِ، فَأَتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَعَظَّمَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَتَى أَبَا بَكْرٍ فَعَظَّمَ عَلَيْهِ، ثُمَّ

أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَزِيدَ وَالْمُعْتَمِرِ

یہی سابقہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے لیکن اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ایک آدمی نے کسی عورت سے زنا کے علاوہ کوئی برا کام کیا۔ پھر وہ حضرت عمر بن الخطاب کے پاس آیا تو انہوں نے اسے بہت بڑا گناہ سمجھا۔ پھر حضرت ابوبکر کے پاس آیا تو انہوں نے بھی اسے بہت بڑا گناہ خیال کیا پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ باقی حدیث یزید اور معتمر کی روایت کردہ حدیث ہی کی مثل ہے۔

۶۹۹۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى، قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، وَالْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي عَالَجْتُ امْرَأَةً فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ، وَإِنِّي أَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُونَ أَنْ أَمَسَّهَا، فَأَنَا هَذَا، فَاقْضِ فِيَّ مَا شِئْتَ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: لَقَدْ سَتَرَكَ اللَّهُ، لَوْ سَتَرْتَ نَفْسَكَ، قَالَ: فَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَقَامَ الرَّجُلُ فَانْطَلَقَ، فَأَتْبَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا دَعَاهُ، وَتَلَا عَلَيْهِ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ، إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ﴾(هود: ١١٤)فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ هَذَا لَهُ خَاصَّةً؟ قَالَ: بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے مدینہ کے کنارے ایک عورت سے لطف اندوزی کی اور میں نے اس سے جماع کے علاوہ باقی حرکت کی۔ پس میں حاضر ہوں، آپ ﷺ میرے بارے میں جو چاہے فیصلہ فرمائیں۔ تو حضرت عمرؓ نے اس سے کہا: اگر اپنے آپ پر پردہ کرتا تو اللہ نے تیرا پردہ رکھا ہوا تھا۔ ابن مسعودؓ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا تو وہ آدمی کھڑا ہوا اور چل دیا۔ پس نبی کریم ﷺ نے اس کے پیچھے ایک آدمی کو بھیجا جو اسے بلا لایا۔ آپ نے اس کے سامنے یہ آیت تلاوت کی: اقم الصلوة طرفی النهار .. الخ دن کے دونوں حصوں اور رات کے کچھ حصے میں نماز قائم کریں۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔ حاضرین میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! (کیا) یہ اس کے لیے خاص ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ تمام لوگوں کیلئے۔

۷۰۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعِجْلِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ

سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ عَنْ خَالِهِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ، وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ: فَقَالَ مُعَاذٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَذَا لِهَذَا خَاصَّةً، أَوْ لَنَا عَامَّةً؟ قَالَ: بَلْ لَكُمْ عَامَّةً

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی معنی کی حدیث روایت کی ہے۔ اس حدیث میں یہ ہے کہ حضرت معاذؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا یہ آیت اسی کے لیے خاص ہے یا ہمارے لیے عام ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! بلکہ تمہارے لیے عام ہے۔

۷۰۰۱۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ، قَالَ: وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا، فَأَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ، قَالَ: هَلْ حَضَرْتَ الصَّلَاةَ مَعَنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قَدْ غُفِرَ لَكَ

صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ! میں حد (کے جرم تک) پہنچ گیا ہوں۔ پس آپ ﷺ مجھ پر حد قائم فرمائیں۔ نماز کا وقت ہو گیا تو اس نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ جب نماز پوری کر چکا تو اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں حد کے جرم تک پہنچ گیا ہوں، آپ میرے بارے میں اللہ کا فیصلہ قائم کریں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تو ہمارے ساتھ نماز میں شریک تھا؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تحقیق! تجھے معاف کیا جا چکا۔

۷۰۰۲۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا شَدَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو أُمَامَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، وَنَحْنُ قُعُودٌ مَعَهُ، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا، فَأَقِمْهُ عَلَيَّ، فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ أَعَادَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا، فَأَقِمْهُ عَلَيَّ، فَسَكَتَ عَنْهُ، وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَبُو أُمَامَةَ: فَاتَّبَعَ الرَّجُلُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ انْصَرَفَ، وَاتَّبَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْظُرُ

مَا يَرُدُّ عَلَى الرَّجُلِ، فَلَحِقَ الرَّجُلُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا، فَأَقِمْهُ عَلَيَّ، قَالَ أَبُو أُمَامَةَ: فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَأَيْتَ حِينَ خَرَجْتَ مِنْ بَيْتِكَ، أَلَيْسَ قَدْ تَوَضَّأْتَ فَأَحْسَنْتَ الْوُضُوءَ؟ قَالَ: بَلَى، يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: ثُمَّ شَهِدْتَ الصَّلَاةَ مَعَنَا فَقَالَ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ حَدَّكَ أَوْ قَالَ: ذَنْبَكَ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ مسجد میں تشریف فرما تھے اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں حد کے جرم تک پہنچ گیا ہوں، آپ مجھ پر حد قائم کریں۔ رسول اللہ ﷺ اس کے بارے میں خاموش رہے۔ اس نے پھر دوہرایا تو عرض کیا: یارسول اللہ! میں حد کے جرم تک پہنچ گیا ہوں، آپ مجھ پر حد قائم کریں۔ حضرت ابوامامہؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا خیال ہے کہ جب تم گھر سے نکلے تھے تو کیا تم نے اچھی طرح وضو نہ کیا تھا؟ اس نے عرض کیا: کیوں نہیں! یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو ہمارے ساتھ نماز میں شریک ہوا؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں! یارسول اللہ! پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا: پس بے شک اللہ نے تیری حد کو معاف فرمادیا یا فرمایا: تیرے گناہ کو معاف کردیا۔

بَابُ قَبُولِ تَوْبَةِ الْقَاتِلِ وَإِنْ كَثُرَ قَتْلُهُ

قاتل کی توبہ قبول ہے اگرچہ بہت قتل کرے

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۷۰۰۳۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا، فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَدُلَّ عَلَى رَاهِبٍ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّهُ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا، فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: لَا، فَقَتَلَهُ، فَكَمَّلَ بِهِ مِائَةً، ثُمَّ سَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَدُلَّ عَلَى رَجُلٍ عَالِمٍ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ، فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، وَمَنْ يَحُولُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ؟ انْطَلِقْ إِلَى أَرْضِ كَذَا وَكَذَا، فَإِنَّ بِهَا أُنَاسًا يَعْبُدُونَ اللّٰهَ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مَعَهُمْ، وَلَا تَرْجِعْ إِلَى أَرْضِكَ، فَإِنَّهَا أَرْضُ سَوْءٍ، فَانْطَلَقَ حَتَّى إِذَا نَصَفَ الطَّرِيقَ أَتَاهُ الْمَوْتُ،

فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ، فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ: جَاءَ تَائِبًا مُقْبِلًا بِقَلْبِهِ إِلَى اللهِ، وَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ: إِنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ، فَأَتَاهُمْ مَلَكٌ فِي صُورَةِ آدَمِيٍّ، فَجَعَلُوهُ بَيْنَهُمْ، فَقَالَ: قِيسُوا مَا بَيْنَ الْأَرْضَيْنِ، فَإِلَى أَيَّتِهِمَا كَانَ أَدْنَى فَهُوَ لَهُ، فَقَاسُوهُ فَوَجَدُوهُ أَدْنَى إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي أَرَادَ، فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ، قَالَ قَتَادَةُ: فَقَالَ الْحَسَنُ: ذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ لَمَّا أَتَاهُ الْمَوْتُ نَأَى بِصَدْرِهِ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی نے ننانوے جانوں (انسانوں) کو قتل کیا۔ پھر اس نے اہل زمین میں سے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا۔ پس اس کی ایک راہب (عبادت گزار) کی طرف راہنمائی کی گئی۔ وہ اس کے پاس آیا تو کہنے لگا: اس نے ننانوے جانوں کو قتل کیا ہے۔ کیا اس کے لیے توبہ کا کوئی راستہ ہے؟ اس (راہب) نے کہا: نہیں! پس اس نے اس راہب کو قتل کر کے سو پورے کر دیے پھر زمین والوں میں سے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا تو ایک عالم کی طرف اس کی راہنمائی کی گئی۔ اس نے کہا: میں نے سو آدمیوں کو قتل کیا ہے، کیا میرے لیے توبہ کا کوئی راستہ ہے؟ تو اس (عالم) نے کہا: جی ہاں! اس کے اور توبہ کے درمیان کیا چیز رکاوٹ بن سکتی ہے۔ تم اس اس جگہ کی طرف جاؤ۔ وہاں پر موجود کچھ لوگ اللہ کی عبادت کر رہے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ عبادت الٰہی میں مصروف ہو جاؤ اور اپنے علاقے کی طرف لوٹ کر نہ آنا کیونکہ وہ بری جگہ ہے۔ پس وہ چل دیا یہاں تک کہ جب آدھے راستہ پر پہنچا تو اس کی موت واقع ہو گئی۔ پس اس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے جھگڑ پڑے۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ توبہ کرتا ہوا اپنے دل کو اللہ کی طرف متوجہ کرتا ہوا آیا اور عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس نے کوئی بھی نیک عمل نہیں کیا۔ پس ان کے پاس ایک اور فرشتہ آدمی کی صورت میں آیا۔ اسے انہوں نے اپنے درمیان ثالث (فیصلہ کرنے والا) مقرر کر لیا۔ تو اس نے کہا: دونوں زمینوں کی پیمائش کر لو۔ پس وہ جس زمین کے دونوں میں سے زیادہ قریب ہو وہی اس کا حکم ہوگا۔ پس انہوں نے زمین کو ناپا تو اسی زمین کو کم پایا جس کا اس نے ارادہ کیا تھا۔ پھر رحمت کے فرشتوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں ذکر کیا گیا کہ جب اس کی موت واقع ہوئی تو اس نے اپنا سینہ اس زمین سے دور کر لیا تھا، (جہاں سے چلا تھا)۔

تشریح:

''رجل'' امام بخاری نے تصریح فرمادی ہے کہ یہ شخص بنی اسرائیل میں تھا۔ ''هل له توبة'' اس قاتل نے راہب سے پوچھا کہ ۹۹ قتل کے بعد توبہ کی گنجائش ہے راہب نے کہا نہیں ہے اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا تا کہ سو پورے ہو جائیں۔ یہ لمبی حدیث

فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ، فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ: جَاءَ تَائِبًا مُقْبِلًا بِقَلْبِهِ إِلَى اللّٰهِ، وَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ: إِنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ، فَأَتَاهُمْ مَلَكٌ فِي صُورَةِ آدَمِيٍّ، فَجَعَلُوهُ بَيْنَهُمْ، فَقَالَ: قِيسُوا مَا بَيْنَ الْأَرْضَيْنِ، فَإِلَى أَيَّتِهِمَا كَانَ أَدْنَى فَهُوَ لَهُ، فَقَاسُوهُ فَوَجَدُوهُ أَدْنَى إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي أَرَادَ، فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ ، قَالَ قَتَادَةُ: فَقَالَ الْحَسَنُ ذُكِرَ لَنَا، أَنَّهُ لَمَّا أَتَاهُ الْمَوْتُ نَأَى بِصَدْرِهِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی نے ننانوے جانوں (انسانوں) کو قتل کیا۔ پھر اس نے اہل زمین میں سے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا۔ پس اس کی ایک راہب (عبادت گزار) کی طرف راہنمائی کی گئی۔ وہ اس کے پاس آیا تو کہنے لگا: اس نے ننانوے جانوں کو قتل کیا ہے۔ کیا اس کے لیے توبہ کا کوئی راستہ ہے؟ اس (راہب) نے کہا: نہیں! پس اس نے اس راہب کو قتل کر کے سو پورے کر دیئے پھر زمین والوں میں سے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا تو ایک عالم کی طرف اس کی راہنمائی کی گئی۔ اس نے کہا: میں نے سو آدمیوں کو قتل کیا ہے، کیا میرے لیے توبہ کا کوئی راستہ ہے؟ تو اس (عالم) نے کہا: جی ہاں! اس کے اور توبہ کے درمیان کیا چیز رکاوٹ بن سکتی ہے۔ تم اس اس جگہ کی طرف جاؤ۔ وہاں پر موجود کچھ لوگ اللہ کی عبادت کر رہے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ عبادت الٰہی میں مصروف ہو جاؤ اور اپنے علاقے کی طرف لوٹ کر نہ آنا کیونکہ وہ بری جگہ ہے۔ پس وہ چل دیا یہاں تک کہ جب آدھے راستہ پر پہنچا تو اس کی موت واقع ہو گئی۔ پس اس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے جھگڑ پڑے۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ توبہ کرتا ہوا اپنے دل کو اللہ کی طرف متوجہ کرتا ہوا آیا اور عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس نے کوئی بھی نیک عمل نہیں کیا۔ پس ان کے پاس ایک اور فرشتہ آدمی کی صورت میں آیا۔ اسے انہوں نے اپنے درمیان ثالث (فیصلہ کرنے والا) مقرر کر لیا۔ تو اس نے کہا: دونوں زمینوں کی پیمائش کر لو۔ پس وہ جس زمین کے دونوں میں سے زیادہ قریب ہو وہی اس کا حکم ہوگا۔ پس انہوں نے زمین کو ناپا تو اسی زمین کو کم پایا جس کا اس نے ارادہ کیا تھا۔ پھر رحمت کے فرشتوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں ذکر کیا گیا کہ جب اس کی موت واقع ہوئی تو اس نے اپنا سینہ اس زمین سے دور کر لیا تھا، (جہاں سے چلا تھا)۔

تشریح:

"رجل" امام بخاری نے تصریح فرمادی ہے کہ یہ شخص بنی اسرائیل میں تھا۔ "هل له توبة" اس قاتل نے راہب سے پوچھا کہ ۹۹ قتل کے بعد توبہ کی گنجائش ہے راہب نے کہا نہیں ہے اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا تا کہ سو پورے ہو جائیں۔ یہ لمبی حدیث

توبہ کی ترغیب دے رہی ہے ناحق قتل کی تعلیم نہیں دے رہی ہے راہب کو اس شخص نے قتل کر دیا کیونکہ راہب نے ان کو بالکل مایوس کر دیا تھا۔ راہب پر چونکہ خوف غالب رہا اور دہشت میں پڑ گیا کہ ۹۹ آدمیوں کا قاتل کیسے معاف ہو سکتا ہے حالانکہ اگر ان مقتولین کے ورثاء اس کو معاف کر دیتے تو وہ شخص معاف ہو جاتا۔ بہر حال سو کا عدد پورا ہو گیا اور یہ شخص پھر بھی سرگرداں و پریشان توبہ کی غرض سے دوڑ رہا تھا کہ اچانک موت آگئی اور یہ مر گیا رحمت وعذاب کے فرشتوں میں تنازع اٹھ کھڑا ہوا کہ کون اس کی روح کو قبضہ میں لے گا۔ ''ناء بصدرہ'' یعنی یہ شخص جب مرنے کے لیے زمین پر گرا تو سینہ کے بل پر کچھ آگے گھسٹنے لگا یہ اس شخص کے اخلاص کی دلیل ہے فرشتوں کے تنازع کو اللہ تعالیٰ نے ختم کر دیا اور اس شخص کو بخش دیا۔ ''ناء بصدرہ'' کیونکہ یہ شخص سینہ کے زور سے آگے کی طرف چلا گیا اور جس زمین سے بھاگا تھا اس سے دور ہو گیا فرشتوں نے ناپا تو یہ شخص جیت گیا رحمت کے فرشتوں نے سنبھال لیا۔

سوال: یہاں ایک مشہور سوال ہے وہ یہ کہ اس شخص کے ذمہ جو گناہ تھے اس کا تعلق حقوق اللہ سے نہیں تھا بلکہ حقوق العباد سے اس کا تعلق تھا تو یہ شخص کیسے معاف ہو گیا ورثاء نے تو معاف نہیں کیا تھا؟

جواب: علامہ طیبیؒ نے یہ سوال اٹھایا ہے اور اسی نے اس کا جواب دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اس بندے سے راضی ہوا اور اس کی توبہ کو قبول فرمایا تو اب اس مقتول اور اس کے ورثہ کو بھی اللہ تعالیٰ ہی راضی کرا دیگا۔ بہر حال یہ حدیث توبہ کی ترغیب دے رہی ہے قتل کی نہیں یہ سابقہ امتوں میں سے کسی کا جزئی واقعہ ہے ہمارے لیے ضابطہ نہیں۔ حضرت ابن عباس کا مسلک یہ ہے کہ مسلمان کا قاتل واجب النار ہے وہ اس قتل سے کافر ہو جاتا ہے لیکن جمہور کہتے ہیں کہ مسلمان کا قتل گناہ کبیرہ ہے کفر نہیں ہے۔

۷۰۰۴۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الصِّدِّيقِ النَّاجِيَّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَجُلًا قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا، فَجَعَلَ يَسْأَلُ هَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَأَتَى رَاهِبًا، فَسَأَلَهُ فَقَالَ: لَيْسَتْ لَكَ تَوْبَةٌ، فَقَتَلَ الرَّاهِبَ، ثُمَّ جَعَلَ يَسْأَلُ، ثُمَّ خَرَجَ مِنْ قَرْيَةٍ إِلَى قَرْيَةٍ فِيهَا قَوْمٌ صَالِحُونَ، فَلَمَّا كَانَ فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَأَى بِصَدْرِهِ، ثُمَّ مَاتَ، فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ، وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ، فَكَانَ إِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ أَقْرَبَ مِنْهَا بِشِبْرٍ، فَجُعِلَ مِنْ أَهْلِهَا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی نے ننانوے آدمیوں کو

قتل کیا۔ پھر اس نے پوچھنا شروع کر دیا کہ کیا اس کے لیے توبہ کا کوئی راستہ ہے؟ ایک راہب کے پاس آ کر پوچھا تو اس نے کہا: تیرے لیے توبہ کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس نے راہب کو قتل کر دیا۔ پھر اس نے دوبارہ پوچھنا شروع کر دیا اور ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کی طرف نکلا، جس میں نیک لوگ رہتے تھے۔ جب اس نے کچھ راستہ طے کیا تو اسے موت نے گھیر لیا۔ پس اس نے سینہ کے بل سرک کر اپنی آبادی سے اپنے آپ کو دور کر لیا۔ پھر مر گیا تو رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان اس کے بارے میں جھگڑا ہوا تو ایک بالشت نیک لوگوں کی بستی کے قریب تھا۔ پس اسے اسی بستی والوں میں سے کر دیا گیا۔

۷۰۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، نَحْوَ حَدِيثِ مُعَاذِ بْنِ مُعَاذٍ، وَزَادَ فِيهِ: فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى هَذِهِ: أَنْ تَبَاعَدِي، وَإِلَى هَذِهِ: أَنْ تَقَرَّبِي

یہ حدیث مبارکہ اس سند سے بھی حضرت معاذ بن معاذ کی روایت کردہ حدیث کی طرح مروی ہے۔ البتہ اس روایت میں اضافہ یہ ہے کہ: اللہ عزوجل نے اس زمین کو حکم دیا کہ تو دور ہو جا اور اس زمین کو حکم دیا کہ تو قریب ہو جا۔

باب سعة رحمة الله على المؤمنين

مومنین پر اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

مؤمن کے بدلے یہودی کے دوزخ میں ڈالنے کا مطلب

۷۰۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، دَفَعَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، يَهُودِيًّا، أَوْ نَصْرَانِيًّا، فَيَقُولُ: هَذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ رب العزت ہر مسلمان کی طرف یہودی یا نصرانی بھیجے گا اور کہے گا یہ جہنم سے تیرا فدیہ و بدلہ ہے۔

تشریح:

”ھذا فکاکک“ فکاک چھڑانے کو کہتے ہیں اصولی طور پر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہر انسان کے لیے جنت اور دوزخ میں ایک ایک سیٹ پہلے سے مقرر ہے اب جس شخص نے جس سیٹ کو جیت لیا وہ اس میں جائے گا تو دوسری سیٹ رہ جائے گی اب یہ ہاری ہوئی

سیٹ جو رہ گئی ہے وہ دوسرے شخص کو دی جائے گی مثلاً ایک شخص مسلمان ہے اور نیک ہے اس نے جنت کی سیٹ جیت لی تو اس کی دوزخ کی سیٹ کسی اور کو دی جائے گی یا مثلاً ایک شخص کافر ہے ہندو، عیسائی، یہودی ہے اس نے دوزخ کی سیٹ کمالی تو اس کی جنت والی سیٹ کسی مسلمان کو دی جائے گی قرآن کی آیت ﴿تلک الجنة التی اورثتموھا﴾ میں جس میراث کی طرف مفسرین نے اشارہ کیا ہے اس کے مصداق میں سیٹوں کی اس تبدیلی کا ذکر بھی کیا ہے۔ زیر بحث حدیث میں نبی اکرم ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہوا کہ ہر مسلمان کو ایک یہودی یا عیسائی دیا جائے گا اور مسلمان سے کہا جائے گا کہ دوزخ کی سیٹ سے تمہاری رہائی کا ذریعہ اور بدلہ یہ کافر ہے اب تم جنت میں اس کی ہاری ہوئی سیٹ پر جاؤ اور یہ دوزخ میں تمہاری ہاری ہوئی سیٹ پر جائے گا لہٰذا تم اپنی جگہ اس کو دوزخ کی طرف روانہ کردو یہ شخص دوزخ کی آگ سے تمہاری رہائی کا سبب ہے۔ ملا علی قاری مرقات میں لکھتے ہیں کہ: "قال القاضی رحمه الله لما كان لكل مكلف مقعد من الجنة ومقعد من النار فمن آمن حق الايمان بدل مقعده من النار بمقعد من الجنة ومن لم يومن فبالعكس كانت الكفرة كالخلف للمؤمنين فی مقاعدهم من النار والنائب منا بهم وايضا لما سبق القسم الالهى بملء جهنم كان ملئها من الكفار خلاصا للمؤمنين ونجاة لهم من النار فهم فی ذلک کالفداء والفكاک" (مرقاۃ ج۹ ص ۴۹۲)

بہر حال اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ مسلمانوں کے بدلے میں یہود و نصاریٰ کو دوزخ میں ڈالا جائے گا کیونکہ قرآن میں واضح حکم ہے کہ ﴿ولا تزر وازرة وزر اخرى﴾ کہ کسی کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالا جائے گا، یہ تو روافض کا عقیدہ ہے جو کہتے ہیں کہ ان کے گناہ قیامت میں سنیوں کے کندھوں پر ڈالے جائیں گے اور یہود کا عقیدہ ہے کہ وہ چند دنوں تک دوزخ میں جائیں گے پھر ان کی جگہ دوزخ میں مسلمانوں کو ڈالا جائے گا اور یہ تو عیسائیوں کا غلط عقیدہ ہے کہ ان کے سارے گناہ پہلے سے معاف ہو گئے ہیں کیونکہ ان کا کفارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ادا کر دیا اور سولی پر چڑھ گئے۔ یہاں یہ بات ملحوظ خاطر رہنی چاہیے کہ یہود و نصاریٰ کا تذکرہ بطور نمونہ اور بطور شہرت ہے ورنہ یہ معاملہ تمام کفار کے ساتھ پیش آئے گا۔

اس باب کی ساری حدیثوں کا مضمون اسی طرح ہے منة المنعم کے مؤلف نے ان احادیث کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی پوری طاقت مسلمان نوجوانوں کے خراب کرنے پر صرف کی ہے اور آج تک اسی کام میں لگے ہوئے ہیں انٹر نیٹ اور وی سی آر فلم اور ٹی وی کے ذریعہ سے وہ کونسا فساد ہے جس میں ان یہود و نصاریٰ نے مسلمان نوجوانوں کو دھوکے دیکر نہیں پھنسایا ہو دنیا میں کوئی نیک راستہ یہود و نصاریٰ نے چھوڑا ہی نہیں تو ضروری ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنے ان جرائم کی سزا پائے اور

ان کے خراب کیے ہوئے نوجوان مسلمانوں کو ان کے ایمان کی وجہ سے اللہ معاف فرمادے کیونکہ ان جرائم کے اصل محرک یہی یہود و نصاریٰ ہیں اور ممکن ہے کہ یہ معاملہ ایک خاص جماعت کے ساتھ ہو اور سارے مسلمانوں کا قصہ اسی طرح نہ ہو۔ اس باب کی آخری حدیث کو حدیث نجویٰ کہتے ہیں کیونکہ اس میں بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان خفیہ گفتگو کا ذکر ہے۔

۷۰۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، أَنَّ عَوْنًا وَسَعِيدَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ، حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا شَهِدَا أَبَا بُرْدَةَ يُحَدِّثُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَمُوتُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا أَدْخَلَ اللَّهُ مَكَانَهُ النَّارَ، يَهُودِيًّا، أَوْ نَصْرَانِيًّا، قَالَ: فَاسْتَحْلَفَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَحَلَفَ لَهُ، قَالَ فَلَمْ يُحَدِّثْنِي سَعِيدٌ أَنَّهُ اسْتَحْلَفَهُ، وَلَمْ يُنْكِرْ عَلَى عَوْنٍ قَوْلَهُ

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عون اور سعید بن ابو بردہ کی موجودگی میں ابو بردہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو یہ حدیث اپنے والد ابو موسیٰ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بھی مسلمان آدمی فوت ہوتا ہے اس کے بدلے اللہ تعالیٰ یہودی یا نصرانی کو جہنم میں داخل کرتے ہیں۔ پس حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حضرت ابو بردہ کو تین بار اس ذات کی قسم دی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ واقعی اس کے والد ابو موسیٰ اشعری نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔ تو انہوں نے ان کے سامنے قسم اٹھائی۔ حضرت قتادہ نے کہا: مجھ سے سعید نے قسم لینے کو بیان نہیں کیا اور نہ ہی انہوں نے حضرت عون کے اس قول پر انکار کیا۔

۷۰۰۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ، أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ عَفَّانَ، وَقَالَ عَوْنُ بْنُ عُتْبَةَ

اس سند سے بھی حضرت عفان کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث مروی ہے۔

۷۰۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَبَلَةَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ، حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ، حَدَّثَنَا شَدَّادٌ أَبُو طَلْحَةَ الرَّاسِبِيُّ، عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاسٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِذُنُوبٍ أَمْثَالِ الْجِبَالِ، فَيَغْفِرُهَا اللَّهُ لَهُمْ وَيَضَعُهَا عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى فِيمَا أَحْسِبُ أَنَا. قَالَ أَبُو رَوْحٍ: لَا أَدْرِي مِمَّنِ الشَّكُّ، قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: فَحَدَّثْتُ بِهِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقَالَ: أَبُوكَ حَدَّثَكَ هَذَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ

حضرت ابو بردہ اپنے والد ابو موسیٰ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن مسلمانوں میں سے بعض لوگ پہاڑوں کے برابر گناہوں کو یہودیوں اور نصرانیوں پر ڈال دیں گے۔ آگے راوی کو شک ہے۔ راوی ابو روح نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ شک کس کو ہوا ہے۔ حضرت ابو بردہ نے کہا: میں نے یہ حدیث عمر بن عبد العزیزؒ سے روایت کی تو اس نے کہا: آپ کے والد نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے بیان کی؟ میں نے کہا: جی ہاں۔

۷۰۱۰۔حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: فِي النَّجْوَى؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: يُدْنَى الْمُؤْمِنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ، حَتَّى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهُ، فَيُقَرِّرُهُ بِذُنُوبِهِ، فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُ؟ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ أَعْرِفُ، قَالَ: فَإِنِّي قَدْ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَإِنِّي أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ، فَيُعْطَى صَحِيفَةَ حَسَنَاتِهِ، وَأَمَّا الْكُفَّارُ وَالْمُنَافِقُونَ، فَيُنَادَى بِهِمْ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللّٰهِ

حضرت صفوان بن محرز رحمہ اللہ سے روایت مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا: آپ نے نبی ﷺ سے سرگوشی کے بارے میں کیا سنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے دن ایک مومن اپنے رب کے قریب کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اللہ اس پر اپنی رحمت کا پردہ ڈال دے گا پھر اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروایا جائے گا۔ پھر اللہ فرمائے گا: کیا تو (گناہوں کو) جانتا ہے؟ وہ عرض کرے گا: اے رب! میں جانتا ہوں (اقرار کرتا ہوں)۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا ہے اور آج کے دن تیرے گناہوں کو معاف کرتا ہوں۔ پھر اسے اس کی نیکیوں کا اعمال نامہ دیا جائے گا اور کفار ومنافقین کو علی الاعلان لوگوں کے سامنے بلایا جائے گا اور کہا جائے گا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا۔

بَابُ حَدِيثِ تَوْبَةِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَصَاحِبَيْهِ

حضرت کعب بن مالک اور ان کے ساتھیوں کی توبہ کا قصہ

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۷۰۱۱۔حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ مَوْلَى بَنِي أُمَيَّةَ، أَخْبَرَنِي

ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: ثُمَّ غَزَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ وَهُوَ يُرِيدُ الرُّومَ وَنَصَارَى الْعَرَبِ بِالشَّامِ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ كَانَ قَائِدَ كَعْبٍ، مِنْ بَنِيهِ، حِينَ عَمِيَ، قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ، إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، غَيْرَ أَنِّي قَدْ تَخَلَّفْتُ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتِبْ أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهُ، إِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ يُرِيدُونَ عِيرَ قُرَيْشٍ، حَتَّى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ، عَلَى غَيْرِ مِيعَادٍ، وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ، حِينَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ، وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا، وَكَانَ مِنْ خَبَرِي، حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَنِّي لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ، وَاللّٰهِ مَا جَمَعْتُ قَبْلَهَا رَاحِلَتَيْنِ قَطُّ، حَتَّى جَمَعْتُهُمَا فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ، فَغَزَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا وَمَفَازًا، وَاسْتَقْبَلَ عَدُوًّا كَثِيرًا، فَجَلَا لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا أُهْبَةَ غَزْوِهِمْ، فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِمِ الَّذِي يُرِيدُ، وَالْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرٌ، وَلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابُ حَافِظٍ يُرِيدُ بِذٰلِكَ الدِّيوَانَ قَالَ كَعْبٌ: فَقَلَّ رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَتَغَيَّبَ، يَظُنُّ أَنَّ ذٰلِكَ سَيَخْفَى لَهُ، مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيهِ وَحْيٌ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَغَزَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِينَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ، فَأَنَا إِلَيْهَا أَصْعَرُ، فَتَجَهَّزَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ، وَطَفِقْتُ أَغْدُو لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ، فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، وَأَقُولُ فِي نَفْسِي: أَنَا قَادِرٌ عَلَى ذٰلِكَ، إِذَا أَرَدْتُ، فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ يَتَمَادَى بِي حَتَّى اسْتَمَرَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ، فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَادِيًا وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ، وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جَهَازِي شَيْئًا، ثُمَّ غَدَوْتُ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ يَتَمَادَى بِي حَتَّى أَسْرَعُوا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ، فَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأُدْرِكَهُمْ، فَيَا لَيْتَنِي فَعَلْتُ، ثُمَّ لَمْ يُقَدَّرْ ذٰلِكَ لِي، فَطَفِقْتُ، إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ، بَعْدَ خُرُوجِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَحْزُنُنِي أَنِّي لَا أَرَى لِي أُسْوَةً إِلَّا رَجُلًا مَغْمُوصًا عَلَيْهِ فِي النِّفَاقِ، أَوْ رَجُلًا

مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ، وَلَمْ يَذْكُرْنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَلَغَ تَبُوكَ فَقَالَ: وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوكَ مَا فَعَلَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ؟ قَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ حَبَسَهُ بُرْدَاهُ وَالنَّظَرُ فِي عِطْفَيْهِ، فَقَالَ لَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ: بِئْسَ مَا قُلْتَ، وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذٰلِكَ رَأَى رَجُلًا مُبَيِّضًا يَزُولُ بِهِ السَّرَابُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْ أَبَا خَيْثَمَةَ فَإِذَا هُوَ أَبُو خَيْثَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ، وَهُوَ الَّذِي تَصَدَّقَ بِصَاعِ التَّمْرِ حِينَ لَمَزَهُ الْمُنَافِقُونَ، فَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: فَلَمَّا بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَوَجَّهَ قَافِلًا مِنْ تَبُوكَ، حَضَرَنِي بَثِّي، فَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَأَقُولُ: بِمَ أَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا؟ وَأَسْتَعِينُ عَلَى ذٰلِكَ كُلَّ ذِي رَأْيٍ مِنْ أَهْلِي، فَلَمَّا قِيلَ لِي: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَظَلَّ قَادِمًا، زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ، حَتَّى عَرَفْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْهُ بِشَيْءٍ أَبَدًا، فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهُ، وَصَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِمًا، وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُونَ، فَطَفِقُوا يَعْتَذِرُونَ إِلَيْهِ، وَيَحْلِفُونَ لَهُ، وَكَانُوا بِضْعَةً وَثَمَانِينَ رَجُلًا، فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَانِيَتَهُمْ، وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ، وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ إِلَى اللّٰهِ، حَتَّى جِئْتُ، فَلَمَّا سَلَّمْتُ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ، ثُمَّ قَالَ: تَعَالَ فَجِئْتُ أَمْشِي حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لِي: مَا خَلَّفَكَ؟ أَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي، وَاللّٰهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، لَرَأَيْتُ أَنِّي سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ، وَلَقَدْ أُعْطِيتُ جَدَلًا، وَلٰكِنِّي وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ، لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيثَ كَذِبٍ تَرْضَى بِهِ عَنِّي لَيُوشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يُسْخِطَكَ عَلَيَّ وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيهِ، إِنِّي لَأَرْجُو فِيهِ عُقْبَى اللّٰهِ، وَاللّٰهِ مَا كَانَ لِي عُذْرٌ، وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا هٰذَا، فَقَدْ صَدَقَ، فَقُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيكَ فَقُمْتُ، وَثَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَاتَّبَعُونِي، فَقَالُوا لِي: وَاللّٰهِ مَا عَلِمْنَاكَ أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا، لَقَدْ عَجَزْتَ فِي أَنْ. لَا تَكُونَ اعْتَذَرْتَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمَا اعْتَذَرَ بِهِ إِلَيْهِ الْمُخَلَّفُونَ، فَقَدْ كَانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ، اسْتِغْفَارُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا زَالُوا يُؤَنِّبُونِي حَتَّى أَرَدْتُ أَنْ أَرْجِعَ إِلَى

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأُكَذِّبَ نَفْسِي، قَالَ ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ: هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِي مِنْ أَحَدٍ؟
قَالُوا: نَعَمْ، لَقِيَهُ مَعَكَ رَجُلَانِ، قَالَا مِثْلَ مَا قُلْتَ، فَقِيلَ لَهُمَا مِثْلُ مَا قِيلَ لَكَ، قَالَ قُلْتُ: مَنْ هُمَا؟
قَالُوا: مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيعَةَ الْعَامِرِيُّ وَهِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ، قَالَ: فَذَكَرُوا لِي رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا
بَدْرًا، فِيهِمَا أُسْوَةٌ، قَالَ: فَمَضَيْتُ حِينَ ذَكَرُوهُمَا لِي، قَالَ وَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا، أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ، مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ، قَالَ: فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ، وَقَالَ: تَغَيَّرُوا لَنَا
حَتَّى تَنَكَّرَتْ لِي فِي نَفْسِيَ الْأَرْضُ، فَمَا هِيَ بِالْأَرْضِ الَّتِي أَعْرِفُ، فَلَبِثْنَا عَلَى ذٰلِكَ خَمْسِينَ لَيْلَةً، فَأَمَّا
صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِي بُيُوتِهِمَا يَبْكِيَانِ، وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ، فَكُنْتُ أَخْرُجُ
فَأَشْهَدُ الصَّلَاةَ وَأَطُوفُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ، وَآتِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُسَلِّمُ
عَلَيْهِ، وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَأَقُولُ فِي نَفْسِي: هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ، أَمْ لَا؟ ثُمَّ أُصَلِّي
قَرِيبًا مِنْهُ وَأُسَارِقُهُ النَّظَرَ، فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى صَلَاتِي نَظَرَ إِلَيَّ وَإِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهُ أَعْرَضَ عَنِّي، حَتَّى إِذَا
طَالَ ذٰلِكَ عَلَيَّ مِنْ جَفْوَةِ الْمُسْلِمِينَ، مَشَيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ، وَهُوَ ابْنُ عَمِّي
وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ. فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا قَتَادَةَ أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ
تَعْلَمَنَّ أَنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ؟ قَالَ: فَسَكَتَ، فَعُدْتُ فَنَاشَدْتُهُ، فَسَكَتَ، فَعُدْتُ فَنَاشَدْتُهُ، فَقَالَ: اللّٰهُ
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَفَاضَتْ عَيْنَايَ، وَتَوَلَّيْتُ، حَتَّى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ، فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي فِي سُوقِ الْمَدِينَةِ، إِذَا
نَبَطِيٌّ مِنْ نَبَطِ أَهْلِ الشَّامِ، مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيعُهُ بِالْمَدِينَةِ، يَقُولُ: مَنْ يَدُلُّ عَلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ،
قَالَ: فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيرُونَ لَهُ إِلَيَّ، حَتَّى جَاءَنِي فَدَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ، وَكُنْتُ كَاتِبًا،
فَقَرَأْتُهُ فَإِذَا فِيهِ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنَا أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ، وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَلَا مَضْيَعَةٍ،
فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ، قَالَ فَقُلْتُ: حِينَ قَرَأْتُهَا: وَهٰذِهِ أَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ فَتَيَامَمْتُ بِهَا التَّنُّورَ فَسَجَرْتُهَا بِهَا،
حَتَّى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُونَ مِنَ الْخَمْسِينَ، وَاسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ، إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَأْتِينِي، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ، قَالَ: فَقُلْتُ: أُطَلِّقُهَا أَمْ
مَاذَا أَفْعَلُ؟ قَالَ: لَا، بَلِ اعْتَزِلْهَا، فَلَا تَقْرَبَنَّهَا، قَالَ: فَأَرْسَلَ إِلَى صَاحِبَيَّ بِمِثْلِ ذٰلِكَ، قَالَ: فَقُلْتُ
لِامْرَأَتِي: الْحَقِي بِأَهْلِكِ فَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِي هٰذَا الْأَمْرِ، قَالَ: فَجَاءَتِ امْرَأَةُ هِلَالِ بْنِ

أُمَيَّةَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ. لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ، فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ لَا يَقْرَبَنَّكِ فَقَالَتْ: إِنَّهُ، وَاللّٰهِ مَا بِهِ حَرَكَةٌ إِلَى شَيْءٍ، وَوَاللّٰهِ مَا زَالَ يَبْكِي مُنْذُ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ، إِلَى يَوْمِهِ هَذَا، قَالَ: فَقَالَ لِي بَعْضُ أَهْلِي: لَوِ اسْتَأْذَنْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي امْرَأَتِكَ؟ فَقَدْ أَذِنَ لِامْرَأَةِ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: لَا أَسْتَأْذِنُ فِيهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا يُدْرِينِي مَاذَا يَقُولُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا اسْتَأْذَنْتُهُ فِيهَا، وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ، قَالَ: فَلَبِثْتُ بِذَلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ، فَكَمُلَ لَنَا خَمْسُونَ لَيْلَةً مِنْ حِينَ نُهِيَ عَنْ كَلَامِنَا، قَالَ ثُمَّ صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صَبَاحَ خَمْسِينَ لَيْلَةً، عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِنَا فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِي ذَكَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَّا، قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِي وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ، سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ أَوْفَى عَلَى سَلْعٍ يَقُولُ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَبْشِرْ، قَالَ: فَخَرَرْتُ سَاجِدًا وَعَرَفْتُ أَنْ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ، قَالَ: فَآذَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا، حِينَ صَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ، فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُونَنَا، فَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُونَ، وَرَكَضَ رَجُلٌ إِلَيَّ فَرَسًا، وَسَعَى سَاعٍ مِنْ أَسْلَمَ قِبَلِي، وَأَوْفَى الْجَبَلَ، فَكَانَ الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ، فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي، فَنَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَيَّ فَكَسَوْتُهُمَا إِيَّاهُ بِبِشَارَتِهِ، وَاللّٰهِ مَا أَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ، وَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا، فَانْطَلَقْتُ أَتَأَمَّمُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا، يُهَنِّئُونِي بِالتَّوْبَةِ وَيَقُولُونَ: لِتَهْنِئْكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ حَتَّى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَحَوْلَهُ النَّاسُ، فَقَامَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَرْوِلُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَّأَنِي، وَاللّٰهِ مَا قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ غَيْرُهُ، قَالَ فَكَانَ كَعْبٌ لَا يَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ.

قَالَ كَعْبٌ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُورِ وَيَقُولُ: أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ قَالَ فَقُلْتُ: أَمِنْ عِنْدِكَ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَقَالَ: لَا، بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ، كَأَنَّ وَجْهَهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ، قَالَ: وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ، قَالَ: فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قَالَ: فَقُلْتُ: فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِي بِخَيْبَرَ
قَالَ: وَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ إِنَّمَا أَنْجَانِي بِالصِّدْقِ، وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا مَا
بَقِيتُ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ أَنَّ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَبْلَاهُ اللّٰهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيثِ، مُنْذُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ
لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى يَوْمِي هَذَا، أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِي اللّٰهُ بِهِ، وَاللّٰهِ مَا تَعَمَّدْتُ كَذِبَةً
مُنْذُ قُلْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَى يَوْمِي هَذَا، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَحْفَظَنِي اللّٰهُ فِيمَا
بَقِيَ، قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي
سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ، إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ، وَعَلَى
الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ﴾ حَتَّى
بَلَغَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ (التوبة: ۱۱۹)، قَالَ كَعْبٌ: وَاللّٰهِ مَا أَنْعَمَ
اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ، بَعْدَ إِذْ هَدَانِي اللّٰهُ لِلْإِسْلَامِ، أَعْظَمَ فِي نَفْسِي، مِنْ صِدْقِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ لَا أَكُونَ كَذَبْتُهُ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوا، إِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِلَّذِينَ كَذَبُوا، حِينَ أَنْزَلَ
الْوَحْيَ، شَرَّ مَا قَالَ لِأَحَدٍ. وَقَالَ اللّٰهُ: ﴿سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ،
فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ، إِنَّهُمْ رِجْسٌ، وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ، يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا
عَنْهُمْ، فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضَى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ﴾ (التوبة: ۹۶)، قَالَ كَعْبٌ: كُنَّا خُلِّفْنَا
أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ أَمْرِ أُولَئِكَ الَّذِينَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ حَلَفُوا لَهُ، فَبَايَعَهُمْ
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَأَرْجَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَنَا حَتَّى قَضَى اللّٰهُ فِيهِ، فَبِذَلِكَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ
وَجَلَّ: وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا، وَلَيْسَ الَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ مِمَّا خُلِّفْنَا، تَخَلُّفَنَا عَنِ الْغَزْوِ، وَإِنَّمَا هُوَ
تَخْلِيفُهُ إِيَّانَا، وَإِرْجَاؤُهُ أَمْرَنَا، عَمَّنْ حَلَفَ لَهُ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ

حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت مروی ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ کو غزوۂ تبوک پیش آ گیا اور آپ ﷺ روم اور عرب کے نصاریٰ کے ساتھ جنگ کا ارادہ رکھتے تھے۔ حضرت ابن شہاب نے کہا: مجھے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی کہ عبداللہ بن کعب جو حضرت کعب کو نابینا کی حالت میں لے کر چلنے والے بیٹے تھے نے کہا کہ میں نے حضرت کعب بن مالک سے سنا، انہوں نے اپنی وہ حدیث بیان کی جب وہ غزوۂ تبوک میں رسول

اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ کعب بن مالکؓ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے غزوات میں سے غزوۂ تبوک کے علاوہ کسی بھی غزوۂ میں پیچھے نہیں رہا اور غزوۂ بدر میں بھی پیچھے رہ گیا لیکن آپ ﷺ نے اس میں پیچھے رہ جانے والوں میں سے کسی شخص پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان، قریش کے قافلہ کو لوٹنے کے ارادہ سے نکلے۔ یہاں تک کہ اللہ نے مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کے درمیان غیر اختیاری طور پر مقابلہ کروا دیا اور میں بیعت عقبہ کی رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا۔ جب ہم نے اسلام پر وعدہ میثاق کیا تھا اور مجھے یہ بات پسند نہ تھی کہ میں اس رات کے بدلے جنگ بدر میں شریک ہوتا گو غزوۂ بدر لوگوں میں اس رات سے زیادہ معروف و مشہور ہے اور غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ جانے کا میرا واقعہ یہ ہے کہ میں اس غزوہ کے وقت جتنا مالدار اور طاقتور تھا اتنا اس سے پہلے کسی غزوہ کے وقت نہ تھا۔ اللہ کی قسم! اس سے پہلے کبھی بھی میرے پاس دو سواریاں جمع نہیں ہوئی تھیں، یہاں تک کہ میں نے دو سواریوں کو اس غزوہ میں جمع کر لیا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے سخت گرمی میں جہاد کیا اور بہت لمبے سفر کا ارادہ کیا اور راستہ، جنگل بیابان اور دشوار تھا اور دشمن بھی کثیر تعداد میں پیش نظر تھے۔ پس آپ ﷺ نے مسلمانوں کو ان معاملات کی پوری پوری وضاحت کر دی تا کہ وہ ان کے ساتھ جانے کے لیے مکمل طور پر تیاری کر لیں اور جس طرف کا آپ ﷺ کا ارادہ تھا، واضح کر دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمان کثیر تعداد میں تھے اور انہیں کسی کتاب و رجسٹر میں درج نہیں کیا گیا تھا۔ کعب نے کہا: بہت کم لوگ ایسے تھے جو اس گمان سے اس غزوہ سے غائب ہونا چاہتے ہوں کہ ان کا معاملہ آپ ﷺ سے مخفی و پوشیدہ رہے گا۔ جب تک اللہ رب العزت کی طرف سے اس معاملہ میں وحی نہ نازل کی جائے اور رسول اللہ ﷺ نے یہ غزوہ اس وقت کیا تھا جب پھل پک چکے تھے اور سائے بڑھ چکے تھے اور مجھے ان چیزوں کا بہت شوق تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے تیاری کی اور مسلمانوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ (تیاری کی)۔ پس میں نے بھی صبح کو ارادہ کیا تا کہ میں بھی ان (دیگر مسلمانوں) کے ساتھ تیاری کروں لیکن میں ہر روز واپس آ جاتا اور کوئی فیصلہ نہ کر پاتا اور اپنے دل ہی دل میں کہتا کہ میں اس بات پر قادر ہوں جب جانے کا ارادہ کروں گا، چلا جاؤں گا۔ پس برابر میرے ساتھ اسی طرح ہوتا رہا اور لوگ مسلسل اپنی کوشش میں مصروف رہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ایک صبح مسلمانوں کو ساتھ لیا اور چل دیئے لیکن میں اپنی تیاری کے لیے کوئی فیصلہ نہ کر پایا تھا۔ میں نے صبح کی تو واپس آ گیا اور کچھ بھی فیصلہ نہ کر پایا۔ پس میں اسی کشمکش میں مبتلا رہا یہاں تک کہ مجاہدین آگے بڑھ گئے اور غزوہ شروع ہو گیا۔ پس میں نے ارادہ کیا کہ میں کوچ کروں گا اور ان کو پہنچ جاؤں گا۔ کاش! میں ایسا کر لیتا لیکن یہ بات میرے مقدر میں نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے چلے جانے کے بعد جب میں باہر لوگوں میں نکلتا تو یہ بات مجھے غمگین کر دیتی کہ میں کسی کو پیروی کے قابل نہ پاتا تھا، سوائے ان لوگوں کے جنہیں نفاق کی تہمت دی جاتی تھی یا وہ آدمی جسے کمزوری اور ضعیفی کی وجہ سے اللہ نے معذور قرار

دیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے تبوک پہنچنے تک میرا ذکر نہ کیا۔ پھر آپ ﷺ نے تبوک میں لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے فرمایا: کعب بن مالک نے کیا کیا؟ بنی سلمہ میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس کی چادر نے اس کو روک رکھا ہے اور اس کے دونوں کناروں کو دیکھنے نے روکا ہے۔ اس آدمی سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے جو کہا اچھا نہیں کہا۔ اللہ کی قسم! یارسول اللہ! ہم اس کے بارے میں سوائے بھلائی کے کوئی بات نہیں جانتے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ اسی دوران آپ ﷺ نے ایک سفید لباس میں ملبوس آدمی کو دھول اڑاتے ہوئے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (شاید) ابوخیثمہ ہو؟ وہ واقعتاً ابوخیثمہ انصاری ہی تھے اور یہ وہی تھے جنہیں منافقین نے ایک صاع کے صدقہ کرنے پر طعنہ دیا تھا۔ حضرت کعب بن مالک نے کہا: جب مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس آ رہے ہیں تو میرا غم دوبارہ تازہ ہو گیا اور میں جھوٹی باتیں گھڑنے کے لیے سوچنے لگا اور میں کہتا تھا کہ کل میں رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی سے کیسے بچ سکوں گا اور میں نے اس معاملہ پر اپنے گھر والوں میں سے ہر ایک سے مدد طلب کی۔ جب مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ قریب پہنچ چکے ہیں تو میرے دل سے جھوٹے بہانے اور عذر بالکل نکل گئے اور میں نے جان لیا کہ میں آپ ﷺ سے کسی جھوٹی بات کے ذریعہ کبھی نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ پس میں نے سچ بولنے کی ٹھان لی اور رسول اللہ ﷺ اگلی صبح تشریف لے آئے اور آپ ﷺ جب بھی سفر سے تشریف لاتے ابتداءً مسجد میں تشریف لے جاتے، دو رکعت ادا کرتے پھر لوگوں سے (حالات وغیرہ) دریافت کرنے کے لیے تشریف فرما ہوتے۔ پس جب آپ ﷺ یہ کر چکے تو پیچھے رہ جانے والے آپ ﷺ کے پاس آئے اور قسمیں اٹھا کر آپ ﷺ سے اپنے عذر پیش کرنے لگے اور ایسے لوگ اسّی سے کچھ زائد تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان کے ظاہری عذروں کو قبول کر لیا اور ان سے بیعت کی اور ان کے لیے مغفرت طلب کی اور ان کے باطنی معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا، یہاں تک کہ میں حاضر ہوا۔ میں نے جب سلام کیا تو آپ ﷺ ناراض آدمی کے مسکرانے کی طرح مسکرائے۔ پھر فرمایا: ادھر آؤ۔ پس میں چلتا ہوا آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: تجھے کس بات نے پیچھے کر دیا؟ کیا تو نے اپنی سواری نہ خریدی تھی؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ کی قسم اگر میں آپ ﷺ کے علاوہ دنیا والوں میں سے کسی کے پاس بیٹھا ہوتا تو مجھے معلوم ہے کہ میں کوئی عذر پیش کر کے اس کی ناراضگی سے بچ کر نکل جاتا کیونکہ مجھے قوت گویائی عطا کی گئی ہے۔ اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ اگر میں آج کے دن آپ کو راضی کرنے کے لیے جھوٹی بات بیان کروں جس کی وجہ سے آپ مجھ سے راضی ہو بھی جائیں تو ہو سکتا ہے کہ کل اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ پر ناراض کر دے اور اگر میں آپ ﷺ سے سچ بات بیان کروں جس کی وجہ سے آپ مجھ پر ناراض ہو جائیں پھر بھی مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا انجام اچھا کر دے گا۔ اللہ کی قسم! مجھے کوئی عذر درپیش نہ تھا۔ اللہ کی قسم! میں جب آپ سے پیچھے رہ گیا تو کوئی بھی مجھ سے زیادہ طاقتور

اور خوشحال نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا: پس تم اٹھ جاؤ یہاں تک کہ اللہ تیرے بارے میں فیصلہ فرمائے۔ پس میں کھڑا ہوا اور بنو سلمہ کے کچھ لوگ بھی میرے پیچھے آئے۔ انہوں نے مجھے کہا: اللہ کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ آپ نے اس سے پہلے کوئی گناہ کیا ہو۔ اب تم نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے عذر پیش کیوں نہ کیا جیسا کہ اور پیچھے رہ جانے والوں نے عذر پیش کیا حالانکہ آپ کے لیے رسول اللہ ﷺ کا استغفار کرنا ہی کافی ہو جاتا۔ پس اللہ کی قسم وہ مجھے مسلسل اسی طرح متنبہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لوٹ کر اپنے آپ کی تکذیب و تردید کردوں۔ پھر میں نے ان سے کہا: کیا کسی اور کو میری طرح کا معاملہ پیش آیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! آپ کے ساتھ دو آدمیوں کو بھی یہ معاملہ درپیش ہے۔ انہوں نے بھی آپ ہی کی طرح کہا اور انہیں بھی وہی کہا گیا ہے جو آپ کو کہا گیا۔ میں نے کہا: وہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا: مرارہ بن ربیعہ عامری اور ہلال بن امیہ واقفی انہوں نے مجھے ایسے دو نیک آدمیوں کا ذکر کیا جو بدر میں شریک ہو چکے تھے اور ان دونوں میں میرے لیے نمونہ تھا۔ پس میں اپنی بات پر پختہ ہو گیا۔ جب انہوں نے مجھے ان دو آدمیوں کا ذکر کیا اور رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ہم تینوں آدمیوں سے گفتگو کرنے سے منع کر دیا دیگر پیچھے رہنے والوں کو چھوڑ کر۔ پس لوگوں نے پرہیز کرنا شروع کر دیا اور وہ ہمارے لیے غیر ہو گئے، یہاں تک کہ زمین بھی میرے لیے اجنبی محسوس ہونے لگی اور زمین مجھے اپنی جان پہچان والی ہی معلوم نہ ہوتی تھی۔ پس ہم نے پچاس راتیں اسی حالت میں گزاریں۔ بہر حال میرے دونوں ساتھی تو عاجز ہو کر اپنے گھروں میں ہی بیٹھے روتے رہے لیکن میں نوجوان تھا اور ان سے زیادہ طاقتور تھا اس لیے میں باہر نکلتا، نماز میں حاضر ہوتا اور بازاروں میں چکر لگاتا لیکن کوئی بھی مجھ سے گفتگو نہ کرتا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کرتا جب آپ ﷺ نماز کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے ہوتے تو میں اپنے دل میں کہتا کہ آپ ﷺ نے سلام کے جواب کے لیے اپنے ہونٹوں کو حرکت دی ہے یا نہیں؟ پھر میں آپ ﷺ کے قریب نماز ادا کرتا اور آنکھیں چرا کر آپ ﷺ کو دیکھتا۔ جب میں اپنی نماز پر متوجہ ہوتا تو آپ ﷺ میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ ﷺ مجھ سے اعراض کر لیتے۔ یہاں تک کہ جب مسلمانوں کی سختی مجھ پر طویل ہو گئی تو میں چلا یہاں تک کہ میں اپنے چچا زاد ابو قتادہؓ کے باغ کی دیوار پر چڑھا اور وہ مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔ پس میں نے انہیں سلام کیا۔ اللہ کی قسم! انہوں نے مجھے میرے سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ میں نے ان سے کہا: اے ابو قتادہ! میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ پس وہ خاموش رہے۔ میں نے دوبارہ انہیں قسم دی تو انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ پس میری آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور میں دیوار سے اتر کر واپس آ گیا۔ اسی دوران میں مدینہ کے پاس ہی چل رہا تھا کہ ایک نبطی شامی جو مدینہ میں غلہ بیچنے کے لیے آیا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ کوئی

شخص مجھے کعب بن مالک کا پتہ بتا دے۔ پس لوگوں نے میری طرف اشارہ کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ میرے پاس آیا اور مجھے غسان کے بادشاہ کی طرف سے ایک خط دیا چونکہ میں پڑھا لکھا تھا، میں نے اسے پڑھا۔ اس میں تھا: امابعد! ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ آپ کے ساتھی نے آپ پر زیادتی کی ہے اور اللہ نے تم کو ذلت کے گھر میں ضائع ہونے کی جگہ پیدا نہیں کیا۔ تم ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ ہم تمہاری خاطر داری اور دلجوئی کریں گے۔ میں نے جب اسے پڑھا تو کہا: یہ بھی ایک اور آزمائش ہے۔ پس میں نے اسے تنور میں ڈال کر جلا ڈالا۔ یہاں تک کہ جب پچاس میں سے چالیس دن گزر گئے اور وحی بند رہی تو ایک دن رسول اللہ ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ تم کو حکم دیتے ہیں کہ تو اپنی بیوی سے جدا ہو جا۔ میں نے کہا: میں اسے طلاق دیدوں یا کیا کروں؟ انہوں نے کہا: نہیں بلکہ اس سے علیحدہ ہو جا اور اس کے قریب نہ جا۔ پھر آپ ﷺ نے میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی اسی طرح پیغام بھیجا۔ تو میں نے اپنی بیوی سے کہا: تو اپنے رشتہ داروں کے پاس چلی جا اور نہیں کے پاس رہ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا فیصلہ کر دے۔ پس حضرت ہلال بن امیہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! ہلال بن امیہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں، ان کا کوئی خادم بھی نہیں ہے۔ کیا آپ ﷺ اس کی خدمت کرنے کو بھی ناپسند کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں لیکن وہ تیرے ساتھ صحبت نہ کرے۔ انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! اسے کسی چیز کا خیال تک نہیں ہے اور اللہ کی قسم! اسے جب سے اس کا یہ معاملہ پیش آیا ہے اس دن سے لے کر آج تک وہ رو رہا ہے۔ پس مجھے میرے بعض گھر والوں نے کہا: تم بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنی بیوی کے بارے میں اجازت لے لو، جیسا کہ آپ ﷺ نے ہلال بن امیہ کی بیوی کو اس کی خدمت کی اجازت دیدی ہے۔ میں نے کہا: میں اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہ طلب کروں گا کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس بارے میں کیا ارشاد فرمائیں گے۔ جس وقت میں آپ ﷺ سے اپنی بیوی کے بارے میں اجازت لوں گا حالانکہ میں نوجوان آدمی ہوں۔ پس میں اسی طرح دس راتیں ٹھہرا رہا۔ پس ہمارے لیے پچاس راتیں اس وقت سے پوری ہوگئیں جب سے رسول اللہ ﷺ نے ہماری گفتگو کو منع فرمایا تھا۔ پھر میں نے پچاسویں رات کی صبح کو فجر کی نماز اپنے گھروں میں سے ایک گھر کی چھت پر ادا کی۔ پس اسی دوران میں اپنے اسی حال پر بیٹھا ہوا تھا جو اللہ نے ہمارے بارے میں ذکر کیا ہے۔ تحقیق! میرا دل تنگ ہونے لگا اور زمین مجھ پر باوجود وسیع ہونے کے تنگ ہوگئی تو میں نے اچانک سلع پہاڑ کی چوٹی سے ایک چلانے والے کی آواز سنی جو بلند آواز سے پکار رہا تھا۔ اے کعب بن مالک! خوش ہو جا۔ میں اسی وقت سجدہ میں گر گیا۔ اور میں نے جان لیا کہ تنگی دور ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر پڑھنے کے بعد لوگوں میں اعلان کیا کہ ہماری توبہ قبول ہوگئی ہے۔ پس لوگ ہمیں خوشخبری دینے کے لیے چل پڑے اور کچھ صحابہ میرے دونوں ساتھیوں کو خوشخبری دینے چلے گئے اور

ایک آدمی نے میری طرف گھوڑے کی ایڑ لگائی۔قبیلہ اسلم کے ایک آدمی نے بلند پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر مجھے آواز دی۔چنانچہ اس کی آواز گھوڑے کے پہنچنے سے قبل ہی پہنچ گئی۔پس جب میرے پاس وہ صحابی آئے جن کی میں نے خوشخبری دینے والی آواز سنی تھی۔تو میں نے اپنے کپڑے اتار کر اسے پہنا دیئے۔اس کی خوشخبری دینے کی وجہ سے۔ اللہ کی قسم! اس دن میرے پاس ان دو کپڑوں کے علاوہ کوئی چیز نہ تھی اور میں نے دو کپڑے ادھار لے کر خود پہنے۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادہ سے روانہ ہوا تو صحابہؓ مجھے فوج در فوج ملے جو مجھے توبہ کی قبولیت کی مبارکباد دے رہے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ کا تمہاری توبہ قبول کرنا تمہیں مبارک ہو۔یہاں تک کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور صحابہؓ آپ کے اردگرد موجود تھے۔پس طلحہ بن عبید اللہ جلدی سے اٹھے یہاں تک کہ مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارکباد دی۔اللہ کی قسم! مہاجرین میں سے ان کے علاوہ کوئی بھی نہ اٹھا۔اسی وجہ سے کعب، حضرت طلحہ کو کبھی نہ بھولتے تھے۔کعبؓ نے کہا: جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ کا چہرۂ اقدس خوشی کی وجہ سے چمک رہا تھا اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: مبارک ہو تمہیں ایسی بھلائی والے دن کی۔اس جیسی خوشی کا دن تجھ پر تیری ماں کے پیدا کرنے سے آج تک نہیں گزرا۔میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ (توبہ کی قبولیت) آپ کی طرف سے ہے یا اللہ عزوجل کی طرف سے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے اور رسول اللہ ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ اور منور ہو جاتا تھا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہو اور ہم اس علامت کو (بخوبی) پہچانتے تھے۔جب میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اللہ کے رسول کی خدمت میں بطور صدقہ پیش کر دوں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ، یہ تیرے لیے بہتر ہے۔تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بے شک اللہ نے مجھے سچائی ہی کے ذریعہ نجات عطا فرمائی ہے اور میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں گا کبھی سچ کے علاوہ بات نہ کروں گا۔اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ مسلمانوں میں سے کسی ایک کو بھی اللہ عزوجل نے سچ بولنے کی وجہ سے (ایسی) آزمائش میں ڈالا ہو اور جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ کی اس آزمائش کی خوبی کا ذکر کیا تھا اس وقت سے لے کر آج تک میں نے کبھی جھوٹ کا ارادہ بھی نہیں کیا اور میں امید کرتا ہوں کہ جب تک میری زندگی باقی ہے اللہ مجھے محفوظ رکھے گا تو اللہ رب العزت نے یہ آیات مبارکہ نازل فرمائی: "تحقیق اللہ نے نبی، مہاجرین اور انصار پر رحمت سے رجوع فرمایا جنہوں نے آپ ﷺ کی تنگی کے وقت میں اتباع کی۔اس کے بعد قریب ہے کہ ان میں سے ایک جماعت کے دل اپنی جگہ سے ہل جائیں۔پھر اللہ نے ان پر مہربانی فرمائی۔بیشک وہی ان کے ساتھ مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے اور ان تینوں پر بھی (رحمت فرمائی) جو پیچھے رہ گئے۔یہاں تک کہ جب زمین ان پر اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہوگئی اور ان کو یقین ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی ان کے لیے پناہ کی

جگہ نہیں ہے۔ پھر اللہ نے ان پر رحمت فرمائی تا کہ وہ توبہ کریں۔ بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ''۔ حضرت کعبؓ نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ کی مجھ پر نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت اسلام کے بعد میرے نزدیک میرے سچ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سچ بولا اور اگر میں نے جھوٹ بولا ہوتا تو میں بھی اسی طرح ہلاک ہو جاتا جیسے جھوٹ بولنے والے ہلاک ہوئے۔ بے شک اللہ نے جب وحی نازل کی جتنی اس میں جھوٹ بولنے والے کے شر کو بیان کیا کسی اور کے شر کو اتنا بڑا کر کے بیان نہیں کیا اور اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ''عن قریب یہ تم سے اللہ کے نام پر قسمیں کھائیں گے جب تم ان کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تا کہ تم ان سے اعراض کرو پس تم ان کی طرف سے اعراض کرو۔ بے شک وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ یہ بدلہ ہے ان اعمال کا جو وہ کرتے ہیں۔ وہ آپ سے قسمیں کھاتے ہیں تا کہ آپ ان سے راضی ہو جائیں پس اگر آپ ان سے راضی ہو گئے تو بے شک اللہ نافرمانی کرنے والی قوم سے راضی نہیں ہوتا۔ حضرت کعبؓ نے کہا: ہم تینوں آدمیوں کو ان لوگوں سے پیچھے رکھا گیا جن کا عذر رسول اللہ ﷺ نے قبول کیا۔ جب انہوں نے آپ ﷺ سے قسمیں اٹھائیں تو ان سے بیعت کی اور ان کے لیے استغفار کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ہمارے معاملہ کو مؤخر کر دیا یہاں تک کہ اللہ نے اس بارے میں فیصلہ فرمایا، اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان تینوں پر بھی رحمت فرمائی جن کا معاملہ مؤخر کیا گیا۔ اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم جہاد سے پیچھے رہ گئے تھے بلکہ اس پیچھے رہ جانے سے ہمارے معاملہ کا ان لوگوں سے مؤخر رہ جانا ہے، جنہوں نے آپ ﷺ سے قسم اٹھائی اور آپ ﷺ سے عذر پیش کیا اور آپ نے ان کے عذر کو قبول کیا۔

تشریح:

''یحدث حدیثه'' یعنی کعب بن مالک اپنی توبہ کا قصہ بیان کر رہے تھے اس وقت وہ نابینا ہو چکے تھے ان کے بیٹے عبداللہ نے ان سے یہ قصہ سنا عبداللہ کے بیٹے عبدالرحمٰن سے یہ قصہ ابن شہاب زہری نے نقل کیا اور خوب تفصیل سے نقل کیا صحیح مسلم کی احادیث میں یہ بہت لمبی حدیث ہے دوسری حضرت عائشہ کی افک اور بہتان والی حدیث بہت لمبی ہے اور تیسری آئندہ آنے والی ابوالیسر کا قصہ حضرت جابر کی بہت لمبی حدیث ہے چنانچہ مکتبۃ البشریٰ سے چھپنے والی صحیح مسلم کے نسخہ میں حضرت کعب کی یہ حدیث دس صفحات پر مشتمل ہے، واقعۂ افک سے متعلق اگلی حدیث بھی بہت لمبی حدیث ہے وہ بھی کچھ زائد دس صفحات پر مشتمل ہے، آگے کتاب التفسیر سے کچھ پہلے حضرت جابر کی حدیث اور ابوالیسر کا قصہ جس حدیث میں مذکور ہے وہ بھی دس صفحات پر مشتمل ہے۔ حضرت کعب نے اپنا جو قصہ بیان کیا ہے یہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے کا قصہ ہے پھر ان کے زیر عتاب آنے کا

قصہ ہے پھران سے مسلمانوں کی بائیکاٹ کا قصہ ہے اور پھران کی توبہ اور معافی کا تذکرہ ہے قصہ کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے وہ تو اس عظیم وفصیح بلیغ اور عظیم مربی نے خوب بیان فرمائی ہے البتہ درمیان میں مشکل لغات کی وضاحت جہاں ضرورت پڑے گی میں اس کو بیان کروں گا۔

''وان كانت بدرا ذكر ''یعنی اگرچہ لوگوں میں بدر کی فضیلت اور اس کی شہرت بہت زیادہ ہے لیکن مجھے ''وليلة العقبة'' میں آنحضرت کے ہاتھ پر بیعت اور ان سے معاہدہ کرکے مدینہ لانے پر زیادہ فخر ہے یہ معاہدہ تیرہ ہجری میں ایام تشریق کے موقع پر منیٰ میں ہوا تھا، ''ومفازا'' چٹیل میدان صحراء کو کہا گیا ہے ''وجلا'' یہ نصر ینصر سے ہے خوب واضح کرنے اور غزوہ کی جہت کو ظاہر کرنے کے معنی میں ہے آنحضرت عام غزوات میں راز کو بہت پوشیدہ رکھتے تھے یہ صیغہ باب تفعیل سے شد کے ساتھ بھی پڑھا جاسکتا ہے وہ بھی کھولنے اور ظاہر کرنے کے معنی میں ہے۔''كتاب حافظ ''رجسٹر میں نام لکھ کر رکھنے اور یاد کرنے کے معنی میں ہے یہ دفتری کاروائی کی طرف اشارہ ہے تفسیر خود موجود ہے دیوان فارسی لفظ ہے دفتر کو کہتے ہیں۔

''يظن'' یہاں ''الا'' کا لفظ رہ گیا ہے بخاری میں موجود ہے ''اصعر'' یہ سمع یسمع سے ہے سر اور گردن کو ٹیڑھا کرنے کے معنی میں ہوتا ہے یہاں مائل ہونا مراد ہے ''ای امیل'' ''الجد'' یہ استمر کے لیے فاعل ہے یعنی لوگوں میں مسلسل جانے کی جدوجہد اور تیزی و چستی جاری تھی۔

''تفارط الغزو ''یعنی جہاد میرے ہاتھ سے نکل گیا مجاہدین مجھ سے آگے نکل گئے۔''اسوة'' یعنی میرے لیے پیروی کا لائق کوئی شخص پیچھے نہیں تھا ''مغموصاً بالنفاق ''متہم کے معنی میں ہے یعنی ایسے لوگ پیچھے رہ گئے تھے جن پر یا تو نفاق کی تہمت تھی یا وہ شرعاً معذور و مجبور تھے ''في عطفيه'' یعنی عیش وعشرت اور خوش پوشاکی میں کندھوں کو تکبر سے دیکھتا ہے اسی نے ان کو روکا ہے۔''بثی'' شدید غم کو کہتے ہیں ''زاح'' زائل ہونے کے معنی میں ہے ''الباطل'' جھوٹ بولنا مراد ہے ''اعطيت جدلا ''یعنی مجھے گفتگو اور مناظرہ کا خوب تجربہ ہے ''وشار رجال ''یعنی بنوسلمہ کے لوگ دوڑ کر میرے پیچھے آگئے ''يـئنبوننى'' یہ لفظ تانیب باب تفعیل سے ہے سرزنش ملامت اور جھڑکنے کو کہتے ہیں ''تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ'' دیوار پر چڑھنے کے معنی میں ہے مراد یہ کہ دیوار پر چڑھ کر اندر باغ میں گیا جب ابو قتادہ نے بات نہیں کی تو اندر سے دیوار پر چڑھ کر باہر آگیا ''نبطى'' حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ایک شخص کا نام نبایوط تھا اسی کی طرف یہ قوم منسوب ہے یہ کھیتی باڑی کرنے والے لوگ تھے یہ شخص عیسائی تھا اور جبلہ بن ایہم کی طرف سے قاصد بن کر آیا تھا تا کہ حضرت کعب کو عیسائیت کی دعوت دیدے۔

''فسجرھا'' یعنی اس دعوت نامے کو جلتے تنور میں پھینک کر جلا دیا گویا یہ اس پرچی کا جواب تھا۔ ''استلبث الوحی'' لبث سے ہے تاخیر کے معنی میں ہے ''اوفی علی سلع'' یعنی یہ شخص کوہ سلع پر چڑھ گیا اور مجھے بشارت کے لیے آواز دیدی۔ ''اتامم'' قصد کرنے کے معنی میں ہے ''وعلی الثلاثۃ'' ان تینوں کے نام یاد کرنے کے لیے لفظ ''مکہ'' کو یاد کرنا چاہیے میم سے مراد مرارہ بن ربیعہ اور کاف سے کعب بن مالک مراد ہے اور ہ سے ہلال بن امیہ مراد ہے۔

''وارجا'' یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہمارا معاملہ مؤخر کر دیا دیگر لوگوں کے جھوٹے عذر قبول کر لیے ''ورّی'' یہ توریہ سے ہے کہ غزوہ کی جہت سے مخالف جہت کا اشارہ دیا کرتے تھے تاکہ دشمن تیاری نہ کرے یہ اگلی حدیث کا لفظ ہے ''عشرۃ الاف'' یہ ایک اندازہ ہے تحدید نہیں ہے ابن اسحٰق نے تیس ہزار بتایا ہے وہ صحیح ہے۔

۷۰۱۲۔ وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، بِإِسْنَادِ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ سَوَاءً،

یہی سابقہ حدیث اس سند کے ساتھ بھی مروی ہے۔

۷۰۱۳۔ وحَدَّثَنِي عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَمِّهِ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ حِينَ عَمِيَ، قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ، حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَزَادَ فِيهِ، عَلَى يُونُسَ: فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَّمَا يُرِيدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَّى بِغَيْرِهَا، حَتَّى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ، وَلَمْ يَذْكُرْ، فِي حَدِيثِ ابْنِ أَخِي الزُّهْرِيِّ أَبَا خَيْثَمَةَ وَلُحُوقَهُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

حضرت عبید اللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے جو حضرت کعب کی راہ نمائی کرنے والے تھے جب وہ نابینا ہو گئے تھے وہ کہتے ہیں میں نے کعب بن مالک کو اپنی حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، جب وہ غزوہ تبوک میں حضور ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے بقیہ حدیث حسب سابق ہے اس روایت میں مزید یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی کسی غزوہ میں تشریف لے جانے کا ارادہ کرتے تو کنایتاً اس کا ذکر فرما دیتے لیکن اس غزوہ میں آپ ﷺ نے پوری وضاحت کے ساتھ بتایا تھا البتہ حضرت زہری کے بھتیجے کی روایت کردہ حدیث میں حضرت ابوخیثمہ اور اس کے نبی

کریم ﷺ سے مل جانے کا ذکر نہیں ہے۔

۷۰۱۴۔وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ حِينَ أُصِيبَ بَصَرُهُ، وَكَانَ أَعْلَمَ قَوْمِهِ وَأَوْعَاهُمْ لِأَحَادِيثِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ، يُحَدِّثُ أَنَّهُ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ، غَيْرَ غَزْوَتَيْنِ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ: وَغَزَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِنَاسٍ كَثِيرٍ يَزِيدُونَ عَلَى عَشَرَةِ آلَافٍ، وَلَا يَجْمَعُهُمْ دِيوَانُ حَافِظٍ

حضرت عبیداللہ بن کعب سے مروی ہے جو حضرت کعب کی راہ نمائی کرنے والے تھے جب ان کی بصارت ختم ہوگئی تھی اور عبیداللہ اپنی قوم میں سب سے زیادہ عالم اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی احادیث کو محفوظ رکھنے والے تھے۔ وہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد حضرت کعب بن مالکؓ سے سنا اور وہ ان تین میں سے ایک تھے جن کی توبہ قبول کی گئی وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ دو غزوات کے علاوہ کسی بھی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے نہیں رہے باقی حدیث حسب سابق ہے اور اس روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت کثیر لوگوں کے ہمراہ جہاد کیا جو دس ہزار سے بھی زیادہ تھے اور ان کا شمار کسی رجسٹر میں درج نہیں کیا گیا۔

فوائد حدیث کعب بن مالک

حضرت کعب بن مالک کی اس حدیث اور قصہ سے بہت سارے مفید فائدے معلوم ہوتے ہیں امام نووی رحمہ اللہ نے سینتیس فوائد لکھے ہیں لیکن کچھ غیر ضروری فوائد ہیں چند کا انتخاب کر کے لکھتا ہوں۔

(۱) سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ اس پورے واقعہ سے جہاد کی عظیم فضیلت ظاہر ہوتی ہے پورا معاشرہ اور نبی آخر زمان ان تین اشخاص سے اس لیے ناراض ہوئے کہ انہوں نے جہاد میں شرکت نہیں کی تو جو لوگ آج کل جہاد میں شریک ہونا تو درکنار جہاد کا نام سننا نہیں چاہتے ہیں ان کے لیے اس میں کتنی بڑی تنبیہ ہے تعجب ہے کہ علامہ نووی نے سینتیس فوائد میں جہاد کا تذکرہ ہی نہیں کیا ہے۔

(۲) اس حدیث میں اہل بدر اور لیلة العقبة کی فضیلت کا ذکر ہے۔

(۳) لشکر کے امیر کے لیے مستحب ہے کہ وہ کنایات واشارات سے جہاد کا سفر شروع کرے ہاں ضرورت کے تحت واضح

الفاظ میں ذکر بھی کرے۔

(۴) اس حدیث سے سچ بولنے کی عظیم فضیلت اور اس کا بڑا فائدہ واضح ہو جاتا ہے۔

(۵) معصیت کے مرتکب سے سوشل بائیکاٹ کرنا جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

(۶) کافر سے نفرت اور اس کی دعوت کفر کا جواب دعوت نامہ کے جلانے سے دینا چاہیے۔

(۷) نماز میں نگاہوں کو چرا کر کسی کو دیکھنا جائز ہے۔

(۸) نعمت کے حصول پر اور امتحان میں کامیابی پر سجدۂ شکر ادا کرنا مستحب ہے۔

(۹) بشارت سنانا بھی مستحب ہے اور اس کے سنانے کا اکرام بھی مستحب ہے۔

(۱۰) اہل علم وفضل کی آمد پر بطور اکرام اٹھ جانا جائز ہے بشرطیکہ اس کی خواہش نہ ہو۔

(۱۱) امتحان سے باہر آنے اور مصیبت سے بچنے پر مالی صدقہ کرنا مستحب ہے۔

(۱۲) قائد عسکر کو چاہیے کہ اپنے لشکر کے افراد کو ہر وقت مدنظر رکھے تاکہ کوئی غائب نہ ہو۔

(۱۳) کسی بھائی کی مصیبت کے خاتمے پر ان کا استقبال کرنا ان سے مصافحہ کرنا مستحب ہے۔

بَاب حَدِيثِ الْإِفْكِ وَقصة عائشة

حضرت عائشہؓ پر جھوٹی تہمت باندھنے کا قصہ

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۷۰۱۵۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ۔ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: أَخْبَرَنَا۔ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ۔ وَالسِّيَاقُ حَدِيثُ مَعْمَرٍ مِنْ رِوَايَةِ عَبْدٍ وَابْنِ رَافِعٍ قَالَ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ جَمِيعًا: عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا: فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوا، وَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنْ حَدِيثِهَا وَبَعْضُهُمْ كَانَ أَوْعَى لِحَدِيثِهَا مِنْ بَعْضٍ، وَأَثْبَتَ اقْتِصَاصًا، وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمُ الْحَدِيثَ

الَّذِي حَدَّثَنِي، وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا، ذَكَرُوا، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ سَفَرًا، أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا، فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي، فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَلِكَ بَعْدَمَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ، فَأَنَا أُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي، وَأُنْزَلُ فِيهِ مَسِيرَنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوِهِ، وَقَفَلَ، وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ، آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ، فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ، فَلَمَّا قَضَيْتُ مِنْ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى الرَّحْلِ، فَلَمَسْتُ صَدْرِي فَإِذَا عِقْدِي مِنْ جَزْعِ ظَفَارِ قَدِ انْقَطَعَ، فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِينَ كَانُوا يَرْحَلُونَ لِي فَحَمَلُوا هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِيَ الَّذِي كُنْتُ أَرْكَبُ وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ، قَالَتْ: وَكَانَتِ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا، لَمْ يُهَبَّلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ، إِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ، فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ ثِقَلَ الْهَوْدَجِ حِينَ رَحَلُوهُ وَرَفَعُوهُ، وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ، فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا، وَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَمَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ، فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيبٌ، فَتَيَمَّمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ فِيهِ، وَظَنَنْتُ أَنَّ الْقَوْمَ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ، وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ قَدْ عَرَّسَ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ فَادَّلَجَ، فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ، فَأَتَانِي فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي، وَقَدْ كَانَ يَرَانِي قَبْلَ أَنْ يُضْرَبَ الْحِجَابُ عَلَيَّ، فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي، فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي، وَوَاللَّهِ مَا يُكَلِّمُنِي كَلِمَةً وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ، حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ، فَوَطِئَ عَلَى يَدِهَا فَرَكِبْتُهَا، فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِيَ الرَّاحِلَةَ، حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ، بَعْدَمَا نَزَلُوا مُوغِرِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ فِي شَأْنِي، وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ، فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَاشْتَكَيْتُ، حِينَ قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ شَهْرًا، وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِي قَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ، وَلَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ، وَهُوَ يَرِيبُنِي فِي وَجَعِي أَنِّي لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ، الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَشْتَكِي، إِنَّمَا يَدْخُلُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُ، ثُمَّ يَقُولُ: كَيْفَ تِيكُمْ؟ فَذَاكَ يَرِيبُنِي وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ، حَتَّى خَرَجْتُ

بَعْدَمَا نَقِهْتُ وَخَرَجَتْ مَعِي أُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ، وَهُوَ مُتَبَرَّزُنَا، وَلَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا، وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ فِي التَّنَزُّهِ، وَكُنَّا نَتَأَذَّى بِالْكُنُفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوتِنَا، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ، وَهِيَ بِنْتُ أَبِي رُهْمِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَأُمُّهَا ابْنَةُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ، خَالَةُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ، فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَبِنْتُ أَبِي رُهْمٍ قِبَلَ بَيْتِي، حِينَ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا، فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا، فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا: بِئْسَ مَا قُلْتِ، أَتَسُبِّينَ رَجُلًا قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، قَالَتْ: أَيْ هَنْتَاهْ أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ؟ قُلْتُ: وَمَاذَا قَالَ؟ قَالَتْ: فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ فَازْدَدْتُ مَرَضًا إِلَى مَرَضِي، فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ تِيكُمْ؟ قُلْتُ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ؟ قَالَتْ: وَأَنَا حِينَئِذٍ أُرِيدُ أَنْ أَتَيَقَّنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا، فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجِئْتُ أَبَوَيَّ فَقُلْتُ لِأُمِّي: يَا أُمَّتَاهْ مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ؟ فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِي عَلَيْكِ فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا، وَلَهَا ضَرَائِرُ، إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا، قَالَتْ قُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا؟ قَالَتْ: فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، ثُمَّ أَصْبَحْتُ أَبْكِي، وَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ، يَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ، قَالَتْ فَأَمَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ، وَبِالَّذِي يَعْلَمُ فِي نَفْسِهِ لَهُمْ مِنَ الْوُدِّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هُمْ أَهْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا، وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ: لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ، وَإِنْ تَسْأَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ، قَالَتْ: فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ فَقَالَ: أَيْ بَرِيرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيبُكِ مِنْ عَائِشَةَ؟ قَالَتْ لَهُ بَرِيرَةُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا قَطُّ أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا، أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ، تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا، فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ، قَالَتْ: فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَ أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا، وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا

خَيْرًا، وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ، فَقَالَ: أَنَا أَعْذِرُكَ مِنْهُ، يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْنَا عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ، قَالَتْ: فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ، وَكَانَ رَجُلًا صَالِحًا، وَلَكِنِ اجْتَهَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ، فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ لَا تَقْتُلُهُ، وَلَا تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ۔ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ ، فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ لَنَقْتُلَنَّهُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ فَثَارَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَقْتَتِلُوا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا وَسَكَتَ، قَالَتْ: وَبَكَيْتُ يَوْمِي ذَلِكَ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، ثُمَّ بَكَيْتُ لَيْلَتِي الْمُقْبِلَةَ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ وَأَبَوَايَ يَظُنَّانِ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِي ، فَبَيْنَمَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي اسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَأَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي، قَالَتْ: فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمَ، ثُمَّ جَلَسَ، قَالَتْ: وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ لِي مَا قِيلَ، وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوحَى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي بِشَيْءٍ، قَالَتْ: فَتَشَهَّدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَلَسَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ، فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً، فَسَيُبَرِّئُكِ اللَّهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ، فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبٍ، ثُمَّ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَتْ: فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتَّى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً، فَقُلْتُ لِأَبِي: أَجِبْ عَنِّي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا قَالَ فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِأُمِّي: أَجِيبِي عَنِّي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: وَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنَ الْقُرْآنِ إِنِّي وَاللَّهِ لَقَدْ عَرَفْتُ أَنَّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ بِهَذَا حَتَّى اسْتَقَرَّ فِي نُفُوسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ، فَإِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ لَا تُصَدِّقُونِي بِذَلِكَ، وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ لَتُصَدِّقُونَنِي وَإِنِّي، وَاللَّهِ مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا إِلَّا كَمَا قَالَ أَبُو يُوسُفَ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾(یوسف ۱۸) قَالَتْ: ثُمَّ تَحَوَّلْتُ فَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي، قَالَتْ: وَأَنَا، وَاللَّهِ حِينَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ مُبَرِّئِي

بِبَرَاءَتِي، وَلَكِنْ، وَاللَّهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنْ يُنْزَلَ فِي شَأْنِي وَحْيٌ يُتْلَى، وَلَشَأْنِي كَانَ أَحْقَرَ فِي نَفْسِي مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى، وَلَكِنِّي كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللَّهُ بِهَا، قَالَتْ: فَوَاللَّهِ مَا رَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسَهُ، وَلَا خَرَجَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ أَحَدٌ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَاءِ عِنْدَ الْوَحْيِ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ، فِي الْيَوْمِ الشَّاتِ، مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْهِ، قَالَتْ: فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَضْحَكُ، فَكَانَ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ: أَبْشِرِي يَا عَائِشَةُ أَمَّا اللَّهُ فَقَدْ بَرَّأَكِ فَقَالَتْ لِي أُمِّي: قُومِي إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ، وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللَّهَ، هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ بَرَاءَتِي، قَالَتْ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ﴾ مِنْكُمْ عَشْرَ آيَاتٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ بَرَاءَتِي، قَالَتْ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقْرِهِ: وَاللَّهِ لَا أُنْفِقُ عَلَيْهِ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ﴾ (النور ۲۲)، قَالَ حِبَّانُ بْنُ مُوسَى: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: هَذِهِ أَرْجَى آيَةٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِي، فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ: لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَمْرِي مَا عَلِمْتِ؟ أَوْ مَا رَأَيْتِ؟ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي، وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا. قَالَتْ عَائِشَةُ: وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَصَمَهَا اللَّهُ بِالْوَرَعِ، وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ تُحَارِبُ لَهَا، فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَهَذَا مَا انْتَهَى إِلَيْنَا مِنْ أَمْرِ هَؤُلَاءِ الرَّهْطِ وَقَالَ فِي حَدِيثِ يُونُسَ: احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ،

حضرت سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے سیدہ عائشہ زوجہ نبی کریم ﷺ کی حدیث افک روایت ہے کہ جب تہمت سے ان کے بارے میں کہا گیا جو کہا۔ پس اللہ نے انہیں ان کی تہمت سے پاک کیا حضرت زہری نے کہا: ان سب نے مجھ سے اس حدیث کا ایک ایک حصہ روایت کیا اور ان

میں سے بعض دوسرے بعض سے اس حدیث کو زیادہ رکھنے والے تھے اور عمدہ طور پر روایت کرنے والے تھے اور میں نے ان سب سے اس حدیث کو محفوظ یاد رکھا جو انہوں نے مجھ سے روایت کی اور ان میں سے ہر ایک کی حدیث دوسرے کی حدیث کی تصدیق کرتی ہے یہ سب روایت کرتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر پر جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے۔ پس ان میں سے جس کا قرعہ نکلتا رسول اللہ ﷺ اسے اپنے ہمراہ لے جاتے تھے۔ سیدہ عائشہؓ نے کہا کہ اس غزوہ میں بھی آپ ﷺ نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا تو اس میں میرے نام کا قرعہ نکل آیا۔ پس میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ گئی اور یہ پردہ کے احکام نازل ہونے کے بعد کا واقعہ ہے۔ پس مجھے میرے محمل (کجاوہ) میں سوار کیا جاتا اور اسی میں (پڑاؤ کے وقت) اتارا جاتا۔ پس ہم چلتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ سے فارغ ہو کر لوٹے اور ہم مدینہ کے قریب ہوگئے تو آپ ﷺ نے رات کو کوچ کرنے کا اعلان کیا۔ جب آپ ﷺ نے کوچ کرنے کا اعلان کیا تو میں کھڑی ہوئی اور قضاء حاجت کے لیے چل دی یہاں تک کہ لشکر سے دور چلی گئی جب میں قضائے حاجت سے فارغ ہوئی اور کجاوے کی طرف لوٹ کر آئی تو میں نے اپنے سینے کو ٹٹولا تو میرا ہار (یمن کے علاقے) ظفار کے نگینوں والا ٹوٹ چکا تھا۔ پس میں واپس گئی اور اپنے ہار کو ڈھونڈنا شروع کر دیا اور مجھے اس ہار کی تلاش نے روک لیا اور میرا کجاوہ اٹھانے والی جماعت آئی۔ پس انہوں نے میرے کجاوے کو اٹھا کر میرے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوتی تھی اور وہ گمان کرتے تھے کہ میں اس کجاوے میں ہوں اور ان میں دونوں عورتیں دبلی پتلی ہوا کرتی تھیں، موٹی تازی اور بھاری بھر کم نہ ہوتی تھیں اور نہ گوشت سے بھرپور کیونکہ وہ کھانا کم کھایا کرتی تھیں۔ اسی وجہ سے جب ان لوگوں نے کجاوہ کو اٹھا کر سوار کیا تو وزن کا اندازہ نہ لگا سکے اور میں نوخیز نوجوان لڑکی تھی۔ پس انہوں نے اونٹ کو اٹھایا اور روانہ ہوگئے اور میں نے لشکر کے چلے جانے کے بعد ہار کو پالیا۔ پس میں ان کے پڑاؤ کی جگہ آئی مگر وہاں پر نہ کوئی پکارنے والا تھا اور نہ ہی کوئی جواب دینے والا۔ میں نے اسی جگہ کا ارادہ کیا جہاں پر میں پہلے تھی اور میرا گمان تھا کہ عن قریب وہ لوگ مجھے گم پا کر میری طرف لوٹ کر آئیں گے اسی دوران میں اپنی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ میری آنکھوں میں نیند کا غلبہ آیا اور میں سوگئی اور حضرت صفوان بن معطل سلمی ذکوانیؓ نے لشکر سے پیچھے رات گزاری تھی وہ پچھلی رات کو چل کر صبح سویرے ہی میری جگہ پر پہنچ گئے سوئے ہوئے انسان کی سیاہی دیکھ کر میرے پاس آئے اور مجھے دیکھتے ہی پہچان گئے کیونکہ انہوں نے مجھے احکام پردہ نازل ہونے سے پہلے دیکھا ہوا تھا۔ جب انہوں نے مجھے پہچان کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو میں بیدار ہوگئی پس میں نے اپنے چہرے کو اپنی چادر سے ڈھانپ لیا۔ اللہ کی قسم! انہوں نے مجھ سے ایک کلمہ بھی گفتگو نہیں کی اور نہ میں نے ان سے (انا للہ) کے علاوہ کوئی کلمہ سنا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنی سواری کو بٹھایا اس ام ءاونٹنی کے پاؤں پر اپنا

پاؤں رکھا تو میں سوار ہوگئی پس وہ سواری کی مہار پکڑ کر (آگے آگے) چل دیئے۔ یہاں تک ہم لشکر کو ان کے پڑاؤ کے بعد پہنچ گئے جو کہ عین دوپہر کے وقت پہنچے تھے۔ پس جس شخص کو (بدگمانی کی وجہ سے) ہلاک ہونا تھا، وہ ہلاک ہوگیا وہ شخص جس نے سب سے بڑی تہمت لگائی تھی وہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ ہم مدینہ پہنچ گئے اور میں مدینہ پہنچنے کے بعد ایک ماہ تک بیمار رہی اور لوگوں نے تہمت لگانے والوں کی باتوں پر غور کرنا شروع کردیا اور میں اس بارے میں کچھ نہ جانتی تھی البتہ مجھے اس بات نے شک میں ڈالا کہ میں نے اپنی اس بیماری میں رسول اللہ ﷺ کی وہ شفقت نہ دیکھی جو اپنی (پچھلی) بیماریوں کے وقت اس سے پہلے دیکھتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے، سلام کرتے پھر فرماتے تمہارا کیا حال ہے؟ یہ بات مجھے شک میں ڈالتی تھی لیکن مجھے کسی برائی کے بارے میں شعور تک نہ تھا یہاں تک کہ کمزور ہونے کے بعد ایک دن میں قضائے حاجت کے لیے باہر نکلی اور حضرت ام مسطح بھی میرے ساتھ مناصع (یعنی صحراء) کی طرف نکلی اور وہ ہمارا بیت الخلاء تھا اور ہم صرف رات کے وقت نکلا کرتی تھیں اور یہ ہمارے گھروں کے قریب بیت الخلاء بننے سے پہلے کا واقعہ ہے اور ہمارا معاملہ عرب کے پہلے لوگوں کی طرح تھا کہ ہم قضائے حاجت کے لیے جنگل میں جایا کرتی تھیں اور بیت الخلاء گھروں کے قریب بنانے سے ہم نفرت کرتے تھے، پس میں اور ام مسطح چلیں اور وہ ابورہم بن عبدالمطلب بن عبدمناف کی بیٹی تھی اور ان کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی تھیں جو حضرت ابوبکر صدیق کی خالہ تھیں اور اس کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب کا بیٹا تھا۔ پس جب میں اور ابورہم کی بیٹی قضائے حاجت سے فارغ ہوکر اپنے گھر کی طرف لوٹیں تو ام مسطح کا پاؤں ان کی چادر میں الجھ گیا تو اس نے کہا: مسطح ہلاک ہوا۔ میں نے اس سے کہا: آپ نے جو بات کی ہے وہ بری بات ہے۔ کیا آپ ایسے آدمی کو گالی دیتی ہیں جو غزوۂ بدر میں شریک ہوا تھا۔ اس نے کہا: اے بھولی بھالی عورت کیا تو نے وہ بات نہیں سنی جو اس نے کہی ہے، میں نے کہا: اس نے کیا کہا ہے؟ پھر اس نے مجھے تہمت کی بات کے بارے میں خبر دی۔ یہ سنتے ہی میری بیماری میں اور اضافہ ہوگیا پس جب میں اپنے گھر کی طرف لوٹی تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، سلام کیا پھر فرمایا: تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: آپ مجھے میرے والدین کے پاس جانے کی اجازت دیتے ہیں؟ اور اس وقت میرا یہ ارادہ تھا کہ میں اپنے والدین کی طرف سے اس خبر کی تحقیق کروں پس رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دیدی۔ پس میں اپنے والدین کے پاس آئی تو میں نے اپنی والدہ سے کہا: اے امی جان! لوگ کیا باتیں بنا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: اے میری پیاری بیٹی! اپنے آپ پر قابو رکھ۔ اللہ کی قسم! ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کوئی عورت اپنے خاوند کے نزدیک محبوب ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں جو اس کے خلاف کوئی بات نہ بنائیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا: سبحان اللہ! واقعتا لوگوں نے ایسی باتیں کی ہیں۔ فرماتی ہیں میں اس رات صبح تک روتی رہی، نہ میرے آنسو رکے اور نہ ہی میں نے نیند کو آنکھوں کا سرمہ بنایا۔ پھر میں نے روتے ہوئے صبح کی

اور رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو بلایا اور ابھی تک وحی نازل نہیں ہوئی تھی اور ان سے اپنی اہلیہ کو جدا کرنے کا مشورہ طلب کیا۔ پس حضرت اسامہ بن زید نے رسول اللہ ﷺ کو وہی مشورہ دیا جو رسول اللہ ﷺ اپنی اہلیہ کی برأت کے بارے میں جانتے تھے اور جو وہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ کو ان کے ساتھ محبت ہے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ آپ کے گھر والی ہے اور ہم بھلائی کے علاوہ ان میں کچھ نہیں جانتے اور بہرحال حضرت علیؓ بن ابی طالب نے کہا: اللہ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں کی اور ان کے علاوہ بہت عورتیں موجود ہیں اور اگر آپ (سیدہ عائشہ) کی لونڈی سے پوچھیں تو وہ آپ ﷺ سے سچی بات کر دے گی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا تو فرمایا: اے بریرہ! کیا تو نے کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جس نے تجھے عائشہ کی طرف سے شک میں ڈالا ہو؟ آپ ﷺ سے حضرت بریرہؓ نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے سیدہ عائشہؓ میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جس پر نکتہ چینی کی جا سکے یا عیب لگایا جا سکے۔ باقی یہ بات کہ نوعمر نوجوان لڑکی ہے اپنے گھر والوں کا آٹا گوندھتے گوندھتے سو جاتی ہے اور بکری آ کر اسے کھا لیتی ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی بن سلول سے جواب طلب کیا۔ فرماتی ہیں، پس رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! تم میں سے کون بدلہ لے گا اس آدمی سے جس کی طرف سے مجھے اپنے اہل بیت کے بارے میں تکلیف پہنچی ہے۔ اللہ کی قسم! میں تو اپنے گھر والوں میں سوائے بھلائی کے کوئی بات نہیں جانتا اور جس آدمی کا تم ذکر کرتے ہو (صفوان) کے بارے میں بھی سوائے بھلائی کے کوئی بات نہیں جانتا اور نہ وہ میرے ساتھ کے علاوہ کبھی میرے گھر والوں کے پاس گیا ہے۔ پس حضرت سعد بن معاذ انصاری کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اس سے میں آپ کا بدلہ لیتا ہوں اگر وہ قبیلہ اوس سے ہے تو ہم اس کی گردن ماردیں گے اور اگر ہمارے بھائیوں (یعنی) قبیلہ خزرج میں سے ہو تو آپ جو حکم اس کے بارے میں دیں گے ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔ پھر قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہؓ کھڑے ہوئے اور وہ نیک آدمی تھے لیکن انہیں کچھ جاہلیت کے قبائلی تعصب نے بھڑکا دیا۔ پس انہوں نے سعد بن معاذ سے کہا: آپ نے سچ نہ کہا، اللہ کی قسم! تم اسے قتل نہیں کر سکتے اور نہ ہی تمہیں اس کے قتل پر قدرت حاصل ہے۔ حضرت اسید بن حضیر، سعد بن معاذ کے چچازاد کھڑے ہوئے تو سعد بن عبادہ سے کہا: تم نے بھی حق بات نہیں کی البتہ ہم ضرور بالضرور اسے قتل کریں گے۔ تو کیا تم منافق ہو جو منافقین کی طرف سے لڑ رہے ہو۔ الغرض اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کو جوش آ گیا یہاں تک کہ انہوں نے باہم لڑنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ برابر ان کے غصہ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے لگے رہے۔ یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گئے اور آپ ﷺ بھی خاموش ہو گئے۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں میں اس دن بھی روتی رہی۔ میرے آنسو نہیں رکتے تھے اور نہ میری آنکھوں

نے نیند کا سرمہ بنایا۔ پھر میں آنے والی رات میں بھی اسی طرح روتی رہی نہ میرے آنسو رکے اور نہ ہی (میری آنکھوں نے) نیند کو سرمہ بنایا اور میرے والدین نے گمان کیا کہ (اس قدر) رونا میرے جگر کو پھاڑ دے گا۔ اسی دوران کہ وہ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں رو رہی تھی کہ انصار میں سے ایک عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے اسے اجازت دی۔ پس وہ بھی بیٹھ کر رونا شروع کر دیا۔ پس ہم اسی حال میں تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے پاس تشریف لائے سلام کیا، پھر بیٹھ گئے۔ فرماتی ہیں کہ جب سے میرے بارے میں باتیں کی گئیں جو کی گئیں آپ ﷺ میرے پاس نہ بیٹھتے تھے اور ایک مہینہ گزر چکا تھا لیکن آپ ﷺ کی طرف میرے بارے میں کوئی وحی نازل نہ کی گئی تھی پھر رسول اللہ ﷺ نے بیٹھتے ہی تشہد پڑھا۔ فرمایا: اما بعد! اے عائشہ مجھے تیرے بارے میں ایسی ایسی خبر پہنچی ہے۔ پس اگر تو پاک دامن ہے تو عن قریب اللہ تیری پاکدامنی واضح کر دے گا اور اگر تو گناہ میں ملوث ہو چکی ہو تو اللہ سے مغفرت طلب کر و اور اس کی طرف رجوع کر۔ پس بے شک بندہ جب گناہ کا اعتراف کر لیتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ بھی اس پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرماتا ہے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ اپنی گفتگو پوری کر چکے تو میرے آنسو بالکل رک گئے۔ یہاں تک میں نے آنسوؤں سے ایک قطرہ تک محسوس نہ کیا۔ میں نے اپنے والد سے عرض کیا: آپ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو ان باتوں کا جواب دیں جو آپ ﷺ نے فرمائی ہیں۔ تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں؟ پھر میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ آپ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں۔ تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں بھی نہیں جانتی کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں۔ تو میں نے عرض کیا: حالانکہ میں ایک نوعمر لڑکی تھی۔ میں نے قرآن مجید کو زیادہ نہیں پڑھا تھا اللہ کی قسم میں جانتی ہوں کہ تم اس تہمت کی بات کو سن چکے ہو۔ یہاں تک کہ وہ بات تمہارے دلوں میں پختہ ہو چکی ہے اور تم نے اس کو سچ سمجھ لیا ہے پس اگر میں تم سے کہوں کہ میں پاک دامن ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں پاک دامن ہوں تو تم میری تصدیق نہیں کرو گے اور اگر میں اس برائی کا اقرار کروں اور اللہ جانتا ہے کہ میں پاک دامن ہوں تو تم میری تصدیق کرو گے پس مجھے حضرت یوسف کے والد کی بات کے علاوہ کوئی صورت میرے اور تمہارے درمیان بطور مثال نظر نہیں آتی کہ انہوں نے کہا: ﴿فصبر جميل والله المستعان الخ﴾ پس صبر ہی بہتر اور خوب ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی سے مدد طلب کرتا ہوں۔ فرماتی ہیں پھر میں نے کروٹ بدل لی اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ فرماتی ہیں اللہ کی قسم! میں اس وقت بھی جانتی تھی کہ میں پاک دامن ہوں اور بے شک اللہ تعالیٰ میری پاک دامنی کو واضح فرمائے گا لیکن اللہ کی قسم! میرا یہ گمان بھی نہ تھا کہ میرے بارے میں ایسی وحی نازل کی جائے گی جس کی تلاوت کی جائے گی اور میں اپنی شان کو اپنے دل میں کم سمجھتی تھی۔ اس سے کہ اللہ رب العزت میرے معاملہ میں کلام کرے گا، جس کی تلاوت کی جائے گی لیکن میں تو یہ امید کرتی تھی کہ رسول

اللہ ﷺ نیند میں خواب دیکھیں گے جس میں اللہ میری پاک دامنی واضح کر دیں گے۔ فرماتی ہیں اللہ کی قسم! ابھی رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے نہ اٹھے تھے اور نہ ہی گھر والوں میں سے کوئی بھی باہر گیا تھا کہ اللہ رب العزت نے اپنی نبی ﷺ پر وحی نازل فرمائی اور آپ پر وحی کی شدت طاری ہوگئی جو وحی کے نزول کے وقت ہوتی تھی یہاں تک کہ سخت سردی کے دن میں بھی آپ ﷺ کے پسینہ کے قطرات موتیوں کی طرح لگتے تھے اس وحی کے بوجھ کی وجہ سے جو آپ ﷺ پر نازل ہوتی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ کی یہ حالت دور ہوگئی یعنی وحی پوری ہوگئی تو آپ ﷺ مسکرانے لگے اور آپ ﷺ کا پہلا کلمہ جس سے آپ ﷺ نے گفتگو کی یہ تھا کہ اے عائشہ! خوش ہو جا کہ اللہ نے تیری پاک دامنی واضح کر دی ہے مجھ سے میری والدہ نے کہا: تم آپ ﷺ کی طرف اٹھ کر آپ کا شکریہ ادا کر۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس کے لیے کھڑی نہیں ہونگی بلکہ میں صرف اللہ ہی کے سامنے کھڑی ہوں اور اسی اللہ کی حمد وثناء بیان کروں گی جس نے میری برأت نازل کیں۔ پس عائشہ فرماتی ہیں کہ ان الذین ...الخ یعنی بے شک تم میں سے وہ جماعت جس نے تہمت لگائی، ان دس آیات میں اللہ نے میری برأت نازل کی۔ فرماتی ہیں حضرت ابوبکرؓ جو مسطح پر قرابت داری اور ان کی غربت کی وجہ سے خرچ کیا کرتے تھے، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس کے بعد جو اس نے عائشہ کے بارے میں کہا کبھی بھی انہیں کچھ نہ دوں گا۔ تو اللہ رب العزت نے ولا یاتل اولوا؛؛؛؛ الاتحبون ان یغفر اللہ لکم تک آیات نازل فرمائیں۔ ''تم میں سے جو لوگ صاحب فضل اور صاحب وسعت ہیں وہ یہ قسم نہ کھائیں کہ وہ اپنے رشتہ داروں اور مسکینوں اور اللہ کے راستہ میں ہجرت کرنے والوں کو (کچھ) نہ دیں گے اور انہیں چاہیے کہ وہ اپنے رشتہ داروں اور مسکینوں اور اللہ کے راستہ میں ہجرت کرنے والوں کو (کچھ) دیں۔ اور انہیں چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں (اے ایمان والو) کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ اللہ تمہیں معاف فرما دے اور اللہ بہت معاف کرنے والا، بے حد مہربان ہے''۔ حضرت عبداللہ بن مالک نے کہا: اللہ کی کتاب میں یہ آیت سب سے زیادہ امید بڑھانے والی ہے تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اللہ مجھے معاف فرما دے پھر انہوں نے حضرت مسطح کو وہی خرچ دوبارہ دینا شروع کر دیا جو اسے پہلے دیا کرتے تھے اور کہا: میں اس سے یہ کبھی بھی نہ روکوں گا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش سے میرے معاملہ کے بارے میں پوچھا کہ تو کیا جانتی ہے یا تو نے کیا دیکھا؟ تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے کانوں اور آنکھوں کی حفاظت رکھتی ہوں یعنی بن سنے یا دیکھے کوئی بات بیان نہیں کرتی۔ اللہ کی قسم! میں ان کے بارے میں سوائے بھلائی کے کچھ نہیں جانتی۔ سیدہ عائشہ نے کہا: یہی وہ عورت تھیں جو رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے میرے مقابل اور برابر کی تھیں۔ پس اللہ نے انہیں تقویٰ کی وجہ سے محفوظ رکھا البتہ ان کی بہن حمنہ بنت جحش ان کی حمایت کے لیے لڑی تھی اور وہ بھی تہمت کی ہلاکت میں ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک

ہوئی۔ حضرت زہری نے کہا: یہ وہ حدیث ہے جو ہم تک اس معاملہ کے متعلق اس جماعت کے ذریعہ پہنچی ہے اور حضرت یونس کی روایت کردہ حدیث میں کہا کہ (حمنہ کو) تعصب نے تہمت میں شریک ہونے پر ابھارا۔

تشریح:

''طـائـفـة''یعنی ہر راوی نے اپنے طور پر حدیث افک کا جو حصہ یاد کیا تھا وہ شیخ زہری کو بیان کیا اور زہری نے ایک لمبی حدیث بنا کر پیش کیا تمام راوی ثقہ ہیں تو ان کی روایتوں کا جوڑنا اور ایک حدیث بنا کر بیان کرنا ممنوع نہیں ہے۔''ادعـی'' زیادہ یاد کرنے کے معنی میں ہے۔''اقـتـصـاصـا''یعنی بیان کرنے میں زیادہ قوی اور زیادہ محفوظ کرنے والا ہوتا ہے یہاں راویوں کے تفاوت کو بیان کیا گیا ہے مگر سب کی حدیث صحیح ہے۔''فـی غـزوة''اس سے غزوہ مریسیع مراد ہے جس کو غزوہ بنو المصطلق بھی کہتے ہیں یہ غزوہ شعبان کے مہینہ میں پانچ ہجری میں واقع ہوا تھا''وقـفـل'' یہ لوٹنے کے معنی میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ واقعہ افک اس غزوہ سے واپسی میں پیش آیا تھا''اذن'' کوچ کے لیے پہلے اعلان ہوتا تھا پھر روانہ ہو جاتے تھے اس درمیان میں قضاء حاجت کا کچھ وقت ہوتا تھا حضرت عائشہ اسی وقت میں قضاء حاجت کے لیے نکلی تھی''مـن جـزع ''جیم پر زبر ہے زا ساکن ہے ایک قسم کے نگینوں کو کہتے ہیں جس کی سیاہی میں سفیدی ملی ہوئی ہوتی ہے''ظفار'' یمن کے ایک گاؤں کا نام ہے یہ ہار اس بستی کی طرف منسوب ہوتا تھا۔

''لم یهبلن'' باب تفعیل سے مجہول کا صیغہ ہے''ای لم یصرن مثقلات''یعنی جسم کے اعتبار سے موٹی نہیں ہوتی تھیں گویا یہ ''خـفـافـا'' کی تفصیل ہے''العُلقة''قلیل کھانے کو کہتے ہیں۔''مـن وراء الجیش'' آنحضرت نے صفوان بن معطل کو اس پر مقرر کیا تھا کہ فوج کے گزرنے کے بعد آیا کرو اور گری پڑی چیزوں کو اٹھایا کرو اسی مقصد کے لیے انہوں نے لشکر کے پیچھے کسی جگہ میں پڑاؤ کیا تھا۔

''فـوطـی علی یدها'' اونٹ کو قابو میں رکھنے کے لیے اس کو بٹھا کر اس کے گھٹنے پر پاؤں رکھتے ہیں تاکہ سوار ہونے والے کے لیے آسانی ہو یہی مراد ہے''مـوغـریـن'' یہ لفظ وغر یغر ضرب یضرب سے ہے دوپہر کی شدید گرمی کو کہتے ہیں یہاں یہ لفظ باب افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے گرمی میں داخل ہونے کو کہتے ہیں ''یـفـیـضـون'' ای یـخـوضـون یعنی واقعہ افک میں گفتگو کیا کرتے تھے''یـریـبـنـی'' شک میں ڈالنے کے معنی میں ہے''تـیـکـم''ایک حدیث میں تیکن ہے اس میں واحد مؤنث کا اشارہ ہے اور کن خطاب مؤنث کے لیے ہے''کـم'' بھی خطاب ہے یعنی تم سے پوچھتا ہوں یہ عائشہ کیسی ہے؟ آنحضرت ام رومان وغیرہ سے عائشہ کی خیریت معلوم کرتے تھے لیکن عائشہ سے خود بات نہیں کرتے تھے''نـقـهـت'' یہ سمع اور فتح سے ہے مریض جب

انتہائی کمزوری کے بعد کچھ بہتر ہو جاتا ہے اس کو کہتے ہیں صحت یابی کے بعد کمزوری کا نام نقاہت ہے۔

''المناصع'' منصع کی جمع ہے گاؤں کے قریب ایک جگہ ہوتی ہے جہاں لوگ قضاء حاجت کے لیے جاتے ہیں مردوں کی جگہ الگ ہوتی ہے اور عورتوں کی الگ ہوتی ہے یہ قبائلی نظام کا لفظ ہے شہری لوگ اس کو نہیں سمجھتے ہیں اس کو ''غل درہ'' کہتے ہیں مدینہ منورہ سے باہر ایسی کئی جگہیں تھیں۔ ''متبرزنا'' یعنی ہماری قضاء حاجت کی جگہیں یہی ہوتی ہیں ''کنف'' کنیف کی جمع ہے باتھ روم کو کہتے ہیں ''عثرت'' منہ کے بل گرنے کو کہتے ہیں ''فی مرطھا'' مرط چادر کو کہتے ہیں یہ لمبی چادر تھی پاؤں میں الجھ کر ام مسطح گر گئی۔ ''تعس مسطح'' یہ بددعا کا جملہ ہے مطلب یہ ہے کہ مسطح ہلاک ہو جائے اس کا برا ہو''ای ھنتاہ'' بھولی بھالی غافل عورت کے لیے یہ لفظ بولا جاتا ہے ''اے نادان'' سے ترجمہ کرنا چاہیے ''وضیئة'' کرم یکرم سے ہے حسین وجمیل کے معنی میں ہے ''لا یرقا'' فتح یفتح سے ہے آنسوں نہ تھمنے کے معنی میں ہے ''ولا اکتحل'' سرمہ لگانے کو کہتے ہیں مراد نیند کا نہ آنا ہے ''استلبث الوحی'' یعنی وحی آنے میں دیر ہوگئی ''ان رئیت'' یہاں لفظ ان نافیہ ہے ما کے معنی میں ہے ''اغمصه'' ضرب یضرب سے ہے حقیر و ذلیل اور عیب والا سمجھنا ''الداجن'' گھر کی پلی ہوئی بکری کو کہتے ہیں ''تنام عن عجین'' یعنی آٹا گوندھتی گوندھتی سو جاتی ہے بھولی بھالی ہے حضرت بریرہ نے دقیق اشارہ کیا کہ عائشہ اپنا آٹا نہیں سنبھال سکتی ہے یہ کسی سے تعلق قائم کرنے کو کیا جانتی ہے یہ ایک معصوم بچی ہے۔ میں تو اس کے علاوہ اس میں کوئی عیب نہیں دیکھتی ہوں۔

''استعذر'' یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق نے مجھے ایذاء پہنچائی ہے مجھے کون معذور سمجھے گا کہ میں اس کو سزا دوں؟ ''اجتھلته'' یہ صیغہ باب افتعال سے ہے۔ یعنی اس کو جہالت اور بے صبری پر قومی حمیت نے ابھارا کیونکہ عبداللہ بن ابی ابن سلول کا تعلق خزرج سے تھا اور سعد بن عبادہ بھی خزرجی تھے اور سعد بن معاذ کا تعلق اوس قبیلہ سے تھا جاہلیت میں دونوں قبائل کی لمبی جنگیں ہوئی تھیں۔ ''قلص دمعی'' ضرب یضرب سے ہے آنسوں کے تھمنے کے معنی میں ہے چونکہ سنجیدگی سے جواب دینے کا وقت تھا اس لیے آنسوں بہانے کا وقت نہیں تھا تو آنسوں خشک ہو گئے۔

''مارام'' یہ لفظ رام یریم باب ضرب سے ہے جدا ہونے کے معنی میں ہے اگر رام یروم ہو تو وہ قصد کے معنی میں ہوتا ہے وہ یہاں مراد نہیں ''البرحاء'' شدید بخار کو کہتے ہیں مگر یہاں صرف شدت وحی مراد ہے ''الجمان'' موتی کو کہتے ہیں ''یوم الشات'' یہ لفظ یوم الشاتی ہے شتاء سے ہے جاڑوں کے موسم کو کہتے ہیں۔ ''تسامینی'' یعنی میری سوکنوں میں یہی زینب میری برابری کی خاتون تھی جو حسن و جمال اور تدبر و کمال میں میرا مقابلہ کر سکتی تھی ''کنف'' یعنی اس نے کسی نامحرم عورت کے

دامن کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا"استشہد"اس سے اشارہ کیا جاتا ہے کہ یہ پاک آدمی تھا ورنہ شہادت کیسے ملتی کہتے ہیں یہ حضرت معاویہ کے زمانہ میں روم میں لڑتے ہوئے ۵۴ھ میں شہید ہو گئے تھے بہر حال واقعہ افک میں جن لوگوں نے "قذف" کا ارتکاب کیا تھا راجح یہی ہے کہ ان پر حد قذف لگائی گئی اگلی روایت میں ہے "ابنو اھلی" یہ لفظ ابن یا ابن نصر اور ضرب سے تہمت کے معنی میں ہے ای اذا اتھمہ و رماہ بخلۃ سوء "اسقطوا لھا بہ" ای انوالھا بکلام ساقط یعنی بریرہ کو سخت سنایا کہ سچ کیوں نہیں بولتی ہو۔"الصائغ" سنار کو کہتے ہیں یعنی جس طرح سنار سونے کو پرکھ کر بتاتا ہے میں نے بھی عائشہ کو پرکھا بتادیا کہ یہ پاک ہے"یستوشیہ" یہ وشی سے ہے ملمع سازی کر کے کلام کے پھیلانے کو کہتے ہیں۔

۷۰۱۶۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ح وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ وَمَعْمَرٍ، بِإِسْنَادِهِمَا، وَفِي حَدِيثِ فُلَيْحٍ: اجْتَهَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ كَمَا قَالَ مَعْمَرٌ، وَفِي حَدِيثِ صَالِحٍ: احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ كَقَوْلِ يُونُسَ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ صَالِحٍ: قَالَ عُرْوَةُ: كَانَتْ عَائِشَةُ تَكْرَهُ أَنْ يُسَبَّ عِنْدَهَا حَسَّانُ، وَتَقُولُ: فَإِنَّهُ قَالَ: فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ وَزَادَ أَيْضًا: قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَاللَّهِ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي قِيلَ لَهُ مَا قِيلَ لَيَقُولُ: سُبْحَانَ اللَّهِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا كَشَفْتُ عَنْ كَنَفِ أُنْثَى قَطُّ، قَالَتْ: ثُمَّ قُتِلَ بَعْدَ ذَلِكَ شَهِيدًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَفِي حَدِيثِ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ: مُوعِرِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: مُوغِرِينَ قَالَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّزَّاقِ: مَا قَوْلُهُ مُوغِرِينَ؟ قَالَ: الْوَغْرَةُ شِدَّةُ الْحَرِّ،

یہی سابقہ حدیث مبارکہ ان اسناد سے بھی مروی ہے البتہ حضرت فلیح کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ (حمنہؓ کو) تعصب نے جاہل بنادیا اور حضرت صالح کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ تعصب نے ابھارا۔ حضرت صالح کی روایت کردہ حدیث مبارکہ میں یہ اضافہ بھی ہے کہ حضرت عروہ نے کہا: سیدہ عائشہ اپنے پاس حضرت حسانؓ (کے متعلق) کو برا بھلا کہنے کو ناپسند کرتی تھیں کیونکہ انہوں نے کہا: بے شک میرے باپ اور میری ماں اور میری عزت، سب محمد ﷺ کی عزت کو تم سے بچانے کے لیے (وقف) ہیں۔ اور یہ اضافہ بھی ہے کہ سیدہ عائشہؓ نے کہا: اللہ کی قسم! جس آدمی کے بارے میں جو تہمت کیا گیا تھا وہ کہتے تھے (صفوان بن معطل) سبحان اللہ! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے کبھی بھی کسی عورت کا کپڑا نہیں کھولا۔ فرماتی ہیں پھر وہ اس کے بعد اللہ کے

راستہ میں شہید ہو گئے۔ آگے موعرین فی نحر الظھیرۃ کا معنی بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے دوپہر کے وقت سخت گرمی میں (قافلہ نے پڑاؤ ڈالا)۔ یہ لفظ یعقوبؒ نے نقل کیا ہے عبدالرزاق نے موغرین نقل کیا ہے وغرۃ شدید گرمی کو کہتے ہیں۔

۷۰۱۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِي ذُكِرَ، وَمَا عَلِمْتُ بِهِ، قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَتَشَهَّدَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي أُنَاسٍ أَبَنُوا أَهْلِي، وَايْمُ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي مِنْ سُوءٍ قَطُّ، وَأَبَنُوهُمْ، بِمَنْ، وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَطُّ، وَلَا دَخَلَ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا وَأَنَا حَاضِرٌ، وَلَا غِبْتُ فِي سَفَرٍ إِلَّا غَابَ مَعِي وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ، وَفِيهِ: وَلَقَدْ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِي، فَسَأَلَ جَارِيَتِي، فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا، إِلَّا أَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتَّى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَأْكُلَ عَجِينَهَا، أَوْ قَالَتْ خَمِيرَهَا۔ شَكَّ هِشَامٌ۔ فَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: اصْدُقِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى أَسْقَطُوا لَهَا بِهِ، فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلَى تِبْرِ الذَّهَبِ الْأَحْمَرِ، وَقَدْ بَلَغَ الْأَمْرُ ذٰلِكَ الرَّجُلَ الَّذِي قِيلَ لَهُ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كَشَفْتُ، عَنْ كَنَفِ أُنْثَى قَطُّ. قَالَتْ عَائِشَةُ: وَقُتِلَ شَهِيدًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَفِيهِ أَيْضًا مِنَ الزِّيَادَةِ: وَكَانَ الَّذِينَ تَكَلَّمُوا بِهِ مِسْطَحٌ وَحَمْنَةُ وَحَسَّانُ، وَأَمَّا الْمُنَافِقُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ فَهُوَ الَّذِي كَانَ يَسْتَوْشِيهِ وَيَجْمَعُهُ، وَهُوَ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ وَحَمْنَةُ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب میرے بارے میں بات پھیلائی گئی جو پھیلائی گئی اور میں جانتی بھی نہ تھی تو رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو کلمہ شہادت پڑھا پھر اللہ کی وہ حمد وثناء بیان کی جو اس کے شایان شان ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: اما بعد! مجھے ان لوگوں کے بارے میں مشورہ دو جنہوں نے میری اہلیہ (عائشہ) پر تہمت لگائی ہے اور اللہ کی قسم! میں اپنی بیوی کے بارے میں کسی بھی برائی کو نہیں جانتا اور وہ (صفوان صحابی) میرے گھر میں میری موجودگی کے علاوہ کبھی داخل نہیں ہوا اور جس سفر میں گیا ہوں وہ بھی میرے ساتھ ہی سفر میں رہا ہے۔ باقی حدیث مبارکہ سابقہ حدیث کی مثل ہے اور اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں داخل ہوئے اور میری لونڈی (بریرہؓ) سے پوچھا تو اس نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں نے اس میں کوئی عیب نہیں پایا۔ سوائے اس کے کہ وہ سو جاتی ہے یہاں تک کہ بکری داخل ہو کر اس کا آٹا کھالیتی ہے۔ پس آپ ﷺ کے

بعض اصحاب نے اسے ڈانٹا تو کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے سچی بات کہو۔ یہاں تک کہ انہوں نے اسے گرادیا۔ اس نے کہا: سبحان اللہ! اللہ کی قسم مجھے ان کے بارے میں ایسا ہی علم ہے جیسا کہ سنار کو خالص سونے کی ڈلی کے بارے میں ہوتا ہے اور جب یہ معاملہ اس آدمی تک پہنچا جس کے بارے میں یہ بات کی گئی تھی تو اس نے کہا: سبحان اللہ اللہ کی قسم میں نے تو کبھی کسی عورت کا کپڑا نہیں کھولا۔ سیدہؓ نے کہا: وہ اللہ کے راستہ میں شہید کیے گئے اور مزید اضافہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس بہتان بازی میں گفتگو کی وہ مسطح، حمنہ اور حسان تھے۔ بہر حال عبداللہ بن ابی منافق تو اس بات کو آراستہ کر کے پھیلا ہی رہا تھا اور وہی اس بات کا ذمہ دار اور قائد تھا اور حمنہ بھی شریک تھیں۔

واقعۂ افک کی حدیث سے چند فوائد کا استنباط

اس لمبی حدیث میں بہت سارے فوائد ہیں لیکن دو فائدے بطور استنباط لکھتا ہوں جو حدیث کا عام مضمون ہے۔

(۱)　پہلا فائدہ یہ ہے کہ اس حدیث سے غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا اور دوسروں سے اس کی نفی واضح ہوجاتی ہے دیکھیے تقریباً ایک ماہ تک مدینہ منورہ میں ایک عظیم ہیجان برپا تھا صحابہ کرام پریشان تھے ازواج مطہرات اور خاص کر حضرت عائشہ انتہائی کرب و ابتلاء میں مبتلا تھیں یہ سب اولیاء اللہ تھے اگر ان کو غیب کا علم ہوتا تو اس پریشانی اور زار و قطار رونے کی کیا ضرورت تھی اسی طرح اگر آنحضرت ﷺ کو ماکان و ما یکون کا علم ہوتا تو آپ اس قدر پریشان کیوں ہوتے اور مختلف صحابہ وصحابیات سے مشورے کیوں مانگتے اور منبر نبوی پر تقریر کیوں فرماتے کہ اس تہمت باندھنے والوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے اور صحابہ کرام کا اختلاف کیوں ہوتا اور شور شرابہ تک نوبت کیوں پہنچتی کیا یہ کوئی نورا کشتی تھی کہ اندر سے سب کچھ معلوم تھا اور ظاہر رونا دھونا اور پریشانی کا اظہار تھا معلوم ہوا بریلوی حضرات علم غیب کے بارے میں بہت بڑی غلطی کا شکار ہوئے ہیں اس مقام پر مولوی غلام رسول سعیدی صاحب نے پانچ سوالات بنا کر بے مقصد دوازکار اور انتہائی بودے جوابات دیے ہیں اور بڑی ڈھٹائی سے اپنی شرح میں لکھا ہے کہ آنحضرت کو پہلے سے سب کچھ معلوم تھا، میں حیران ہوں کہ ایک عالم ہو کر آدمی اس طرح اندھے پن کا اظہار کیوں کرتا ہے تمام فقہاء نے لکھا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے علم غیب ثابت کرتا ہے وہ کافر ہوجاتا ہے پھر قرآن عظیم کی دسیوں آیات کو نظر انداز کر کے علم غیب پر زور دینا ایک آفت سے کم نہیں ہے۔ لیکن جب علم غلط ہوجاتا ہے تو آدمی اسی طرح گمراہ بن جاتا ہے۔ بریلویوں اور شیعوں کا علم غلط ہوگیا ہے۔

(۲)　اس لمبی حدیث سے دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ حاجت روا اور مشکل کشا ایک اللہ کی ذات ہے جب تک اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کی مشکل کو حل نہ کیا تو آنحضرت کی موجودگی میں اور صحابہ کی موجودگی میں اور حضرت عائشہ کے والدین کے

موجودگی میں وہ ایک ماہ تک تڑپتی رہی اور کوئی ان کو اس مشکل سے نہیں نکال سکا صرف اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی چنانچہ جب حضرت ام رومان نے حضرت عائشہ کو فرمایا "فقالت لی امی قومی الیہ" یعنی کھڑی ہو جاؤ اور نبی اکرم ﷺ کا شکریہ ادا کرو حضرت عائشہ نے فرمایا "واللہ لا اقوم الیہ ولا احمد الا اللہ ھو الذی انزل برأتی" یعنی اس وقت میں آنحضرت کی تعظیم کے لیے کھڑی نہیں ہوں گی بلکہ میں صرف اللہ تعالیٰ کی تعریف کروں گی ایک اور روایت میں اس طرح الفاظ ہیں "واللہ لا احمدہ ولا احمد کما ولکن احمد اللہ الذی برأنی من السماء"

امام نووی نے اس حدیث کے بھی پچاس سے زیادہ فوائد بنا کر لکھ دیے ہیں میرے خیال میں اس کے لکھنے میں فائدہ نہیں ہے۔

بَابُ بَرَاءَةِ حَرَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الرِّيبَةِ

آنحضرت کی لونڈی کی برأت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۷۰۱۸۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلًا كَانَ يُتَّهَمُ بِأُمِّ وَلَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: اذْهَبْ فَاضْرِبْ عُنُقَهُ فَأَتَاهُ عَلِيٌّ فَإِذَا هُوَ فِي رَكِيٍّ يَتَبَرَّدُ فِيهَا، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: اخْرُجْ، فَنَاوَلَهُ يَدَهُ فَأَخْرَجَهُ، فَإِذَا هُوَ مَجْبُوبٌ لَيْسَ لَهُ ذَكَرٌ، فَكَفَّ عَلِيٌّ عَنْهُ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ لَمَجْبُوبٌ مَا لَهُ ذَكَرٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی کو رسول اللہ ﷺ کی ام ولد کے ساتھ تہمت لگائی جاتی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا: جاؤ اور اس کی گردن مار دو۔ پس حضرت علی اس کے پاس آئے تو وہ ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے ایک کنوئیں میں (غسل کر رہا) تھا تو حضرت علیؓ نے اس سے کہا: باہر نکل۔ پس آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر نکالا۔ اچانک دیکھا تو اس کا عضو تناسل کٹا ہوا تھا۔ علیؓ اسے قتل کرنے سے رک گئے۔ پھر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ تو کٹے ہوئے ذکر والا ہے اور اس کا عضو تناسل نہیں ہے۔

تشریح:

"ان رجلا" قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ یہ شخص قبطی تھا اس کا نام علماء نے "مابور" بتایا ہے یہ مصر سے حضرت ماریہ قبطیہ کے

ساتھ آیا تھا چونکہ اس کے وطن کا تھا بلکہ ان کا چچازاد بھائی تھا تو یہ ماریہ قبطیہ کے پاس آتا جاتا تھا اور باتیں کرتا تھا اس پر لوگوں نے شک کیا اور ماریہ قبطیہ کی تہمت اس پر دھرلی "بـام ولـد" یہ ماریہ قبطیہ تھی مصر کے مقوقس بادشاہ نے بطور ہدیہ آنحضرت کو دیا تھا اسی کے بطن سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے "فاضرب عنقه" آنحضرت نے اس کی گردن زنی کا حکم دیدیا۔

"فی رکی" ای فی بئر منڈیر کے بغیر ویران کنوئیں کو رکیہ کہتے ہیں۔

"یتبـرد" یعنی ٹھنڈک کی غرض سے غسل کر رہا تھا جسم پر کپڑے نہیں تھے حضرت علی نے نکلنے پر مجبور کیا وہ ننگا نکل آیا جب دیکھا تو وہ مجبوب تھا یعنی مقطوع الذکر تھا "لیس له ذکر" یہ مجبوب کی تفسیر ہے شاید مصر میں اس کے کسی آقا نے اس کا ذکر کاٹ دیا تھا تاکہ گھر کی عورتوں کے لیے خطرہ نہ رہے حضرت علی نے ان کو قتل نہیں کیا کیونکہ لوگوں کا الزام غلط تھا یہاں آنحضرت نے قتل کا حکم دیا اس لیے کہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے حضرت علی نے مشاہدہ کر کے چھوڑ دیا۔

مولوی غلام رسول سعیدی یہاں کیا کہے گا جو ہر جگہ علم غیب ثابت کرنے کے لیے غلط تاویلات کرتا رہتا ہے۔

كِتَابُ اَحْوَالِ الْمُنَافِقِينَ

منافقین کے حالات کا بیان

نفاق کی تعریف اور پس منظر:

نفاق اور نافقاء جنگلی چوہے یربوع کے دھوکے والے سوراخ اور سرنگ کو کہتے ہیں اس چوہے کی عادت ہے کہ نرم زمین میں خاص طریقہ پر لمبا سرنگ بناتا ہے اور اس میں مختلف جہات سے نکلنے کے راستے چھوڑتا ہے یہ سب چور راستے ہوتے ہیں منافق آدمی بھی اسی طرح اسلام میں دھوکہ سے کام لیتا ہے ایک جہت سے اسلام میں داخل ہو کر اسلام کا اظہار کرتا ہے مگر دوسری جانب سے اسلام سے نکل جاتا ہے۔ چنانچہ نفاق کی تعریف میر سید سند شریف نے اپنی کتاب ''التعریفات''میں اس طرح کی ہے۔

"النفاق اظهار الايمان باللسان و كتمان الكفر بالقلب" (ص: ۱٦٨ حرف النون)

نفاق کی دوسری تعریف اس طرح ہے''النفاق هو اظهار خلاف ما ابطن''۔

نفاق کا پس منظر اس طرح ہے کہ جب کوئی نیک تحریک شروع ہوتی ہے تو ابتدا میں دو جماعتیں میدان میں ہوتی ہیں ایک جماعت تحریک کے حامی ہو کر مرنے مارنے پر تیار ہو جاتی ہے اس کے مقابل دوسری جماعت اس تحریک کو مٹانے پر اتر آتی ہے اور جان دینے تک اس کی مخالفت کرتی ہے اس سخت مقابلے میں دونوں طرف سے کھرے لوگ میدان میں ہوتے ہیں لیکن جب اس نئی تحریک کے کامیاب ہونے کے کچھ آثار نمودار ہو جاتے ہیں تو ایک مطلب پرست خود غرض تیسری جماعت پیدا ہو جاتی ہے جو ان دونوں جماعتوں کے ساتھ روابط قائم کر دیتی ہے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر یہ نئی تحریک کامیاب ہو جاتی ہے تو ہمارے تعلقات ان سے رہیں گے اور اگر یہ نئی تحریک ناکام ہو جاتی ہے تو ہمارے تعلقات پرانے لوگوں سے برقرار رہیں گے مکہ میں خود غرض جماعت نہیں تھی لیکن مدینہ منورہ میں جب اسلام کے غلبہ کے آثار ظاہر ہونے لگے تو منافقین کی یہ تیسری جماعت وہاں پیدا ہوگئی درحقیقت منافقین نے ہر زمانے میں اسلام کو بڑا نقصان پہنچایا ہے قرآن عظیم میں سورۃ بقرہ کی ابتدائی پانچ آیتیں مخلص مسلمانوں کے بارے میں ہیں اور ﴿ان الذين كفروا﴾ سے ایک آیت خالص کفار کے بارے میں اتری اور منافقین کے بارے میں تیرہ آیتیں اتریں کیونکہ ان کے احوال پوشیدہ تھے اور خطرناک تھے۔ زیر بحث ان چند احادیث میں منافقین کی چند علامات بیان کی گئی ہیں تاکہ اس مار آستین سے مسلمان بچ جائیں۔

تحفۃ المنعم شرح مسلم جلد اول کے ص ۱۴۷ کے بعد چند احادیث میں نفاق سے متعلق مختلف مباحث پر کلام ہو چکا ہے یہاں

امام مسلم نے اور انداز سے منافقین کا ذکر کیا ہے جس سے منافقین کا اصل چہرہ نمایاں ہو کر سامنے آجاتا ہے بہرحال جس نے منافقین اولین کو نہیں دیکھا ہو وہ آج کل کے روافض اور شیعہ حضرات کو دیکھیں تو پورا نقشہ سامنے آجائے گا۔ اور جس نے منافقین کی مسجد ضرار کو نہیں دیکھا ہو وہ آج کل کے شیعہ کے امام باڑوں کا مشاہدہ کریں۔

بَابُ صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ وَأَحْكَامِهِمْ

منافقین کی علامات اور ان کے احکام کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے اکیس احادیث کو بیان کیا ہے

۷۰۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ، يَقُولُ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ لِأَصْحَابِهِ: لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ، قَالَ زُهَيْرٌ: وَهِيَ قِرَاءَةُ مَنْ خَفَضَ حَوْلَهُ، وَقَالَ: ﴿لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ﴾(المنافقون:۸)قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ فَسَأَلَهُ فَاجْتَهَدَ يَمِينَهُ مَا فَعَلَ، فَقَالَ: كَذَبَ زَيْدٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوهُ شِدَّةٌ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقِي ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾(المنافقون: ۱) قَالَ: ثُمَّ دَعَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ، قَالَ: فَلَوَّوْا رُءُوسَهُمْ، وَقَوْلُهُ ﴿كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ﴾ (المنافقون ٤)وَقَالَ: كَانُوا رِجَالًا أَجْمَلَ شَيْءٍ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں نکلے جس میں لوگوں کو بہت تکلیف پہنچی۔ تو عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں، یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس سے جدا اور دور ہو جائیں۔ حضرت زہیر نے کہا: یہ قرأت اس کی قرأت ہے جس نے حولہ پڑھا ہے اور عبداللہ بن ابی نے یہ بھی کہا: اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹے تو عزت والے مدینہ سے ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔ پس میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو اس بات کی خبر دی۔ پس آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلانے کے لیے (آدمی) بھیجا۔ پھر اس سے پوچھا تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے ایسا نہیں کہا اور کہنے لگا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے جھوٹ کہا ہے۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کی اس بات سے میرے

دل میں بہت رنج اور دکھ واقع ہوا یہاں تک کہ اللہ رب العزت نے میری تصدیق کے لیے یہ آیت نازل کی: اذا جاء ک المنافقون کہ جب آپ کے پاس منافقین آئیں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے انہیں (عبداللہ بن ابی) بلوایا تا کہ ان کے لیے مغفرت طلب کریں لیکن انہوں نے اپنے سروں کو موڑ لیا (یعنی نہ آئے) اور (پھر) اللہ عزوجل کا قول: کانھم خشب مسندۃ گویا کہ وہ لکڑیاں ہیں دیوار پر لگائی ہوء، انہیں کے بارے میں نازل ہوا۔ حضرت زید نے کہا: یہ لوگ بظاہر بہت اچھے اور خوبصورت معلوم ہوتے تھے۔

تشریح:

"فی سفر" یہ غزوہ مریسیع یعنی غزوہ بنو مصطلق کے جہاد کا سفر تھا راجح یہ ہے کہ یہ سفر شعبان ۵ ھ میں ہوا تھا اسی میں منافقین نے حضرت عائشہ پر بہتان باندھا تھا۔ اور اسی غزوہ میں ایک انصاری اور ایک مہاجری کے دو غلاموں کے درمیان پانی پر جھگڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے عبداللہ بن ابی بن سلول منافق نے مسلمانوں کے خلاف سخت نازیبا زبان استعمال کیا تھا جس کا تذکرہ اس سے پہلے حدیث ۶۶۷۷ میں بھی گزرا ہے ایک لڑکے کا نام جھجاہ تھا جو حضرت عمر کا غلام تھا دوسرے کا نام سنان بن وبرہ تھا جو انصاری تھا تفصیل سورہ المنافقون میں ہے "شدۃ" کھانے کی شدید قلت اور تکلیف کی طرف اشارہ ہے۔

"لا تنفقوا" عبداللہ بن ابی بن سلول نے یہ غلیظ زبان انصار اور مہاجرین کے درمیان پانی پر جھگڑے کے بعد استعمال کیا تھا گویا کہ وہ انصار سے کہہ رہا تھا کہ مہاجرین پر خرچ بند کرو یہ بھاگ جائیں گے اور ہم بھی مدینہ جا کر ان ذلیلوں کو نکال کر باہر کر دیں گے ان باتوں کو حضرت زید نے سن لیا اور جا کر آنحضرت کو بتا دیا معلوم کرنے پر عبداللہ بن ابی بن سلول نے زبردست قسمیں کھالیں آنحضرت نے حضرت زید کی خبر کو جھٹلایا جس پر حضرت زید انتہائی پریشان و پشیمان ہو گئے تب اللہ تعالیٰ نے حقیقت کو ظاہر کر دیا اور منافقین رسوا ہو گئے "لَوَّوْا" گردن اور سر بطور تکبر موڑنے اور گھمانے کو کہتے ہیں "خشب" یہ خشبۃ کی جمع ہے موٹی موٹی لکڑیاں مراد ہیں "مسندۃ" یعنی دیوار وغیرہ سے کھڑی کر کے ٹیک لگائی گئیں ہیں یہ دیہاتی منظر ہے لوگ جنگل سے اُٹھانے کے قابل موٹی موٹی لکڑیاں گھروں میں لاتے ہیں تو راستے میں یا گھر کے پاس دیواروں کے ساتھ ٹیک کر کھڑی کرتے ہیں منافقین کے عمدہ جسم اور خراب فہم کی طرف اشارہ ہے۔ یہ اس طرح تشبیہ ہے کہ یہ لوگ آنحضرت کی مجلس علم میں بیٹھ کر عمدہ لگتے ہیں لیکن عقل و فہم اور عدم نفع میں یہ لوگ ان لکڑیوں کی طرح ہیں جو دیوار کے ساتھ کھڑی کر دی گئی ہیں۔

"قال" یعنی حضرت زید بن حارثہ نے کہا کہ یہ منافقین جسم کے اعتبار سے بہت خوبصورت ہوتے تھے اندر سے گندے تھے۔ تاریخی روایات میں ہے کہ حضرت عبداللہؓ جو عبداللہ بن ابی بن سلول کے بیٹے تھے اور بہت مخلص مسلمان صحابی تھے اس نے اپنے

باپ کو پکڑ لیا اور کہا کہ تم کہہ دو کہ میں ذلیل ہوں اور رسول اللہ ﷺ معزز ہیں ورنہ میں تجھے قتل کرتا ہوں اس پر رئیس المنافقین نے کہہ دیا کہ میں ذلیل ہوں اور رسول اللہ ﷺ معزز و معظم ہیں۔

۷۰۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ۔ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا۔ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا، يَقُولُ: أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ، فَأَخْرَجَهُ مِنْ قَبْرِهِ فَوَضَعَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيقِهِ، وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ فَاللَّهُ أَعْلَمُ،

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ عبداللہ بن ابی کی قبر پر تشریف لے گئے اور اسے اس کی قبر سے نکلوایا پھر اسے اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اپنا لعاب مبارک اس پر تھوکا اور اپنی قمیص اسے پہنائی، اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

تشریح:

"ونفث عليه" یعنی اپنے لعاب دہن اس کے منہ میں رکھ دیا ان کو اپنی قمیص پہنادی اور ان کا جنازہ پڑھا اور بہت دعائیں مانگی لیکن اللہ تعالیٰ نے معاف نہیں کیا۔

سوال: رئیس المنافقین کی زندگی نفاق میں گزری اسلام کے خلاف منصوبے گاڑتا رہا پھر آنحضرت نے ان کے ساتھ اتنا ہمدردانہ معاملہ کیوں کیا؟

جواب: عبداللہ بن ابی بن سلول کا بیٹا عبداللہ انتہائی مخلص صحابی تھے تمام غزوات اور بدر میں شریک ہوئے جنگ یمامہ میں شہید ہوئے آنحضرت نے ان کی خاطر یہ سب کچھ کیا اس نے اپنے باپ کے قتل کرنے کی اجازت بھی مانگی تھی آنحضرت نے اجازت نہیں دی باپ کے مرنے کے بعد بیٹے نے اس کی بخشش کی ہر ممکن کوشش کی رئیس المنافقین نے خود بھی بیٹے سے وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ رسول اللہ ﷺ پڑھا دے اس لیے بیٹے نے اس وصیت کو پورا کیا اور حضرت پاک ﷺ نے وسعت صدری سے کام لیا مگر اللہ تعالیٰ نے معاف نہیں کیا البتہ بہت سارے منافقین نے آنحضرت کے اس عظیم اخلاق کو دیکھ کر اسلام قبول کیا اگلی حدیث میں مکمل تفصیل ہے

۷۰۲۱۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ، بَعْدَ

مَا أُدْخِلَ حُفْرَتَهُ، فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ سُفْيَانَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ عبداللہ بن ابی کی قبر کی طرف اس کے دفن کیے جانے کے بعد تشریف لائے۔ باقی حدیث حضرت سفیان کی روایت کردہ حدیث کی طرح ہے۔

۷۰۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيصَهُ يُكَفِّنُ فِيهِ أَبَاهُ، فَأَعْطَاهُ ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ؟ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتُصَلِّي عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا خَيَّرَنِي اللّٰهُ فَقَالَ: اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ، إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً، وَسَأَزِيدُهُ عَلَى سَبْعِينَ قَالَ: إِنَّهُ مُنَافِقٌ، فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾ (التوبة: ۸۴)،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ ﷺ سے آپ کی قمیص مانگنے کے لیے آیا جس میں اس کے والد کو کفن دیا جائے۔ پس آپ ﷺ نے قمیص اسے عطا کر دی۔ پھر اس نے عرض کیا: آپ اس پر نماز جنازہ پڑھیں۔ پس رسول اللہ ﷺ اس کا جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کا کپڑا پکڑ کر عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ اس کی نماز جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے آپ کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ نے اختیار دیا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: آپ ان کے لیے مغفرت مانگیں یا استغفار نہ کریں اگر آپ ان کے لیے ستر مرتبہ بھی مغفرت طلب کریں گے۔ (اللہ معاف نہیں کرے گا) اور میں اس کے لیے ستر سے بھی زیادہ دفعہ مغفرت طلب کروں گا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: وہ تو منافق ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی تو اللہ رب العزت نے یہ آیت مبارکہ نازل کی: ولا تصل علی احد.... ان (منافقین) میں سے کوئی بھی آدمی مر جائے تو اس کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھائیں اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔

۷۰۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ

بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ، وَزَادَ قَالَ: فَتَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ

یہی سابقہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ البتہ اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے منافقوں پر نماز جنازہ پڑھنا چھوڑ دی۔

۷۰۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ، قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ، أَوْ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ، قَلِيلٌ فِقْهُ قُلُوبِهِمْ، كَثِيرٌ شَحْمُ بُطُونِهِمْ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ: أَتُرَوْنَ اللَّهَ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ؟ وَقَالَ الْآخَرُ: يَسْمَعُ، إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ، إِنْ أَخْفَيْنَا وَقَالَ الْآخَرُ: إِنْ كَانَ يَسْمَعُ، إِذَا جَهَرْنَا، فَهُوَ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ﴾ (فصلت: ۲۲) الْآيَةَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیت اللہ کے پاس تین آدمی جمع ہوئے۔ دو قریشی اور ایک ثقفی یا دو ثقفی اور ایک قریشی۔ ان کے دلوں میں سمجھ بوجھ کم تھی۔ ان کے پیٹوں میں چربی زیادہ تھی۔ پس ان میں سے ایک نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ ہماری بات کو سنتا ہے اور دوسرے نے کہا: اگر ہم بلند آواز سے بولیں تو سنتا ہے اور اگر آہستہ بولیں تو نہیں سنتا۔ تیسرے نے کہا: اگر وہ ہماری بلند آواز کو سنتا ہے تو وہ ہماری آہستہ (آواز) کو بھی سنتا ہے۔ تو اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی: وما کنتم تستترون ...الخ تم (اپنے گناہ) اس لیے نہیں چھپاتے تھے کہ تمہارے کان اور آنکھیں اور کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں گے بلکہ تم یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو نہیں جانتا جو تم کرتے ہو۔

۷۰۲۵۔ وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، ح وقَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بِنَحْوِهِ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث ہی کی طرح مروی ہے۔

۷۰۲۶۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ، قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ، يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى أُحُدٍ، فَرَجَعَ نَاسٌ مِمَّنْ كَانَ مَعَهُ، فَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ فِرْقَتَيْنِ، قَالَ بَعْضُهُمْ:

نَقْتُلُهُمْ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا، فَنَزَلَتْ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ﴾ (النساء: ۸۸)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ کے لیے نکلے۔ پس آپ کے ساتھ جانے والوں میں کچھ لوگ واپس آگئے۔ پس اصحاب النبی واپس جانے والوں کے بارے میں دو گروہوں میں تقسیم ہوگئے۔ ان میں بعض نے کہا: ہم انہیں قتل کر دیں گے اور بعض نے کہا: نہیں۔ تو اللہ رب العزت نے فما لکم فی المنافقین...الخ نازل کی۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ منافقین کے بارے میں تم دو گروہوں میں تقسیم ہوگئے۔

۷۰۲۷۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، ح وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث سابقہ حدیث ہی کی مثل مروی ہے۔

۷۰۲۸۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُنَافِقِينَ، فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانُوا إِذَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَزْوِ تَخَلَّفُوا عَنْهُ، وَفَرِحُوا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ اعْتَذَرُوا إِلَيْهِ، وَحَلَفُوا وَأَحَبُّوا أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَنَزَلَتْ: ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ﴾ (آل عمران: ۱۸۸)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں منافقین میں سے بعض ایسے تھے جو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ کے لیے نکلا کرتے تھے تو وہ پیچھے رہ جاتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بیٹھ جانے سے خوش ہوتے تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معذرت کرتے اور قسم کھاتے اور انہوں نے اس بات کو پسند کیا کہ ان کی تعریف کی جائے، اس کام پر جو انہوں نے سرانجام نہیں دیئے تو آیت لاتحسبن الذین...الخ نازل ہوئی۔ یعنی اپنے کیے پر خوش ہونے والے لوگوں کو مت گمان کرو (مومن) جو پسند کرتے ہیں اس بات کو کہ ان کی تعریف کی جائے ایسے اعمال پر جو انہوں نے سرانجام نہیں دیئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں عذاب سے نجات کا گمان نہ کریں۔

۷۰۲۹۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ۔ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ۔ قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ

مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ، قَالَ: اذْهَبْ يَا رَافِعُ- لِبَوَّابِهِ- إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ: لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِءٍ مِنَّا فَرِحَ بِمَا أُتِيَ وَأَحَبَّ أَنْ يُحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ، مُعَذَّبًا لَنُعَذَّبَنَّ أَجْمَعُونَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا لَكُمْ وَلِهَذِهِ الْآيَةِ؟ إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ، ثُمَّ تَلَا ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ﴾(آل عمران:۱۸۷) هَذِهِ الْآيَةَ، وَتَلَا ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا﴾ (آل عمران:۱۸۸) ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: سَأَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوهُ، إِيَّاهُ وَأَخْبَرُوهُ بِغَيْرِهِ، فَخَرَجُوا قَدْ أَرَوْهُ أَنْ قَدْ أَخْبَرُوهُ بِمَا سَأَلَهُمْ عَنْهُ وَاسْتَحْمَدُوا بِذَلِكَ إِلَيْهِ، وَفَرِحُوا بِمَا أَتَوْا مِنْ كِتْمَانِهِمْ إِيَّاهُ، مَا سَأَلَهُمْ عَنْهُ

حضرت حمید بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مروان نے اپنے دربان سے کہا: اے رافع! ابن عباسؓ کے پاس جاؤ اور کہو کہ اگر ہم میں سے ہر آدمی اپنے کیے ہوئے عمل پر خوش ہو اور وہ اس بات کو پسند کرے کہ اس کی تعریف ایسے عمل میں کی جائے جو اس نے سرانجام نہیں دیا تو اسے عذاب دیا جائے گا پھر تو ہم سب کو ہی عذاب دیا جائے گا۔ تو ابن عباسؓ نے کہا: تمہارا اس آیت سے کیا تعلق ہے حالانکہ یہ آیت تو اہل کتاب کے بارے میں نازل کی گئی تھی۔ پھر ابن عباس نے واذ اخذ اللہ میثاق الذین... الخ تلاوت کی۔ یعنی اور (یاد کرو) جب اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ لیا جنہیں کتاب دی گئی کہ تم ضرور بالضرور اسے لوگوں کے لیے بیان کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں۔ اور ابن عباس نے لا تحسبن الذین... الخ تلاوت کی۔ یعنی "ان کو ہرگز نہ گمان کرنا (مومن) جو اپنے کیے پر خوش ہوتے ہیں اور پسند کرتے ہیں اس بات کو کہ ان کی تعریف کی جائے ایسے کاموں پر جو انہوں نے سرانجام نہیں دیئے"۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے ان سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس چیز کو آپ سے چھپایا اور اس کے علاوہ دوسری بات کی خبر دی۔ پھر نکلے اس حال میں خوش ہوتے ہوئے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو اس بات کی اطلاع دیدی ہے جو آپ ﷺ نے ان سے پوچھی تھی۔ پس انہوں نے آپ ﷺ سے اس بات پر تعریف کو طلب کیا اور جو بات بتائی اور آپ ﷺ نے ان سے جو بات پوچھی اسے آپ ﷺ سے چھپانے کی وجہ سے خوش ہوئے۔

۷۰۳۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَمَّارٍ: أَرَأَيْتُمْ صَنِيعَكُمْ هَذَا الَّذِي صَنَعْتُمْ فِي أَمْرِ عَلِيٍّ، أَرَأْيًا

رَأَيْتُمُوهُ أَوْ شَيْئًا عَهِدَهُ إِلَيْكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: مَا عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً، وَلَكِنْ حُذَيْفَةُ أَخْبَرَنِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي أَصْحَابِي اثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا، فِيهِمْ ثَمَانِيَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ، ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيكَهُمُ الدُّبَيْلَةُ وَأَرْبَعَةٌ لَمْ أَحْفَظْ مَا قَالَ شُعْبَةُ فِيهِمْ

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمار سے کہا: آپ اپنے اس عمل کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں جو آپ نے حضرت علی کے معاملہ میں اختیار کیا؟ (ان کا ساتھ دیا) کیا وہ تمہاری اپنی رائے تھی جسے تم نے اختیار کیا یا کوئی ایسی چیز تھی جس کا وعدہ تم سے رسول اللہ ﷺ نے لیا تھا؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کوئی ایسا وعدہ نہیں لیا تھا جس کا وعدہ آپ ﷺ نے تمام لوگوں سے نہ لیا ہو لیکن حذیفہ نے مجھے نبی کریم ﷺ سے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہؓ کی طرف منسوب لوگوں میں سے بارہ آدمی منافق ہیں ان میں سے آٹھ آدمی جنت میں داخل نہ ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے (یعنی جیسے یہ ناممکن اور محال ہے ایسے ہی ان کا جنت میں داخلہ محال ہے) طاعون کی گلٹی ان میں سے آٹھ کے لیے کافی ہو اور چار کے بارے میں مجھے یاد نہیں رہا کہ حضرت شعبہؒ نے ان کے بارے میں کیا کہا؟

تشریح:

"قال قلت لعمار" یعنی قیس نے کہا کہ میں نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے کہا کہ آپ لوگ جو بڑھ چڑھ کر حضرت علی کا ساتھ دیتے ہو اور عائشہ اور معاویہ کی فوجوں سے لڑتے ہو کیا آنحضرت کی طرف سے تم کو کوئی وصیت تھی کہ ایسا کرو؟ حضرت عمار نے جواب میں فرمایا کہ آنحضرت کی کوئی وصیت تو نہیں تھی البتہ آنحضرت نے اتنا فرمایا تھا کہ میری امت میں بارہ سرگروہ منافق ہوں گے جو کبھی بھی جنت میں نہیں جائیں گے آٹھ کی ہلاکت ایک تباہ کن پھوڑے سے ہوگی "الدبیلة" یہ دبل اور دبلة کی تصغیر ہے آیندہ روایت میں اس کی تفسیر موجود ہے کہ یہ آگ کا ایک شعلہ ہوگا جو پیٹھ میں ظاہر ہوگا ایک طاعونی پھوڑے کو کہتے ہیں۔

سوال: یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ قیس راوی نے جب حضرت عمار سے سوال کیا کہ جنگ جمل اور جنگ صفین میں طرفین سے صحابہ کی جو جنگیں ہوئی ہیں دونوں طرف صحابہ تھے تو آپ نے اس طرح بڑھ چڑھ کر حضرت علی کا ساتھ کیوں دیا؟ اس سوال کے جواب میں حضرت عمار کو جواب دینا تھا انہوں نے کیا جواب دیا ہے؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمار نے آنحضرت کی پیش گوئی بیان کی ہے اس کے ضمن میں اس طرح جواب دیا ہے کہ

طرفین کی یہ جنگیں سر کردہ بارہ منافقین کی طرف سے عظیم سازش اور فساد کی وجہ سے ہوئیں ان سازشیوں نے صحابہ کو آپس میں لڑا دیا اس میں حضرت علی حق پر تھے اس لیے ہم نے ان کا ساتھ دیا یہی ساتھ دینے کی دلیل ہے کوئی وصیت نہیں ہے۔

"ینجم" یظھر کے معنی میں ہے۔

۷۰۳۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ۔ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ، قَالَ: قُلْنَا لِعَمَّارٍ: أَرَأَيْتَ قِتَالَكُمْ أَرَأْيًا رَأَيْتُمُوهُ؟ فَإِنَّ الرَّأْيَ يُخْطِئُ وَيُصِيبُ، أَوْ عَهْدًا عَهِدَهُ إِلَيْكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: مَا عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً، وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ فِي أُمَّتِي قَالَ شُعْبَةُ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: حَدَّثَنِي حُذَيْفَةُ، وَقَالَ غُنْدَرٌ: أُرَاهُ قَالَ: فِي أُمَّتِي اثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدُونَ رِيحَهَا، حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ، ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيكَهُمُ الدُّبَيْلَةُ، سِرَاجٌ مِنَ النَّارِ يَظْهَرُ فِي أَكْتَافِهِمْ، حَتَّى يَنْجُمَ مِنْ صُدُورِهِمْ

حضرت قیس بن عباد سے مروی ہے کہ ہم نے حضرت عمار سے عرض کیا: کیا تم نے اپنے قتال (معاویہ و علی کے درمیان جنگ) میں اپنی رائے سے شرکت کی تھی حالانکہ رائے میں خطاء بھی ہوتی ہے اور درستگی بھی یا یہ کوئی وعدہ تھا جس کا تم سے رسول اللہ ﷺ نے عہد لیا ہو؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کوئی ایسا وعدہ نہیں لیا جس کا آپ ﷺ نے تمام لوگوں سے نہ لیا ہو اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک میری امت میں۔ بارہ منافق ایسے ہیں جو جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ ہی اس کی خوشبو پائیں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جائے۔ (گویا کبھی بھی جنت میں داخل نہ ہوں گے) ان میں سے آٹھ کے لیے دبیلہ (آگ کا شعلہ) کافی ہوگا جو ان کے کندھوں سے ظاہر ہوگا یہاں تک کہ ان کی چھاتیاں توڑ کر نکل جائے گا۔

۷۰۳۲۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جُمَيْعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الطُّفَيْلِ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْعَقَبَةِ؟ وَبَيْنَ حُذَيْفَةَ بَعْضُ مَا يَكُونُ بَيْنَ النَّاسِ، فَقَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ كَمْ كَانَ أَصْحَابُ الْعَقَبَةِ؟ قَالَ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: أَخْبِرْهُ إِذْ سَأَلَكَ، قَالَ: كُنَّا نُخْبَرُ أَنَّهُمْ أَرْبَعَةَ عَشَرَ فَإِنْ كُنْتَ مِنْهُمْ فَقَدْ كَانَ الْقَوْمُ خَمْسَةَ عَشَرَ، وَأَشْهَدُ بِاللّٰهِ أَنَّ اثْنَيْ عَشَرَ مِنْهُمْ حَرْبٌ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ، وَعَذَرَ ثَلَاثَةً، قَالُوا: مَا سَمِعْنَا مُنَادِيَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَلَا عَلِمْنَا بِمَا أَرَادَ الْقَوْمُ، وَقَدْ كَانَ فِي حَرَّةٍ فَمَشَى فَقَالَ: إِنَّ الْمَاءَ قَلِيلٌ، فَلَا يَسْبِقُنِي إِلَيْهِ أَحَدٌ فَوَجَدَ قَوْمًا قَدْ سَبَقُوهُ، فَلَعَنَهُمْ يَوْمَئِذٍ

حضرت ابوطفیل رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اہل عقبہ میں سے ایک آدمی اور حضرت حذیفہ کے درمیان عام لوگوں کی طرح جھگڑا ہوا تو انہوں نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ بتاؤ اصحاب عقبہ کتنے تھے؟ (حضرت حذیفہ سے) لوگوں نے کہا: آپ ان کے سوال کا جواب دیں، جوانہوں نے آپ سے کیا ہے۔ حضرت حذیفہ نے کہا ہم کو خبر دی جاتی تھی کہ وہ چودہ تھے اور اگر تم بھی انہیں میں سے ہو تو وہ پندرہ ہو جائیں گے۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ان میں سے بارہ ایسے تھے جنہوں نے دنیا کی زندگی میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑائی کی اور باقی تینوں نے یہ عذر کیا (جب ان سے پوچھا گیا اور ملامت کی گئی) کہ ہم نے تو رسول اللہ ﷺ کے منادی (کہ عقبہ کے راستے سے نہ آؤ) کی آواز بھی نہیں سنی اور نہ اس قوم کے ارادہ کی ہم خبر رکھتے ہیں اور (اس وقت) پیغمبر خدا ﷺ سنگستان میں تھے، پھر چلے اور فرمایا (کہ اگلے پڑاؤ میں) تھوڑا پانی ہے تو مجھ سے پہلے کوئی آدمی پانی پر نہ جائے (جب آپ ﷺ وہاں تشریف لے گئے تو کچھ (منافق) وہاں پہلے پہنچ چکے تھے، آپ ﷺ نے ان پر اس دن لعنت فرمائی۔

تشریح:

"من اهل العقبة" علامہ نووی اور دیگر شارحین لکھتے ہیں کہ اہل عقبہ سے منیٰ کا لیلۃ العقبہ مراد نہیں ہے جہاں اہل مدینہ نے آکر آنحضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر آنحضرت نے مدینہ کو ہجرت فرمائی بلکہ یہاں عقبہ سے تبوک کے راستے میں ایک گھاٹی مراد ہے جہاں منافقین جمع ہو گئے تھے اور آنحضرت کو شہید کرنے کی ناپاک کوشش کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو بچالیا اور بتادیا کہ منافقین نے منصوبہ بنایا ہے آنحضرت نے اعلان کرایا کہ سب لوگ بطن وادی کے کھلے راستے سے جائیں گھاٹی سے کوئی نہ جائے اور خود آنحضرت گھاٹی سے چلے گئے۔ اس اجمالی اشارہ کی تفصیل مسند احمد کی روایت میں ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوطفیل سے روایت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ غزوہ تبوک سے واپس ہو گئے تو آپ ﷺ کے منادی نے آواز دی کہ آنحضرت اس گھاٹی سے گزر رہے ہیں لہٰذا کوئی آدمی اس گھاٹی سے نہ گزرے چنانچہ آنحضرت جب اس گھاٹی سے گزرنے لگے تو اس وقت حضرت حذیفہ آپ کی سواری کو آگے سے کھینچ رہے تھے اور حضرت عمار پیچھے سے ہنکار رہے تھے کہ اچانک چند آدمی ڈاٹیں باندھے ہوئے آگئے اور حضرت عمار کو گھیرے میں لے لیا حضرت عمار نے مڑ کر ان کے سواریوں کو تلوار سے مارنا شروع کر کے ان کو دور کر دیا تا کہ وہ رک جائیں حضرت حذیفہ کو آنحضرت نے فرمایا کہ جلدی جلدی چلو چنانچہ آنحضرت بحفاظت اس

وادی سے باہر آ گئے آنحضرت نے فرمایا کہ اے حذیفہ یہ لوگ چاہتے تھے کہ میری سواری کو اس وادی میں دوڑا کر گرا دے اور مجھے شہید کردے۔ "رجل من اهل العقبه" سے یہی لوگ مراد ہیں جو منافقین تھے اور اس آدمی کا نام ودیعہ بن ثابت تھا اس کے ساتھ حضرت حذیفہ کا جھگڑا ہوا تھا۔ طبرانی کی روایت میں تصریح ہے کہ یہ جھگڑا حضرت عمار اور ودیعہ منافق کے درمیان ہوا تھا یہاں صحیح مسلم میں یہ مکالمہ اور جھگڑا حضرت حذیفہ اور ودیعہ کے درمیان ہوا ہے۔ ودیعہ اپنے آپ کو چھپانا چاہتا تھا تو حضرت حذیفہ نے کہا کہ میں تمہیں خدا کی قسم کھلاتا ہوں کہ آپ بتادیں کہ اس گھاٹی میں کتنے آدمی تھے حضرت حذیفہ چونکہ سب کے نام جانتے تھے لیکن آنحضرت کے راز کو فاش نہیں کرنا چاہتے تھے اس لیے اشارہ کنایہ سے جواب دیا کہ ہمیں بتایا جاتا تھا کہ یہ چودہ آدمی تھے اگر تم ان میں سے ہو تو پھر پندرہ آدمی ہوگئے ودیعہ نے جواب میں کہا کہ آپ مجھے شرمندہ اور رسوا نہ کریں حضرت عمار یا حذیفہ نے کہا کہ میں نے کسی کا نام تو نہیں لیا ہے البتہ ان میں سے بارہ تو بالکل دشمن بن کر اس گھاٹی سے آکر حملہ آور ہوگئے لیکن تین نے کہا کہ ہم نے یہ اعلان نہیں سنا تھا کہ آنحضرت نے اعلان کرایا تھا کہ اس گھاٹی سے کوئی نہ گزرے ہم معذور ہیں غلطی ہوگئی شرارت کا ارادہ نہیں تھا۔

"فوجد قوما" یہ الگ قصہ ہے یہ تبوک جاتے وقت یا واپس آتے وقت کا قصہ ہے آنحضرت نے اعلان فرمایا تھا کہ وہاں کنویں پر جاکر کوئی شخص پانی میں ہاتھ نہ ڈالے کیونکہ پانی کم ہے میں برکت کی دعا کروں گا اس اعلان کے باوجود کچھ لوگ آگے گئے اور پانی میں ہاتھ ڈالا اور پانی نکالا یہ بھی منافقین تھے ان پر آنحضرت نے الگ لعنت فرمائی ہے علامہ واقدی فرماتے ہیں کہ یہ قصہ تبوک سے واپسی پر وادی ناقہ میں پیش آیا تھا کچھ اہل تاریخ اس کو تبوک جاتے وقت بتاتے ہیں واللہ اعلم۔

"فی حرة" سیاہ سنگریزوں کے معنی میں ہے یعنی آنحضرت اس وقت اس مقام میں تھے۔

۷۰۳۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَصْعَدُ الثَّنِيَّةَ، ثَنِيَّةَ الْمُرَارِ، فَإِنَّهُ يُحَطُّ عَنْهُ مَا حُطَّ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ: فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ صَعِدَهَا خَيْلُنَا، خَيْلُ بَنِي الْخَزْرَجِ، ثُمَّ تَتَامَّ النَّاسُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَكُلُّكُمْ مَغْفُورٌ لَهُ، إِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ فَأَتَيْنَاهُ فَقُلْنَا لَهُ: تَعَالَ، يَسْتَغْفِرْ لَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَأَنْ أَجِدَ ضَالَّتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لِي صَاحِبُكُمْ، قَالَ وَكَانَ رَجُلٌ يَنْشُدُ ضَالَّةً لَهُ،

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو ثنیۃ المرار گھاٹی پر چڑھے گا اس کے گناہ اس سے اس طرح ختم ہو جائیں گے جس طرح بنی اسرائیل سے ان کے گناہ ختم ہوئے تھے۔ پس سب سے پہلے اس پر چڑھنے والا ہمارے شہسوار یعنی بنوخزرج کے گھوڑے چڑھے۔ پھر دوسرے لوگ یکے بعد دیگرے چڑھنا شروع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سب کے سب بخش دیے گئے ہو، سوائے سرخ اونٹ والے آدمی کے۔ ہم اس کے پاس گئے اور اس سے کہا: چلو رسول اللہ ﷺ تیرے لیے مغفرت طلب کریں گے۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! اگر میں اپنی گم شدہ چیز کو حاصل کروں تو یہ میرے نزدیک تمہارے ساتھی (حضور علیہ السلام) کی میرے لیے مغفرت مانگنے سے زیادہ پسندیدہ ہے اور وہ آدمی اپنی گم شدہ چیز تلاش کر رہا تھا۔

تشریح:

"ثنیۃ المرار" میم پر ضمہ ہے یہ ایک قسم گھاس ہے جب اونٹ اس کو کھاتے ہیں تو اس کے ہونٹ پھٹ جاتے ہیں یہ جگہ حدیبیہ کے پاس ہے اس گھاٹی پر چڑھنے کا مقصد یہ تھا کہ قریش کے لوگوں کو دیکھا جائے کہ وہ کیا کر رہے ہیں یہ صلح حدیبیہ کے موقع کا قصہ ہے "عن بنی اسرائیل" یعنی بنی اسرائیل کی وہ جماعت جو سجدہ کرتی ہوئی بیت المقدس میں داخل ہوئی اور بخشش ہوگئی اتنی ہی بخشش ہوگی۔ "تتام الناس" یعنی لوگ مسلسل یکے بعد دیگرے جانے لگے "الجمل الاحمر" اس سے مراد جد بن قیس منافق ہے جس نے بیعت رضوان میں حصہ نہیں لیا اور ہوسکتا ہے کہ کوئی دوسرا دیہاتی ہو جو راستے میں ملا ہو جو گمشدہ اونٹ ڈھونڈ رہا تھا اور منافق تھا۔

۷۰۳۴۔ وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا قُرَّةُ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَصْعَدُ ثَنِيَّةَ الْمُرَارِ أَوِ الْمَرَارِ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: وَإِذَا هُوَ أَعْرَابِيٌّ جَاءَ يَنْشُدُ ضَالَّةً لَهُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو ثنیۃ المرار یا مرار کی گھاٹی پر چڑھے گا۔ باقی حدیث مبارکہ سابقہ حدیث معاذ کی مثل مروی ہے۔ البتہ اس روایت میں یہ ہے کہ وہ دیہاتی آیا جو اپنی گم شدہ چیز کو تلاش کر رہا تھا۔

ایک مرتد کو قبر نے بار بار پھینکا

۷۰۳۵۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ مِنَّا رَجُلٌ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ قَدْ قَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ وَكَانَ يَكْتُبُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْطَلَقَ هَارِبًا حَتَّى لَحِقَ بِأَهْلِ الْكِتَابِ، قَالَ: فَرَفَعُوهُ، قَالُوا: هٰذَا قَدْ كَانَ يَكْتُبُ لِمُحَمَّدٍ فَأُعْجِبُوا بِهِ، فَمَا لَبِثَ أَنْ قَصَمَ اللهُ عُنُقَهُ فِيهِمْ، فَحَفَرُوا لَهُ فَوَارَوْهُ، فَأَصْبَحَتِ الْأَرْضُ قَدْ نَبَذَتْهُ عَلَى وَجْهِهَا، ثُمَّ عَادُوا فَحَفَرُوا لَهُ، فَوَارَوْهُ فَأَصْبَحَتِ الْأَرْضُ قَدْ نَبَذَتْهُ عَلَى وَجْهِهَا، ثُمَّ عَادُوا فَحَفَرُوا لَهُ، فَوَارَوْهُ فَأَصْبَحَتِ الْأَرْضُ قَدْ نَبَذَتْهُ عَلَى وَجْهِهَا، فَتَرَكُوهُ مَنْبُوذًا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم بنی نجار میں سے ایک آدمی نے سورۃ البقرہ اور آل عمران پڑھی ہوئی تھی اور وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے لکھا کرتا تھا۔ وہ بھاگ کر چلا گیا یہاں تک کہ اہل کتاب کے ساتھ جا کر مل گیا۔ پس اہل کتاب نے اس کی بڑی قدر و منزلت کی اور کہنے لگے کہ یہ وہ آدمی ہے جو محمد کے لیے لکھا کرتا ہے وہ خوش ہوئے۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی گردن انہیں میں توڑ دی۔ پس انہوں نے گڑھا کھود کر اسے چھپا دیا پس جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے۔ انہوں نے پھر اس کے لیے گڑھا کھودا اور اسے دفن کر دیا لیکن (اگلی) صبح پھر زمین نے اسے باہر نکال کر پھینک دیا۔ انہوں نے دوبارہ اس کے لیے گڑھا کھودا اور اسے دفن کر دیا پس (اگلی) صبح پھر زمین نے اسے نکال کر باہر پھینک دیا۔ انہوں نے اسے اسی طرح باہر پھینکا ہوا چھوڑ دیا۔

تشریح:

''یکتب'' یعنی یہ شخص کچھ وقت کے لیے کاتب وحی تھا پھر عیسائی بن گیا عیسائیوں نے خوشیاں منائیں کہ وحی کے کاتب نے وحی پر بے اعتمادی ظاہر کر دی اس شخص کو کندھوں اور سروں پر اٹھا لیا اور قدر و قیمت کی اللہ تعالیٰ نے اس کو رسوا کیا کہ مر گیا اور قبر نے قبول نہ کیا عیسائیوں نے بہت گہری قبر کھودی کہ یہ مسلمانوں کی شرارت ہے مگر بار بار قبر نے پھینک دیا تب وہ لوگ عاجز آگئے اور اس خبیث کو باہر ہی چھوڑا کتوں نے اس کو بھنھوڑا۔

منافقین کے باب میں اس کا قصہ اس لیے ذکر کیا گیا ہے، تاکہ اشارہ ہو جائے کہ یہ پہلے سے ہی منافق تھا صفائی کر کے قرب حاصل کیا اور کاتب وحی بنا مگر منافق تھا اور منافق ہی مرا لعنة الله عليه وعلى المنافقين ۔''موعوکا'' شدید بخار کو کہتے ہیں ''وعک'' سے ہے جو بخار کے معنی میں ہے آیندہ حدیث کے الفاظ ہیں۔

٧٠٣٦ - حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي

سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، فَلَمَّا كَانَ قُرْبَ الْمَدِينَةِ هَاجَتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ تَكَادُ أَنْ تَدْفِنَ الرَّاكِبَ فَزَعَمَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بُعِثَتْ هَذِهِ الرِّيحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ، فَإِذَا مُنَافِقٌ عَظِيمٌ مِنَ الْمُنَافِقِينَ قَدْ مَاتَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر سے آئے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو آندھی اتنے زور سے چلی، قریب تھا کہ سوار زمین میں دھنس جائے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ آندھی کسی منافق کی موت کے لیے بھیجی گئی ہے۔ جب آپ ﷺ مدینہ پہنچے تو منافقین میں سے ایک بہت بڑا منافق مر چکا تھا۔

۷۰۳۷۔ حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى الْيَمَامِيُّ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، حَدَّثَنَا إِيَاسٌ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: عُدْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مَوْعُوكًا، قَالَ: فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رَجُلًا أَشَدَّ حَرًّا، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَشَدَّ حَرًّا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ هَذَيْنِكَ الرَّجُلَيْنِ الرَّاكِبَيْنِ الْمُقَفِّيَيْنِ لِرَجُلَيْنِ حِينَئِذٍ مِنْ أَصْحَابِهِ

حضرت ایاس رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک بیمار کی عیادت کی، جسے بخار ہو رہا تھا۔ میں نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا تو میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے آج تک کسی بھی آدمی کو اتنا تیز بخار نہیں دیکھا۔ اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں قیامت کے دن اس سے زیادہ گرم جسم والے آدمی کے بارے میں خبر نہ دوں؟ یہ دو آدمی ہیں جو سوار ہو کر منہ پھیر کر جا رہے ہیں۔ (ان) دو آدمیوں کے بارے میں فرمایا جو اس وقت (بظاہر) آپ ﷺ کے اصحاب میں سے (سمجھے جاتے) تھے۔

۷۰۳۸۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى۔ وَاللَّفْظُ لَهُ۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَثَلُ الْمُنَافِقِ، كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيرُ إِلَى هَذِهِ مَرَّةً وَإِلَى هَذِهِ مَرَّةً،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان ماری ماری پھرتی ہے۔ کبھی اس ریوڑ میں چرتی ہے اور کبھی اس ریوڑ میں۔

تشریح:

''الشاۃ العائرۃ ''یہ لفظ عار یعیر سے ہے یعنی وہ بکری جو جفتی کی خواہش میں ماری ماری پھرتی ہو ساتھ والی روایت میں تکر کا لفظ ہے وہ بھی اسی معنی میں ہے ای المترددۃ بین الغنمین فی طلب الفحل قاموس میں لکھا ہے عار الفرس وعار الکلب ذھب کانہ منفلت اھ. اصل میں عائرہ جفتی چاہنے والی اونٹنی کو کہا جاتا ہے یہ اس کی صفت ہے پھر بکری کے لیے بھی مستعمل ہوا ہے اس میں دیوثی کی طرف اشارہ ہے کہ منافق کبھی مسلمانوں اور کبھی کفار کے پاس آتا جاتا ہے تذبذب میں متردد پڑا ہوا ہے شہوت کا قیدی ہے دوسرے مرد کو تلاش کرتا ہے خود رجولیت سے عاری ہے یہ شخص اس بکری کی طرح ہے جو شہوت پوری کرنے کے لیے کبھی اس ریوڑ اور کبھی اس ریوڑ میں ادھر ادھر دوڑتی پھرتی ہے بکرا تلاش کرتی ہے یہاں تمثیل ہے یعنی تشبیہ مرکب بالمرکب ہے کہ ایک طرف منافق کا ایک پس منظر ہے اور دوسری طرف جفتی چاہنے والی بکری کا ایک پس منظر اور ہیئت ہے دونوں ہیئتوں کو ایک دوسرے سے تشبیہ دی گئی ہے جو تمثیل ہے جیسے۔

کان مثار النقع فوق رؤسنا واسیافنا لیل تھاوی کواکبہ

۷۰۳۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيَّ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: تَكِرُّ فِي هَذِهِ مَرَّةً وَفِي هَذِهِ مَرَّةً

اس سند سے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث ہی کی طرح حدیث روایت کی ہے لیکن اس روایت میں ہے کبھی وہ اس ریوڑ میں گھس آتی ہے اور کبھی دوسرے ریوڑ میں۔

باب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ

جنت ودوزخ اور قیامت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے نو احادیث کو بیان کیا ہے

۷۰۴۰۔ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنِي الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَزِنُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ، اقْرَءُوا فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن بہت موٹا آدمی لایا جائے گا لیکن اللہ کے نزدیک (اس

کی اہمیت) مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگی، یہ آیت پڑھو ﴿فلا نقيم لهم يوم القيامة﴾ پس ہم قیامت کے دن ان کے لیے کوئی وزن قائم نہ کریں گے۔

۷۰۴۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ، حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: جَاءَ حَبْرٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَوْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ، وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَى إِصْبَعٍ، ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ، فَيَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَنَا الْمَلِكُ، فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا مِمَّا قَالَ الْحَبْرُ، تَصْدِيقًا لَهُ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾،

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عالم نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے محمد! یا کہا: اے ابوالقاسم! بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر پہاڑ اور درخت کو ایک انگلی پر پانی اور کیچڑ ایک انگلی پر رکھ لیگا اور باقی ساری مخلوق کو ایک انگلی پر رکھ لے گا پھر انہیں ہلا کر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، میں بادشاہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ اس یہودی عالم کی بات پر تعجب کرتے ہوئے اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے ہنس پڑے۔ پھر وما قدروا الله حق قدره تلاوت کی۔ انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کا حق تھا اور قیامت کے دن ساری زمینیں اس کی مٹھی میں ہوں گی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔ اللہ پاک ہے اور بلند ہے اس چیز سے جسے یہ مشرک شریک کرتے ہیں۔

تشریح:

"حبر" یہود کے بڑے عالم کو حبر کہتے ہیں اس کی جمع احبار ہے " علی اصبع " انگلی کو کہتے ہیں یہ متشابہات کی وہ قسم ہے جو معلوم المعنی ہے مگر معلوم المراد نہیں ہے اس میں سلف صالحین کا مسلک یہ ہے کہ اس پر تاویل کے بغیر ایمان لایا جائے اور کہا جائے مایلیق بشانہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان صفات اور متشابہات میں تاویل کرنا تحریف ہے۔

متشابہات کی ایک قسم وہ ہے جو نہ معلوم المعنی ہو اور نہ معلوم المراد ہو جیسے حروف مقطعات ہیں اس پر ایمان لانا اس طرح ہے کہ الله اعلم بمراده ونحن نومن به اس قسم کی حدیث پہلے گزر چکی ہے میں نے وہاں پر مکمل تفصیل لکھدی ہے۔

"الثری" ترمٹی کو ثری کہتے ہیں۔

۷۰۴۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا، عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، قَالَ: جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ فُضَيْلٍ وَلَمْ يَذْكُرْ: ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ، وَقَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَعَجُّبًا لِمَا قَالَ تَصْدِيقًا لَهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ) وَتَلَا الْآيَةَ

اس سند سے بھی یہ حدیث سابقہ حدیث ہی کی طرح مروی ہے البتہ اس روایت میں یہ ہے کہ یہودیوں میں سے ایک عالم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ باقی حدیث حضرت فضیل کی روایت کردہ حدیث کی طرح ذکر کی لیکن اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ پھر (اللہ) انہیں حرکت دے گا اور یہ کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہنستے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ اس کی بات پر تعجب اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے آیت مبارکہ: وماقدروا اللہ حق قدرہ تلاوت فرمائی۔

۷۰۴۳۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ، يَقُولُ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالشَّجَرَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَنَا الْمَلِكُ، قَالَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، ثُمَّ قَرَأَ: (وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ) (الأنعام:۹۱)،

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل کتاب میں سے ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: اے ابوالقاسم! بے شک اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور درختوں اور کیچڑ کو ایک انگلی پر اور باقی مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھ کر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، میں بادشاہ ہوں، راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھیں مبارک ظاہر ہوئیں پھر وماقدروا اللہ حق قدرہ تلاوت کی۔

۷۰۴۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا

جَرِيرٌ، كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا: وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ، وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ: وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَلَكِنْ فِي حَدِيثِهِ: وَالْجِبَالَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ: تَصْدِيقًا لَهُ تَعَجُّبًا لِمَا قَالَ۔

ان اسناد سے بھی یہی سابقہ حدیث مروی ہے لیکن ان میں یہ ہے کہ درخت ایک انگلی پر اور کیچڑ ایک انگلی پر اور حضرت جریر کی روایت کردہ حدیث میں یہ نہیں کہ (باقی) مخلوقات ایک انگلی پر لیکن اس کی حدیث میں پہاڑ ایک انگلی پر اور حضرت جریر کی روایت کردہ حدیث میں یہ اضافہ بھی ہے کہ اس کی تصدیق کرتے ہوئے اور اس کی بات پر تعجب کرتے ہوئے، (آپ ﷺ ہنسے)۔

۷۰۴۵۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، كَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقْبِضُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن زمین کو مٹھی میں لے لیگا اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ پھر ارشاد فرمائے گا میں بادشاہ ہوں۔ زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟

۷۰۴۶۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَطْوِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ السَّمَاوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ. ثُمَّ يَطْوِي الْأَرَضِينَ بِشِمَالِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ رب العزت آسمانوں کو لپیٹ لے گا پھر انہیں اپنے دائیں ہاتھ میں لے کر ارشاد فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، زور والے بادشاہ کہاں ہیں؟ تکبر والے کہاں ہیں؟ پھر زمینوں کو اپنے بائیں ہاتھ میں لے کر ارشاد فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، زور والے بادشاہ کہاں ہیں؟ تکبر والے کہاں ہیں؟

۷۰۴۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ عُبَيْدِ

اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ، أَنَّهُ نَظَرَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَيْفَ يَحْكِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَأْخُذُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ سَمَاوَاتِهِ وَأَرَضِيهِ بِيَدَيْهِ، فَيَقُولُ: أَنَا اللّٰهُ. وَيَقْبِضُ أَصَابِعَهُ وَيَبْسُطُهَا. أَنَا الْمَلِكُ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ أَسْفَلِ شَيْءٍ مِنْهُ، حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ: أَسَاقِطٌ هُوَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟

حضرت عبیداللہ بن مقسم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر کی طرف دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے کیسے حدیث روایت کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت اپنے آسمانوں اور اپنی زمینوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑے گا تو فرمائے گا: میں اللہ ہوں اور آپ ﷺ اپنی انگلیوں کو بند کرتے اور کھولتے تھے۔ (پھر فرمائے گا) میں بادشاہ ہوں۔ یہاں تک کہ میں نے منبر کی طرف دیکھا تو اس کے نیچے کی طرف کوئی حرکت کر رہی تھی۔ یہاں تک کہ میں نے سمجھا کہ وہ (منبر) رسول اللہ ﷺ کو لے کر گر پڑے گا۔

۷۰۴۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ: يَأْخُذُ الْجَبَّارُ، عَزَّ وَجَلَّ، سَمَاوَاتِهِ وَأَرَضِيهِ بِيَدَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ يَعْقُوبَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ جبار رب العزت اپنے آسمانوں اور زمینوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑے گا۔ باقی حدیث مبارکہ حضرت یعقوب کی روایت کردہ حدیث ہی کی مثل منقول ہے۔

بَابُ ابْتِدَاءِ الْخَلْقِ وَخَلْقِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

تخلیق آدم علیہ السلام اور تخلیق کائنات کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۷۰۴۹۔ حَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي فَقَالَ: خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَخَلَقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ

يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فِي آخِرِ الْخَلْقِ، فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ، فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ، قَالَ إِبْرَاهِيمُ: حَدَّثَنَا الْبِسْطَامِيُّ وَهُوَ الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى، وَسَهْلُ بْنُ عَمَّارٍ، وَإِبْرَاهِيمُ ابْنُ بِنْتِ حَفْصٍ وَغَيْرُهُمْ، عَنْ حَجَّاجٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاتھ کو پکڑ کر ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت نے مٹی کو ہفتہ کے دن پیدا کیا اور اس میں پہاڑ اتوار کے دن پیدا کیے اور درختوں کو پیر کے دن پیدا کیا اور مکروہات (مصائب وتکالیف) منگل کے دن پیدا کیے اور نور کو بدھ کے دن پیدا کیا اور جمعرات کے دن زمین میں چوپائے پھیلائے اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد مخلوق میں سب سے آخر میں جمعہ کی ساعات میں سے آخری ساعت عصر اور رات کے درمیان پیدا فرمایا۔ آگے اسی مذکورہ حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

بَابٌ فِي الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ وَصِفَةِ الْأَرْضِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حشر نشر اور قیامت کے دن زمین کی صفت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۷۰۵۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ، كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ، لَيْسَ فِيهَا عَلَمٌ لِأَحَدٍ

حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو سرخی مائل سفید زمین پر اٹھایا جائے گا جو میدے کی روٹی کی طرح ہوگی۔ اس (زمین) میں کسی کے لیے کوئی علامت ونشان نہ ہوگا۔

تشریح:

"یحشر الناس" حشر کا اصل معنی جمع کرنا اور اکٹھا کرنا ہے قیامت کے دن کو یوم الحشر اس لیے کہا گیا کہ اس دن تمام انسانوں کو زندہ کر کے ایک میدان کی طرف ہنکا کر جمع کیا جائے گا اس میدان کو محشر کا میدان کہتے ہیں۔ یہاں حشر سے مراد یہی معنی ہے کہ سب لوگوں کو زندہ کر کے اکٹھا کیا جائے گا بہر حال سرزمین شام میں حشر کا میدان قائم ہوگا۔

"عفراء" یعنی سرخی مائل سفید زمین۔ "کقرصة النقی" قرصہ چپاتی روٹی کو کہتے ہیں اور النقی چھنے ہوئے میدہ کے آٹے کو

کہتے ہیں گویا یہ زمین گولائی میں روٹی کی طرح ہوگی اور محشر میں لوگوں کے کھانے کے لیے یہی انتظام ہے کہ زمین کے ٹکڑوں کو کاٹ کر کھائیں گے سالن کا پتہ نہیں ہے۔ "علم لاحد" یعنی ہموار زمین ہوگی اس پر کسی عمارت وغیرہ کا نشان وعلامت نہیں ہوگی۔ میدان محشر کی زمین موجودہ زمین سے بڑی ہوگی اور مغایر ہوگی چاندی کی طرح چمکدار ہوگی اس پر حرام خون نہیں گرا ہوگا اور نہ اس پر گناہ ہوا ہوگا روٹی کے ساتھ تشبیہ گولائی اور اونچ نیچے سے خالی ہونے میں دی گئی ہے جب دنیا کی زمین ختم ہوگی اور آخرت کی زمین ابھی نہیں آئے ہوگی تو لوگ پل صراط پر ہوں گے پھر محشر کی زمین پر لوگ آجائیں گے اور اسی سے کھائیں گے حساب کتاب کے بعد پھر نیا معاملہ ہوگا۔

۷۰۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ دَاوُدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: (يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ) (إبراهيم:٤٨) فَأَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ: عَلَى الصِّرَاطِ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ رب العزت کے قول: یوم تبدل الارض الخ یعنی اس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان (بھی بدل دیئے جائیں گے) کے متعلق پوچھا کہ یا رسول اللہ! اس دن لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (پل) صراط پر۔

بَابُ نُزُلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اہل جنت کی پہلی ضیافت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۷۰۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: تَكُونُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُبْزَةً وَاحِدَةً، يَكْفَؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهِ، كَمَا يَكْفَأُ أَحَدُكُمْ خُبْزَتَهُ فِي السَّفَرِ، نُزُلًا لِأَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ: فَأَتَى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ، فَقَالَ: بَارَكَ الرَّحْمَنُ عَلَيْكَ، أَبَا الْقَاسِمِ أَلَا أُخْبِرُكَ بِنُزُلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: بَلَى قَالَ: تَكُونُ الْأَرْضُ خُبْزَةً وَاحِدَةً، كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ

ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكَ بِإِدَامِهِمْ؟ قَالَ: بَلٰى قَالَ: إِدَامُهُمْ بَالَامُ وَنُونٌ، قَالُوا: وَمَا هٰذَا؟ قَالَ: ثَوْرٌ وَنُونٌ، يَأْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُونَ أَلْفًا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن زمین ایک روٹی ہو جائے گی اللہ رب العزت اسے اپنے دست قدرت سے اوپر نیچے کردے گا۔ اہل جنت کی مہمانی کے لیے، جیسا کہ تم میں سے کوئی سفر میں اپنی روٹی کو (راکھ میں) الٹ پلٹ لیتا ہے، اتنے میں یہود میں سے ایک آدمی نے آکر عرض کیا: آپ ﷺ پر اللہ کی برکتیں ہوں، اے ابوالقاسم! کیا میں آپ ﷺ کو قیامت کے دن اہل جنت کی مہمانی کے بارے میں خبر نہ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ اس نے عرض کیا: زمین ایک روٹی ہو جائے گی۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہماری طرف دیکھ کر ہنسے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھیں مبارک ظاہر ہوگئیں۔ اس نے کہا: میں آپ کو (اہل جنت کے) سالن کی خبر نہ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! اس نے عرض کیا: ان کا سالن بالام اور نون ہوگا۔ صحابہ نے کہا: یہ کیا ہے فرمایا بیل اور مچھلی جن کے کلیجے کے ٹکڑے میں سے ستر ہزار آدمی کھائیں گے۔

تشریح:

''خبزة واحدة'' راجح یہی ہے کہ محشر کی زمین سفید میدہ کے آٹے کی ہوگی لوگ حساب کتاب کے دوران اسی سے کھائیں گے اس میں کوئی بعد بھی نہیں ہے افغانستان میں بامیان کی ایک زمین ہے اس کی مٹی لوگ روٹی کی طرح کھاتے ہیں میں نے کئی افغانیوں سے سنا ہے۔

''یکفئها'' یہ صیغہ فتح یفتح سے ہے الٹنے پلٹنے کے معنی میں ہے یہاں روٹی کو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی طرف پلٹانے کو کہا گیا ہے''فی السفر'' اگر متعارف سفر مراد ہے تو اس سے وہ روٹی مراد ہے جو سفر کے دوران جلدی جلدی صرف معمولی پھیلا کر پکا کر کھاتے ہیں اور اگر سُفَر میں سین پر ضمہ ہے اور فا پر زبر ہے تو یہ سفرۃ کی جمع ہے دستر خوان کو کہتے ہیں روٹی کو دستر خوان پر الٹانے پلٹانے والی روٹی کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

''نُزلاً'' نون اور زا پر پیش ہے لام پر زبر ہے یہ اس مہمان نوازی کو کہتے ہیں جو بالکل ابتداء میں کسی مہمان کو کھلایا جاتا ہے۔

''ثم ضحک'' آنحضرت اس لیے ہنسے کہ آپ کی بات تورات کے ساتھ بالکل موافق ہوگئی اس حدیث کی کچھ مزید وضاحت اس طرح سمجھ لیجئے۔ ''یتکفا'' روٹی پکاتے وقت جلدی جلدی اسے الٹانے پلٹانے کو یتکفأ کہا گیا ہے۔''فی السفر'' اس لفظ کو

شاید اس لیے بڑھایا کہ سفر میں جلدی ہوتی ہے تو روٹی کو جلدی جلدی ہاتھ میں الٹایا پلٹایا جاتا ہے۔ ''نـزل'' مہمان کو جو کھانا تیار کر کے دیا جاتا ہے اس کو نزل کہا گیا ہے یعنی جنتیوں کی مہمانی۔ ''قال'' یعنی یہودی عالم نے پھر کہا کہ کیا سالن کا نہ بتاؤں؟ صحابہ نے فرمایا بتادو اس نے کہا: ''بالام'' یہ عبرانی لفظ ہے عربی میں اس کا ترجمہ ثور ہے جو بیل کو کہتے ہیں اگر یہ لفظ عربی ہوتا تو صحابہ سمجھ جاتے اور سوال نہ کرتے۔ ''نون'' یہ مچھلی کو کہتے ہیں ''زائـدۃ کبـدھمـا'' یعنی بیل اور مچھلی دونوں کے جگر کے کچھ زائد ٹکڑوں سے ستر ہزار جنتیوں کی تواضع کی جائے گی، یہ ستر ہزار وہ ہوں گے جو حساب و کتاب کے بغیر جنت میں داخل ہو چکے ہوں گے، حیوانات میں مچھلی اور سانپ دو ایسے حیوان ہیں جن کے بڑے ہونے میں کوئی حد بندی نہیں ہے وہ بڑنے سے بھی بڑھ کر بڑے بن سکتے ہیں۔ تو یہ مچھلی بھی عجیب ہوگی۔

مدینہ میں یہود کے دس سرغنے اگر مسلمان ہو جاتے تو یہود مسلمان ہو جاتے

۷۰۵۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا قُرَّةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَوْ تَابَعَنِي عَشَرَةٌ مِنَ الْيَهُودِ، لَمْ يَبْقَ عَلَى ظَهْرِهَا يَهُودِيٌّ إِلَّا أَسْلَمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر یہود میں سے دس (عالم) میری اتباع کر لیتے تو زمین پر کوئی یہودی بھی مسلمان ہوئے بغیر نہ رہتا۔

تشریح:

''عشرۃ من الیہود'' یعنی اگر مدینہ منورہ میں یہود کے دس سردار اور سرغنے مجھ پر ایمان لاتے تو سارے یہودی مسلمان ہو جاتے اور زمین کے سطح پر ایک یہودی بھی اسلام کے بغیر نہ رہتا مگر یہ دس بد بخت مسلمان نہ ہوئے تو سب یہود کو جہنم رسید کر دیا ان دس یہود کے نام شارحین نے بتائے ہیں جو یہود کے سردار بھی تھے اور احبار بھی تھے۔ نام یہ ہیں:

(۱) بنونضیر میں سے جو سردار تھے اس میں سے ایک کا نام یاسر بن اخطب تھا دوسرے کا نام حیی بن اخطب تھا تیسرے کا نام کعب بن اشرف تھا چوتھے کا نام رافع بن ابی الحقیق تھا (۲) بنوقینقاع میں سے ایک سردار کا نام عبداللہ بن حنیف تھا دوسرے کا نام فخاص تھا تیسرے کا نام رفاعہ بن زید تھا (۳) اور بنو قریظہ میں سے ایک سردار کا نام زبیر بن باطا تھا دوسرے کا نام کعب بن اسد تھا تیسرے کا نام شمویل بن زید تھا۔ غالب گمان یہی ہے کہ اس حدیث میں یہی دس آدمی مراد ہیں یہ مسلمان ہو جاتے تو ان کے ماتحت سب یہود مسلمان ہو جاتے۔

بَابُ سُؤَالِ الْيَهُودِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوحِ

روح سے متعلق یہود کا آنحضرت سے سوال کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۷۰۵۴۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ، وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى عَسِيبٍ، إِذْ مَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ، فَقَالُوا: مَا رَابَكُمْ إِلَيْهِ، لَا يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ، فَقَالُوا: سَلُوهُ، فَقَامَ إِلَيْهِ بَعْضُهُمْ فَسَأَلَهُ عَنِ الرُّوحِ، قَالَ: فَأَسْكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ، قَالَ: فَقُمْتُ مَكَانِي، فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قَالَ: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ، قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾(الإسراء: ۸۵)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک کھیت میں چل رہا تھا اور آپ ﷺ ایک لکڑی سے سہارا لیتے ہوئے چل رہے تھے کہ آپ ﷺ کا ایک یہود کی جماعت کے پاس سے گزر ہوا تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: آپ ﷺ سے روح کے بارے میں پوچھو۔ انہوں نے کہا: تمہیں اس بارے میں کیا شبہ ہے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ﷺ تم کو ایسا جواب دیں جو تمہیں ناگوار گزرے۔ انہوں نے کہا: آپ ﷺ سے پوچھیے۔ ان میں سے کچھ نے کھڑے ہو کر آپ ﷺ سے روح کے بارے میں سوال کیا۔ پس نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے اور انہیں اس بارے میں کوئی جواب نہ دیا۔ پس (اسی دوران) مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ کی طرف وحی کی جا رہی ہے۔ پس میں اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ جب وحی نازل ہو چکی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ویسئلونک الخ یعنی آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ ﷺ فرما دیں روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں کم علم عطا کیا گیا ہے۔

تشریح:

''عبداللہ'' اس سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مراد ہیں ''فی حرث'' کھیت مراد ہے ایک روایت میں ''نخل'' کا لفظ ہے جس سے باغ مراد ہے ایک روایت میں ''فی خرب'' کا لفظ ہے جو ویران جگہ کو کہتے ہیں الفاظ کے اس اختلاف میں کوئی تضاد نہیں ہے کھیت اور باغ اکثر ویران علاقہ میں ہوتے ہیں ''متکئی علی عسیب'' یہ بیٹھنے کی کیفیت نہیں ہے بلکہ چلنے کی ہے

عسیب شاخ سے بنی ہوئی لاٹھی کو کہتے ہیں اس کو ٹیک کر اس علاقہ میں تشریف لے جا رہے تھے۔

''ما رابکم'' یہ ریب سے ہے شک کے معنی میں ہے یعنی تم کو کیا شک ہے کہ ان سے پوچھتے ہو کوئی ایسا جواب آجائے گا جو تم کو پسند نہ ہوگا تمہارا اپنا علم تم کو کافی ہے تم کو حاجت کیا ہے کہ پوچھتے ہو پھر ان خبیثوں نے مشورہ کیا کہ اگر اس شخص نے روح کے بارے میں پورا پورا جواب دیا تو یہ نبی نہیں ہوگا کیونکہ روح کا مکمل علم کسی کے پاس نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

''فاسکت'' یہ صیغہ سکت کے معنی میں ہے یعنی آنحضرت وحی کے انتظار میں خاموش ہوگئے کہتے ہیں یہود نے اصحاب کہف اور ذوالقرنین اور روح کے بارے میں سوال کیا آنحضرت نے فرمایا میں کل جواب دوں گا ان شاء اللہ نہیں کہا پندرہ دن کے بعد پھر وحی آئی اور بیان آگیا (الابی)

﴿قل الروح من امر ربی﴾ یعنی روح اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے جس کا علم تم کو نہیں ہے مگر کچھ کچھ اندازے کرتے رہتے ہو شارحین نے روح سے متعلق بحث کو بلا فائدہ بتایا ہے مگر علامہ الابی المالکی نے کافی طویل کلام کیا ہے جس میں متکلمین اور فلاسفہ کے اقوال کو بھی ذکر کیا ہے سب سے زیادہ واضح بات یہ لکھی ہے کہ روح ایک لطیف جسم ہے جو انسان کے بدن کے مشابہ ہے اور بدن کے ہر ہر جزء میں پیوست ہے اس سے بدن متحرک ہے جب یہ لطیف جسم اس کثیف جسم سے جدا ہو جائے تو یہ ظاہری جسم بے کار ہو جاتا ہے آدمی مر جاتا ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے اس آیت کے تحت بہت عمدہ کلام کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کا جسم بمنزلہ فیکٹری اور کارخانہ ہے سارے پرزے اس مشینری میں فٹ ہیں جب اس میں بجلی کی کرنٹ چھوڑی جاتی ہے تو پوری مشینری حرکت میں آجاتی ہے اور جب کرنٹ ہٹا دی جاتی ہے تو پوری مشینری ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔ روح بھی بدن میں اسی طرح ایک کرنٹ ہے جب تک یہ کرنٹ ہے جسم متحرک ہے روح کی کرنٹ جب اس کے نکلنے سے ختم ہو جاتی ہے تو جسم ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور انسان مر جاتا ہے سمجھانے کے لیے یہ مثال بہت عمدہ ہے اس سے پہلے کسی مقام پر میں نے تفصیل لکھی ہے۔

۷۰۵۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ بِالْمَدِينَةِ، بِنَحْوِ حَدِيثِ حَفْصٍ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ: ﴿وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (الإسراء

۸۵)، وَفِي حَدِيثِ عِيسَى بْنِ يُونُسَ: وَمَا أُوتُوا مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ خَشْرَمٍ،

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں مدینہ کی ایک کھیتی میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ چل رہا تھا۔ باقی حدیث حضرت حفص کی روایت کردہ حدیث کی طرح ہے۔ البتہ حضرت وکیع کی روایت کردہ حدیث میں الاقلیلا ہے اور حضرت عیسیٰ بن یونس رحمہ اللہ کی روایت کردہ حدیث میں وما اُوتُوا ہے۔

٧٠٥٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ إِدْرِيسَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ يَرْوِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَخْلٍ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ، ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، وَقَالَ فِي رِوَايَتِهِ: ﴿وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کھجوروں کے باغ میں ایک لکڑی پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ باقی حدیث گزشتہ حدیث کی طرح ہے البتہ اس روایت میں بھی وما اوتیتم الا قلیلا ہے۔

عاص بن وائل قیامت کا منکر تھا

٧٠٥٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشَجُّ۔ وَاللَّفْظُ لِعَبْدِ اللَّهِ۔ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ: كَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ، فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ، فَقَالَ لِي: لَنْ أَقْضِيَكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي لَنْ أَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ، قَالَ: وَإِنِّي لَمَبْعُوثٌ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ؟ فَسَوْفَ أَقْضِيكَ إِذَا رَجَعْتُ إِلَى مَالٍ وَوَلَدٍ، قَالَ وَكِيعٌ: كَذَا قَالَ الْأَعْمَشُ، قَالَ: فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا﴾ (مریم:٧٧) وَقَالَ: ﴿لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا﴾ (مریم:٧٧) إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَيَأْتِينَا فَرْدًا﴾ (مریم:٨٠)

حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عاص بن وائل پر میرا قرض تھا۔ پس میں ان کے پاس آیا اور ان سے قرض کا مطالبہ کیا تو اس نے مجھ سے کہا: میں ہرگز تمہارا قرض ادا نہیں کروں گا یہاں تک کہ تم محمد کا انکار کرو۔ تو میں نے اس سے کہا: ہرگز نہیں۔ میں محمد ﷺ کے ساتھ کفر نہ کروں گا یہاں تک کہ تو مر جائے پھر دوبارہ زندہ کیا جائے۔ اس نے کہا: میں موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا تو تیرا قرض ادا کروں گا۔ جب میں مال اور اولاد کی طرف لوٹوں گا۔ حضرت وکیع نے کہا: حضرت اعمش نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ پس یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: افرایت السخ یعنی کیا آپ نے اس آدمی کو دیکھا ہے جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہا کہ مجھے ضرور بالضرور مال اور اولاد

عطا کی جائے گی۔ کیا وہ غیب پر مطلع ہو گیا ہے یا اس نے رحمٰن کے پاس سے کوئی وعدہ لیا ہے۔ ہرگز نہیں اعن قریب ہم لکھ لیں گے جو وہ کہتا ہے اور ہم اس کے لیے عذاب کو طویل کر دیں گے اور ہم اس چیز کے وارث ہیں جس کے بارے میں وہ کہتا ہے اور وہ ہمارے پاس اکیلا آئے گا۔

۷۰۵۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، نَحْوَ حَدِيثِ وَكِيعٍ، وَفِي حَدِيثِ جَرِيرٍ قَالَ: كُنْتُ قَيْنًا، فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ، عَمَلًا فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ

ان اسناد سے بھی یہی سابقہ حدیث مروی ہے البتہ اس روایت میں یہ ہے کہ حضرت خباب کہتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں لوہار تھا۔ پس میں عاص بن وائل کے لیے کام کیا کرتا۔ پھر میں ان کے پاس (اپنی مزدوری کا) تقاضا کرنے کے لیے آیا۔

بَابُ إِمْهَالِ الْكَافِرِ وَآيَةُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ

کافروں کو مہلت دینے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۷۰۵۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ الزِّيَادِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: قَالَ أَبُو جَهْلٍ: اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ، فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ، أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ، فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ، وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ (الأنفال: ۳٤) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو جہل نے کہا: اے اللہ! اگر یہ (قرآن) تیری طرف سے حق ہے (تو ہمارے انکار کی وجہ سے) ہمارے اوپر آسمان سے پتھروں کی بارش فرمایا کوئی دردناک عذاب لے آ تو یہ آیت مبارکہ: وما کان اللہ لیعذبھم الخ نازل ہوئی کہ جب تک آپ ان میں موجود ہیں اللہ انہیں عذاب نہ دے گا اور نہ ہی اللہ انہیں عذاب دینے والا ہے اس حال میں کہ وہ بخشش مانگتے ہوں اور کیا وجہ ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ دے حالانکہ

وہ مسجد حرام سے روکتے ہیں۔

تشریح:

"قال ابو جھل اللھم "اس طرح دعا ابوجہل کے علاوہ قریش کے لوگوں نے بھی مانگی تھی لیکن ابوجہل کی شہرت کی وجہ سے اس کا قول نقل کیا گیا ہے کہتے ہیں صبح ان لوگوں نے یہ دعاء مانگی اور شام کو گھبرا گئے تو سب کہنے کے لگے"غفرانک"اے اللہ ہم معافی مانگتے ہیں عذاب نہ آنے کی ایک وجہ آنحضرت کا مکہ میں وجود مبارک تھا دوسری وجہ یہ کہ شرک کے باوجود یہ لوگ استغفار کرتے تھے جب آنحضرت مدینہ گئے پھر بدر میں کفار پر عذاب آ گیا اب نبی اکرم دنیا میں نہیں ہیں تو مسلمانوں کی حفاظت کے لیے استغفار بڑا ہتھیار ہے۔

بَابُ تَعنت اَبِیْ جَهْلٍ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى

ابوجہل کی سرکشی ودشمنی اور قرآن کی آیت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۷۰۶۰۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْقَيْسِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، عَنْ أَبِيهِ، حَدَّثَنِي نُعَيْمُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو جَهْلٍ: هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟ قَالَ فَقِيلَ: نَعَمْ، فَقَالَ: وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى لَئِنْ رَأَيْتُهُ يَفْعَلُ ذٰلِكَ لَأَطَأَنَّ عَلَى رَقَبَتِهِ، أَوْ لَأُعَفِّرَنَّ وَجْهَهُ فِي التُّرَابِ، قَالَ: فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي، زَعَمَ لِيَطَأَ عَلَى رَقَبَتِهِ، قَالَ: فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ إِلَّا وَهُوَ يَنْكُصُ عَلَى عَقِبَيْهِ وَيَتَّقِي بِيَدَيْهِ، قَالَ: فَقِيلَ لَهُ: مَا لَكَ؟ فَقَالَ: إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَهُ لَخَنْدَقًا مِنْ نَارٍ وَهَوْلًا وَأَجْنِحَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ دَنَا مِنِّي لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ- لَا نَدْرِي فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَوْ شَيْءٌ بَلَغَهُ: ﴿كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَى، أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَى إِنَّ إِلَى رَبِّكَ الرُّجْعَى، أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى، عَبْدًا إِذَا صَلَّى، أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدَى، أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَى، أَرَأَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى﴾ (العلق:۷) يَعْنِي أَبَا جَهْلٍ- ﴿أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللّٰهَ يَرَى، كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ، نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ، فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ، كَلَّا لَا تُطِعْهُ﴾ (العلق:۱۴) ، زَادَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فِي حَدِيثِهِ قَالَ: وَأَمَرَهُ بِمَا أَمَرَهُ بِهِ. وَزَادَ

ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ﴿فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ﴾ (العلق:۱۷)، يَعْنِي قَوْمَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو جہل نے کہا: کیا محمد (ﷺ) تمہارے سامنے اپنا چہرہ زمین پر رکھتے ہیں؟ اسے کہا گیا: ہاں! تو اس نے کہا: لات اور عزیٰ کی قسم اگر میں نے انہیں ایسا کرتے دیکھا تو ان کی گردن (معاذ اللہ) روندوں گا یا ان کا چہرہ مٹی میں ملاؤں گا۔ پس وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نماز ادا کر رہے تھے۔ اس ارادہ سے کہ وہ آپ ﷺ کی گردن کو روندے، جب وہ آپ ﷺ کے قریب ہونے لگا تو اچانک اپنی ایڑیوں پر واپس لوٹ آیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے کسی چیز سے بچ رہا تھا۔ پس اسے کہا گیا: تجھے کیا ہوا؟ تو اس نے کہا: میرے اور ان کے درمیان آگ کی خندق تھی، ہول اور بازو تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر وہ مجھ سے قریب ہوتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو نوچ ڈالتے۔ پس اللہ رب العزت نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ راوی حدیث کہتا ہے ہم نہیں جانتے کہ یہ حضرت ابو ہریرہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے یا ہمیں کسی اور طریقہ سے پہنچی ہے۔ کلا ان الانسان لیطغی ہرگز نہیں بے شک انسان البتہ سرکشی کرتا ہے (کیونکہ) اس نے اپنے آپ کو مستغنی سمجھ لیا ہے۔ بے شک تیرے پروردگار کی طرف ہی لوٹنا ہے۔ کیا تم نے اس کو دیکھا ہے جو (ہمارے) بندے کو روکتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ کیا خیال ہے کہ اگر وہ ہدایت پر ہوتا یا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیتا (تو یہ اچھا نہ تھا) کیا خیال ہے اگر وہ جھٹلائے اور پیٹھ پھیرے یا وہ نہیں جانتا کہ اللہ (سب کچھ) دیکھ رہا ہے۔ ہرگز نہیں! اگر وہ باز نہ آیا تو ہم یقیناً اسے پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر کھینچیں گے۔ ایسی پیشانی جو جھوٹی اور گناہ گار ہے۔ پس چاہیے کہ وہ اپنے مددگاروں کو پکارے۔ عنقریب ہم بھی فرشتوں کو بلائیں گے۔ ہرگز نہیں! آپ اس کی اطاعت نہ کریں'' اور حضرت عبید اللہ نے اپنی روایت کردہ حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اور اسے وہی حکم دیا جس کا انہیں حکم دیا ہے اور حضرت ابن عبد الاعلیٰ نے اپنی روایت کردہ حدیث میں فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ کا معنی بھی درج کیا کہ وہ اپنی قوم کو پکارے۔

تشریح:

''هل يعفر'' یعنی کیا محمد تمہارے سامنے اپنے چہرہ کو خاک میں آلودہ کرتا ہے یا نہیں؟ اس خبیث نے نماز میں سجدہ کو بطور استہزاء اس طرح کہدیا ''لاعفرن'' یعنی یقیناً میں اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر اس کے چہرہ کو مٹی میں لت پت کروں گا ''فجئهم'' یعنی اپنے ساتھیوں کے پاس اچانک آدھمکا گھبرایا ہوا تھا انہوں نے کہا یہ کیا ہو گیا اتنا ڈر گیا؟ ''ينكص'' الٹے پاؤں آنحضرت کے پاس سے واپس آ گیا ''بيديه'' یعنی دونوں ہاتھوں کو آگے کیا ہوا تھا گویا کسی چیز کو روک کر اپنے آپ کو بچا رہا تھا ''خندقا'' آگ کا گڑھا دیکھا ''هولا'' دہشت اور دبدبہ دیکھا ''اجنحة'' فرشتوں کے پروں کی پڑپڑاہٹ کی آوازیں سنیں۔

بَابُ الدُّخَانِ

ایک قسم دھوئیں کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۷۰۶۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ جُلُوسًا، وَهُوَ مُضْطَجِعٌ بَيْنَنَا، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ قَاصًّا عِنْدَ أَبْوَابِ كِنْدَةَ يَقُصُّ وَيَزْعُمُ، أَنَّ آيَةَ الدُّخَانِ تَجِيءُ فَتَأْخُذُ بِأَنْفَاسِ الْكُفَّارِ، وَيَأْخُذُ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَجَلَسَ وَهُوَ غَضْبَانُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ، مَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ شَيْئًا، فَلْيَقُلْ بِمَا يَعْلَمُ، وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ: اللّٰهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّهُ أَعْلَمُ لِأَحَدِكُمْ أَنْ يَقُولَ: لِمَا لَا يَعْلَمُ: اللّٰهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ (ص:۸۶) إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى مِنَ النَّاسِ إِدْبَارًا، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ سَبْعٌ كَسَبْعِ يُوسُفَ قَالَ: فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ، حَتَّى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْمَيْتَةَ مِنَ الْجُوعِ، وَيَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ أَحَدُهُمْ فَيَرَى كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ، فَأَتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ جِئْتَ تَأْمُرُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ، وَبِصِلَةِ الرَّحِمِ، وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا، فَادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ، يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (الدخان:۱۱) إِلَى قَوْلِهِ: ﴿إِنَّكُمْ عَائِدُونَ﴾ (الدخان:۱۵)، قَالَ: أَفَيُكْشَفُ عَذَابُ الْآخِرَةِ؟ ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ﴾ (الدخان:۱۶) فَالْبَطْشَةُ يَوْمَ بَدْرٍ، وَقَدْ مَضَتْ آيَةُ الدُّخَانِ، وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ، وَآيَةُ الرُّومِ

حضرت مسروق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت عبداللہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ ہمارے درمیان لیٹے ہوئے تھے کہ ان کے پاس ایک آدمی نے آکر عرض کیا: اے ابوعبدالرحمٰن کندہ کے دروازوں کے پاس ایک قصہ گو بیان کررہا ہے اور گمان کرتا ہے کہ قرآن میں جو دھوئیں کی آیت ہے وہ دھواں آنے والا ہے۔ پس وہ (دھواں) کفار کے سانسوں کو روک لے گا اور مؤمنین کے ساتھ صرف زکام کی کیفیت پیش آئے گی۔ حضرت عبداللہ غصہ میں اٹھ بیٹھے پھر ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ سے ڈرو۔ تم میں سے جو کوئی بات جانتا ہو تو وہ اپنے علم کے مطابق ہی بیان کرے اور جو بات نہیں جانتا تو کہے: اللہ ہی بہتر جانتا ہے کیونکہ تم میں سب سے بڑا عالم وہی ہے جو جس بات کو نہ

جانتا ہوا اس کے بارے میں کہے: اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ پس بے شک اللہ رب العزت نے اپنی نبی مکرم سے ارشاد فرمایا: آپ فرمادیں میں تم سے اس بات پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔
جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں سے بعضوں کی روگردانی دیکھی تو ارشاد فرمایا: اللہ نے ان پر سات سالہ قحط نازل فرمایا جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں سات سالہ قحط نازل ہوا تھا۔ حضرت ابن مسعود نے کہا: پس ان پر ایک قحط آیا جس نے ہر چیز کو ملیا میٹ کردیا۔ یہاں تک کہ بھوک کی وجہ سے چمڑے اور مردار کھائے اور ان میں سے جو کوئی آسمان کی طرف نظر کرتا تھا تو دھوئیں کی سی کیفیت دیکھتا تھا۔ پس آپ ﷺ کے پاس ابوسفیان حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے محمد (ﷺ) بے شک آپ اللہ کی اطاعت اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دینے کے لیے تشریف لائے ہیں اور بے شک آپ کی قوم برادری تحقیق ہلاک ہوچکی۔ آپ اللہ سے ان کے لیے دعا مانگیں۔ اللہ رب العزت نے فرمایا: آپ انتظار کریں، اس دن کا جس دن کھلم کھلا دھواں ظاہر ہوگا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہ دردناک عذاب ہے۔ اس آیت سے، بے شک تم لوٹنے والے ہو تک، نازل فرمائیں۔ تو انہوں نے کہا: کیا آخرت کا عذاب دور کیا جاسکتا ہے؟ تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: جس دن ہم پکڑیں گے بڑی گرفت کے ساتھ۔ بے شک ہم بدلہ لینے والے ہوں گے۔ پس اس پکڑ سے مراد بدر کے دن کی پکڑ ہے اور دھوئیں اور لزام (یعنی بدر کے دن کی گرفت وقتل) اور روم کی علامت کی نشانیاں گزرچکی ہیں۔

تشریح:

''عند عبدالله'' اس سے حضرت عبداللہ بن مسعود مراد ہیں اور طبقہ صحابہ میں جب مطلق عبداللہ کا نام آتا ہے تو اس سے حضرت عبداللہ بن مسعود مراد ہوتے ہیں ''ان قاصا'' یہ قصہ گو واعظ کو کہتے ہیں ''کندہ'' کوفہ کے کئی راستوں میں سے ایک راستے کا نام کندہ تھا ''ادبارا'' یعنی مکہ میں قریش نے آنحضرت سے جب منہ موڑلیا اور اسلام قبول کرنے سے پیٹھ پھیرلی اور آپ کو ستایا تو آپ نے سات سال قحط اور خشک سالی کی بددعا کی جو قبول ہوگئی اور اہل مکہ پر سخت قحط آگیا۔
''سنة'' خشک سالی کو کہتے ہیں ''حصت'' استأصلت کے معنی میں ہے یعنی ہر چیز کو جڑ سے اکھیڑ کر ختم کردیا ''فقال انکشف'' حضرت ابن مسعود اور عام صحابہ خصوصا حضرت ابن عباس کے درمیان آیت ﴿یوم تاتی السماء بدخان مبین﴾ کے مصداق میں اختلاف تھا حضرت ابن مسعود اس دخان اور دھوئیں سے اسی خشک سالی کا دھواں مراد لیتے تھے جو اہل مکہ پر مسلط ہوا تھا گویا بھوک وافلاس کی وجہ سے اور خشک موسم کی وجہ سے عذاب کی شکل میں یہ کیفیت مسلط تھی اور حضرت علی اور حضرت ابن عباس اس دھوئیں سے قیامت کے قریب کا دھواں مراد لیتے تھے اس واعظ نے بھی اسی کو بیان کیا کہ قیامت کے قریب ایک

دھواں آئے گا جس سے مسلمانوں کو زکام کی کیفیت پیدا ہو جائے گی لیکن کافر مر جائیں گے اور منافقین برباد ہو جائیں گے حضرت ابن مسعود نے اس پر شدید انکار فرمایا اور استدلال کیا کہ اگر قیامت کے قریب زمانے کا دھواں مراد ہے تو پھر وہ ختم کیسے ہو گیا حالانکہ اس دھوئیں کے ختم ہونے کا ذکر ہے جیسے "انا کاشفوا العذاب قلیلا" حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ یہ اہل مکہ پر قحط کا دھواں تھا جو بعد میں ختم ہو گیا وہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں گزر چکی ہیں ایک بطشۃ الکبریٰ سے بدر کا دن مراد ہے جو گزر گیا۔ دوسرا یہ دخان ہے جو گزر گیا تیسرا "فسوف یکون لزاما" ہے وہ بھی گزر گیا۔ حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ واقعات گزرے نہیں ہیں آئندہ آنے والے ہیں۔ بہر حال اس دخان میں سلف صالحین کا اختلاف ہے کہ اس سے کونسا دخان مراد ہے۔

حضرت ابن مسعود اور حضرت مجاہد اور ابو العالیہ اور ابراہیم نخعی اور ضحاک اور عطیۃ العوفی کا خیال ہے کہ اس سے اہل مکہ پر قحط کے مسلط ہونے اور بھوک و پیاس میں مبتلا ہونے کا دھواں مراد ہے جو گزر گیا اس دخان کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ اس سے قرب قیامت میں آنے والا دھواں مراد ہے حضرت علی اور حضرت ابن عباس اور چند مفسرین کا یہی خیال ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ دخان آئندہ آنے والا ہے گزرا نہیں اس واعظ کے اسی استدلال پر حضرت ابن مسعود نے انکار کیا ہے ایک تیسرا طبقہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ دھواں دو دفعہ رونما ہو گا ایک تو اہل مکہ پر قحط کے وقت آیا تھا اور گزر گیا اور ایک آئندہ قرب قیامت کے وقت آئے گا اس پر ان حضرات نے کافی دلائل سے استدلال کیا ہے۔ اس تفسیر اور اس قول سے تمام حضرات کے اقوال میں اتفاق واتحاد آجائے گا یہ بہت اچھا ہے تکملہ میں شیخ تقی عثمانی مدظلہ نے جو لکھا ہے اسکا خلاصہ یہی ہے۔

"والبطشۃ" اس سے بھی حضرت ابن مسعود بدر کی پکڑ مراد لیتے ہیں "واللزام" یعنی عذاب لازم ہو گا تم سے چپک جائے گا اس سے بھی حضرت ابن مسعود جنگ بدر کا عذاب مراد لیتے ہیں۔

"وآیۃ الروم" اس سے اشارہ ہے "غلبت الروم فی ادنی الارض" کی طرف اس سے فارس کے مغلوب ہونے اور روم کے غالب ہونے کی طرف اشارہ ہے یہ قصہ بھی گزر گیا گویا دخان اور بطشۃ الکبریٰ اور لزام اور آیۃ الروم سب گزرے ہوئے واقعات ہیں یہ حضرت ابن مسعود کی رائے ہے اگلی روایت میں والقمر کا لفظ ہے اس سے انشقاق قمر کا معجزہ مراد ہے۔

۷۰۶۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكِيعٌ، ح وحَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

يَحْيَى، وَأَبُو كُرَيْبٍ۔ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى۔ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: جَاءَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٌ فَقَالَ: تَرَكْتُ فِي الْمَسْجِدِ رَجُلًا يُفَسِّرُ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهِ يُفَسِّرُ هٰذِهِ الْآيَةَ: (يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ) (الدخان: ١٠) قَالَ: يَأْتِي النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ دُخَانٌ، فَيَأْخُذُ بِأَنْفَاسِهِمْ حَتَّى يَأْخُذَهُمْ مِنْهُ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: مَنْ عَلِمَ عِلْمًا فَلْيَقُلْ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ: اللّٰهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ مِنْ فِقْهِ الرَّجُلِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا عِلْمَ لَهُ بِهِ: اللّٰهُ أَعْلَمُ، إِنَّمَا كَانَ هٰذَا، أَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اسْتَعْصَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ، فَأَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَجَهْدٌ، حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ، وَحَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرِ اللّٰهَ لِمُضَرَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَقَالَ: لِمُضَرَ إِنَّكَ لَجَرِيءٌ قَالَ: فَدَعَا اللّٰهَ لَهُمْ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ﴾ (الدخان: ١٥) قَالَ: فَمُطِرُوا، فَلَمَّا أَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ، قَالَ: عَادُوا إِلَى مَا كَانُوا عَلَيْهِ، قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ، يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (الدخان: ١١) ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ﴾ (الدخان: ١٦) قَالَ: يَعْنِي يَوْمَ بَدْرٍ

حضرت مسروق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی نے آکر عرض کیا: میں مسجد میں ایک ایسے آدمی کو چھوڑ آیا ہوں جو اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرتا ہے۔ وہ اس آیت یوم نبطش البطشة الخ کہ جس دن آسمان پر واضح دھواں ظاہر ہوگا کی تفسیر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ قیامت کے دن دھواں لوگوں کے سانسوں کو بند کر دے گا۔ یہاں تک کہ ان کی زکام کی سی کیفیت ہو جائے گی۔ تو حضرت عبداللہ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی کسی بات کا علم رکھتا ہے، وہ وہی بات کہے اور جو نہ جانتا ہو تو چاہیے کہ وہ کہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ پس بے شک آدمی کی عقل مندی یہ ہے کہ وہ جس بات کا علم نہ رکھتا ہو اس کے بارے میں کہے: اللہ اعلم۔ ان قریشیوں نے جب نبی کریم ﷺ کی نافرمانی کی تو آپ ﷺ نے ان کے خلاف قحط پڑنے کی دعا کی جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کے لوگوں پر قحط اور مصیبت و تنگی آئی تھی۔ یہاں تک کہ جب کوئی آسمان کی طرف نظر کرتا تو اپنے اور آسمان کے درمیان اپنی مصیبت کی وجہ سے دھواں دیکھتا تھا اور یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیوں کو کھایا۔ پس ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! مضر (قبیلہ) کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں۔ پس بے شک وہ ہلاک ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو نے مضر (قبیلہ) کے لیے بڑی جرأت کی

ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ سے ان کے لیے دعا مانگی تو اللہ رب العزت نے انا کاشفوا العذاب الخ ہم چند دنوں کے لیے عذاب روکنے والے ہیں (لیکن) تم پھر وہی کام سرانجام دوگے۔ کہتے ہیں پس ان پر بارش برسائی گئی۔ پس جب وہ خوشحال ہوگئے تو پھر وہ اسی (بدعقیدگی) کی طرف لوٹ گئے جس پر پہلے سے قائم تھے تو اللہ رب العزت نے یہ آیات فارتقب الخ نازل کی۔ (ترجمہ گزر چکا ہے) (اوران لوگوں کی پکڑ بدر کے دن ہوئی)۔

۷۰۶۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ الدُّخَانُ، وَاللِّزَامُ، وَالرُّومُ، وَالْبَطْشَةُ، وَالْقَمَرُ،

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جو کہ گزر چکی ہیں: دھواں، لزام (قید وبند) (غلبہ) روم بطشہ (جنگ بدر) اور (شق) قمر۔

۷۰۶۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مبارکہ سابقہ حدیث کی طرح مروی ہے۔

۷۰۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ۔ وَاللَّفْظُ لَهُ۔ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَى دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ﴾(السجدة:۲۱) قَالَ: مَصَائِبُ الدُّنْيَا، وَالرُّومُ، وَالْبَطْشَةُ، أَوِ الدُّخَانُ شُعْبَةُ الشَّاكُّ فِي الْبَطْشَةِ أَوِ الدُّخَانِ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اللہ عزوجل کے قول: ولنذیقنهم من العذاب الخ ہم ضرور بالضرور بڑے عذاب سے پہلے انہیں چھوٹے عذاب دیں گے۔ کے بارے میں روایت ہے کہ اس سے مراد دنیا کی مصیبتیں (غلبہ) روم بطشہ (غزوہ بدر) یا دھواں ہے اور شعبہ کو بطشہ یا دخان میں شک ہے۔

بَابُ انْشِقَاقِ الْقَمَرِ

شق قمر کے معجزے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے نو احادیث کو بیان کیا ہے

۷۰۶۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ

مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِقَّتَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اشْهَدُوا

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: گواہ ہو جاؤ۔

تشریح:

''انشق القمر ''شق قمر کے معجزے کا یہ واقعہ مکہ میں ظاہر ہوا تھا کفار قریش کا بہت بڑا نمائندہ اجلاس ہوا اور یہ طے پایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جادوگر ہے جادو کا اثر زمین پر ہو جاتا ہے کیونکہ یہ سفلی عمل ہے آسمانوں پر اس کا اثر نہیں ہوتا ہے آؤ ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر تم سچے نبی ہو تو یہ چاند دو ٹکڑے ہو جائے۔ چنانچہ آنحضرت منیٰ میں تھے آپ نے چاند کی طرف اشارہ کیا دو ٹکڑے ہو گیا آنحضرت نے فرمایا دیکھو گواہ رہو اس طرح ہو گیا۔ یہ معجزہ اگرچہ قریش کی طرف سے فرمائشی تھا اس کے بعد ان کو ہلاک ہونا تھا لیکن اس امت پر اجتماعی عذاب نہیں آتا ہے بدر وغیرہ میں ان پر جزوی عذاب آگیا شق قمر چونکہ رات کے وقت میں تھا اس لیے اس کا زیادہ چرچا نہیں ہوا دوسری بات یہ ہے کہ چاند کے ٹکڑے مختلف پہاڑوں کے پاس دیکھے گئے ہیں جس نے جہاں دیکھا وہی بیان کیا لہٰذا ان روایات میں اگر اختلاف نظر آتا ہے تو یہ احادیث میں تضاد نہیں ہے بلکہ ہر ایک نے اپنے معلوم پر نقل کیا ہے نیز شق قمر کا معجزہ دو دفعہ پیش آیا ہے اس وجہ سے بھی روایات میں اختلاف آیا ہے لہٰذا اس کا انکار کرنا گمراہ لوگوں کا کام ہے مخبر صادق کا بتانا کافی ہے۔

۷۰۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي كِلَاهُمَا، عَنِ الْأَعْمَشِ، ح وَحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ۔ وَاللَّفْظُ لَهُ۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى إِذَا انْفَلَقَ الْقَمَرُ فِلْقَتَيْنِ فَكَانَتْ فِلْقَةٌ وَرَاءَ الْجَبَلِ، وَفِلْقَةٌ دُونَهُ، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اشْهَدُوا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ منیٰ میں تھے کہ چاند پھٹ گیا، دو ٹکڑوں میں۔ پس ایک ٹکڑا تو پہاڑ کے پیچھے چلا گیا اور دوسرا دوسری طرف تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا گواہ ہو جاؤ۔

۷۰۶۸۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِلْقَتَيْنِ، فَسَتَرَ الْجَبَلُ فِلْقَةً، وَكَانَتْ فِلْقَةٌ فَوْقَ الْجَبَلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ اشْهَدْ،

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں چاند دو ٹکڑوں میں پھٹ گیا۔ پس ایک ٹکڑے کو پہاڑ نے چھپا لیا اور (دوسرا) ٹکڑا پہاڑ کے اوپر تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! گواہ رہ۔

۷۰۶۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث مبارکہ سابقہ حدیث کی طرح روایت کی ہے۔

۷۰۷۰۔ وحَدَّثَنِيهِ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ، بِإِسْنَادِ ابْنِ مُعَاذٍ، عَنْ شُعْبَةَ، نَحْوَ حَدِيثِهِ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ: فَقَالَ اشْهَدُوا، اشْهَدُوا

ان اسناد سے بھی یہ حدیث سابقہ حدیث کی طرح مروی ہے البتہ حضرت ابن عدی کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم گواہ ہو جاؤ، تم گواہ ہو جاؤ۔

۷۰۷۱۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ مَرَّتَيْنِ،

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ﷺ انہیں کوئی نشانی (معجزہ) دکھائیں تو آپ ﷺ نے انہیں دو مرتبہ چاند کا پھٹنا دکھایا۔

۷۰۷۲۔ وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، بِمَعْنَى حَدِيثِ شَيْبَانَ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ حضرت شیبان کی روایت کردہ حدیث کی طرح مروی ہے۔

۷۰۷۳۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَأَبُو دَاوُدَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَأَبُو دَاوُدَ كُلُّهُمْ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ فِرْقَتَيْنِ، وَفِي حَدِيثِ أَبِي دَاوُدَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چاند دو ٹکڑوں میں پھٹ گیا اور ابوداود راوی کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑوں میں پھٹا۔

۷۰۷۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ قُرَيْشٍ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ عَلَى زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چاند پھٹ گیا تھا۔

باب في الكفار

کافروں کی نالائقی کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۷۰۷۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا أَحَدَ أَصْبَرُ عَلَى أَذًى يَسْمَعُهُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، إِنَّهُ يُشْرَكُ بِهِ، وَيُجْعَلُ لَهُ الْوَلَدُ، ثُمَّ هُوَ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ،

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی بھی اللہ رب العزت سے بڑھ کر تکلیفوں پر صبر کرنے والا نہیں ہے کہ اس کے ساتھ شریک کیا جاتا ہے اور اس کے لیے اولاد ثابت کی جاتی ہے پھر بھی وہ انہیں عافیت اور رزق عطا کرتا ہے۔

۷۰۷۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِمِثْلِهِ، إِلَّا قَوْلَهُ وَيُجْعَلُ لَهُ الْوَلَدُ فَإِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْهُ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سابقہ حدیث کی طرح حدیث روایت کی ہے البتہ اس روایت میں انہوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ اللہ کے لیے اولاد ثابت کی جاتی ہے۔

۷۰۷۷۔ وحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَحَدٌ أَصْبَرَ عَلَى أَذًى يَسْمَعُهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى، إِنَّهُمْ يَجْعَلُونَ لَهُ نِدًّا وَيَجْعَلُونَ لَهُ وَلَدًا وَهُوَ مَعَ ذَلِكَ يَرْزُقُهُمْ وَيُعَافِيهِمْ وَيُعْطِيهِمْ

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ سے بڑھ کر کوئی تکلیف دہ باتوں کو سن کران پر صبر کرنے والا نہیں ہے۔ (اللہ) کے لیے ہمسر بناتے ہیں اوراس کے لیے اولاد ثابت کرتے ہیں پھربھی وہ اس کے باوجود انہیں رزق اور عافیت اور (دوسری چیزیں) عطا کرتا ہے۔

تشریح:

"ما احد اصبر "صبر کی تعریف اس طرح ہے"الصبر هو حبس النفس عما تشتهيه "یعنی چاہت والی چیزوں سے اپنے نفس کوروکے رکھنے کا نام صبر ہے۔اب سوال یہ ہے کہ اس مفہوم میں تو صبر کی نسبت اللہ کی طرف جائز نہیں ہے پھر یہاں صبر کا اطلاق اللہ پر کیسے ہوا ہے؟ اس کا جواب شارحین حدیث نے یہ دیا ہے کہ صبر کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہوجائے تواس سے مراد تاخر العذاب عن المستحق ہوتی ہے۔گویا یہ ان الفاظ میں سے ہے جن کا اطلاق اللہ تعالیٰ پرغایت اورانجام ونتیجہ کے اعتبار سے ہوتا ہے جیسے رحمت، حیاء وغیرہ الفاظ ہیں۔ یہ مبادی کے اعتبار سے اللہ پر نہیں بولے جاتے ہیں بلکہ منتہی کے اعتبار سے بولے جاتے ہیں۔"اذی "اسم فاعل کے معنی میں ہے ای المو ذی یا ایذاءرسانی کا معاملہ کرتے ہیں"اللہ تعالیٰ کے سننے اور سماعت سے مراد مایلیق بشانہ ہے انسان بواسطہ جارحہ مخصوصہ سنتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ بغیر واسطہ اور بغیر آلہ سنتا ہے۔اس حدیث میں تخلق باخلاق اللہ کی تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ قادر بھی ہے سنتا بھی ہے پھربھی صبر کرتا ہے تو تم لوگ بھی صبر کی عادت ڈالو حالانکہ تم قادر علی الاطلاق بھی نہیں ہو۔

صبر کی موٹی تین قسمیں ہیں۔

صبر علی الطاعۃ: کہ حالات جیسے بھی ہوں ہمیں عبادت میں لگے رہنا چاہیے۔
صبر علی المعصیت: کہ ہر حال میں گناہ سے بچنے کا جذبہ دل میں ہو اور گناہ سے رک کر صبر کرتا رہے۔
صبر علی المصیبت: یہ آخری قسم جو ہے اس کو عوام اور خواص صبر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ صبر کی تین قسمیں ہیں جس کا بیان اوپر ہوگیا۔

بَابُ طَلَبِ الْكَافِرِ الْفِدَاءَ بِمِلْءِ الْأَرْضِ ذَهَبًا

دنیا بھر سونا فدیہ میں دینے کے لیے کافر تیار ہو جائے گا

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۷۰۷۸۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا: لَوْ كَانَتْ لَكَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، أَكُنْتَ مُفْتَدِيًا بِهَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: قَدْ أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هَذَا وَأَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ: أَنْ لَا تُشْرِكَ۔ أَحْسِبُهُ قَالَ: وَلَا أُدْخِلَكَ النَّارَ۔ فَأَبَيْتَ إِلَّا الشِّرْكَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ جہنم والوں میں سے کم عذاب والوں سے فرمائے گا اگر دنیا اور جو کچھ اس میں ہے تیرے لیے ہو تو کیا تو اس عذاب سے نجات حاصل کرنے کے لیے وہ دیدے گا۔ وہ کہے گا: جی ہاں! اللہ فرمائے گا کہ میں نے تجھ سے اس سے بھی کم ترین چیز کا مطالبہ اس وقت کیا تھا جب تو آدم کی پشت میں تھا کہ تو (مجھ سے) شرک نہ کرنا۔ (راوی حدیث کہتا ہے) میرا گمان ہے کہ (اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا) میں تجھ کو جہنم میں نہ ڈالوں گا۔ پس تو نے شرک کے سوا (باقی سب باتوں کا) انکار کیا۔

۷۰۷۹۔ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ، إِلَّا قَوْلَهُ: وَلَا أُدْخِلَكَ النَّارَ فَإِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث کی طرح حدیث روایت کرتے ہیں البتہ اس حدیث میں ''میں تجھ کو جہنم میں داخل نہ کروں گا'' مذکور نہیں ہے۔

۷۰۸۰۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ

قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرُونَ: حَدَّثَنَا۔ مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يُقَالُ لِلْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا، أَكُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيُقَالُ لَهُ: قَدْ سُئِلْتَ أَيْسَرَ مِنْ ذَلِكَ ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن کافر سے کہا جائے گا اگر تیرے لیے زمین بھر کے سونا ہوتا تو کیا تو اسے عذاب سے بچنے کے لیے فدیہ کر دیتا؟ تو وہ کہے گا: جی ہاں! تو اس سے کہا جائے گا تجھ سے اس سے بھی آسان چیز کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

۷۰۸۱۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، ح وحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَطَاءٍ، كِلَاهُمَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ. غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَيُقَالُ لَهُ: كَذَبْتَ، قَدْ سُئِلْتَ مَا هُوَ أَيْسَرُ مِنْ ذَلِكَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث کی طرح حدیث روایت کی ہے۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ اسے کہا جائے گا: تو نے جھوٹ کہا حالانکہ تجھ سے اس سے آسان چیز کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

بَابُ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ

قیامت میں کافر منہ کے بل اٹھایا جائے گا

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۷۰۸۲۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ۔ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ۔ قَالَا: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى رِجْلَيْهِ فِي الدُّنْيَا، قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ قَتَادَةُ: بَلَى، وَعِزَّةِ رَبِّنَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! قیامت کے دن کفار کو کیسے چہرے کے بل جمع کیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا وہ (اللہ عزوجل) جو دنیا میں اسے پاؤں کے بل چلاتا ہے وہ قیامت کے دن اسے چہرے کے بل چلانے پر قادر نہیں ہے؟ یہ حدیث (سن کر) حضرت قتادہ نے کہا: کیوں نہیں! ہمارے پروردگار کی عزت کی قسم۔

بَابُ صَبْغِ أَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا فِي النَّارِ

دنیا میں سب سے زیادہ عیش والا جب دوزخ میں غوطہ کھائے گا

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۷۰۸۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُؤْتَى بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً، ثُمَّ يُقَالُ: يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيمٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا، وَاللّٰهِ يَا رَبِّ وَيُؤْتَى بِأَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا، مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ لَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا، وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّ بِي بُؤْسٌ قَطُّ، وَلَا رَأَيْتُ شِدَّةً قَطُّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن جہنم والوں میں اس آدمی کو لایا جائے گا جو اہل دنیا میں سے (دنیا میں) بہت نعمتوں والا تھا۔ پس اس کو دوزخ میں ایک غوطہ کھلایا جائے گا پھر اس سے کہا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی بھلائی بھی دیکھی تھی؟ کیا تجھے کبھی کوئی نعمت بھی ملی تھی؟ وہ کہے گا: اے میرے رب اللہ کی قسم نہیں (ملی) اور (پھر) اہل جنت میں سے اس آدمی کو پیش کیا جائے گا جسے دنیا میں لوگوں سے سب سے زیادہ تکلیفیں آئی ہوں گی۔ پھر اسے جنت میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی کوئی تکلیف بھی دیکھی؟ کیا تجھ پر کوئی سختی بھی گزری؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار اللہ کی قسم نہیں، کبھی کوئی تکلیف میرے پاس سے نہ گزری اور نہ ہی میں نے کبھی کوئی شدت وسختی دیکھی۔

بَابُ تَعْجِيلِ جَزَاءِ عَمَلِ الْمُؤْمِنِ وَالْكَافِرِ

مؤمن اور کافر کے اعمال کا جلد بدلہ دینے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۷۰۸۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ۔ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ

اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً، یُعْطَی بِهَا فِی الدُّنْیَا وَیُجْزَی بِهَا فِی الْآخِرَةِ، وَأَمَّا الْكَافِرُ فَیُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِی الدُّنْیَا، حَتَّی إِذَا أَفْضَی إِلَی الْآخِرَةِ، لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَةٌ یُجْزَی بِهَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کسی مؤمن سے ایک نیکی کا بھی ظلم نہیں کرے گا دنیا میں اسے اس کا بدلہ عطا کیا جائے گا اور آخرت میں بھی اسے اس کا بدلہ عطا کیا جائے گا اور کافر کو دنیا میں ہی بدلہ عطا کر دیا جاتا ہے جو وہ نیکیاں اللہ کی رضا کے لیے کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جب آخرت میں فیصلہ ہوگا تو اس کے لیے کوئی نیکی نہ ہوگی جس کا اسے بدلہ دیا جائے۔

۷۰۸۵۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّیْمِیُّ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِی، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْكَافِرَ إِذَا عَمِلَ حَسَنَةً أُطْعِمَ بِهَا طُعْمَةً مِنَ الدُّنْیَا، وَأَمَّا الْمُؤْمِنُ، فَإِنَّ اللّٰهَ یَدَّخِرُ لَهُ حَسَنَاتِهِ فِی الْآخِرَةِ وَیُعْقِبُهُ رِزْقًا فِی الدُّنْیَا عَلَی طَاعَتِهِ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کافر کوئی نیک عمل کرتا ہے تو اس وجہ سے دنیا سے ہی اسے لقمہ کھلا دیا جاتا ہے اور مؤمن کے لیے اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کو آخرت کے لیے ذخیرہ کرتا رہتا ہے اور دنیا میں اپنی اطاعت پر اسے رزق عطا کرتا ہے۔

۷۰۸۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّزِّیُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِیدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَی حَدِیثِهِمَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ روایات ہی کی طرح حدیث روایت کی ہے۔

بَابُ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَالزَّرْعِ وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَشَجَرِ الْأَرْزِ

مؤمن کی مثال نرم کھیت اور کافر کی مثال صنوبر کے درخت کی ہے

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

۷۰۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِی شَیْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَی، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ سَعِیدٍ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّرْعِ لَا تَزَالُ الرِّیحُ تُمِیلُهُ، وَلَا تَزَالُ الْمُؤْمِنُ یُصِیبُهُ الْبَلَاءُ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ شَجَرَةِ الْأَرْزِ، لَا تَهْتَزُّ حَتَّی تَسْتَحْصِدَ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن کی مثل کھیتی کی طرح ہے کہ اسے ہمیشہ ہوا جھکاتی رہتی ہے اور مؤمن کو بھی مصیبتیں پہنچتی رہتی ہیں اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے جو حرکت نہیں کرتا یہاں تک کہ اسے جڑ سے اکھیڑ دیا جاتا ہے۔

تشریح:

''الزرع'' اس سے کھیتی مراد ہے جس میں نرم گھاس اور ہرے بھرے نرم پودے ہوتے ہیں اسی کو آئندہ حدیث میں ''الخامہ'' کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے خامہ کھیتی کے اندر نرکل اور سرکنڈے کو کہتے ہیں بعض نے گلدستہ کو خامہ قرار دیا ہے یہ بہت واضح ہے۔ ''تمیلہ'' یہ مائل کرنے اور جھکا دینے کے معنی میں ہے اگلی روایت میں تفیئھا ہے معنی ایک ہی ہے ''تصرعھا'' کا مطلب بھی یہی ہے۔ ''البلا'' اس سے آفات وبلایا امراض اور حوادثات مراد ہیں کھیتی کو مائل اور جھکانے کی وضاحت ہے کہ مؤمن پر زندگی میں آفات اور حوادثات کا نزول ہوتا ہے مختلف امراض کا شکار ہوتا ہے جس طرح نرم کھیتی کو ہوا جھٹکے دیتی ہے کبھی زمین کے قریب تک جھکاتی ہے کبھی دائیں بائیں ہلاتی ہے اس سے پودا مضبوط ہوجاتا ہے اور کبھی سوکھ جاتا ہے جس طرح اگلی روایت میں تھیج کا لفظ ہے یعنی سوکھ جاتا ہے مؤمن بھی امراض اور آفات کے نزول کے ذریعہ گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے اور پھر مرجاتا ہے۔ ''الارز'' اس لفظ سے یہاں صنوبر کا مضبوط درخت مراد ہے اگلی روایت میں ''الارزۃ'' ہے وہ بھی یہی درخت ہے۔ چاول کے پودے کو بھی کہتے ہیں مگر وہ یہاں مراد نہیں ہے۔ اس کو شجر الارزن بھی کہتے ہیں اہل لغت کا کہنا ہے کہ یہ درخت کی مضبوطی کی وضاحت ہے یہ صیغہ باب انفعال سے ہے اور ضرب یضرب سے بھی آتا ہے یعنی مضبوط جڑوں پر مضبوط کھڑا ہے ہوا اس کو ہلا نہیں سکتی ہے ہاں طوفانی ہوا آکر اس کو اکھیڑ پھینک دیتی ہے اسی کو ''انجعافھا'' سے واضح کیا گیا ہے کہ ایک دم جڑوں سے اکھڑ کر زمین بوس ہوجاتا ہے کافر اور منافق کی مثال بھی اسی طرح ہے کہ زیادہ مصائب کا شکار نہیں ہوتا ہے اگر ہو بھی جائے تو گناہوں کا کفارہ نہیں ہوتا ہے بس قربانی کا موٹا اور تازہ بیل آخرت کے عذاب کے کٹہرے میں آکر پھنس جاتا ہے۔

۷۰۸۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ۔ مَكَانَ قَوْلِهِ: تُمِيلُهُ۔ تُفِيئُهُ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ سابقہ حدیث ہی کی طرح مروی ہے۔ البتہ حضرت عبدالرزاق کی روایت کردہ حدیث میں الفاظ کا فرق ہے۔

۷۰۸۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ

بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ، تُفِيئُهَا الرِّيحُ، تَصْرَعُهَا مَرَّةً وَتَعْدِلُهَا أُخْرَى، حَتَّى تَهِيجَ، وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْأَرْزَةِ الْمُجْذِيَةِ عَلَى أَصْلِهَا، لَا يُفِيئُهَا شَيْءٌ، حَتَّى يَكُونَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن کی مثال کھیتی کے سرکنڈے کی طرح ہے۔ ہوا اسے جھونکے دیتی ہے۔ ایک مرتبہ اسے گرادیتی ہے۔ اور ایک مرتبہ اسے سیدھا کردیتی ہے۔ یہاں تک کہ خشک ہو جاتا ہے اور کافر کی مثال صنوبر کے اس درخت کی طرح ہے جو اپنے تنے پر کھڑا رہتا ہے۔ اسے کوئی بھی (ہوا) نہیں گراتی یہاں تک کہ ایک ہی دفعہ جڑ سے اکھڑ جاتا ہے۔

۷۰۹۰۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ، تُفِيئُهَا الرِّيَاحُ، تَصْرَعُهَا مَرَّةً وَتَعْدِلُهَا، حَتَّى يَأْتِيَهُ أَجَلُهُ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ مَثَلُ الْأَرْزَةِ الْمُجْذِيَةِ الَّتِي لَا يُصِيبُهَا شَيْءٌ حَتَّى يَكُونَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً،

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن کی مثال کھیتی کے سرکنڈے کی طرح ہے، ہوا اسے جھونکے دیتی رہتی ہے، کبھی اسے گرادیتی اور کبھی سیدھا کردیتی ہے یہاں تک کہ اس کا مقررہ وقت آجاتا ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے جو اپنے اس تنے پر کھڑا رہتا ہے جسے کوئی آفت نہیں پہنچتی یہاں تک کہ ایک ہی دفعہ جڑ سے اکھڑ جاتا ہے۔

۷۰۹۱۔ وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَا: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، غَيْرَ أَنَّ مَحْمُودًا قَالَ فِي رِوَايَتِهِ، عَنْ بِشْرٍ: وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْأَرْزَةِ وَأَمَّا ابْنُ حَاتِمٍ فَقَالَ: مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَا قَالَ زُهَيْرٌ،

حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اسی (سابقہ حدیث کی) طرح ارشاد فرمایا:۔ البتہ حضرت محمود نے بشر سے اپنی روایت کردہ حدیث میں کہا: کافر کی مثال صنوبر کے درخت کی

طرح ہے اور ابن حاتم نے منافق کی مثال کہا ہے جیسا کہ حضرت زہیر نے کہا۔

۷۰۹۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: ابْنُ هَاشِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، وقَالَ ابْنُ بَشَّارٍ: عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ، وَقَالَا جَمِيعًا فِي حَدِيثِهِمَا: عَنْ يَحْيَى وَمَثَلُ الْكَافِرِ مَثَلُ الْأَرْزَةِ

اس سند سے یہ حدیث سابقہ حدیث کی طرح مروی ہے البتہ ان سب اسناد سے یہ بات مروی ہے کہ کافر کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے۔

بَابُ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ النَّخْلَةِ

مؤمن کی مثال کھجور کی طرح ہے

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۷۰۹۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ۔ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى۔ قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا، وَإِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ، فَحَدِّثُونِي مَا هِيَ؟ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ، فَاسْتَحْيَيْتُ، ثُمَّ قَالُوا: حَدِّثْنَا مَا هِيَ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَقَالَ: هِيَ النَّخْلَةُ قَالَ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعُمَرَ، قَالَ: لَأَنْ تَكُونَ قُلْتَ: هِيَ النَّخْلَةُ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور اس کی مثال مسلمان کی طرح ہے۔ پس تم مجھے بیان کرو کہ وہ کون سا درخت ہے؟ پس لوگوں کا خیال جنگل کے درختوں کی طرف گردش کرنے لگا۔ حضرت عبداللہ نے کہا: میرے دل میں یہ خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ پس میں نے شرم محسوس کی۔ پھر صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہی ہمیں بتادیں وہ کونسا درخت ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔ کہتے ہیں پھر میں نے اس بات کا حضرت عمرؓ سے تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا: اگر تو کہہ دیتا کہ وہ کھجور کا درخت ہے تو یہ میرے نزدیک فلاں فلاں چیز سے زیادہ

پسندیدہ ہوتا۔

۷۰۹۴۔ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدٍ الْغُبَرِیُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ، حَدَّثَنَا أَیُّوبُ، عَنْ أَبِی الْخَلِیلِ الضُّبَعِیِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یَوْمًا لِأَصْحَابِهِ: أَخْبِرُونِی عَنْ شَجَرَةٍ، مَثَلُهَا مَثَلُ الْمُؤْمِنِ فَجَعَلَ الْقَوْمُ یَذْكُرُونَ شَجَرًا مِنْ شَجَرِ الْبَوَادِی، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَأُلْقِیَ فِی نَفْسِی أَوْ رُوعِی، أَنَّهَا النَّخْلَةُ، فَجَعَلْتُ أُرِیدُ أَنْ أَقُولَهَا، فَإِذَا أَسْنَانُ الْقَوْمِ، فَأَهَابُ أَنْ أَتَكَلَّمَ، فَلَمَّا سَكَتُوا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: هِیَ النَّخْلَةُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا: مجھے اس درخت کی خبر دو جس کی مثال مؤمن کی طرح ہے؟ پس صحابہ رضی اللہ عنہم نے جنگل کے درختوں کا ذکر کرنا شروع کر دیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے کہا: میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ پس میں نے اسے کہنے کا ارادہ کیا لیکن میں وہاں موجود بڑے لوگوں کی وجہ سے بات کرنے سے ڈر گیا۔ جب وہ سب خاموش ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔

۷۰۹۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِی شَیْبَةَ، وَابْنُ أَبِی عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِی نَجِیحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ إِلَى الْمَدِینَةِ، فَمَا سَمِعْتُهُ یُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا حَدِیثًا وَاحِدًا، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَأُتِیَ بِجُمَّارٍ، فَذَكَرَ بِنَحْوِ حَدِیثِهِمَا،

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں مدینہ تک حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ رہا۔ پس میں نے ان سے ایک حدیث کے سوا کوئی حدیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے نہیں سنی۔ انہوں نے کہا: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر تھے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں کھجور کے درخت کا گودا پیش کیا گیا۔ باقی سب حدیث سابقہ روایات ہی کی طرح ہے۔

۷۰۹۶۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِی، حَدَّثَنَا سَیْفٌ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، یَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ یَقُولُ: أُتِیَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِجُمَّارٍ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِیثِهِمْ

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں مدینہ تک حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ رہا۔ پس میں نے ان سے ایک حدیث کے سوا کوئی حدیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے نہیں سنی۔ انہوں نے کہا: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس

حاضر تھے۔آپ ﷺ کی خدمت میں کھجور کے درخت کا گودا پیش کیا گیا۔باقی سب حدیث سابقہ روایات ہی کی طرح ہے۔

شاگردوں سے امتحان لینا ثابت ہے

۷۰۹۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَخْبِرُونِي بِشَجَرَةٍ شِبْهِ، أَوْ كَالرَّجُلِ الْمُسْلِمِ لَا يَتَحَاتُّ وَرَقُهَا۔ قَالَ إِبْرَاهِيمُ: لَعَلَّ مُسْلِمًا قَالَ: وَتُؤْتِي أُكُلَهَا، وَكَذَا وَجَدْتُ عِنْدَ غَيْرِي أَيْضًا، وَلَا تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ، وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَا يَتَكَلَّمَانِ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ أَوْ أَقُولَ شَيْئًا، فَقَالَ عُمَرُ: لَأَنْ تَكُونَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے۔تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے ایسے درخت کی خبر دو جو مشابہ ہوتا ہے یا فرمایا: مسلمان مرد کے مشابہ ہوتا ہے کہ اس کے پتے نہیں جھڑتے۔ ابراہیم نے کہا: شاید کہ وہ مسلمان ہو۔امام مسلم رحمہ اللہ نے کہا: انہوں نے شاید یہ کہا: وہ پھل دیتا ہے اور اسی طرح میں نے اپنے سے علاوہ کی روایات میں یہ پایا ہے کہ وہ ہر وقت پھل نہیں دیتا۔ابن عمر نے کہا: پس میرے دل میں یہ بات واقع ہوگئی کہ وہ کھجور کا درخت ہوگا اور میں نے ابوبکر وعمر کو دیکھا کہ وہ نہیں بول رہے تو میں نے اس بارے میں کوئی بات کرنا پسند نہ کیا۔تو حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا: اگر تم بتا دیتے تو یہ فلاں فلاں چیز سے زیادہ (میرے نزدیک) پسندیدہ ہوتا۔

تشریح:

''اتی بجمار '' جیم پر ضمہ ہے اور میم پر شد ہے کھجور کے گابھے میں ایک گودا ہوتا ہے جو چربی کی طرح سفید ہوتا ہے اور نرم ہوتا ہے اس کو جمار کہتے ہیں اور ''شحم النخلة '' بھی کہتے ہیں ناریل کے کچے دانے کو کاٹ کر اس کے اندر سے بھی گودا نکل آتا ہے عرب لوگ اس کو کھاتے تھے آج کل بھی اس کو کھاتے ہیں ''لا یتحات '' یہ حت یحت سے باب تفاعل ہے درخت کے پتوں کے گرنے کو کہتے ہیں ''فوقع الناس '' یعنی لوگ دیہاتوں کے درختوں میں سوچنے لگے کہ سدابہار درخت کونسا ہوتا ہے ''وقع فی نفسی '' حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ بات آئی تھی کہ یہ کھجور کا درخت ہے اس پر قرینہ بھی سامنے تھا کیونکہ جمار لایا گیا تھا اور یہ بحث چلی تھی۔

"اودعی" یہ بھی نفس اور دل کے معنی میں ہے "اسنان القوم" یعنی اصحاب السن اور بوڑھے لوگ بیٹھے تھے میں سب سے چھوٹا دس سال کا تھا مجھے بتانے میں حیاء آگئی۔ "مثل المسلم" یعنی اس درخت کی مثال مؤمن کی طرح ہے شاید اس لفظ نے صحابہ کے ذہن میں الجھن پیدا کردی ورنہ کھجور کا بتانا کوئی مشکل نہ تھا جب کہ آنکھوں کے سامنے بھی تھا حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کے فوائد میں لکھا ہے کہ کبھی کبھی اشاروں میں امتحان لینا چاہیے لیکن طالب علم کو چاہئے کہ سوال میں خوب غور کرے اور قرائن سے سوال کا جواب معلوم کرے جس طرح یہاں جمار کا موجود ہونا واضح قرینہ تھا اور ابن عمر نے اسی سے اندازہ لگایا تھا حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ممتحن کو چاہیے کہ سوال میں زیادہ پیچیدگی پیدا نہ کرے۔

اس باب کی احادیث میں کھجور کے درخت کی تشبیہ مؤمن کے ساتھ دی گئی ہے تو کئی چیزوں میں کھجور کا درخت مؤمن کی طرح ہے ایک وجہ تو یہ ہے کہ جس طرح مؤمن میں ہر لحاظ سے بھلائی اور نفع ہے اسی طرح کھجور کا درخت ہر لحاظ سے نافع ہے اس کا پھل میٹھا ہے کھایا جاتا ہے لکڑی کے اندر جمار اور گودا کھایا جاتا ہے اس کے پتے جانور کھاتے ہیں اور اس سے رسیاں اور چٹایاں بنائی جاتی ہیں اس کے ساتھ ایک چھال اور چھلکا ہے جس سے تلائی اور تکیہ بھرے جاتے ہیں اس کی لکڑی اعلیٰ تعمیر میں استعمال ہوتی ہے چار سو سال تک کام دیتی ہے اس کی گٹھلی سے تسبیحات بنائی جاتی ہیں اور گٹھلیوں کو اونٹ بہت مزے سے کھاتے ہیں اس درخت کو انسان کی پھوپھی قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی خمیر شدہ مٹی کے بقیہ حصہ سے بنا گیا ہے انسان کی مانند ہے کہ اگر اوپر سر کو کاٹ دیا یا پانی میں پورا ڈوب گیا تو مرجاتا ہے انسان کی طرح نر اور مادہ کے ملاپ سے پھل دیتا ہے۔ حیوۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ کھجور کا درخت صرف مسلمانوں کے علاقہ میں ہوتا ہے معلوم ہوا کہ جن علاقوں میں آج کل کھجور کا درخت ہے یہ کسی زمانہ میں مسلمانوں کا علاقہ تھا۔ حضرت عمر فاروق نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ اگر تم جواب دیتے تو یہ میرے لیے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر تھا اس سے معلوم ہوا کہ والدین اپنی اولاد کی کامیابی پر خوش ہوتے ہیں اور کامیابی پر انعام دینا بھی محمود و محبوب ہے جس طرح مدارس کے طلبہ کو دیا جاتا ہے۔

بَابُ تَحْرِيشِ الشَّيْطَانِ وَبَعْثِهِ سَرَايَاهُ لِفِتْنَةِ النَّاسِ

فتنہ وفساد کے لیے شیطان کی تشکیلات کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

۷۰۹۸۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ۔ قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ عُثْمَانُ

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَلَكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ،

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک شیطان، تحقیق مایوس ہو چکا ہے اس بات سے کہ نمازی حضرات اس کی جزیرہ عرب میں عبادت کریں لیکن وہ درمیان میں لڑائی اور فساد کرا دے گا۔

تشریح:

"قد ایس" یعنی شیطان مایوس ہو گیا ہے اب اس نے شکست کھالی ہے اور وہ اب کامیاب نہیں ہو سکتا ہے یہ پیش گوئی بالکل پی ثابت ہوئی یہ آنحضرت کے معجزات میں سے ہے اب تک جزیرہ عرب میں بطور غلبہ بت پرستی نہیں ہوئی۔

"المصلون" یعنی نماز پڑھنے والے، اس سے مراد مسلمون ہیں تو مسلمان کی اہم عبادت اور اسلام کے اہم جزء نماز کا ذکر کیا اور یہ اشارہ کیا کہ مسلمان وہ ہے جو نماز پڑھتا ہے۔ شیطان کی عبادت سے مراد شرک اور عبادۃ الاصنام ہے۔

سوال: شبہ یہ ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے انتقال کے بعد جزیرہ عرب میں ۷۵ فیصد لوگ اسلام سے پھر گئے تھے کسی نے زکوۃ کا انکار کیا کسی نے مسیلمہ کذاب یا اسود عنسی یا طلیحہ یا سجاح کی جھوٹی نبوتوں کا ساتھ دیا اور فتنہ ارتداد عام ہو گیا تو پھر یہ کیسے فرمایا کہ شیطان مایوس ہو گیا ہے کہ پھر سے جزیرہ عرب میں اس کی عبادت شروع ہو جائے۔

جواب: اس کا آسان جواب یہ ہے کہ یہ مایوسی بت پرستی کی عبادت سے ہے کہ جزیرہ میں پھر بتوں کی عبادت شروع ہو جائے اور یہ عمل آج تک نہیں ہوا کہ کسی نے وہاں بت کھڑے کئے ہوں اس وقت فتنہ ارتداد کے دور میں بھی کسی نے کفر و شرک کی اس قسم کو نہیں اپنایا تھا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ جزیرہ عرب میں انقلاب اسلام کے بعد انقلاب کفر سے مایوس ہو گیا ہے کہ اب یہاں دور جاہلیت اور کفر کا انقلاب نہیں آسکتا اگر چہ گناہ و فساد ہوں گے جزیرہ کی قید اس لیے لگا دی کہ اس وقت اسلام صرف وہاں پر تھا۔

"فی جزیرۃ العرب" جزیرہ زمین کے اس خشک حصہ کا نام ہے جس کو چاروں طرف سے پانی نے گھیر رکھا ہو چونکہ عرب کے تین اطراف میں پانی ہے اس لیے اس کو حکم اکثری کے اعتبار سے جزیرہ کہہ دیا گیا ہے کیونکہ عرب کے شمال میں ملک شام واقع ہے جو پانی سے خالی ہے ہاں اکثر جوانب پر پانی کا احاطہ ہے مثلاً بحر ہند، بحر قلزم اور دجلہ و فرات نے اس ملک کا احاطہ کیا ہوا ہے

حدود اربعہ اس طرح ہیں عرب کے مشرقی جانب میں خلیج فارس اور بحر عمان واقع ہے مغربی جانب میں بحیرہ قلزم اور نہر سویز واقع ہے جنوب میں بحر ہند واقع ہے اور شمال میں ملک شام ہے۔

جزیرہ عرب پانچ حصوں پر مشتمل ہے: (۱) تہامہ (۲) نجد (۳) حجاز (۴) عروض (۵) یمن: جزیرہ عرب جب بولا جاتا ہے تو اس کا اطلاق لمبائی میں عدن سے عراق تک ہوتا ہے اور چوڑائی میں جدہ سے شام تک ہوتا ہے۔

"لکن فی التحریش" یعنی آپس میں لڑانے اور فتنہ وفساد ڈالنے سے شیطان مایوس نہیں ہوا ہے بلکہ اس میں سرگرم رہے گا چنانچہ واقعہ شہادت عثمانؓ شہادت علیؓ اور دیگر جنگوں میں یہی اغوائے شیطانی کارفرما ہے آج کل یہود و نصاریٰ کی شکل میں ابلیس جزیرہ عرب میں آچکا ہے "تحریش" دھوکہ فریب اور ابھارنے کو کہتے ہیں۔

۷۰۹۹۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ سابقہ حدیث ہی کی طرح مروی ہے۔

۷۱۰۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ۔ قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا۔ جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ عَرْشَ إِبْلِيسَ عَلَى الْبَحْرِ، فَيَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَيَفْتِنُونَ النَّاسَ، فَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَهُ أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، ابلیس کا تخت سمندر پر ہوتا ہے۔ پس وہ اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو فتنہ میں ڈالیں۔ پس ان لشکر والوں میں سے اس کے نزدیک بڑے مقام والا وہی ہوتا ہے جو ان میں سب سے زیادہ فتنہ ڈالنے والا ہو۔

۷۱۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ۔ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ۔ قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ إِبْلِيسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ، ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ، فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَيَقُولُ: مَا صَنَعْتَ شَيْئًا، قَالَ ثُمَّ يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ: مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ، قَالَ: فَيُدْنِيهِ مِنْهُ وَيَقُولُ: نِعْمَ أَنْتَ قَالَ الْأَعْمَشُ: أُرَاهُ قَالَ: فَيَلْتَزِمُهُ

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے۔ پھر وہ اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے پس اس کے نزدیک مرتبے کے اعتبار سے وہی مقرب ہوتا ہے جو فتنہ ڈالنے میں ان سے بڑا ہو۔ ان میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے میں نے اس اس طرح کیا تو شیطان کہتا ہے تو نے کوئی (بڑا کام) سرانجام نہیں دیا۔ پھر ان میں سے ایک (اور) آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے (فلاں آدمی) کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک اس کے اور اس کے بیوی کے درمیان جدائی نہ ڈال دی۔ شیطان اسے اپنے قریب کر کے کہتا ہے۔ ہاں تو ہے (جس نے بڑا کام کیا ہے) حضرت اعمش نے کہا، میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا: وہ اسے اپنے سے چمٹا لیتا ہے۔

تشریح:

''یضع عرشہ علی الماء '' بعض علماء نے ابلیس کے تخت پانی پر رکھنے کی پوری صورت کو مجاز پر حمل کیا ہے کہ یہاں تسلط وقدرت مراد ہے مگر یہ راجح نہیں دوسرے شارحین نے اس کلام کو حقیقت پر حمل کیا ہے۔ کہ ابلیس سمندر پر تخت بچھاتا ہے اس پر بیٹھتا ہے اپنی اولاد کو کاروائی پر روانہ کرتا ہے گویا یہ خبیث اپنی حیثیت کو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں پیش کرتا ہے اس کی تائید صحیح مسلم کی اس روایت سے ہوتی ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ جب ابن صیاد سے آپ ﷺ نے پوچھا:

ما ذاتری قال اری عرشا علی الماء فقال تری عرش ابلیس علی البحر (مشکوۃ ۴۷۸)

''فرقت بینہ وبین امرأتہ '' اس سے ابلیس زیادہ خوش اس لیے ہوتا ہے کہ تنازع بین الزوجین ایسا متعدی عمل ہے جس سے طرفین میں وسیع تنازعات اور فسادات پیدا ہو جاتے ہیں تو یہ ایک فساد نہیں بلکہ کئی فسادات کا پیش خیمہ ہے جس سے شیطان خوش ہوتا ہے اور آج کل این جی اوز کا بنیادی مقصد بھی یہی ابلیس کا پسندیدہ عمل ہے جو گھرانوں کو تباہ کر کے چھوڑتا ہے۔

''نعم انت '' یعنی ابلیس کہتا ہے کہ ہاں کام تو تم نے کیا اس صورت میں یہ حرف ایجاب ہے ہاں کے معنی میں ہے یا یہ افعال مدح میں سے ہے یعنی نعم الولد انت تم کتنا اچھا بچہ ہو؟ کیا ہی اچھے ہو؟ اور پھر اس کو سینہ سے لگاتا ہے۔

۷۱۰۲۔ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: يَبْعَثُ الشَّيْطَانُ سَرَايَاهُ، فَيَفْتِنُونَ النَّاسَ، فَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَهُ مَنْزِلَةً، أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ارشاد فرماتے تھے شیطان اپنے لشکریوں کو بھیجتا ہے وہ لوگوں میں فتنہ ڈالتے ہیں۔ بس ان میں سے مرتبہ کے اعتبار سے وہی زیادہ بڑا ہوتا ہے جو ان

میں سے فتنہ ڈالنے کے اعتبار سے بڑا ہو۔

۷۱۰۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ۔ قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا۔ جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، إِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ قَالُوا: وَإِيَّاكَ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: وَإِيَّايَ، إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ، فَلَا يَأْمُرُنِي، إِلَّا بِخَيْرٍ،

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک آدمی کے ساتھ اس کا (ہمزاد) جن ساتھی مقرر کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: آپ ﷺ کے ساتھ بھی، یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اور میرے ساتھ بھی۔ مگر اللہ نے مجھے اس پر مدد فرمائی تو وہ مسلمان ہو گیا پس وہ مجھے نیکی کا حکم کرتا ہے۔

تشریح:

”وکل بہ قرینہ“ یہ مجہول کا صیغہ ہے قرین ہمزاد کو کہتے ہیں جو پیدائش کے وقت سے انسان کے ساتھ لگا رہتا ہے تاکہ اس کو مسخر کر کے اپنا تابع بنائے۔ جس وقت انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کے لیے ایک شیطان اور ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے فرشتہ ملہم الخیر ہوتا ہے اور شیطان وسواس الشر ہوتا ہے۔

”اعاننی علیہ“ یعنی اس کے مقابلہ میں میری مدد اور نصرت اللہ نے کی ہے۔ ”فاسلم“ اسلم کا یہ لفظ میم کے فتح کے ساتھ ماضی کا صیغہ بھی پڑھا گیا ہے اور میم کے ضمہ کے ساتھ متکلم کا صیغہ بھی پڑھا گیا ہے اب سوال یہ ہے کہ اسلم اگر ماضی کا صیغہ ہے تو پھر شیطان کیسے مسلمان ہو گیا؟ تو اسی اعتراض کی وجہ سے علماء کا اس لفظ کے مفہوم میں اختلاف ہو گیا۔ علامہ خطابی اس کو متکلم ہی کے معنی میں لیتے ہیں یعنی میں اس کے شر سے محفوظ ہوا ہوں اور بعض دوسرے علماء اسلم ماضی کے صیغے کو راجح قرار دیتے ہیں اور اسلام لانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ منقاد و مطیع و فرمانبردار ہو گیا ہے یہی رائے قاضی عیاض وغیرہ کی ہے اور ابن تیمیہؒ نے اس کے علاوہ توجیہات کو تحریف قرار دیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اسلم بمعنی استسلم و انقاد ہے فلا یامرنی الا بخیر بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔

۷۱۰۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِيَانِ ابْنَ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ، كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ، بِإِسْنَادِ

جَرِيرٍ، مِثْلَ حَدِيثِهِ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِينُهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث سابقہ روایت کی طرح مروی ہے۔البتہ حضرت سفیان کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ اس کا ساتھی جن اور ایک ساتھی فرشتہ مقرر کیا گیا ہے۔

۷۱۰۵۔ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ، عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا لَيْلًا، قَالَتْ: فَغِرْتُ عَلَيْهِ، فَجَاءَ فَرَأَى مَا أَصْنَعُ، فَقَالَ: مَا لَكِ؟ يَا عَائِشَةُ أَغِرْتِ؟ فَقُلْتُ: وَمَا لِي لَا يَغَارُ مِثْلِي عَلَى مِثْلِكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَقَدْ جَاءَكِ شَيْطَانُكِ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ مَعِيَ شَيْطَانٌ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: وَمَعَ كُلِّ إِنْسَانٍ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: وَمَعَكَ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: نَعَمْ، وَلَكِنْ رَبِّي أَعَانَنِي عَلَيْهِ حَتَّى أَسْلَمَ

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔پس مجھے اس (چلے جانے) پر غیرت آئی۔پس آپ ﷺ تشریف لائے تو دیکھا کہ میں کیا کر رہی ہوں۔تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ تجھے کیا ہوا، کیا تجھے غیرت آئی؟ میں نے عرض کیا: مجھے کیا ہے کہ مجھ جیسی عورت کو آپ (ﷺ) جیسے مرد پر غیرت نہ آئے۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے پاس شیطان آیا؟ میں نے کہا: یارسول اللہ! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں میں نے عرض کیا: کیا ہر انسان کے ساتھ (شیطان) ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! لیکن میرے رب نے اس کے خلاف میری مدد کی یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گیا۔

بَابُ لَنْ يَدْخُلَ أَحَدُ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهِ بَلْ بِرَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى

کوئی شخص صرف اپنے عمل سے جنت میں نہیں جا سکتا ہے

اس باب میں امام مسلم نے تیرہ احادیث کو بیان کیا ہے

۷۱۰۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَنْ يُنْجِيَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ قَالَ رَجُلٌ: وَلَا إِيَّاكَ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ:

وَلَا إِيَّايَ، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَةٍ، وَلٰكِنْ سَدِّدُوا،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کسی کو بھی اس کا عمل نجات نہ دے گا۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ کو بھی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: مجھے بھی! مگر یہ کہ اللہ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے گا لیکن تم سیدھی راہ پر گامزن رہو۔

۷۱۰۷۔ وحَدَّثَنِيهِ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدَفِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ وَلَمْ يَذْكُرْ وَلٰكِنْ سَدِّدُوا

اس سند سے بھی یہی سابقہ حدیث مروی ہے لیکن اس روایت میں یہ جملہ کہ اللہ اپنی رحمت اور فضل سے (ڈھانپ لے گا) اور ''تم سیدھی راہ پر گامزن رہو'' مذکور نہیں۔

۷۱۰۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ يُدْخِلُهُ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ فَقِيلَ: وَلَا أَنْتَ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: وَلَا أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي رَبِّي بِرَحْمَةٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی بھی آدمی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہ کرائے گا۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے بھی نہیں، سوائے اس کے کہ میرا رب مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے گا۔

۷۱۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يُنْجِيهِ عَمَلُهُ قَالُوا: وَلَا أَنْتَ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: وَلَا أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ، وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ بِيَدِهِ هٰكَذَا، وَأَشَارَ عَلَى رَأْسِهِ وَلَا أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جسے اس کا عمل نجات دلوادے۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے بھی نہیں مگر یہ کہ مجھے اللہ مغفرت اور رحمت سے ڈھانپ لے گا علامہ ابن عون نے کہا: اس طرح اپنے ہاتھ کے ساتھ سر پر اشارہ کر کے بتایا اور مجھے بھی نہیں سوائے اس کے کہ اللہ مجھے اپنی مغفرت کے ساتھ ڈھانپ لے گا۔

۷۱۱۰۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ أَحَدٌ يُنْجِيهِ عَمَلُهُ قَالُوا: وَلَا أَنْتَ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: وَلَا أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَدَارَكَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَةٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جسے اس کے اعمال نجات دیدیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ مجھ کو اپنی رحمت میں لے لیگا۔

۷۱۱۱۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبَّادٍ يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَنْ يُدْخِلَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ قَالُوا: وَلَا أَنْتَ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: وَلَا أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِفَضْلٍ وَرَحْمَةٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں کسی کو بھی اس کے اعمال جنت میں داخل نہ کرائیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ اپنے فضل اور رحمت سے ڈھانپ لیگا۔

۷۱۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَارِبُوا وَسَدِّدُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَنْ يَنْجُوَ أَحَدٌ مِنْكُمْ بِعَمَلِهِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَا أَنْتَ؟ قَالَ: وَلَا أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میانہ روی اختیار کرو اور سیدھی راہ پر گامزن رہو اور جان رکھو کہ تم میں سے کوئی بھی اپنے اعمال (کی وجہ) سے نجات حاصل نہ کرے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ مجھے اپنی رحمت اور فضل سے ڈھانپ لے گا۔

۷۱۱۳۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے سابقہ روایت ہی کی طرح حدیث روایت کی ہے۔

۷۱۱۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا، كَرِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ،

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ حضرت ابن نمیر کی روایت کردہ حدیث کی طرح مروی ہے۔

۷۱۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ، وَزَادَ وَأَبْشِرُوا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث سابقہ روایت کی طرح روایت کی ہے البتہ اس روایت میں اضافہ یہ ہے کہ ''خوش ہو جاؤ''۔

۷۱۱۶۔ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَا يُدْخِلُ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ، وَلَا يُجِيرُهُ مِنَ النَّارِ، وَلَا أَنَا، إِلَّا بِرَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ تم کو اس کے اعمال جنت میں داخل نہ کریں گے اور نہ ہی اسے جہنم سے بچائیں گے اور نہ مجھے مگر یہ کہ اللہ کی طرف سے رحمت کے ساتھ۔

۷۱۱۷۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ۔ وَاللَّفْظُ لَهُ۔ حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَدِّدُوا وَقَارِبُوا، وَأَبْشِرُوا، فَإِنَّهُ لَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ أَحَدًا عَمَلُهُ قَالُوا: وَلَا أَنْتَ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: وَلَا أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللَّهُ مِنْهُ بِرَحْمَةٍ، وَاعْلَمُوا أَنَّ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَى اللَّهِ أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَلَّ،

ام المومنین سیدہ عائشہؓ زوجہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سیدھی راہ پر گامزن رہو اور میانہ روی اختیار کرو اور خوش خبری دو کیونکہ کسی کو اس کے عمل جنت میں داخل نہ کرائیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اور مجھے بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ لے گا اور جان لو، اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ کم ہو۔

۱۷۱۸۔ وَحَدَّثَنَاهُ حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يَذْكُرْ: وَأَبْشِرُوا

اس سند سے بھی یہی سابقہ حدیث مروی ہے البتہ اس روایت میں یہ جملہ کہ ''خوشخبری دو'' مذکور نہیں۔

بَابُ إِكْثَارِ الْأَعْمَالِ وَالِاجْتِهَادِ فِي الْعِبَادَةِ

کثرت اعمال اور عبادت میں محنت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۱۷۱۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى حَتَّى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ، فَقِيلَ لَهُ: أَتَكَلَّفُ هَذَا؟ وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، فَقَالَ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس طرح نماز پڑھی کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک سوجھ گئے، تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: آپ ایسی مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

تشریح:

''انتفخت'' سُوجھنے پھُولنے اور ورم آنے کے معنی میں ہے اگلی حدیث میں ''ورمت'' ورم کا لفظ آیا ہے تہجد میں قیام اللیل کی وجہ سے اس طرح ہوا تھا ایک حدیث میں تفطرت اور ایک میں تشققت کا لفظ آیا ہے سب کے معانی قریب قریب ہیں۔

''من ذنبک'' آنحضرت کی طرف گناہ کی نسبت سے خلاف اولیٰ امور مراد ہیں جس کو حسنات الابرار سیئات المقربین کہتے ہیں۔ مفسرین میں سے علامہ رازی رحمہ اللہ نے نو توجیہات بیان کیے ہیں، سورۃ فتح کو دیکھنا چاہیے۔

''عبدا شکورا'' سائل کے سوال سے معلوم ہو رہا تھا کہ آنحضرت عبادت میں اتنی زیادہ محنت ومشقت کہیں گناہ بخشوانے کے لیے کر رہے ہیں تو اس نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ کے اگلے پچھلے سارے گناہ تو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے تو اب عبادت میں اتنی مشقت ومحنت کی کیا ضرورت ہے کہ پاؤں میں ورم آگیا اور پاؤں پھٹ گئے آنحضرت کے جواب کا مقصد یہ ہے کہ کثرت عبادت اور جہد مسلسل گناہ بخشوانے کے لیے نہیں ہے اگر گناہ کچھ بھی نہ ہو نہ صغیرہ ہو نہ کبیرہ ہو تو کیا اللہ تعالیٰ کا شکر گزار

بندہ نہ بنوں؟ اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت کا استغفار کرنا گناہ کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرنے کے لیے تھا اور رات کی عبادت کی لذت کے لیے تھا چنانچہ جنید بغدادیؒ نے فرمایا "اھل اللیل فی لیلھم اللہ من اھل اللھو فی لھوھم" وقال ابراھیم بن ادھمؒ "انا فی لذۃ لو علموھا الملوک لجادلونا علیھا بالسیوف"

۷۱۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، سَمِعَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى وَرِمَتْ قَدَمَاهُ، قَالُوا: قَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اتنا قیام فرمایا کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک میں ورم آ گیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: تحقیق اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف فرما چکا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں (اپنے رب عزوجل کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

۷۱۲۰۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ، عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا صَلَّى قَامَ حَتَّى تَفَطَّرَ رِجْلَاهُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَصْنَعُ هَذَا، وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو اس قدر قیام فرماتے کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک پھٹ جاتے۔ ام المؤمنین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! کیا میں (اپنے رب کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

بَابُ الِاقْتِصَادِ فِي الْمَوْعِظَةِ

وعظ ونصیحت میں میانہ روی اختیار کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۷۱۲۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ۔ وَاللَّفْظُ لَهُ۔

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ بَابِ عَبْدِ اللّٰهِ نَنْتَظِرُهُ، فَمَرَّ بِنَا يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ النَّخَعِيُّ، فَقُلْنَا: أَعْلِمْهُ بِمَكَانِنَا، فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ خَرَجَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ، فَقَالَ: إِنِّي أُخْبَرُ بِمَكَانِكُمْ، فَمَا يَمْنَعُنِي أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ إِلَّا كَرَاهِيَةُ أَنْ أُمِلَّكُمْ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ، مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا،

حضرت شقیق سے مروی ہے کہ ہم حضرت عبداللہ کے دروازے پر ان کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے پاس سے یزید بن معاویہ نخعی کا گزر ہوا تو ہم نے کہا (عبداللہ کو) ہمارے یہاں حاضر ہونے کی اطلاع دے دینا۔ تھوڑی دیر بعد ہی حضرت عبداللہ ہمارے پاس تشریف لائے تو کہا مجھے تمہارے آنے کی اطلاع دی گئی اور مجھے تمہاری طرف آنے سے اس بات کے علاوہ کسی بات نے منع نہیں کیا کہ میں تمہیں تنگ دل کرنے کو پسند نہ کرتا تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہمارے اکتا جانے کے خوف کی وجہ سے کچھ دنوں کے لیے وعظ ونصیحت کا ناغہ کرلیا کرتے تھے۔

تشریح:

''اخبر کم بمکانکم'' یعنی مجھے اطلاع دی گئی تھی کہ آپ لوگ آئے ہو اور باہر کھڑے ہو۔ یہ لوگ حضرت ابن مسعودؓ سے ہر روز نصیحت کی درخواست کرنے آئے تھے۔

''املکم'' یہ املال باب افعال سے ہے ملال اور تکلیف میں ڈالنے کے معنی میں ہے ''یتخولنا'' یہ خیال رکھنے اور نگرانی کرنے کے معنی میں ہے کہ وعظ سے اکتا نہ جائے ''السآمة'' یہ بور ہونے اور اکتا جانے اور دل کے اُچاٹ ہوجانے کے معنی میں ہے کہ یسمع سے ہے حضرت ابن مسعود نے ان لوگوں کے سوال کے جواب میں یہ کلام فرمایا ہے ان لوگوں نے ہر روز نصیحت کرنے کی درخواست کی تھی اگلی حدیث میں مزید تفصیل ہے۔

۷۱۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، ح وَحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ، وَزَادَ مِنْجَابٌ فِي رِوَايَتِهِ عَنِ ابْنِ مُسْهِرٍ: قَالَ الْأَعْمَشُ: وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهُ.

ان تمام اسناد سے بھی یہ حدیث (کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے اکتا جانے کے خوف کی وجہ سے کچھ دنوں کے لیے وعظ ونصیحت کا ناغہ کرلیا کرتے تھے) مروی ہے۔

۷۱۲۳۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ- وَاللَّفْظُ لَهُ- حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ شَقِيقٍ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُذَكِّرُنَا كُلَّ يَوْمِ خَمِيسٍ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّا نُحِبُّ حَدِيثَكَ وَنَشْتَهِيهِ، وَلَوَدِدْنَا أَنَّكَ حَدَّثْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ: مَا يَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَكُمْ إِلَّا كَرَاهِيَةُ أَنْ أُمِلَّكُمْ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ، كَرَاهِيَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا

حضرت شقیق ابووائل رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہم کو ہر جمعرات کے دن وعظ ونصیحت کیا کرتے تھے تو ان سے ایک آدمی نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! ہم آپ کی حدیثوں اور باتوں کو پسند کرتے ہیں اور چاہتے ہیں اور ہماری یہ خواہش ہے کہ آپ ہمیں ہر روز وعظ ونصیحت کیا کریں۔ تو انہوں نے کہا: مجھے تمہارے اکتا جانے کے ڈر کے علاوہ کوئی چیز احادیث روایت کرنے سے روکنے والی نہیں۔ بے شک رسول اللہ ﷺ ہمارے اکتا جانے کے خوف کی وجہ سے کچھ دنوں کے لیے وعظ ونصیحت کا ناغہ کرلیا کرتے تھے۔

تشریح:

”فقال له رجل“ یعنی ایک آدمی نے کہا کہ اگر آپ ہر روز نصیحت کریں تو بہت ہی اچھا ہوگا ہم سب اس کی خواہش رکھتے ہیں۔
حضرت شقیق رحمہ اللہ تابعی ہیں حضرت ابن مسعود کے خاص شاگرد اور خادم ہیں اس نے لوگوں کا قصہ ذکر کیا ہے کہ لوگوں نے حضرت ابن مسعود سے ہر روز نصیحت اور وعظ کہنے کی درخواست کی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس مطالبہ کو مسترد کردیا۔ جس سے امت کو یہ تعلیم ملی کہ وعظ ونصیحت اور دعوت وتبلیغ کے معاملے میں اعتدال اور احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ ہر وقت اور ہر موقع پر وعظ ونصیحت نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس سے لوگوں کے دل اکتا جائیں گے اور وہ دین کی بات کو بوجھ محسوس کرنے لگیں گے۔ اور دین کی بات کو بوجھ محسوس کرنا درحقیقت نفرت کا ذریعہ ہے۔ اور دین کی بات سے نفرت کرنا باعث کفر ہے۔ تو کثرت وعظ یا طوالت وعظ کا انجام کتنا خطرناک ہوگیا اور رشد وہدایت کے بجائے دینِ رحمت زحمت بن کر گمراہی کا ذریعہ بن گیا۔
آج کل لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اور مسلسل وعظ ونصیحت میں لگے رہتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ درس وتدریس کا معاملہ اس سے الگ ہے۔ اس میں تسلسل مستند اور منقول ہے۔ جمعرات کا دن حضرت ابن مسعودؓ نے جمعہ کے دن کی عظمت اور قرب کی وجہ سے منتخب کیا تھا۔ یہ ایک ترتیب تھی کوئی شرعی تعین وتحدید نہیں تھی۔

كِتَابُ الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا

جنت اور اہل جنت کی صفات کا بیان

قال الله تعالیٰ ﴿فاما ان كان من المقربين فروح وريحان وجنة نعيم﴾

جنت باغ کے معنی میں ہے، جیم اور نون مشدد ہیں اس میں ستر اور پوشیدگی کا معنی پڑا ہے اسی سے جن اور جنات ہیں اسی سے جنین اور جنون ہے اسی سے جنان بمعنی دل ہے، جنت کو دو وجہ سے جنت کہتے ہیں ایک وجہ یہ کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے باغات اور درختوں کے بیچ میں چھپا رکھا ہے اور دوسری وجہ یہ کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی آنکھوں سے چھپا رکھا ہے تا کہ پردہ غیب میں رہے اور اس پر ایمان بالغیب قائم و دائم رہے، جنت اور دوزخ دونوں کو اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھا ہے، حشر نشر اور حساب وکتاب کے بعد کامیاب انسان جنت میں جائیں گے اور ناکام دوزخ میں جائیں گے گویا جنت راحتوں کے مجموعے کا نام ہے، اور جہنم زحمتوں کے مجموعے کا نام ہے، جنت محبوبین الٰہی کے لیے مہمان خانہ ہے اور دوزخ مغضوبین کے لیے قید خانہ ہے، انسان چونکہ طبعی طور پر اس چیز میں رغبت رکھتا ہے جو محسوس و مادی اور طبعی ہو لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انسان کی ترغیب کے لیے اپنی رضاء اور خوشنودی کے ساتھ جنت کی مادی نعمتوں کو پیش کیا ہے جس کو انسانی طبیعت جلدی سمجھ جاتی ہے مثلاً اس سے کہا جائے کہ تجھے حوریں ملیں گی غلام ملیں گے، انار اور سیب اور انگور کے باغ ملیں گے، دودھ، شہد، شراب اور صاف پانی کی نہریں ملیں گی تو اس کو انسان جلدی سمجھ لیتا ہے اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی رضاء اور خوشنودی کو اس طرح جذباتی انداز سے نہیں سمجھ سکتا الا ماشاء اللہ۔

اس کی مثال ایک بچے اور اس کے والد کی ہے کہ اگر والد بچے سے یہ کہہ دے کہ بیٹے اسکول پڑھو۔ جب تم نے اسکول، کالج پڑھ لیا اور کامیاب ہوگئے تو تم انجینئر بنو گے، ڈاکٹر اور پروفیسر بنو گے فلاں فلاں سرکاری عہدہ ملے گا، اس چیز کو یہ چھوٹا بچہ نہیں سمجھ سکتا، لیکن اسی بچہ کو اگر باپ کہہ دے کہ بیٹے پڑھو، تعلیم حاصل کرو، جب تم کامیاب ہوگئے تو تم کو کوٹ پتلون اور بوٹ خرید کر دوں گا، جوڑے، سوٹ لاؤں گا اور گاڑی دوں گا، اس کو سن کر بچہ مکمل طور پر متوجہ ہو جاتا ہے اور اس ترغیب کو خوب سمجھ لیتا ہے اور شوق سے محنت کرتا ہے، کیونکہ یہ چیزیں بچے کی طبیعت کی چاہت کے مطابق ہیں، بالکل جنت کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے ساتھ اسی طرح ہے، یہ ظاہری ترغیبات ہیں ورنہ اصل حقیقت اور اصل جنت تو حصول رضاء الٰہی ہے۔ ورضوان من اللہ اکبر، اللہ اکبر کبیرا والحمدللہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا۔

امام مسلم نے اس سے پہلے بھی جنت کے احوال کو بیان کیا ہے گویا وہ ذیلی مباحث تھے یہاں مستقل طور پر جنت اور دوزخ کے

احوال بیان فرمارہے ہیں تاہم اس ترتیب میں بے ترتیبی ہے۔

باب صفة الجنة

جنت کی نعمتوں کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

۷۱۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، وَحُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ، وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت تکلیفوں سے گھری ہوئی ہے جب کہ دوزخ نفسانی خواہشات سے گھری ہوئی ہے۔

۷۱۲۵۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث ہی کی طرح حدیث نقل کرتے ہیں۔

تشریح:

"حجبت" یہ حجاب سے ہے پردے کے معنی میں ہے ایک نسخہ میں حفت کا لفظ ہے وہ ڈھانپنے کے معنی میں ہے مطلب یہ کہ جس طرح جنت اور دوزخ کی حقیقت میں بہت بڑا فرق ہے اسی طرح ان تک پہنچنے کے اسباب میں بھی بڑا فرق ہے کیونکہ ہر ایک کے سامنے پردے پڑے ہوئے ہیں ان پردوں کو پار کرنا ہوگا تو دوزخ جن پردوں میں ڈھانکی گئی ہے وہ انسان کی خواہشات ہیں جن کو دوسرے الفاظ میں آزاد زندگی کہتے ہیں جب انسان حرام اور حلال کی تمیز کو ختم کر کے رکھ دیتا ہے اور نفس وخواہشات کے مطابق آزادانہ زندگی گزارتا ہے زنا اور شراب وکباب میں لگا رہتا ہے نہ عبادت پر آتا ہے اور نہ کسی گناہ سے اجتناب کرتا ہے تو گویا وہ دوزخ کے دبیز اور خوبصورت پردوں میں سفر کرتا ہے جونہی یہ پردے ختم ہو جاتے ہیں سامنے دوزخ اور اس کی آگ ہے اس میں یہ انسان گرفتار ہو جاتا ہے گویا ان پردوں میں دوزخ کی آگ ڈھانپی گئی ہے۔

اسی طرح جنت کا معاملہ ہے کہ وہ امور تکلیفیہ شرعیہ میں ڈھانپی گئی ہے قدم قدم پر شرعی پابندیاں ہیں، حرام وحلال اور جائز وناجائز کی حد بندیاں ہیں، عبادات واوامر شرعیہ کی مشقتوں کو برداشت کرنا ہے اور نواہی وخواہشات سے اجتناب کرنا ہے نفس پر

یہ چیزیں شاق ہیں برفانی ہواؤں میں یخ بستہ پانی کے ساتھ صبح سویرے نماز کے لیے وضو بنانا کتنا مشکل ہے مشقتوں کے اُن پردوں کے پیچھے جنت ہے جونہی یہ پردے طے ہوجائیں گے سامنے سے جنت نمودار ہوجائے گی۔

۷۱۲۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ۔ قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا، وقَالَ سَعِيدٌ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، مِصْدَاقُ ذٰلِكَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ: (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ) (السجدة:)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے (ایسی ایسی چیزیں) تیار کر رکھی ہیں کہ جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا۔ اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے "سو کسی نفس کو معلوم نہیں کہ جو (نعمتیں) ان کے لیے چھپا رکھی ہیں ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، بدلہ ہے اس کا جو وہ کرتے تھے۔

تشریح:

"مالا عین رأت" یعنی آنکھ نے اس نعمت کی ذات کو محسوس طور پر نہیں دیکھا بلکہ اس کی حسین صورت پوشیدہ ہے۔

"ولا اذن سمعت" یعنی نہ کسی کان نے اس کی حقیقی صفت سنی ہے اور نہ وہاں کی اچھی آوازیں کانوں میں پڑی ہیں۔

"ولا خطر" یعنی نہ اس کی اصلی ماہیت اور عیش و عشرت کا تصور کسی کے دل پر گزرا ہے، مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جنت کی اصل نعمتوں تک نہ کسی کی پہنچ اور رسائی ہے نہ اس پر کسی کو احاطہ ہے ہاں پہنچنے کے بعد سب کچھ کامیاب انسانوں پر عیاں ہوجائے گا۔

"قرۃ اعین" یعنی آنکھوں کی جو ٹھنڈک اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنت والوں کیلئے تیار فرمائی ہے یہ صرف آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں ہے بلکہ یہ ٹھنڈک جنت میں ہر قسم کے عیش و عشرت اور فرح و سرور سے کنایہ ہے گویا جنت پہنچنے والوں کو دل و جان سے قرار حاصل ہوجائے گا جیسا کوئی تھکا ماندہ مسافر گھر پہنچ کر آرام کرتا ہے کسی نے خوب کہا:

فالقت عصاھا واستقر بھا النویٰ کما قر عینا بالایاب المسافر

"بله" یہ لفظ اگلی حدیث میں ہے جو غیر کے معنی میں ہے یعنی جو اللہ تعالیٰ نے بتا دیا وہ نعمتیں تو معلوم ہوگئیں اس کے علاوہ نعمتوں کا بڑا ذخیرہ ہے۔

۷۱۲۷۔ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ، مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، ذُخْرًا، بَلْهَ مَا أَطْلَعَكُمُ اللَّهُ عَلَيْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: اللہ عزوجل نے ارشادفرمایا: اللہ عزوجل نے ارشادفرمایا: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے (ایسی ایسی چیزیں) تیار کررکھی ہیں کہ جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پران کا خیال گزرا (اور وہ نعمتیں ان کے لیے) جمع کررکھی ہیں، ان کا ذکر چھوڑو جن کی اللہ تعالیٰ نے تمہیں اطلاع دے رکھی ہے۔

۷۱۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ- وَاللَّفْظُ لَهُ- حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ، مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، ذُخْرًا، بَلْهَ مَا أَطْلَعَكُمُ اللَّهُ عَلَيْهِ ثُمَّ قَرَأَ (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ) (السجدة: ۱۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: اللہ عزوجل نے ارشادفرمایا: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے (ایسی ایسی چیزیں) تیار کررکھی ہیں کہ جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پران کا خیال گزرا یہ نعمتیں ان کے لیے جمع کررکھی ہیں بلکہ ان کا ذکر چھوڑو، جن نعمتوں کی اللہ تعالیٰ نے تمہیں اطلاع دے رکھی ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ پڑھی: ترجمہ: ''کسی نفس کو معلوم نہیں کہ جو نعمتیں ان کے لیے چھپا رکھی ہیں ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، بدلہ ہے اس کا جو وہ کرتے تھے۔

۷۱۲۹۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي أَبُو صَخْرٍ، أَنَّ أَبَا حَازِمٍ، حَدَّثَهُ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، يَقُولُ: شَهِدْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسًا وَصَفَ فِيهِ الْجَنَّةَ حَتَّى انْتَهَى، ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ حَدِيثِهِ: فِيهَا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ثُمَّ اقْتَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ (تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ، فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ) (السجدة: ۱۷)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی ایک مجلس میں موجود تھا کہ جس میں آپ ﷺ نے جنت کی بہت تعریف بیان فرمائی یہاں تک کہ انتہاء ہوگئی پھر آپ ﷺ نے اپنے بیان کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایسی ایسی نعمتیں کہ جن کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ پڑھی: ترجمہ: جدا رہتی ہیں ان کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہوں سے، پکارتے ہیں اپنے رب کو، ڈر سے اور امید سے اور ہمارا دیا ہوا خرچ کرتے ہیں۔ سو کسی نفس کو معلوم نہیں جو چھپا رکھی ہیں ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلہ ہے اس کا جو وہ کرتے تھے۔

بَابُ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ

جنت میں ایک بڑا درخت ہے جس کے سایہ میں سو سال تک سوار چلتا رہے گا

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۷۱۳۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ،

حضرت ابو ہریرہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ جس کے سائے میں چلنے والا سوار سو سال تک چلتا رہے گا۔

تشریح:

''شجرۃ'' امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس درخت کا نام شجر طوبیٰ ہے ''الراکب'' یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حقیقتاً شہسوار اس طرح چلتا رہا ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کلام فرضی ہو کہ فرض کرلو کہ اگر کوئی سوار تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر چلنا شروع کردے تو سو سال تک چلتا رہے گا مگر یہ درخت ختم نہیں ہوگا آئندہ روایت میں ''جواد'' کا لفظ ہے جو عمدہ تیز رفتار گھوڑے کو کہتے ہیں۔ ''المضمر'' کا لفظ بھی ہے یہ تربیت یافتہ چھریرے بدن کا چست گھوڑا ہوتا ہے۔

سوال: یہاں یہ سوال ہے کہ جب جنت میں سورج نہیں ہوگا تو درخت کا سایہ کیسے ہوگا؟

جواب: اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ سایہ بھی فرضی ہے کہ فرض کرلو اگر سایہ ہو تو سو سال تک لمبا ہوگا دوسرا جواب یہ ہے کہ سایہ کے لیے سورج کا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ یہ اس درخت کے انوارات کا سایہ ہوگا۔

۷۱۳۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِزَامِيَّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ

الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ، وَزَادَ: لَا يَقْطَعُهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث ہی کی طرح روایت نقل کی ہے لیکن اس روایت میں ولا یقطعھا یعنی وہ سوار اس درخت کو سو سال تک بھی طے نہیں کر سکے گا، الفاظ زائد ہیں۔

۷۱۳۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً، يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ، لَا يَقْطَعُهَا

قَالَ أَبُو حَازِمٍ: فَحَدَّثْتُ بِهِ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيَّ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِيعَ، مِائَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا

حضرت سہل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ جس کے سائے میں چلنے والا سوار سو سال تک بھی اسے طے نہیں کر سکتا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ جس کے سائے میں چلنے والا عمدہ، تیز رفتار گھوڑے کا سوار سو سال تک چل کر بھی اسے طے نہیں کر سکتا۔

بَابُ إِحْلَالِ رِضْوَانِ اللّٰهِ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ

اہل جنت پر اللہ تعالیٰ کی رضامندی اتارنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۷۱۳۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، ح وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ۔ وَاللَّفْظُ لَهُ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ فَيَقُولُ: هَلْ

رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى؟ يَا رَبِّ وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، فَيَقُولُ: أَلَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُونَ: يَا رَبِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ جنت والوں سے ارشاد فرمائے گا: اے جنت والو! جنتی عرض کریں گے، اے ہمارے پروردگار! ہم حاضر ہیں اور نیک بختی اور بھلائی آپ ہی کے قبضہ میں ہے پھر اللہ فرمائیں گے: کیا تم راضی ہوگئے؟ جنتی عرض کریں گے اے پروردگار! ہم کیوں راضی نہ ہوں حالانکہ آپ نے جو نعمتیں ہمیں عطا فرمائی ہیں وہ نعمتیں تو اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی عطا نہیں فرمائیں۔ پھر اللہ فرمائیں گے: کیا میں تمہیں ان نعمتوں سے بھی بڑھ کر اور نعمت عطا نہ کروں؟ جنتی عرض کریں گے: اے پروردگار! ان سے بڑھ کر اور کونسی نعمت ہوگی؟ پھر اللہ فرمائے گا: میں تم سے اپنی رضا اور خوشی کا اعلان کرتا ہوں، اب اس کے بعد سے میں تم سے کبھی بھی ناراض نہیں ہوں گا۔

بَابُ تَرَائِي أَهْلِ الْجَنَّةِ أَهْلَ الْغُرَفِ

جنتیوں کا ایک دوسرے کے بالا خانے دیکھنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۷۱۳۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيَّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ الْغُرْفَةَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ فِي السَّمَاءِ قَالَ: فَحَدَّثْتُ بِذَلِكَ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ، فَقَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ: كَمَا تَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ فِي الْأُفُقِ الشَّرْقِيِّ أَوِ الْغَرْبِيِّ،

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت والے جنت میں ایک دوسرے کے بالا خانے اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمانوں میں ستاروں کو دیکھتے ہو۔ حضرت سہیل ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث نعمان بن ابی عیاس سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری سے سنا، وہ ارشاد فرماتے ہیں: جس طرح تم چمکتے ستارے مشرقی اور مغربی کناروں میں دیکھتے ہو۔

۷۱۳۵۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، بِالْإِسْنَادَيْنِ

جَمِيعًا، نَحْوَ حَدِيثِ يَعْقُوبَ

حضرت ابو حازم سے ان دونوں سندوں کے ساتھ حضرت یعقوب کی روایت کردہ حدیث کی طرح روایت نقل کی۔

۷۱۳۶۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، ح وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ۔ وَاللَّفْظُ لَهُ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ، كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ مِنَ الْأُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ، لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْأَنْبِيَاءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ، قَالَ بَلَى، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ رِجَالٌ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت والے اپنے اوپر کے بالا خانہ والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم مشرقی یا مغربی کناروں میں چمکتے ہوئے ستاروں کو دیکھتے ہو۔ اس وجہ سے کہ جنت والوں کے درجات میں آپس میں تفاوت ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ انبیاء علیہم السلام کے درجات ہوں گے کہ جن تک ان کے علاوہ کوئی نہیں پہنچ سکے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ان لوگوں کو بھی وہ درجات عطا کیے جائیں گے کہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے رسولوں کی تصدیق کریں۔

تشریح:

"یتراؤن" یعنی اہل جنت اپنے سے اوپر بالا خانوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم روشن ستارے کو دیکھتے ہو۔ "الدری" نہایت چمک دار ستارے کو کہتے ہیں۔ "الغابر" یعنی وہ ستارہ جو طلوع ہونے کے بعد غروب نہیں ہوتا بلکہ باقی رہ جاتا ہے۔ "قال بلی" یعنی آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام کے جواب میں فرمایا کہ نہیں نہیں! یہ مقام صرف انبیاء کرام کے ساتھ خاص نہیں ہے کہ ان کے سوا کوئی اور وہاں تک نہیں پہنچے گا بلکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انبیاء کرام کی تصدیق کی وہ بھی ان مقامات پر پہنچیں گے اور ان نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ الحمدللہ

بَابُ فِيمَنْ يَوَدُّ رُؤْيَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ

اس شخص کا بیان جو اپنے مال وعیال سے زیادہ نبی اکرم کے دیدار کو چاہتا ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۷۱۳۷ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مِنْ أَشَدِّ أُمَّتِي لِي حُبًّا، نَاسٌ يَكُونُونَ بَعْدِي، يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ رَآنِي بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سب سے زیادہ مجھے پیارے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے لیکن ان کی تمنا ہوگی کہ کاش کہ اپنے گھر والے اور مال کے بدلہ میں میرا دیدار کرلیں۔

بَابٌ فِي سُوقِ الْجَنَّةِ وَمَا فِيهَا

جنت کے جمعہ بازار کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۷۱۳۸ـ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوقًا، يَأْتُونَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ فَتَهُبُّ رِيحُ الشَّمَالِ فَتَحْثُو فِي وُجُوهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ، فَيَزْدَادُونَ حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَرْجِعُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ وَقَدِ ازْدَادُوا حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَقُولُ لَهُمْ أَهْلُوهُمْ: وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَقُولُونَ: وَأَنْتُمْ، وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک ایسا بازار ہے کہ جس میں جنتی لوگ ہر جمعہ کو آیا کریں گے۔ پھر شمالی ہوا چلائی جائے گی جو کہ وہاں کا گرد وغبار (جو کہ مشک وزعفران کی صورت میں ہوگا) جنتیوں کے چہروں اور ان کے کپڑوں پر اڑا کر ڈال دے گی جس سے جنتیوں کے حسن وجمال میں اور اضافہ ہوجائے گا پھر جب وہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹیں گے اس حال میں کہ ان کے حسن وجمال میں اور

اضافہ ہو چکا ہوگا تو ان کے گھر والے ان سے کہیں گے اللہ کی قسم ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہوگیا ہے تو وہ کہیں گے: اللہ کی قسم! ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں بھی اور اضافہ ہوگیا ہے۔

تشریح:

''لسوقا'' بازار سے مراد حسن و جمال کی افزائش اور اس کے بڑھنے کا مرکز ہے جہاں جنتی لوگ ہر جمعہ میں جمع ہوا کریں گے اور ان کے حسن میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

''فتحشو'' یعنی یہ شمالی ہوا ان لوگوں کے چہروں پر مشک و عنبر اور خوشبو چھڑک دیگی اس عمل کو آپ خوشبو کا اسپرے کہہ سکتے ہیں۔
''حسنا وجمالا'' یہ حسن و جمال اسی مشک و عنبر اور خوشبو کے اسپرے کی وجہ سے بڑھے گا، اس بازار حسن کا اپنا ایک پرتو بھی ہوگا جس سے سب لوگ حسن میں بڑھ جائیں گے ادھر گھروں میں خواتین کا حسن بھی بڑھ جائے گا تو دونوں ایک دوسرے کو حسین وجمیل ہونے کی داد دیں گے۔

بَابُ أَوَّلِ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

جنت میں داخل ہونے والے پہلے ماہتاب نما گروہ کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۷۱۳۹۔ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ۔ وَاللَّفْظُ لِيَعْقُوبَ۔ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: إِمَّا تَفَاخَرُوا وَإِمَّا تَذَاكَرُوا: الرِّجَالُ فِي الْجَنَّةِ أَكْثَرُ أَمِ النِّسَاءُ؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَوَ لَمْ يَقُلْ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالَّتِي تَلِيهَا عَلَى أَضْوَإِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ، لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ اثْنَتَانِ، يُرَى مُخُّ سُوقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ، وَمَا فِي الْجَنَّةِ أَعْزَبُ؟،

حضرت محمد سے مروی ہے کہ لوگوں نے (اس بات پر) فخر کیا یا اس بات کا ذکر کیا کہ جنت میں زیادہ تعداد مردوں کی ہوگی یا عورتوں کی تو حضرت ابو ہریرہ نے ارشاد فرمایا: کیا ابوالقاسم نے نہیں فرمایا کہ جنت میں سب سے پہلا گروہ جو داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گی اور جو گروہ ان کے بعد جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح روشن ہوں گی۔ ان میں سے ہر ایک جنتی کے لیے دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا مغز گوشت کے پیچھے سے چمکے گا اور جنت میں کوئی آدمی بھی بیوی کے بغیر نہیں ہوگا۔

۷۱۴۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: اخْتَصَمَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ: أَيُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ أَكْثَرُ؟ فَسَأَلُوا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ

حضرت ابن سیرین سے روایت فرماتے ہیں کہ مرد اور عورت کے درمیان اس بات پر جھگڑا ہوا کہ جنت میں کن کی تعداد زیادہ ہوگی؟ تو انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ابوالقاسم نے ارشاد فرمایا اور پھر حضرت ابن علیہ کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی ہے۔

۷۱۴۱۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ، ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ۔ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ۔ قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً، لَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَتْفُلُونَ، شَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلُوَّةُ، وَأَزْوَاجُهُمُ الْحُورُ الْعِينُ، أَخْلَاقُهُمْ عَلَى خُلُقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ سِتُّونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں جو گروہ سب سے پہلے داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گی اور اس گروہ کے بعد جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے ان کی صورتیں انتہائی چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح ہوں گی وہ (یعنی جنتی) نہ پیشاب کریں گے اور نہ پاخانہ اور نہ تھوکیں گے اور نہ ناک صاف کریں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کا پسینہ مشک ہوگا اور ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگ رہا ہوگا اور ان کی بیویاں بڑی بڑی آنکھوں والی ہوں گی اور ان سب کے اخلاق ایک جیسے ہوں گے اور اپنے باپ حضرت آدم کی صورت پر ہوں گے جن کا قد آسمان میں ساٹھ ہاتھ تھا۔

تشریح:

''زمــرۃ'' جماعت کے معنی میں ہے اس باب میں اور اس کے ساتھ والے باب کی احادیث میں مختلف الفاظ آئے ہیں مندرجہ ذیل تشریح سب کے لیے کافی ہے۔

''علی قلب رجل واحد'' یعنی باہم اتفاق واتحاد ہوگا اختلاف نہیں ہوگا اور سب نیک ہوں گے۔ ''الحور العین'' دو حوریں دنیا کی عورتوں سے ہوں گی جو جنت کی حوروں سے اعلیٰ ہوں گی اور باقی ستر حوریں جنت کی ہوں گی۔ ''یری مخ'' یعنی یہ حوریں اتنی خوب صورت اور صاف وشفاف ہوں گی کہ ستر جوڑوں اور پھر گوشت اور پھر ہڈیوں کے اندر ان کی پنڈلیوں میں جسم کا گودا نظر آئے گا اس میں خوبصورتی کے ساتھ ساتھ اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ان حوروں کی طرف دیکھنے سے کوئی کدورت اور کوئی نفرت پیدا نہیں ہوگی بلکہ رغبت پیدا ہوگی۔

یہاں یہ بات بھی عرض کروں کہ اللہ تعالیٰ نے حوران بہشتی کی اس کیفیت پر دنیا میں ایک مچھلی کی نسل چلائی ہے جس کو شیشہ مچھلی کہتے ہیں اس مچھلی کو باہر سے دیکھنے والا جب دیکھتا ہے تو اس کے پیٹ کے اندر آنتیں وغیرہ سب کچھ نظر آتا ہے میں نے خود کلفٹن کراچی کے ماہی خانہ میں اس مچھلی کو دیکھا ہے جس سے ذرا شبہ باقی نہیں رہتا کہ گوشت پوست اور ہڈیوں کے اندر گودا کیسے نظر آتا ہے، بہرحال نظر آنا کوئی محال چیز نہیں ہے۔

''یسبحون'' جنت میں لوگ جو عبادت یا تسبیح کریں گے یہ امور تکلیفیہ میں سے نہیں بلکہ ایک طبعی عمل ہوگا جس طرح سانس لینے میں تکلیف نہیں ہوتی یہ تسبیحات بھی اسی طرح ہوں گی۔ ''لا یتغوطون'' تغوط پاخانہ کرنے کو کہتے ہیں ''لا یتفلون'' یہ تفل سے تھوکنے کے معنی میں ہے یعنی منہ کی تمام آلائشیں مثل بلغم وبزاق کچھ نہیں ہوگا۔ ''ولا یمتخطون'' یہ امتخاط مخاط سے ہے ناک کی آلائش رینٹھ وغیرہ کو کہتے ہیں ''امشاط'' یہ مشاط کی جمع ہے کنگھی کو کہتے ہیں۔ ''مجامر'' یہ مجمر کی جمع ہے انگیٹھی کو کہتے ہیں۔ ''وقود'' واو پر زبر ہے آگ میں جلنے والے ایندھن کو کہتے ہیں۔ ''الالوۃ'' الوۃ ہمزہ پر پیش ہے لام پر بھی پیش ہے واو پر شد ہے آخر میں گول تا ہے ''عود'' کو کہتے ہیں اس کو ''اگر'' بھی کہہ سکتے ہیں ''اگربتی'' کو جو لوگ خوشبو کے لیے جلاتے ہیں یہ الوۃ کا ایک مصنوعی نمونہ ہے، اس کا ترجمہ لوبان بھی ہے۔ ''رشحهم'' پسینہ مراد ہے یعنی پسینہ بدبودار نہیں بلکہ مشک وعنبر کی طرح خوشبودار ہوگا۔

''خلق رجل واحد'' خا پر اگر ضمہ ہو تو یہ اخلاق کے معنی میں ہوگا جس کا تذکرہ اس سے پہلے ہو چکا ہے، اس لیے ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں خا پر زبر زیادہ مناسب ہے جو تخلیق کے معنی میں ہے، مطلب یہ ہوگا کہ سب اہل جنت ہم عمر ہوں گے یعنی ۳۰ اور ۳۳ سال کی عمر میں ہوں گے اور یہ اہل جنت اپنے دادا جان حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں ہوں گے یعنی ان کے قد وقامت کی طرح ۶۰ گز اونچا قد رکھتے ہوں گے اس طرح حدیث کا آخری جملہ حدیث کے پہلے جملے ''علی خلق

رجل واحد" کی وضاحت اور تفسیر بن جائے گا۔

۷۱٤۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى أَشَدِّ نَجْمٍ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً، ثُمَّ هُمْ بَعْدَ ذَلِكَ مَنَازِلُ لَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَبُولُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَبْزُقُونَ، أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلُوَّةُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، أَخْلَاقُهُمْ عَلَى خُلُقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، عَلَى طُولِ أَبِيهِمْ آدَمَ، سِتُّونَ ذِرَاعًا، قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ: عَلَى خُلُقِ رَجُلٍ، وقَالَ أَبُو كُرَيْبٍ: عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ، وقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ: عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گی پھر جو گروہ ان کے بعد جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں انتہائی چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح ہوں گی پھر ان کے بعد درجہ بدرجہ مراتب ہوں گے وہ (یعنی جنتی) نہ پاخانہ کریں گے اور نہ پیشاب اور نہ ناک صاف کریں گے اور نہ تھوکیں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگ رہا ہوگا اور ان کا پسینہ مشک ہوگا۔ ان سب کے اخلاق ایک جیسے ہوں گے وہ اپنے قد میں اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ساٹھ ہاتھ لمبے ہوں گے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں عَلٰى خُلُقِ رَجُلٍ کے الفاظ ہیں اور ابو کریب کی روایت میں عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ ہے اور ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے کہا عَلٰى صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ ہے۔

بَابٌ فِي صِفَاتِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِهَا

جنت اور اہل جنت کی خوبیوں کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۷۱٤۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ، صُوَرُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، لَا يَبْصُقُونَ فِيهَا وَلَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ فِيهَا، آنِيَتُهُمْ وَأَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَمَجَامِرُهُمْ مِنَ الْأَلُوَّةِ،

وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ، يُرَى مُخُّ سَاقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ، مِنَ الْحُسْنِ، لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ، قُلُوبُهُمْ قَلْبٌ وَاحِدٌ، يُسَبِّحُونَ اللَّهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گی۔ وہ نہ جنت میں تھوکیں گے اور نہ ہی ناک صاف کریں گے اور نہ ہی پاخانہ کریں گے۔ ان کے برتن اور ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی اور ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگ رہی ہوں گی اور ان کا پسینہ مشک کی طرح ہوگا اور ان جنتیوں میں سے ہر ایک کے لیے دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا مغز خوبصورتی کی وجہ سے گوشت کے اندر سے دکھائی دے گا۔ نہ ہی جنت والے آپس میں اختلاف کریں گے اور نہ ہی آپس میں بغض رکھیں گے۔ ان کے دل ایک دل کی طرح ہوں گے۔ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کریں گے۔

۷۱۴۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ۔ وَاللَّفْظُ لِعُثْمَانَ، قَالَ عُثْمَانُ، حَدَّثَنَا، وَقَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا۔ جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُونَ فِيهَا وَيَشْرَبُونَ، وَلَا يَتْفُلُونَ وَلَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ قَالُوا: فَمَا بَالُ الطَّعَامِ؟ قَالَ: جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ، يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالتَّحْمِيدَ، كَمَا تُلْهَمُونَ النَّفَسَ،

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جنت والے جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے اور تھوکیں گے نہیں اور نہ ہی پیشاب کریں گے اور نہ ہی پاخانہ کریں گے اور نہ ہی ناک صاف کریں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: (اے اللہ کے رسول) تو پھر کھانا کدھر جائے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ڈکار اور پسینہ آئے گا اور پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا اور ان کو تسبیح یعنی سبحان اللہ اور تحمید یعنی الحمد للہ کا الہام ہوگا جس طرح کہ انہیں سانس کا الہام ہوتا ہے۔

۷۱۴۴۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ إِلَى قَوْلِهِ: كَرَشْحِ الْمِسْكِ

حضرت اعمش سے اس سند کے ساتھ کرشح المسک یعنی جنت والوں کا پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا، تک روایت نقل کی گئی ہے۔

٧١٤٥ـ وحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي عَاصِمٍ، قَالَ حَسَنٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَأْكُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فِيهَا وَيَشْرَبُونَ، وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَبُولُونَ، وَلَكِنْ طَعَامُهُمْ ذَلِكَ جُشَاءٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالْحَمْدَ، كَمَا تُلْهَمُونَ النَّفَسَ قَالَ وَفِي حَدِيثِ حَجَّاجٍ طَعَامُهُمْ ذَلِكَ،

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت والے جنت میں کھائیں گے اور پییں گے لیکن وہ اس میں پاخانہ نہیں کریں گے اور نہ ہی ناک صاف کریں گے اور نہ ہی پیشاب کریں گے لیکن ان کا کھانا ایک ڈکار کی صورت میں تحلیل ہو جائے گا جس سے مشک کی طرح خوشبو آئے گی اور ان کو تسبیح وتحمید اس طرح سکھائی جائے گی جس طرح تمہیں سانس لینا سکھایا گیا ہے۔ اور حجاج کی روایت کردہ حدیث میں طعامھم ذلک یعنی ان کا کھانا، کے الفاظ ہیں۔

٧١٤٦ـ وحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِمِثْلِهِ غَيْرَ، أَنَّهُ قَالَ: وَيُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالتَّكْبِيرَ كَمَا تُلْهَمُونَ النَّفَسَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔ سوائے اس کے کہ اس روایت میں انہوں نے کہا: اور ان کو تسبیح وتکبیر سکھائی جائے گی جس طرح کہ تمہیں سانس لینا سکھایا جاتا ہے۔

بَابٌ فِي دَوَامِ نَعِيمِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اہل جنت کی نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہونے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٧١٤٧ـ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ لَا يَبْأَسُ، لَا تَبْلَى ثِيَابُهُ وَلَا يَفْنَى شَبَابُهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی جنت میں داخل ہو جائے گا وہ نعمتوں میں ہو جائے گا اسے کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوگی اور نہ ہی اس کے کپڑے

پرانے ہوں گے اور نہ ہی اس کی جوانی ختم ہوگی۔

۷۱۴۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ۔ وَاللَّفْظُ لِإِسْحَاقَ۔ قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: قَالَ الثَّوْرِيُّ: فَحَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ، أَنَّ الْأَغَرَّ، حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُنَادِي مُنَادٍ: إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: (وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ) (الأعراف: ٤٣)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (دونوں حضرات سے) مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی آواز دینے والا آواز دے گا کہ (اے جنت والو) تمہارے لیے (یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ) تم صحت مند رہو گے اور کبھی بیمار نہیں ہو گے اور تم زندہ رہو گے تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی اور تم جوان رہو گے تم کبھی بوڑھے نہیں ہو گے اور تم آرام میں رہو گے تمہیں کبھی تکلیف نہیں آئے گی تو اللہ عزوجل کا یہی فرمان ہے کہ آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے تم اپنے (نیک) اعمال کے بدلہ میں اس جنت کے وارث ہوئے۔

بَابٌ فِي صِفَةِ خِيَامِ الْجَنَّةِ

جنت کے بڑے خیموں کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۷۱۴۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي قُدَامَةَ وَهُوَ الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ، طُولُهَا سِتُّونَ مِيلًا، لِلْمُؤْمِنِ فِيهَا أَهْلُونَ، يَطُوفُ عَلَيْهِمِ الْمُؤْمِنُ فَلَا يَرَى بَعْضُهُمْ بَعْضًا

حضرت ابوبکر بن عبداللہ بن قیس اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مؤمن آدمی کے لیے جنت میں ایک کھوکھلے موتیوں کا خیمہ ہوگا جس کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی مومن اور ان کے متعلقین اس میں رہیں گے مؤمن اس کے ارد گرد چکر لگائیں گے اور کوئی ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکے گا۔

تشریح:

"لؤلؤۃ" یہ موتی کو کہتے ہیں جو گول ہوتا ہے جس کی عمارت نہایت دلکش ہوگی اور خیمہ مزیدار ہوگا۔ "واحدۃ" یعنی کئی موتی ملا کر ایک مکان نہیں بنایا گیا ہوگا جس میں جوڑ آتے ہیں بلکہ ایک بڑا موتی ہوگا، گول ہوگا، اندر سے کھوکھلا ہوگا، نہایت سلیقہ کا ہوگا جس سے دلکش اور بے نظیر مکان تیار کیا گیا ہوگا۔ "طولہا" یعنی اس خیمہ کا طول وعرض اتنا بڑا ہوگا کہ اگر طول ساٹھ میل پر مشتمل ہوگا تو اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس خیمہ کی چوڑائی کتنی ہوگی اور اگر چوڑائی ساٹھ میل ہوگی تو اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس خیمہ کی لمبائی کتنی وسیع ہوگی بہرحال اس باب کی روایات کے اس اختلاف میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے اصل مقصد اس خیمہ کی کشادگی اور وسعت بیان کرنا ہے۔

"فی کل زاویۃ" یعنی اس خیمہ اور اس عظیم الشان عمارت کے ہر کونے میں اس مؤمن کے اہل خانہ ہوں گے۔

"مـایرون" "ما" نفی کے لیے ہے یعنی ایک کونہ اور ایک گوشہ کے لوگ دوسرے کونے کے لوگوں کو نہیں دیکھ پائیں گے۔ یرون میں جمع کی ضمیر اھل کی طرف راجع ہے معنوی طور پر اہل بھی جمع ہے۔

"یـطـوف" یعنی مؤمنین اپنے اہل وعیال کے پاس آتے جاتے رہیں گے، معلوم ہوتا ہے کہ ان اہل وعیال میں مؤمنین کی بیویاں بھی ہوں گی۔ یطوفون میں خاص اشارہ ہے۔ "وجنتان" یہ نیا کلام ہے ای وللمؤمن جنتان۔

"مابین القوم" اس جملہ میں "ما" نافیہ ہے یعنی جہاں اس خیمہ میں مؤمنین کا ٹھکانہ ہوگا وہاں سے اللہ تعالیٰ کے دیدار میں صرف پردۂ کبریائی حجاب ہوگا اس کے علاوہ اور کوئی روکاوٹ نہیں ہوگی اور یہ نورانی پردہ بھی حجاب نہیں بنے گا بس دیدار ہی دیدار ہوگا۔

۷۱۵۰۔ وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فِي الْجَنَّةِ خَيْمَةٌ مِنْ لُؤْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ، عَرْضُهَا سِتُّونَ مِيلًا، فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ، مَا يَرَوْنَ الْآخَرِينَ، يَطُوفُ عَلَيْهِمِ الْمُؤْمِنُ

حضرت ابوبکر بن عبداللہ بن قیس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن کے لیے جنت ایک کھوکھلے موتیوں کا خیمہ ہوگا جس کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس خیمے کے ہر کونے میں لوگ ہوں گے جو دوسرے کونے والے لوگوں کو نہیں دیکھ رہے ہوں گے۔ مومن ان کے اردگرد چکر لگائے گا۔

۷۱۵۱۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْخَيْمَةُ

دُرَّةٌ، طُولُهَا فِي السَّمَاءِ سِتُّونَ مِيلًا، فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنهَا أَهلٌ لِلمُؤمِنِ، لَا يَرَاهُمُ الآخَرُونَ

حضرت ابوبکر بن ابی موسیٰ بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خیمہ ایک موتی کا ہوگا جس کی لمبائی بلندی میں ساٹھ میل ہوگی اور اس کے ہر کونے میں مومن کی بیویاں ہوں گی جنہیں دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکیں گے۔

بَابُ مَا فِي الدُّنيَا مِنْ أَنهَارِ الْجَنَّةِ

دنیا میں جنت کی نہروں کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

دنیا میں جنت کی نہروں کا مصداق

۷۱۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ، وَالْفُرَاتُ وَالنِّيلُ كُلٌّ مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سیحان اور جیحان اور فرات اور نیل یہ سب (دریا دنیا میں) جنت کی نہروں میں سے ہیں۔

تشریح:

''سیحان و جیحان'' دریائے نیل مصر میں ہے اور دریائے فرات کوفہ اور بغداد کے پاس ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، ہاں دریائے جیحون اور دریائے سیحون کے تعین میں اختلاف ہے، زیر بحث حدیث میں سیحان اور جیحان دو دریاؤں کا جو نام آیا ہے یہ دونوں بلاد عواصم میں مصیصہ اور طرطوس کے درمیان واقع ہیں اور جیحون و سیحون کے نام سے مشہور ہیں، دونوں دریا شام کی سرزمین میں واقع ہیں اور بحر روم میں آکر گرتے ہیں اس کے برعکس علاقہ بلخ اور علاقہ ترک میں بھی دو نہریں ہیں وہ بھی سیحون اور جیحون کے نام سے مشہور ہیں، ایک کا نام نہر الترک ہے اور دوسری کا نام نہر بلخ ہے، اس حدیث میں یہ دو نہریں مراد نہیں ہیں بلکہ شام والی دو بڑی نہریں مراد ہیں۔

"من انهار الجنة" یعنی یہ چار نہریں فوائد میں جنت کی چار نہروں سے مشابہ ہیں اسی لیے اس کو انهار الجنة کہا گیا
مطلب یہ ہے کہ زمین میں بہنے والی ان چار نہروں کا اصل مادہ اور مرکز جنت میں بہنے والی چار نہریں ہیں جو عرش کے نیچے سدرۃ
المنتہیٰ سے جاری ہوتی ہیں اور جنتوں میں بہتی ہیں پھر انہی کا پانی دنیا کے طرف آ گیا اور جیحون و سیحون اور نیل و فرات
کے نام سے مشہور ہوا اسی لیے ان کو انهار الجنة کہا گیا ہے۔ اوپر نہروں کا تذکرہ تو مسلم کی روایت میں ہے اسکی تشریح میں نے
لکھدی لیکن مسلم کے علاوہ سنن کی کتابوں اور قرآن عظیم میں جنت کی مزید چند نہروں کا ذکر آیا ہے میں اس کو بھی پیش کرتا ہوں

جنت کی چند نہروں کا تعین اور تذکرہ

عرش کا فرش جنت الفردوس کی چھت ہے یہ سب سے افضل جنت ہے، جنت الفردوس کے نیچے سے چار نہریں بہتی ہیں جو تمام
جنتوں میں چلتی رہتی ہیں۔ (۱) پانی کی نہر (۲) شہد کی نہر (۳) شراب کی نہر (۴) اور دودھ کی نہر، اس کے علاوہ دیگر تین قسم کی
نہریں بھی ہوں گی جن کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے۔ (۱) تسنیم: یہ لطیف پانی ہے جو جنت کی ہواؤں میں جاری رہے گا۔ (۲) زنجبیل
اور سلسبیل: یہ گرم مزاج کا پانی ہے جیسے قہوہ اور چائے ہے۔ (۳) کافور: اس چشمہ اور نہر کا مزاج سرد اور ٹھنڈا ہوگا جیسے ٹھنڈے
مشروبات ہوتے ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا مشہور چار نہروں کے بارے میں اس طرح ارشاد ہے ﴿فیها انهار من ماء غير آسن وانهار من
لبن لم يتغير طعمه وانهار من خمر لذة للشاربين وانهار من عسل مصفى﴾
سبحان الله اللهم ارزقنا جنة الفردوس ونعيمها وانهارها وتسنيمها وزنجبيلها وسلسبيلها۔

بَابُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَقْوَامٌ أَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ أَفْئِدَةِ الطَّيْرِ

پرندوں کے دلوں کی طرح نرم دل لوگ جنت میں داخل ہوں گے

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۷۱۵۳۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ اللَّيْثِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي
ابْنَ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ أَقْوَامٌ، أَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ أَفْئِدَةِ الطَّيْرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں کچھ ایسی

تو میں داخل ہوں گی کہ جن کے دل (نرم مزاجی اور توکل علی اللہ میں) پرندوں کی طرح ہوں گے۔

تشریح:

"افئدۃ الطیر" پرندہ ایک ڈرپوک حیوان ہے اس طرح ڈرپوک دل والے لوگ جنت میں جائیں گے جن کے دل میں خوف خدا بھرا ہوا ہو دوسرا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ پرندوں کا دل نرم ہوتا ہے اس طرح نرم دل لوگ جنت میں جائیں گے یا پرندوں کے ساتھ یہ تشبیہ توکل اور بھروسہ میں دی گئی ہے پرندے صبح توکل کے طور پر خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر آتے ہیں۔

"خلق اللہ آدم علی صورتہ" اس جملہ کا مطلب اس سے پہلے لکھا جاچکا ہے ایک مطلب یہ ہے کہ صورت سے مراد اخلاق وصفات ہیں اور ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اپنی صفات حلم وعلم اور سمع وبصر اور تکلم پر پیدا کیا ہے دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو ان کی اپنی صورت پر پیدا کیا ہے یعنی اپنی نظیر آپ ہے اس میں ضمیر خود حضرت آدم کی طرف لوٹتی ہے یعنی حضرت آدم دوسرے انسانوں کی طرح مرحلہ وار پیدا نہیں کیا گیا بلکہ ایک دم مٹی سے بنایا گیا دیگر توجیہات بھی ہیں یہ لفظ اگلی حدیث میں مذکور ہے۔

٧١٥٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ، طُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا، فَلَمَّا خَلَقَهُ قَالَ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أُولَئِكَ النَّفَرِ، وَهُمْ نَفَرٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوسٌ، فَاسْتَمِعْ مَا يُجِيبُونَكَ، فَإِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ، قَالَ: فَذَهَبَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، قَالَ فَزَادُوهُ: وَرَحْمَةُ اللَّهِ، قَالَ: فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ وَطُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا، فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدَهُ حَتَّى الْآنَ

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا، ان کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا تھا پھر جب اللہ عزوجل حضرت آدم کو پیدا فرما چکا تو فرمایا: (اے آدم) جاؤ اور فرشتوں کی اس جماعت کو سلام کرو اور وہاں بہت سے فرشتے بیٹھے ہیں پھر تم سننا کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں کیونکہ وہ فرشتے تمہیں جو جواب دیں گے وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام گئے اور فرمایا: السلام علیکم فرشتوں نے جواب میں کہا: السلام علیک ورحمۃ اللہ کا اضافہ کر دیا تو ہر وہ آدمی جو جنت میں داخل ہوگا وہ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا اور اس کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا پھر حضرت

آدم علیہ السلام کے بعد جتنے لوگ بھی پیدا ہوئے ان کے قد چھوٹے ہوتے رہے یہاں تک کہ یہ زمانہ آ گیا۔

بَابُ جَهَنَّمَ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا

جہنم کا بیان اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

۷۱۵۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ خَالِدٍ الْكَاهِلِيِّ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنم کو لایا جائے گا اس دن جہنم کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر ایک لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوئے کھینچ رہے ہوں گے۔

تشریح:

''یؤتی بجھنم'' قیامت کے دن میدان محشر کی طرف دوزخ لائی جائے گی تو یہ کفار پر سخت غضبناک ہوگی اس لیے فرشتے قابو میں رکھنے کے لیے اس کو ستر ہزار باگیں ڈالیں گے اور ہر باگ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے گویا چار ارب نوے کروڑ فرشتے حفاظت پر مامور ہوں گے یہ اس لیے کہ مبادا غضب اور طیش میں آ کر دوزخ تمام انسانوں کو چاٹ کر صاف نہ کر لے۔

۷۱۵۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِزَامِيَّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نَارُكُمْ هَذِهِ الَّتِي يُوقِدُ ابْنُ آدَمَ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا، مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ قَالُوا: وَاللّٰهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً، يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: فَإِنَّهَا فُضِّلَتْ عَلَيْهَا بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا، كُلُّهَا مِثْلُ حَرِّهَا،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری یہ آگ جس کو ابن آدم جلاتا ہے (یعنی گرمی کا یہ حصہ) جہنم کی گرمی کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا یہی (دنیا کی آگ) کافی نہیں تھی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس سے انہتر حصے گرمی کے جہنم میں گرمی زیادہ ہے۔ ہر حصے میں اتنی گرمی ہے۔

٧١٥٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي الزِّنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے حضرت ابوالزناد کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی ہے سوائے اس کے کہ اس روایت میں لفظی فرق ہے یعنی کلھن مثل حرھا کا لفظ ہے۔

٧١٥٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ سَمِعَ وَجْبَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَدْرُونَ مَا هَذَا؟ قَالَ: قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: هَذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهِ فِي النَّارِ مُنْذُ سَبْعِينَ خَرِيفًا، فَهُوَ يَهْوِي فِي النَّارِ الْآنَ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى قَعْرِهَا،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ راوی حدیث کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ ایک پتھر ہے جو کہ ستر سال پہلے دوزخ میں پھینکا گیا تھا اور وہ لگاتار دوزخ میں گر رہا تھا یہاں تک کہ وہ پتھر اب اپنی تہہ تک پہنچا ہے۔

٧١٥٩۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: هَذَا وَقَعَ فِي أَسْفَلِهَا فَسَمِعْتُمْ وَجْبَتَهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ بھی روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ پتھر اس وقت اپنی تہہ میں پہنچا ہے کہ جس میں تم نے آواز سنی ہے۔

٧١٦٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: قَالَ قَتَادَةُ، سَمِعْتُ أَبَا نَضْرَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ سَمُرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلَى حُجْزَتِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلَى عُنُقِهِ

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اللہ کے نبی ﷺ سے سنا، آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ دوزخیوں میں سے کچھ کو آگ ان کے ٹخنوں تک پکڑے گی اور ان میں سے کچھ کو ان کے گھٹنوں تک اور ان میں سے کچھ کو ان کے گردن تک آگ پکڑے گی۔

۷۱۶۱۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا نَضْرَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى حُجْزَتِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى تَرْقُوَتِهِ،

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوزخیوں میں سے کچھ کو آگ ان کے ٹخنوں تک پکڑے گی اور ان میں سے کچھ کو ان کے گھٹنوں تک اور ان میں سے کچھ کو ان کے کمر تک اور ان میں سے کچھ کو ان کی ہنسلی تک آگ پکڑے گی۔

۷۱۶۲۔ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَجَعَلَ۔ مَكَانَ حُجْزَتِهِ۔ حِقْوَيْهِ

حضرت سعید اس سند کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں لیکن اس روایت میں حجزتہ یعنی ان کی کمر تک کی جگہ حقویہ یعنی ازار باندھنے کی جگہ تک کا لفظ ہے۔

بَابُ النَّارِ يَدْخُلُهَا الْجَبَّارُونَ وَالْجَنَّةُ يَدْخُلُهَا الضُّعَفَاءُ

دوزخ میں سرکش اور جنت میں ضعیف لوگ جائیں گے

اس باب میں امام مسلم نے پچیس احادیث کو بیان کیا ہے

۷۱۶۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: احْتَجَّتِ النَّارُ، وَالْجَنَّةُ، فَقَالَتْ: هَذِهِ يَدْخُلُنِي الْجَبَّارُونَ، وَالْمُتَكَبِّرُونَ، وَقَالَتْ: هَذِهِ يَدْخُلُنِي الضُّعَفَاءُ، وَالْمَسَاكِينُ، فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِهَذِهِ: أَنْتِ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ وَرُبَّمَا قَالَ: أُصِيبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ۔ وَقَالَ لِهَذِهِ: أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مِلْؤُهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوزخ اور جنت کا (آپس میں) جھگڑا ہوا دوزخ نے کہا: میرے اندر بڑے بڑے ظالم اور متکبر لوگ داخل ہوں گے اور جنت نے کہا: میرے اندر

کمزور اور مسکین لوگ داخل ہوں گے تو اللہ عزوجل نے دوزخ سے فرمایا: تو میرا عذاب ہے، میں تیرے ذریعے جسے چاہوں گا عذاب دوں گا اور اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے، میں تیرے ذریعے جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا لیکن تم میں سے ہر ایک کا بھرنا ضروری ہے۔

تشریح:

''النار والجنة ''یعنی جنت اور دوزخ نے حجت بازی کی۔اہل حق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ جنت اور دوزخ ابھی سے تیار ہیں،اہل باطل کہتے ہیں کہ جنت شنّت کچھ بھی نہیں باغ شاغ ہے،دوزخ شوزخ کچھ بھی نہیں دھپکا شپکا ہے۔مرزا غالب کہتا ہے:

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن ☆ دل بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

بہر حال ایسے ملحدوں کے ان اقوال کا کیا اعتبار ہے جب کہ اہل اسلام کے پاس قرآن وحدیث ہے،اجماع امت ہے اور اصول دین ہے،لہٰذا بکنے والوں کے بکنے کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔مذکورہ باب میں اسی موضوع سے متعلق واضح احادیث بیان ہوں گی۔

جنت اور دوزخ کا مناظرہ

٧١٦٤۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَحَاجَّتِ النَّارُ، وَالْجَنَّةُ، فَقَالَتِ النَّارُ: أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ، وَالْمُتَجَبِّرِينَ، وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: فَمَا لِي لَا يَدْخُلُنِي إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ، وَسَقَطُهُمْ، وَعَجَزُهُمْ، فَقَالَ اللَّهُ لِلْجَنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَقَالَ لِلنَّارِ: أَنْتِ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمْ مِلْؤُهَا، فَأَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ، فَيَضَعُ قَدَمَهُ عَلَيْهَا، فَتَقُولُ: قَطْ قَطْ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ دوزخ اور جنت میں جھگڑا ہوا تو دوزخ نے کہا: مجھے متکبر اور ظالم لوگوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے اور جنت نے کہا کہ پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ میرے اندر سوائے کمزور، حقیر اور عاجز لوگوں کے اور کوئی داخل نہیں ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے جنت سے ارشاد فرمایا: تو میری رحمت ہے میں تیرے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا اور اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے ارشاد فرمایا: تو میرا عذاب ہے میں تیرے ذریعے اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں گا عذاب دوں گا

لیکن تم میں سے ہر ایک کو میں نے ضرور بھرنا ہے پھر جب دوزخ نہیں بھرے گی تو اللہ تعالیٰ (اپنی شایان شان) اپنا قدم دوزخ پر رکھیں گے دوزخ کہے گی: بس بس پھر دوزخ اسی وقت بھر جائے گی اور اس کا ایک حصہ دوسرے کی طرف سمٹ جائے گا۔

تشریح:

"تحاجت" شد کے ساتھ ہے ای تخاصمت وتجادلت یعنی آپس میں جھگڑا کیا اور مناظرہ وتکرار کیا، حجت بازی کی اور ایک دوسرے پر بڑائی بیان کی مگر زیادہ واضح بات یہ ہے کہ دونوں کی طرف سے یہ ایک قسم شکایت کا اظہار ہے کہ دوزخ نے کہا کہ مجھے صرف لٹیروں، سرکشوں اور بدمعاشوں، کفار اشرار کے ساتھ کیوں خاص کیا گیا؟ ہر ملعون میرا پڑوسی کیوں ہے؟ جنت نے کہا کہ تم کیا شکایت کرتی ہو اور تمہاری کیا شکایت ہے مجھے ذرا دیکھو! ہر گمنام، مفلس، غریب میرا پڑوسی ہے ان دونوں کی یہ گفتگو اور یہ شکایت سن کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں میرے جمال وجلال کے مظہر ہو، تم دونوں برابر ہو صرف اتنی بات ہے کہ تم میں سے ایک کے ساتھ میرا عدل وانصاف وابستہ ہے جو دوزخ ہے اور دوسری سے میرا انعام واکرام اور فضل واحسان وابستہ ہے جو جنت ہے۔ "ملؤھا" یعنی میرے ذمہ یہ وعدہ ہے کہ میں دونوں کو بھروں گا، جنت کے لیے تو ایک نئی مخلوق پیدا کی جائے گی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان وانعام ہوگا اور دوزخ کے لیے نئی مخلوق پیدا نہیں ہوگی کیونکہ بلاوجہ کسی کو دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا اس لیے دوزخ کے اوپر اللہ تعالیٰ اپنا قدم رکھ دے گا تو دوزخ اقرار کرے گی کہ میں بھر گئی کافی ہے۔ کافی ہے۔ "قط قط" ای کفی کفی کافی ہے "یزوی" مجہول کا صیغہ ہے ای یضم ویجمع یعنی دوزخ کے حصوں کو قریب لایا جائے گا تو وہ سمٹ جائے گا "فلا یظلم اللہ" یعنی اللہ تعالیٰ دوزخ بھرنے کے لیے نئی مخلوق کو پیدا نہیں کرے گا کیونکہ بغیر گناہ کے کسی کو دوزخ میں ڈالنا ظاہری صورت میں ظلم کے مترادف ہے، اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے اس لیے دوزخ کے منہ پر اللہ تعالیٰ قدم رکھ دے گا تو دوزخ اپنے بھرنے کا اقرار کرے گی اور اس طرح دوزخ کے ساتھ بھرنے کا جو وعدہ کیا گیا ہے وہ پورا ہو جائے گا۔

۷۱۶۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ الْهِلَالِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو سُفْيَانَ يَعْنِي مُحَمَّدَ بْنَ حُمَيْدٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: احْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي الزِّنَادِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت اور دوزخ کا آپس میں جھگڑا ہوا اور حضرت ابو الزناد کی روایت کردہ حدیث کی طرح روایت بیان کی ہے۔

۷۱۶۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ: أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ، وَالْمُتَجَبِّرِينَ، وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: فَمَا لِي لَا يَدْخُلُنِي إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَغِرَّتُهُمْ؟ قَالَ اللّٰهُ لِلْجَنَّةِ: إِنَّمَا أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَقَالَ لِلنَّارِ: إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مِلْؤُهَا، فَأَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتَّى يَضَعَ اللّٰهُ، تَبَارَكَ وَتَعَالَى، رِجْلَهُ، تَقُولُ: قَطْ قَطْ قَطْ، فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ، وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ، وَلَا يَظْلِمُ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا، وَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللّٰهَ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت اور دوزخ کا آپس میں جھگڑا ہوا۔ دوزخ کہنے لگی: مجھے متکبر اور ظالم لوگوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے اور جنت کہنے لگی مجھے کیا ہے، میرے اندر سوائے کمزور، حقیر اور عاجز لوگوں کے اور کوئی داخل نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ نے جنت سے ارشاد فرمایا: تو میری رحمت ہے میں تیرے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا رحم کروں گا اور دوزخ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو میرا عذاب ہے، میں تیرے ذریعے اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں گا عذاب دوں گا لیکن تم سے ہر ایک کو بھرنا ضروری ہے پھر جب دوزخ نہیں بھرے گی تو اللہ تعالیٰ (اپنی شایان شان) اس پر اپنا قدم رکھیں گے تو دوزخ کہے گی بس، بس پھر وہ بھر جائے گی اور دوزخ کا ایک حصہ سمٹ کر دوسرے حصے سے مل جائے گا اور اللہ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرے گا اور جنت بھرنے کے لیے اللہ تعالیٰ ایک نئی مخلوق پیدا فرمائے گا۔

تشریح:

''غرتھم'' اکثر نسخوں میں یہ لفظ تا کے ساتھ ہے یہ غرثان کی جمع ہے بھوکے انسان کو کہا جاتا ہے بعض نسخوں میں ''غرتھم'' تا کے ساتھ بھی ہے اس کا مطلب سیدھا سادہ بھولا بھالا انسان ہے جس میں نہ چالاکی ہو نہ عیار ہو نہ مکار فرادی ہو، جس طرح دوسری ایک حدیث میں ہے ''اکثر اھل الجنۃ البلہ (نووی)

''سقطھم'' گرے پڑے لوگ مراد ہیں ''عجزھم'' عاجز اور ضعیف لوگ مراد ہیں ''قط قط'' یہ کافی کے معنی میں ہے ''ویزوی'' سکڑ جانے کو کہتے ہیں یعنی آگ سکڑ کر ایک دوسرے میں گھس جائے گی ای ینضم ویلتئم ''القدمہ'' ای مایلیق بشانہ۔ یہ متشابہات میں سے ہے۔

۷۱۶۷۔ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: احْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، إِلَى قَوْلِهِ وَلِكِلَيْكُمَا عَلَيَّ مِلْؤُهَا وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ مِنَ الزِّيَادَةِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت اور دوزخ نے آپس میں جھگڑا کیا اور پھر حضرت ابوہریرہ کی روایت کردہ حدیث کی طرح اس قول تک کہ تم دونوں کو مجھ پر بھرنا ضروری ہے، روایت ذکر کی۔

۷۱۶۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُولُ: هَلْ مِنْ مَزِيدٍ، حَتَّى يَضَعَ فِيهَا رَبُّ الْعِزَّةِ، تَبَارَكَ وَتَعَالَى، قَدَمَهُ فَتَقُولُ: قَطْ قَطْ، وَعِزَّتِكَ وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوزخ لگاتار یہی کہتی رہے گی هل من مزيد یعنی کیا کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ (اپنی شایان شان) اس میں اپنا قدم رکھے گا تو پھر دوزخ کہے گی، تیری عزت کی قسم! بس، بس، اور اس کا ایک حصہ سمٹ کر دوسرے حصے سے مل جائے گا۔

۷۱۶۹۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمَعْنَى حَدِيثِ شَيْبَانَ

حضرت انسؓ نبی کریم ﷺ سے حضرت شیبان کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث روایت کرتے ہیں۔

۷۱۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّزِّيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ﴾ (ق: ۳۰) فَأَخْبَرَنَا عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ يُلْقَى فِيهَا وَتَقُولُ: هَلْ مِنْ مَزِيدٍ، حَتَّى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيهَا قَدَمَهُ، فَيَنْزَوِي بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ وَتَقُولُ: قَطْ قَطْ، بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ، وَلَا يَزَالُ فِي الْجَنَّةِ فَضْلٌ حَتَّى يُنْشِئَ اللّٰهُ لَهَا خَلْقًا، فَيُسْكِنَهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوزخ میں لگاتار لوگوں کو ڈالا جائے گا اور وہ کہتی رہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھے گا تو

دوزخ کا ایک حصہ سمٹ کر دوسرے حصے میں مل جائے گا اور دوزخ کہے گی کہ تیری عزت اور تیرے کرم کی قسم بس، بس اور جنت میں مسلسل ایک زائد حصہ رہے گا یہاں تک کہ اس کے لیے اللہ ایک نئی مخلوق پیدا فرمائے گا اور اسے جنت کے بچے ہوئے باقی حصے میں ڈال دے گا۔

۷۱۷۱۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، يَقُولُ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَبْقَى مِنَ الْجَنَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَبْقَى ثُمَّ يُنْشِءُ اللَّهُ تَعَالَى لَهَا خَلْقًا مِمَّا يَشَاءُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جنت کا جتنا حصہ باقی رکھنا چاہے گا وہ باقی رہ جائے گا پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا اس کے لیے ایک نئی مخلوق پیدا فرمائے گا۔

موت کے ذبح کرنے کا بیان

۷۱۷۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ۔ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ۔ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُجَاءُ بِالْمَوْتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، كَأَنَّهُ كَبْشٌ أَمْلَحُ۔ زَادَ أَبُو كُرَيْبٍ: فَيُوقَفُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَاتَّفَقَا فِي بَاقِي الْحَدِيثِ۔ فَيُقَالُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ وَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هَذَا الْمَوْتُ، قَالَ: وَيُقَالُ: يَا أَهْلَ النَّارِ هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ قَالَ فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ وَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هَذَا الْمَوْتُ، قَالَ فَيُؤْمَرُ بِهِ فَيُذْبَحُ، قَالَ: ثُمَّ يُقَالُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ) (مریم: ۳۹) وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الدُّنْيَا،

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن موت کو چتکبرے رنگ کے ایک دنبے کی شکل میں لایا جائے گا۔ حضرت ابوکریب کی روایت کردہ حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ اس دنبے کو جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے جنت والو کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ جنتی اپنی گردنیں اٹھا کر دیکھیں گے اور کہیں گے: جی ہاں! یہ موت ہے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے دوزخ والو! کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ دوزخی اپنی گردنیں اٹھا کر دیکھیں گے اور کہیں گے جی ہاں! یہ موت ہے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے

حکم دیا جائے گا کہ اسے ذبح کر دیا جائے (پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا) پھر اللہ فرمائے گا اے جنت والو اب جنت میں ہمیشہ رہنا ہے، موت نہیں ہے اور اے دوزخ والو اب تمہیں ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے اب موت نہیں ہے۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت کریمہ پڑھی ترجمہ: یعنی اور ان لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرایئے جب ہر بات کا فیصلہ ہو جائے گا اور وہ غفلت میں پڑے ہیں، ایمان نہیں لاتے۔ اور آپ ﷺ اپنے ہاتھ مبارک سے دنیا کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔

تشریح:

''یجاء بالموت'' یعنی موت لائی جائے گی اور اعراف میں کھڑی کر دی جائے گی اہل جنت بھی اس کو دیکھیں گے اور دوزخ والے بھی اس کو دیکھیں گے ''کانہ کبش املح'' گویا یہ موت ایک چتکبرا مینڈھا ہے یہ موت کی جسم مثالی ہو گا کالے رنگ سے اہل دوزخ اور سفید رنگ سے اہل جنت کی طرف اشارہ ہے۔

''فیشرئبون'' یہ صیغہ اشرئباب سے ہے ینظرون کے معنی میں ہے یعنی سب لوگ گردنیں اُٹھا کر موت کی طرف دیکھیں گے اللہ تعالیٰ موت کو ویسے بھی ختم کر سکتا ہے لیکن اس دکھانے سے اور مارنے سے جنت والوں کو خوش کرانا اور دوزخیوں کو مزید غم میں ڈالنا مقصود ہو گا اگر اس کے بعد موت ہوتی تو یہ دونوں فریق خوشی یا غم سے مر جاتے اہل سنت کے نزدیک موت ایک عرض ہے جو حیات کا منافی ہے معتزلہ کے نزدیک موت عرض نہیں بلکہ عدم الحیاۃ کا نام موت ہے۔

''واشار بیدہ'' یعنی ﴿وھم فی غفلۃ﴾ آیت میں آنحضرت نے ہاتھ سے دنیا کی طرف اشارہ کیا کہ یہاں یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

۷۱۷۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أُدْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ قِيلَ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ، ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَمْ يَقُلْ: ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَيْضًا: وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الدُّنْيَا

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جنت والوں کو جنت میں اور دوزخ والوں کو دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا تو کہا جائے گا اے جنت والو! پھر حضرت ابومعاویہ کی روایت کردہ حدیث کی طرح روایت ذکر کی سوائے اس کے کہ اس روایت میں فذلک قولہ عزوجل ولم یقل کے الفاظ

ہیں اور یہ نہیں کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے (آیت) پڑھی اور اپنے ہاتھ مبارک سے دنیا کی طرف اشارہ کیا۔

۷۱۷۴۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ۔ قَالَ عَبْدٌ: أَخْبَرَنِي، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا۔ يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا نَافِعٌ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: يُدْخِلُ اللَّهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، وَيُدْخِلُ أَهْلَ النَّارِ النَّارَ، ثُمَّ يَقُومُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ فَيَقُولُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ، كُلٌّ خَالِدٌ فِيمَا هُوَ فِيهِ

حضرت عبداللہؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جنت والوں کو جنت میں داخل فرمائے گا اور دوزخ والوں کو دوزخ میں داخل فرمائے گا پھر ان کے سامنے پکارنے والا کھڑا ہوگا اور کہے گا اے جنت والو! اب موت نہیں ہے اور اے دوزخ والو اب موت نہیں ہے ہر آدمی جس حالت میں ہے وہ اسی میں ہمیشہ رہے گا۔

۷۱۷۵۔ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، أَنَّ أَبَاهُ، حَدَّثَهُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا صَارَ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ، وَصَارَ أَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ، أُتِيَ بِالْمَوْتِ حَتَّى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، ثُمَّ يُذْبَحُ، ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ، فَيَزْدَادُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا إِلَى فَرَحِهِمْ، وَيَزْدَادُ أَهْلُ النَّارِ حُزْنًا إِلَى حُزْنِهِمْ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جنت والے جنت کی طرف چلے جائیں گے اور دوزخ والے دوزخ کی طرف چلے جائیں گے تو پھر موت کو جنت اور دوزخ کے درمیان لایا جائے گا پھر اسے ذبح کیا جائے گا پھر ایک پکارنے والا پکارے گا: اے جنت والو! اب موت نہیں ہے اور اے دوزخ والو! اب موت نہیں ہے۔ تو پھر اہل جنت کی خوشی بڑھ جائے گی اور دوزخ والوں کی پریشانی میں اور زیادتی ہو جائے گی۔

۷۱۷۶۔ حَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ هَارُونَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ضِرْسُ الْكَافِرِ، أَوْ نَابُ الْكَافِرِ، مِثْلُ أُحُدٍ وَغِلَظُ جِلْدِهِ مَسِيرَةُ ثَلَاثٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کافر کی داڑھ یا کافر کا دانت احد پہاڑ کے برابر ہوگا اور اس کی کھال تین رات کی مسافت کے برابر ہوگی۔

تشریح:

"ضرس الکافر" داڑھ کو ضرس کہتے ہیں، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت میں کافروں کے جسم بہت بڑھ جائیں گے، اس سے پہلے جنت سے متعلق احادیث میں یہ مذکور ہوا کہ اہل جنت کے اجسام بھی جنت میں بڑھ جائیں گے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ کی صفات میں کمال اور عروج کا ظہور ہو جائے گا اس لیے اہل جنت اور اہل جہنم کے جسم کمال پر آجائیں گے گویا اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق کمال پر آجائے گی یہ اس کا پرتو ہوگا، یہاں سوال یہ ہے کہ اس حدیث میں کافروں کے جسم بڑھ جانے کا بیان ہے جب کہ ایک اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن متکبرین کے جسم چیونٹیوں کی مانند صغیر و ذلیل ہوں گے یہ تعارض ہے اس کا کیا جواب ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جسم کا یہ پھیلاؤ اور موٹاپا دوزخ کے اندر ہوگا تاکہ آگ کو پوری خوراک ملے اور جسم کے چھوٹے ہونے کی ذلت اور رسوائی میدان محشر میں ہوگی تو کوئی تعارض نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی چیز مشکل نہیں ہے۔

۷۱۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ الْوَكِيعِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَرْفَعُهُ قَالَ: مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ فِي النَّارِ، مَسِيرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْوَكِيعِيُّ: فِي النَّارِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ دوزخ میں کافر کے دو کندھوں کے درمیان کی مسافت تیز رفتار سوار کی تین دن مسافت کے برابر ہوگی۔ راوی حدیث حضرت وکیع نے فی النار یعنی دوزخ میں، لفظ نہیں کہا۔

۷۱۷۸۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنِي مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ،

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے، ارشاد فرماتے ہیں کیا میں تم کو اہل جنت کی خبر نہ دوں؟ (کہ جنتی کون ہیں) صحابہ کرام نے عرض کیا: جی ہاں! فرمائیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر کمزور آدمی جسے کمزور سمجھا جاتا ہے اگر وہ اللہ پر قسم کھالے تو اللہ اس کی قسم پوری فرمادے پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں دوزخ والوں کی خبر نہ دوں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: جی ہاں! ضرور فرمائیے۔ آپ ﷺ نے

ارشاد فرمایا: ہر جاہل، اکھڑ مزاج تکبر کرنے والا دوزخی ہے۔

تشریح:

"متضعف" "ضعیف اس کمزور اور ضعیف کو کہتے ہیں جو فی نفسہ ضعیف ہو اور متضعف وہ ہوتا ہے جس کو لوگ ضعیف اور حقیر سمجھتے ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بڑا مقام ہوگا اللہ تعالیٰ اس کی قسم کی لاج رکھے گا "عتـــل" شدید جھگڑالو کو کہتے ہیں جو ہر لحاظ سے ہر چیز میں شدت اختیار کرنے والا فحش گو گناہ گار ہوتا ہے اور تمام عیوب کا مجموعہ ہوتا ہے اعلیٰ درجے کا کنجوس ہوتا ہے۔

"جواظ" هو الغليظ الْفَظُّ سخت بداخلاق اور بڑا متکبر مراد ہے "زنیم" معروف بالشر ولد الزنا کو کہتے ہیں۔

۷۱۷۹۔ وَحَدَّثَنَا مُـحَـمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمْ

حضرت شعبہ اس سند کے ساتھ مذکورہ روایت کی طرح روایت بیان کرتے ہیں، سوائے اس کے کہ اس روایت میں انہوں نے الا ادلکم کا لفظ کہا ہے۔

۷۱۸۰۔ وَحَدَّثَنَا مُـحَـمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ جَوَّاظٍ زَنِيمٍ مُتَكَبِّرٍ

حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اہل جنت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر وہ کمزور آدمی جسے کمزور سمجھا جاتا ہے اگر وہ اللہ پر قسم کھالے تو اللہ اس کی قسم کو پورا فرمادے (پھر آگے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا) کیا میں تمہیں دوزخ والوں کی خبر نہ دوں؟ (کہ دوزخی کون ہے) پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر مغرور، سرکش اور متکبر۔

۷۱۸۱۔ حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: رُبَّ أَشْعَثَ مَدْفُوعٍ بِالْأَبْوَابِ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہت پراگندہ حال، ایسے لوگ کہ جن کو دروازوں پر سے دھکے دیئے جاتے ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرمادے۔

۷۱۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ، قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ النَّاقَةَ، وَذَكَرَ الَّذِي عَقَرَهَا، فَقَالَ: إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا: انْبَعَثَ بِهَا رَجُلٌ عَزِيزٌ عَارِمٌ مَنِيعٌ فِي رَهْطِهِ، مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ ثُمَّ ذَكَرَ النِّسَاءَ فَوَعَظَ فِيهِنَّ، ثُمَّ قَالَ: إِلَامَ يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ؟ فِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ: جَلْدَ الْأَمَةِ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ: جَلْدَ الْعَبْدِ، وَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ: إِلَامَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ؟

حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ ارشاد فرمایا: جس میں آپ ﷺ نے (حضرت صالح) کی اونٹنی کا ذکر فرمایا اور اس اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کا بھی ذکر فرمایا تو آپ ﷺ نے (یہ آیت کریمہ) پڑھی: اذانبعث اشقھا (پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:) ایک مغرور آدمی اسے ذبح کرنے کے لیے اٹھا جو اپنی قوم میں ابوزمعہ کی طرح بڑا مضبوط اور دلیر تھا۔ پھر آپ ﷺ نے عورتوں کے بارے میں نصیحت فرمائی پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کچھ لوگ اپنی عورتوں کو کیوں مارتے ہیں؟ حضرت ابوبکر کی روایت کردہ حدیث میں لونڈی کا ذکر ہے کہ جس طرح باندی یا لونڈی کو مارا جاتا ہے اور ان سے دن کے آخری حصے میں ہم بستری کرتے ہو پھر ہوا کے خارج ہونے سے ان کے ہنسنے کے بارے میں ان کو آپ ﷺ نے نصیحت فرمائی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی اس کام پر کیوں ہنستا ہے کہ جسے وہ خود بھی کرتا ہے۔

تشریح:

''فذکر الناقة'' حضرت صالح علیہ السلام کو بطور معجزہ جو اونٹنی دی گئی تھی اس کا تذکرہ حضور اکرم نے وعظ میں کیا ''عقرھا'' حیوان کی کونچیں کاٹنے کو کہتے ہیں مطلق زخمی کرنے کو بھی کہتے ہیں ''انبعث'' اٹھنے اور کھڑے ہونے کو کہتے ہیں۔

''اشقاھا'' اس کو ''اشقی ثمود'' کہتے ہیں کیونکہ اس بدبخت کی وجہ سے پوری قوم پر عذاب آگیا اس کا نام قدار بن سالف بتایا جاتا ہے ''عزیز'' یعنی قوم میں معزز مانا جاتا تھا ''عارم'' هو الشرير المفسد الخبيث۔

''منیع'' اپنی قوم میں مضبوط اور محفوظ اور طاقت والا آدمی تھا ''مثل ابی زمعة'' یہ شخص آنحضرت کے زمانہ میں تھا کفر پر مراہت سخت آدمی تھا ''یجلد'' مارنے کے معنی میں ہے بلکہ کوڑے اور ڈنڈے مارنے کو کہتے ہیں ''الضرطة'' گوز مارنے کو کہتے ہیں یہ انسانی ایک کمزوری ہے مگر عام مجالس میں نامناسب ہے اسی لیے تو صحابہ کرام ہنستے تھے اگر یہ فعل معیوب نہ ہوتا تو صحابہ کے ہنسنے کی

ضرورت نہیں تھی۔

۷۱۸۳۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَيِّ بْنِ قَمَعَةَ بْنِ خِنْدِفَ أَبَا بَنِي كَعْبٍ هَؤُلَاءِ، يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف بنی کعب کے بھائی کو دیکھا کہ وہ دوزخ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹے ہوئے پھر رہا ہے۔

تشریح:

"عمرو بن لحی" یہ شخص کاہن بھی تھا اور خزاعہ کا بڑا بھی تھا کعبہ کا متولی بھی تھا لوگوں کی بڑی خدمت کرتا تھا تو لوگوں کا اس پر اعتماد آ گیا یہ بیمار ہو گیا تو شام چلا گیا وہاں لوگوں کو دیکھا کہ بتوں کو پوجتے ہیں اس نے ایک بت وہاں سے مانگ کر لا یا صرف بیت اللہ میں رکھا عبادت کی دعوت نہیں دی پھر جدہ سے ان کو قوم نوح کے پانچ وہ بت مل گئے جو طوفان نوح کی وجہ سے جدہ میں مٹی کے نیچے دبے پڑے تھے شیطان نے اس کو بتادیا یہ جا کر اس کو لا یا اور بیت اللہ میں کھڑا کیا اور لوگوں کو عبادت کی دعوت دیدی اس طرح مکہ مکرمہ میں کفر و شرک اس شخص نے رائج کیا پھر حجاز کے لوگوں نے دیکھا کہ مکہ میں اس طرح بتوں کی پوجا ہو رہی ہے تو اطراف میں ان لوگوں نے بھی بت پرستی شروع کر دی اس طرح عرب میں شرک پھیل گیا پھر اس شخص نے بتوں کے نام پر سانڈہ چھوڑنے یہ رسم بھی اس نے رائج کیا تھا اس کا نام عمرو تھا لحی کا نام ربیعہ تھا عمرو اس کا بیٹا تھا آئندہ روایت میں ان کو عمرو بن عامر کہا گیا ہے تو عامر اس کے باپ لحی کا چچا تھا گویا عامر دادا بن رہا ہے تو عمرو بن لحی بھی درست ہے اور عمرو بن عامر بھی صحیح ہے۔

"ابا بنی کعب" یعنی یہ شخص بنوکعب کا دادا تھا کیونکہ بنوکعب خزاعہ کی ایک شاخ ہے "ھؤلاء" یہ بنوکعب کے موجودہ لوگوں کی طرف اشارہ ہے۔

"وکان اول من سیب السوائب" یہ عمرو بن لحی کی ایک بدترین تاریخ کی طرف اشارہ ہے اس نے جب بتوں کو رائج کیا تو اس کے بعد اس نے بتوں کے نام مختلف ناموں سے اونٹوں کو بطور نیاز چھوڑ دیا جس کو سانڈہ کہتے ہیں چار ناموں کو قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے زیر نظر حدیث میں دو کا ذکر ہے جس کی تفسیر حضرت سعید بن المسیب نے کی ہے۔

(۱) البحیرۃ: حضرت سعید بن مسیب کی تفسیر اس حدیث میں موجود ہے کہ عرب بحیرہ اس اونٹنی کو کہتے تھے جس کو بتوں کے نام چھوڑ کر اس کے دودھ کو بتوں کے لیے نذر کرتے تھے کوئی انسان اس دودھ کو استعمال نہیں کر سکتا تھا صرف اس بت کے مجاورین

اس کو پی سکتے تھے بحیرہ کے بارے میں ابوعبیدؒ کی تحقیق اس طرح ہے کہ جب کوئی اونٹنی پانچ بچے جن لے اس کے بعد چھٹا بچہ اگر مذکر پیدا ہوتا تو اس کو مردوں کے لیے خاص کرتے تھے یعنی مرنے کے بعد اس کا گوشت صرف مرد کھا سکتے تھے عورتوں پر حرام تھا۔ اور اگر چھٹا بچہ مؤنث پیدا ہو جاتا تو اس کے کان چیر کر بتوں کے لیے وقف کرتے تھے اب ان پر سوار ہونا اس کا دودھ پینا اس سے کوئی فائدہ اٹھانا حرام سمجھتے تھے مرنے کے بعد اس کے گوشت میں مرد اور عورتیں سب شریک ہوتے تھے۔

(۲) السائبة: حضرت سعید بن میسب فرماتے ہیں کہ سائبہ وہ اونٹنی ہوتی تھی جو بتوں کے لیے آزاد چھوڑی جاتی تھی محمد بن اسحٰق کی تحقیق کے مطابق سائبہ اس اونٹنی کو کہتے تھے جو دس بچے جن لے اور اس میں کوئی نر نہ ہو سب مادہ ہوں اب یہ اونٹنی بتوں کے نام وقف ہو جاتی اس پر سوار ہونا منع تھا دودھ استعمال کرنا ممنوع تھا ہاں بتوں کے مجاورین استعمال کر سکتے تھے۔

(۳) الوصیلة: حضرت سعید بن میسب رحمہ اللہ نے بخاری کی حدیث میں وصیلہ کی یہ تفسیر بتائی ہے کہ جو اونٹنی مسلسل مادہ بچے جنے درمیان میں کوئی نر بچہ نہ ہو اس اونٹنی کو وصیلہ کہتے تھے اس کو بھی بتوں کے لیے آزاد چھوڑتے تھے۔

(۴) الحام: حامی نر اونٹ جو ایک خاص عدد مثلاً دس دفعہ جفتی کر لیتا تھا اور اونٹنی کو حاملہ بنا تا تھا اس اونٹ کو بتوں کے نام چھوڑ دیا کرتے تھے ان نذر کردہ وقف اونٹنیوں اور اونٹوں کو کوئی آدمی ہاتھ نہیں لگا سکتا تھا خواہ وہ کسی کی کھیت اجاڑ دے یا بچوں کو مار دے یا کوئی اور نقصان کر دے یہ بالکل آزاد ہوتا تھا جس طرح ہندوں کی مقدس گائے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کو سورت مائدہ میں اس طرح بیان فرمایا ہے ﴿ما جعل الله من بحيرة ولا سائبة ولا وصيلة ولا حام ولكن الذين كفروا يفترون على الله الكذب واكثرهم لا يعقلون﴾ (مائدہ:۱۰۳)

"یجر قصبه" اس کی جمع اقصاب ہے آنتوں کو کہتے ہیں عرب کہتے ہیں رئیت القصاب ینقی الاقصاب اس شخص کو آنحضرت نے لیلۃ المعراج میں دوزخ میں دیکھا دوزخ میں پیٹ پھٹا تھا آنتیں باہر آگئیں تھیں ساتھ والی حدیث میں مکمل تفصیل ہے گزشتہ تشریح اسی کی روشنی میں کی گئی ہے اس سے پہلے بھی کسی مقام پر میں نے اس حدیث کی تشریح لکھدی ہے۔

۷۱۸۴۔ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ۔ قَالَ عَبْدٌ: أَخْبَرَنِي، وَقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا۔ يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، يَقُولُ: إِنَّ الْبَحِيرَةَ الَّتِي يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيتِ، فَلَا يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ، وَأَمَّا السَّائِبَةُ الَّتِي كَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لِآلِهَتِهِمْ، فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ، وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: قَالَ

أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السُّيُوبَ

حضرت سعید بن مسیب ارشاد فرماتے ہیں کہ بحیرہ وہ جانور ہے جس کا دودھ بتوں کے لیے وقف کر دیا جائے اور پھر لوگوں میں سے کوئی آدمی بھی اس جانور کا دودھ نہ نکال سکے۔ اور سائبہ وہ جانور ہے کہ (جسے مشرک) اپنے معبودوں کے نام پر چھوڑ دیا کرتے تھے اور اس جانور پر کوئی بوجھ بھی نہیں لادتے تھے حضرت ابن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ دوزخ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹے ہوئے پھر رہا ہے اور سب سے پہلے اس نے جانوروں کو سانڈ بنایا تھا۔

فاحشہ عورتوں اور ظالم پولیس کے بارے میں چند احادیث

۷۱۸۵۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ، مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں کہ انہیں میں نے نہیں دیکھا۔ ایک قسم تو اس قوم کے لوگوں کی ہے کہ جن کے پاس گایوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے اور وہ لوگوں کو ان کوڑوں سے ماریں گے اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، دوسرے لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود بھی مائل ہوں گی۔ ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہان کی طرح ایک طرف کو جھکے ہوئے ہوں گے اور یہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے آتی ہوگی۔

تشریح:

''صنفان'' یعنی دو قسم کے لوگ آئیں گے اس وقت میرے زمانہ میں نہیں ہیں ان پر جنت کی خوشبو حرام ہے ''سیاط'' یہ سوط کی جمع ہے کوڑوں کو کہتے ہیں اس کے ضمن میں عام بانس وغیرہ کے ڈنڈے اور لاٹھیاں داخل ہیں ''کاذناب'' یعنی عام طور پر بیلوں کی دموں کے مساوی ڈنڈے ہوں گے چنانچہ اس قوم کا مصداق پولیس ہیں اور دیگر ظالموں کے وہ کارندے ہیں جو یہ کام کرتے

ہیں ''یضربون ''یعنی ناحق لوگوں کو ماریں گے آج کل پوری دنیا میں سیکورٹی اداروں کا یہی کام ہے حقیقت یہی ہے کہ یہ سیکورٹی ادارے اسلام کے راستے میں واحد رکاوٹ ہیں علامہ نووی فرماتے ہیں ھذا الحدیث من معجزات النبوۃ فقد وقع ما اخبر بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاما اصحاب السیاط فھم غلمان والی الشرطۃ اھ

''ونساء کاسیات عاریات '' یہ اس دوسری قسم کا ذکر ہے جس میں فاحشہ عورتوں کا نقشہ دکھایا گیا ہے آنحضرت کے زمانہ میں اگرچہ عورتوں میں کفر اور شرک تھا مگر اس طرح آوارگی اور فحاشی نہیں تھی کہ ننگی ہوکر بازاروں میں مردوں کی تلاش میں ماری ماری پھرتی ہوں علامہ نووی فرماتے ہیں ''واما الکاسیات ففیہ اوجہ کاسیات من الثیاب عاریات من فعل الخیر او تکشف شیئا من بدنھن اظھارا لجمالھن فھن کاسیات عاریات. اویلبسن ثیابا رقاقا تصف ما تحتھن فھن کاسیات عاریات فی الحقیقۃ (نووی بتغیر یسیر)

''مائلات ''یعنی بن ٹھن کر گھروں سے نکل کر خود تو بالکل فحاشی کے لیے تیار ہوتی ہیں مگر دوسروں کے شکار کے چکر میں گھومتی پھرتی ہیں علامہ نووی فرماتے ہیں۔ مائلات ای مائلات الی الرجال ممیلات لھم بما یبدین من زینتھن اھ

''کاسنمۃ البخت ''یعنی ان کے سر کے بالوں کی کلغیاں ایسی ہوں گی جس طرح بختی اونٹ کے کوہان ایک جانب کو ٹیڑھے ہوتے ہیں علامہ نووی فرماتے ہیں ای یعظمن رؤسھن بالخمر والعمائم وغیرھا مما یلف حتی تشبہ اسنمۃ الابل البخت وھی مشطۃ البغایا معروفۃ لھن اھ

قال القاضی. ان المائلات تمشطن المشطۃ المیلاء وھی ضفر الغدائر وشدھا الی فوق وجمعھا فی وسط الرأس فتصیر کاسنمۃ البخت اھ (بتغیر یسیر)

''لایدخلن الجنۃ ''یعنی اگر ان فاحشہ عورتوں اور ظالم پولیس نے ان کاموں کو جائز سمجھ کر کیا تو کافر ہوکر جنت سے ہمیشہ کے لیے محروم ہوجائیں گے لیکن اگر گناہ سمجھ کر کیا تو پھر سزا بھگتنے کے بعد جنت میں جائیں گے گویا دخولِ اوّلی سے داخل نہیں ہوں گے

''یغدون ''یعنی صبح سویرے اللہ تعالیٰ کے غضب کو لیکر نکلتے ہیں کیونکہ ان کے ارادے اچھے نہیں ہوتے ہیں اور دن بھر غلط دھندوں میں لگے رہتے ہیں ''ویروحون ''یعنی شام کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور لعنت کو کما کر واپس آتے ہیں یہی نقشہ آج کل پولیس کا ہے اور یہی نقشہ فیشن ایبل ماڈرن لڑکیوں کا ہے۔ یہ نبی اکرم ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔

۷۱۸۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ حُبَابٍ، حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

رَافِعٍ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يُوشِكُ، إِنْ طَالَتْ بِكَ مُدَّةٌ، أَنْ تَرَى قَوْمًا فِي أَيْدِيهِمْ مِثْلُ أَذْنَابِ الْبَقَرِ، يَغْدُونَ فِي غَضَبِ اللّٰهِ، وَيَرُوحُونَ فِي سَخَطِ اللّٰهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اے ابو ہریرہ) اگر تیری عمر لمبی ہوئی تو تو ایک ایسی قوم کو دیکھے گا کہ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے غضب میں صبح کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں شام کریں گے۔

۷۱۸۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَافِعٍ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنْ طَالَتْ بِكَ مُدَّةٌ، أَوْشَكْتَ أَنْ تَرَى قَوْمًا يَغْدُونَ فِي سَخَطِ اللّٰهِ، وَيَرُوحُونَ فِي لَعْنَتِهِ، فِي أَيْدِيهِمْ مِثْلُ أَذْنَابِ الْبَقَرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ اگر تیری عمر لمبی ہوئی تو تو ایک ایسی قوم کو دیکھے گا کہ جو صبح اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں اور شام اللہ تعالیٰ کی لعنت مین کریں گے ان کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے۔

بَابُ فَنَاءِ الدُّنْيَا وَبَيَانِ الْحَشْرِ

دنیا کی فنا اور حشر کے برپا ہونے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

۷۱۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ، ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ۔ وَاللَّفْظُ لَهُ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا قَيْسٌ، قَالَ: سَمِعْتُ مُسْتَوْرِدًا، أَخَا بَنِي فِهْرٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ هَذِهِ۔ وَأَشَارَ يَحْيَى بِالسَّبَّابَةِ۔ فِي الْيَمِّ، فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ؟ وَفِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا، غَيْرَ يَحْيَى: سَمِعْتُ رَسُولَ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ ذٰلِکَ، وَفِی حَدِیثِ أَبِی أُسَامَۃَ: عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ، أَخِی بَنِی فِھْرٍ، وَفِی حَدِیثِہِ أَیْضًا قَالَ: وَأَشَارَ إِسْمَاعِیلُ بِالْإِبْھَامِ

حضرت مستورد ؓ بنی فہر کے بھائی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم دنیا آخرت کے مقابلے میں اس طرح ہے کہ جس طرح تم میں سے کوئی آدمی انگلی اس (دریا) میں ڈال دے حضرت یحیٰ نے شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کیا اور پھر اس انگلی کو نکال کر دیکھے کہ اس میں کیا لگتا ہے سوائے حضرت یحیٰ کی تمام روایات میں ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح سنا ہے'' کے الفاظ ہیں اور حضرت اسماعیل نے انگوٹھے کے ساتھ اشارہ کیا۔

تشریح:

''واللہ'' یہاں قسم مبالغہ کے طور پر آئی ہے اور کوئی مقصد نہیں ہے۔''ما الدنیا'' میں لفظ ما نفی کے معنی میں ہے۔

''فی الاخرۃ'' اس میں ''فی'' کا لفظ مقابلہ اور بدلیت کے معنی میں ہے ''الیم'' دریا اور سمندر کو کہتے ہیں۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی نعمتیں اور ساز و سامان آخرت کے دائمی نعمتوں کے مقابلہ میں ایسا ہے جس طرح کوئی شخص اپنے ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی دریا اور سمندر میں ڈبو کر ڈال دیتا ہے اور پھر دیکھتا ہے کہ سمندر کے کثیر پانی کے مقابلہ میں اس کی انگلی کے ساتھ کتنا پانی لگا ہے اسی طرح دنیا کی کمتر اور حقیر نعمتیں ہیں جو زوال پذیر بلکہ سریع الزوال ہیں آخرت کے دائمی اور کثیر المقدار نعمتوں کے سامنے اس کی کیا حیثیت ہے؟ یہ تمثیل بھی سمجھانے کے لیے ہے ورنہ عارضی اور فانی دنیا کی حقیقت دائمی آخرت کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ دنیا کی فانی نعمتوں پر آخرت کی دائمی نعمتوں کو قربان نہ کرے بلکہ ہر لمحہ یہ سوچتا رہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے یہاں فصل اگانا ہے اور وہاں آخرت میں پھل کھانا ہے

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے ☆ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

''یـــرجـــع'' اس کی ضمیر اصبع کی طرف لوٹتی ہے اور اس کی طرف مذکر اور مؤنث دونوں کی ضمیر لوٹائی جا سکتی ہے ایک نسخہ میں ''ترجع'' مؤنث کے ساتھ ہے وہ نسخہ زیادہ بہتر ہے۔

قیامت میں لوگ ننگ دھڑنگ اٹھیں گے

۷۱۸۹۔ وحَدَّثَنِی زُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیدٍ، عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِی صَغِیرَۃَ، حَدَّثَنِی ابْنُ أَبِی مُلَیْکَۃَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَۃَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُولُ:

يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ النِّسَاءُ وَالرِّجَالُ جَمِيعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَائِشَةُ الْأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يَنْظُرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ،

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرمار ہے تھے کہ قیامت کے دن لوگوں کا حشر (اس طرح ہوگا) کہ وہ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کیے ہوئے ہوں گے۔
(حضرت عائشہ فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا عورتیں اور مرد اکٹھے ہوں گے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ یہ معاملہ (حشر کا) اس بات سے سخت ہوگا کہ کوئی کسی کی طرف دیکھے۔

تشریح:

”حفاۃ“ پاؤں سے ننگے ”عراۃ“ بدن سے ننگے ”غرلا“ یعنی غیر مختون، ناختنہ کردہ شدہ ہوں گے۔

”واول من یکسی“ چونکہ نمرود نے حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالتے وقت ان کے کپڑے اتارے تھے تو اس کے بدلے میں بطور اعزاز قیامت کے دن ان کو سب سے پہلے کپڑے پہنائے جائیں گے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اول کپڑے پہنانے کا یہ اعزاز جو حضرت ابراہیم کو ملے گا یہ اولیت حقیقی نہیں بلکہ اضافی اولیت ہے کیونکہ حضور اکرم نے دوسری روایت میں فرمایا ہے کہ سب سے پہلے مجھے کپڑے پہنائے جائیں گے یا ممکن ہے حقیقی اولیت ہو۔ آیندہ روایت میں مندرجہ ذیل الفاظ بھی ہیں۔

”اصیحابی اصیحابی“ یہ لوگ چونکہ آنحضرت پر دنیا میں ایمان لا چکے ہوں گے لہٰذا آنحضرت ان کو علامات سے پہچان لیں گے اور فرمائیں گے یہ تو میرے غریب اور عاجز ساتھی ہیں ان کو بائیں طرف کہاں دوزخ لے جارہے ہو؟

”مرتدین“ فرشتے جواب دیں گے کہ آپ کو معلوم نہیں یہ لوگ آپ کے بعد دین اسلام سے مرتد ہو چکے تھے یہ فتنہ ارتداد کی طرف اشارہ ہے جو حضور کے بعد دور صدیق میں پیش آیا تھا۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اصیحابی سے مراد حضور کے صحابی مراد نہیں ہیں بلکہ حضور پر ایمان لانے والے حضور کے ساتھی یعنی امتی مراد ہیں جو ایمان لائے پھر مرتد ہو گئے، ارتداد بھی عام ہے کہ اسلام چھوڑا یا دین میں نئی چیزیں داخل کر دیں جیسے اہل بدعت واہل باطل لوگ ہوتے ہیں۔

”الامر اشد“ یعنی معاملہ اس سے زیادہ سنگین ہوگا کہ کوئی شخص کسی کو نگاہ کر سکے وہاں نفسی نفسی کا عالم ہوگا لوگ مدہوش ہوں گے کسی کو معلوم بھی نہیں ہوگا کہ یہ عورت ہے یا مرد ہے ننگا ہے یا لباس میں ہے۔

۷۱۹۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي

صَغِيرَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِ: غُرْلًا

حضرت حاتم بن ابی صغیرہ رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے اور اس روایت میں غرلا کا لفظ نہیں ہے۔

۷۱۹۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ. قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا وَقَالَ: الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا. سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ: إِنَّكُمْ مُلَاقُو اللّٰهِ مُشَاةً حُفَاةً، عُرَاةً غُرْلًا وَلَمْ يَذْكُرْ زُهَيْرٌ فِي حَدِيثِهِ: يَخْطُبُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا اور آپ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے کہ تم لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کیئے کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو گے۔

۷۱۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي كِلَاهُمَا، عَنْ شُعْبَةَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى. قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا بِمَوْعِظَةٍ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تُحْشَرُونَ إِلَى اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا، ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ (الأنبياء:١٠٤) أَلَا وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسَى، يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، أَلَا وَإِنَّهُ سَيُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي، فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي، فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ، كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ، فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ، وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ، إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ، وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ، فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (المائدة:١١٨) قَالَ: فَيُقَالُ لِي: إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ. وَفِي حَدِيثِ وَكِيعٍ وَمُعَاذٍ. فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ایک مرتبہ) ہم کو نصیحت آموز خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تمہیں اللہ کی طرف ننگے بدن اور بغیر ختنہ کئے ہوئے

لے کر جایا جائے گا (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے) ﴿کما بدانا اول خلق نعیدہ﴾ یعنی جس طرح ہم نے پہلی مرتبہ پیدا کیا اسی طرح ہم دوبارہ پیدا کریں گے اور یہ ہمارا وعدہ ہے کہ جسے ہم کرنے والے ہیں۔ آگاہ رہو کہ قیامت کے دن ساری مخلوق میں سے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا اور آگاہ رہو کہ میری امت میں سے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا پھر ان کو بائیں طرف کو ہٹا دیا جائے گا تو میں عرض کروں گا: اے پروردگار! یہ تو میرے امتی ہیں۔ تو کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ (کے اس دنیا سے چلے جانے) کے بعد کیا کیا (بدعات) ایجاد کیں تو میں اسی طرح عرض کروں گا کہ جس طرح اللہ کے نیک بندے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں) عرض کیا: ﴿وکنت علیهم شهیدا الخ﴾ یعنی میں ان لوگوں پر اس وقت تک گواہ کے طور پر تھا جب تک کہ میں ان لوگوں میں رہا پھر جب آپ نے مجھے اٹھا لیا آپ تو ان پر نگہبان تھے اور آپ تو ہر چیز پر گواہ ہیں اگر آپ ان لوگوں کو عذاب دیں تو یہ آپ ہی کے بندے ہیں اور اگر آپ ان لوگوں کو بخش دیں تو تو غالب حکمت والا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ جس وقت سے آپ نے ان لوگوں کو چھوڑا ہے اس وقت سے مسلسل یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل پھرتے رہے۔ حضرت وکیع اور معاذ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد (اس دنیا سے چلے جانے) کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا بدعات ایجاد کیں۔

۷۱۹۳۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، قَالَا: جَمِيعًا حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى ثَلَاثِ طَرَائِقَ، رَاغِبِينَ رَاهِبِينَ، وَاثْنَانِ عَلَى بَعِيرٍ، وَثَلَاثَةٌ عَلَى بَعِيرٍ، وَأَرْبَعَةٌ عَلَى بَعِيرٍ، وَعَشَرَةٌ عَلَى بَعِيرٍ، وَتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَبِيتُ مَعَهُمْ، حَيْثُ بَاتُوا وَتَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا، وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوا، وَتُمْسِي مَعَهُمْ حَيْثُ أَمْسَوْا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ (آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا) لوگوں کو تین جماعتوں کی صورت میں اکٹھا کیا جائے گا کچھ لوگ خاموش ہوں گے اور کچھ لوگ ڈرے ہوئے ہوں گے اور دو آدمی ایک اونٹ پر ہوں گے اور تین ایک اونٹ پر اور چار ایک اونٹ پر اور دس ایک اونٹ پر اور ان میں سے باقی لوگوں کو آگ اکٹھا کرے گی، جب وہ رات گزارنے کے لیے ٹھہریں گے وہ آگ ان کے ساتھ رہے گی جہاں وہ دوپہر کریں گے وہیں آگ بھی ان کے ساتھ رہے گی اور جہاں وہ صبح کے وقت ہوں گے وہیں آگ بھی ان کے ساتھ ہوگی اور جہاں وہ شام کے وقت رہیں گے تو آگ بھی شام کے وقت ان کے ساتھ رہے گی۔

تشریح:

''طـرائـق'' یہ طریقہ کی جمع ہے مراد تین قسمیں ہیں یعنی لوگ زندہ ہونے کے بعد جب میدان محشر میں جمع ہوں گے تو وہاں پر آنے کے تین طریقے ہوں گے اور تین قسم کے لوگ ہوں گے۔ ایک قسم جنت میں رغبت کرنے والوں کی ہوگی، دوسری قسم دوزخ سے ڈرنے والوں کی ہوگی۔ ''واثنان'' ای واثنان منھم یعنی ان راغبین اور راہبین میں سے جو لوگ سواری پر ہوں گے ان کی کیفیت اور صورت اس طرح ہوگی کہ دو دو تین تین چار چار حتی کہ دس دس ایک ایک اونٹ پر سوار ہوں گے اپنے اپنے رتبے ہوں گے۔ ''وتحشر بقیتھم'' یعنی باقی تمام لوگوں کو جو تیسری قسم کے ہوں گے ان کو ایک آگ محشر میں جمع کرے گی۔

''تـقیل'' یہ قیلولہ سے ہے مطلب یہ ہے کہ یہ آگ ان لوگوں کو ہر قسم کی سہولت دے گی کبھی سفر کبھی قیلولہ کبھی رات گزارنی اور کبھی صبح کرنی لیکن میدان محشر تک ضرور لائے گی۔ یہ آگ وہ ہے جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر لوگوں کو میدان محشر میں لائے گی، میدان محشر کی طرف آنے کے لیے کئی حشر ہو سکتے ہیں، کبھی سواری ہوگی، کبھی پیدل ہوں گے، کبھی پاؤں پر چل کر جائیں گے، کبھی منہ کے بل جائیں گے۔

بَاب مَزِيْد صِفَة يَوْمِ الْقِيَامَةِ

قیامت کے مزید احوال کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۷۱۹۴۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنُونَ ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (المطففين:٦)، قَالَ: يَقُومُ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ۔ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ الْمُثَنَّى قَالَ۔ يَقُومُ النَّاسُ لَمْ يَذْكُرْ يَوْمَ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں (آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا) جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے تو ان میں سے کچھ آدمی کانوں تک پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے اور حضرت ابن مثنی کی روایت کردہ حدیث میں یقوم الناس کے الفاظ ہیں اور یوم کا لفظ ذکر نہیں کیا۔

۷۱۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُسَيَّبِيُّ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ، ح وحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ

سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، كِلاهُمَا عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، ح وحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، ح وحَدَّثَنِي أَبُو نَصْرٍ التَّمَّارُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، ح وَحَدَّثَنَا الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمَعْنَى حَدِيثِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ وَصَالِحٍ: حَتَّى يَغِيبَ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبیداللہ عن نافع کی روایت کردہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے سوائے اس کے کہ حضرت موسیٰ بن عقبہ اور ہمام کی روایت کردہ حدیث میں ہے: ''یہاں تک کہ کچھ لوگ ان میں سے آدھے کانوں تک پسینہ میں ڈوب جائیں گے''۔

۷۱۹۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الْعَرَقَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيَذْهَبُ فِي الْأَرْضِ سَبْعِينَ بَاعًا، وَإِنَّهُ لَيَبْلُغُ إِلَى أَفْوَاهِ النَّاسِ، أَوْ إِلَى آذَانِهِمْ يَشُكُّ ثَوْرٌ أَيَّهُمَا قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن انسان کا پسینہ زمین میں ستر گز تک پھیلا ہوا ہوگا۔ راوی حدیث حضرت ثور کو شک ہے کہ ان دونوں میں کون سا لفظ فرمایا ہے، منہ یا کان؟

۷۱۹۷۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنِي الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ، حَتَّى تَكُونَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيلٍ۔ قَالَ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ: فَوَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا يَعْنِي بِالْمِيلِ؟ أَمَسَافَةَ الْأَرْضِ، أَمِ الْمِيلَ الَّذِي تُكْتَحَلُ بِهِ الْعَيْنُ۔ قَالَ: فَيَكُونُ النَّاسُ عَلَى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى حَقْوَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ إِلْجَامًا قَالَ: وَأَشَارَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ إِلَى فِيهِ

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے ہیں: قیامت کے دن سورج مخلوق سے اس قدر قریب ہو جائے گا یہاں تک کہ ان سے ایک میل کے فاصلے پر ہو جائے گا۔

حضرت سلیم بن عامر کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میل سے کیا مراد ہے؟ زمین کی مسافت کا میل مراد ہے یا سرمہ دانی کی دیا سلائی (کیونکہ عربی میں اسے بھی میل کہا جاتا ہے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں غرق ہوں گے۔ ان میں سے کچھ لوگوں کے ٹخنوں تک پسینہ ہوگا اور ان میں سے کچھ لوگوں کے گھٹنوں تک پسینہ ہوگا اور ان میں سے کسی کی کمر تک پسینہ اور ان میں سے کسی کے منہ میں پسینہ کی لگام ہوگی۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔

بَابُ الصِّفَاتِ الَّتِي يُعْرَفُ بِهَا أَهْلُ الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ فِي الدُّنْيَا

ان صفات کا بیان جن سے دنیا میں جنتی اور دوزخی کا امتیاز ہو جائے

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

تین قسم کے جنتی اور پانچ قسم کے دوزخیوں کا بیان

۷۱۹۸۔ حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارِ بْنِ عُثْمَانَ۔ وَاللَّفْظُ لِأَبِي غَسَّانَ، وَابْنِ الْمُثَنَّى۔ قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي خُطْبَتِهِ: أَلَا إِنَّ رَبِّي أَمَرَنِي أَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ، مِمَّا عَلَّمَنِي يَوْمِي هَذَا، كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ، وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ، وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ، وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ، وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا، وَإِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ، فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ، إِلَّا بَقَايَا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، وَقَالَ: إِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِأَبْتَلِيَكَ وَأَبْتَلِيَ بِكَ، وَأَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ، تَقْرَؤُهُ نَائِمًا وَيَقْظَانَ، وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أُحَرِّقَ قُرَيْشًا، فَقُلْتُ: رَبِّ إِذًا يَثْلَغُوا رَأْسِي فَيَدَعُوهُ خُبْزَةً، قَالَ: اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اسْتَخْرَجُوكَ، وَاغْزُهُمْ نُغْزِكَ، وَأَنْفِقْ فَسَنُنْفِقَ عَلَيْكَ، وَابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهُ، وَقَاتِلْ بِمَنْ أَطَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ، قَالَ: وَأَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٍ، وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ، قَالَ: وَأَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ: الضَّعِيفُ الَّذِي لَا زَبْرَ لَهُ، الَّذِينَ هُمْ فِيكُمْ تَبَعًا لَا يَبْتَغُونَ أَهْلًا وَلَا مَالًا، وَالْخَائِنُ الَّذِي لَا يَخْفَى لَهُ طَمَعٌ، وَإِنْ دَقَّ إِلَّا خَانَهُ، وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِي إِلَّا وَهُوَ

يُخَادِعُكَ عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ الْبُخْلَ أَوِ الْكَذِبَ وَالشِّنْظِيرُ الْفَحَّاشُ وَلَمْ يَذْكُرُ أَبُو غَسَّانَ فِي حَدِيثِهِ: وَأَنْفِقْ فَسَنُنْفِقَ عَلَيْكَ،

حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: سنو! میرے رب نے مجھے یہ حکم فرمایا ہے کہ میں تم لوگوں کو وہ باتیں سکھادوں کہ جن سے تم لاعلم ہو اور میرے رب نے آج کے دن مجھے وہ باتیں سکھادیں ہیں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے بندے کو جو یہ مال دیدیا ہے وہ اس کے لیے حلال ہے اور میں نے اپنے سب بندوں کو حق کی طرف رجوع کرنے والا پیدا کیا ہے لیکن شیطان میرے ان بندوں کے پاس آ کر انہیں ان کے دین سے بہکاتے ہیں اور میں نے اپنے بندوں کے لیے جن چیزوں کو حلال کیا ہے وہ ان کے لیے حرام قرار دیتے ہیں اور وہ ان کو ایسی چیزوں کو میرے ساتھ شریک کرنے کا حکم دیتے ہیں کہ جس کی کوئی حجت میں نے نازل نہیں کی اور بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف نظر فرمائی تو عرب وعجم سے نفرت فرمائی۔ سوائے اہل کتاب میں سے کچھ باقی لوگوں کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تمہیں اس لیے بھیجا ہے تا کہ میں تم کو آزماؤں اور ان کو بھی آزماؤں کہ جن کے پاس آپ کو بھیجا ہے اور میں نے آپ پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے کہ جسے پانی نہیں دھو سکے گا اور تم اس کتاب کو سونے اور بیداری کی حالت میں پڑھو گے اور بلاشبہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں قریش کو جلا ڈالوں تو میں نے عرض کیا: اے پروردگار وہ لوگ تو میرا سر پھاڑ ڈالیں گے اللہ نے فرمایا: تم ان کو نکال دینا کہ جس طرح انہوں نے آپ کو نکالا ہے اور تم خرچ کرو آپ پر بھی خرچ کیا جائے گا۔ آپ لشکر روانہ فرمائیں میں اس کے پانچ گنا لشکر بھیجوں گا اور آپ اپنے تابعداروں کو لیکر ان سے لڑیں جو آپ کے نافرمان ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: جنتی لوگ تین (قسم) کے ہیں:

(۱) حکومت کے ساتھ انصاف کرنے والے، صدقہ وخیرات کرنے والے، توفیق عطا کیئے ہوئے۔

(۲) وہ آدمی جو اپنے تمام رشتہ داروں اور مسلمانوں کے لیے نرم دل ہو۔

(۳) وہ آدمی جو پاک دامن، پاکیزہ اخلاق والا اور عیالدار بھی ہو لیکن آپ نے فرمایا: دوزخی پانچ طرح کے ہیں:
(۱) وہ کمزور آدمی کہ جس کے پاس مال نہ ہو اور دوسروں کا تابع ہو، اہل ومال کا طلب گار نہ ہو۔

(۲) خیانت کرنے والا آدمی کہ جس کی حرص چھپی نہیں رہ سکتی اگر چہ اسے تھوڑی سی چیز ملے اور اس میں بھی خیانت کرے۔ (۳) وہ آدمی جو صبح وشام تم کو تمہارے گھر اور مال کے بارے میں دھوکہ دیتا ہو اور آپ ﷺ نے بخیل یا جھوٹے اور بدخو اور بے ہودہ گالیاں بکنے والے آدمی کا بھی ذکر فرمایا۔ اور حضرت ابو غسان نے اپنی روایت کردہ

حدیث میں یہ ذکر نہیں کیا کہ آپ خرچ کریں، آپ پر بھی خرچ کیا جائے گا۔

تشریح:

''کل مال ''یعنی ہر مال جو میں نے بندے کو عطا کیا ہے بندے کے لیے اس کا کھانا حلال ہے یہ وہ کلام ہے جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اور اپنے نبی کی زبانی انسانوں تک پہنچایا ہے ''نحلتہ'' یہ عطیہ کرنے کے معنی میں ہے۔ اس کلام کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے بندے کو جو بھی مال دیا ہے وہ حلال ہے کسی انسان کے حرام بنانے سے حرام نہیں ہوتا لیکن شیطان کے اغواء سے انسان نے آکر کچھ کو اپنی طرف سے حرام بنا دیا جیسے بحیرہ ہے وصیلہ ہے سائبہ ہے اور حام ہے۔

''حنفاء کلھم ''یعنی میں نے تمام انسانوں کو دین حق کی طرف مائل پیدا کیا ''فاجتالتھم ''یعنی شیاطین نے وسوسے ڈال کر ان انسانوں کو اغوا کر کے گمراہ بنا دیا، پھر ان انسانوں نے حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام بنا دیا اور شرک کیا۔

''فمقتھم'' ای ابغضھم اشد البغض ''الا بقایا'' یعنی اہل کتاب میں سے صرف ان کو مبغوض نہیں سمجھا جو اپنے دین پر قائم رہے اور دین میں کوئی رد و بدل نہیں کیا۔ راجح بات یہ ہے کہ اہل کتاب کا لفظ یہود و نصاریٰ دونوں کے لیے بولا گیا ہے پھر یہ وہ غیر جانب دار یہود اور نصاریٰ ہیں جنہوں نے کسی نبی کا انکار نہ کیا ہو اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا ہو ان کو ڈبل ثواب بھی ملے گا اور اللہ تعالیٰ کی نظر غضب سے بھی بچ گیا۔

''وقال ''یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ سے فرمایا ''لا بتلیک ''یعنی میں تجھے آزمانا چاہتا ہوں اور تیرا امتحان لینا چاہتا ہوں تاکہ تجھ سے ایسی بھلائی ظاہر ہو جائے جس کی کوئی مثال نہیں ہوگی مثلاً تم اللہ تعالیٰ کی طاعت و عبادت اور دین کی دعوت اور اللہ کے راستے میں جہاد کرو گے اور اس راستے میں صبر کرو گے۔

''وابتلی بک ''یعنی تیرے ذریعہ سے ان لوگوں کو آزماؤں گا جن کی طرف تجھے رسول بنا کر بھیجا ہے کہ کون مانتا ہے اور کون کافر یا منافق بنتا ہے ''لا یغسلہ الماء ''یعنی یہ کتاب قرآن عظیم چونکہ صرف کاغذوں پر لکھی ہوئی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ ہے اس لیے پانی لگنے سے یہ دھلتا نہیں ہے اور نہ مٹتا ہے لہٰذا یہ قیامت تک محفوظ رہے گی۔ ''نائما و یقظان'' یعنی اس کتاب کی خصوصیت یہ ہوگی کہ اس کو بیداری اور نیند کی حالت میں پڑھنے والا پڑھے گا۔

سوال: یہاں یہ سوال ہے کہ جاگتے میں قرآن پڑھنا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن سوتے میں کس طرح پڑھیں گے؟

جواب: اس سوال کا ایک جواب یہ ہے کہ اس پڑھنے کا تعلق وحی سے ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ پر جاگتے میں بھی وحی آتی تھی اور

آپ پڑھتے تھے اور نیند کی حالت میں بھی وحی آتی تھی اور آپ پڑھتے رہتے تھے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ سوتے میں پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ لیٹنے کی حالت میں بھی قرآن پڑھا جائے گا یہ قرآن پڑھنے کے عموم کی طرف اشارہ ہے کہ ہر حالت میں ہر وقت اس کی تلاوت کو لوگ جاری رکھیں گے۔ "ان احرق قریشا" یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں قریش کو جلا کر رکھ دوں اور سختی کے ساتھ ان کو مار دوں۔

"یثلغوا راسی" ثلغ یثلغ فتح یفتح سے سر کچلنے کے معنی میں ہے "ای شدخوہ وشجوہ" "خبزۃ" یعنی سر کو اس طرح کچل دیں گے کہ روٹی کی طرح پھیلا کر رکھ دیں گے جیسے چپلی کباب ہوتا ہے۔

"استخرجھم" سین اور تا مبالغہ کے لیے ہے یا زائد ہے تحسین کے لیے ہے ای اخرجھم ان کو مکہ سے اسی طرح نکالدو جس طرح انہوں نے تم کو نکالدیا ہے "نغزک" یعنی ان سے جہاد کرکے لڑو ہم تمہاری طرف سے لڑیں گے اور تمہیں غلبہ عطا کریں گے۔ "خمسۃ مثلہ" یعنی فرشتوں کا پانچ گنا لشکر بھیجیں گے "عفیف" یعنی حرام سے بچنے والا۔ "متعفف" یعنی گناہوں اور حرام میں پڑنے سے خوب محنت کرکے اپنے آپ کو بچانے والا پاکدامن آدمی اور احتیاج کے باوجود عزت نفس کی حفاظت کرنے والا آدمی جنت میں جائے گا۔ "لا زبر لہ" زبر عقل وفہم اور تدبر اور مضبوط رائے کے معنی میں ہے گویا یہ شخص بالکل معتوہ ہے اور دوسروں کا دست نگر ہے کوئی عقل نہیں کہ اچھے برے کی تمیز کرے۔ "فیکم تبعا" یہ اس شخص کی مزید وضاحت ہے یعنی دوسروں کے آسرہ پر زندگی گزارتا ہے عزت نفس اور خودداری سے عاری ہے خالص چمچہ ہے نہ حلال مال کمانے کی فکر ہے نہ شادی کی فکر ہے بس صرف روٹی پر گھر کا غلام مزدور رہتا ہے اور وہیں پر گھر کی لونڈیوں سے زنا کرتا رہتا ہے یہ دوزخی ہے آج کل بھی اس طرح نالائقوں کی بھرمار ہے کوئی کمی نہیں ہے یہ دوزخیوں کی پہلی قسم کا بیان ہے۔ "وان دق" یعنی اگرچہ معمولی خیانت ہو اس کو بھی کرتا ہے یہ دوزخیوں کی دوسری قسم کا بیان ہے۔ "یخادعک" یعنی تیرے ساتھ دھوکہ کرے گا خواہ مال میں ہو یا بچوں میں ہو یہ دوزخیوں کی تیسری قسم کا بیان ہے۔ "وذکر البخل والکذب" راوی کو شک ہے کہ بخل کا لفظ استعمال کیا ہے یا کذب کا لفظ بولا ہے یہ چوتھی قسم کا ذکر ہے۔ "والشنظیر" یہ خنزیر کے وزن پر ہے فحاش آدمی کو کہتے ہیں والفحاش اس کی تفسیر اور وضاحت ہے دوزخیوں کی یہ پانچویں قسم ہے۔

۷۱۹۹۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِ: كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا، حَلَالٌ.

حضرت قتادہ نے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی ہے اور اس روایت میں انہوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ ہر مال جو میں اپنے بندے کو دوں وہ حلال ہے۔

۷۲۰۰۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِيِّ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ ذَاتَ يَوْمٍ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَقَالَ فِي آخِرِهِ: قَالَ يَحْيَى: قَالَ شُعْبَةُ: عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفًا فِي هَذَا الْحَدِيثِ،

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا اور پھر مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کی طرح حدیث ذکر فرمائی۔

۷۲۰۱۔ وحَدَّثَنِي أَبُو عَمَّارٍ حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مَطَرٍ، حَدَّثَنِي قَتَادَةُ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ أَخِي بَنِي مُجَاشِعٍ، قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ خَطِيبًا، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، وَزَادَ فِيهِ وَإِنَّ اللّٰهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يَبْغِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ وَهُمْ فِيكُمْ تَبَعًا لَا يَبْغُونَ أَهْلًا وَلَا مَالًا، فَقُلْتُ: فَيَكُونُ ذَلِكَ؟ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: نَعَمْ، وَاللّٰهِ لَقَدْ أَدْرَكْتُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَرْعَى عَلَى الْحَيِّ، مَا بِهِ إِلَّا وَلِيدَتُهُمْ يَطَؤُهَا

حضرت عیاض بن حمار بنو مجاشع کے بھائی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے اور پھر مذکورہ بالا حدیث کی طرح حدیث نقل کی اور اسی حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی کہ تم لوگ عاجزی اختیار کرو، یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ ہی کوئی کسی پر زیادتی کرے اور اسی روایت میں ہے کہ وہ لوگ تم میں مطیع وتابعدار ہیں کہ وہ نہ گھر والوں کو چاہتے ہیں اور نہ ہی مال کو۔ میں نے کہا: اے ابوعبداللہ! کیا یہ اسی طرح ہوگا؟ انہوں نے کہا: ہاں! اللہ کی قسم! میں نے جاہلیت کے زمانہ میں اسی طرح دیکھ لیا ہے اور یہ کہ ایک آدمی کسی قبیلے کی بکریاں چراتا ہے اور وہاں سے اسے گھر والوں کی لونڈی کے علاوہ اور کوئی نہ ملتا تو وہ اسی سے ہم بستری کرتا۔

بَابُ إِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَرْضِ مَقْعَدِهِ عَلَيْهِ

عذاب قبر کے ثابت ہونے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چودہ احادیث کو بیان کیا ہے

قبر میں جس طرح گناہ گاروں کو عذاب ہوتا ہے وہاں نیک لوگوں کو ثواب بھی ہوتا ہے۔علامہ نووی رحمہ اللہ عنوان میں صرف عذاب کا ذکر کیا اور ثواب کا ذکر نہیں کیا اس کا ایک جواب یہ ہے کہ چونکہ کفار اور فساق کی تعداد زیادہ ہے اس لیے ان کے جزا و سزا کا ذکر کیا اور متن وعنوان میں ان کو اہمیت دی۔دوسرا جواب یہ ہے کہ لفظ عذاب القبر کے ذکر کرنے سے ثواب القبر خود بخود سمجھ آتا ہے کیونکہ دونوں ضدین ہیں تو ایک ضد کو ذکر کر دیا دوسرا جو ثواب ہے وہ خود بخود سمجھ میں آتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ عذاب قبر کی حدیثوں میں صرف عذاب کا ذکر نہیں ہے بلکہ ثواب کا ذکر عموماً پہلے آتا ہے اور پھر عذاب کا آتا ہے۔

"القبر" لفظ قبر کا اطلاق حقیقتاً اسی ظاہری حسی گڑھے پر ہوتا ہے جس میں میت کو دفن کیا جاتا ہے۔قرآن کریم نے بھی اسی ظاہری حسی مقام کو قبر کہا ہے ﴿ولا تقم علی قبرہ﴾ اور ﴿ثم اماتہ فاقبرہ﴾ مجازی طور پر قبر کے مفہوم میں وسعت پیدا کر کے مرنے کے بعد پورے برزخی مقام کو قبر کہا جاتا ہے لیکن اس سے ظاہری قبر کی نفی نہیں ہوگی بلکہ قبر سے شروع ہو کر اگلے تمام مراحل تا قیام قیامت برزخ ہیں لہٰذا اگر کوئی آدمی جل جائے یا کھایا جائے یا فضاؤں میں اڑ کر ختم ہو جائے وہ برزخ سے غائب نہیں ہو سکتا بلکہ وہیں حاضر ہو جاتا ہے اور اس کا حساب وکتاب ہوتا ہے۔

"عوالم" عالم کل تین ہیں (۱) عالم دنیا (۲) عالم برزخ (۳) عالم آخرت۔

عالم دنیا میں احکام کا تعلق اوّلاً اور بالذات جسم سے ہوتا ہے اور تبعاً روح سے ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر کسی کو کسی نے دنیا میں مراقبہ اور روحانی تصرف سے قتل کر دیا تو قصاص نہیں ہوگا کیونکہ جسم نے کوئی کردار ادا نہیں کیا۔

عالم برزخ میں احکام کا تعلق اوّلاً اور بالذات روح سے ہوتا ہے اور ثانیاً وتبعاً بدن سے ہوتا ہے۔

سوم عالم آخرت ہے وہاں احکام کا تعلق روح وبدن دونوں سے ہوتا ہے کیونکہ روح راکب اور بدن مرکوب ہے۔نیز یہ بات بھی ہے کہ دنیا میں عمل دونوں کے اشتراک سے سرزد ہوا ہے تو حکم کا اجراء بھی دونوں پر ہوگا روح یہ نہیں کہہ سکتی کہ میں تو عالم بالا سے آئی تھی میں مجرم نہیں بلکہ مجرم بدن اور جسم ہے ان دونوں کے اشتراک عمل کی مثال لنگڑے اور اندھے کی چوری کی ہے کہ لنگڑا چل نہیں سکتا مگر دیکھ سکتا ہے اور اندھا دیکھ نہیں سکتا مگر چل سکتا ہے پھل کھانے کے لیے دونوں میں اتفاق ہو گیا لنگڑا اندھے پر سوار

ہو گیا اور راستہ دکھاتا رہا اور اندھا اس کو اٹھا کر چلتا رہا یہاں تک کہ باغ میں پہنچ کر لنگڑے نے خوب پھل توڑ دیئے اور پھر دونوں نے مل کر کھایا۔

اب باغ والا جب دونوں کو پکڑ لیتا ہے تو دونوں کو سزا دیتا ہے نہ لنگڑا بچ سکتا ہے اور نہ اندھا بہانہ کر کے بچ سکتا ہے اسی طرح جب آخرت میں جسم اور روح کا معاملہ پیش ہوگا تو دونوں مجرم ہوں گے دونوں کو ثواب وعقاب ہوگا یہی وجہ ہے کہ مراقبہ اور روحانی تصرف سے اگر کسی کو کسی نے مارا تو آخرت میں بدلہ لیا جائے گا۔

عالم برزخ کی مثال:

عالم برزخ کی سب سے زیادہ مناسب حسی مثال خواب اور خواب کی کیفیت ہے۔ مثلاً دو آدمی ایک جگہ سوئے ہوئے ہیں ایک اپنے خواب میں راحت اور دوسرے کو زحمت ہوتی ہے وہ دونوں اپنے اپنے خواب میں مختلف مقامات کی سیر کرتے ہیں کوئی مکہ، کوئی مدینہ، کوئی زمین، کوئی آسمان میں گھومتا ہے کوئی راحت اور کوئی زحمت محسوس کرتا ہے لیکن ان کے قریب پاس بیٹھنے والے کو کچھ بھی معلوم نہیں کہ کس کو راحت ہے اور کس کو زحمت، اس خواب میں کبھی سونے والا ہنستا ہے کبھی روتا ہے کبھی دوڑتا ہے کبھی اڑتا ہے مگر کسی کو کچھ محسوس نہیں ہوتا کہ سونے والے کی کیفیت کیا ہے ہاں کبھی کبھی کچھ حرکات مثلاً ہنسنا بولنا معلوم بھی ہو جاتا ہے بعینہ اسی طرح عالم برزخ میں روح کا معاملہ جسم اور بدن کے ساتھ ہے وہاں سب کچھ ہوتا ہے مگر کسی دیکھنے والے کو محسوس نہیں ہوتا بس صرف میت کو احساس ہوتا ہے عام حالات میں بدن بالکل بے حس معلوم ہوتا ہے ہاں کبھی کبھی روح کا اثر بدن پر بھی ظاہر ہوتا ہو جاتا ہے۔

قبر میں بدن کے ساتھ روح کا تعلق

قبر میں بدن کے ساتھ روح کا تعلق تین قسم پر ہے:

قسم اول: یہ کہ روح کا تعلق بدن کے ساتھ اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ بدن کے صحیح سالم رہنے کے ساتھ ساتھ اس کا اثر دنیا پر بھی پڑتا ہے جیسے انبیاء کرام کی ارواح ہیں ان کی ارواح کا تعلق بدن سے اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ قبر سے متجاوز ہو کر دنیا پر بھی اثر انداز ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ انبیاء کرام کا مال بطور میراث تقسیم نہیں ہوتا ان کی ازواج مطہرات سے کسی کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ اور جسم مبارک قطعی طور پر خاک سے متاثر نہیں ہوتا۔

قسم دوم: یہ کہ روح کا تعلق بدن کے ساتھ اتنا ہوتا ہے کہ ان کا جسد خاکی متاثر نہیں ہوتا ہے لیکن اس تعلق کا اثر دنیا پر نہیں پڑتا

جیسے شہداء کی ارواح کہ ان کا جسم تو سلامت رہتا ہے لیکن میراث تقسیم ہوتی ہے اوران کی بیویوں سے نکاح بھی کیا جاتا ہے۔

قسم سوم: یہ کہ روح کا تعلق جسم کے ساتھ کمزورتر ہوتا ہے جو نہ دنیا پر اثرانداز ہوتا ہے اور نہ قبر میں جسم کو محفوظ رکھ سکتا ہے یہ عام مسلمانوں کی ارواح کا تعلق ان کے اجسام سے ہے ہاں بعض مؤمنین کی ارواح کا تعلق قوی ہوتا ہے جس سے ان کے اجسام محفوظ ہوتے ہیں، لیکن یہ بہت کم ہوتا ہے اگر کسی شہید کا جسم مٹی نے خراب کردیا تو اس کی وجہ یا شہادت میں نقصان ہوتا ہے اور یا یا موسمی اورارضی حالات سے متاثر ہوکر جسم خراب ہوجاتا ہے یہ ایک عارضی معاملہ ہے۔

عذاب قبر کی کیفیت میں اختلاف

عذاب قبر یا راحت قبر کے تعین اوراس کی کیفیت میں کافی اختلاف ہے چند اقوال ملاحظہ ہوں۔

(۱) پہلا قول یہ کہ قبر میں چونکہ جسد ہے اور وہ مثل جماد ہے لہٰذا قبر میں نہ عذاب ہے نہ ثواب ہے کیونکہ ثواب وعقاب حیات پر متفرع ہیں اوروہ حیات قبر میں نہیں ہے۔ یہ عقیدہ خوارج، بعض معتزلہ اور بعض مرجئہ کا ہے یہ عقیدہ اور یہ مسلک قرآن وحدیث اوراجماع امت کے صریح نصوص کے خلاف ہے لہٰذا قابل التفات نہیں ہے۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ قبر میں ثواب وعقاب کا تعلق صرف بدن اور جسم سے ہے روح کا اس سے کوئی تعلق نہیں یہ مسلک محمد جریر کرامی اور عبداللہ بن کرام کا ہے علامہ خیالی نے کہا ہے کہ روح کے بغیر خالی جسم کے عذاب کی بات محض حماقت والی بات ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں ''جوز بعضهم تعذيب غير الحى و لا شک انه سفسطة ''بعض نے غیر زندہ کے عذاب کو جائز مانا ہے اس میں شک نہیں کہ یہ ایک احمقانہ نظریہ ہے۔

(۳) تیسرا قول یہ کہ قبر میں عذاب صرف روح کو ہوتا ہے کیونکہ اجسام تو اکثر و بیشتر ریزہ ریزہ ہوجاتے ہیں یا جل جاتے ہیں یا جانور کھاجاتے ہیں یہ مسلک بعض صوفیا اورابن حزم ظاہری کا ہے مگر احادیث سے اس کی بھی تردید ہوتی ہے۔

(۴) چوتھا قول یہ کہ قبر میں ثواب وعقاب جسم اور روح دونوں کو ہوتا ہے اور روح کا بدن کے کسی جزء سے اتصال ہوتا ہے یہ اتصال سورج کی شعاعوں کی طرح اشراق واشراف کے طور پر بھی ہوسکتا ہے کہ روح کا اثر جسم کے کسی جزء پر پڑتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ روح کا جسم کے کسی جزء سے تعلق واتصال ہوجاتا ہے جس سے بدن راحت اورالم وغم کو محسوس کرتا ہے اوراسی سے فرشتوں کو جواب دیتا ہے یہ مسلک اہل حق اہل السنۃ والجماعت کا ہے۔

اہل حق کے دلائل

اہل سنت والجماعت نے اثبات عذاب قبر پر قرآن کریم کی چند آیات سے استدلال کیا ہے مثلاً۔

(۱)﴿النار یعرضون علیها غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب﴾(سورۃ المؤمن ۴۶)

اس آیت میں واضح طور پر دو عذابوں کا ذکر ہے ایک قیامت کا عذاب اور ایک قیامت سے پہلے کا عذاب اور یہی عذاب قبر ہے۔

(۲)﴿مما خطيئتهم اغرقوا فادخلوا نارا فلم يجدوا لهم من دون الله انصارا﴾(نوح:۲۵)

یہاں فا تعقیب مع الوصل کے لیے ہے یعنی قوم نوح ادھر پانی میں غرقاب ہوگئی اور ادھر آگ میں داخل کی گئی، ظاہر ہے یہ قیامت سے پہلے برزخی عذاب ہے اور یہی عذاب قبر ہے کیونکہ قبر برزخ کا پہلا مرحلہ ہے۔

(۳)﴿ولو ترى اذ الظالمون فى غمرات الموت والملائكة باسطوا ايديهم اخرجوا انفسكم اليوم تجزون عذاب الهون بما كنتم تقولون على الله غير الحق وكنتم عن آياته تستكبرون﴾(سورۃ الانعام: ۹۳)

اس آیت کا تعلق بھی اس عذاب سے ہے جو اخراج روح کے وقت فرشتے انسان کو دیتے ہیں ظاہر ہے یہ قیامت سے پہلے عذاب قبر ہے۔

(۴)﴿ولنذيقنهم من العذاب الادنى دون العذاب الاكبر﴾(سورۃ سجدہ:۲۱)

عذاب اکبر یعنی آخرت کے بڑے عذاب سے پہلے دنیا کا چھوٹا عذاب مراد ہے اس میں عالم برزخ کا عذاب (جو بڑے عذاب کے مقابلہ میں کم ہے) بھی آیت کے مصداق میں آسکتا ہے۔

(۵) جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے عذاب قبر پر اجماع امت نقل کیا ہے۔

(۶) مذکورہ باب کی تمام احادیث اثبات عذاب قبر پر دال ہیں جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس میں اگر لفظی تواتر نہ ہو تو معنوی تواتر یقیناً موجود ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر نے عذاب قبر کے اثبات پر ۳۵ روایات نقل فرمائی ہیں۔

جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے ستر ۷۰ تک روایات نقل کی ہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے چھ روایات جمع کی ہیں مجموعی طور پر یہ ایک سو گیارہ روایات بنتی ہیں اور امام مسلم نے یہاں چودہ احادیث کو بیان کیا ہے۔

سوال: شبہ یہ ہے کہ اتنی روایات اور نصوص کے منکرین کی تکفیر کیوں نہیں کی جاتی ہے؟

جواب: بعض نے تکفیر کی ہے لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کَفِّ لِسان کا فتویٰ دیا ہے کہ تاویل کرتے ہیں اس لیے متاولین کو

کافر مت کہو۔

منکرین عذاب قبر کے شبہات اوران کے جوابات

سوال نمبرا: پہلا شبہ اوراعتراض ان لوگوں کا یہ ہے کہ دیکھو عذاب قبر کی جو کیفیات احادیث میں وارد ہیں کہ سانپ اور اژدھے کاٹتے ہیں ہیں بچھو ڈنگ مارتے ہیں فرشتے گرز اور ہتھوڑے مارتے ہیں مردے کو بٹھایا جاتا ہے وہ چیختا ہے چلاتا ہے اور ہم کچھ بھی نہیں سنتے ہیں میت کے سینہ پر سامان رکھ دو وہ اسی طرح مدت تک پڑا رہتا ہے اس کے ساتھ قبر میں ٹیپ رکھ دو کچھ پتہ نہیں چلتا تو کیسے عذاب ہو رہا ہے؟

جواب: ہم پہلے اس کا جواب دے چکے ہیں کہ برزخ کا معاملہ خواب کی طرح ہے اس کو دنیا پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے نیز اس عذاب کا اولاً اور اصلاً تعلق روح سے ہے بدن اس کا تابع ہے درد اور تکلیف تو بدن محسوس کررہا ہے لیکن اصل میں عذاب روح سے متعلق ہے تو بدن پر اثرات ہم محسوس نہیں کرتے کبھی کبھی بدن پر اثرات ظاہر ہو جاتے ہیں مگر عام طور پر ایسا نہیں ہوتا لہٰذا دنیا سے برزخ کا مشاہدہ نہیں کیا جاسکتا ہے تو انکار کی کوئی وجہ نہیں۔

سوال نمبر۲: دوسرا شبہ یہ ہے کہ ہم نے اس عذاب کو دیکھا نہیں ہے اگر دیکھ لیتے تو مان لیتے بن دیکھے ہم نہیں مانتے۔

جواب: جس چیز کو تم نے نہیں دیکھا تو کیا اس کا انکار کروگے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دیدی اللہ کے رسول ﷺ نے خبر دے دی اجماع امت نے بتادیا پھر بھی انکار کروگے تو پھر جنات کو تم نے نہیں دیکھا اس کا بھی انکار کرو تا کہ کافر ہو جاؤ کیونکہ قرآن میں اس کا ثبوت ہے فرشتے تم نے نہیں دیکھے ان کے وجود کا منکر کافر ہے۔ بدن انسان میں لوہا ہے، چونا ہے، تم نے نہیں دیکھا تو کیا اس کا انکار کروگے، ماچس کی تیلی میں مسالہ ہے اس میں آگ ہے تم نے کب دیکھا ہے دودھ اور دہی میں مکھن ہے تم نے کب دیکھا ہے تو انکار کروگے؟ بے ہوش آدمی کے احوال کا تم کو کیا معلوم تو اس کا انکار کروگے کہ نظر نہیں آتا یہ تو ایک بے کار قاعدہ ہے جس کو سرسید احمد خان نے ایجاد کیا اور لوگوں کو دھریہ بنادیا۔

سوال نمبر۳: تیسرا شبہ یہ ہے کہ مردے کے اجزاء کبھی درندوں پرندوں کا کھانا بنتے ہیں، کبھی سمندروں میں مچھلیوں کی خوراک بنتے ہیں کبھی جل کر راکھ ہو جاتے ہیں تو عذاب قبر کیسے ہوگا؟

جواب: ہم نے پہلے کہا تھا کہ قبر سے مراد عالم برزخ ہے صرف یہ مخصوص گڑھا مراد نہیں بلکہ اس قبر سے شروع ہو کر آگے قیامت تک سب عالم برزخ ہے جہاں ہر جاندار کا لوٹنا اور پہنچنا ضروری ہے خواہ کسی بھی صورت میں ہو لہٰذا مردہ جہاں بھی ہو برزخی

عذاب کے لیے اس کا کوئی نہ کوئی جزء موجود ہوگا ہم کو نظر نہیں آئے گا مگر اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوگا جیسا کہ ایک آدمی کے تحریق جسد کا واقعہ بخاری اور مشکوۃ شریف میں ہے کہ ہواؤں نے اور سمندر نے اس کے جسم کے اجزاء کو اکٹھا کیا پھر حساب ہوا اس نے وصیت کی تھی کہ مجھے مرنے کے بعد جلا دو اور راکھ سمندر اور صحرا میں اڑا دو۔

سوال نمبر ۴: چوتھا شبہ یہ ہے کہ دوسرے جاندار تمہارے کہنے کے مطابق عذاب قبر کا ادراک کرتے ہیں تو انسان اور جنات کیوں نہیں کرتے؟ اگر عذاب واقعی ہوتا تو انسان وجن بھی احساس کر لیتے۔

جواب: انسان وجنات چونکہ ایمان بالغیب کے مکلف ہیں اس لیے ان سے یہ عذاب پوشیدہ رکھا گیا ہے ان پر ظاہر ہوتا تو ایمان بالغیب کہاں رہتا نیز دہشت کی وجہ سے اپنے مردوں کو دفنانا بند کر دیتے اور خود پاگل ہو جاتے۔

سوال نمبر ۵: پانچواں شبہ یہ کہ وقت واحد میں لاکھوں انسان مدفون ہوتے ہیں تو فرشتے سب کو عذاب کیسے دیتے ہیں؟

جواب: پہلا جواب یہ کہ وہاں پہنچ کر معلوم ہو جائے گا کہ کیسے عذاب دیتے ہیں۔ دوسرا جواب یہ کہ منکر نکیر چند فرشتوں کا نام نہیں بلکہ یہ ایک محکمہ اور نوع کا نام ہے اس کے ماتحت بے شمار فرشتے ہیں جو یہ کام سرانجام دیتے ہیں جیسے روح قبض کرنے پر بہت فرشتے مقرر ہیں یہ عذاب قبر کے ابتدائی مباحث تھے آئندہ سماع موتی کا مسئلہ مختصر آ رہا ہے۔

مردے کو صبح وشام اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے

۷۲۰۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، يُقَالُ: هَذَا مَقْعَدُكَ، حَتَّى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی مر جاتا ہے تو صبح وشام اس کا ٹھکانا اس پر پیش کیا جاتا ہے اگر وہ جنت والوں میں سے ہے تو جنت والوں کا مقام اور اگر وہ دوزخ والوں میں سے ہوتا ہے تو دوزخ والوں کا مقام اسے دکھایا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے اٹھا کر اس جگہ نہ پہنچا دے۔

۷۲۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ

الْجَنَّةِ فَالْجَنَّةُ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَالنَّارُ، قَالَ: ثُمَّ يُقَالُ: هَذَا مَقْعَدُكَ الَّذِى تُبْعَثُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مر جاتا ہے تو صبح و شام اس کا ٹھکانا اس پر پیش کیا جاتا ہے اگر وہ جنت والوں میں سے ہوتا ہے تو جنت اور اگر دوزخ والوں میں سے ہوتا ہے تو دوزخ والوں کا مقام اسے دکھایا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے جہاں قیامت کے دن تجھے اٹھا کر پہنچا دیا جائے گا۔

قبر کا عذاب ثابت ہے

٧٢٠٤ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ ـ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ ـ قَالَ: وَأَخْبَرَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: وَلَمْ أَشْهَدْهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنْ حَدَّثَنِيهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ لِبَنِي النَّجَّارِ، عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ وَنَحْنُ مَعَهُ، إِذْ حَادَتْ بِهِ فَكَادَتْ تُلْقِيهِ، وَإِذَا أَقْبُرٌ سِتَّةٌ أَوْ خَمْسَةٌ أَوْ أَرْبَعَةٌ ـ قَالَ: كَذَا كَانَ يَقُولُ الْجُرَيْرِيُّ ـ فَقَالَ: مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هَذِهِ الْأَقْبُرِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا، قَالَ: فَمَتَى مَاتَ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: مَاتُوا فِي الْإِشْرَاكِ، فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلَى فِي قُبُورِهَا، فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوا، لَدَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِي أَسْمَعُ مِنْهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالُوا: نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، فَقَالَ: تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالُوا: نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، قَالَ: تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ، مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالُوا: نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، قَالَ: تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالُوا: نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے نہیں سنی ہے بلکہ یہ حدیث میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سنی ہے، وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو کر بنی نجار کے باغ میں جا رہے تھے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک وہ گدھا (جس پر آپ سوار تھے) بدک گیا۔ قریب تھا کہ وہ آپ ﷺ کو نیچے گرا دے۔ وہاں اس جگہ دیکھا کہ چھ یا پانچ یا چار قبریں ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا کوئی ان قبر والوں کو پہچانتا ہے؟ تو ایک آدمی نے عرض کیا کہ میں ان قبر والوں کو پہچانتا

ہوں۔آپ ﷺ نے ارشادفرمایا یہ لوگ کب مرے ہیں؟ اس آدمی نے عرض کیا: یہ لوگ شرک کی حالت میں مرے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: اس جماعت کو ان قبروں میں عذاب ہورہا ہے۔کاش کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ اپنے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں بھی قبر کا عذاب سنادے، جسے میں سن رہا ہوں۔پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشادفرمایا: تم لوگ دوزخ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو۔صحابہ کرام نے عرض کیا: ہم قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: تم ہر قسم کے ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو۔صحابہ کرام نے عرض کیا: ہم ہر قسم کے ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: تم دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگو۔صحابہ کرام نے عرض کیا: ہم دجال کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

۷۲۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: لَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوا لَدَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: اگر مجھے اس بات کا خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ اپنے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں قبر کا عذاب سنادے۔

۷۲۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ۔ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنِي عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْبَرَاءِ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا، فَقَالَ: يَهُودُ تُعَذَّبُ فِي قُبُورِهَا

صحابی رسول حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورج غروب ہوجانے کے بعد باہر نکلے تو آپ ﷺ نے کچھ آواز سنی تو آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہورہا ہے۔

مردے قبر میں جوتوں کی آہٹ سنتے ہیں

۷۲۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ قَتَادَةَ،

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْعَبْدَ، إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ، وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ، إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ قَالَ: يَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ؟ قَالَ: فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ، فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ قَالَ: فَيُقَالُ لَهُ: انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ، قَدْ أَبْدَلَكَ اللَّهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا قَالَ قَتَادَةُ: وَذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا، وَيُمْلَأُ عَلَيْهِ خَضِرًا، إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی بندے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے منہ پھیر کر واپس چلے جاتے ہیں تو وہ مردہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں وہ اس مردے کو بٹھا کر کہتے ہیں کہ تو اس آدمی (یعنی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کیا کہتا ہے) اگر وہ مؤمن ہو تو کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہی تو پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اپنے دوزخ والے ٹھکانے کو دیکھ، اس کے بدلے میں اللہ نے تجھے جنت میں ٹھکانہ دیا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ مردہ دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں ہم سے یہ بات کردی گئی کہ اس مؤمن کی قبر میں ستر ہاتھ (کے بقدر) اس کی قبر کو راحت وآرام سے بھر دیا جاتا ہے۔

تشریح:

"انه يسمع قرع نعالهم"

"وتولی" مردہ دفن کرنے کے بعد عادتاً لوگ جاتے ہیں اس لیے وتولی فرمایا اگر لوگ نہ بھی جائیں تو پھر بھی مردہ جوتوں کی چھاپ کی آواز سنتا ہے یہاں سماع موتی کی بحث چھیڑی جاتی ہے حالانکہ عام شارحین نے یہاں اس مسئلہ کو ذکر نہیں کیا ہے میں باب کے آخر میں ان شاء اللہ مختصر طور پر بیان کروں گا۔

حضرت رشید احمد گنگوہی نے یہاں اتاه ملكان کا عجیب مفہوم بیان کیا ہے فرمایا کہ یہ سرعت اتیان ملک کی طرف اشارہ ہے۔

"انه ليسمع قرع نعالهم اتاه ملكان" یعنی وقت اتنا قریب ہوتا ہے کہ گویا ابھی مردہ جوتوں کی آہٹ سنتا ہے کہ فرشتے سوال وجواب کے لیے آجاتے ہیں گویا یہ ایک تشبیہی کلام ہے۔

"فی هذا الرجل"

سوال: اس جملہ میں اشارہ نبی اکرم ﷺ کی طرف ہے اور اشارہ حاضر اور محسوس کے لیے ہوتا ہے لہٰذا فرشتوں کا سوال قبر میں ایک وقت میں لاکھوں انسانوں سے ہوتا ہے اور حضور اکرم ﷺ وہاں پر قبر میں حاضر ہوں گے لہٰذا ہر جگہ حاضر و ناظر ہو گئے یہ استدلال بریلوی حضرات اس جملہ سے کرتے ہیں اور حاضر و ناظر کا مسئلہ ثابت کرتے ہیں اس استدلال کے کئی جواب ہیں۔

(۱) پہلا جواب یہ ہے کہ یہ اشارہ ذہنیہ ہے اور صاحب کافیہ نے اشارہ ذہنیہ کا تذکرہ کیا ہے ہرقل نے ابوسفیان سے کہا۔

''ما تقول فی ھذا الرجل'' کلام عرب میں یہ عام محاورہ ہے اس سے کوئی کسی کو حاضر ناظر نہیں سمجھتا۔

(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ قبر میں حضور اکرم ﷺ کی شبیہ پیش کر کے اس کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

(۳) تیسرا جواب یہ ہے کہ ھذا الرجل کے ساتھ کچھ اضافی تفصیل بھی ہے یعنی الذی بعث فیکم یعنی جو شخص تم میں رسول بنا کر بھیجے گئے تھے ان کے بارے میں تم کیا کہتے ہو بعد میں یہ لفظ صریح طور پر حدیث میں آرہا ہے۔

(۴) چوتھا جواب یہ ہے کہ میت اور آنحضرت ﷺ کے درمیان سے حجابات ہٹا کر براہ راست نبی اکرم ﷺ کو دکھا کر سوال کیا جاتا ہے حافظ ابن حجر نے اس جواب کو رد کیا ہے کہ یہ محض ایک احتمال ہے بہرحال شارحین نے یہ جوابات اس لیے دیئے ہیں کہ قرآن کریم نے حاضر ناظر کا عقیدہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے بتایا ہے۔

''مقعدک'' مفسرین نے لکھا ہے کہ ہر مؤمن و کافر کے لیے جنت و دوزخ دونوں جگہ میں ایک سیٹ تیار ہے اگر کوئی شخص جہنم میں گیا تو جنت والی سیٹ خالی ہو کر کسی اور کو میراث میں دی جاتی ہے اور اگر جنت میں گیا تو دوزخ والی سیٹ کسی اور کے لیے میراث میں رہ گئی۔ ہر انسان اور ہر مکلف کے لیے ایک سیٹ جنت میں اور ایک سیٹ دوزخ میں ہونے کی بات شیخ عبدالحق نے لمعات میں لکھی ہے جس کو مشکوٰۃ ص ۴۸۵ کے حاشیہ ۲ میں ہر دیکھنے والا دیکھ سکتا ہے۔

''غیر الثقلین'' اس عالم کائنات پر دو ثقیل مخلوق قائم ہیں ایک انسان اور دوسرے جنات ہیں ان کو ثقلین کہا گیا مُردوں کی چیخ و پکار اور فریاد کی آواز انسان اور جنات اس لیے نہیں سن سکتے ہیں کہ اگر یہ سن لیں تو پھر ایمان بالغیب ختم ہو جائے گا جب کہ یہ لوگ ایمان بالغیب کے مکلف ہیں۔ دوسری وجہ یہ کہ اگر یہ ہنگامہ قبر سن لیں گے تو دہشت کی وجہ سے یا مر جائیں گے یا گھر بار چھوڑ دیں گے اور صحراؤں میں گم ہو جائیں گے اور یا مردوں کو دفنانا چھوڑ دیں گے۔

''مابین المشرق والمغرب'' کے الفاظ بھی آرہے ہیں اس سے بھی مراد یہی ثقلین ہیں۔

''مطارق'' جمع مطرقۃ ہتھوڑے کو کہتے ہیں۔ ''حدید'' لوہے کو کہتے ہیں یعنی یہ ہتھوڑے لکڑی وغیرہ کے نہیں بلکہ لوہے کے ہوں

گے۔ لادریت ولا تلیت ۔لغت اور قیاس کے مطابق تلوت لفظ آنا چاہیے تھا مگر دریت کی پڑوس اور اس کے اثر کی وجہ سے تلیت لایا گیا ہے جیسے عشایا کی وجہ سے غدایا لایا جاتا ہے اور خزایا کے وزن پر ندامی لایا جاتا ہے جیسا وفد عبدالقیس کی حدیث میں تشریح گزر چکی ہے۔ یاد رہے مذکورہ حدیث کے الفاظ بخاری کے ہیں اگرچہ امام مسلم نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

۷۲۰۸۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ، إِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ إِذَا انْصَرَفُوا،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میت کو اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے (اس مردے کو دفنانے والے لوگ) جب واپس جاتے ہیں تو یہ مردہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔

۷۲۰۹۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شَيْبَانَ عَنْ قَتَادَةَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بندے کو اس کی اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے منہ پھیر کر واپس ہوتے ہیں۔ پھر شیبان عن قتادہ کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث ذکر کی۔

۷۲۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارِ بْنِ عُثْمَانَ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ) (إبراهيم:۲۷) قَالَ: نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ، فَيُقَالُ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللّٰهُ، وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، وَفِي الْآخِرَةِ) (إبراهيم:۲۷)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ آیت کریمہ ﴿یثبت اللہ الذین الخ﴾ قبر کے عذاب کے بارے میں نازل ہوئی۔ مردے سے کہا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں تو اللہ عزوجل کے فرمان یثبت

کا یہی معنی ہے (مذکورہ آیت) کا ترجمہ یہ ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دنیا وآخرت کی زندگی میں ثابت قدم رکھتا ہے کہ جو قول ثابت کے ساتھ ایمان لائے''۔

تشریح:

''ربی الله ونبی محمد '' مسلمان عورت ہو یا مرد ہو وہ قبر میں منکر نکیر کے سوال کے جواب میں اقرار شہادتین کرتے ہیں اور منافق کہتا ہے ''لا ادری اقول ما یقول الناس '' اور کافر ''ھاہ ھاہ لا ادری '' کہتا ہے۔

علامہ سیوطیؒ ابن قیمؒ اور ابن عبدالبر کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال منافق اور مؤمن سے قبر میں ہوتا ہے خالص کافر سے نہیں ہوتا ہے کیونکہ یہ سوال امتیاز کے لیے ہوتا ہے اور کافر تو کفر میں ممتاز ہوتا ہے وہاں امتیاز کی ضرورت نہیں اور جہاں احادیث میں آیا ہے کہ کافر سے قبر میں سوال ہوتا ہے وہاں منافق مراد ہے مگر شاہ انور شاہ کاشمیری اور دیگر محققین نے کہا ہے کہ یہ سوال سب سے ہوگا اور کافر کو ملزم ٹھہرانے کے لیے یہ سوال ہوگا جو ذلیل ہو کر کہے گا ''ھاہ ھاہ لا ادری ''۔

یہاں سوال یہ ہے کہ قیامت میں کفار اور منافقین طرح طرح کے بہانے بنا کر انکار کریں گے حالانکہ وہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوگا تو قبر اور روح میں کیوں اس طرح صفائی سے جواب دے کر اقرار کرتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ قبر میں معاملہ فرشتوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ تو تکوینی طور پر مردے یہاں سچ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کفار ومنافقین جھوٹ نہیں بول سکیں گے تا کہ فرشتوں پر معاملہ پوشیدہ اور مبہم نہ ہو اور میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اگر جھوٹ بولیں گے تو اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے نامہ اعمال موجود ہے اعضاء بدن بھی گواہی کے لیے حاضر ہیں اس لیے وہاں میدان کھلا رکھا گیا ہے۔ تو کفار جھوٹ بولیں گے۔

''بـالـقـول الثـابـت '' اس سے مراد کلمہ توحید اور اقرار شہادتین ہے دنیا میں بھی اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ مسلمان کے پائے استقامت کو استقلال بخشتا ہے اور آخرت میں بھی اس کی بدولت قوت وتوانائی اور استقامت ورحمت عطا کرتا ہے۔

''نزلت'' اس جگہ بظاہر یہ اعتراض آتا ہے کہ اس آیت میں اہل ایمان کے لیے عذاب قبر کا کوئی ذکر نہیں ہے، پھر یہ کیسے فرمایا کہ یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں اتری ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ آیت میں یثبت کا ذکر ہے اور تثبیت فرع ہے تعذیب کے لیے تو مطلب یہ ہوا کہ جب مسلمان کو عذاب قبر کا سامنا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو قول ثابت کے ساتھ ثبات عطا فرماتا ہے۔

۷۲۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ

الرَّحْمَنِ يَعْنُونَ ابْنَ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ (إبراهيم:۲۷) قَالَ: نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ (یہ آیت کریمہ) يثبت الله الذين قبر کے عذاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کہ: ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دنیا و آخرت کی زندگی میں ثابت قدم رکھتا ہے کہ جو قول ثابت کے ساتھ ایمان لائے''۔

مؤمن اور کافر کی روح میں فرق کا بیان

۷۲۱۲۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا بُدَيْلٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: إِذَا خَرَجَتْ رُوحُ الْمُؤْمِنِ تَلَقَّاهَا مَلَكَانِ يُصْعِدَانِهَا۔ قَالَ حَمَّادٌ: فَذَكَرَ مِنْ طِيبِ رِيحِهَا وَذَكَرَ الْمِسْكَ۔ قَالَ: وَيَقُولُ أَهْلُ السَّمَاءِ: رُوحٌ طَيِّبَةٌ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ الْأَرْضِ، صَلَّى الله عَلَيْكِ وَعَلَى جَسَدٍ كُنْتِ تَعْمُرِينَهُ، فَيُنْطَلَقُ بِهِ إِلَى رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ يَقُولُ: انْطَلِقُوا بِهِ إِلَى آخِرِ الْأَجَلِ ، قَالَ: وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا خَرَجَتْ رُوحُهُ۔ قَالَ حَمَّادٌ وَذَكَرَ مِنْ نَتْنِهَا، وَذَكَرَ لَعْنًا۔ وَيَقُولُ أَهْلُ السَّمَاءِ رُوحٌ خَبِيثَةٌ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ الْأَرْضِ. قَالَ فَيُقَالُ: انْطَلِقُوا بِهِ إِلَى آخِرِ الْأَجَلِ ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَرَدَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَيْطَةً كَانَتْ عَلَيْهِ، عَلَى أَنْفِهِ، هَكَذَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کسی مؤمن کی روح نکلتی ہے تو دو فرشتے اسے لیکر اوپر چڑھتے ہیں تو آسمان والے کہتے ہیں کہ پاکیزہ روح زمین کی طرف سے آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر اور اس جسم پر کہ جسے تو آباد رکھتی تھی)، رحمت نازل فرمائے۔ پھر اس روح کو اللہ عزوجل کی طرف لے جایا جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تم اسے آخری وقت کے لیے (یعنی سدرۃ المنتہیٰ) لے چلو آنحضرت نے فرمایا کہ کافر کی روح جب نکلتی ہے حماد کہتے ہیں آنحضرت نے اس کی بدبو اور لعنت کا ذکر کیا تو آسمان والے کہتے ہیں کہ زمین کی طرف سے ایک خبیث روح آئی ہے فرمایا کہ پھر اسے کہا جاتا ہے کہ تم اسے آخری وقت کے لیے (سجین) کی طرف لے چلو۔ حضرت ابو ہریرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ (یہ بیان کرتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر اپنی ناک مبارک پر اس طرح لگائی تھی (کافر کی روح کی بدبو ظاہر کرنے کے لیے آپ ﷺ نے اس طرح فرمایا)۔

تشریح:

''روح المؤمن'' یہ رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں جو مؤمن کی روح اوپر آسمانوں پر لے جاتے ہیں اس روح سے خوشبو پھوٹتی ہے جو مشک وعنبر کی طرح ہوتی ہے آسمانوں پر اس روح کا استقبال ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک یہ روح لے جائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کو اس کے اصل مقام پر لیجاؤ۔

''آخر الاجل'' قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ مؤمن کی روح کا آخری ٹھکانہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ مؤمنین کی ارواح علیین میں جمع ہوتی ہیں یہی ان کا ٹھکانہ ہے اور کفار کی ارواح سجین میں لوٹائی جاتی ہیں یہی اس کا ٹھکانہ ہے علیین آسمانوں کے اوپر ہے اور سجین ساتویں زمین کے نیچے ہے یہی جنت اور دوزخ کا ایک نمونہ ہے۔ اور یہی ہے ''ریطۃ'' چادر کو کہتے ہیں آنحضرت نے یا تو حقیقت میں بدبو سونگھ لی تو چادر ناک پر رکھدی اور یا بدبو کی کیفیت کو بیان کیا کہ اتنی بدبو ہوتی ہے کہ لوگ چادر ناک پر رکھیں گے۔

آنحضرت کی طرف سے بدر کے مردار سرداروں کی سرزنش کا بیان

۷۲۱۳۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَلِيطٍ الْهُذَلِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: كُنْتُ مَعَ عُمَرَ، ح وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ۔ وَاللَّفْظُ لَهُ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ عُمَرَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَتَرَاءَيْنَا الْهِلَالَ، وَكُنْتُ رَجُلًا حَدِيدَ الْبَصَرِ، فَرَأَيْتُهُ وَلَيْسَ أَحَدٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَآهُ غَيْرِي، قَالَ: فَجَعَلْتُ أَقُولُ لِعُمَرَ، أَمَا تَرَاهُ؟ فَجَعَلَ لَا يَرَاهُ، قَالَ: يَقُولُ عُمَرُ: سَأَرَاهُ وَأَنَا مُسْتَلْقٍ عَلَى فِرَاشِي، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا عَنْ أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يُرِينَا مَصَارِعَ أَهْلِ بَدْرٍ، بِالْأَمْسِ، يَقُولُ: هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا أَخْطَئُوا الْحُدُودَ الَّتِي حَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَجُعِلُوا فِي بِئْرٍ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ وَيَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ حَقًّا؟ فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي اللّٰهُ حَقًّا، قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ تُكَلِّمُ أَجْسَادًا لَا أَرْوَاحَ فِيهَا؟ قَالَ: مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ، غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَرُدُّوا عَلَيَّ شَيْئًا

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان میں حضرت عمرؓ کے ساتھ تھے تو ہم سب چاند دیکھنے لگے میری نظر ذرہ تیز تھی تو میں نے چاند دیکھ لیا۔ میرے علاوہ ان میں سے کسی نے چاند نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی نے یہ کہا کہ میں نے چاند دیکھ لیا ہے حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے کہا: کیا آپ کو چاند دکھائی نہیں دے رہا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چاند دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں عن قریب چاند دیکھوں گا اس حال میں کہ میں اپنے بستر پر چت لیٹا ہوں گا پھر انہوں نے ہم سے بدر والوں کا واقعہ بیان کرنا شروع کر دیا اور فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں جنگ بدر سے ایک دن پہلے بدر والوں کے ٹھکانے دکھانے لگے۔ آپ ﷺ فرماتے جاتے کہ اگر اللہ نے چاہا تو کل فلاں اس جگہ گرے گا۔ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا: قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے وہ لوگ اس حدوں سے نہ ہٹے کہ جو حد رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمادی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ پھر سب کافر ایک کنوئیں میں ایک دوسرے کے اوپر گرا دیئے گئے پھر رسول اللہ چل پڑے یہاں تک کہ ان کی طرف آگئے اور فرمایا: اے فلاں بن فلاں اور اے فلاں ابن فلاں کیا تم نے وہ کچھ پالیا ہے کہ جس کا تم سے اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا؟ میں نے تو اپنا وعدہ سچا پالیا حضرت عمر عرض کرنے لگے: اے اللہ کے رسول! آپ بے جان جسموں سے کیسے بات فرما رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ ان سے زیادہ میری بات کو سننے والے نہیں ہو، سوائے اس کے کہ یہ مجھے کچھ جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔

تشریح:

"وانا مُستَلقٍ" حضرت عمر کی نظر کچھ کمزور تھی اس لیے پہلی کی چاند نہیں دیکھ پا رہے تھے ساتھی زور لگا رہا تھا کہ وہ دیکھو چاند ہے وہ دیکھو چاند ہے حضرت عمر نے فرمایا کہ چھوڑ دو کل میں اپنے بستر پر چت لیٹا ہوں گا اور چاند میرے پاس نمودار ہو کر آئے گا میں اس کو دیکھ لوں گا پھر حضرت عمر نے جنگ بدر کا قصہ سنا دیا۔

"بالامس" یعنی جنگ بدر سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کفار کے سرداروں کے گر کر مرنے کی جگہیں دکھا رہے تھے چنانچہ دوسرے دن کفار وہیں پر گر کر مردار ہو گئے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا معجزہ ظاہر ہوا پھر آنحضرت نے قلیب بدر کے مردار کنوئیں میں صنادید قریش کے مردار اجساد کے ساتھ بطور توبیخ کلام کیا اس مکالمہ کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے اشعار میں یوں بیان کیا ہے۔

فَغَادَرْنَا اَبَا جَهْلٍ صَرِيْعًا ☆ وَعُتْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا بِالْجَبُوْبِ

ترجمہ ہم نے ابو جہل کو منہ کے بل پچھاڑا ہوا چھوڑا اور عتبہ کو ہم نے سنگ لاخ زمین پر گرا کر چھوڑا

يُنَادِيهِمْ رَسُولُ اللهِ لما ☆ قذفناهم كباكب في القليب

جب ہم نے ان کو قلیب بدر میں پھینک کر اوپر نیچے ڈھیر کر دیا تو حضور اکرم ﷺ نے ان کو یوں آواز دی۔

الم تجدوا كلامي كان حقا ☆ وامر الله يأخذ بالقلوب

میرے برحق کلام کی حقیقت کو تم نے پالیا یا نہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی بات تو دلوں میں اترتی ہے۔

فما نطقوا ولو نطقوا لقالوا ☆ صدقت وكنت ذا رأي مصيب

انہوں نے جواب نہیں دیا اگر جواب دیتے تو کہتے کہ آپ نے سچ کہا اور آپ ہی کی رائے ٹھیک تھی

٧٢١٤ - حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَرَكَ قَتْلَى بَدْرٍ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَتَاهُمْ فَقَامَ عَلَيْهِمْ فَنَادَاهُمْ، فَقَالَ: يَا أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ يَا أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ يَا عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ يَا شَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ أَلَيْسَ قَدْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا فَسَمِعَ عُمَرُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ يَسْمَعُوا وَأَنَّى يُجِيبُوا وَقَدْ جَيَّفُوا؟ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ، وَلَكِنَّهُمْ لَا يَقْدِرُونَ أَنْ يُجِيبُوا ثُمَّ أَمَرَ بِهِمْ فَسُحِبُوا، فَأُلْقُوا فِي قَلِيبِ بَدْرٍ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے مقتولین کو تین دن تک اسی طرح چھوڑے رکھا پھر آپ ﷺ ان کے پاس گئے اور انہیں آواز دی اور فرمایا: اے ابوجہل بن ہشام! اے امیہ بن خلف! اے عتبہ بن ربیعہ! کیا تم نے وہ کچھ نہیں پالیا کہ جس کا تم سے تمہارے رب نے سچا وعدہ کیا تھا۔ میں نے تو وہ کچھ پالیا ہے جس کا مجھ سے میرے رب نے سچا وعدہ کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ کا یہ فرمان سنا تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (یہ تو مر چکے ہیں) یہ کیسے سن سکتے ہیں اور کیسے جواب دے سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تم میری بات کو ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو لیکن یہ جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے پھر آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ انہیں گھسیٹ کر بدر کے کنوئیں میں ڈال دو۔ تو انہیں (گھسیٹ کر کنوئیں میں) ڈال دیا گیا۔

تشریح:

''وقد جیفوا'' جیم پر زبر ہے اور ی پر شد ہے جیف سے ہے مردار کے معنی میں ہے ''فسحبوا'' یعنی انتہائی ذلت کے ساتھ

گھسیٹ کر گندے کنوئیں میں پھینکے گئے یہ دفنانا نہیں تھا بلکہ ان کے گندے اجساد کو چھپانا تھا امیہ بن خلف سڑ چکا تھا جب گھسیٹا گیا تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تو وہیں پر مٹی میں دبا دیا گیا۔ اگلی روایت میں ''صنادید'' کا لفظ ہے جو صندید کی جمع ہے سردار کو کہتے ہیں۔
''فِی طَوِیٍّ'' ،فعیل کے وزن پر ہے اس کی جمع اطواء ہے قلیب اور طوی عرب کے ہاں عرف میں ایک ہی چیز ہے بعض نے اتنا فرق کیا ہے کہ قلیب منڈیر کے بغیر کنوئیں کو کہتے ہیں اور طوی منڈیر کے ساتھ کنوئیں کو کہتے ہیں راقم الحروف نے بدر کے میدان کو دیکھا وہاں ایک بلند پہاڑ ہے جس میں ایک وسیع ڈھلان ہے جو ریت کے تودوں سے بھرا ہوا ہے اسی کے دامن میں نیچے جنگ ہوئی ہے صحابہ کرام کے شہداء کے مقبرے پر ایک موٹا ستون اور ٹاور بنا ہے جس پر صحابہ کرام کے شہداء کے نام لکھے ہوئے ہیں کچھ فاصلہ پر ایک خوبصورت مسجد ہے جو مسجد عریش کے نام سے موسوم ہے اسی جگہ میں آنحضرت نے دعا مانگی تھی دوسری جانب ایک ویران علاقہ پڑا ہے جس میں جگہ جگہ گڑھے ہیں ایسا لگتا ہے کہ قلیب بدر اسی جانب میں ہوگا اگلی روایت میں اطواء بدر کا لفظ ہے تو یہ ایک کنواں نہیں تھا بلکہ اسی طرح عادی اور قدرتی بہت گڑھے ہوں گے جن میں سے ایک میں یہ کفار پھینکے گئے تھے واللہ اعلم۔

سوال: زیر بحث روایت میں ہے کہ ''ثم امر بهم فسحبوا'' یعنی آنحضرت کے کلام کے بعد چوبیس کفار گھسیٹے گئے اور ویران کنوئیں میں پھینکے گئے حالانکہ اس سے پہلے روایت میں واضح طور پر مذکور ہے کہ پہلے یہ کفار کنوئیں میں پھینکے گئے پھر آنحضرت ان کی طرف آگئے اور کنوئیں کے کنارے تک پہنچ کر کلام کیا یہ ان دونوں روایتوں میں واضح تعارض ہے اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ بعض راویوں سے بیان کرنے میں یہ فرق آگیا ہو ورنہ اہل تاریخ اس پر متفق ہیں کہ آنحضرت نے کنوئیں پر یہ کلام فرمایا تھا عام محدثین اور امام بخاری نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے حضرت حسان کے اشعار کو جو میں نے اوپر نقل کیا ہے اس میں بھی دوسرا شعر واضح طور پر بتا رہا ہے کہ یہ کلام کنویں میں ڈالنے کے بعد ہوا ہے حضرت مولانا تقی عثمانی مدظلہ نے تکملہ میں یہ اعتراض بہت عمدہ انداز سے کیا ہے لیکن جواب عجیب دیا ہے فرمایا کہ ممکن ہے بعض کفار سے کنویں میں پھینکنے سے پہلے کلام ہوا ہو اور بعض کے ساتھ بعد میں ہوا ہو یہ نہ سمجھنے والا جواب ہے۔

۷۲۱۵۔ حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، ح وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: ذَكَرَ لَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ، وَظَهَرَ عَلَيْهِمْ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِبِضْعَةٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا۔ وَفِي حَدِيثِ رَوْحٍ بِأَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا۔

مِنْ صَنَادِیدِ قُرَیْشٍ، فَأُلْقُوا فِی طَوِیٍّ مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ وَسَاقَ الْحَدِیثَ، بِمَعْنَی حَدِیثِ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب بدر کا دن ہوا اور اللہ کے نبی ﷺ کو کافروں پر غلبہ ہوا تو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ کچھ اوپر تیس آدمی اور راوی حضرت روح کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ چوبیس سرداروں کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک کنوئیں میں ڈال دو اور پھر باقی روایت مذکورہ حدیث ثابت عن انس کی طرح ہی ہے۔

تشریح:

"ما انتم باسمع لما اقول منهم" یعنی میں جو کچھ ان کفار سے کہہ رہا ہوں وہ اس طرح سنتے ہیں کہ تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو البتہ یہ کفار مردے جواب نہیں دے سکتے ہیں یہ جملہ گزشتہ حدیث میں ہے اس جملہ سے اور مذکورہ احادیث سے سماع موتی کا مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہے باب کے عنوان میں بھی اثبات عذاب القبر کا لفظ آیا ہے اور حضرت عمر کے سوال کے جواب میں آنحضرت نے اہل قلیب کے سننے کو ثابت فرمایا ہے اس لیے سماع موتی کی بحث کرنا ضروری ہو گیا ہے میں اس بحث کے لیے تیار نہیں تھا لیکن اب مجبوراً لکھنا پڑا اللہ تعالیٰ اس کو مسلمانوں کے لیے اتحاد و اتفاق کا ذریعہ بنائے۔

سماع موتی کی بحث

اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ سماع موتی سے ان اموات کا سماع یا عدم سماع مراد ہے، جو انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ ہیں اس لیے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع میں کسی کا قابل ذکر اختلاف نہیں ہے بلکہ انبیاء کرام کا اپنی قبور میں سننا اہل السنۃ والجماعت کے تمام ائمہ کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ایک مسئلہ میں بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ انبیاء کو اسی وجہ سے مستثنیٰ کیا کہ ان کے سماع میں کسی کا اختلاف نہیں (فتاویٰ رشیدیہ ص: ۵۹ بحوالہ اشرف التوضیح)

بندہ نے جب بھی اس مسئلہ میں بحث کی ہے تو اپنے شاگردوں سے کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ انبیاء کرام کے علاوہ اموات کے سماع و عدم سماع میں جو تحقیق کرو وہ کرو مگر انبیاء کرام کے سماع میں خدا کے لیے بحث نہ کرو کیونکہ بے ادبی کا خطرہ ہے جب ایک حدیث سے ثابت ہے کہ " من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته "(مشکوۃ: ص: ۸۷) اب یہ ایک حدیث ہے اس کو خواہ مخواہ ضعیف کرنے کی مجبوری کیا ہے؟ آیا کوئی ایسی روایت یا حدیث صحیح یا اجماع امت ہے جو ہمیں عدم سماع النبی پر مجبور کر رہا ہو جس کی وجہ سے ہم مذکورہ روایت کو ترک کریں اور اس حدیث یا اجماع کو لے لیں، مشکوۃ: ۸۰

اور صفحہ ۲۱ا پر بھی دو حدیثیں ہیں جو حیات النبی پر دال ہیں، بہر حال انبیاء کرام کے علاوہ موتی میں سماع وعدم سماع کی بحث ہے کہ اگر کوئی شخص ان کی قبروں کے پاس جا کر کچھ کہے تو کیا یہ مردے اس کہنے کو سنتے ہیں یا نہیں سنتے ہیں اس مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد مبارک سے اب تک اختلاف چلا آ رہا ہے چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت عمر اور ابن عمر اور دیگر صحابہ کا ایک طبقہ اس کا قائل ہے کہ مردے سنتے ہیں اور حضرت عائشہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک طبقہ اس کا قائل ہے کہ مردے نہیں سنتے ہیں فتاویٰ رشیدیہ میں حضرت گنگوہی نے بار بار لکھا ہے ملاحظہ ہو۔

سوال: سماع موتی ثابت ہے یا نہیں در صورت جواز یا عدم جواز قول راجح کیا ہے اور تلقین بعد دفن ثابت ہے یا نہیں؟

جواب: یہ مسئلہ عہد صحابہ سے مختلف فیہا ہے اس کا فیصلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ تلقین کرنا بعد دفن کے اسی پر مبنی ہے جس پر عمل کرے درست ہے۔

سوال: میت قبر میں سنتی ہے یا نہیں؟

جواب: اموات کے سننے میں اختلاف ہے اور بعض کے نزدیک سنتی ہے بعض کے نزدیک نہیں سنتی (فتاویٰ رشیدیہ: ص ۱۰۸)

حضرت تھانوی نے امداد الفتاویٰ میں اسی کے قریب قریب فرمایا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس مسئلہ میں ایک طرف جزمی فیصلہ اور حتمی حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے۔

طرفین کے دلائل

حضرت ابن عمر اور دیگر قائلین سماع موتی کے استدلالات یہ ہیں۔

(۱) ''باب اثبات عذاب القبر'' کی ایک حدیث ہے جو حضرت انس سے مروی ہے جس میں **انه لیسمع قرع نعالهم** کے الفاظ آئے ہیں۔

(۲) قلیب بدر کا واقعہ اور تفصیلی حدیث ہے جس میں یہ الفاظ ہیں ''**والذی نفس محمد بیده ما انتم باسمع لما اقول منهم وفی روایة ما انتم باسمع منهم**'' (مشکوۃ: ۳۴۵)

(۳) مردوں کو قبروں میں سلام کرنا، ابن عبد البر نے **السلام علیکم یا اهل القبور** والی حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(۴) طبرانی نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ مردہ جس کو جانتا ہے وہ نہلاتے وقت اس نہلانے والے کو پہچانتا ہے۔ علامہ ابن کثیر نے اس قسم کی احادیث اپنی تفسیر میں جمع فرما دی ہیں جو ایک طویل فہرست ہے۔

(۵) علامہ تفتازانی رحمہ اللہ نے عالم برزخ میں مردوں کے علم پر اجماع نقل کیا ہے یہ اگر چہ محل نظر ہے مگر انہوں نے شرح مقاصد میں لکھا ہے۔

(۶) ملا علی قاریؒ نے فرمایا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ مردہ جانتا ہے کہ کون اس کو کفن پہناتا ہے کون نماز پڑھتا ہے کون اس کو اٹھاتا ہے کون دفن کرتا ہے ابن ملک نے کہا ہے کہ مردہ کھٹ کھٹ کی آواز سنتا ہے اور اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ قبر میں مردہ زندہ ہے ورنہ احساس کے بغیر حیات محال ہے بعض نے کہا روح لوٹائی جاتی ہے اور مردہ کو زندہ کیا جاتا ہے یہ قائلین سماع موتی کے دلائل ہیں۔

حضرت عائشہ اور دیگر عدم سماع کے قائلین حضرات نے قرآن عظیم کی تین آیتوں سے استدلال کیا ہے۔

(۱) سورہ نمل کی آیت (۸۰) ﴿انک لا تسمع الموتیٰ ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین﴾ سے استدلال کیا ہے۔

(۲) سورہ روم کی آیت (۵۲) ﴿فانک لا تسمع الموتیٰ ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین﴾ سے استدلال کیا ہے۔

(۳) سورہ فاطر کی آیت (۲۲) ﴿وما یستوی الاحیاء ولا الاموات ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور﴾ سے استدلال کیا ہے۔

(۴) عدم سماع اموات پر امام ابوحنیفہ کی طرف سماع اموات سے انکار یا توقف کے قول سے استدلال کیا ہے۔

(۵) فقہ کا ایک مسئلہ ہے کہ کسی نے قسم کھائی کہ فلاں سے بات نہیں کروں گا اس نے مرنے بعد اس سے بات کی تو حانث نہیں ہوگا۔ کیونکہ مردہ سنتا نہیں اس مسئلہ کو مسئلہ ایمان سے یاد کیا جاتا ہے اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ مردے نہیں سنتے ہیں شیخ ابن ہمام نے خوب عدم سماع کے اثبات کی کوشش کی ہے۔

ایک دوسرے کو جوابات

قائلین سماع موتی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف عدم سماع کی نسبت صحیح نہیں ہے اور فقہاء احناف نے مردہ سے کلام کی وجہ سے حانث نہ ہونے کا جو مسئلہ لکھا ہے وہ قسم اور ایمان کا مسئلہ ہے جس کا مدار عرف پر ہے جس سے عدم سماع پر استدلال نہیں کیا جاسکتا ہے۔

قرآنی آیات کے بارے میں قائلین سماع موتی نے فرمایا کہ ان تینوں آیتوں میں نفی اسماع یعنی سنانے کی نفی ہے کہ آپ سنا نہیں سکتے نفس سماع کی نفی نہیں کہ وہ سنتے نہیں ہیں سننا اپنی جگہ پر ہے البتہ سنانے کی نفی کی گئی ہے۔

سوال: شبہ یہ ہے کہ جب مردے سنتے ہیں تو پھر اسماع اور سنانے کی نفی قرآن کریم نے کیوں کی؟

جواب: ہر وہ عمل جو خارق عادت یا مافوق العادۃ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی نسبت اپنی طرف فرماتے ہیں اور مخلوق سے اس کی نفی کرتے ہیں مثلاً کسی شخص نے کسی کو گولی ماردی اور وہ مرگیا تو نسبت مارنے والے کی طرف کی جاتی ہے کہ اس نے مار کر قتل کر دیا کیونکہ عادت کے مطابق اس سے آدمی مارا جاتا ہے اور موت واقع ہوجاتی ہے لیکن بدر کے میدان میں آنحضرت ﷺ نے مٹھی بھر مٹی کافروں کی طرف پھینک دی جس سے عادت کے مطابق موت واقع نہیں ہوسکتی تھی مگر اس مٹی نے مافوق العادت اثر دکھایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت اپنی طرف فرمادی اور نبی اکرم ﷺ سے نفی فرمادی اور فرمایا: "وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی"۔ اسی طرح عادت کے مطابق مردہ کو قبر میں ظاہری اسباب کے تحت نہیں سنایا جاسکتا ہے اس لیے اس اسماع کی نفی کی گئی۔

علامہ سیوطی ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس میں سماع وعدم سماع کی بات نہیں بلکہ یہ عدم انتفاع اور عدم انفاع کی نفی ہے کہ نہ سنانے والے کے سنانے سے ان کفار کو فائدہ ہے اور نہ سننے سے اب ان کو فائدہ ہوسکتا ہے کیونکہ وہ دار العمل سے جاچکے ہیں اسی لیے عام علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ ان آیات میں اسماع کی جو نفی ہے یہ تشبیہ ہے کہ عدم انتفاع میں یہ کفار مردوں کی طرح ہیں کہ یہ کافر سنتے تو ہیں مگر فائدہ نہیں اٹھاتے تو مردے بھی سنتے ہیں مگر فائدہ نہیں اٹھاسکتے ہیں باقی حضرت عائشہ کی روایت میں "یعلمون" بھی آیا ہے جس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ ان مردوں کو اس سنانے کا علم ہوجاتا ہے تو یسمعون اور یعلمون میں تعارض آگیا لہٰذا استدلال تام نہیں رہا۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ قرآن کریم میں ﴿ان تسمع الا من یؤمن﴾ بھی آیت کا حصہ ہے تو جو لوگ عدم سماع کی نفی ان آیات سے نکالتے ہیں وہ اس آیت کے ساتھ کیا کریں گے کیا وہ یہ کہیں گے کہ کفار نہیں سنتے ہیں اور مؤمنین قبروں میں سنتے ہیں یہ تو عجیب بات ہوگی۔

غلط نتیجہ

مثبتین سماع موتی کے مندرجہ بالا دلائل کو دیکھ کر کمزور عقائد کے ایک طبقہ نے مردوں سے خطابات شروع کردیئے اور ان سے طرح طرح کی حاجتیں مانگنی شروع کیں اور مردوں کو مرجع حوائج بنادیا حالانکہ یہ ایک علمی بحث ہے جو اپنی جگہ پر ہے غیر اللہ سے

استمداد اور غائبانہ حاجات میں ان کو پکارنا قرآن وحدیث کی رو سے ویسے بھی حرام ہے نیز یہ کیا ضروری ہے کہ جو سنے وہ حاجت پوری کرنے والا بھی ہو۔ زندہ لوگوں میں کتنے ہیں جو سنتے ہیں مگر بے بس ہیں۔ ادھر اس جانب سماع موتی کے منکرین نے جب قرآن کی آیتوں کو دیکھا کہ اس میں ظاہری طور پر عدم سماع ہے نیز امام ابوحنیفہ کی طرف عدم سماع کی نسبت کو دیکھا اور مسئلہ ایمان کو دیکھا اور حضرت عائشہ کے واضح انکار کو دیکھا تو انہوں نے مطلقاً سماع موتی کا انکار کیا ان حضرات نے قرآن کی آیتوں کے مقابلے میں احادیث کو پیش کرنا مناسب نہیں سمجھا اس لیے احادیث ثبوت سماع میں انہوں نے تاویل کی اور کہا کہ قلیبِ بدر والی روایت یا تو نبی اکرم کا معجزہ تھا تو یہ خصوصیت پیغمبری تھی اور یا تبکیت وتذلیل کے لیے ان کو زندہ کیا گیا یہ خصوصی جزئی واقعہ ہے جس پر دوسرے مواقع کو قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے۔ قرع نعال والی روایت کے بارے میں انہوں نے ابن منیر کے قول کے مطابق کہا کہ اس میں ذاذان راوی ضعیف ہے یا قرع نعال والی روایت سرعت اتیان ملائکہ سے کنایہ ہے اور یہ ایک تشبیہی کلام ہے جو وقت دفن کے ساتھ خاص ہے اس طرح دیگر روایات سماع موتی میں یا تاویل کی یا ان کی تضعیف کی اور معاملہ یہ کہہ کر صاف کرنے کی کوشش کی کہ سماع موتی کی نفی سے شرک کا راستہ بند ہو جائے گا اور حضرت تھانوی نے بھی فرمایا کہ جہاں شرک کا خطرہ ہو وہاں نفی سماع موتی ضروری ہے ان حضرات نے یہ بھی کہا کہ اصل عدم سماع ہے جہاں سماع موتی ثابت ہے وہ عارضی ہے اصل اپنی جگہ پر برقرار رہے گی۔

دوسرا غلط نتیجہ

عدم سماع موتی کے دلائل کو دیکھ کر ایک طبقہ نے مردوں کو جمادات کے قبیلہ سے قرار دے کر عذاب قبر کا انکار کیا کہ جب حیات نہیں سنتے نہیں تو پھر عذاب کیسے ہوگا اسی نظریہ پر معتزلہ اور دیگر کٹر قسم کے لوگ ڈٹ گئے اور انہوں نے عذاب قبر کا انکار کیا حالانکہ عذاب قبر قرآن وحدیث سے قطعی طور پر ثابت ہے اس کا انکار کرنا گمراہی ہے۔

بحث سماع موتی کا خلاصہ

خلاصہ کلام یہ کہ جہاں جہاں احادیث صحیحہ میں سماع موتی کا ثبوت ہے اس کو ماننا چاہیے جیسے سلام عند القبور ہے اور مدفون کے دفن کا وقت ہے ان میں سماع کا ثبوت ملتا ہے تو ماننا چاہیے اسی طرح قلیب بدر میں سماع موتی ثابت ہوا تو ماننا چاہیے لیکن جہاں ثبوت نہیں وہاں نہیں ماننا چاہیے جیسے کوئی سلام کرتا ہے تو ہم کہیں گے سن لیا اور جب کلام و درخواست شروع کی تو ہم کہیں گے نہیں سنتے ہیں کیونکہ سماع اموات کی نص غیر معقول المعنی اور خلاف القیاس ہے تو یہ اپنے مورد پر بند رہنا چاہیے جیسا کہ اصول کا قاعدہ ہے۔

حضرت گنگوہی نے اپنے رسالہ لطائف رشیدیہ میں اس پر طویل کلام فرمایا ہے۔ یہ رسالہ تالیفات رشیدیہ میں شامل ہے تالیفات رشیدیہ:۲۷۶ پر یہ مسئلہ مذکور ہے۔ حضرت گنگوہی فرماتے ہیں، مسئلہ سماع موتی قرن اول میں مختلف ہوا ہے اب اس کا فیصلہ تو ممکن ہی نہیں مگر بتقلید اپنے مجتہد مقلد کوئی ترجیح کی جانب اگر میلان کرے تو مضائقہ نہیں''الی ان قال''الحاصل ارجح مذہب عدم سماع کا ہے حسب قواعد پس احادیث سماع میں تاویل مناسب ہے ورنہ دوسری جانب بھی مذہب قوی ہے۔

(تالیفات رشیدیہ ص:۲۷۶)

اگر سماع موتی میں یہ طریقہ اختیار کیا جائے کی فی الجملہ سماع موتی ثابت ہے اور فی الجملہ ثابت نہیں ہے تو اس سے تمام نصوص میں تطبیق ہو جائے گی اور اختلاف میں نرمی آجائے گی ورنہ ایک طرف پر جم کر دوسری طرف کی تذلیل وتضلیل اگر شروع ہو جائے تو علماء حق کے ہاں اور سلف صالحین کے ہاں شاید یہ طریقہ مناسب نہیں ہوگا آج کل اسلام کو کتنے بڑے خطرات کا سامنا ہے مگر اہل حق آپس میں سماع موتی میں ایسے الجھے ہوئے نظر آرہے ہیں گویا اسلام میں کوئی اختلافی مسئلہ اگر ہے تو وہ صرف یہی ہے اور اسی پر جھگڑنا فرض ہے حالانکہ ایک طرف پر جم جانا دوسری جانب کے بزرگوں کی بے ادبی کا قوی خطرہ ہے۔

اس مسئلہ میں شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمہ اللہ نے کس طرح اعتدال کا راستہ اختیار کیا ہے جواہر القرآن میں فرماتے ہیں۔

سماع موتی کا مسئلہ زمان صحابہ سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے یہ مسئلہ اعتقادات ضروریہ میں سے نہیں جن کی نفی یا اثبات پر کفر واسلام کا مدار ہے بلکہ یہ ایک علمی اور تحقیقی بحث ہے جس میں بحث وتمحیص اور نظر وتحقیق کی گنجائش ہے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے علماء کے درمیان اس مسئلہ میں ہمیشہ دو رائے رہی ہیں کچھ علمائے کرام کی یہ رائے رہی ہے کہ مردے سنتے ہیں جب کہ دوسرے علماء نے اپنی تحقیق کی بنیاد پر سماع موتی کی نفی کی ہے۔

علمائے کرام کی ان دونوں جماعتوں کے پاس دلائل ہیں جن پر انہوں نے اپنی اپنی رائے اور تحقیق کی بنیادیں استوار کی ہیں۔

جو علماء سماع موتی کی نفی کرتے ہیں ان کا استدلال ظواہر قرآن سے اور احادیث صحیحہ سے ہے جب کہ قائلین سماع بھی صحیح حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں (جواہر القرآن ج ۲ ص ۹۰۲)

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی سورہ روم کی آیت ۵۳ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ اب نصوص سے جن باتوں کا اس غیر معمولی طریقہ سے سننا ثابت ہو جائے گا اسی حد تک ہم کو سماع موتی کا قائل ہونا چاہیے۔ محض قیاس کر کے دوسری باتوں کو سماع کے تحت

نہیں لاسکتے۔ بہرحال آیت میں اسماع کی نفی سے مطلقاً سماع کی نفی نہیں ہوتی واللہ اعلم (تفسیر عثمانی: ص ۵۴۵)
حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کی تحقیق اور فیصلہ بھی یہی ہے کہ فی الجملہ سماع کو مانا جائے اور فی الجملہ عدم سماع کو مانا جائے۔ اس سے تمام نصوص میں تطبیق آجائے گی۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمہ اللہ نے احکام القرآن کے نام سے قرآن عظیم کی عربی زبان میں ایک تفسیر لکھی ہے جو حکیم الامت حضرت تھانوی کے فوائد ہیں اور آپ کے حکم سے لکھی گئی ہے۔

اس میں حضرت مفتی صاحب نے بہت ہی تفصیل سے سماع موتی کا مسئلہ بیان فرمایا ہے اور اثبات سماع موتی کو راجح قرار دیا ہے لیکن ایک جگہ لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے جب طرفین کے دلائل کو دیکھا تو پریشان ہوگیا اسی پریشانی میں رات کو خواب میں ایک اللہ والے نے مجھ سے فرمایا کہ آپ کیوں اس مسئلہ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں عالم برزخ ایک مستقل عالم ہے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو زندوں کا کلام مردوں تک پہنچا دیتا ہے اور جب نہیں چاہتا تو نہیں پہنچاتا۔ حضرت مفتی صاحب نے اس خواب کے بعد لکھا ہے کہ ''فاصبحت منشرحا صدری ''یعنی میں شرح صدر کی حالت میں صبح کو اٹھا کہ واقعی عالم برزخ کا فیصلہ یہاں عالم دنیا سے نہیں ہوسکتا ہے۔

اس کلام سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ فی الجملہ سماع ہے اور فی الجملہ عدم سماع ہے لہٰذا ایک جانب پر ڈٹ کر دوسری جانب کی تضلیل وتجہیل مناسب نہیں ہے اگرچہ مسئلہ میں اختلاف ہے اختلاف تو موت میں بھی ہے چنانچہ شاعر کہتا ہے

تخالف الناس حتی لا اتفاق لھم ☆ الا علی شجب والخلف فی الشجب

فقیل تخلص نفس المرأ سالمۃ ☆ وقیل تشرك نفس المرأ فی العطب

یعنی انسانوں کا موت کے سوا ہر چیز میں اختلاف ہے لیکن موت میں بھی اختلاف ہے کیونکہ بعض کہتے ہیں کہ روح نہیں مرتی ہے مگر بعض کہتے ہیں کہ جسم کے ساتھ روح بھی مرجاتی ہے۔

بَابُ إِثْبَاتِ الْحِسَابِ

آسان حساب کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۷۲۱۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، جَمِيعًا عَنْ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ

عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ حُوسِبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، عُذِّبَ فَقُلْتُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: (فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا) (الانشقاق:۸) فَقَالَ: لَيْسَ ذَاكِ الْحِسَابُ، إِنَّمَا ذَاكِ الْعَرْضُ، مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عُذِّبَ،

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن جس آدمی کا حساب ہو گیا وہ عذاب میں ڈال دیا گیا (حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: کیا اللہ عزوجل نے نہیں فرمایا: فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا یعنی اس سے حساب لیں گے، آسان حساب۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ حساب نہیں ہے بلکہ یہ تو صرف پیشی ہے قیامت کے دن جس سے حساب مانگ لیا گیا، وہ عذاب میں ڈال دیا گیا۔

۷۲۱۷۔ حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، وَأَبُو كَامِلٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی طرح حدیث بیان کرتے ہیں۔

۷۲۱۸۔ وحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ، حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ الْقُشَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ إِلَّا هَلَكَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُولُ: حِسَابًا يَسِيرًا؟ قَالَ: ذَاكِ الْعَرْضُ، وَلَكِنْ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ،

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ کوئی بھی ایسا آدمی نہیں ہے جس سے حساب مانگا گیا ہو اور وہ ہلاک نہ ہو گیا ہو۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ نے ﴿حسابا یسیرا﴾ یعنی آسان حساب نہیں فرمایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تو پیشی ہے لیکن جس سے حساب مانگ لیا گیا، وہ ہلاک ہو گیا۔

۷۲۱۹۔ وحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي يُونُسَ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: جس سے حساب مانگ لیا گیا وہ ہلاک ہوگیا (اور پھر اس کے بعد) حضرت ابو یونس کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی۔

بَابُ الْأَمْرِ بِحُسْنِ الظَّنِّ بِاللّٰهِ تَعَالَى عِنْدَ الْمَوْتِ

موت کے وقت اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنا چاہیے

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

۷۲۲۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ، قَبْلَ وَفَاتِهِ بِثَلَاثٍ، يَقُولُ: لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ بِاللّٰهِ الظَّنَّ

حضرت جابرؓ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے آپ کی وفات سے تین (دن) پہلے سنا۔ آپ نے ارشادفرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک نہ مرے، سوائے اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے اچھا گمان رکھتا ہو۔

تشریح:

"یحسن باللہ الظن" یعنی جو آدمی قریب الموت ہو جائے تو وہ موت سے پہلے اللہ تعالیٰ کے بارے میں نہایت اچھا گمان رکھے علماء نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں یہ تعلیم دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی اور مایوس ہونا منع ہے اور اس میں حسن خاتمہ کے لیے پُرامید ہونے کی ترغیب ہے علماء نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی یہ گمان رکھے کہ میرا رب مجھے معاف کرے گا مجھ پر مہربانی فرمائے گا علماء نے لکھا ہے کہ صحت وتندرستی کے وقت تو آدمی پر خوف غالب رہنا چاہیے اور جب موت کی علامات ظاہر ہو جائیں تو پھر امید کو غالب رکھنا چاہیے اس سے پہلے جو ایک حدیث گزری ہے کہ "انا عند ظن عبدی بی" تو اس کا مضمون بھی یہی ہے۔ اور اس باب کی بعد والی حدیثوں میں جو کہا گیا ہے کہ انسان اپنی نیت کے مطابق قیامت میں قبروں سے اٹھ کر آئے گا اس کا مطلب بھی یہی ہے۔

آنے والی ان حدیثوں کا عام مضمون اس طرح ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا عام عذاب زلزلہ وغیرہ آتا ہے اور ہم ہر قسم کے لوگ مارے جاتے ہیں تو دنیا کی اس مصیبت میں تو سب شریک رہتے ہیں لیکن قیامت کے دن اپنی اپنی نیتوں اور اپنے اپنے اعمال کے مطابق اٹھیں گے۔

۷۲۲۱۔ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت اعمش رضی اللہ عنہ اس سند کیساتھ مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۷۲۲۲۔ وحَدَّثَنِي أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ عَارِمٌ، حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا وَاصِلٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، يَقُولُ: لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ کی وفات سے تین دن پہلے سنا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک نہ مرے جب تک کہ وہ اللہ عز وجل کے ساتھ اچھا گمان نہ رکھتا ہو۔

۷۲۲۳۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلَى مَا مَاتَ عَلَيْهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر بندے کو اسی (حالت یا نیت کے ساتھ قیامت کے دن) اٹھایا جائے گا، جس پر وہ مرا ہے۔

۷۲۲۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، وَقَالَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَقُلْ: سَمِعْتُ

حضرت اعمش رضی اللہ عنہ اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح نقل کرتے ہیں لیکن اس روایت میں انہوں نے عَنِ النَّبِي کے الفاظ کہے ہیں اور سَمِعْتُ کا لفظ نہیں کہا۔

۷۲۲۵۔ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا، أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ، ثُمَّ بُعِثُوا عَلَى أَعْمَالِهِمْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو عذاب دینا چاہتا ہے تو جو لوگ اس قوم میں ہوتے ہیں ان سب پر عذاب ہوتا ہے پھر ان

کو اپنے اپنے اعمال کے مطابق اٹھایا جائے گا۔

الحمد للہ آج یکم فروری ۲۰۱۴ء ہے اور میں تحفة المنعم شرح صحیح مسلم کی تحریر کی بڑی محنت کے بعد کتاب الفتن تک پہنچ گیا ہوں ایک احساس اور اُمید اور شعور کے پیش نظر سمجھتا ہوں کہ میں نے اس شرح کو الحمد للہ مکمل کر دیا الحمد للہ میں نے اس شرح کو یکم فروری ۲۰۱۱ء میں شروع کیا تھا تین سال کے عرصہ میں الحمد للہ آٹھ جلدوں پر مشتمل یہ شرح مکمل ہو گئی تھوڑی سی محنت باقی ہے۔

فضل محمد یوسف زئی حال مقیم کراچی پاکستان

۳۰ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ

مطابق یکم فروری ۲۰۱۴ء

كتاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ

علامات قیامت اور فتنوں کا بیان

''الفتن'' فتنہ کی جمع ہے اور فتنہ کے کئی معنی آتے ہیں مثلاً آزمائش، امتحان، گناہ، ابتلاء، عذاب، مال و اولاد، بیماری و جنون، گمراہی اور شرک وغیرہ سب پر موقع بموقع فتنہ کا اطلاق ہوتا ہے۔

مگر فتنہ کا واضح مفہوم وہ آفت ہے جو قدرت کی طرف سے کسی آدمی پر نازل ہو جائے، آفتوں کی اقسام بھی بہت ہیں مگر دو قسمیں زیادہ واضح ہیں ایک قسم وہ آسمانی آفت ہے جس کی علت اور سبب اور وجہ معلوم نہ ہو، سبب اور علت بالکل مخفی ہو ظاہر میں کچھ بھی نظر نہ آتا ہو صرف آفت نظر آرہی ہو۔ فتنہ اور آفت کی دوسری قسم وہ ہے جس کی علت اور سبب ایک حد تک معلوم ہو، پہلی قسم کو ''فتنہ عمیاء'' کہتے ہیں جس میں کوئی شخص یہ تمیز نہیں کرسکتا کہ حق کس طرف ہے اور باطل کس طرف ہے جیسے بلاوجہ قتل و غارت گری ہو کہ نہ قاتل کو معلوم ہو کہ اس نے قتل کیوں کیا اور نہ مقتول کو پتہ ہو کہ اس کو کیوں قتل کیا گیا۔ فتنہ کی دوسری قسم میں اس طرح ابہام نہیں ہوتا بلکہ کچھ نہ کچھ اسباب کا پتہ چلتا ہے، یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ فتنوں کا تعین اور ان کا مصداق بتانا بہت ہی مشکل کام ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ فتنوں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ حضور اکرم کی کسی پیشگوئی کو کسی خاص فتنہ اور خاص واقعہ پر چسپاں کرنا اور اس کے ساتھ خاص طور پر جوڑنا بہت مشکل ہوتا ہے کیونکہ یہ عین ممکن ہے کہ آنحضرت کی ایک پیشگوئی کا مصداق مختلف زمانوں کے مختلف واقعات و حادثات ہوں گویا اپنے اپنے وقت پر آنے والے مختلف فتنے حضور اکرم کی پیشگوئی کا مصداق بن گئے ہوں اس لیے تعین مشکل ہے۔

یہاں یہ بات بھی ملحوظ رکھنی چاہیے کہ بسا اوقات حضور اکرم اپنی پیشگوئی میں کسی حادثہ کی طرف اشارہ فرما دیتے بظاہر وہ معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے لیکن جب وہ حادثہ اور فتنہ ظاہر ہو کر سامنے آجاتا ہے تو وہ پورے معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور ہر خاص و عام پر آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہو جاتا ہے تب معلوم ہو جاتا ہے کہ علمی اعتبار سے یہ بات کتنی چھوٹی اور پوشیدہ تھی مگر عملی طور پر یہ کتنی مشہور اور بڑی ہے۔

کتاب الفتن سے لیکر کتاب الزھد والرقاق تک قیامت سے پہلے بڑے بڑے فتنوں کا ذکر ہے اور اسی میں قیامت کی علامات کا مسلسل بیان بھی چل رہا ہے یہی وجہ ہے کہ یہاں فتن کے ساتھ اشراط الساعة کا عنوان قائم کیا گیا ہے تاکہ دونوں کی طرف اشارہ ہو جائے۔

قال اللہ تعالیٰ ﴿فهل ينظرون الا الساعة ان تأتيهم بغتة فقد جاء اشراطها﴾ (محمد:۱۹)

اشراط جمع ہے اس کا مفرد شرط ہے جو نشانی اور علامت کے معنی میں ہے اس باب میں وہ علامات بیان ہوں گی جو قیامت کے قرب اور اس کے واقع ہونے کو ظاہر کرتی ہیں۔ ''الساعۃ'' دن اور رات کل ''۲۴'' اجزاء پر مشتمل ہیں ان اجزاء میں سے ایک جز کو ساعت کہتے ہیں جس کو ایک گھڑی اور گھنٹہ بھی کہتے ہیں یہاں ساعہ سے یہ گھڑی مراد نہیں ہے بلکہ ساعہ کا اطلاق غیر معلوم مختصر وقت پر بھی ہوتا ہے یہاں یہی مراد ہے کیونکہ قیامت کے وقوع کا وقت غیر معلوم بھی ہے اور مختصر بھی ہے علماء نے لکھا ہے کہ قیامت سے پہلے چند علامات ایسی ہیں جو چھوٹی ہیں چنانچہ حضرت مہدی تک جو علامات ہیں یہ چھوٹی ہیں اور پھر ظہور مہدی سے لیکر قیامت کے وقوع تک بڑی علامات ہیں ان دونوں کو علامات صغریٰ اور علامات کبریٰ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

بَابُ اقْتِرَابِ الْفِتَنِ وَفَتْحِ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ

یأجوج مأجوج کی دیوار کے کھلنے اور فتنوں کے قریب ہونے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۷۲۲۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ مِنْ نَوْمِهِ وَهُوَ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ وَعَقَدَ سُفْيَانُ بِيَدِهِ عَشَرَةً، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی نیند سے یہ کہتے ہوئے بیدار ہوئے،

لا الہ الا اللہ ،عرب کے لیے اس شر سے ہلاکت ہو جو قریب آپہنچا۔ یاجوج ماجوج کی آڑ آج اتنی کھل گئی ہے اور حضرت سفیان راوی نے اپنے ہاتھ سے دس کے عدد کا حلقہ بنایا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے، اس حال میں کہ نیک لوگ ہم میں موجود ہوں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! جب فسق و فجور کی کثرت ہو جائے گی۔

تشریح:

''من ردم یاجوج وماجوج'' ردم دیوار کو کہتے ہیں یاجوج ماجوج کو بند رکھنے کے لیے ذوالقرنین نے جو دیوار بنائی تھی اس

دیوار کو ردم کے نام سے یاد کیا گیا ہے آیندہ اس کی تفصیل آرہی ہے اس جملہ میں تین حقائق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے میں اسی کی تحقیق کر کے تفصیل بیان کرنا چاہتا ہوں۔اس میں ایک بحث تو یاجوج ماجوج کے لفظ سے متعلق ہے دوسری بحث یاجوج ماجوج کے وجود اور اس لفظ کے مصداق سے متعلق ہے اور تیسری بحث ردم یا جوج ماجوج یعنی سد ذوالقرنین سے متعلق ہے۔

(۱) یاجوج ماجوج کے لفظ کی تحقیق:

یاجوج ماجوج کوئی الگ قسم عجیب الخلقت مخلوق نہیں بلکہ دنیا انسانی کی عام آبادی کی طرح وہ بھی اولاد آدم میں سے ہیں اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کی اولاد میں سے ہیں یاجوج ماجوج کا اطلاق منگولیا کے ان وحشی اقوام پر ہوتا ہے جو یورپ اور روس کے لیے بنیاد اور منبع ومنشاء کی حیثیت رکھتے ہیں۔یاجوج ماجوج کے ان وحشی اقوام کے دو بڑے قبیلوں کو نزدیک کے ہمسایہ لوگوں نے مُوگ اور یُوچی کے نام سے یاد کیا پھر یونانیوں نے ان کو یوگاگ اور میگاگ کے نام سے ذکر کیا پھر عبرانی اور عربی لغت نے اس میں تصرف کیا اور اس کو یاجوج ماجوج بنا دیا قرآن وحدیث میں اس کو اسی نام سے ذکر کیا گیا ہے۔

(۲) یاجوج ماجوج کا مصداق اور ان کے وجود کی تحقیق

قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ کہف کے آخر میں ذوالقرنین کا ذکر فرمایا ہے خلاصہ یہ ہے کہ ذوالقرنین کی تیسری مہم میں سفر کے دوران ان کی ایک قوم سے ملاقات ہوئی جو ایک دوسرے کی زبان نہیں جانتے تھے لیکن کسی طرح انہوں نے ذوالقرنین کو بتادیا کہ ان دو پہاڑوں کے درمیان سے یاجوج ماجوج نکل آتے ہیں اور زمین میں فساد کر کے ہم کو ستاتے ہیں آپ ہماری مدد کریں اور ان کی شرانگیزی سے ہم کو بچائیں۔بہرحال تاریخ کی ناقابل انکار شہادتوں نے بھی یہ ثابت کر دیا ہے کہ ''خورس'' کو جانب شمال میں ایک قابل ذکر مہم پیش آئی جس میں کاکیشا کوہ قاف کے پہاڑی سلسلے میں ایسے دو پہاڑ ملے جس کے درمیان قدرتی درہ بنا ہوا ہے ان پہاڑوں کی دوسری جانب ''سنتھینین'' (یاجوج ماجوج) قبائل کے جنگلی اور غیر مہذب لیٹرے دَل کے دَل آکر اس جانب کے لوگوں پر حملہ کرتے اور لوٹ مار کر کے درہ کے راستہ سے واپس جایا کرتے تھے ''خورس'' یعنی ذوالقرنین جب اس جگہ پہنچا تو مقامی لوگوں نے اپنے بچاؤ کے لیے ایک دیوار بنانے کی درخواست کی خورس نے درخواست قبول کی اور لوہے اور تانبے سے ملا کر ایک زبردست دیوار قائم کر دی قرآن نے جس شخص کو ذوالقرنین کہا ہے راجح اور تسلیم شدہ حقیقت یہی ہے کہ یہی شخص ''خورس'' ہے ذوالقرنین کی شخصیت کی طرف اس مختصر اشارہ کے بعد اب یہ بات اہم ہے کہ ہم معلوم کرلیں کہ یاجوج ماجوج کون ہیں؟ عام اسرائیلی روایات نے اس حقیقت کو خرافات سے بھر دیا ہے لہذا اس کو نظر انداز کیا جاتا ہے اور قابل

اعتماد حقائق کو ہم سامنے لانے کی کوشش کریں گے۔

(۱) شیخ قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''وَيَاجُوجَ وَمَاجُوجَ قَبِيْلَتَانِ مِنْ وَلَدِ يَافِثِ بْنِ نُوحٍ'' (فتح الباری قصص القرآن)
یعنی یاجوج ماجوج دو قبیلے ہیں جو یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔

(۲) علامہ ابن حجر فرماتے ہیں ''والغرض منه هنا ذكر ياجوج وماجوج والاشارة الى كثرتهم وان هذه الامة بالنسبة اليهم نحو عشر عشر العشر وانهم من ذرية آدم ردا على من قال خلاف ذالک'' (فتح الباری ج ۶ ص ۲۹۸)
ترجمہ: امام بخاری یہاں اس حدیث کو لا کر یاجوج ماجوج کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں اور ان کی کثرت بیان کرنا چاہتے ہیں اور یہ بتانا ہے کہ اس امت کے مقابلہ میں یاجوج ماجوج ہزاروں گنا زیادہ ہیں اور یہ ثابت کرنا ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کی طرح نسل آدم میں شامل ہیں اس سے ان لوگوں کا رد کرنا مقصود ہے جو یاجوج ماجوج کو اولاد آدم کے علاوہ مخلوق سمجھتے ہیں۔

(۳) حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں ویافث ابو الترک فیاجوج وماجوج طائفة من الترک وهم مغلول المغلول ترجمہ: اور یافث تاتاریوں کا نسلی باپ ہے پس یاجوج وماجوج تاتاریوں ہی کی ایک شاخ ہے اور یہ منگولیا قبائل کے منگولی ہیں وهم اشد باسا واكثر فسادا من هولاء (البدایۃ والنہایۃ: ج ۲ ص ۱۱۰)
اور یہ دوسرے تاتاریوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ طاقتور اور بہت زیادہ فسادی اور لوٹ مار مچانے والے ہیں علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے تفسیر ابن کثیر میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔

(۴) علامہ سید محمود آلوسی رحمہ اللہ اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں۔
ان یاجوج وماجوج قبیلتان من ولد یافث بن نوح علیہ السلام وبه جزم وهب بن منبه وغيره واعتمده كثير من المتاخرين (روح المعانی ج ۱۶ ص ۳۶)
ترجمہ: یاجوج وماجوج دو قبیلے ہیں جو یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہیں ابن وہب نے یہی قول کیا ہے اور بہت سارے متاخرین نے اسی پر اعتماد وبھروسہ کیا ہے اھ
علامہ ابن کثیر آگے چل کر مزید لکھتے ہیں کہ بعض مفسرین کے کلام میں یہ تصریح ہے کہ ترک (تاتاری) انہیں یاجوج ماجوج میں سے ہیں ابن جریر اور ابن مردویہ نے ایک مضبوط اثر سدیؒ سے نقل کیا ہے کہ ترک (تاتاری) یاجوج ماجوج کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے اور عبدالرزاق نے قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یاجوج وماجوج بائیس قبائل کا مجموعہ ہے۔

علامہ ابن خلدون سد سکندری کے متعلق لکھتے ہیں کہ "ھو جبل یاجوج وماجوج وھذہ الامم کلھا من شعوب الترک "ترجمہ: اور یہ یاجوج وماجوج کا پہاڑ ہے اور یاجوج وماجوج کے سارے قبائل ترکوں کے قبائل میں سے ہیں۔

خلاصہ کلام

اس بحث سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ نسب کے اعتبار سے یاجوج وماجوج کا نسب ترکوں اور تاتاریوں سے جاملتا ہے لہذا جو لوگ یاجوج وماجوج کو نسلِ انسانی کے علاوہ ایک اور مخلوق قرار دے رہے ہیں وہ غلطی کررہے ہیں اسی طرح وہ مؤرخین اور جدید سائنسدان اور ماڈرن طبقہ جو موجودہ چین اور روس اور ترکوں کے اقوام کو یاجوج ماجوج کہتے ہیں وہ بھی سخت گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں یا جن لوگوں نے تاتاری یلغار کو خروج یاجوج ماجوج قرار دیا وہ بھی سخت گمراہی میں مبتلا ہیں اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ تاتاری یلغار یاجوج ماجوج کی یلغار کے مشابہ ہے تو اس کی ایک وجہ ہوسکتی ہے جس کی طرف علامہ روح المعانی نے بھی اشارہ کیا ہے لیکن فتنہ تاتار ہی کو یاجوج ماجوج کا خروج قرار دینا قرآن وحدیث کے سراسر خلاف ہے احادیث میں تصریح ہے کہ پہلے ظہور مہدی ہوگا پھر خروج دجال ہوگا پھر نزول عیسیٰ ہوگا اور اس کے بعد یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا جس طرح امام مسلم نے اس کو ذکر کیا ہے تو جس حادثہ کو اسلام قرب قیامت کی علامت قرار دیتا ہے اور نزول عیسیٰ کے بعد کا واقعہ قرار دیتا ہے اس کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ واقعہ رونما ہوچکا ہے اور یاجوج ماجوج یہی موجودہ ترک یا ان سے پہلے تاتاری یا یورپ کے وحشی لوگ ہیں اور اب نیٹو اور امریکا کی شکل میں وحشیت اور بربریت کر رہے ہیں یہ نظریہ سراسر غلط ہے اور انکار حدیث پر مبنی ہے ہاں موجودہ وحشی اقوام یاجوج ماجوج کی بگڑی ہوئی شکل کی ایک مہذب صورت ہوسکتی ہے تو یاجوج ماجوج کی بگڑی ہوئی غلیظ شکل تو دیوار یاجوج ماجوج کے پیچھے ہے اور اس کی ایک جھلکی مہذب شکل میں باہر ہے۔

بہرحال یاجوج ماجوج اپنی بدترین شکل میں تباہی مچانے کے لیے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد دیوار سے باہر آئیں گے اور دنیا کو چاٹ لیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو کوہ طور پر لے جاکر پناہ پکڑیں گے پھر حضرت عیسیٰ کی بددعا سے یاجوج ماجوج ایک وبائی مرض سے مرجائیں گے اور ان کی لاشوں کو بڑے بڑے پرندے آکر اٹھالیں گے اور کہیں لے جاکر پھینک دیں گے زیر نظر باب کی احادیث میں اسی طرح ہے۔

(۳) یاجوج ماجوج کی دیوار سد ذوالقرنین کی تحقیق

یاجوج ماجوج کے لفظ کی تحقیق اور ان کے اقوام کے مصداق کی تحقیق کے بعد اب تیسری چیز یہ محل بحث ہے کہ یاجوج وماجوج کی

دیوار کہاں پر ہے اور سد ذوالقرنین کی تحقیق کیا ہے تو سمجھ لو کہ یاجوج ماجوج کا تسلط دنیا پر بہت زیادہ تھا ان کے شر وفساد سے ایک طرف کا کیشیا کے نیچے بسنے والے سارے لوگ غیر محفوظ تھے تو دوسری جانب تبت اور چین کے لوگ بھی پریشان تھے لہذا یاجوج ماجوج کے فتنہ وفساد سے بچنے کے لیے اور ان کے لوٹ مار کے یلغار کو روکنے کے لیے مختلف بادشاہوں نے مختلف زمانوں میں مختلف علاقوں میں مختلف دیواریں اور مختلف حصار بنائے ہیں جن میں سے چار بہت مشہور ہیں۔

(۱) دیوار چین: یہ دیوار تقریباً ایک ہزار میل تک طویل ہے اس دیوار کو منگولی لوگ اَتکُو وہ کہتے ہیں اور ترکی میں اس کو "بُوْرْ قُوقہ" کہتے ہیں یاجوج ماجوج اور دیگر اقوام سے بچنے کے لیے چین کے فغفور بادشاہ نے اس کو بنایا تھا جو آج کل بھی دیوار چین کے نام سے موجود اور مشہور ہے۔

(۲) دیوار دربند: وسط ایشیاء میں بخارا اور ترمذ کے قریب ایک دیوار ہے اس کے محل وقوع کا نام دربند ہے اس لیے اس دیوار کا نام دربند ہے یہ دیوار مغل کے مشہور بادشاہ تیمور لنگ کے زمانہ میں تھی شاید اس نے ہی بنوائی ہوگی۔

(۳) دیوار باب ابواب: اس دیوار کا نام بھی دیوار دربند ہے جو باب الابواب کے نام سے مشہور ہے یہ دیوار روسی علاقہ داغستان میں واقع ہے جو چیچنیا کے قریب ہے۔ علامہ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ داغستان میں دربند ایک روسی شہر ہے یہ شہر بحر خزر چیچنیا کے مغربی کنارہ پر واقع ہے اس کو دربند شیروان بھی کہتے ہیں اور باب الابواب کے نام سے بھی مشہور ہے اب یہ دیوار خستہ حالت میں ہے اس کو باب الحدید بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں لوہے کے بڑے بڑے پھاٹک لگے ہوئے ہیں۔

(۴) سد ذوالقرنین: یاجوج ماجوج کے حملوں کے خطرے کے پیش نظر چوتھی دیوار سد ذوالقرنین کے نام سے مشہور ہے آدمی جب باب الابواب سے مغرب کی جانب کا کیشیا کے اندرونی حصوں میں جاتا ہے تو آگے ایک درہ آتا ہے جو درہ داریال کے نام سے مشہور ہے اس درہ میں ایک بڑی آہنی دیوار ہے جو قفقاز یا جبل قوقایا جبل کوہ قاف کی سد کہلاتی ہے اور یہ سد دو پہاڑوں کے درمیان بنائی گئی ہے اور یہی سد ذوالقرنین ہے اب دیوار چین کو چھوڑ کر باقی تینوں دیواروں میں یہ اشتباہ پیدا ہوگیا ہے کہ سد ذوالقرنین ان میں سے کونسی ہے اہل باطل کی یہ کوشش رہی ہے کہ وہ قرآن کے مصداقوں کو چھپاتے مٹاتے ہیں اہل تاریخ بھی اس ظلم میں ان کے ساتھ شریک ہیں حیرانی اس پر ہے کہ یہود ونصاریٰ نے مدائن صالح میں قوم ثمود کے کھنڈرات کا انکار کیا قوم شعیب کے آثار کا انکار کیا قوم لوط اور قوم عاد کے تباہ شدہ علاقوں کے واضح علامات کا انکار کیا تاکہ قرآن عظیم کی

صداقت لوگوں پر ظاہر نہ ہو جائے اسی طرح ان اہل باطل نے سد سکندری میں بھی تشویش پیدا کی خود ذوالقرنین میں تشکیکات ڈالدیں اور سکندر رومی اور سکندر مقدونی وغیرہ کا مسئلہ کھڑا کر دیا یہاں ذوالقرنین کی بنائی ہوئی دیوار میں شکوک شبہات پیدا کیے۔

اب سد ذوالقرنین کے بارے میں قرآن عظیم میں دو باتیں واضح طور پر ملتی ہیں اسی کو بنیاد بنا کر ہم دربند اور سد کے نام سے جو تین دیواریں جانب شمال میں بنی ہیں اس میں ذوالقرنین کا تعین کر سکتے ہیں۔

قرآن عزیز میں ایک بات تو یہ کی گئی ہے کہ وہ بند دو پہاڑوں کے درمیان بنائی گئی ہے دوسری بات یہ کہی گئی ہے کہ وہ دیوار اینٹ پتھر سے نہیں بلکہ لوہے اور تانبے سے بنی ہوئی ہے اب دیوار چین تو اس بحث سے خارج ہے کیونکہ وہ شمال کی جانب ہی نہیں ہے بلکہ مشرق اقصیٰ میں ہے اب باقی تین دیواروں میں جو شمال میں واقع ہیں ایک ترمذ اور بخارا کے پاس دربند کے نام سے واقع ہے وہ سد ذوالقرنین نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ یہ دیوار لوہے سے نہیں بلکہ پتھروں سے بنی ہے اور دو پہاڑوں کے درمیان ہے لیکن اس کا کچھ حصہ سطح زمین پر بنایا گیا ہے لہذا اس دیوار کو سد ذوالقرنین قرار دینا قرآن کی تصریحات کے خلاف ہے۔

دوسری دیوار دربند بحر قزوین ہے جو باب الابواب کے نام سے مشہور ہے اس کو بھی سد ذوالقرنین نہیں کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس کا بھی بڑا حصہ زمین پر بنا ہوا ہے اس میں اگر چہ بڑا لوہا لگا ہے لیکن یہ مکمل طور پر لوہے سے بنی ہوئی نہیں ہے اگر چہ بہت سارے مؤرخین اس کو سد ذوالقرنین کہتے چلے آئے ہیں اب رہ گئی یہ بات کہ باب الابواب سے مغربی جانب میں کا کیشیا کے اندرونی علاقہ سے گزر کر آگے ایک درہ آتا ہے جو درہ داریال کے نام سے مشہور ہے اسی مقام میں ایک آہنی دیوار ہے جو قفقازیا جبل قوقا یا جبل کوہ قاف کی سدّ کہلاتی ہے یہی سدّ ذوالقرنین ہے۔ واثق باللہ نے جب اپنے خواب کی تعبیر کے پیش نظر ایک تحقیقاتی وفد بھیجا تھا اور وہ باب الابواب سے جب آگے گیا تو اس وفد نے اپنے مشاہدہ کے تحت یہ تصریح کی ہے کہ یہ دیوار مکمل طور پر لوہے اور پگھلے ہوئے تانبے سے بنائی گئی ہے پس قرآن کریم کے بتائے ہوئے صفات پر یہ دیوار پوری اترتی ہے۔

اہل تاریخ کی جم غفیر واثق باللہ کی تحقیقاتی کمیٹی اور سلف وخلف میں سے وہب بن منبہ ابوحیان ابن خرداد علامہ انور شاہ کاشمیری اور ابوالکلام آزاد جیسے محققین کی یہی رائے ہے کہ سد ذوالقرنین کوہ قفقاز کے اسی درہ کی دیوار کا نام ہے قصص القران اور معارف القران کی طویل تشریحات سے بندہ نے بطور اجمال یہ حقائق لیکر لکھدی ہیں۔

صاحب قصص القران کا کہنا ہے کہ ذوالقرنین کو خورس اور سائرس کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یہ دیوار اسی نے بنائی ہے۔ اب یہ اعتراض کوئی وزن نہیں رکھتا جو اہل یورپ کرتے ہیں کہ ہم نے دنیا کو چھان مارا یہ دیوار کہیں بھی نہیں ہے ہم ان سے پوچھتے ہیں

کہ خود تمہارے سیاح اقرار کرتے ہیں کہ اب بھی بہت سارے دریا اور جنگل اور جزیرے ایسے ہیں جن کا ہم کو علم نہیں ہے ہم ان سے یہ بھی پوچھتے ہیں کہ پانچ سو سال پہلے تو پورا امریکہ غائب تھا اب ظاہر ہوا وہ کیوں غائب تھا معلوم ہوا تمہاری معلومات ناقص ہیں اصل معلومات مسلمانوں کے پاس ہیں اس کو سنو اور مانو۔

اذا قالت حذام فصدقوها ☆ فان القول ما قالت حذام

جب حذام کوئی بات کہدے تو اس کی تصدیق کرو کیونکہ حقیقت وہی ہے جو حذام نے کہا ہے

۷۲۲۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَسَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَزَادُوا فِي الْإِسْنَادِ، عَنْ سُفْيَانَ، فَقَالُوا: عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ حَبِيبَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ سابقہ حدیث ہی کی طرح مروی ہے۔

۷۲۲۸۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ، أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ، أَخْبَرَتْهَا أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَزِعًا مُحْمَرًّا وَجْهُهُ، يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ الْإِبْهَامِ، وَالَّتِي تَلِيهَا، قَالَتْ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ گھبرائے ہوئے اس حال میں نکلے کہ آپ ﷺ کا چہرہ سرخ تھا اور فرما رہے تھے: لا الہ الا اللہ عرب کے لیے اس شر سے ہلاکت ہو جو قریب آ چکا ہے آج یاجوج ماجوج کی آڑ اتنی کھل چکی ہے اور آپ ﷺ نے اپنے انگوٹھے اور اس کے ساتھ ملی ہوئی انگلی کا حلقہ بنا کر بتایا۔ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے اندر موجود نیک لوگوں کے باوجود بھی ہلاک ہو جائیں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! جب فسق و فجور کی کثرت ہو جائے گی۔

۷۲۲۹۔ وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ

خَالِدٍ، ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ كِلَاهُمَا، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ

ان مذکورہ اسناد سے بھی یہ حدیث سابقہ حدیث ہی کی طرح مروی ہے۔

۷۲۳۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ وَعَقَدَ وُهَيْبٌ بِيَدِهِ تِسْعِينَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج یاجوج ماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی ہے اور حضرت وہیب راوی نے اپنے ہاتھ سے نوے (۹۰) کا حلقہ بنایا۔

بَابُ الْخَسْفِ بِالْجَيْشِ الَّذِي يَؤُمُّ الْبَيْتَ

بیت اللہ کو ڈھانے کے ارادہ سے آنے والے لشکر کے دھنسنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۷۲۳۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ۔ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا۔ جَرِيرٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ الْقِبْطِيَّةِ، قَالَ: دَخَلَ الْحَارِثُ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَفْوَانَ وَأَنَا مَعَهُمَا، عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، فَسَأَلَاهَا عَنِ الْجَيْشِ الَّذِي يُخْسَفُ بِهِ، وَكَانَ ذَلِكَ فِي أَيَّامِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، فَقَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَعُوذُ عَائِذٌ بِالْبَيْتِ، فَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ، فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِهِمْ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَيْفَ بِمَنْ كَانَ كَارِهًا؟ قَالَ: يُخْسَفُ بِهِ مَعَهُمْ، وَلَكِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى نِيَّتِهِ وَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: هِيَ بَيْدَاءُ الْمَدِينَةِ،

حضرت عبید اللہ بن قبطیہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں حارث بن ابی ربیعہ اور عبداللہ بن صفوان کے ہمراہ ام المؤمنین ام سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان دونوں نے سیدہؓ سے اس لشکر کے بارے میں سوال کیا جو زمین میں دھنسایا جائے گا اور یہ سوال و جواب ابن زبیرؓ کی خلافت کے دوران ہوا تھا تو سیدہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا: ایک پناہ لینے والا بیت اللہ کی پناہ لے گا پھر اس کی طرف لشکر بھیجا جائے گا۔ وہ جب ہموار زمین (بیداء) میں پہنچے گا تو انہیں دھنسایا جائے گا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جس کو زبردستی اس لشکر میں شامل کیا گیا ہو، اس کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے بھی ان کے ساتھ دھنسایا جائے گا۔ اور حضرت ابو جعفر نے کہا: بیداء سے (میدان) مدینہ مراد ہے۔

تشریح:

''علی ام سلمۃ'' یعنی حارث اور عبداللہ بن صفوان حضرت ام سلمہ کے ہاں گئے تو انہوں نے ام المؤمنین سے اس لشکر کے دھنسنے کے بارے میں پوچھا جو بیت اللہ کے گرانے کی غرض سے آئے گا اور بیداء مقام میں دھنس جائے گا اور ان حضرات نے جو سوال کیا تو یہ عبداللہ بن زبیر کی خلافت کا زمانہ تھا اور یزید نے ایک لشکر مکہ کی طرف روانہ کیا تھا لوگوں کو خوف تھا کہ آنحضرت کی پیش گوئی کا لشکر یہی نہ ہو یہ لشکر کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ خود یزید مر گیا اور لشکر واپس ہو گیا پھر عبدالملک بن مروان کے دور حکومت میں حجاج نے لشکر روانہ کر دیا اور سخت جنگ کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر شہید کر دیئے گئے۔

اب یہاں اعتراض یہ ہے کہ حضرت ام سلمہ کا انتقال تو حضرت معاویہ کے عہد حکومت میں ۵۹ھ میں ہوا تھا اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر کی خلافت کا زمانہ نہیں پایا تھا تو یہ کیسے صحیح ہوگا کہ ''وکان ذلک فی ایام ابن الزبیر'' اسی لیے علامہ ابوالولید کنانی نے کہا ہے کہ اس طرح روایت صحیح نہیں ہے۔ اس اعتراض کا جواب قاضی عیاض اور علامہ نووی وغیرہ شارحین نے یہ دیا ہے کہ حضرت ام سلمہ کی وفات میں دو قول ہیں ایک ۵۹ھ کا ہے جس میں حضرت معاویہؓ کی حکومت تھی دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت ام سلمہ کا انتقال ۶۲ھ میں ہوا تھا جس میں حجاز پر حضرت عبداللہ بن زبیر کی حکومت تھی تو یہ کلام اس دوسرے قول کے مطابق صحیح ہے لیکن اس میں بھی کوئی لشکر دھنسا نہیں تھا اگر چہ حجاج بن یوسف نے لشکر بھیجا اور عبداللہ بن زبیر کو شہید کر دیا علامہ ابی فرماتے ہیں کہ مستقبل میں کوئی لشکر اس طرح برے ارادے سے آئے گا اور دھنس جائے گا عام روایات اور تاریخ میں یہی لکھا ہے کہ یہ واقعہ ایک سفیانی شخص کے لشکر کے ساتھ پیش آئے گا اور یہ زمانہ حضرت مہدی کا ہوگا زیر بحث روایت میں بھی ابو جعفر راوی کے قول کے اشارے سے اور اس کے بعد روایت میں عبداللہ بن صفوان کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لشکر مہدی کے زمانہ میں دھنس جائے گا اور مکہ کے قریب ہوگا شام کا لشکر اس حدیث کا مصداق نہیں ہے ''یعوذ عائذ بالبیت'' اس سے حضرت مہدی مراد ہیں عبداللہ بن زبیر مراد نہیں ہے ''منعۃ'' قوت اور طاقت کو کہتے ہیں ''المستبصر'' جانتے ہوئے کعبہ کے گرانے کے لیے جانے والا۔ یہ آئندہ احادیث میں آنے والے الفاظ کی تشریح ہے۔

"المجبور" مجبور کر کے جانے والا "مصادر شتی" یعنی اپنے نیت پر اٹھیں گے "عبث" سمع یسمع سے ہے نیند کی حالت میں بیدار آدمی کی طرح حرکت کرنے کو کہتے ہیں۔

۷۲۳۲۔ حَدَّثَنَاهُ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَفِي حَدِيثِهِ: قَالَ فَلَقِيتُ أَبَا جَعْفَرٍ، فَقُلْتُ: إِنَّهَا إِنَّمَا قَالَتْ: بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: كَلَّا، وَاللَّهِ إِنَّهَا لَبَيْدَاءُ الْمَدِينَةِ

اس سند سے بھی یہی حدیث سابقہ حدیث ہی کی طرح مروی ہے اس روایت میں ہے، راوی حدیث کہتا ہے کہ میں ابوجعفر سے ملا تو میں نے کہا: سیدہ نے تو زمین کا ایک میدان کہا۔ تو ابوجعفر نے کہا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! وہ میدان مدینہ منورہ کا ہے۔

۷۲۳۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ۔ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ صَفْوَانَ، سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ صَفْوَانَ، يَقُولُ: أَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ، أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَيَؤُمَّنَّ هَذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ يَغْزُونَهُ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ، يُخْسَفُ بِأَوْسَطِهِمْ وَيُنَادِي أَوَّلُهُمْ آخِرَهُمْ، ثُمَّ يُخْسَفُ بِهِمْ، فَلَا يَبْقَى إِلَّا الشَّرِيدُ الَّذِي يُخْبِرُ عَنْهُمْ فَقَالَ رَجُلٌ: أَشْهَدُ عَلَيْكَ أَنَّكَ لَمْ تَكْذِبْ عَلَى حَفْصَةَ، وَأَشْهَدُ عَلَى حَفْصَةَ أَنَّهَا لَمْ تَكْذِبْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

حضرت ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اس گھر والوں سے (بیت اللہ) لڑنے کے ارادے سے ایک لشکر چڑھائی کرے گا یہاں تک کہ جب زمین کے ہموار میدان میں ہوں گے تو ان کے درمیانی لشکر کو دھنسایا جائے گا اور ان کے آگے والے پیچھے والوں کو پکاریں گے پھر انہیں بھی دھنسایا جائے گا اور سوائے ایک آدمی کے جو بھاگ کر ان کے بارے میں اطلاع دے گا کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ ایک آدمی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں تیری اس ذات پر کہ تو نے حفصہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹ نہیں باندھا اور حفصہؓ پر بھی میں گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے بھی نبی کریم ﷺ پر جھوٹ نہیں باندھا۔

۷۲۳۴۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ الْعَامِرِيِّ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَفْوَانَ، عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: سَيَعُوذُ بِهَذَا الْبَيْتِ۔ يَعْنِي

الْكَعْبَةَ۔ قَوْمٌ لَيْسَتْ لَهُمْ مَنَعَةٌ، وَلَا عَدَدٌ وَلَا عُدَّةٌ، يُبْعَثُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِهِمْ، قَالَ يُوسُفُ: وَأَهْلُ الشَّأْمِ يَوْمَئِذٍ يَسِيرُونَ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ صَفْوَانَ: أَمَا وَاللهِ مَا هُوَ بِهَذَا الْجَيْشِ، قَالَ زَيْدٌ: وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ الْعَامِرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَابِطٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ، عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْجَيْشَ الَّذِي ذَكَرَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ صَفْوَانَ

سیدہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے (نام درج نہیں ہے مراد سیدہ حفصہ، عائشہ یا ام سلمہ ہوسکتی ہیں) کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عن قریب ایک قوم اس گھر یعنی خانہ کعبہ کی پناہ لے گی جن کے پاس کوئی رکاوٹ اور قوت نہیں ہوگی، نہ آدمیوں کی تعداد ہوگی اور نہ ہی سامان (ضروریات زندگی) ہوگا۔ ان کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا جب وہ زمین کے ایک ہموار میدان میں ہوں گے تو انہیں دھنسایا جائے گا۔ یوسف رحمہ اللہ نے کہا: شام والے ان دنوں مکہ والوں سے لڑنے کے لیے روانہ ہو چکے تھے۔ حضرت عبداللہ بن صفوان نے کہا: اللہ کی قسم! وہ لشکر یہ نہیں (جس کے بارے میں آپ ﷺ نے دھنس جانے کی پیش گوئی کی تھی)۔

۷۲۳۵۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ: عَبَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِهِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ صَنَعْتَ شَيْئًا فِي مَنَامِكَ لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُهُ، فَقَالَ: الْعَجَبُ إِنَّ نَاسًا مِنْ أُمَّتِي يَؤُمُّونَ بِالْبَيْتِ بِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ، قَدْ لَجَأَ بِالْبَيْتِ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْبَيْدَاءِ خُسِفَ بِهِمْ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الطَّرِيقَ قَدْ يَجْمَعُ النَّاسَ، قَالَ: نَعَمْ، فِيهِمُ الْمُسْتَبْصِرُ وَالْمَجْبُورُ وَابْنُ السَّبِيلِ، يَهْلِكُونَ مَهْلَكًا وَاحِدًا، وَيَصْدُرُونَ مَصَادِرَ شَتَّى، يَبْعَثُهُمُ اللهُ عَلَى نِيَّاتِهِمْ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نیند میں اپنے ہاتھ پاؤں کو ہلایا تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے اپنی نیند میں وہ عمل کیا جو پہلے نہ فرمایا کرتے تھے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تعجب ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ بیت اللہ کا ارادہ کریں گے قریش کے ایک آدمی کو پکڑنے کے لیے جس نے بیت اللہ میں پناہ لی ہوگی۔ یہاں تک کہ جب وہ ایک ہموار میدان میں پہنچیں گے تو انہیں دھنسایا جائے گا۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! راستہ میں تو سب لوگ جمع ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! ان میں بااختیار، مجبور اور مسافر بھی ہوں گے جو کہ ایک ہی دفعہ ہلاک ہو جائیں گے اور مختلف طریقوں سے نکلیں گے اور

(قیامت کے دن) اللہ انہیں ان کی نیتوں پر اٹھائے گا۔

بَابُ نُزُولِ الْفِتَنِ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ

موسلا دھار بارش کی طرح فتنوں کے نزول کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

۷۲۳۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ۔ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرُونَ: حَدَّثَنَا۔ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أُسَامَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَفَ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِينَةِ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟ إِنِّي لَأَرَى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ، كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ،

صحابی رسول حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر چڑھے پھر ارشاد فرمایا: کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ کہ تمہارے گھروں کی جگہوں میں فتنے ایسے گر رہے ہیں جیسے بارش کے قطرات گرتے ہیں۔

۷۲۳۷۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

اس سند سے بھی یہی سابقہ حدیث مبارکہ روایت کی گئی ہے۔

۷۲۳۸۔ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَالْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ۔ قَالَ عَبْدٌ: أَخْبَرَنِي، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا۔ يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ الْمُسَيِّبِ، وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَتَكُونُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ، وَمَنْ وَجَدَ فِيهَا مَلْجَأً فَلْيَعُذْ بِهِ.

صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عن قریب فتنے (ظاہر) ہوں گے ان میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے افضل ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے افضل ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا اور جو آدمی گردن اٹھا کر انہیں دیکھے گا تو وہ اسے ہلاک کر دیں گے اور جسے ان میں کوئی پناہ کی جگہ مل جائے تو چاہیے کہ وہ پناہ لے لے۔

کچھ فتنوں سے متعلق آنحضرتؐ کی پیشگوئی

تشریح:

''فتن'' یہ فتنۃ کی جمع ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک فتنہ نہیں ہوگا بلکہ موسلا دھار بارش کی طرح لگا تار فتنے ہوں گے۔ شارحین نے لکھا ہے کہ اس سے صحابہ کے دور میں واقع فتنوں کی طرف اشارہ ہے مثلاً حضرت عثمان بن عفان کی شہادت کے وقت بلوائیوں کا فتنہ پھر جنگ جمل کا فتنہ پھر جنگ صفین کا فتنہ پھر یزید کے زمانہ میں واقعہ حرہ کا فتنہ اور اگر اس کو کچھ اور عام کیا جائے تو یزید کے زمانہ میں حضرت حسین کی شہادت کے وقت کا فتنہ پھر حجاج بن یوسف کا عبداللہ بن زبیرؓ اور بیت اللہ پر حملے کا فتنہ پھر بغداد پر تاتاریوں کا فتنہ بلکہ ہوتے ہوتے آج پاکستان اور افغانستان پر یہود ونصاریٰ اور امریکہ کے قتل عام کا فتنہ اس سے پہلے روس کے طویل دور کے بے شمار فتنے اور آیندہ آنے والے بے شمار فتنوں کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے البتہ اہمیت کی وجہ سے ابتدائی دور کے وہ فتنے جو سرزمین عرب میں واقع ہوئے تھے وہ اس حدیث کا پہلا مصداق ہے۔

''آطام'' یہ جمع ہے اس کا مفرد اطم ہے بلند وبالا ٹاور نما قلعہ کو کہتے ہیں جس کو پشتو میں ''شینگرئی'' کہتے ہیں جو قبائل میں اب بھی کہیں کہیں پر ہیں۔ ''تشرف'' جھانک کر دیکھنے کو کہتے ہیں آیندہ ایک حدیث کی تشریح بھی یہاں لکھ دیتا ہوں تفصیل بعد میں ہوگی چنانچہ ایک لفظ ہے ''تشرفہ'' یعنی یہ فتنہ اس کو اپنی لپیٹ میں دبوچ لے گا۔ ''فلیعذ'' یعنی کہیں بھی پناہ کی جگہ مل جائے تو اس سے کنارہ ہو کر پناہ پکڑ لے بہر حال فتنوں کی ان جنگوں کو مشاجرات صحابہ کے تناظر میں دیکھنا چاہیے جس میں ایک موقف ہے کہ حق کا ساتھ دو دوسرا موقف ہے کہ صرف دفاع کرو اور تیسرا موقف ہے کہ گردن جھکا کر موت کو برداشت کرو ہر موقف پر مختلف صحابہ نے عمل کیا ہے۔

''اکرھت'' یعنی ان فتنوں کی جنگوں میں اگر مجھے مجبور کیا گیا اور میں مارا گیا تو کیا ہوگا آنحضرت نے فرمایا ''یبوء باثمک'' یعنی وہ شخص گناہ گار ہوگا اور دوزخ میں جائے گا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کو کسی ناجائز جنگ پر مجبور کیا گیا تو اس میں صرف حاضر ہونے پر گناہ نہیں ہوگا ہاں اگر اس نے لڑ کر کسی کو قتل کیا تو بالاتفاق یہ مجرم ہوگا اور حرام قتل کا مرتکب ہوگا قاضی عیاض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اسی طرح اگر کسی عورت پر زنا کا جبر کیا گیا اور اس نے زنا کر لیا تو وہ بھی گناہ گار ہوگی ہاں اگر اس کو باندھ لیا تو پھر وہ گناہ گار نہیں ہوگی علامہ نووی نے ایسا ہی لکھا ہے۔

۷۲۳۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَالْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ۔ قَالَ عَبْدٌ: أَخْبَرَنِي، وقَالَ

الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا۔ يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُطِيعِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ نَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ هَذَا، إِلَّا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ يَزِيدُ: مِنَ الصَّلَاةِ صَلَاةٌ مَنْ فَاتَتْهُ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ

اس سند سے بھی یہ سابقہ حدیث روایت کی گئی ہے البتہ اس روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ نمازوں میں سے ایک نماز ایسی ہے کہ جس سے وہ نماز قضا ہو جائے تو ایسا ہے گویا کہ اس کا گھر اور مال سب لوٹ لیا گیا ہو۔

۷۲٤۰۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: تَكُونُ فِتْنَةٌ النَّائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْيَقْظَانِ، وَالْيَقْظَانُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَسْتَعِذْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فتنے (جب ظاہر) ہوں گے تو ان میں سونے والا بیدار رہنے والا سے بہتر ہوگا اور بیدار کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا پس جس آدمی کو پناہ کی جگہ یا حفاظت کی جگہ مل جائے تو اسے چاہیے کہ (ان فتنوں سے بچنے کے لیے) وہ پناہ حاصل کرے۔

مشاجرات صحابہ کا بیان

۷۲٤۱۔ حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ الشَّحَّامُ، قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَفَرْقَدٌ السَّبَخِيُّ، إِلَى مُسْلِمِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ وَهُوَ فِي أَرْضِهِ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا: هَلْ سَمِعْتَ أَبَاكَ يُحَدِّثُ فِي الْفِتَنِ حَدِيثًا؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يُحَدِّثُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتَنٌ: أَلَا ثُمَّ تَكُونُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي فِيهَا، وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي إِلَيْهَا. أَلَا، فَإِذَا نَزَلَتْ أَوْ وَقَعَتْ، فَمَنْ كَانَ لَهُ إِبِلٌ فَلْيَلْحَقْ بِإِبِلِهِ، وَمَنْ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ فَلْيَلْحَقْ بِغَنَمِهِ، وَمَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَلْحَقْ بِأَرْضِهِ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ إِبِلٌ وَلَا غَنَمٌ وَلَا أَرْضٌ؟ قَالَ: يَعْمِدُ إِلَى سَيْفِهِ فَيَدُقُّ عَلَى حَدِّهِ بِحَجَرٍ، ثُمَّ لِيَنْجُ إِنِ اسْتَطَاعَ النَّجَاءَ، اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ؟ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ؟ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ أُكْرِهْتُ حَتَّى يُنْطَلَقَ بِي إِلَى أَحَدِ الصَّفَّيْنِ، أَوْ إِحْدَى الْفِئَتَيْنِ، فَضَرَبَنِي رَجُلٌ بِسَيْفِهِ، أَوْ

يَجِيءُ سَهْمٌ فَيَقْتُلُنِي؟ قَالَ: يَبُوءُ بِإِثْمِهِ وَإِثْمِكَ، وَيَكُونُ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ،

حضرت عثمان الشحام رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں اور فرقد سبخی مسلم بن ابی بکر کی طرف چلے اور وہ اپنی زمین میں تھے ہم ان کے پاس حاضر ہوئے تو ہم نے کہا: کیا آپ نے اپنے والد کو فتنوں کے بارے میں حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! میں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عن قریب فتنے برپا ہوں گے۔ آگاہ رہو پھر فتنے ہوں گے ان میں بیٹھنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا ان کی طرف دوڑنے والے سے بہتر ہوگا اور آگاہ رہو جب یہ نازل ہوں یا واقع ہوں تو جس کے پاس اونٹ ہوں وہ اپنے اونٹوں کے ساتھ ہی لگا رہے اور جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں کے ساتھ ہی لگا رہے اور جس کی زمین ہو وہ اپنی زمین سے ہی چمٹا رہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس کے پاس نہ اونٹ ہوں اور نہ ہی بکریاں اور نہ ہی زمین؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ اپنی تلوار لے کر اس کی دھار پتھر کے ساتھ رگڑ رگڑ کر کند اور ناکارہ کر دے پھر اگر وہ نجات حاصل کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو نجات حاصل کرے۔ اے اللہ! میں نے تیرا حکم پہنچا دیا۔ اے اللہ! میں نے تیرا حکم پہنچا دیا اے اللہ! میں نے تیرا حکم پہنچا دیا۔ ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں کہ اگر مجھے ناپسندیدگی اور ناگواری کے باوجود مجبور کر کے ان دونوں صفوں میں سے ایک صف یا ایک گروہ میں کھڑا کر دیا جائے پھر کوئی آدمی اپنی تلوار سے مجھے مار دے یا کوئی میری طرف آجائے جو مجھے قتل کر ڈالے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ وہ آدمی اپنے گناہ اور تیرے گناہ کے ساتھ لوٹے گا اور دوزخ والوں میں سے ہوگا۔

تشریح:

"ستکون فتن" یعنی آئندہ فتنے ظاہر ہوں گے خبردار! یہاں فتنے ہوں گے، خبردار! عن قریب فتنوں کا ظہور ہوگا۔

"یعمد الی سیفہ" یعنی اپنی تلوار کی طرف متوجہ ہو کر اس کو ہاتھ میں لے لے اور اس کی دھار کو پتھر سے مار کر توڑ دے جب تلوار ٹوٹ جائے گی تو یہ شخص اب کسی فتنہ میں نہیں جائے گا۔

"لینج" لام پر کسرہ ہے نون ساکن ہے اور جیم پر ضمہ ہے۔ تیز تیز دوڑ کر بھاگنے کو کہتے ہیں۔ "النجاء" یعنی خوب تیز تیز دوڑ کر بھاگنا چاہیے مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس جنگ سے بیزار ہے اور جلدی جلدی الگ ہو کر بھاگ رہا ہے مگر کسی نے مجبور کر کے جنگ میں زبردستی اس کو دھکیل دیا اور وہ مارا گیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو آنحضرت نے فرمایا کہ مارنے والا دوزخ میں جائے گا اور یہ مجبور جنت میں جائے گا۔

اس حدیث میں مسلمانوں کے آپس میں افتراق وانتشار کی طویل داستان کی طرف اشارہ ہے۔ مسلمانوں کی باہمی جنگوں میں حصہ لینے نہ لینے کے متعلق تین مذاہب ہیں۔ (۱) بعض صحابہ کرام کا مسلک ان ظاہری احادیث کے مطابق ہے کہ ان جنگوں میں بالکل کنارہ کش رہنا چاہیے یہ مسلک حضرت ابوبکرہ اور کچھ دیگر صحابہ کا ہے، اس مسلک کی تائید ساری احادیث سے ہوتی ہے۔ دوسرا مسلک حضرت ابن عمر اور ان کے ہم خیال صحابہ کرام کا ہے کہ اگر فتنہ دروازہ پر پہنچ جائے تو پھر دفاع کے طور پر لڑنا اور دفاع کرنا جائز ہے از خود جانا جائز نہیں ہے بعض روایات سے اس مسلک کی تائید ہوتی ہے۔

تیسرا مسلک جمہور صحابہ اور جمہور علماء کا ہے وہ یہ ہے کہ جو صف اہل حق کی ہے اس کا ساتھ دے کر اہل باطل کے مقابلے میں خوب لڑنا چاہیے قرآن کریم کی آیت ہے ﴿وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما فان بغت احداهما على الأخرى فقاتلوا التي تبغي حتى تفيء الى امر الله﴾ یہ آیت ان حضرات کی دلیل ہے، صحابہ کرام کے مابین جنگوں میں عام صحابہ نے اسی آیت کی روشنی میں حق کا ساتھ دیا ہے، حضرت علی اور حضرت عائشہ کے درمیان جنگ جمل ہو یا حضرت علی اور حضرت معاویہ کے درمیان جنگ صفین ہو جس میں ہزاروں انسان مارے گئے تھے صحابہ کرام نے اسی آیت اور اس قسم کی احادیث سے استدلال کیا ہے۔

حضرات صحابہ کرام کے درمیان جو لڑائیاں ہوئی ہیں وہ مشاجرات کے نام سے مشہور ہیں دونوں طرف سے اجتہادی معاملہ تھا نیتیں صاف تھیں۔ جنگیں مقدر تھیں، مشاجرات کا مطلب یہ ہے کہ شجر ایک ہے، شاخیں الگ الگ ہو کر چلی گئیں ہیں جڑ ایک اسلام ہی ہے، ہمیں چاہیے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے مقدس خون سے ہمارے ہاتھوں کو بچایا ہے تو ہم اپنی زبانوں کو بھی بچائیں اور خود جج اور قاضی بن کر صحابہ کرام کو اپنی عدالت کی کچہری میں لا کر کھڑا نہ کریں جس طرح مودودی صاحب نے خلافت وملوکیت میں بے جا جج بننے کی کوشش کی ہے اور صحابہ کرام کو اپنی عدالت میں پیش کر کے ان پر قلم چلایا ہے۔

۷۲۴۲۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، كِلَاهُمَا عَنْ عُثْمَانَ الشَّحَّامِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، حَدِيثُ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ نَحْوَ حَدِيثِ حَمَّادٍ إِلَى آخِرِهِ، وَانْتَهَى حَدِيثُ وَكِيعٍ عِنْدَ قَوْلِهِ: إِنِ اسْتَطَاعَ النَّجَاءَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

ان اسناد سے بھی یہی سابقہ حدیث مروی ہے البتہ حضرت وکیع کی روایت کردہ حدیث آپ کے ارشاد اگر وہ نجات کی طاقت رکھتا ہو، تک ہے آگے مذکور نہیں۔

بَابُ إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا

مسلمانوں کے دوفریقوں کے درمیان جنگوں کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

۷۲۴۳۔ حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، وَيُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: خَرَجْتُ وَأَنَا أُرِيدُ هَذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرَةَ، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَحْنَفُ؟، قَالَ: قُلْتُ: أُرِيدُ نَصْرَ ابْنِ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ يَعْنِي عَلِيًّا۔ قَالَ: فَقَالَ لِي: يَا أَحْنَفُ ارْجِعْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا، فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ قَالَ فَقُلْتُ: أَوْ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الْقَاتِلُ، فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: إِنَّهُ قَدْ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ

حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں اس آدمی (علی رضی اللہ عنہ کی حمایت) کے ارادہ سے گھر سے روانہ ہوا حضرت ابوبکرہ مجھ سے (راستہ میں) ملے تو کہنے لگے: اے احنف! کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد یعنی حضرت علی کی نصرت کا ارادہ کرتا ہوں تو حضرت ابوبکرہ نے مجھے کہا: اے احنف! واپس لوٹ جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جب دو مسلمان باہم ایک دوسرے سے اپنی تلواروں سے لڑائی، جنگ کریں گے تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔ میں نے عرض کیا یا آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ تو قاتل ہے مگر مقتول کا کیا قصور ہے؟ آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: کیونکہ اس نے بھی اپنے ساتھی کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔

ایک جنگ کے مقتولین کے لیے شدید وعید

تشریح:

”فی النار“ یعنی قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے۔

سوال: یہاں سوال یہ ہے کہ اس حدیث میں حضرت ابوبکرہ تصریح فرماتے ہیں کہ اس میں شرکت ناجائز ہے اور شرکت کرنے والا دوزخ میں جائے گا حالانکہ یہ صحابہ کا معاملہ ہے حضرت علی اور حضرت عائشہ یا حضرت معاویہ کا معاملہ ہے اس پر اس طرح حکم

لگانے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس حدیث کے شارحین اس کی صحیح تشریح فرماتے ہیں چنانچہ علامہ نووی فرماتے ہیں کہ قاتل اور مقتول کو جو دوزخی بتایا گیا ہے تو یہ اس جنگ میں شریک ان لوگوں پر محمول ہے جو کسی شرعی تاویل کے بغیر عصبیت اور قومیت وغیرہ کی بنیاد پر لڑتے ہیں علامہ نووی مزید فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کا اہل النار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ آگ کے مستحق ہوں گے لیکن مستحق ہونے والے کو کبھی سزا دی جاتی ہے اور کبھی معاف کیا جاتا ہے یعنی مستحق ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ دوزخ ہی میں جانا ہوگا کوئی اور صورت نہیں ہوگی۔ علامہ نووی مزید فرماتے ہیں کہ جان لو کہ صحابہ کے درمیان جو خون گرا ہے وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے اہل سنت اور اہل حق کا مسلک اس میں یہ ہے کہ صحابہ کے بارے میں حسن ظن رکھنا چاہیے اور ان کے باہمی جھگڑوں میں خاموش رہنا چاہیے اور ان کی لڑائیوں میں تاویل کر کے صحیح محمل پر حمل کرنا چاہیے اور یہ کہنا چاہیے کہ صحابہ مجتہد تھے اور صحیح تاویل والے تھے نہ ان کے دلوں میں دنیا کی محبت تھی اور نہ وہ گناہ کا ارادہ رکھتے تھے بلکہ ہر فریق کا خیال تھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا مخالف تجاوز کر رہا ہے اس لیے ان پر واجب ہے کہ ان سے لڑے تا کہ یہ مخالف اللہ تعالیٰ کے حکم پر آجائے ان صحابہ میں بعض اپنے اجتہاد میں حق تک پہنچ گئے اور بعض سے اجتہادی طور پر غلطی واقع ہوگئی جو معذور تھے اور مجتہد جب اجتہاد میں غلطی کر جاتا ہے تو وہ گناہ گار نہیں ہوتا ہے۔

حضرت علی ان تمام جنگوں میں حق پر تھے یہی اہل سنت کا مسلک ہے ان جنگوں میں بہت زیادہ اشتباہ واقع ہوگیا تھا یہاں تک کہ بعض صحابہ حیران رہ گئے اور دونوں فریق کو چھوڑ کر کنارہ کش ہوگئے۔ وہ کسی طرف پر یقین سے فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے تو الگ ہوگئے (کذا فی النووی) علامہ ابی مالکی نے بھی اسی طرح لکھا ہے کہ یہ حدیث اور اس کی شدید وعید قرنِ اوّل کے صحابہ کے بارے میں نہیں ہے بلکہ صحابہ کے علاوہ خود غرض اور فاسد نیت سے لڑنے والوں کے بارے میں ہے علامہ ابی نے لکھا ہے کہ امام غزالی وغیرہ نے اس بارے میں کئی لوگوں کے خواب نقل کیے ہیں اس میں ایک خواب یہ تھا کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ دونوں اللہ تعالیٰ کے پاس بلائے گئے تو زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ حضرت علی باہر آگئے اور فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے میرے حق میں فیصلہ دیدیا پھر حضرت معاویہ نکل آئے اور فرمایا میرے رب نے مجھے معاف کر دیا (علامہ ابی المالکی)

بہرحال زیر بحث حدیث میں آنحضرت ﷺ نے کسی کا نام نہیں لیا ہے فتنہ سے متعلق ایک عموم کو بیان فرمایا ہے زیر بحث حدیث کو حضرت ابوبکرہ نے عموم پر حمل کر کے جنگ جمل کے خصوصی موقع پر حضرت احنف کو سنایا ہے تا کہ وہ الگ ہو جائے چنانچہ وہ الگ ہوگئے بہرحال اس طرح جنگوں کے بارے میں حضرت ملا علی قاری نے بھی کچھ کلام کیا ہے اس کو بھی یہاں نقل کرتا ہوں۔

''فی النار'' یعنی اس کے مقتولین دوزخ میں جائیں گے کیونکہ اس جنگ میں ان کا مقصود نہ اعلائے کلمۃ اللہ ہوگا نہ کسی حق کی حمایت ہوگی اور نہ کسی ظالم کے ظلم کو دفع کرنا ہوگا بلکہ اختلاف و بغاوت اور ملک گیری اور مال جمع کرنا مقصود ہوگا (مرقات) (گویا ان جنگوں کا تعلق صحابہ کی جنگوں سے نہیں ہے)

''اللسان'' چونکہ یہ فتنہ تعصب اور قومیت پر مبنی ہوگا اس لیے زبان کی کاٹ تلوار کی کاٹ سے زیادہ مؤثر ہوگی، اس حدیث میں جس فتنہ کا ذکر ہے اس میں شریک دونوں فریق کے لیے شدید وعید ہے اور اس کے مقتولین کو دوزخی بتایا گیا ہے لہذا اس کے مصداق کو صحابہ کے دور کے مشاجرات قرار دینا ممکن نہیں ہے، حدیث میں کسی کا نام بھی نہیں ہے اور نہ کسی فریق کا تعین ہے مطلق فتنہ کا تذکرہ ہے، عرب دنیا پر روزِ اول سے مختلف فتنے آئے ہیں لہذا اس فتنہ کا مصداق ایسے لوگ ہو سکتے ہیں جو کسی حق کی حمایت دافع ظلم پر نہ لڑ رہے ہوں گے بلکہ محض دنیاوی اغراض کے لیے اور نفسانی خواہشات کے لیے لڑ رہے ہوں گے جس طرح قاضی عیاض کے کلام کو ملا علی قاری نے نقل کیا ہے قاضی عیاض بھی نے اسی طرح فرمایا ہے۔

اس قسم کی احادیث کو صحابہ کرام حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کی آپس کی جنگوں پر حمل نہیں کرنا چاہیے وہ صحابہ کی جماعت ہے، ان کا احترام امت پر واجب ہے، ان کی جنگوں کو مشاجرات کہتے ہیں، جس میں ایک فریق اگر حق پر قائم تھا تو دوسرا فریق اجتہادی خطاء کا مرتکب تھا جس میں سزا کی بجائے ثواب ملتا ہے، اس مقدس جماعت کو اللہ تعالیٰ نے ﴿رضی اللہ عنهم ورضوا عنه﴾ کے شاندار القاب سے یاد فرمایا ہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اذا ذکر اصحابی فامسکوا ''ای عن الطعن فیهم (مرقات) حضور ﷺ نے فرمایا ''اذا رئیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنة الله علی شرکم'' حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مشاجرات صحابہ کے بارے میں فرمایا:

''تِلْکَ دِمَآء طَهَّرَ اللّٰهُ اَیدینا منها فلا نُلَوِّثُ اَلْسِنَتَنَا بِهَا'' (مرقات)

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے پوچھا گیا کہ حضرت معاویہ افضل تھے یا عمر بن عبدالعزیز؟ تو آپ نے جواب دیا۔

''لغبار انف فرس معاویة حین غزا فی رکاب رسول الله افضل من کذا و کذا من عمر بن عبدالعزیز (مرقات)

بہر حال جمہور امت اس پر قائم ہے کہ حضرت علی حق پر تھے اور حضرت معاویہ اجتہادی غلطی پر تھے جس میں ثواب مل سکتا ہے ہمارے لیے سب سے اچھا راستہ یہ ہے کہ ہم مشاجرات صحابہ میں بالکل سکوت اختیار کریں سکوت پر مواخذہ نہیں ہے اور بولنے اور تحقیق کرنے میں مواخذہ کا خطرہ ہے۔

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن ☆ کہ جاہا سپر باید انداختن

آیندہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں "فئتان عظیمتان" اس سے حضرت علی اور حضرت معاویہ کی جماعت مراد ہے "دعواهما واحد" دونوں کا دعویٰ ایک تھا وہ دین کی اقامت تھی حضرت علی کا شرعی مطالبہ تھا کہ بیعت کرو حضرت معاویہ کا شرعی مطالبہ یہ تھا کہ قصاص عثمان نافذ کرو "مقتلة عظيمة" طرفین کے نوے ہزار آدمی مارے گئے تھے۔

۷۲۴۴۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، وَيُونُسَ، وَالْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا، فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ،

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب دو مسلمان اپنی تلواروں سے ایک دوسرے کا مقابلہ کریں تو قاتل اور مقتول (دونوں) جہنم میں جائیں گے۔

۷۲۴۵۔ وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ مِنْ كِتَابِهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي كَامِلٍ، عَنْ حَمَّادٍ إِلَى آخِرِهِ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ بھی سابقہ حدیث ابی کامل عن حماد ہی کی طرح مروی ہے۔

۷۲۴۶۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا الْمُسْلِمَانِ، حَمَلَ أَحَدُهُمَا عَلَى أَخِيهِ السِّلَاحَ، فَهُمَا عَلَى جُرُفِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا قَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، دَخَلَاهَا جَمِيعًا

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مسلمانوں میں سے ایک اپنے بھائی پر اسلحہ اٹھائے۔ پس وہ دونوں جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں جب ان دونوں نے اپنے ایک ساتھی کو قتل کر دیا تو وہ دونوں اکٹھے جہنم میں داخل ہو گئے۔

۷۲۴۷۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ، وَتَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ وَدَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو عظیم جماعتوں کے مابین جنگ وجدل نہ ہو جائے اور ان کے درمیان ایک بہت بڑی لڑائی ہوگی اور دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا (کہ ہم رضائے الٰہی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کر رہے ہیں)

۷۲۴۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ الْهَرْجُ قَالُوا: وَمَا الْهَرْجُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: الْقَتْلُ الْقَتْلُ

صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ "ھرج" کی کثرت ہو جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہرج کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قتل، قتل۔

بَابُ هَلَاكِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ

اس امت کا ایک دوسرے کو ہلاک کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۷۲۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، كِلَاهُمَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ۔ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ۔ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا، وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ، وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ، وَأَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ، فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ، وَإِنَّ رَبِّي قَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ، وَإِنِّي أَعْطَيْتُكَ لِأُمَّتِكَ أَنْ لَا أُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ عَامَّةٍ، وَأَنْ لَا أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ، يَسْتَبِيحُ بَيْضَتَهُمْ، وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِأَقْطَارِهَا۔ أَوْ قَالَ مَنْ بَيْنَ أَقْطَارِهَا۔ حَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا، وَيَسْبِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا،

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشرق ومغرب کو دیکھا اور جہاں تک کی زمین میرے لیے سمیٹ دی گئی تھی وہاں تک عن قریب میری امت کی سلطنت وحکومت پہنچ جائے گی اور مجھے سرخ اور سفید دوخزانے عطا کئے گئے اور میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لیے دعا مانگی کہ وہ انہیں عام قحط سالی میں ہلاک نہ کرے اور اپنے علاوہ ان پر کوئی دشمن بھی مسلط نہ کرے جو ان سب کی جانوں کی ہلاکت کو مباح وجائز سمجھے اور میرے رب نے ارشاد فرمایا: اے محمد جب میں کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہوں تو اسے تبدیل نہیں کیا جاتا ہے اور بے شک میں نے آپ ﷺ کی امت کے لیے فیصلہ کر لیا ہے کہ انہیں عام قحط سالی کے ذریعہ ہلاک نہ کروں گا اور نہ ہی ان کے علاوہ ان پر ایسا کوئی دشمن مسلط کروں گا جو ان کے مرکز اور سب کی جانوں کو مباح وجائز سمجھ کر ہلاک کر دے اگر چہ ان کے خلاف زمین کے چاروں اطراف سے لوگ جمع ہو جائیں یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور ایک دوسرے کو خود ہی قیدی بنائیں گے۔ (وہ الگ بات ہے)

تشریح:

"زوی لی" ضرب سے ہے زمین سمیٹنے کے معنی میں ہے "الکنزین" خزانہ کو کہتے ہیں دو خزانوں سے ہرقل اور کسریٰ کے خزانے مراد ہیں "الاحمر" سرخ خزانہ سے مراد سونے کا خزانہ ہے ملک شام میں زیادہ سونا چلتا تھا۔ "الابیض" سفید خزانہ سے ملک فارس کا خزانہ مراد ہے وہاں سفید چاندی زیادہ چلتی تھی۔

"بیضتھم" مرکز اور جڑ مراد ہے کہ بالکل بنیاد ختم ہو جائے مطلب یہ ہے کہ کفار اگر مسلمانوں کے ایک ملک پر قابض ہو گئے تو یہ الگ بات ہے مگر تمام ممالک اسلامیہ پر قبضہ نہیں کر سکیں گے اگر چہ پوری دنیا کے کفار یلغار کر دے۔

"ویسبی" قید اور گرفتار کرنے کے معنی میں ہے۔

۷۲۵۰۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ۔ قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرُونَ: حَدَّثَنَا۔ مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى زَوَى لِي الْأَرْضَ، حَتَّى رَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، وَأَعْطَانِي الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو

سمیٹ دیا یہاں تک کہ میں نے اس کے مشرق ومغرب کو دیکھا اور مجھے سرخ اور سفید خزانے عطا کیے گئے۔ باقی حدیث گزر چکی ہے۔

۷۲۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ۔ وَاللَّفْظُ لَهُ۔ حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ، أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ ذَاتَ يَوْمٍ مِنَ الْعَالِيَةِ، حَتَّى إِذَا مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِي مُعَاوِيَةَ دَخَلَ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْنَا مَعَهُ، وَدَعَا رَبَّهُ طَوِيلًا، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْنَا، فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَأَلْتُ رَبِّي ثَلَاثًا، فَأَعْطَانِي ثِنْتَيْنِ وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً، سَأَلْتُ رَبِّي: أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِالسَّنَةِ فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِالْغَرَقِ فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمَنَعَنِيهَا،

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن مقام عالیہ سے تشریف لائے یہاں تک کہ بنو معاویہ کی مسجد کے پاس سے گزرے تو اس میں تشریف لے گئے اور اس میں دو رکعتیں ادا کیں اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی اور آپ ﷺ نے اپنے رب سے لمبی دعا مانگی پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: میں نے رب سے تین چیزیں مانگیں، پس دو چیزیں مجھے عطا کر دیں گئیں اور ایک چیز سے مجھے روک دیا۔ میں نے رب سے مانگا کہ میری امت کو قحط سالی کے ذریعہ ہلاک نہ کرے پس یہ مجھے عطا کر دیا گیا اور میں نے اللہ عزوجل سے مانگا کہ میری امت کو غرق کر کے ہلاک نہ کرے۔ پس یہ چیز بھی مجھے اللہ عزوجل نے عطا کر دی اور میں نے اللہ عزوجل سے سوال کیا کہ ان کی آپس میں ایک دوسرے سے لڑائی نہ ہو تو مجھے اس سوال سے منع کر دیا گیا۔

۷۲۵۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ الْأَنْصَارِيُّ، أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ أَقْبَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَمَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِي مُعَاوِيَةَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کے صحابہ کی جماعت کے ساتھ آئے تو آپ ﷺ بنو معاویہ کی مسجد کے پاس سے گزرے باقی حدیث گزر چکی۔

بَابُ إِخْبَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَكُونُ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ

قیامت تک پیش آنے والے فتنوں کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

۷۲۵۳۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ أَبَا إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيَّ، كَانَ يَقُولُ: قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ النَّاسِ بِكُلِّ فِتْنَةٍ هِيَ كَائِنَةٌ، فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ السَّاعَةِ، وَمَا بِي إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسَرَّ إِلَيَّ فِي ذَلِكَ شَيْئًا، لَمْ يُحَدِّثْهُ غَيْرِي، وَلَكِنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَهُوَ يُحَدِّثُ مَجْلِسًا أَنَا فِيهِ عَنِ الْفِتَنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَهُوَ يَعُدُّ الْفِتَنَ: مِنْهُنَّ ثَلَاثٌ لَا يَكَدْنَ يَذَرْنَ شَيْئًا، وَمِنْهُنَّ فِتَنٌ كَرِيَاحِ الصَّيْفِ مِنْهَا صِغَارٌ وَمِنْهَا كِبَارٌ قَالَ حُذَيْفَةُ: فَذَهَبَ أُولَئِكَ الرَّهْطُ كُلُّهُمْ غَيْرِي

حضرت ابوادریس خولانی سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں لوگوں میں سب سے زیادہ جانتا ہوں کہ کون کون سے واقعات میرے اور قیامت کے درمیان پیش آنے والے ہیں اور مجھے ان فتنوں کے بتانے سے صرف یہی بات مانع ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض راز کی باتیں مجھے بتائیں جنہیں میرے علاوہ کسی سے بھی ذکر نہیں کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کے بارے میں فرمایا اس حال میں کہ آپ ﷺ ایک مجلس میں تھے جس میں میں بھی موجود تھا رسول اللہ ﷺ نے فتنوں کو شمار کرتے ہوئے فرمایا: ان میں تین (فتنے) ایسے ہیں جو کسی بھی چیز کو نہ چھوڑیں گے۔ ان میں سے کچھ فتنے گرمی کی ہواؤں کی طرح ہوں گے ان میں سے بعض چھوٹے اور بعض بڑے ہوں گے۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا میرے علاوہ باقی سب مجلس کے لوگ اب اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔

۷۲۵۴۔ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ۔ قَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا، وَقَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا۔ جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا، مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ، إِلَّا حَدَّثَ بِهِ، حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ، قَدْ عَلِمَهُ أَصْحَابِي هَؤُلَاءِ، وَإِنَّهُ لَيَكُونُ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ نَسِيتُهُ فَأَرَاهُ فَأَذْكُرُهُ، كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ إِذَا غَابَ عَنْهُ، ثُمَّ إِذَا رَآهُ عَرَفَهُ،

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر اس کھڑے ہونے کے وقت سے لیکر قیام قیامت تک کے لیے تمام حالات کو بیان کر دیا پس جس نے انہیں یاد رکھا اس نے انہیں یاد رکھا اور جو بھول گیا سو بھول گیا اور اس واقعہ کو میرے یہ ساتھی بھی جانتے ہیں اور ان میں سے بعض باتوں کو میں بھول گیا لیکن جب وہ چیزیں سامنے آجاتی ہیں تو یاد آجاتی ہیں۔ جیسے کوئی آدمی کسی کے سامنے سے غائب ہو جائے تو اسے بھول جاتا ہے اور جب سامنے آتا ہے وہ اسے پہچان لیتا ہے۔

٧٢٥٥۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ إِلَى قَوْلِهِ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

اس سند سے بھی یہی سابقہ حدیث مروی ہے البتہ اس روایت میں جو بھول گیا وہ بھول گیا کے بعد مذکور نہیں۔

٧٢٥٦۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ حُذَيْفَةَ، أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ فَمَا مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا قَدْ سَأَلْتُهُ، إِلَّا أَنِّي لَمْ أَسْأَلْهُ: مَا يُخْرِجُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ مِنَ الْمَدِينَةِ؟

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہر اس بات کی خبر دیدی جو قیام قیامت تک پیش آنے والی ہے اور ہر چیز کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کیا گیا سوائے اس کے کہ میں نے آپ ﷺ سے یہ سوال نہیں کیا کہ اہل مدینہ کو کونسی چیز مدینہ سے نکالے گی؟

٧٢٥٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

اس سند سے بھی یہی سابقہ حدیث اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

٧٢٥٨۔ وحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَاصِمٍ، قَالَ حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، أَخْبَرَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ، أَخْبَرَنَا عِلْبَاءُ بْنُ أَحْمَرَ، حَدَّثَنِي أَبُو زَيْدٍ يَعْنِي عَمْرَو بْنَ أَخْطَبَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ، وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا

حضرت ابوزید عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور منبر پر چڑھے تو ہمیں خطبہ دیا۔ یہاں تک کہ نماز (کا وقت) آ گیا۔ آپ ﷺ اترے اور نماز (ظہر) پڑھائی اور منبر پر چڑھے اور ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ عصر کی نماز (کا وقت) آ گیا۔ آپ ﷺ اترے اور نماز (عصر) پڑھائی پھر منبر پر چڑھے اور ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو (اس دن) ہمیں آپ ﷺ نے ان تمام باتوں کی خبر دی جو پہلے ہو چکی ہیں اور جو آیندہ پیش آنے والی تھیں۔ پس ہم میں سب سے بڑا عالم وہی ہے جس نے ہم میں سے ان باتوں کو زیادہ یاد رکھا۔

بَابٌ فِي الْفِتْنَةِ تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ

سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارنے والے فتنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۷۲۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَبُو كُرَيْبٍ، جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، قَالَ ابْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيثَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ كَمَا قَالَ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: أَنَا، قَالَ: إِنَّكَ لَجَرِيءٌ، وَكَيْفَ قَالَ؟ قَالَ: قُلْتُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَنَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ، يُكَفِّرُهَا الصِّيَامُ، وَالصَّلَاةُ، وَالصَّدَقَةُ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فَقَالَ عُمَرُ: لَيْسَ هَذَا أُرِيدُ، إِنَّمَا أُرِيدُ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ، قَالَ: فَقُلْتُ: مَا لَكَ وَلَهَا، يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا، قَالَ: أَفَيُكْسَرُ الْبَابُ أَمْ يُفْتَحُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، بَلْ يُكْسَرُ، قَالَ: ذَلِكَ أَحْرَى أَنْ لَا يُغْلَقَ أَبَدًا، قَالَ: فَقُلْنَا لِحُذَيْفَةَ: هَلْ كَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ؟ قَالَ: نَعَمْ، كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُونَ غَدٍ اللَّيْلَةَ، إِنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ، قَالَ: فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَ حُذَيْفَةَ: مَنِ الْبَابُ؟ فَقُلْنَا لِمَسْرُوقٍ: سَلْهُ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: عُمَرُ،

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت عمر کے پاس حاضر تھے تو انہوں نے کہا: تم میں سے کون ہے جسے رسول اللہ ﷺ کی فتنوں کے بارے میں حدیث زیادہ یاد ہے؟ میں نے کہا: میں ہوں۔ کہا: تو بہت جرأت مند ہے اور وہ حدیث کیسے ہے؟ میں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے: آدمی کے

گھر والوں اور اس کے مال اور اس کی جان اور اولاد پڑوسی میں فتنہ ہے اور ان کا کفارہ روزے، نماز، صدقہ، نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا ہیں۔ تو حضرت عمر نے کہا: میں نے ان کا ارادہ نہیں کیا بلکہ میرا ارادہ فتنے ہیں جو سمندر کی موجوں کی طرح آئیں گے میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ کو اس سے کیا غرض ہے؟ بے شک آپ کے اور ان فتنوں کے درمیان ایک بند دروازہ ہے حضرت عمرؓ نے کہا: اس دروازے کو توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ میں نے کہا: نہیں بلکہ اسے توڑا جائے گا۔ عمرؓ نے کہا: اگر ایسا ہے تو پھر (وہ دروزہ) کبھی بند نہ کیا جا سکے گا راوی حدیث کہتا ہے کہ ہم نے حضرت حذیفہ سے کہا: کیا حضرت عمرؓ اس دروازہ کے بارے میں جانتے تھے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! وہ اسی طرح جانتے تھے جیسا کہ وہ کل کے آنے سے پہلے رات کو جانتے تھے اور میں نے ان کو ایک حدیث بیان کی جو غلط روایات سے نہ تھی۔ پھر ہم حضرت حذیفہ سے دروازے کے بارے میں پوچھنے سے خوفزدہ ہوئے تو ہم نے مسروق سے کہا: تم ان سے پوچھو۔ انہوں نے پوچھا تو حضرت حذیفہ نے کہا: (دروازہ) عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

٧٢٦٠۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيسَى، كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَفِي حَدِيثِ عِيسَى، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، قَالَ: سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُولُ،

ان اسناد سے بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

٧٢٦١۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ جَامِعِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ، وَالْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: مَنْ يُحَدِّثُنَا عَنِ الْفِتْنَةِ؟ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے کہا: ہمیں فتنوں کے بارے میں حدیث کون بیان کرے گا؟ باقی حدیث سابقہ روایات ہی کی مثل مروی ہے۔

٧٢٦٢۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ جُنْدُبٌ: جِئْتُ يَوْمَ الْجَرَعَةِ، فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ، فَقُلْتُ: لَيُهْرَاقَنَّ الْيَوْمَ هَاهُنَا دِمَاءٌ، فَقَالَ ذَاكَ الرَّجُلُ: كَلَّا، وَاللَّهِ قُلْتُ: بَلَى، وَاللَّهِ قَالَ: كَلَّا، وَاللَّهِ قُلْتُ: بَلَى، وَاللَّهِ قَالَ: كَلَّا، وَاللَّهِ إِنَّهُ لَحَدِيثُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِيهِ، قُلْتُ: بِئْسَ الْجَلِيسُ لِي أَنْتَ مُنْذُ الْيَوْمِ، تَسْمَعُنِي

أُخَالِفُكَ وَقَدْ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَنْهَانِي، ثُمَّ قُلْتُ: مَا هٰذَا الْغَضَبُ؟ فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ وَأَسْأَلُهُ، فَإِذَا الرَّجُلُ حُذَيْفَةُ

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں جرعہ کے واقعہ کے دن آیا تھا وہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا تو میں نے کہا: آج کے دن تو یہاں بہت خونریزی ہوگی۔ تو اس آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! نہیں۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! کیوں نہ ہوگی؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم ہرگز نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے جو آپ ﷺ نے مجھے بیان کی تھی میں نے کہا: تو میرے لیے برا ہم نشین ہے آج اس لیے کہ تو سنتا ہے میں تیری مخالفت کررہا ہوں حالانکہ تو بھی رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں حدیث سن چکا ہے مگر مخالفت کرنے سے تو نے مجھے کیوں نہیں روکا۔ پھر میں نے کہا: یہ کیا غضب ہے الغرض میں نے اس کی طرف متوجہ ہوکر اس سے حدیث معلوم کرنا چاہی تو وہ آدمی حضرت حذیفہؓ تھے۔

تشریح:

"قال جندب" یہ جندب بن عبداللہ بن سفیان بجلی ہیں یہ صحابی ہیں ان کا مکالمہ یہاں حضرت حذیفہ سے ہوا ہے انہوں نے حضرت حذیفہ کو نہیں پہچانا تھا بعد میں پہچان لیا حضرت جندب اس پر قسم کھارہے تھے کہ آج خونریزی ہوگی کیونکہ اہل کوفہ سارے باہر آگئے ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ گورنر کے تقرر کے خلاف مظاہرہ کررہے ہیں ظاہر ہے ایسے موقع پر جنگ ہوجاتی ہے حضرت عثمان نے کوفہ کے لیے نیا گورنر بھیجا تھا جس کا نام سعید بن العاص تھا اہل کوفہ نے اس کو رد کردیا تھا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کو گورنر بنانے کا کہا تھا حضرت عثمان نے ایسا ہی کیا۔ حضرت حذیفہ قسم کھارہے تھے کہ خونریزی نہیں ہوگی۔

"یوم الجرعة" جرعہ ایک کھلے علاقے کا نام ہے جو کوفہ کے قریب ہے نئے گورنر کے خلاف لوگ یہیں پر جمع ہوگئے تھے اس لیے اس کو یوم الجرعہ کہدیا ہے یعنی جرعہ مقام پر حادثہ کا دن۔

حضرت حذیفہ قسم کھارہے تھے کہ خونریزی نہیں ہوگی اس کے دو سبب تھے ایک یہ کہ اس طرح عام بلوے اور عام فتنے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آنے والے تھے اب تک حضرت عثمان زندہ تھے دوسری وجہ یہ کہ شاید حضرت حذیفہ نے آنحضرت سے پوشیدہ طور پر بات سنی تھی کہ اس حادثہ میں خونریزی نہیں ہوگی۔

"بئس الجليس انت" یعنی آج کے دن میرے پاس بیٹھنے والوں میں آپ بہت برا آدمی ثابت ہوئے کیونکہ میں نے تین بار قسم کھائی کہ خون ریزی ہوگی اور آپ کے پاس حدیث موجود تھی کہ خون ریزی نہیں ہوگی اور پھر بھی آپ خاموش رہے اور میں لاعلمی میں حدیث کی مخالفت کررہا تھا اور آپ نے پہلی دفعہ مجھے نہیں روکا کہ بھائی ایک حدیث ہے میں اس کی بنیاد پر بتارہا ہوں۔

''ماهذا الغضب'' یہ قول حضرت جندب کا ہے وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہا ہے اور دل میں کہہ رہا ہے کہ اس غصہ کا کیا فائدہ ہے غصہ کو چھوڑ دو ٹھنڈے دماغ سے سوال کرو۔

مسند احمد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں ''ثم قلت مالي وللغضب'' قال فتركت الغضب واقبلت اساله''۔

''واذا الرجل حذيفه'' یعنی بعد میں معلوم ہوگیا کہ یہ تو حضرت حذیفہ ہیں اس پوری کہانی میں حضرت جندب نے حضرت حذیفہ کو نہیں پہچانا تھا اس باب کی احادیث میں حضرت عمر فاروق کا سوال مذکور ہے جو فتنوں کے بارے میں آپ نے حضرت حذیفہ سے کیا تھا اور حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ آپ کے اور فتنوں کے درمیان ایک بند دروازہ ہے آپ نہ گھبرائیں۔

اس طرح حدیث کتاب الایمان کے آخری ابواب میں ''باب رفع الامانة وعرض الفتن على القلوب'' کے تحت گزر چکی ہے وہاں پر فتنوں سے متعلق بات لکھی جا چکی ہے تحفة المنعم ج اص ۵۴۵ پر دیکھ لینا چاہیے۔

بَابُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ

جب تک دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر نہ ہوگا قیامت قائم نہیں ہوگی

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

٧٢٦٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيَّ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ، يَقْتَتِلُ النَّاسُ عَلَيْهِ، فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ، تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ، وَيَقُولُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ: لَعَلِّي أَكُونُ أَنَا الَّذِي أَنْجُو ،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ نکل آئے جس پر لوگوں کا قتل وقتال ہوگا اور ہر سو (۱۰۰) میں سے ننانوے آدمی قتل کیے جائیں گے اور ان میں سے ہر آدمی کہے گا شاید میں ہی وہ ہوں جسے نجات حاصل ہوگی۔ (اور یہ خزانہ میرے قبضہ میں رہ جائے گا)۔

تشریح:

''يحسر الفرات'' یعنی دریائے فرات خشک ہو جائے گا اور نیچے سے سونے کا خزانہ برآمد ہو جائے گا۔ اس خزانہ سے کچھ لینے

کی اس لیے ممانعت آئی ہے کہ اس کی وجہ سے آپس کی جنگ ہوگی اور فتنہ وفساد برپا ہوگا یا اس مال میں حرمت وکراہت کا قوی احتمال ہوگا آنے والی حدیث میں بھی اسی خزانہ کا بیان ہے مگر اس میں اتنا اضافہ ہے کہ سونے کا وہ خزانہ پہاڑ برابر ہوگا ہر آدمی آئے گا اور کہے گا کہ میں شاید خزانہ حاصل کر کے کامیاب ہو جاؤں گا مگر ایسا نہیں ہوگا چنانچہ ممکن ہے کہ آپس میں لڑتے لڑتے سو میں سے ننانوے مر جائیں گے صرف ایک بچ جائے گا وہ بھی حرص ولالچ میں مبتلا ہوگا۔ مذکورہ حدیث میں جس خزانہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ممکن ہے یہ سونے کی کان ہو اور ممکن ہے کہ موجودہ عراقی تیل مراد ہو اور تیل کا اصل کنواں دریا کے نیچے سے ابل رہا ہو آج کل دنیا کے سارے کفار امریکہ کی کمان میں اکٹھے ہو گئے ہیں اور عراق کا تیل لوٹ رہے ہیں اور مجاہدین کے ہاتھوں کٹ رہے ہیں پٹرول اور گیس کے علاوہ جواہرات اور مرمر اور سونا چاندی سب کچھ اس علاقے میں ظاہر ہو سکتے ہیں جو قیامت کی علامتوں میں سے ہے ایک اور حدیث میں کچھ تفصیل ہے کہ زمین اپنے جگر گوشوں کو قے کر کے باہر کر دے گی۔

"افلاذ" فلذۃ کی جمع ہے جگر کے ٹکڑوں پر بولا گیا ہے زمین کے اندر کے معدنیات مراد ہیں۔ یہ لفظ بھی ایک حدیث میں مذکور ہے

٧٢٦٤۔ وحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، نَحْوَهُ، وَزَادَ. فَقَالَ أَبِي: إِنْ رَأَيْتَهُ فَلَا تَقْرَبَنَّهُ

اس سند سے بھی یہ حدیث سابقہ حدیث کی طرح مروی ہے البتہ حضرت سہیل کی اس سند میں یہ اضافہ ہے کہ میرے والد نے کہا: اگر تو اسے دیکھ لے تو اس کے قریب بھی نہ جانا۔

٧٢٦٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ السَّكُونِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب دریائے فرات سے سونے کا ایک خزانہ نکلے گا پس جو اس وقت موجود ہو وہ اس (خزانہ) میں سے کچھ بھی نہ لے۔

٧٢٦٦۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عن قریب دریائے فرات سے سونے کا ایک پہاڑ نکلے گا پس جو بھی اس وقت موجود ہو وہ اس میں سے کچھ بھی نہ لے۔

۷۲۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ، وَأَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ۔ وَاللَّفْظُ لِأَبِي مَعْنٍ۔ قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، قَالَ: كُنْتُ وَاقِفًا مَعَ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَقَالَ: لَا يَزَالُ النَّاسُ مُخْتَلِفَةً أَعْنَاقُهُمْ فِي طَلَبِ الدُّنْيَا، قُلْتُ: أَجَلْ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَإِذَا سَمِعَ بِهِ النَّاسُ سَارُوا إِلَيْهِ، فَيَقُولُ مَنْ عِنْدَهُ: لَئِنْ تَرَكْنَا النَّاسَ يَأْخُذُونَ مِنْهُ لَيُذْهَبَنَّ بِهِ كُلِّهِ، قَالَ: فَيَقْتَتِلُونَ عَلَيْهِ، فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ قَالَ أَبُو كَامِلٍ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ: وَقَفْتُ أَنَا وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فِي ظِلِّ أُجُمِ حَسَّانَ

حضرت عبداللہ بن حارث بن نوفل رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں حضرت ابی بن کعب کے ساتھ کھڑا ہوا تھا انہوں نے کہا: ہمیشہ لوگوں کی گردنیں دنیا کے طلب کرنے میں ایک دوسرے سے اختلاف کرتی رہیں گیں۔ میں نے کہا: جی ہاں! انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عن قریب دریائے فرات سے سونے کا ایک پہاڑ برآمد ہوگا۔ جب لوگ اس کے بارے میں سنیں گے تو اس کی طرف روانہ ہوں گے پس جو لوگ اس کے پاس ہوں گے وہ کہیں گے اگر ہم نے لوگوں کو چھوڑ دیا تو وہ اس سے سارے کا سارا (سونا) لے جائیں گے پھر وہ اس پر قتل وقتال کریں گے۔ پس ہر سو میں سے ننانوے آدمی قتل کیے جائیں گے حضرت ابو کامل نے اس حدیث کے بارے میں کہا کہ میں اور ابی بن کعب حسان کے قلعہ کے سایہ میں کھڑے ہوئے تھے۔

فتنوں کی وجہ سے مصر وشام اور عراق کی محصولات بند ہو جائیں گی

۷۲۶۸۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ يَعِيشَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ۔ وَاللَّفْظُ لِعُبَيْدٍ۔ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ مَوْلَى خَالِدِ بْنِ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنَعَتِ الْعِرَاقُ دِرْهَمَهَا وَقَفِيزَهَا، وَمَنَعَتِ الشَّأْمُ مُدْيَهَا وَدِينَارَهَا، وَمَنَعَتْ مِصْرُ إِرْدَبَّهَا وَدِينَارَهَا، وَعُدْتُمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ، وَعُدْتُمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ، وَعُدْتُمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ شَهِدَ عَلَى ذَلِكَ لَحْمُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَدَمُهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عراق اپنے درہم اور قفیز کو روک لے گا اور شام اپنے مد اور دینار روک لے گا اور مصر اپنے اردب اور دینار روک لے گا اور تم جہاں سے چلے تھے وہیں لوٹ آؤ گے تم جہاں سے چلے تھے وہیں لوٹ آؤ گے۔ تم جہاں سے چلے تھے وہین لوٹ آؤ گے اور اس بات پر ابو ہریرہ کا گوشت اور خون گواہ ہے۔

تشریح:

''منعت العراق'' چونکہ یہ مستقبل اور آخری زمانہ کے بارے میں پیش گوئی ہے اس لیے اس میں ماضی کا صیغہ مضارع کے معنی میں ہے یعنی عراق روک لے گا ''درھما'' یہ تو مشہور نقود ہے جو خلیج کے اکثر ریاستوں میں جاری وساری ہے۔

''وقفیزھا'' قفیز ایک پیمانہ کا نام ہے جو قدیم زمانہ میں بہت رائج تھا۔ اس کی مقدار مختلف ملکوں میں مختلف ہوتی رہی مصر میں اس کی مقدار آج کل سولہ کلوگرام کے برابر ہے عراق میں ایک قفیز میں بارہ صاع غلہ آتا ہے۔ ''مدی'' قفل کے وزن پر ہے اہل شام کے غلوں کا ایک پیمانہ ہے جس میں تیئیس صاع غلہ آتا ہے۔

''إِرْدَبَّھا'' ہمزہ پر کسرہ ہے را ساکن ہے دال پر زبر ہے ب مشدد ہے اہل مصر کا ایک پیمانہ ہے جس میں چوبیس صاع غلہ آتا ہے۔ ''عدتم'' اور تم لوٹ کر چلے جاؤ گے۔ ''من حیث بداتم'' یعنی جہاں سے تم نے ابتدا کی تھی وہیں لوٹ کر آؤ گے یہ جملہ اپنے مفہوم اور مطلب ومعنی کے اعتبار سے اسی طرح ہے جس طرح ''بدا الاسلام غریبا وسیعود غریبا'' کا جملہ ہے اس سے پہلے حدیث میں ایک جملہ ہے ''مختلفۃ اعناقھم'' قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اعناق سے لوگوں کے رئیس مراد ہیں یا لوگوں کی مختلف جماعتیں مراد ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ حقیقی گردنیں مراد ہوں مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ دنیا کے طلب کرنے میں تن من دھن لگا کر کوشش کریں گے۔ یہ سوال حضرت ابی بن کعب نے عبداللہ بن حارث سے کیا انہوں نے جواب دیا کہ ہاں لوگ ایسا کر رہے ہیں تب حضرت ابی نے دنیا کے فانی اموال کے مضرات اور نقصانات کو بیان کیا۔

''لَفِی اُجم حسان'' اجم کی جمع آجام ہے جس طرح اطم کی جمع آطام ہے قلعہ کو کہتے ہیں اور حسان سے شاعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت مراد ہیں یہ جملے سابق حدیث میں تھے اب زیر بحث حدیث کے مطلب میں علماء نے مختلف اقوال بیان کیے ہیں کہ عراق شام اور مصر کے اموال کے منع کرنے کا کیا مطلب ہے۔

(۱) پہلا قول علامہ صفی الرحمٰن مبارک پوری کا ہے جو منۃ المنعم میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ اس حدیث میں آنحضرت نے تین بڑی پیشگوئیاں فرمائی ہیں پہلی پیش گوئی یہ ہے کہ عراق، مصر اور شام کے ممالک مسلمانوں کے ہاتھ پر فتح ہوں گے اور

مسلمانوں کی زبردست حکومتیں ہوں گی اور غیر مسلم ان کو جزیہ ادا کریں گے۔
دوسری پیشگوئی یہ ہے کہ یہ تینوں حکومتیں اس طرح مستقل ہوجائیں گی کہ اب یہ کسی اور کو اموال وصدقات ادا نہیں کریں گی بلکہ مرکز سے کٹ کر خود مرکز کی حیثیت اختیار کر جائے گی اب ان کے اموال ان کے اندر ہی رہ جائیں گے تیسری پیشگوئی یہ ہے کہ عرب دوبارہ اپنی اصلی حالت کی طرف لوٹ جائیں گے جس طرح یہ اسلام سے پہلے تھے یا اسلام کے بالکل ابتدائی دور میں تھے کہ نہایت فقیر وغریب تھے کسی جانب سے ان کی طرف نہ کوئی صدقات آتے تھے نہ کوئی جزیہ آتا تھا اور نہ کسی قسم کی محصولات کا نظام تھا یہ تینوں باتیں مختلف زمانوں میں پیش آئی ہیں اور آئندہ فقر وفاقے کا مزید انتظار ہے۔

(۲) اس حدیث کے سمجھنے کے لیے علامہ نووی نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اس حدیث میں یہ پیش گوئی ہے کہ آخر زمانہ میں فتنوں کی کثرت کی وجہ سے ان تینوں ممالک پر یہود ونصاریٰ اور ھنود وعجم کا اس طرح غلبہ آجائے گا کہ وہ ان ممالک کی محصولات کو مسلمانوں سے روک دیں گے اور اپنے قبضہ میں کر دیں گے آئندہ باب لاتقوم الساعۃ حتی یمر الرجل بقبر الرجل کے تحت حضرت جابر کی حدیث ۷۳۰۶ کا مضمون اس قول کی مکمل تائید میں ہے۔

بَابٌ فِي فَتْحِ قُسْطَنْطِينِيَّةَ، وَخُرُوجِ الدَّجَّالِ وَنُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

فتح قسطنطنیہ خروج دجال اور نزول عیسیٰ کا تذکرہ

ملحمۃ الکبریٰ میں دجال کا قتل ہونا

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۷۲۶۹۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ الرُّومُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ بِدَابِقٍ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِينَةِ، مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ، فَإِذَا تَصَافُّوا، قَالَتِ الرُّومُ: خَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِينَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ، فَيَقُولُ الْمُسْلِمُونَ: لَا، وَاللّٰهِ لَا نُخَلِّي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا، فَيُقَاتِلُونَهُمْ، فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا، وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ، أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ، وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ، لَا يُفْتَنُونَ أَبَدًا فَيَفْتَتِحُونَ قُسْطَنْطِينِيَّةَ، فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْغَنَائِمَ، قَدْ عَلَّقُوا سُيُوفَهُمْ بِالزَّيْتُونِ، إِذْ صَاحَ فِيهِمِ الشَّيْطَانُ: إِنَّ الْمَسِيحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِي أَهْلِيكُمْ، فَيَخْرُجُونَ، وَذَلِكَ

بَاطِلٌ، فَإِذَا جَاءُوا الشَّأْمَ خَرَجَ، فَبَيْنَمَا هُمْ يُعِدُّونَ لِلْقِتَالِ، يُسَوُّونَ الصُّفُوفَ، إِذْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّهُمْ، فَإِذَا رَآهُ عَدُوُّ اللّٰهِ، ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ، فَلَوْ تَرَكَهُ لَانْذَابَ حَتَّى يَهْلِكَ، وَلَكِنْ يَقْتُلُهُ اللّٰهُ بِيَدِهِ، فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ رومی (مقام) اعماق یا دابق میں اتریں۔ ان کی طرف ان سے لڑنے کے لیے ایک لشکر مدینہ سے روانہ ہوگا اور وہ ان دنوں زمین والوں میں سے نیک لوگ ہوں گے جب وہ صف بندی کریں گے تو رومی کہیں گے کہ تم ہمارے اور ان کے درمیان دخل اندازی نہ کرو جنہوں نے ہم میں سے کچھ لوگوں کو قیدی بنالیا ہے ہم ان سے لڑیں گے مسلمان کہیں گے نہیں! اللہ کی قسم! ہم اپنے بھائیوں کو تنہا نہ چھوڑیں گے کہ تم ان سے لڑتے رہو۔ بالآخر وہ ان سے لڑائی کریں گے بالآخر ایک تہائی (مسلمان) بھاگ جائیں گے جن کی اللہ کبھی بھی توبہ قبول نہ کرے گا اور ایک تہائی قتل کیے جائیں گے اور اللہ کے نزدیک افضل الشہداء ہوں گے اور تہائی فتح حاصل کرلیں گے انہیں کبھی آزمائش میں نہ ڈالا جائے گا۔ پس وہ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے جس وقت وہ آپس میں مال غنیمت تقسیم کررہے ہوں گے اور ان کی تلواریں زیتون کے درختوں کے ساتھ لٹکی ہوئی ہوں گی تو اچانک شیطان چیخ کر کہے گا: تحقیق! مسیح دجال تمہارے بال بچوں تک پہنچ چکا ہے وہ وہاں سے نکل کھڑے ہوں گے لیکن یہ خبر باطل ہوگی جب وہ شام پہنچیں گے تو اس وقت دجال نکلے گا اسی دوران کہ وہ جہاد کے لیے تیاری کررہے ہوں گے اور صفوں کو سیدھا کررہے ہوں گے کہ نماز کے لیے اقامت کہی جائے گی عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور مسلمانوں کی نماز کی امامت کریں گے پس جب اللہ کا دشمن (دجال) انہیں دیکھے گا تو وہ اس طرح پگھل جائے گا جس طرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے اگر چہ عیسیٰ علیہ السلام اسے چھوڑ دیں گے تب بھی وہ پگھل جائے گا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہوجائے گا لیکن اللہ تعالیٰ اسے (عیسیٰ علیہ السلام) کے ہاتھوں قتل کرائیں گے پھر وہ لوگوں کو اس کا خون اپنے نیزے پر دکھائیں گے۔

تشریح:

"اعماق" اعماق اور دابق انطاکیہ اور حلب کے درمیان دو جگہوں کے نام ہیں اور اس حدیث میں مدینہ سے مراد حلب کا شہر ہے جو شام میں واقع ہے مدینہ منورہ پر یہ پیشگوئی صادق نہیں آتی اور نہ ہی مدینہ منورہ مراد ہے، مسلمانوں کے اس لشکر سے مراد حضرت مہدی کا لشکر ہے جو شام کے نصاریٰ سے لڑیں گے۔

"خلوا بیننا" یعنی کافر کہیں گے کہ مسلمانوں کے جس دھڑے نے ہمارے لوگوں کو قید کر رکھا ہے اس دھڑے کو الگ رکھو تا کہ ہم

ان سے بدلہ لے لیں ہم تم سے نہیں لڑیں گے مسلمان اس تفرقہ بازی سے انکار کردیں گے اور لڑنا شروع کردیں گے مگر ایک طبقہ بھاگ جائے گا اور ایک طبقہ خودکش بمبار کے لیے تیار ہوجائے گا تین دن تک گھمسان کی جنگ ہوگی اور مسلمان تھوڑے سے رہ جائیں گے چوتھے دن اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمادے گا تو مسلمان سیدھا جاکر قسطنطنیہ میں داخل ہوجائیں گے جس طرح تفصیلی روایت میں ہے۔

یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ قسطنطنیہ پر مختلف دور آئے ہیں ایک دفعہ ۳۳۰ء میں ہرقل کے بیٹے قسطنطین نے اس کو قبضہ کرکے آباد کیا اور اسی کے نام کی طرف یہ شہر منسوب ہے اس کے بعد حضرات صحابہ کرام نے اس کو فتح کرلیا پھر بعد میں کفار اس پر غالب آگئے پھر ترکی خلافت کے زمانہ میں عثمانی ترکوں نے اس کو فتح کرلیا جو اب تک مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے مگر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر ایک بار پھر کفار کے ہاتھ میں چلا جائے گا اور آخر میں حضرت مہدی اس کو فتح کردیں گے۔

''الشام'' اس سے بیت المقدس کا شہر مراد ہے ''فامهم'' یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کی امامت کریں گے۔

سوال: یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دوسری روایات میں واضح طور پر آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز نہیں پڑھائیں گے بلکہ حضرت مہدی سے فرمائیں گے کہ امام وخلیفہ آپ ہیں لہذا نماز پڑھائیں جب کہ یہاں حضرت عیسیٰ کی امامت کی بات ہے۔

جواب: اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ''امهم'' عام نمازوں کے بارے میں ہے اور نفی صرف اس نماز کی ہے جس میں سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اترے یں گے جمعہ کے دن عصر کی نماز ہوگی جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام انکار کریں گے تاکہ لوگوں پر واضح ہوجائے کہ ان کے خلیفہ مہدی ہی ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ امهم کا حکم مجازاً ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو امامت کا حکم کیا تو انہوں نے امامت کرادی ای امرہ بالامامة۔

بَابُ تَقُومُ السَّاعَةُ وَالرُّومُ أَكْثَرُ النَّاسِ

قیامت قائم ہونے کے وقت رومیوں کے زیادہ ہونے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۷۲۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُلَيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ الْمُسْتَوْرِدُ الْقُرَشِيُّ، عِنْدَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: تَقُومُ السَّاعَةُ وَالرُّومُ أَكْثَرُ النَّاسِ فَقَالَ لَهُ عَمْرٌو: أَبْصِرْ مَا

تَقُولُ، قَالَ: أَقُولُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ، إِنَّ فِيهِمْ لَخِصَالًا أَرْبَعًا: إِنَّهُمْ لَأَحْلَمُ النَّاسِ عِنْدَ فِتْنَةٍ، وَأَسْرَعُهُمْ إِفَاقَةً بَعْدَ مُصِيبَةٍ، وَأَوْشَكُهُمْ كَرَّةً بَعْدَ فَرَّةٍ وَخَيْرُهُمْ لِمِسْكِينٍ وَيَتِيمٍ وَضَعِيفٍ، وَخَامِسَةٌ حَسَنَةٌ جَمِيلَةٌ: وَأَمْنَعُهُمْ مِنْ ظُلْمِ الْمُلُوكِ

حضرت موسیٰ بن علی رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مستورد قریشی نے حضرت عمرو بن عاص کی موجودگی میں کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب نصاریٰ تمام لوگوں سے زیادہ ہوں گے تو حضرت عمرو نے ان سے کہا: غور کرو، کیا کہہ رہے ہو؟ انہوں نے کہا: میں وہی کہتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ حضرت عمرو نے کہا: اگر تو یہی کہتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں چار خصلتیں ہوتی ہیں وہ آزمائش کے وقت لوگوں میں سب سے زیادہ بردبار ہوتے ہیں اور مصیبت کے بعد جلدی اس کا ازالہ کرنے والے ہوتے ہیں اور بھاگنے کے بعد سب سے پہلے حملہ کرنے والے ہوتے ہیں اور لوگوں میں سے مسکین، یتیم اور کمزور کے لیے بہترین ہوتے ہیں اور پانچویں خصلت نہایت عمدہ یہ ہے کہ وہ لوگوں میں سے سب زیادہ بادشاہوں کو ظلم سے روکنے والے ہوتے ہیں۔

تشریح:

"لئن قلت ذلک" یعنی اگر تم یہ بات کرتے ہو تو یہ صحیح ہے اور اس کی چند وجوہات ہیں "کرۃ بعد کرۃ" یعنی بھاگنے کے بعد فوراً سنبھل کر لوٹ آتے ہیں "اوشک" "اسرع" کے معنی میں ہے "امنعھم" یعنی بادشاہوں کے ظلم سے خود بھی بچتے ہیں اور بادشاہوں کو ظلم کرنے بھی نہیں دیتے ہیں۔

"ابصر ما تقول" یعنی سوچ سمجھ کر حدیث بیان کرو اس حدیث میں حضرت عمرو بن العاص نے نصاریٰ کی کثرت کے اسباب کی طرف اشارہ کیا ہے اور قوموں کی ترقی اور بڑھنے کی یہی صفات اور اسباب ہوتے ہیں درحقیقت ان صفات کی تعلیم تو اسلام دیتا ہے مگر اس پر عمل نصاریٰ کرتے ہیں اور اس وقت بھی پوری دنیا کی قوموں میں نصاریٰ سب سے زیادہ ہیں دوسرے نمبر پر مسلمان ہیں پھر مشرکین ہیں۔ شارحین لکھتے ہیں کہ غیر مسلم اقوام میں اگر اچھی خصلتیں ہوں تو مسلمانوں کو کھلے دل سے اس کا اقرار کرنا چاہیے۔ شارحین نے یہ بھی لکھا ہے کہ نصاریٰ میں یہ صفات کسی زمانہ میں تھیں اب نہیں ہیں۔ واللہ اعلم۔

"خصالا اربعا" اب تو وہ لوگ سب سے زیادہ منحوس لوگ بن چکے ہیں بہر حال ان چار خصلتوں کا نمبروار بیان اس طرح ہیں۔ (۱) مصیبت وآفت کے آنے کے وقت سب سے زیادہ سنجیدہ اور بردبار ہوتے ہیں (۲) مصیبت کے بعد بہت جلدی ہوشیار

ہوجاتے ہیں (۳) جنگ میں بھاگنے کے بعد سب سے پہلے دوبارہ حملہ کرتے ہیں (۴) یتیم مسکین ضعیف کے لیے سب سے زیادہ بہتر لوگ ہیں (۵) پانچویں صفت سب سے عمدہ ہے کہ وہ بادشاہوں کو ظلم سے روکنے والوں میں سب سے زیادہ روکنے والے ہیں۔

۷۲۷۱۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي أَبُو شُرَيْحٍ، أَنَّ عَبْدَ الْكَرِيمِ بْنَ الْحَارِثِ، حَدَّثَهُ أَنَّ الْمُسْتَوْرِدَ الْقُرَشِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: تَقُومُ السَّاعَةُ وَالرُّومُ أَكْثَرُ النَّاسِ قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ فَقَالَ: مَا هَذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تُذْكَرُ عَنْكَ أَنَّكَ تَقُولُهَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ: قُلْتُ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَقَالَ عَمْرٌو: لَئِنْ قُلْتَ ذَلِكَ، إِنَّهُمْ لَأَحْلَمُ النَّاسِ عِنْدَ فِتْنَةٍ، وَأَجْبَرُ النَّاسِ عِنْدَ مُصِيبَةٍ، وَخَيْرُ النَّاسِ لِمَسَاكِينِهِمْ وَضُعَفَائِهِمْ

حضرت مستورد قریشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: قیامت اس وقت قائم ہوگی جب نصاریٰ سب لوگوں سے زیادہ ہوں گے یہ خبر جب حضرت عمرو بن عاص کو پہنچی تو انہوں نے کہا: یہ کیا احادیث ہیں جنہیں آپ سے ذکر کیا جاتا ہے اور آپ ان احادیث کو رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہو تو حضرت مستورد نے ان سے کہا: میں نے وہی کہا ہے جو رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ تو حضرت عمرو نے کہا: اگر آپ نے یہ کہا ہے تو سنو وہ آزمائش کے وقت لوگوں میں سے زیادہ بردبار ہوتے ہیں اور مصیبت کے بعد لوگوں میں سے جلد درست ہونے والے ہوتے ہیں اور اپنے مساکین اور کمزوروں کے لیے لوگوں میں سے بہتر ہوتے ہیں۔

بَابُ إِقْبَالِ الرُّومِ للقتال فی الملحمة الكبرىٰ

شام میں ملحمۃ الکبریٰ اور فدائی حملوں کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۷۲۷۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ۔ وَاللَّفْظُ لِابْنِ حُجْرٍ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْعَدَوِيِّ، عَنْ يُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ: هَاجَتْ رِيحٌ حَمْرَاءُ بِالْكُوفَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ لَيْسَ لَهُ هِجِّيرَى إِلَّا: يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ جَاءَتِ السَّاعَةُ، قَالَ: فَقَعَدَ وَكَانَ مُتَّكِئًا، فَقَالَ: إِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُومُ، حَتَّى لَا يُقْسَمَ مِيرَاثٌ، وَلَا يُفْرَحَ

بِغَنِيمَةٍ، ثُمَّ قَالَ: بِيَدِهِ هَكَذَا۔ وَنَحَّاهَا نَحْوَ الشَّأْمِ۔ فَقَالَ: عَدُوٌّ يَجْمَعُونَ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ، وَيَجْمَعُ لَهُمْ أَهْلُ الْإِسْلَامِ، قُلْتُ: الرُّومَ تَعْنِي؟ قَالَ: نَعَمْ، وَتَكُونُ عِنْدَ ذَاكُمُ الْقِتَالِ رَدَّةٌ شَدِيدَةٌ، فَيَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُونَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً، فَيَقْتَتِلُونَ حَتَّى يَحْجُزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ، فَيَفِيءُ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ، كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ، وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ، ثُمَّ يَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُونَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ، لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً، فَيَقْتَتِلُونَ حَتَّى يَحْجُزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ، فَيَفِيءُ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ، كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ، وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ، ثُمَّ يَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُونَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ، لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً، فَيَقْتَتِلُونَ حَتَّى يُمْسُوا، فَيَفِيءُ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ، كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ، وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الرَّابِعِ، نَهَدَ إِلَيْهِمْ بَقِيَّةُ أَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَيَجْعَلُ اللَّهُ الدَّبْرَةَ عَلَيْهِمْ، فَيَقْتُلُونَ مَقْتَلَةً۔ إِمَّا قَالَ لَا يُرَى مِثْلُهَا، وَإِمَّا قَالَ لَمْ يُرَ مِثْلُهَا۔ حَتَّى إِنَّ الطَّائِرَ لَيَمُرُّ بِجَنَبَاتِهِمْ، فَمَا يُخَلِّفُهُمْ حَتَّى يَخِرَّ مَيْتًا، فَيَتَعَادُّ بَنُو الْأَبِ، كَانُوا مِائَةً، فَلَا يَجِدُونَهُ بَقِيَ مِنْهُمْ إِلَّا الرَّجُلُ الْوَاحِدُ، فَبِأَيِّ غَنِيمَةٍ يُفْرَحُ؟ أَوْ أَيُّ مِيرَاثٍ يُقَاسَمُ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ سَمِعُوا بِبَأْسٍ، هُوَ أَكْبَرُ مِنْ ذَلِكَ، فَجَاءَهُمُ الصَّرِيخُ، إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَلَفَهُمْ فِي ذَرَارِيِّهِمْ، فَيَرْفُضُونَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ، وَيُقْبِلُونَ، فَيَبْعَثُونَ عَشَرَةَ فَوَارِسَ طَلِيعَةً، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَأَعْرِفُ أَسْمَاءَهُمْ وَأَسْمَاءَ آبَائِهِمْ، وَأَلْوَانَ خُيُولِهِمْ، هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ۔ أَوْ مِنْ خَيْرِ فَوَارِسَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي رِوَايَتِهِ: عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ،

حضرت یسیر بن جابر سے مروی ہے کہ ایک دفعہ کوفہ میں سرخ آندھی آئی ایک آدمی آیا جس کا تکیہ کلام یہ تھا: اے عبداللہ بن مسعود! قیامت آ گئی۔ تو وہ سیدھے بیٹھ گئے حالانکہ (پہلے) ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ اور کہا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ترکہ تقسیم نہ ہوگی اور غنیمت سے خوشی نہ ہوگی پھر اپنے ہاتھ سے ملک شام کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس طرف دشمن اہل اسلام (سے لڑنے) کے لیے جمع ہوں گے اور اہل اسلام ان سے لڑنے کے لیے جمع ہو جائیں گے۔ میں نے کہا: آپ کی مراد رومی ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! اور اس وقت سخت شدت کی جنگ ہوگی اور مسلمان موت پر شرط لگائیں گے کہ وہ غلبہ کے بغیر واپس نہ لوٹیں گے۔ پھر وہ خوب جہاد کریں گے یہاں تک کہ ان کے درمیان رات کا پردہ حائل ہو جائے گا۔ پھر یہ بھی لوٹ آئیں گے اور وہ بھی واپس آ جائیں گے اور کوئی ایک گروہ غالب نہ ہوگا اور جو لشکر لڑائی کے لیے آگے بڑھا تھا وہ بالکل ہلاک اور فنا ہو جائے گا پھر (اگلے دن) مسلمان ایک اور لشکر آگے بھیجیں گے جو موت پر شرط لگائیں گے کہ وہ غلبہ کے بغیر واپس نہ آئیں گے پس وہ بھی جنگ

کریں گے یہاں تک کہ شام ہو جائے گی۔ پھر یہ بھی واپس آجائیں گے اور وہ بھی لوٹ آئیں گے اور کوئی بھی غالب نہ ہوگا اور جو لشکر لڑائی کے لیے آگے بڑھا تھا وہ ہلاک اور فنا ہو جائے گا (اگلے دن) پھر مسلمان ایک لشکر روانہ کریں گے جو موت پر شرط لگائیں گے کہ وہ غلبہ حاصل کیے بغیر واپس نہ لوٹیں گے پس وہ بھی جنگ کریں گے یہاں تک کہ شام ہو جائے گی پھر یہ بھی واپس آجائیں گے اور وہ بھی لوٹ جائیں گے لیکن کوئی بھی غالب نہ ہوگا اور وہ لشکر ہلاک وفنا ہو جائے گا پس جب چوتھا دن ہوگا تو باقی اہل اسلام ان پر حملہ کر دیں گے تو اللہ کافروں پر شکست مسلط کر دے گا اور ایسی لڑائی ہوگی کہ ویسی کوئی نہ دیکھے گا یا کہا کہ ویسی کسی نے دیکھی نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ پرندے بھی ان کے پہلوؤں کے پاس سے گزریں گے تو وہ بھی آگے نہ بڑھ سکیں گے۔ یہاں تک کہ مردہ ہو کر گر پڑیں گے اور ایک باپ کی اولاد کو شمار کیا جائے گا تو وہ سو ہوں گے اور ان میں سے سوائے ایک کے کوئی بھی باقی نہ رہے گا پس اس حال میں کس کو غنیمت پر خوشی ہوگی یا کونسی میراث کو تقسیم کیا جائے گا پھر اسی دوران مسلمان ایک اور بڑی آفت کی خبر سنیں گے جو اس سے بھی بڑی ہوگی پس ان کے پاس ایک چیخنے والا آئے گا کہ دجال ان کے بعد ان کے بال بچوں میں آگیا ہے یہ سنتے ہی اپنے ہاتھوں میں موجود چیزوں کو پھینک دیں گے اور اس کی طرف متوجہ ہو جائیں گے پھر دس سواروں کا ہراول دستہ روانہ کریں گے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ان کے نام اور آباؤ اجداد کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگوں کو پہچانتا ہوں اور وہ اس دن اہل زمین سے بہترین شہسوار ہوں گے یا اس دن وہ زمین والوں میں سے بہترین شہسوار ہوں گے۔ حضرت ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اپنی روایت کردہ حدیث حضرت اسیر بن جابر سے روایت کی ہے۔

تشریح:

''ھاجت ریح حمراء'' یعنی کوفہ میں ایک دفعہ ایک طوفانی سرخ ہوا چلی۔ ''ھِجِیّریٰ'' ھا پر کسرہ ہے جیم پر شد ہے ی ساکن ہے اور آخر میں ی کے ساتھ الف مقصورہ ہے عادت کو کہتے ہیں یہاں تکیہ کلام مراد ہے یعنی اس شخص کا تکیہ کلام یہی تھا کہ آکر حضرت ابن مسعود کو کہتے تھے اے ابن مسعود قیامت آگئی۔ ''قال'' یعنی یسیر کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود بیٹھ گئے۔

''ان الساعۃ لا تقوم'' حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک شام کی سرزمین میں ملحمۃ الکبریٰ قائم ہو کر گھمسان کی لڑائی نہ ہو اور اتنے لوگ مارے نہ جائیں کہ میراث تقسیم کرنے کی نوبت نہ رہے کیونکہ جب سارے لوگ مارے جائیں گے تو میراث تقسیم کر کے لینے والا کون ہوگا اور نہ غنیمت لینے پر کوئی خوش ہوگا کیونکہ سب لوگ شہید ہو چکے ہوں گے ایک آدمی بچا ہوگا۔ ''قال بیدہ'' ہاتھ سے اشارہ کیا ''ونحاھا'' یعنی ہاتھ کو شام کی طرف پھیلا کر اشارہ کیا۔

"عند ذاکم القتال" ذاکم اسم اشارہ ہے اور القتال مشارالیہ ہے چونکہ اسم اشارہ مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے محلا مجرور ہے اس لیے مشارالیہ القتال بھی مجرور واقع ہے۔ "رَدَّةٌ شَدِيْدَةٌ" یہ مرفوع ہے جو تکون کے لیے اسم ہے اور ردۃ شدیدۃ سے مراد سخت پلٹنا ہے اب یہ پلٹنا علامہ ابی کے نزدیک بھاگنے کے معنی میں ہے "ای هـزيـمـة" لیکن علامہ تقی عثمانی صاحب کے نزدیک یہ شدید حملے کے معنی میں ہے ای عطفة قوية او صولة شديدة بہر حال ہزیمت ہو یا پلٹ کر حملہ ہو شدید جنگ مراد ہے یہاں علامہ صفی الرحمٰن مبارک پوری نے عجیب معنی مراد لیا ہے فرماتے ہیں کہ اس سے مرتد ہونا مراد ہے یعنی اس جنگ کے دوران شدید ارتداد شروع ہو جائے گی یا تو لوگ بالکل کفر میں چلے جائیں گے یا کفر کے قریب قریب غلط عقائد کو اپنالیں گے کسی شارح یا مترجم نے یہ معنی نہیں لیا ہے اور بعید بھی معلوم ہوتا ہے۔

"لایقسم" یعنی ان کی میراث تقسیم نہیں کی جائے گی اس کی وجہ یہ ہوگی کہ میراث لینے والا کوئی باقی نہیں ہوگا تو پھر میراث کس پر تقسیم کی جائے گی "ولا یـفـرح" یعنی اس فتح میں جو مال غنیمت ہاتھ میں آجائے گا اس پر کوئی خوش نہیں ہوگا اس لیے کہ سب گھرانے اس جنگ میں شہید ہو چکے ہوں گے تو پھر کون خوش ہوگا؟۔ "شرطة للموت" شرطہ جماعت طائفہ اور گروپ کو کہا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ مسلمان کفار کے مقابلے میں ایک جنگجو طائفہ تیار کر دیں گے اور وہ طائفہ موت پر عہد و پیمان کریں گے کہ یا غالب آجائیں گے یا موت کو گلے لگا دیں گے قاموس میں شرطہ کے بارے میں لکھا ہے کہ:

وهم كتيبة تشهد الحرب وتهيأ للموت. وقيل سموا بها لانهم يشترطون ان يتقدموا ويعدوا انفسهم للهلكة اى ان المسلمين يبعثون مقدمتهم على ان لا ينهزموا بل يتوقفوا ويثبتوا الى ان يقتلوا او يغلبوا (مرقات ج ۹ ص ۳۱۰)

کافروں پر خودکش دھماکوں کا ثبوت

اس حدیث کے مجموعی مفہوم سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کفار کی جماعت پر اندھا دھند حملہ کرنا اور ان کو تباہ کرنا اور اس میں اپنی جان کی بازی لگانا منع نہیں ہے بلکہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ ایک مجاہد جب موت پر عہد و پیمان کر کے آگے بڑھتا ہے اور مسکرا کر موت کو گلے لگاتا ہے تو اس کو آپ کچھ بھی کہہ دیں حقیقت میں یہی خودکش حملہ ہے جو درحقیقت دیگر کش حملہ ہے اور فیقتلون ویقتلون کے موافق ہے۔ آج کل لوگ شور کرتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے اگر اپنی جان لڑانا بند ہو جائے تو جہاد کا تصور ختم ہو جائے گا۔ خودکش حملہ جہاد کی کئی صورتوں میں سے ایک انتہائی صورت ہے لوگوں کو چاہیے کہ ان اسباب پر غور کریں جن اسباب نے

ایک دیندار اور ہوشیار آدمی کو اس اقدام پر مجبور کیا ہے بلکہ نابالغ بچیوں کو ان حالات نے دیوانہ کردیا ہے خودکش حملہ آور کسی سے مشورہ نہیں کرتا، جو کچھ کرتا ہے اپنی ذمہ داری اور مجبوری سے کرتا ہے حکومت کسی کو ذمہ دار نہ ٹھہرائے بلکہ اپنی پالیسی پر غور کرے۔ ''شرطة للموت'' کفار پر بمبار اور خودکش حملہ آور دستے کا نام ہے اوپر ملا علی قاری نے جو عربی عبارات اس حدیث کی تشریح میں پیش فرمائی ہیں ان کو بھی غور سے پڑھنا چاہیے۔ امام محمد نے سیر کبیر میں خودکش حملوں کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

''لاترجع'' یہ جملہ شرطۃ للموت کا بیان اور صفت کاشفہ ہے۔ ''یفیء'' رجوع اور لوٹنے کے معنی میں ہے یعنی رات کے آنے کی وجہ سے طرفین کے لوگ میدان جنگ سے واپس ہوجائیں گے۔ ''نهد'' ای قام یعنی چوتھے دن اہل اسلام کا چھوٹا سا دستہ حملہ کے لیے کھڑا ہوجائے گا ''الدبرة'' ادبار سے ہے شکست کو کہتے ہیں یعنی کفار کو شکست ہوجائے گی۔ ''جنبات'' اطراف اور کناروں کو کہتے ہیں۔ ''فلا یخلفهم'' باب تفعیل سے پیچھے چھوڑنے کے معنی میں ہے یعنی وہ پرندہ مقتولین کی لاشوں کو اپنے پیچھے نہیں چھوڑے گا بلکہ پہلے مرجائے گا کیونکہ لاشیں زیادہ ہوں گی اور سڑی ہوئی ہوں گی اس بدبو سے پرندہ مرجائے گا مطلب یہ ہے کہ لاشوں کا میدان اتنا وسیع ہوگا کہ پرندہ اڑتا اڑتا گر کر مرجائے گا اور لاشوں کو پار نہیں کرے گا ''فیعتاد بنو الاب'' یعنی باپ کی اولاد بلکہ پورے خاندان کو جب گن لیا جائے گا تو خاندان کے سو افراد میں سے ایک بچ گیا ہوگا تو کیا غنیمت تقسیم ہوگی؟ اور اس پر کون خوش ہوگا اور کیا میراث ہوگی اور کیا تقسیم ہوگی۔

۷۲۷۳۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ يُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ مَسْعُودٍ فَهَبَّتْ رِيحٌ حَمْرَاءُ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ، وَحَدِيثُ ابْنِ عُلَيَّةَ أَتَمُّ وَأَشْبَعُ،

حضرت یسیر بن جابر سے مروی ہے کہ میں حضرت ابن مسعود کے پاس حاضر تھا کہ سرخ ہوا ڈرانے والی چلی۔ باقی حدیث سابقہ حدیث ہی کی مثل ہے۔ اور حضرت ابن علیہ کی روایت کردہ حدیث زیادہ کامل ہے۔

۷۲۷۴۔ وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ: كُنْتُ فِي بَيْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَالْبَيْتُ مَلْآنُ، قَالَ: فَهَاجَتْ رِيحٌ حَمْرَاءُ بِالْكُوفَةِ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ

حضرت اسیر بن جابر سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود کے گھر میں تھا اور گھر بھرا ہوا تھا اتنے میں کوفہ میں سرخ

ہوا چلی۔ باقی حدیث حضرت ابن علیہ کی روایت کردہ حدیث ہی کی طرح ہے۔

بَابُ مَا يَكُونُ مِنْ فُتُوحَاتِ الْمُسْلِمِينَ قَبْلَ الدَّجَّالِ

دجال کے قتل سے پہلے مسلمانوں کی فتوحات کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۷۲۷۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ، قَالَ: فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ، عَلَيْهِمْ ثِيَابُ الصُّوفِ، فَوَافَقُوهُ عِنْدَ أَكَمَةٍ، فَإِنَّهُمْ لَقِيَامٌ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ، قَالَ: فَقَالَتْ لِي نَفْسِي: ائْتِهِمْ فَقُمْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ لَا يَغْتَالُونَهُ، قَالَ: ثُمَّ قُلْتُ: لَعَلَّهُ نَجِيٌّ مَعَهُمْ، فَأَتَيْتُهُمْ فَقُمْتُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ، قَالَ: فَحَفِظْتُ مِنْهُ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ، أَعُدُّهُنَّ فِي يَدِي، قَالَ: تَغْزُونَ جَزِيرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ، ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ، ثُمَّ تَغْزُونَ الرُّومَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ، ثُمَّ تَغْزُونَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللَّهُ قَالَ: فَقَالَ نَافِعٌ: يَا جَابِرُ، لَا نَرَى الدَّجَّالَ يَخْرُجُ، حَتَّى تُفْتَحَ الرُّومُ

حضرت نافع بن عتبہؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک غزوہ میں شریک تھے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مغرب کی طرف سے ایک قوم آئی جن پر سفید اونی کپڑے تھے اور آپ ﷺ سے ایک ٹیلے کے پاس ملے وہ کھڑے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے مجھے میرے دل نے کہا کہ تو بھی ان کے اور آپ ﷺ کے درمیان جا کر کھڑا ہو کہ کہیں وہ دھوکہ سے آپ ﷺ پر حملہ ہی نہ کریں۔ پھر میں نے کہا: شاید آپ ﷺ ان سے کوئی راز کی بات کر رہے ہوں بہر حال پھر میں ان کے پاس آیا اور آپ ﷺ کے اور ان کے درمیان کھڑا ہو گیا اور اسی دوران میں نے آپ ﷺ سے چار کلمات یاد کیے جنہیں میں نے اپنے ہاتھوں پر شمار کر لیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جزیرۃ العرب میں جہاد کرو گے اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں فتح عطا فرمائے گا پھر تم اہل فارس سے جنگ کرو گے ان پر بھی اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائیں گے پھر تم روم (والوں) سے جہاد کرو گے اس پر بھی اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائیں گے تو حضرت نافع نے کہا: اے جابر! ہمارا خیال ہے کہ روم کے فتح ہونے سے پہلے دجال نہیں آئے گا۔

تشریح:

”قبل المغرب“ یعنی مغرب کی طرف سے کچھ لوگ آ گئے ”اکمۃ“ مٹی کے ٹیلے کو کہتے ہیں یعنی یہ لوگ بالوں کے کپڑے پہنے

ہوئے تھے اور آکر ایک ٹیلہ کے پاس آنحضرت سے ملے "فقالت لی نفسی" یعنی میرے دل نے مجھے کہا کہ جاؤ اور آنحضرت کی حفاظت میں درمیان میں کھڑے ہوجاؤ "لا یغتالو نه" یعنی دھوکہ کر کے چپکے سے آنحضرت کو شہید نہ کریں۔

بَابٌ فِي الْآيَاتِ الَّتِي تَكُونُ قَبْلَ السَّاعَةِ

قیامت سے پہلے چند علامات کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۷۲۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ۔ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا۔ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ، فَقَالَ: مَا تَذَاكَرُونَ؟ قَالُوا: نَذْكُرُ السَّاعَةَ، قَالَ: إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ۔ فَذَكَرَ. الدُّخَانَ، وَالدَّجَّالَ، وَالدَّابَّةَ، وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ: خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَآخِرُ ذَٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ، تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم باہم گفتگو کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم کس بات کا تذکرہ کر رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ہرگز قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس علامت دیکھ لوگے۔ پھر دھوئیں، دجال، دابۃ الارض، سورج مغرب سے طلوع ہونے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے اور یاجوج ماجوج اور تین جگہوں کے دھنسنے، ایک دھنسنا مشرق اور ایک دھنسنا مغرب میں اور ایک دھنسنا جزیرۃ العرب میں ہونے اور آخر میں یمن سے آگ نکلنے کا ذکر فرمایا جو لوگوں کو جمع ہونے کی جگہ کی طرف لے جائے گی۔

۷۲۷۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غُرْفَةٍ وَنَحْنُ أَسْفَلَ مِنْهُ، فَاطَّلَعَ إِلَيْنَا، فَقَالَ: مَا تَذْكُرُونَ؟ قُلْنَا: السَّاعَةَ، قَالَ: إِنَّ السَّاعَةَ لَا تَكُونُ حَتَّى تَكُونَ عَشْرُ آيَاتٍ: خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَالدُّخَانُ وَالدَّجَّالُ، وَدَابَّةُ

الْأَرْضِ، وَيَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ، وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قُعْرَةِ عَدَنٍ تَرْحَلُ النَّاسَ قَالَ شُعْبَةُ: وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ، مِثْلَ ذَلِكَ، لَا يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ أَحَدُهُمَا فِي الْعَاشِرَةِ: نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ الْآخَرُ: وَرِيحٌ تُلْقِي النَّاسَ فِي الْبَحْرِ،

حضرت ابوسریحہ حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک کمرے میں (موجود) تھے اور ہم آپ سے نیچے تھے۔ پس آپ ﷺ ہماری طرف تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: تم کس چیز کا ذکر کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا قیامت کا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک نہ آئے گا جب تک دس علامات پوری نہ ہو جائیں گی۔ مشرق میں دھنسنا اور مغرب میں (زمین کا) دھنسنا اور ایک دھنسنا جزیرۃ العرب میں ہوگا اور دھواں، دجال، دابۃ الارض، یاجوج ماجوج، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور آگ جو عدن کے کنارے سے نکلے گی جو لوگوں کو ہانک کر لے جائے گی۔ دوسری سند سے سابقہ حدیث ذکر کی ہے اس سند سے یہ حدیث اسی طرح مروی ہے لیکن اس میں نبی کریم ﷺ کا ذکر نہیں اور ان میں سے ایک نے دسویں علامت کے بارے میں کہا کہ عیسیٰ بن مریم کا نزول ہوگا اور دوسرے نے کہا: آندھی ہے جو لوگوں کو سمندر میں ڈال دے گی۔

۷۲۷۸۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ فُرَاتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الطُّفَيْلِ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غُرْفَةٍ، وَنَحْنُ تَحْتَهَا نَتَحَدَّثُ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ، بِمِثْلِهِ. قَالَ شُعْبَةُ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: تَنْزِلُ مَعَهُمْ إِذَا نَزَلُوا، وَتَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا، قَالَ شُعْبَةُ: وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ، قَالَ: أَحَدُ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ: نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَقَالَ الْآخَرُ: رِيحٌ تُلْقِيهِمْ فِي الْبَحْرِ،

حضرت ابوسریحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک کمرہ میں تھے اور ہم اس کے نیچے (بیٹھے) گفتگو کر رہے تھے۔ باقی حدیث اسی طرح ہے جیسے سابقہ حدیث ہے حضرت شعبہ نے کہا۔ میرا گمان ہے کہ انہوں نے کہا: آگ لوگوں کے ساتھ ساتھ رہے گی، جہاں وہ اتریں گے آگ بھی اتر جائے گی اور جب وہ (دوپہر کو) قیلولہ کریں گے تو آگ بھی وہیں ہوگی جہاں وہ قیلولہ کریں گے، حضرت شعبہ نے کہا: ایک آدمی نے مجھ سے یہ حدیث حضرت ابوطفیل کے واسطہ سے حضرت ابوسریحہ سے نقل کی لیکن مرفوع ہونا روایت نہیں کیا۔ ان میں سے ایک آدمی نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا نزول اور دوسرے نے آندھی کا ذکر کیا جو انہیں سمندر میں ڈال دے گی۔

۷۲۷۹۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعِجْلِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ فُرَاتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الطُّفَيْلِ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ، قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ، فَأَشْرَفَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِنَحْوِ حَدِيثِ مُعَاذٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ، وقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ، بِنَحْوِهِ. قَالَ: وَالْعَاشِرَةُ نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، قَالَ شُعْبَةُ: وَلَمْ يَرْفَعْهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ

حضرت ابوسریحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جھانک کر دیکھا۔ باقی حدیث سابقہ حدیث معاذ وابن جعفر ہی کی مثل ہے البتہ دسویں علامت اس روایت میں عیسیٰ بن مریم کا نزول مذکور ہے اور بقول حضرت شعبہ، حضرت عبدالعزیز نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

بَابُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ

قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک حجاز سے ایک بڑی آگ نہیں نکلے گی

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۷۲۸۰۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ح وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ جَدِّي، حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ، أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ، تُضِيءُ أَعْنَاقَ الْإِبِلِ بِبُصْرَى

ان دونوں اسناد سے بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زمین حجاز سے آگ نکلنے تک قیامت قائم نہ ہوگی جو کہ علاقہ بُصریٰ کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کرے گی۔

تشریح:

''مـن ارض الـحـجـاز'' یعنی حجاز کی سرزمین سے ایک بڑی آگ ظاہر ہوگی جس کی وجہ سے بُصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں گی۔ حجاز جزیرۃ العرب کے اس علاقہ کو کہا جاتا ہے جس میں مکہ اور مدینہ داخل ہے اور بُصریٰ شام کی زمین میں ایک شہر کا

نام ہے جو دمشق سے تین دن کی مسافت پر ہے، علماء نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں جس آگ کا بیان آیا ہے یہ آگ ۶۵۰ھ میں ظاہر ہو چکی تھی، یہ آگ وسط حجاز سے طوفان اور سمندر کی موجوں کی طرح بلند ہو رہی تھی اور پہاڑوں، صحراؤں اور جنگلوں کو جلا کر راکھ بنا رہی تھی اس میں بجلی کی کڑک کی طرح آواز بھی تھی اور اس میں مختلف رنگ بھی تھے چنانچہ یہ آگ اسی طوفانی حیثیت سے مدینہ منورہ تک پہنچ گئی مگر حدود مدینہ میں ٹھنڈی پڑ گئی یعنی حدود مدینہ کی کسی چیز کو نہیں جلاتی تھی۔

اس آگ سے مدینہ منورہ کے لوگ گھبرائے ہوئے تھے وہ رو رو کر دعائیں مانگ رہے تھے اور صدقات دے رہے تھے اس آگ سے پچاس دن تک مدینہ منورہ روشن تھا مدینہ کے لوگ رات کو اس کی وجہ سے کام کرتے تھے مکہ مکرمہ کے لوگوں نے گواہی دی کہ اس آگ کی روشنی کی وجہ سے ہم نے بصریٰ اور شام کے علاقوں کو روشن دیکھا تھا یہ آگ سورج سے زیادہ روشن تھی لوگوں کو پتہ نہیں چلتا تھا کہ سورج ہے یا نہیں ہے، یہ آگ پتھروں کو جلاتی تھی مگر درختوں کو نہیں جلاتی تھی اسی طرح مدینہ کے اندر حدود حرم میں اثر نہیں کرتی تھی چنانچہ اگر کسی پتھر کا آدھا حصہ حرم مدینہ میں ہوتا اور آدھا باہر ہوتا تو یہ آگ باہر والے حصہ کو جلا ڈالتی تھی اور اندر والے حصہ کو چھوڑ دیتی تھی، روضہ رسول کے پاس لوگ رونے میں مشغول تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور اس آگ کا رخ آسمان کی طرف موڑ دیا گیا اور لوگ محفوظ ہو گئے۔

"اعناق الابل" سے مراد علاقہ بصریٰ کی چٹانیں ہیں اس آگ کے ختم ہونے کے بعد بغداد پر تاتاریوں کا حملہ ہو گیا جس سے بغداد تباہ ہو کر رہ گیا۔ یہ آگ ۳ جمادی الثانی ۶۵۰ھ میں نمودار ہوئی تھی اور ۲۷ رجب ۶۵۰ھ تک ۳۵ دن مسلسل جاری رہی تھی۔

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ یہ آگ ہمارے زمانہ میں نکل آئی تھی علامہ نووی کی عربی عبارت اس طرح ہے وقد خرجت فی زماننا نار بالمدینۃ سنۃ اربع وخمسین وستماۃ ۶۵۴ھ وکانت نار عظیمۃ بجنب المدینۃ الشرقی وراء الحرۃ تواتر العلم بھا عند جمیع الشام وسائر البلدان واخبرنی من حضرھا من اھل المدینہ (نووی)

بَابٌ فِي سُكْنَى الْمَدِينَةِ وَتوسعها

مدینہ منورہ کی آبادی اور توسیع کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے۔

۷۲۸۱- حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَبْلُغُ الْمَسَاكِنُ إِهَابَ- أَوْ يَهَابَ، قَالَ

زُهَيْرٌ: قُلْتُ لِسُهَيْلٍ: فَكَمْ ذَٰلِكَ مِنَ الْمَدِينَةِ؟ قَالَ: كَذَا وَكَذَا مِيلًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (قیامت کے قریب) گھر اھاب یا یھاب تک پہنچ جائیں گے۔ حضرت زہیر نے کہا: میں نے حضرت اسماعیل سے کہا کہ یہ علاقہ مدینہ سے کتنے فاصلہ پر ہے؟ انہوں نے کہا: اتنے اتنے میل کے فاصلہ پر ہے۔

تشریح:

''تبلغ المساکن'' یہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے ایک پیش گوئی ہے کہ قیامت سے پہلے مدینہ منورہ کی تعمیرات اور آبادی میں توسیع ہوگی اور یہ توسیع اتنی بڑھ جائے گی کہ اس کا آخری حدود اھاب تک پہنچ جائیں گی۔ ''اھاب او یھاب'' یہاں راوی نے شک کے ساتھ دو لفظوں کو ذکر کیا ہے ہمزہ پر کسرہ ہے قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ بعض نے نھاب کا لفظ بھی ذکر کیا ہے مگر پہلا لفظ مشہور ہے یہ مدینہ منورہ میں ایک جگہ کا نام ہے جو وادی عقیق کی طرف حرہ غربیہ کی جانب واقع ہے یہاں ایک کنواں بھی اس نام سے مشہور ہے یہ جگہ مدینہ منورہ سے ایک میل یا کچھ زیادہ کی مسافت پر ہے یہاں فاطمہ بنت حسین نے اپنا مکان تعمیر کیا تھا اور دیگر لوگوں نے بھی گھر بنائے آج کل مدینہ کی آبادی اس سے بھی آگے تک بڑھ چکی ہے علامہ ابی مالکی نے لکھا ہے کہ بنوامیہ کے دور میں یہ علاقہ آبادی سے خالی ہو گیا ''کذا و کذا'' یعنی اتنے اتنے میل کے فاصلہ پر اھاب واقع ہے عام شارحین ''علی امیال'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں جو کم از کم تین میل ہونا چاہیے لیکن منة المنعم کے مؤلف نے ایک میل لکھا ہے۔

۷۲۸۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَتِ السَّنَةُ بِأَنْ لَا تُمْطَرُوا، وَلَكِنِ السَّنَةُ أَنْ تُمْطَرُوا وَتُمْطَرُوا، وَلَا تُنْبِتُ الْأَرْضُ شَيْئًا

صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قحط یہ نہیں ہے کہ بارش نہ برسائی جائے بلکہ قحط سالی یہ ہے کہ بارش برسے اور خوب برسے لیکن زمین کوئی چیز بھی نہ اگائے۔

بَابُ الْفِتْنَةُ مِنَ الْمَشْرِقِ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ

مشرق کا فتنہ جہاں سے شیطان کے دو سینگ ظاہر ہوں گے

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

۷۲۸۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ، يَقُولُ: أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا، أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا، مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس حال میں سنا کہ آپ ﷺ مشرق کی طرف منہ کیے ہوئے تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آگاہ رہو! فتنہ اس جگہ ہوگا، آگاہ رہو فتنہ اس جگہ ہوگا جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔

۷۲۸۴۔ وَحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ، قَالَ الْقَوَارِيرِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَامَ عِنْدَ بَابِ حَفْصَةَ، فَقَالَ: بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ الْفِتْنَةُ هَاهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، وقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ فِي رِوَايَتِهِ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَابِ عَائِشَةَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حفصہ کے دروازے کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف (اشارہ کرکے) ارشاد فرمایا: فتنہ یہاں ہوگا، جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے اسے آپ ﷺ نے دو دو یا تین مرتبہ فرمایا اور حضرت عبید اللہ بن سعید نے اپنی روایت کردہ حدیث میں فرمایا کہ آپ ﷺ سیدہ عائشہ کے دروازے کے پاس کھڑے تھے۔

۷۲۸۵۔ وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ: هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا، هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا، هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا، مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرق کی طرف منہ کیے ہوئے تھے کہ بے شک فتنہ یہاں ہوگا فتنہ اس جگہ ہوگا فتنہ اس جگہ ہوگا جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔

٧٢٨٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْتِ عَائِشَةَ، فَقَالَ: رَأْسُ الْكُفْرِ مِنْ هَاهُنَا، مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ يَعْنِي الْمَشْرِقَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ عائشہ کے گھر سے نکلے تو ارشاد فرمایا: کفر کی چوٹی اس جگہ سے ہوگی جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔ یعنی مشرق سے۔

٧٢٨٧۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ، أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُشِيرُ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، وَيَقُولُ: هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا، هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا ثَلَاثًا حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کرکے ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ فتنہ یہاں ہوگا فتنہ یہاں ہوگا، تین مرتبہ فرمایا۔ جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔

مشرق سے فتنوں کے نکلنے کی تفصیلات

٧٢٨٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبَانَ، وَوَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، وَأَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ الْوَكِيعِيُّ۔ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبَانَ۔ قَالُوا: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ مَا أَسْأَلَكُمْ عَنِ الصَّغِيرَةِ، وَأَرْكَبَكُمْ لِلْكَبِيرَةِ سَمِعْتُ أَبِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الْفِتْنَةَ تَجِيءُ مِنْ هَاهُنَا وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ وَأَنْتُمْ يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، وَإِنَّمَا قَتَلَ مُوسَى الَّذِي قَتَلَ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ، خَطَأً فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ: (وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا) (طه: ٤٠) قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ سَالِمٍ: لَمْ يَقُلْ سَمِعْتُ

حضرت ابن فضیل رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سالم بن عبداللہ بن عمرو سے سنا،

انہوں نے کہا: اے اہل عراق اصغائر کے متعلق تمہارے سوالات کس قدر زیادہ ہیں اور کبائر کے اندر تمہارا ارتکاب بہت زیادہ ہے۔ میں نے اپنے والد عبداللہ بن عمر سے سنا، وہ فرماتے تھے: بے شک فتنہ اس طرف سے آئے گا اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔ جہاں سے شیطان کے دو سینگ طلوع ہوں گے۔ تم ایک دوسرے کی گردنوں کو مارو گے اور موسیٰ نے آل فرعون میں سے جس آدمی کو خطاءً قتل کیا تھا تو اللہ رب العزت نے ان سے ارشاد فرمایا: اور تو نے ایک جان کو قتل کیا تو ہم نے تجھے غم سے نجات عطا کی اور تجھے آزمایا جیسے آزمایا جاتا ہے۔

تشریح:

"ما اسئلکم" یہ فعل تعجب کا صیغہ ہے یعنی تم چھوٹی چھوٹی باتوں سے متعلق کتنا زیادہ پوچھتے ہو؟

"وارکبکم" یہ بھی فعل تعجب کا صیغہ ہے یعنی تم کس قدر کبائر کا ارتکاب کرتے ہو؟ یعنی چھوٹی چھوٹی باتوں میں کس قدر بحث ومباحثہ کرتے ہو لیکن بڑے بڑے کبائر کا کس قدر ارتکاب کرتے ہو تم پر تعجب ہے یہ کلام ابن عمر کے کلام کی طرح ہے جب ان سے ایک عراقی آدمی نے پوچھا کہ مچھر کا خون اگر کپڑوں پر لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ لوگو! ذرا دیکھ لو یہ مچھر کے خون کا پوچھتا ہے حالانکہ انہوں نے نواسہ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے۔

"حیث یطلع قرنا الشیطان" کتاب الایمان میں حدیث ۱۸۱ اور حدیث ۱۸۴ کے تحت اس قسم کی احادیث کی خوب تشریح ہو چکی ہے لیکن جانب مشرق کے مزید چند فتنوں کی فہرست یہاں بھی لکھتا ہوں چنانچہ مشرق کا پہلا مصداق تو نجد کے علاقے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ عراق اور ایران اور دیگر علاقے بھی اس کے ضمن میں آتے ہیں چنانچہ بعض شارحین نے عراق وایران کے فتنوں کی اس طرح تفصیل لکھدی ہے اس حدیث میں وضاحت ہوگئی کہ مشرق سے عراق مراد ہے اور عراق میں اس طرح فتنے ظاہر ہوتے ہیں جس کا بیان کرنا آسان کام نہیں ہے چنانچہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں کوفہ میں سیاسی فتنے کھڑے ہوگئے تو مفسدین ان فتنوں کی کمانڈ کر رہے تھے پھر بصرہ میں ان کی طرف سے عداوت کی آگ بھڑک اٹھی پھر اہل کوفہ میں فتنوں کا سرغنہ اٹھ کھڑا ہوا جس کا نام عبداللہ بن سبا تھا اس نے فتنوں کو اتنا آگے بڑھایا کہ حضرت عثمان بن عفان اس کی لپیٹ میں آگئے پھر ابن سبا حضرت علی کے خواص میں سے بن گئے جمعہ کے دن کوفہ میں منبر کے ساتھ حضرت علی کے سامنے بیٹھتا تھا اس طرح یہ شخص زہر پھیلانے میں خوب کامیاب ہوگیا عقائد میں اس نے ایسی چیزیں شامل کردیں جو ایک مسلمان کو اسلام سے نکالنے والی تھیں یہاں تک کہ اس سے غالی شیعہ پیدا ہوگئے جنہوں نے مسلمانوں کے دین اور دنیا دونوں کو برباد کر کے رکھدیا پھر اسی عراق کے کوفہ سے خوارج پیدا ہوگئے جنہوں نے ایک طویل زمانہ تک مسلمانوں میں فساد برپا رکھا۔ پھر عراق ہی سے معتزلہ اور قدریہ جبریہ

اوراباحیہ وغیرہ اہل باطل پیدا ہو گئے۔ میمون القداح ۲۷۶ھ میں کوفہ آ گیا ادھر حمدان میں قرامطہ اکٹھے ہو گئے ان لوگوں نے شراب اور زنا کو جائز قرار دیا اور عراق اور شام کے علاقوں میں قتل عام کیا اور عورتوں کی عزتیں لوٹیں اور لوٹ مار کیا ان لوگوں نے بیت اللہ سے حجر اسود چھین لیا اور بیس سال تک نادرشاہ ایرانی کے پاس رہا ان لوگوں کا یہ عظیم فتنہ پچاس سال تک طویل ہو گیا، حجاج بن یوسف اسی عراق سے اٹھ کھڑا ہوا اور بے تحاشا مسلمانوں کو مار ڈالا یہ فتنے چھٹی صدی ہجری تک طویل ہوتے چلے گئے اور کوفہ وعراق کے شیعہ اکٹھے ہو گئے اور ہلاکو خان کے ساتھ مل گئے اور بغداد میں کروڑوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور قیامت کبریٰ برپا کیا پھر اسی علاقوں سے دجال ظاہر ہوگا اور یاجوج ماجوج نکلیں گے اور پوری دنیا میں فساد مچائیں گے۔

بلکہ ان مشرقی علاقوں میں یہ فتنے آج کے زمانے تک طویل ہو گئے خلیج کی جنگوں کو دیکھیں شام کے قتل عام کو دیکھیں ایران وعراق کی جنگوں میں قتل عام کو دیکھیں پھر عراق پر امریکہ کی چڑھائی کو دیکھیں پھر افغانستان پر امریکہ کی بربریت کو دیکھیں ان تمام فتنوں کی طرف اس حدیث میں اشارات بلکہ تصریحات موجود ہیں حضرت سالم بن عمر رحمہ اللہ زیر بحث روایت میں یہی فرماتے ہیں کہ اے اہل عراق! تم ہی تو ہو کہ ایک دوسرے کی گردنوں کو اڑاتے ہو حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غلطی سے ایک کافر قبطی کو مارا تھا پھر بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے ایک قبطی کو مارا تھا پھر ہم نے تم کو غم سے آزاد کیا لیکن مختلف امتحانات میں تم کو ڈالدیا خود حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی بہت نادم تھے لیکن تم لوگ اہل ایمان کو مارتے ہو اور پرواہ ہی نہیں ہے نہ غم ہے نہ نادم ہیں۔

بہرحال اس باب کی ساری حدیثوں کے لیے یہ تشریح کافی ہے گزشتہ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان فتنوں کی طرف جو اشارہ کیا تو آپ حضرت حفصہ کے گھر کے سامنے کھڑے تھے اس باب کی دیگر تمام احادیث میں یہ ہے کہ آنحضرت حضرت عائشہ کے گھر کے سامنے کھڑے تھے یہی صحیح ہے، حضرت حفصہ کا نام کسی راوی نے غلطی سے لیا ہے یا دونوں حجروں کے قرب کی وجہ سے نام لیا اصل قصہ حضرت عائشہ کے گھر کا ہے۔

بَابُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَعْبُدَ دَوْسٌ ذَا الْخَلَصَةِ

قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک قبیلہ دوس ذوالخلصہ کی عبادت نہ کرے

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۷۲۸۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ۔ قَالَ عَبْدٌ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ ابْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا۔ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَضْطَرِبَ أَلَيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ، حَوْلَ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَتْ صَنَمًا تَعْبُدُهَا دَوْسٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِتَبَالَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دوس کی عورتوں کی سرین ذوالخلصہ (بت) کے گرد ہلے گی اور یہ ایک بت تھا جس کی قبیلہ دوس زمانہ جاہلیت میں تبالہ مقام پر عبادت کیا کرتے تھے۔

تشریح:

"تضطرب" ہلنے کے معنی میں ہے ازدحام کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے اس بت کے اردگرد طواف کرنا مراد ہے۔

"الیات" یہ الیۃ کی جمع ہے سرین کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ یہ عورتیں اسلام سے پھر کر کفر کی طرف چلی جائیں گی اور بت پرستی شروع کریں گی "ذو الخلصۃ" یہ قبیلہ دوس کا بڑا بت خانہ تھا آنحضرت نے جریر بن عبداللہ کو جس بت خانہ کے جلانے کے لیے بھیجا تھا یہ وہی بت خانہ ہے یہ پھر سے بتوں کی عبادت کے لیے تیار ہو جائے گا عورتیں اتنی کثیر مقدار میں عبادت اور طواف کے لیے آئیں گی کہ ہجوم کی وجہ سے اور خوشی سے جھومنے کی وجہ سے ان کے جسم ہلتے ہوں گے موٹی موٹی ہوں گی اس لیے ان کی سرینوں میں زبردست جھول نظر آئے گی۔ "تبالۃ" یہ یمن میں ایک جگہ کا نام ہے جہاں یہ بت خانہ جاہلیت میں آباد تھا۔

سوال: یہاں سوال یہ ہے کہ ایک واضح حدیث باب تحریش الشیطان میں گزری ہے اس میں ہے کہ ان الشیطان قد أیس ان یعبده المصلون فی جزیرة العرب ۔جب شیطان مایوس ہو گیا تو پھر یہاں قبیلہ دوس کی بت پرستی کی پیش گوئی کس طرح کی گئی ہے؟

جواب: اس کا واضح جواب یہ ہے کہ یہ عبادت اور یہ شرک اس وقت کی بات ہے جب کہ دنیا سے اسلام مکمل طور پر اٹھ جائے گا اور اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہیں رہے گا تو شیطان کی مایوسی کی بات اس دور سے پہلے دور کی بات ہے جب کہ جزیرہ عرب میں اسلام ہوا اور دنیا سے اسلام نہیں اٹھایا گیا ہو اس سے پہلے حدیث نمبر ۷۰۹۸ کے تحت مکمل تشریح ہو چکی ہے زیر نظر احادیث میں واضح طور پر مذکور ہے کہ شیطان کی مایوسی کا دور اور ہے اور دوس کی بت پرستی کا دور اور ہے اس دور کے بارے میں پیش گوئی نہیں ہے۔

۷۲۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، وَأَبُو مَعْنٍ زَيْدُ بْنُ يَزِيدَ الرَّقَاشِيُّ۔ وَاللَّفْظُ لِأَبِي مَعْنٍ۔ قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ

عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتَّى تُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزَّى فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ حِينَ أَنْزَلَ اللّٰهُ: (هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ) (التوبة:۳۳) أَنَّ ذَلِكَ تَامًّا قَالَ إِنَّهُ سَيَكُونُ مِنْ ذَلِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيحًا طَيِّبَةً، فَتَوَفَّى كُلَّ مَنْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ، فَيَبْقَى مَنْ لَا خَيْرَ فِيهِ، فَيَرْجِعُونَ إِلَى دِينِ آبَائِهِمْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے: رات اور دن نہیں گزریں گے یہاں تک کہ لات اور عزیٰ کی (دوبارہ) عبادت کی جائے گی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا تو یہ گمان تھا کہ جب اللہ نے یہ آیت ﴿ھو الذی ارسل الخ﴾ یعنی اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تا کہ اسے سارے دینوں پر غالب کر دے، اگر چہ مشرکوں کو یہ بات ناگوار ہو' نازل فرمادی ہے تو یہ دین مکمل ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عن قریب ایسا ہی ہوگا جو اللہ کی مشیت میں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جس سے ہر وہ آدمی فوت ہو جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اور وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جن میں بالکل خیر و بھلائی نہ ہوگی۔ پھر وہ لوگ اپنے آباؤ واجداد کے دین کے طرف لوٹ جائیں گے۔

۷۲۹۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ الْحَنَفِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ سابقہ حدیث ہی کی طرح مروی ہے۔

بَابُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ، فَيَتَمَنَّى أَنْ يَكُونَ مَكَانَهُ

قیامت اس وقت آئے گی جب زندہ لوگ موت کے لیے ترسنے لگ جائیں گے

اس باب میں امام مسلم نے ترپالیس احادیث کا ڈھیر لگا دیا ہے

۷۲۹۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی قبر کے پاس سے گزر کر کہے گا: اے کاش میں اس جگہ ہوتا۔

۷۲۹۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الرِّفَاعِيُّ۔ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبَانَ۔ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغُ عَلَيْهِ، وَيَقُولُ: يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هَذَا الْقَبْرِ، وَلَيْسَ بِهِ الدِّينُ إِلَّا الْبَلَاءُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ آدمی قبر کے قریب سے گزرے گا تو اس پر لیٹے گا اور کہے گا: اے کاش اس قبر والے کی جگہ میں ہوتا اور اس کے ساتھ سوائے آزمائشوں کے دین نہ ہوگا۔

۷۲۹۴۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ، عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَدْرِي الْقَاتِلُ فِي أَيِّ شَيْءٍ قَتَلَ، وَلَا يَدْرِي الْمَقْتُولُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ قُتِلَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ قاتل نہیں جان سکے گا کہ اس نے کس وجہ سے قتل کیا اور نہ ہی مقتول جان سکے گا کہ اسے کس وجہ سے قتل کیا گیا ہے۔

قیامت کے قریب ایک حبشی کعبہ کو گرائے گا

۷۲۹۵۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبَانَ، وَوَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا، حَتَّى يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ يَوْمٌ لَا يَدْرِي الْقَاتِلُ فِيمَ قَتَلَ، وَلَا الْمَقْتُولُ فِيمَ قُتِلَ فَقِيلَ: كَيْفَ يَكُونُ ذَلِكَ؟ قَالَ: الْهَرْجُ، الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبَانَ قَالَ: هُوَ يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ، لَمْ يَذْكُرِ الْأَسْلَمِيَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کی قبضہ قدرت

میں میری جان ہے دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگوں پر ایسا دن آئے گا کہ قاتل نہ جان سکے گا کہ اس نے کس وجہ سے قتل کیا اور نہ مقتول جان سکے گا کہ اس کو کس وجہ سے قتل کیا گیا؟ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا ایسا کیسے ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بکثرت خونریزی ہوگی قاتل ومقتول دونوں آگ میں ہوں گے۔

۷۲۹۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ- وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کعبہ کو حبشہ کا چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا شخص تباہ کر دے گا۔

تشریح:

"السویقتین" یہ تثنیہ ہے اس کا مفرد سویقہ ہے اور یہ ساق کی تصغیر ہے چھوٹی چھوٹی پنڈلیاں مراد ہیں یہ تحقیر وتذلیل کی طرف اشارہ ہے عام حبشیوں کی ٹانگیں اسی طرح ہوتی ہیں اس شخص کی صفت میں افحج کا لفظ بھی آیا ہے افحج اس کو کہتے ہیں جس کے پاؤں کے پنجے چلنے کے وقت ایک دوسرے کے قریب قریب پڑتے ہیں اور ایڑیاں دور رہتی ہیں جس کو "پھڈا" کہتے ہیں یہ افسوس ناک واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے بعد کا ہے جب کہ دنیا سے اسلام اٹھ جائے گا اور اللہ اللہ کرنے والا کوئی نہیں ہوگا لہٰذا اب یہ اعتراض نہیں ہوسکتا ہے کہ کعبہ تو امن عالم کا ذریعہ ہے اس کے اندر یہ فساد کیسے برپا ہوگا تو جواب واضح ہے کہ یہ قیامت کے برپا ہونے سے کچھ پہلے کا واقعہ ہے یہاں آگے روایت میں ہے کہ پھر بیت اللہ تعمیر نہیں ہوگا اس روایت سے پہلے روایت میں ایک لفظ ہے جس میں وہم ہوگیا ہے اس کی تصحیح ضروری ہے لفظ یہ ہے "قال ھو یزید بن کیسان عن ابی اسماعیل" یہ جملہ غلط ہے کیونکہ ابو اسماعیل اور یزید بن کیسان ایک ہی آدمی ہے اس غلطی کی وجہ یہ ہے کہ اس روایت میں تقدیم وتاخیر ہوگئی ہے اصل عبارت اس طرح ہے "عن ابی اسماعیل وھو یزید بن کیسان"

۷۲۹۷۔ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کعبہ کو حبشہ کا چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا گروہ ویران کر دے گا۔

۷۲۹۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ يُخَرِّبُ بَيْتَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی شخص اللہ رب العزت کے گھر کو ویران کردے گا۔

۷۲۹۹۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ ایک آدمی قحطان سے نکلے گا جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہنکائے گا۔

تشریح:

"قحطان" عرب کے دو بڑے قبیلے ہیں ایک قحطان ہے دوسرا عدنان ہے یہ قبیلے اپنے بڑے داداؤں کی طرف منسوب ہیں ایک دادا کا نام قحطان تھا دوسرے کا نام عدنان تھا، آنحضرت ماں اور باپ کی طرف سے عدنانی بھی ہیں اور قحطانی بھی ہیں یمن کے بڑے قبیلے کا نام قحطان ہے یہ قحطانی شخص ایک عادل مسلمان بادشاہ ہوگا آنے والی حدیث میں اس کو جہجاہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ "یسوق الناس" یعنی اس کا اقتدار مضبوط اور مستحکم ہوگا لوگ اس کے فرمان کے تابع ہوں گے یہ شخص حضرت عیسیٰ کے بعد مسلمانوں کا خلیفہ بنے گا۔ اس سے جہجاہ عادل بادشاہ کی طرف اشارہ ہے۔

۷۳۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَبِيرِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْحَكَمِ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَذْهَبُ الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي، حَتَّى يَمْلِكَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ قَالَ مُسْلِمٌ: هُمْ أَرْبَعَةُ إِخْوَةٍ: شَرِيكٌ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ وَعُمَيْرٌ وَعَبْدُ الْكَبِيرِ بَنُو عَبْدِ الْمَجِيدِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنوں اور راتوں کا سلسلہ اس وقت تک ختم نہ ہوگا یہاں تک کہ ایک آدمی بادشاہ بن جائے گا جسے جہجاہ کہا جائے گا۔ امام مسلم نے کہا: (راوی کے متعلق) کہ یہ چار بھائی ہیں شریک، عبید اللہ، عمیر اور عبد الکبیر جو کہ عبد المجید کے بیٹے ہیں۔

۷۳۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ- وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم ایک قوم سے جہاد کروگے جن کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھال کی طرح ہوں گے اور قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم ایسی قوم سے لڑوگے جن کی جوتیاں بالوں کی ہوں گی۔

تشریح:

''نعالھم الشعر'' یعنی ان کے جوتے بال والے چمڑے کے بنے ہوئے ہوں گے مطلب یہ ہے کہ کچی کھال کے بنے ہوئے جوتے ہوں گے۔ ''الترک'' یعنی لامحالہ ترکوں سے جنگ ہوگی اس سے مراد یافث کی اولاد ہیں ان کے مورث اعلیٰ کا نام ترک تھا اس لیے ان کو ترک کہا گیا یا یہ مطلب ہے کہ یہ لوگ سد سکندری سے باہر چھوڑ دیئے گئے ہیں اور انہیں کا ایک بالکل وحشی حصہ یاجوج ماجوج کے نام سے سد سکندری کے اندر بند کیا گیا ہے اور جو حصہ باہر رہ گیا اس کو ترک کہا گیا مراد وہی منگولین اور تاتاری ہیں تفصیل گزر چکی ہے۔ ''صغار الاعین'' ترکوں کی آنکھیں چھوٹی ہوتی ہیں اور سرخ چہرے ہوتے ہیں۔

''ذلف الانوف'' یعنی ان کی ناکیں چپٹی ہوئی ہوں گی، بیٹھی ہوئی ہوں گی یا پتلی ناک جو پست اور عریض ہوں موجودہ ترکوں میں ناک والی یہ صفت اگرچہ کم ہے مگر پائی جاتی ہے علماء نے اس اعتراض کو یوں دفع کیا ہے کہ ترکوں کے کئی قبائل ہیں یعنی کل ۲۲ قبائل ہیں ۲۱ پر سد سکندری حاوی ہے تو بہت ممکن ہے کہ کچھ قبائل اس صفت پر ہوں۔ چین کے لوگوں کی ناکوں کی یہی صفت ہے تو چین کے لوگ بھی وہیں سے بھاگے ہوئے ہیں جو اصل میں ترک نسل سے جا ملتے ہیں۔

''المجان'' مجن کی جمع ہے میم پر زیر ہے جیم پر شد ہے ڈھال کو کہتے ہیں یعنی ان کے چہرے ڈھال کی طرح گول مول ہوں گے گوشت سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ آئندہ روایت میں تصریح ہے یہ لوگ ترکی ہیں۔

''المطرقة'' طراق ڈھال کی تہوں کو کہتے ہیں جو اوپر نیچے ہوتی ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ جڑی ہوئی ہوتی ہیں اور چمڑے کی ہوتی ہیں، میم پر ضمہ ہے طا ساکن ہے را پر فتحہ ہے ملا علی قاری نے باب افعال سے اسم مفعول کا صیغہ بتایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے چہرے گوشت سے اس طرح بھرے ہوئے ہوں گے گویا کسی نے ہتھوڑے مار مار کر گوشت کو اوپر نیچے کوٹ

کوٹ کر بھرا ہو جیسا کہ ڈھال کی اوپر نیچے تہیں ہوتی ہیں گویا چہرہ نہیں ہے ڈبل روٹی ہے گولائی، چوڑائی اور موٹاپے میں ڈھال سے تشبیہ دی گئی ہے یہ صفت آج کل چین والوں میں پائی جاتی ہے اس سے یا تو چنگیز خان یا ہلاکو خان کے فتنے ہیں جو گزر گئے ہیں یا آیندہ آنے والے کچھ فتنے ہوں گے گویا یہ انسان نما درندے اور جانور ہیں ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ یہ ان لوگوں کے شر و فساد کی طرف اشارہ ہے گویا خود غرضی کے چہرے ہیں، اللہ قیامت تک ہمیں یہ چہرے نہ دکھائے (مرقات) آنے والی کئی روایات میں ایک سخی خلیفہ کا ذکر ہے ہو سکتا ہے کہ یہ حضرت مہدی ہو یا حضرت عیسیٰ کے بعد جھجاہ خلیفہ ہو۔

۷۳۰۲۔ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ، حَتَّى تُقَاتِلَكُمْ أُمَّةٌ يَنْتَعِلُونَ الشَّعَرَ، وُجُوهُهُمْ مِثْلُ الْمَجَانِّ الْمُطْرَقَةِ

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھال کی طرح تہ بتہ ہوں گے۔

۷۳۰۳۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ، حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا صِغَارَ الْأَعْيُنِ ذُلْفَ الْآنُفِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ تک اس حدیث کو پہنچاتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم ایسی قوم سے جنگ کرو جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم چھوٹی آنکھوں والی اور چپٹی ہوئی ناک والوں سے جنگ نہ کرلو۔

۷۳۰۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ التُّرْكَ، قَوْمًا وُجُوهُهُمْ كَالْمَجَانِّ الْمُطْرَقَةِ يَلْبَسُونَ الشَّعَرَ، وَيَمْشُونَ فِي الشَّعَرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسلمان ایسے ترکوں سے جہاد کریں جن کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھال کی طرح ہوں گے وہ بالوں کا لباس پہنیں گے اور بالوں میں ہی چلیں گے (جوتے بھی بالوں کے ہوں گے)

۷۳۰۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تُقَاتِلُونَ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، حُمْرُ الْوُجُوهِ، صِغَارُ الْأَعْيُنِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے قریب ہی تمہاری ایک ایسی قوم سے جنگ ہوگی۔ جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے ان کے چہرے ایسے ہوں گے گویا کہ وہ کوٹی ہوئی ڈھال ہیں ان کے چہرے سرخ اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔

۷۳۰۶۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ۔ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ: يُوشِكُ أَهْلُ الْعِرَاقِ أَنْ لَا يُجْبَى إِلَيْهِمْ قَفِيزٌ وَلَا دِرْهَمٌ، قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ ذَاكَ؟ قَالَ: مِنْ قِبَلِ الْعَجَمِ، يَمْنَعُونَ ذَاكَ، ثُمَّ قَالَ: يُوشِكُ أَهْلُ الشَّأْمِ أَنْ لَا يُجْبَى إِلَيْهِمْ دِينَارٌ وَلَا مُدْيٌ، قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ ذَاكَ؟ قَالَ: مِنْ قِبَلِ الرُّومِ، ثُمَّ سَكَتَ هُنَيَّةً، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيفَةٌ يَحْثِي الْمَالَ حَثْيًا، لَا يَعُدُّهُ عَدَدًا قَالَ قُلْتُ لِأَبِي نَضْرَةَ وَأَبِي الْعَلَاءِ: أَتَرَيَانِ أَنَّهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقَالَا: لَا.

حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے انہوں نے کہا: عن قریب اہل عراق کی طرف (خراج) میں نہ کوئی قفیز آئے گا اور نہ ہی کوئی درہم۔ ہم نے کہا: وہ کہاں سے (نہ آئے گا؟) کہا: عجم کی طرف سے وہ اسے روک لیں گے۔ پھر کہا: کہاں سے (نہیں آئے گا؟) کہا: روم کی طرف سے۔ پھر وہ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوگئے۔ پھر کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو بغیر شمار کیے لپ بھر بھر کر (لوگوں) میں مال تقسیم کرے گا۔ راوی حدیث کہتا ہے کہ میں نے ابونضرہ اور ابوالعلاء سے کہا: کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز ہیں؟ تو ان دونوں نے کہا: نہیں۔

۷۳۰۷۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ يَعْنِي الْجُرَيْرِيَّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ سابقہ روایت ہی کی طرح مروی ہے۔

۷۳۰۸۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ، ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ، كِلَاهُمَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ خُلَفَائِكُمْ خَلِيفَةٌ يَحْثُو الْمَالَ حَثْيًا، لَا يَعُدُّهُ عَدَدًا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ حُجْرٍ: يَحْثِي الْمَالَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ہوگا جو کہ بغیر شمار کیے لپ بھر بھر کر لوگوں میں مال تقسیم کرے گا۔ اور ابن حجر کی روایت کردہ حدیث میں ''یحثی المال'' کے الفاظ ہیں۔

٧٣٠٩۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا دَاوُدُ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ خَلِيفَةٌ يَقْسِمُ الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهُ،

حضرت ابوسعید اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آخر زمانہ میں ایک خلیفہ ہوں گے جو بغیر شمار کیے مال تقسیم کریں گے۔

٧٣١٠۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث ہی کی طرح حدیث روایت کی ہے۔

حضرت عمار بن یاسر کی شہادت کا قصہ

٧٣١١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ۔ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا نَضْرَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ، حِينَ جَعَلَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ، وَجَعَلَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ، وَيَقُولُ: بُؤْسَ ابْنِ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ فِئَةٌ بَاغِيَةٌ،

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے اس آدمی نے خبر دی جو مجھ سے بہتر وافضل ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار سے جب وہ خندق کھودنے میں لگے ہوئے تھے ان کے سر پر دست مبارک پھیرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے ابن سمیہ! تجھ پر کیسی آفت آئے گی جب تجھے ایک باغی گروہ شہید کردے گا۔

تشریح:

"بؤس ابن سمیه" یہ لفظ بؤس بھی ہے جو شدت اور سختی کے معنی میں ہے اگلی روایت میں ویس کا لفظ بھی ہے اور ایک میں ویح کا لفظ ہے جو ترحم کے معنی میں ہے ویح ترحم کے لیے اور ویل ہلاکت کے لیے استعمال ہوتا ہے سیبویہ نے کہا کہ ویح ہلاکت کے قریب شخص کو کہتے ہیں اور ویل ہلاکت میں گرنے والے شخص کو کہا جاتا ہے۔

"الفئة الباغية" یعنی ایک باغی گروہ تم کو شہید کرے گا بظاہر ایسا لگتا ہے کہ حضرت علی کے مخالف لوگ باغی تھے جو حضرت معاویہ اور ان کے ساتھی تھے مودودی صاحب نے حضرت معاویہ پر بہت کیچڑ اچھالا ہے وہاں اس واقعہ کو بڑی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے کہ دیکھو حضرت عمار کو معاویہ کے لوگوں نے مارا لہذا یہ باغی تھے آنحضرت نے بھی ان کو باغی کہہ دیا ہے۔

علماء محققین کہتے ہیں کہ حضرت عمارؓ حضرت علی کے ساتھ تھے رات کو اندھیرے میں ان کو کسی نے مارا ہے غالب گمان یہ ہے کہ حضرت عثمان کے قاتلین نے ان کو شہید کیا اور پھر الزام حضرت معاویہ کے لوگوں پر دھر لیا تا کہ اپنے آپ کو حق پر ثابت کریں حضرت معاویہ کو جب یہ حدیث پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ عمار کو انہیں لوگوں نے مارا ہے جنہوں نے ان کو کھینچ کر جنگ کے میدان میں اتارا ہے یعنی یہ باغیوں کا وہ گروہ تھا جنہوں نے حضرت عثمان کے خلاف بغاوت کی تھی بہر حال یہ مشاجرات صحابہ ہیں ہم خاموش ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ برحق خلیفہ تھے اور حضرت معاویہ سے اجتہادی غلطی ہوئی تھی اور اجتہاد میں نیت اچھی تھی ان شاء اللہ ماجور ہوں گے۔

۷۳۱۲۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاذِ بْنِ عَبَّادٍ الْعَنْبَرِيُّ، وَهُرَيْمُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ النَّضْرِ: أَخْبَرَنِي مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، أَبُو قَتَادَةَ وَفِي حَدِيثِ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: أُرَاهُ يَعْنِي أَبَا قَتَادَةَ، وَفِي حَدِيثِ خَالِدٍ: وَيَقُولُ وَيْسَ أَوْ يَقُولُ يَا وَيْسَ ابْنِ سُمَيَّةَ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث سابقہ حدیث کی طرح مروی ہے، البتہ ایک سند میں یہ ہے کہ مجھے مجھ سے بہتر آدمی ابوقتادہ نے خبر دی۔ خالد بن حارث کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ میں اسے ابوقتادہ خیال کرتا ہوں اور حضرت خالد کی روایت کردہ حدیث میں ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ویس یا اے ویس بن سمیہ۔

۷۳۱۳۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وَحَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ

الْعَمِّيُّ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ۔ قَالَ عُقْبَةُ: حَدَّثَنَا، وقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْبَرَنَا۔ غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدًا، يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِعَمَّارٍ: تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ،

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمار سے ارشاد فرمایا: تجھے باغی جماعت قتل کرے گی

۷۳۱۴۔ وحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ وَالْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِمَا، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ روایت ہی کی طرح حدیث روایت کی ہے۔

۷۳۱۵۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ

حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی۔

۷۳۱۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يُهْلِكُ أُمَّتِي هَذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوهُمْ،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کو قریش کا یہ قبیلہ ہلاک کرے گا۔ صحابہ نے عرض کیا: آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کاش لوگ ان سے جدا اور علیحدہ رہیں۔

تشریح:

''هلكة'' یعنی امت کی ہلاکت۔ ''غلمة'' یہ غلام کی جمع ہے نوعمر لونڈوں کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد وہی واقعات ہیں جو دور صحابہ میں رونما ہوئے لہٰذا امتی سے مراد صحابہ کرام کی جماعت ہے۔ انہیں ناعاقبت اندیش لونڈوں کے ہاتھوں حضرت عثمان وعلی اور حضرت حسن وحسین شہید ہوئے تھے حالانکہ وہ اس امت کے اپنے زمانہ میں سب سے افضل لوگ تھے۔ یزید، عبید اللہ بن زیاد، سلیمان بن عبدالملک، حجاج بن یوسف، ولید فاسق اور اس قسم کے دوسرے ناتجربہ کار نوعمر لونڈوں نے اس امت کے سب

سے اچھے لوگوں کو مار ڈالا۔ یہ تشریح صحیح بخاری کی روایت کی ہے کیونکہ صحیح مسلم کی اس روایت کو امام بخاری نے ان الفاظ سے نقل کیا ہے "ھلاک امتی علی ید اغیلمة من قریش "اس حدیث سے اشارہ ملتا ہے کہ عرب کی قیادت جس طرح دین کی ترقی کا ذریعہ بنی تھی یہی قیادت اس امت کی ہلاکت کا ذریعہ بنے گی چنانچہ آج کل یہود ونصاریٰ کے لیے یہی عرب آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ زیر بحث حدیث میں یھلک باب افعال کا مضارع ہے اور امتی اس کے لیے مفعول بہ ہے اور "ھذا الحی" اس کا فاعل ہے اور اس سے قریش کے لوگ مراد ہیں "اعتزلوا" یعنی لوگ اگر ان کے فتنوں سے الگ ہو جائیں تو بہت اچھا ہوگا۔

۷۳۱۷۔ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، فِي هَذَا الْإِسْنَادِ فِي مَعْنَاهُ

اس سند سے بھی اسی سابقہ معنی کی حدیث روایت کی گئی ہے۔

۷۳۱۸۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ۔ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ۔ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: قَدْ مَاتَ كِسْرَى، فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ، فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسریٰ مر گیا اور اس کسریٰ کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تم ضرور بالضرور ان دونوں کے خزانوں کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرو گے۔

تشریح:

"ھلک کسری" ماضی کا صیغہ لایا گیا ہے یہ یقین کی طرف اشارہ ہے کہ سمجھ لو ایسا ہو گیا ہے یہ اصل میں سیھلک کے معنی میں ہے یعنی اس کے ختم ہونے کے بعد اس کا نام ونشان نہیں رہے گا فارس والوں کے دماغ سے کیسریت کا تصور نکل جائے گا اسی طرح شام میں قیصریت کا خاتمہ ہو جائے گا چنانچہ جہاد کی برکت سے ایسا ہی ہوا اور دونوں سپر طاقتیں پارہ پارہ ہو گئیں۔

"الحرب خدعة" یعنی آنحضرت نے جنگ اور جہاد کا نام چالبازی اور حیلہ وتدبیر رکھا چنانچہ جہاد میں اس کی اجازت ہے اب سوال یہ ہے کہ اس جملہ کا سابق جملہ سے ربط کیا ہے؟

تو اس کا جواب شارحین نے یہ دیا ہے کہ جب فتوحات اور تقسیم غنائم کا تذکرہ ہو گیا تو جہاد کے میدان کا تصور سامنے آ گیا تو

آنحضرت نے جہاد کی ضروریات وآداب میں سے ایک ضرورت اورادب کا ذکر فرمادیا۔ یہاں یہ جملہ نہیں ہے مگر مسلم ہی کی ایک اورروایت میں یہ جملہ اسی حدیث کیساتھ کہیں مذکور ہے۔

۷۳۱۹۔ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، ح وحَدَّثَنِي ابْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ سُفْيَانَ وَمَعْنَى حَدِيثِهِ

اس سند سے بھی اسی سابقہ حدیث سفیان کے معنی کی حدیث روایت کی گئی ہے۔

۷۳۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلَكَ كِسْرَى، ثُمَّ لَا يَكُونُ كِسْرَى بَعْدَهُ، وَقَيْصَرُ لَيَهْلِكَنَّ، ثُمَّ لَا يَكُونُ قَيْصَرُ بَعْدَهُ، وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے روایت کردہ احادیث میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسریٰ ہلاک ہوگیا اور اس کے بعد پھر کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور قیصر بھی ضرور ہلاک ہوجائے گا اور تم ضرور بالضرور ان دونوں کے خزانے اللہ کے راستہ میں تقسیم کروگے۔

۷۳۲۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا هَلَكَ كِسْرَى، فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ سَوَاءً

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسریٰ ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ باقی حدیث بالکل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کی طرح ذکر کی

۷۳۲۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَتَفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَوْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ كَنْزَ آلِ كِسْرَى الَّذِي فِي الْأَبْيَضِ، قَالَ قُتَيْبَةُ: مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَلَمْ يَشُكَّ،

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مسلمان یا مؤمنین کی ایک جماعت ضرور بالضرور آل کسریٰ کے اس خزانے کو فتح کرے گی جو قصر ابیض میں ہے اور حضرت قتیبہ نے (اپنی روایت کردہ حدیث میں) بغیر شک کے مسلمانوں کی جماعت کہا ہے۔

تشریح:

''عصابۃ من المسلمین'' مسلمانوں کی اس جماعت سے مراد حضرت سعد بن ابی وقاص کا لشکر ہے جنہوں نے دور فاروقی میں عراق اور مدائن کو فتح کیا تھا، قادسیہ کی تاریخی جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد یہ لشکر دریائے دجلہ کو عبور کر کے آگے مدائن کے طرف بڑھا اور مدائن میں کسریٰ کے محل پر قبضہ کرلیا اور اس محل کو جامع مسجد میں تبدیل کیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے یہاں تین دن قیام فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھا کر واپس آگئے۔ علامہ بوصیری مصری قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں۔

وبات ایوان کسریٰ وھو منصدع ☆ کشمل اصحاب کسری غیر ملتئم

''آل کسریٰ'' لفظ آل زائد ہے کسریٰ فارسی میں خسرو ہوتا ہے عربی میں اس کو کسریٰ کہتے ہیں۔

''فی الابیض'' ''ایوان کسریٰ کو وہ لوگ ''سفید کوشک'' کہتے تھے، پشتو میں اس کو سپینہ ماڑئے کہتے ہیں، عربی میں قصرابیض کہتے ہیں اور انگریزی میں اس کو وائٹ ہاؤس کہتے ہیں۔ جس طرح کہ آج کل امریکہ میں وائٹ ہاؤس ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فارس کا وائٹ ہاؤس دیا تھا ان شاء اللہ جہاد کی برکت سے اللہ تعالیٰ امریکہ کا وائٹ ہاؤس بھی دے دے گا۔ ایوان کسریٰ کے خزانوں کی تفصیل شبلی نعمانی نے الفاروق میں عجیب انداز سے لکھی ہے، میں نے ''فتوحات مصر'' میں بہت تفصیل سے لکھا ہے، عقل کو حیران کرنے والی عجائبات ہیں۔ یہاں بھی ان احادیث کے پیش نظر ان تفصیلات کو ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

شاہ فارس نے جب مسلمانوں کا سیلاب اپنی طرف آتا ہوا دیکھا تو کچھ ضروری سامان لے کر حلوان کی طرف بھاگنے لگا، اس نے اپنی بیوی بچوں کو اس سے پہلے دارالخلافہ سے حلوان بھیجا تھا، اب روتا ہوا خود بھی چلا گیا، گلشن اسلام کے نامور سپوت توحید کا نعرہ لگاتے ہوئے جب ایوان کسریٰ میں داخل ہو گئے تو گلیوں میں گھوم گھوم کر چکر لگایا لیکن مقابلے کے لیے کوئی موجود نہ تھا سب سے پہلے ایوان کسریٰ میں حضرت قعقاع اپنے خاص دستہ کے ساتھ داخل ہوئے کچھ غلام وغیرہ مال اٹھا کر لے جا رہے تھے، مسلمانوں نے ان کو پکڑلیا، آخر میں ایک چودھری رہ گیا تھا اس نے اسلحہ پہن کر مقابلہ کی تیاری کی اتنے میں پیچھے سے ایک شیر نے ان کو نیزہ مار کر ٹھنڈا کیا اور کہا لو یہ تحفہ ہے اور میرا نام ابن مخارق ہے، پھر اس کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھا کہ کیسا تڑپ رہا ہے۔ حضرت سعد آخر میں اپنی آب وتاب کے ساتھ فاتحانہ انداز میں دارالخلافہ اور پھر محل کسریٰ میں داخل ہوئے آپ کی زبان پر یہ آیت تھی ﴿واورثناھا قوما آخرین﴾ یعنی ہم نے دوسری قوم کو اس کا وارث بنادیا۔

آپ نے اپنے گھوڑے سے محل کسریٰ میں اتر کر آٹھ رکعات نماز فتح ادا کی اور پھر محل کسریٰ کو جامع مسجد میں تبدیل کیا، آپؓ نے

قیام کی نیت کر کے نماز مکمل پڑھنی شروع کی اور پھر اسی جگہ پر جمعہ پڑھایا یہ تاریخ کا پہلا جمعہ ہے جو مدائن دار الخلافہ میں قائم ہوا۔ تین دن کے بعد حضرت سعدؓ قصر ابیض وائٹ ہاؤس منتقل ہو گئے یہ ایسا ہی خاص محل تھا جس طرح آج کل امریکہ میں وائٹ ہاؤس ہے اللہ تعالیٰ آج کے مسلمانوں کو بھی جہاد کے لیے بیدار فرمائے تا کہ اس وائٹ ہاؤس میں داخل ہو کر اذان دیں، بہر حال کسریٰ ساسان کا خاتمہ ہوا اسلام کا کلمہ بلند ہوا اور کفر پٹ اور مٹ گیا سچ ہے:

من عهد عاد كان معروفا لنا ☆ اسر الملوك وقتلها وقتالها

بادشاہوں سے لڑنا انہیں قید وقتل کرنا قدیم زمانہ سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

وائٹ ہاؤس کا مال غنیمت

ایوان کسریٰ کے مال غنیمت کو قید قلم میں لانا میرے بس کی بات نہیں تاہم کچھ اشارے کر دوں گا لیکن پہلے شبلی نعمانی رحمہ اللہ کی کتاب ''الفاروق'' کے اس سلسلہ میں چند فصاحت سے بھرے جملے ملاحظہ فرمائیں (مولف)

''دو تین دن ٹھہر کر سعدؓ نے حکم دیا کہ دیوانات شاہی خزانہ اور نادرات لا کر یکجا کیے جائیں، کیانی سلسلے سے لیکر نوشیروان کے عہد تک کی ہزاروں یادگار چیزیں تھیں، خاقان چین، راجہ داہر، قیصر روم، نعمان بن منذر، سیاوش اور بہرام کی زرہیں اور تلواریں تھیں، کسریٰ، ہرمز اور کیقباد کے خنجر تھے، نوشیروان کا تاج زرنگار اور ملبوس شاہی تھا، سونے کا ایک گھوڑا تھا جس پر چاندی کا زین کسا ہوا تھا اور سینے پر یاقوت اور زمرد جڑے ہوئے تھے، چاندی کی ایک اونٹنی تھی جس پر سونے کی پالان تھی اور مہار میں بیش قیمت یاقوت پروئے ہوئے تھے، ناقہ سوار سر سے پاؤں تک جواہرات سے مرصع تھا، سب سے عجیب وغریب ایک فرش تھا جس کو ایرانی ''بہار'' کے نام سے پکارتے تھے یہ فرش اس غرض سے تیار کیا گیا تھا کہ جب بہار کا موسم نکل جاتا تھا تو اس پر بیٹھ کر شراب پیتے تھے اس رعایت سے اس میں بہار کے تمام سامان مہیا کیے گئے تھے، بیچ میں سبزے کا چمن تھا چاروں طرف سے جدولیں تھیں ہر قسم کے درخت اور درختوں میں شگوفے اور پھول پھل تھے، طرّہ یہ کہ جو کچھ تھا، جواہرات کا تھا یعنی سونے کی زمین، زمرد کا سبزہ، پکھراج کی جدولیں، سونے چاندی کے درخت، حریر کے پتے، جواہرات کے پھل تھے۔

یہ تمام سامان فوج کی عام غارت گری میں ہاتھ آیا تھا لیکن اہل فوج ایسے راست باز اور دیانت دار تھے کہ جس نے جو چیز پائی تھی بجنسہ لا کر افسر کے پاس حاضر کر دی، چنانچہ جب سب سامان لا کر سجایا گیا اور دور دور تک میدان جگمگا اٹھا تو خود سعد رضی اللہ عنہ کو حیرت ہوئی، بار بار تعجب کرتے اور کہتے تھے کہ جن لوگوں نے ان نادرات کو ہاتھ نہیں لگایا بے شبہ انتہا کے دیانت دار ہیں، مال

غنیمت حسب قاعدہ تقسیم ہوکر پانچواں حصہ دربار خلافت میں بھیجا گیا، فرش اور قدیم یادگاریں بجنسہ بھیجی گئیں کہ اہل عرب ایرانیوں کے جاہ وجلال اور اسلام کی فتح واستقبال کا تماشا دیکھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے جب یہ سامنے چنے گئے تو ان کو بھی فوج کی دیانت اور استغناء پر حیرت ہوئی۔

محلم نامی مدینہ میں ایک شخص تھا جو نہایت موزوں قامت اور خوبصورت تھا، حضرت عمر نے حکم دیا کہ نوشیرواں کے ملبوسات ان کو پہنائے جائیں، یہ ملبوسات مختلف حالتوں کے تھے، سواری کا جدا، دربار کا جدا، جشن کا جدا، تہنیت کا جدا، چنانچہ باری باری تمام ملبوسات محلم کو پہنائے گئے، جب ملبوس خاص اور تاج زرنگار پہنا تو تماشائیوں کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں اور دیر تک لوگ حیرت سے تکتے رہے، فرش کی نسبت لوگوں کی رائے تھی کہ تقسیم نہ کیا جائے خود حضرت عمر کا بھی یہی منشا تھا لیکن حضرت علیؓ کے اصرار سے اس بہار پر بھی خزاں آئی اور دولت نوشیروانی کے مرقع کے پرزے اڑ گئے (الفاروق ص ۱۱۸)

حضرت سعدؓ نے عمرو بن مقرن کو مال غنیمت پر نگران مقرر کیا اور عام حکم دیا کہ جہاں جہاں کوئی چیز کسی کو مل جائے وہ عمروؓ کے پاس لاکر جمع کرادے۔ چنانچہ سب سے پہلے وائٹ ہاؤس کا سامان اکٹھا کیا گیا اور پھر کسریٰ کے محلات کا سامان درجہ بدرجہ لایا گیا اور پھر عام شہر کا مال جمع کیا گیا اکثر کنوؤں کے ڈھکن سونے چاندی کے تھے، کچھ لوگ قیمتی سامان خچر پر لاد کر لے جانے کی کوشش کر رہے تھے اہل اسلام کے بعض کمانڈروں نے ان کا تعاقب کیا اور سب کچھ چھین کر واپس لے آئے، بعض جگہ ان لوگوں نے مقابلہ کیا لیکن ناکام ہوئے۔

ایک مقام پر حضرت قعقاع نے ایک شہسوار کا پیچھا کیا اس نے مڑ کر تیر برسانا شروع کیے، اب عام مسلمان رک گئے کیونکہ وہ بہت زیادہ تیر برسا رہا تھا لیکن حضرت قعقاع نے فرمایا: اے ذلیل کتے! اب میرے مقابلے کے لیے ٹھہر جا، آپؓ نے ان کو نیزہ مار کر ڈھیر کردیا، سامان کو دیکھا تو اس میں دو صندوق تھے ایک صندوق میں پانچ تلواریں اور دوسرے میں بھی پانچ تلواریں تھیں جن کو سونے کا پانی دیا گیا تھا اس میں کسریٰ کی زرہیں، تاج اور دیگر بادشاہوں کا اسلحہ سامان تھا۔ حضرت ہاشم نے بھی ان بھاگے ہوئے لوگوں پر حملہ کردیا ان میں ایک دستہ جو ہر قسم کے اسلحہ سے لیس تھا اور وہ ایک ہودج کی حفاظت میں جان کی بازی لگا رہے تھے حضرت ہاشم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان پر حملہ کیا وہ بھاگ گئے اور سواری کا شہسوار قید ہوگیا دیکھا تو وہ بادشاہ یزدجر کی بیٹی شہران یا شرین بانو تھی۔

جب بادشاہ کی بیٹی حضرت سعد کے سامنے لائی گئی تو آپ نے یہ آیت پڑھی۔

﴿قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر﴾

ترجمہ: اے مالک الملک تو جسے چاہتا ہے ملک عطا کرتا ہے، اور جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔ ایک موقع پر جب ضرورت پڑی تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر مدائن کے لوگوں سے فارسی زبان میں تفصیلی گفتگو کی۔

وائٹ ہاؤس کا مال غنیمت مدینہ منورہ میں

حضرت سعد نے مال غنیمت مجاہدین پر تقسیم کیا تو فی مجاہد کے بارہ ہزار دینار حصے میں آئے آپ نے پانچواں حصہ مدینہ منورہ روانہ کیا اور اسی میں کسریٰ یزدجرد کی بیٹی شرین بانو بھی تھی، حضرت سعد نے حضرت عمر کے نام ایک خط لکھا اور علاقے کا پورا نقشہ پیش کیا، حضرت عمر نے مدینہ منورہ میں مال غنیمت تقسیم کیا اور وہ فرش بھی ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کیا جس شخص کا جو ٹکڑا ملا وہ فروخت کے بعد بیس (۲۰) ہزار دینار کا نکلا اس طرح ہر شخص کو صرف فرش کے حصہ میں سے بیس ہزار دینار ملے۔

کسریٰ کے کنگن

کسریٰ کے کنگن کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ نے سراقہ بن مالک کے سامنے کیا تھا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ کسریٰ کے کنگن تو نے ہاتھوں میں پہنے ہیں، جب حضرت عمر فاروق کے سامنے یہ کنگن آئے تو آپ نے سراقہ کو بلایا اور کنگن اس کو پہنا دیئے اور پھر فرمایا کہ اللہ اکبر کا نعرہ لگاؤ چنانچہ سراقہ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا، حضرت عمر نے فرمایا: ''الحمد للہ الذی سلبھما کسریٰ بن ھرمز والبسھما سراقۃ بن مالک اعرابی من بنی مدلج۔ سب تعریفیں اس اللہ کی ہے جس نے یہ دونوں کنگن کسریٰ بن ہرمز سے چھین لیئے اور سراقہ بن مالک کو پہنا دیئے جو بنی مدلج کا ایک گنوار آدمی ہے۔

کہتے ہیں کہ جب کسریٰ کی تلوار حضرت عمر کے سامنے لائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ سب تعریف اس رب کی ہے جس نے کسریٰ کی تلوار اس کے لیے مضر بنائی اور نافع نہیں بنائی (البدایہ والنھایہ ج ۷)

اس کے بعد کسریٰ کی بیٹی شریں بانو لائی گئی، حضرت عمرؓ کے حکم سے اس کے زیور اتارنے کی کوشش کی گئی لیکن اس نے اپنے زیورات کے قریب کسی کو آنے نہ دیا اور روتی رہی وہ ہر قسم کے زیورات سے لدی ہوئی تھی تب حضرت عمرؓ نے ارادہ کیا کہ یہ کسی کو دے دی جائے، وہ لڑکی حضرت حسینؓ کی طرف بار بار دیکھتی تھی تو حضرت عمرؓ نے بطور تحفہ حضرت حسین کو دیدی جو آپ کی بیوی

ہوگئی، رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی پوری ہوئی کہ قیصر وکسریٰ کے خزانے میری امت کے ہاتھ آجائیں گے، اس طرح سلطنت کسریٰ پاش پاش ہوئی حق آیا اور باطل مٹ گیا، اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہوا اور کفر کی آواز دب گئی اللہ کی زمین اللہ کی ہوگئی۔

۷۳۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ باقی حدیث حضرت ابوعوانہ کی روایت کردہ حدیث کی طرح روایت کی۔

قسطنطنیہ کا قلعہ نعرۂ تکبیر سے فتح ہونے کا بیان

۷۳۲۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ ثَوْرٍ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ الدِّيلِيُّ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: سَمِعْتُمْ بِمَدِينَةٍ جَانِبٌ مِنْهَا فِي الْبَرِّ وَجَانِبٌ مِنْهَا فِي الْبَحْرِ؟ قَالُوا: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَغْزُوَهَا سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ بَنِي إِسْحَاقَ، فَإِذَا جَاءُوهَا نَزَلُوا، فَلَمْ يُقَاتِلُوا بِسِلَاحٍ وَلَمْ يَرْمُوا بِسَهْمٍ، قَالُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، فَيَسْقُطُ أَحَدُ جَانِبَيْهَا۔ قَالَ ثَوْرٌ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ۔ الَّذِي فِي الْبَحْرِ، ثُمَّ يَقُولُوا الثَّانِيَةَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، فَيَسْقُطُ جَانِبُهَا الْآخَرُ، ثُمَّ يَقُولُوا الثَّالِثَةَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، فَيُفَرَّجُ لَهُمْ، فَيَدْخُلُوهَا فَيَغْنَمُوا، فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْمَغَانِمَ، إِذْ جَاءَهُمُ الصَّرِيخُ، فَقَالَ: إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ، فَيَتْرُكُونَ كُلَّ شَيْءٍ وَيَرْجِعُونَ،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے ایک شہر سنا ہے جس کی ایک جانب خشکی میں اور دوسری طرف سمندر میں ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول (وہ قسطنطنیہ) ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ اس میں بنو اسحٰق میں سے ستر ہزار آدمی جنگ نہ کرلیں۔ جب وہ وہاں آئیں گے تو اتریں گے، وہ نہ ہتھیاروں سے جنگ کریں گے اور نہ تیر اندازی کریں گے (بلکہ) وہ کہیں گے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، تو اس سے اس شہر کی ایک طرف گر جائے گی۔ حضرت ثور نے کہا: میں سمندر کی طرف کے علاوہ کوئی دوسری طرف نہیں جانتا۔ پھر وہ دوسری مرتبہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہیں گے تو

ان کے لیے کشادگی کردی جائے گی اور وہ اس میں داخل ہو جائیں گے اور مال غنیمت لوٹ لیں گے پس اسی دوران کہ وہ مال غنیمت آپس میں تقسیم کر رہے ہوں گے کہ انہیں ایک چیخ سنائی دے گی جو کہہ رہا ہوگا دجال نکل چکا ہے تو وہ ہر چیز چھوڑ کر لوٹ جائیں گے۔

تشریح:

"مدینۃ" اس شہر سے بعض شارحین نے قسطنطنیہ مراد لیا ہے مگر بعض دیگر شارحین نے کہا ہے کہ یہ کوئی اور شہر ہے کیونکہ یہاں لڑائی کا ذکر نہیں ہے جب کہ قسطنطنیہ کی فتح میں جنگ کا ہونا لازمی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ شہر قسطنطنیہ ہی ہے البتہ صحیح صورت حال یہ ہے کہ اس شہر کے اردگرد اس وقت فصیل ہوگی جب شہر میں داخل ہونے کے لیے راستہ نہیں ملے گا تو مجاہدین زوردار نعرہ تکبیر بلند کردیں گے جس سے شہر کی فصیل ٹوٹ جائے گی، اس حد تک تو جنگ نہیں ہوگی البتہ اس کے بعد جب مجاہدین شہر میں داخل ہوجائیں گے تو وہاں شدید لڑائی ہوگی اور بہت سارا مال غنیمت ہاتھ میں آجائے گا، بنو اسحٰق کے ستر ہزار آدمیوں کا ساحل سمندر کے پاس لشکر اسلام میں شامل ہونا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شہر قسطنطنیہ ہی ہے اور یہی واقعہ علامات قیامت میں سے بڑی علامت ہے اور ملحمۃ الکبریٰ کے بعد کی یہی تفصیل ہے، بنو اسحٰق بنو اسماعیل کے مقابل اہل کتاب کو کہا گیا ہے یہ شام کے مسلمان ہوں گے جو اہل کتاب میں سے ہوں گے۔

علامات قیامت پر تفصیلی نظر

یہاں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک آنے والے چند اہم واقعات وعلامات کی طرف سرسری اور اجمالی اشارہ ہو جائے تاکہ احادیث کے تمام اجزا اور سارے پہلو قارئین کے سامنے آجائیں۔ قیامت کی علامات دو قسم پر ہیں۔

(۱) علامات صغریٰ (۲) علامات کبریٰ۔ امام مہدی کے ظہور تک قیامت کی علامات صغریٰ ہیں امام مہدی کے ظہور کے بعد نفخ صور تک قیامت کی علامات کبریٰ ہیں اور پھر قیامت ہے۔ اس باب کی پہلی حدیث میں قیامت کے علامات صغریٰ کا کچھ بیان موجود ہے اور دیگر احادیث میں بھی تفصیل ہے وہاں یہ بھی ہے کہ دنیا میں باطل نظریات عام ہو جائیں گے، عیسائیت کا بہت سارے ملکوں پر غلبہ ہو جائے گا پھر کچھ عرصہ بعد ابوسفیان کے نام سے ایک شخص پیدا ہو جائے گا جو سادات کا قتل عام کرے گا پھر مسلمان بادشاہ عیسائیوں کے ایک فریق سے صلح کرے گا اور دوسرے سے لڑے گا۔ عیسائی فرقہ بھی مسلمان بادشاہ سے مل کر عیسائیوں کے مخالف دھڑے سے لڑے گا ان سب کو فتح حاصل ہو جائے گی فتح کے بعد عیسائی نعرہ لگائیں گے کہ صلیب کی برکت سے فتح

حاصل ہوگئی ہے اور مسلمان نعرہ لگائیں گے کہ اسلام وایمان کی برکت سے فتح حاصل ہوگئی ہے چنانچہ اس بات پر خانہ جنگی شروع ہوجائے گی جس میں مسلمان بادشاہ شہید ہوجائے گا عیسائیوں کے دونوں فریق ایک ہوجائیں گے اور عیسائی حکومت خیبر تک پھیل جائے گی اس وقت لوگ حضرت مہدی کی تلاش میں لگ جائیں گے حضرت مہدی اس وقت مدینہ میں ہوں گے مگر چھپنے کی غرض سے وہاں سے مکہ آجائیں گے تاکہ لوگ انہیں امیر اور قائد نہ بنائیں اس دوران کچھ لوگ مہدی ہونے کے جھوٹے دعوے کرلیں گے تاہم مکہ مکرمہ میں مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان لوگ حضرت مہدی کو پالیں گے اور ایک جماعت حضرت مہدی کے ہاتھ پر بیعت کرلے گی آسمان سے آواز آئے گی "هذا خليفة الله المهدی فاستمعوا له واطيعوه"

شکل وشباہت کے اعتبار سے حضرت مہدی حضور اکرم کے مشابہ ہوں گے اس کے بعد شام، یمن اور حجاز مقدس کے ابدال اور اولیاء اللہ حضرت مہدی کے لشکر میں شامل ہوجائیں گے کعبہ کے پاس خزانے نکال کر افواج اسلامیہ پر تقسیم کیے جائیں گے، لشکر جرار تیار ہوجائے گا۔ خروج مہدی کا سن کر خراسان سے ایک شخص اپنی فوج لے کر حضرت مہدی کی مدد کے لیے مکہ مکرمہ آجائے گا اس شخص کا نام منصور ہوگا یہ شخص اپنی فوج کی کمان سنبھال کر جب مکہ کی طرف چل پڑے گا تو راستے میں عیسائیوں سے جنگ ہوجائے گی یہ شخص عیسائیوں کا صفایا کرتا ہوا آئے گا، اہل بیت اور سادات کا دشمن شخص سفیانی ایک بڑا لشکر تیار کرکے حضرت مہدی کے مقابلے پر بھیج دے گا مگر یہ لشکر مکہ ومدینہ کے درمیان زمین میں دھنس جائے گا صرف دو آدمی بچ جائیں گے ایک تو سفیانی کو جاکر اطلاع کردے گا اور دوسرا حضرت مہدی کو اطلاع دے گا۔ حضرت مہدی کے ساتھ عرب وعجم کے لوگوں کے اجتماع کا سن کر عیسائی بھی شام اور روم سے لشکر جرار تیار کرکے حضرت مہدی کے مقابلے کے لیے شام میں اکٹھے ہوجائیں گے رومی افواج میں اس وقت اسی ۸۰ جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار لشکر ہوگا لشکر کی مجموعی تعداد نو لاکھ ساٹھ ہزار ہوگی۔ حضرت مہدی براستہ مدینہ منورہ اپنے لشکروں کے ساتھ دمشق پہنچ جائیں گے اور وہاں سرزمین شام پر عیسائیوں سے سخت جنگ شروع ہوجائے گی لشکر اسلام تین حصوں پر منقسم ہوجائے گا ایک حصہ میدان چھوڑ کر بھاگ جائے گا جس کی توبہ قبول نہیں ہوگی دوسرا حصہ شہید ہوجائے گا اور تیسرا حصہ مسلسل لڑتا ہوا چار دن کی لڑائی کے بعد عیسائیوں پر غالب آجائے گا عیسائیوں کا قتل عام ہوجائے گا اور حضرت مہدی ان کا خوب تعاقب کریں گے۔

جنگ ختم ہونے کے بعد حضرت مہدی اپنے لوگوں پر مال غنیمت تقسیم کریں گے مگر کوئی آدمی مال غنیمت پر خوش نہیں ہوگا کیونکہ کوئی گھر ایسا نہیں ہوگا جس کا کوئی آدمی شہید نہیں ہوا ہوگا پورے خاندان میں سے ایک آدمی بچا ہوگا تو وہ مال غنیمت کے ساتھ کیا

کرے گا۔ حضرت مہدی داخلی نظم ونسق سنبھال کر قسطنطنیہ کی طرف متوجہ ہو جائیں گے بحیرہ روم کے پاس بنو اسحٰق کے ستر ہزار آدمی مسلمان ہو کر حضرت مہدی کے لشکر میں شامل ہو جائیں گے اور پھر کشتیوں میں سوار ہو کر شہر استنبول جس کا پرانا نام قسطنطنیہ ہے کو آزاد کرنے کے لیے چلے جائیں گے شہر کی مضبوط فصیل کے سامنے مسلمان نعرہ تکبیر بلند کر دیں گے جس کی وجہ سے فصیل ٹوٹ جائے گی اور مسلمان قسطنطنیہ شہر میں داخل ہو جائیں گے، حضرت مہدی کی خلافت کے اس وقت سات سال پورے ہو چکے ہوں گے کہ اتنے میں افواہ پھیل جائے گی کہ دجال کا خروج ہو گیا ہے حضرت مہدی جلدی جلدی واپس شام کی طرف آجائیں گے اور نو آدمیوں کو اس خبر کی تحقیق کے لیے روانہ کر دیں گے یہ لوگ بہترین لوگ ہوں گے۔

آنحضرت نے فرمایا کہ میں ان کو جانتا ہوں کہ کس قبیلے کے لوگ ہیں اور ان کے باپوں کے نام کیا کیا ہیں اور گھوڑوں کے رنگ کیا ہیں یہ لوگ تحقیق کر لیں گے لیکن معلوم ہو جائے گا کہ یہ افواہ تھی اور دجال کے متعلق یہ خبر غلط تھی مگر کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ اچانک دجال کا خروج ہو جائے گا۔ دجال مشرق کی جانب سے نکلے گا اور ایران کے شہر اصفہان میں آکر نمودار ہو جائے گا اصفہان کے ستر ہزار یہودی اس سے آکر مل جائیں گے، پہلے وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا پھر اصفہان میں آکر خدائی کا دعویٰ کرے گا دجال کے ایک ہاتھ میں اس کی جنت اور دوسرے میں اس کی دوزخ ہو گی تمام دنیوی اسباب سے لیس ہو گا اور استدراج سے بھرپور فائدہ اٹھائے گا اس کی پیشانی پر ''ک ف ر'' لکھا ہو گا جس کو مسلمان پڑھ لے گا یعنی کافر لکھا ہو گا اس کے پاس بڑا استدراج ہو گا، مخالفین کا دانہ پانی بند کرے گا، خروج دجال سے پہلے تین سال تک قحط آچکا ہو گا، لوگ محتاج ہوں گے دجال اس حالت سے خوب فائدہ اٹھائے گا اس کے ساتھ زمین کے سارے خزانے ساتھ ساتھ چلتے رہیں گے، دوستوں پر بارش برسائے گا مخالفین پر سب کچھ بند کرے گا، دنیا کے بہت سارے ممالک پر چکر لگائے گا صرف مکہ اور مدینہ نہیں جا سکے گا وہاں سے فرشتے اس کو بھگا دیں گے یہ پھر شام کی طرف متوجہ ہو گا وہاں مہدی جنگی تیاریوں میں مصروف ہوں گے۔ عصر کی اذان ہو چکی ہو گی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ ڈالے ہوئے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینار پر جلوہ افروز ہو جائیں گے اور سیڑھی منگا کر نیچے آجائیں گے اور پھر حضرت مہدی سے ملاقات ہو جائے گی حضرت مہدی ان کو نماز پڑھانے کا کہیں گے اور فوجی کمان سنبھالنے کی درخواست بھی کریں گے مگر وہ انکار کریں گے اور کہیں گے کہ امامت اس امت کے ہاتھ میں ہو گی، میں صرف دجال کو مارنے کے لیے آیا ہوں۔

جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال پر حملہ کر دیں گے اور لشکر اسلام دجال کے لشکر پر حملہ آور ہو جائے گا

شدید جنگ کے بعد دجال شکست کھا کر بھاگ جائے گا حضرت عیسیٰ اس کا تعاقب کریں گے اور ''بَابُ الُلدِّ'' میں جا کر اس کو نیزہ مار کر قتل کر دیں گے، باب لد میں آج کل اسرائیل کا ایک ایسا ائیر پورٹ ہے جو صرف دجال کے بچاؤ کے لیے بنایا گیا ہے وہاں جہاز تیار کھڑا ہے تا کہ ضرورت کے وقت دجال بھاگ جائے مگر وہاں دجال مارا جائے گا، اس کے بعد یہودیوں کا قتل عام شروع ہو جائے گا، کوئی پتھر یا درخت کسی یہودی کو پناہ نہیں دے گا بلکہ شکایت کرے گا کہ اے مسلمان آ جا! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا بیٹھا ہے اس کو مار دو صرف غرقد نامی درخت شکایت نہیں کرے گا کیونکہ یہ یہود کا وفادار درخت ہے آج کل یہودیوں نے اسرائیل کو اس درخت سے بھر دیا ہے لیکن مسلمان اندھے نہیں ہوں گے اگر غرقد درخت شکایت نہ بھی کرے مسلمانوں کو آنکھوں سے یہودی نظر آئیں گے اور ان کو قتل کریں گے۔ دنیا پر دجال کی چالیس دن تک حکومت رہے گی اس میں ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا دوسرا ایک ماہ کے برابر ہوگا تیسرا ایک ہفتے کے برابر ہوگا اور باقی ایام معمول کے مطابق ہوں گے، دجال ایک گدھے پر سوار ہو کر پوری دنیا کا چکر لگائے گا، ہو سکتا ہے حقیقی گدھا ہو اور ہو سکتا ہے کہ جدید دور کا کوئی جہاز ہو، بہر حال جب دجال کا فتنہ ختم ہو جائے گا تو حضرت عیسیٰ اور مہدی دونوں مل کر ان شہروں کا دورہ کریں گے اور مصیبت رسیدہ لوگوں میں مال تقسیم کریں گے جن شہروں میں دجال نے فساد برپا کیا تھا، امام مہدی کی خلافت میں عدل وانصاف ہوگا۔ مہدی کی حکومت نو سال تک رہے گی سات سال تک عیسائیوں سے جنگیں ہوں گی اور آٹھویں سال میں دجال کا فتنہ ہوگا اور نویں سال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مل کر ملکی انتظام ٹھیک کریں گے اور ۴۹ سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہو جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی نماز جنازہ پڑھا دیں گے اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام خلیفہ بن جائیں گے کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ کو وحی ہو جائے گی کہ اپنے تمام مسلمانوں کو لے کر کوہ طور پر جا کر پناہ لے لو اس لیے کہ میں اپنی مخلوق میں سے ایک طاقتور مخلوق ظاہر کرنے والا ہوں جس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔

حضرت عیسیٰ تمام مسلمانوں کے ساتھ وہاں جا کر قلعہ بند ہو جائیں گے اور ادھر زمین پر یاجوج ماجوج کا خروج ہو جائے گا یاجوج ماجوج یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہیں اور روس کے پیچھے کوہ قاف کے پاس کاکیشیا کے ساتھ درہ داریال کے علاقوں میں سد سکندری کے پیچھے بند ہیں یاجوج ماجوج زمین پر نکل کر اس کو چاٹ لیں گے پانی ختم ہو جائے گا زمین کے جانداروں کو ختم کر کے کھا جائیں گے اور پھر آسمان کی طرف پتھر پھینکیں گے اور خوش ہو جائیں گے کہ اب ہم نے آسمان والوں کو بھی ختم کر دیا یاجوج ماجوج کی پوری تفصیل توضیحات ج ۷ صفحہ ۴۲۱ پر ملاحظہ کریں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمانوں پر زندگی اتنی تنگ ہو جائے گی کہ گائے کا ایک کلّہ ایک سو دینار میں فروخت ہوگا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یاجوج ماجوج پر بددعا کریں گے جس سے وہ سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے۔ یاجوج ماجوج کی تفصیل اسی شرح میں گزر چکی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں چالیس سال تک زندہ رہیں گے پھران کا انتقال ہو جائے گا اور مدینہ منورہ میں حضور اکرم کے پہلو میں مدفون ہوں گے حضرت عیسیٰ کے بعد یمن کا ایک باشندہ آپ کا قائم مقام ہو جائے گا جس کا نام جہجاہ ہوگا وہ دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا اور پھر وفات پائے گا پھر کچھ غلط بادشاہ آ جائیں گے اور دنیا ایک بار پھر جہل اور کفر سے بھر جائے گی اور زمین کے دھنسنے کے واقعات شروع ہو جائیں گے پھر دنیا پر چالیس دن تک دھواں چھایا رہے گا اور پھر ایک رات لمبی ہو جائے گی لوگ پریشان ہو جائیں گے کہ صبح کیوں نہیں ہو رہی ہے اتنے میں سورج مغرب کی جانب سے طلوع ہو جائے گا لوگ اسی پریشانی میں ہوں گے کہ اچانک دابۃ الارض کا خروج ہو جائے گا دابۃ الارض کوہ صفا سے نکل کر آئے گا یہ ایک عجیب الخلقت جانور کی شکل میں ہوگا مسلمان کی پیشانی پر "م" لکھے گا اور کافر کی پیشانی پر "ک" لکھے گا مسلمان پر عصائے موسیٰ سے سفید نورانی نشان پڑ جائے گا اور کافر پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سے سیاہ نشان بن جائے گا۔ دابۃ الارض کے خروج سے نفخ صور تک ۱۲۰ سال کا عرصہ ہوگا پھر جنوب کی طرف سے ایک ہوا چلے گی جس سے پہلے نیک لوگ مر جائیں گے اور بعد میں برے لوگ مر جائیں گے مسلمانوں کے مر جانے سے حبش کے لوگ غلبہ حاصل کر دیں گے اور فتنہ وفساد شروع کر لیں گے اسی دوران وہ کعبہ مشرفہ کو گرا دیں گے اور اس کے نیچے خزانہ لوٹ لیں گے، اس کے بعد جنوب کی طرف سے ایک بڑی آگ آ جائے گی اور لوگوں کو شام کی طرف بھگانے لگ جائے گی یہ قیامت کی آخری بڑی علامت ہوگی۔ اس کے بعد تین چار سال تک لوگ عیش وعشرت کی زندگی گزاریں گے اور مکمل غافل ہو جائیں گے اللہ اللہ کہنے والا دنیا میں کوئی نہیں ہوگا پھر ایک دن جمعہ کے روز دس محرم کو لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ سائرن کی آواز شروع ہو جائے گی یہ آواز بڑھتی جائے گی یہاں تک کہ لوگوں کے کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے اور پھر دل پھٹ جائیں گے لوگ مر جائیں گے پھر زمین میں زلزلہ شروع ہو جائے گا اور پھر آسمان ٹوٹ پھوٹ کر گر جائیں گے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر اڑ جائیں گے اور سمندر ابل کر جوش ماریں گے حتی کہ یہ موجودہ کائنات بالکل فنا ہو جائے گی اور قیامت قائم ہو جائے گی بہر حال کئی کئی حدیثوں کی شرح وتوضیح اس تفصیل سے ہوگئی ہے اس پر ہر پڑھنے والے کو شکر ادا کرنا چاہیے۔

۷۳۲۵۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، حَدَّثَنَا

ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ الدِّيلِيُّ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ سابقہ حدیث ہی کی طرح مروی ہے۔

آخرزمانہ میں یہود کے قتل عام کا بیان

۷۳۲۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَتُقَاتِلُنَّ الْيَهُودَ، فَلَتَقْتُلُنَّهُمْ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ: يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ، فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہودیوں سے لڑو گے تو انہیں قتل کردو گے یہاں تک کہ پتھر بھی کہے گا: اے مسلمان ادھر آ یہ یہودی ہے اسے بھی قتل کردے۔

۷۳۲۷۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ: هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي

اس سند سے بھی یہی سابقہ حدیث مروی ہے البتہ اس روایت میں یہ ہے کہ وہ پتھر کہے گا یہ میرے پیچھے یہودی ہے۔

۷۳۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمًا، يَقُولُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَقْتَتِلُونَ أَنْتُمْ وَيَهُودُ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ: يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي تَعَالَ فَاقْتُلْهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اور یہودی باہم جنگ کرو گے یہاں تک کہ پتھر بھی کہے گا: اے مسلمان! یہ میرے پیچھے یہودی (چھپا ہوا) ہے۔ ادھر آؤ اور اسے قتل کردو۔

۷۳۲۹۔ حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُودُ فَتُسَلَّطُونَ عَلَيْهِمْ، حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ: يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہود سے جنگ کرو گے پس تم ان پر غالب آجاؤ گے یہاں تک کہ پتھر بھی کہے گا اے مسلمان! میرے پیچھے یہودی (چھپا) ہے اسے قتل کردے۔

٧٣٣٠ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ الْيَهُودَ، فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُونَ حَتَّى يَخْتَبِئَ الْيَهُودِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ، فَيَقُولُ الْحَجَرُ أَوِ الشَّجَرُ: يَا مُسْلِمُ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا يَهُودِيٌّ خَلْفِي، فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ، إِلَّا الْغَرْقَدَ، فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُودِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ کریں اور مسلمان انہیں قتل کردیں یہاں تک کہ یہودی پتھر یا درخت کے پیچھے چھپیں گے تو پتھر یا درخت کہے گا: اے مسلمان! اے عبداللہ! یہ یہودی میرے پیچھے ہے۔ آؤ اور اسے قتل کردو۔ سوائے درخت غرقد کے کیونکہ وہ یہود کے درختوں میں سے ہے۔

٧٣٣١ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ- قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا، وقَالَ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا- أَبُو الْأَحْوَصِ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، كِلَاهُمَا عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِينَ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ: قَالَ فَقُلْتُ لَهُ: آنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ،

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: قیامت سے پہلے کئی کذاب (جھوٹے) ہوں گے اور حضرت ابوالاحوص نے یہ اضافہ کیا ہے کہ میں نے ان سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں!

٧٣٣٢ـ وحَدَّثَنِي ابْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، مِثْلَهُ، قَالَ سِمَاكٌ: وَسَمِعْتُ أَخِي يَقُولُ: قَالَ جَابِرٌ: فَاحْذَرُوهُمْ

اس سند سے بھی یہ حدیث سابقہ حدیث ہی کی طرح مروی ہے، البتہ اس روایت میں یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ان سے بچو۔

٧٣٣٣ـ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ- قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا وقَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا- عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَهُوَ ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیس کے قریب دجالوں اور کذابوں کے بھیجے جانے تک قیامت قائم نہ ہوگی۔ وہ سب دعویٰ کریں گے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

۷۳۳۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: يَنْبَعِثَ

اس سند سے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی یہی سابقہ حدیث روایت کی گئی ہے، اس روایت میں ینبعث کا لفظ ہے۔

بَابُ ذِكْرِ ابْنِ صَيَّادٍ

ابن صیاد کے حالات کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے سترہ احادیث کو بیان کیا ہے

۷۳۳۵۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ۔ وَاللَّفْظُ لِعُثْمَانَ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا۔ جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَرَرْنَا بِصِبْيَانٍ فِيهِمُ ابْنُ صَيَّادٍ، فَفَرَّ الصِّبْيَانُ وَجَلَسَ ابْنُ صَيَّادٍ، فَكَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ ذٰلِكَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَرِبَتْ يَدَاكَ، أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: لَا، بَلْ تَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: ذَرْنِي، يَا رَسُولَ اللّٰهِ حَتّٰى أَقْتُلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ يَكُنِ الَّذِي تَرَى، فَلَنْ تَسْتَطِيعَ قَتْلَهُ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ چند بچوں کے پاس سے گزرے، ان میں ابن صیاد بھی تھا۔ پس بچے بھاگ گئے اور ابن صیاد بیٹھا رہا تو گویا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو پسند نہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا: نہیں بلکہ آپ گواہی دیں گے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ میں اسے قتل کردوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ وہی ہوگا جس کے بارے میں تمہارا گمان ہے تو تم اسے قتل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

تشریح:

"لقیھم ابن صیاد" یعنی عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے کہ ہمارا گزر ابن صیاد پر ہوا جو مدینہ کے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ اکثر نسخوں میں صیاد الف لام کے بغیر مذکور ہے، بعض نسخوں میں الف لام کے ساتھ الصیاد ہے، بعض نے اس کو ابن صائد بھی لکھا ہے، اس کا اصل نام "صاف" تھا بعض نے عبداللہ بتایا ہے اس کی ماں اس کو "صاف" کے نام سے پکارتی تھی۔ ابن صیاد خود ایک یہودی کا لڑکا تھا جو مدینہ کا رہنے والا تھا، ابن صیاد جادو اور کہانت کا زبردست ماہر تھا اسی وجہ سے اس کی شخصیت ایک پراسرار معمہ بن کر رہ گئی تھی۔ صحابہ کرام بھی ابن صیاد کے بارے میں مختلف خیالات رکھتے تھے حضرت عمر فاروق، حضرت ابن عمر، حضرت جابر اور دیگر چند صحابہ کرام کا خیال تھا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے حتیٰ کہ ابن عمر اور حضرت جابر تو قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔ رسول کریم ﷺ نے ابن صیاد کی شخصیت کو اسی طرح مبہم چھوڑا تھا جس طرح کہ وہ مبہم تھی اس بارے میں آپ پر کوئی ایسی واضح وحی بھی نہیں آئی جس میں ابن صیاد کی حیثیت متعین کر دی گئی ہو۔ مسلم شریف کی چند احادیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے لیکن اس کے برعکس اکثر صحابہ کرام کا خیال تھا کہ ابن صیاد ایک فتنہ تھا، مسلمانوں کیلئے امتحان وآزمائش کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا تھا یہ یہودی تھا، شعبدہ باز اور جادوگر تھا مگر بعد میں مسلمان ہو گیا تھا حج بھی کیا، مکہ و مدینہ بھی گیا اور پھر مر گیا۔ یہ حضرات اس روایت سے بھی استدلال کرتے ہیں جس میں ابن صیاد اور ابوسعید خدری کا مکالمہ ہوا ہے اس میں ابن صیاد نے اپنے دجال ہونے کا خوب انکار کیا ہے لیکن اسی روایت کے آخر میں خود کہتا ہے کہ اگر میں دجال بن جاؤں تو مجھے خوشی ہوگی برا نہیں مانوں گا۔

نیز تمیم داری کی جو حدیث ہے اس میں تاویل بھی مشکل ہے کیونکہ ابن صیاد کے مدینہ میں ہوتے ہوئے تمیم داری نے دجال کو سمندر کے ایک جزیرہ میں زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھا تھا لیکن جن حضرات نے ابن صیاد ہی کو مستقبل کا دجال قرار دیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابن صیاد جب دجال نہیں بنا تھا، اس وقت کے جو احوال تھے اس کا اعتبار نہیں ہے، دجال کا روپ دھارنے کے بعد وہ نہ مکہ جا سکتا ہے اور نہ مدینہ جا سکتا ہے، نہ اس کی اولاد ہوگی اور نہ وہ مسلمان ہوگا، واقعہ حرہ میں ابن صیاد گم ہو گیا تھا اور آج تک گم ہے، ایسا لگتا ہے کہ اسی واقعہ سے اس نے دجال کا روپ دھار لیا ہے اور اس پر دجال کے احکامات جاری ہو گئے ہیں۔

آنحضرت کی واضح حدیث ہے کہ دجال ایک غصہ اور غضب کے نتیجہ میں پیدا ہوگا اب ظاہر ہے کوئی بچہ ماں کے پیٹ میں تو غصہ نہیں ہوتا۔ غضب کا آنا دنیا میں موجود ہونے کے ساتھ لازم ہے تو پہلے ابن صیاد موجود تھا پھر واقعہ حرہ میں غصہ کی وجہ سے اور اس

واقعہ کی نحوست سے دجال کے روپ میں بدل گیا۔ بہرحال تمیم داری کی روایت کو چھوڑ کر دیگر روایات میں واضح احکامات ہیں کہ ابن صیاد ہی دجال تھا، پہلے چھوٹا دجال تھا اور واقعہ حرہ کے بعد بڑا دجال بن گیا، اکثر شارحین اس طرف گئے ہیں کہ ابن صیاد دجال نہیں تھا لیکن علامہ طیبی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن صیاد دجال ہوسکتا ہے، بندہ راقم الحروف کی بھی یہی رائے ہے کہ ابن صیاد ہی دجال تھا اس سے جملہ احادیث کے سمجھنے میں بڑی آسانی ہوگی، ہاں صرف تمیم داری کی روایت مانع ہے لیکن اس کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ بہت ممکن ہے کہ تمیم داری کو اللہ تعالیٰ نے جزیرہ میں مستقبل کے دجال کو جسم مثالی اور مستقبل کے نقشہ کے ساتھ دکھایا ہو کہ آج کا ابن صیاد اس شکل میں کل کا دجال ہوگا اس سے آنحضرت کی پیشگوئی کی مشاہداتی تصدیق بھی ہوگئی اسی وجہ سے آنحضرت نے فرمایا کہ دجال سے متعلق میں نے جو کچھ تم کو بتایا تھا اب لو! اس کا مشاہدہ سامنے آگیا اور تمیم داری نے دجال کو دیکھ لیا۔ ملا علی قاری مستقبل کے دجال کی اسی مثالی صورت کو اپنی عبارت میں بیان کرتے ہیں اور تمیم داری کی روایت کا جواب یوں دیتے ہیں۔

”اقول ولاینافیه قصة تميم الداری اذ يمكن ان يكون له ابدان مختلفة. فظاهره فی عالم الحس والخيال دائر مع اختلاف الاحوال وباطنه فی عالم المثال مقيد بالسلاسل والاغلال ولعل المانع من ظهور كماله فی الفتنة وجود سلاسل النبوة واغلال الرسالة“

ابن صیاد کو دجال قرار دینا تمیم داری کی روایت کے منافی نہیں ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ دجال کے کئی جسم اور کئی وجود ہوں پس اس کا ظاہری جسم تو اس ظاہری مشاہداتی دنیا میں مختلف احوال کے ساتھ گھوم پھر رہا ہو اور اس کا باطنی جسم یعنی جسم مثالی، عالم مثال میں زنجیروں اور طوقوں میں جکڑا پڑا ہو اور شاید عہد نبوی میں ابن صیاد کے کامل دجال بن کر ظاہر ہونے سے رحمت للعالمین کی نبوت و رسالت کی رحمت کی زنجیریں رکاوٹ ہوں۔

ابن صیاد کے مختلف احوال کا بیان

۷۳۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ۔ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: أَخْبَرَنَا۔ أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا نَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَرَّ بِابْنِ صَيَّادٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبْأً فَقَالَ: دُخٌّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اخْسَأْ، فَلَنْ

تَعْدُوَ قَدْرَكَ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، دَعْنِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعْهُ، فَإِنْ يَكُنِ الَّذِي تَخَافُ لَنْ تَسْتَطِيعَ قَتْلَهُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ پیدل چل رہے تھے کہ آپ ﷺ ابن صیاد کے پاس سے گزرے تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: میں نے تیرے لیے ایک بات چھپائی ہوئی ہے۔ (بتاوہ کیا ہے) اس نے کہا: دخ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دور ہو جا اور تو اپنے انداز سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اجازت دیں تاکہ میں اس کی گردن مار دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ پس اگر یہ وہی ہے جس کا تمہیں خدشہ ہے تو تم اس کے قتل کی طاقت نہیں رکھتے۔

۷۳۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: لَقِيَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ؟ فَقَالَ هُوَ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، مَا تَرَى؟ قَالَ: أَرَى عَرْشًا عَلَى الْمَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَرَى عَرْشَ إِبْلِيسَ عَلَى الْبَحْرِ، وَمَا تَرَى؟ قَالَ: أَرَى صَادِقَيْنِ وَكَاذِبًا، أَوْ كَاذِبَيْنِ وَصَادِقًا۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لُبِسَ عَلَيْهِ، دَعُوهُ،

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (ابن صیاد سے) مدینہ کے راستوں میں سے کسی راستہ میں رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر، و عمر کی ملاقات ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر۔ تو نے کیا دیکھا۔ اس نے کہا: میں نے پانی پر تخت دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے سمندر پر ابلیس کا تخت دیکھا ہے اور کیا دیکھا؟ اس نے کہا: میں نے دو سچوں اور ایک جھوٹے یا دو جھوٹوں اور ایک سچے کو دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس پر اس کا معاملہ مشتبہ ہوگیا ہے، اس لیے اسے چھوڑ دو۔

۷۳۳۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: لَقِيَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ صَائِدٍ، وَمَعَهُ

أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَابْنُ صَائِدٍ مَعَ الْغِلْمَانِ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ الْجُرَيْرِيِّ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ابن صائد سے ملے اور آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر وعمر بھی تھے اور ابن صائد کے ساتھ لڑکے تھے۔ باقی حدیث حضرت جریری کی روایت کردہ حدیث ہی کی طرح ہے۔

۷۳۳۹۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا دَاوُدُ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: صَحِبْتُ ابْنَ صَائِدٍ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ لِي: أَمَا قَدْ لَقِيتُ مِنَ النَّاسِ، يَزْعُمُونَ أَنِّي الدَّجَّالُ، أَلَسْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّهُ لَا يُولَدُ لَهُ قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: فَقَدْ وُلِدَ لِي، أَوَلَيْسَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ وَلَا مَكَّةَ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: فَقَدْ وُلِدْتُ بِالْمَدِينَةِ، وَهَذَا أَنَا أُرِيدُ مَكَّةَ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِي فِي آخِرِ قَوْلِهِ: أَمَا، وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ مَوْلِدَهُ وَمَكَانَهُ وَأَيْنَ هُوَ، قَالَ: فَلَبَسَنِي

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں مکہ جاتے ہوئے ابن صائد کے ساتھ رہا۔ تو اس نے مجھے کہا: میں جن لوگوں سے ملا ہوں وہ گمان کرتے ہیں کہ میں دجال ہوں کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا، آپ فرماتے ہیں کہ دجال کے کوئی اولاد نہ ہوگی؟ میں نے کہا: کیوں نہیں؟ اس نے کہا حالانکہ میری تو اولاد ہے۔ پھر اس نے کہا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ وہ مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ اس نے کہا: میں تو مدینہ میں پیدا ہو چکا ہوں اور یہ میں اب مکہ کا ارادہ کرتا ہوں۔ پھر اس نے اپنی آخری بات میں مجھے کہا: اللہ کی قسم! میں دجال کے پیدا ہونے اور اس کے رہنے کی جگہ کو اور اس وقت وہ کہاں ہے (سب) جانتا ہوں۔ (اس اخیری کلام نے) معاملہ کو مجھ پر مشتبہ کر دیا۔

ابن صیاد اپنے دجال ہونے کا انکار اور پھر اقرار کر رہا ہے

۷۳۴۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ صَائِدٍ: وَأَخَذَتْنِي مِنْهُ ذَمَامَةٌ: هَذَا عَذَرْتُ النَّاسَ، مَا لِي وَلَكُمْ؟ يَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ أَلَمْ يَقُلْ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ يَهُودِيٌّ وَقَدْ أَسْلَمْتُ، قَالَ: وَلَا يُولَدُ لَهُ وَقَدْ وُلِدَ لِي، وَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَيْهِ مَكَّةَ وَقَدْ حَجَجْتُ، قَالَ: فَمَا زَالَ حَتَّى كَادَ أَنْ يَأْخُذَ فِيَّ قَوْلُهُ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ: أَمَا، وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ الْآنَ حَيْثُ هُوَ، وَأَعْرِفُ أَبَاهُ

وَأُمَّهُ، قَالَ: وَقِيلَ لَهُ: أَيَسُرُّكَ أَنَّكَ ذَاكَ الرَّجُلُ؟ قَالَ فَقَالَ: لَوْ عُرِضَ عَلَيَّ مَا كَرِهْتُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابن صائد نے مجھ سے بات کہی جس سے مجھے شرم آئی۔ کہنے لگا اورلوگوں کو تو میں نے معذور جانا اور تمہیں میرے بارے میں اصحاب محمد کیا ہوگیا؟ کیا اللہ کے نبی نے یہ نہیں فرمایا کہ (دجال) یہودی ہوگا۔ حالانکہ میں اسلام لا چکا ہوں اور کہنے لگا اور اس کی اولاد نہ ہوگی حالانکہ میری تو اولاد بھی ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے اس پر مکہ کو حرام کر دیا ہے۔ میں تحقیق حج کر چکا ہوں اور مسلسل ایسی باتیں کرتا رہا، قریب تھا کہ میں اس کی باتوں میں آجاتا۔ پھر اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ (دجال) اس وقت کہاں ہے اور میں اس کے والد اور والدہ کو (بھی) جانتا ہوں اور اس سے کہا گیا: کیا تم کو یہ بات پسند ہے کہ تو ہی وہی آدمی (دجال ہو)؟ اس نے کہا: اگر یہ بات مجھ پر پیش کی گئی تو میں اسے ناپسند نہ کروں گا۔

۷۳۴۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ، أَخْبَرَنِي الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: خَرَجْنَا حُجَّاجًا، أَوْ عُمَّارًا، وَمَعَنَا ابْنُ صَائِدٍ، قَالَ: فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا، فَتَفَرَّقَ النَّاسُ وَبَقِيتُ أَنَا وَهُوَ، فَاسْتَوْحَشْتُ مِنْهُ وَحْشَةً شَدِيدَةً مِمَّا يُقَالُ عَلَيْهِ، قَالَ: وَجَاءَ بِمَتَاعِهِ فَوَضَعَهُ مَعَ مَتَاعِي، فَقُلْتُ: إِنَّ الْحَرَّ شَدِيدٌ، فَلَوْ وَضَعْتَهُ تَحْتَ تِلْكَ الشَّجَرَةِ، قَالَ: فَفَعَلَ، قَالَ: فَرُفِعَتْ لَنَا غَنَمٌ، فَانْطَلَقَ فَجَاءَ بِعُسٍّ، فَقَالَ: اشْرَبْ، أَبَا سَعِيدٍ فَقُلْتُ إِنَّ الْحَرَّ شَدِيدٌ وَاللَّبَنُ حَارٌّ، مَا بِي إِلَّا أَنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَشْرَبَ عَنْ يَدِهِ۔ أَوْ قَالَ آخُذَ عَنْ يَدِهِ۔ فَقَالَ: أَبَا سَعِيدٍ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آخُذَ حَبْلًا فَأُعَلِّقَهُ بِشَجَرَةٍ، ثُمَّ أَخْتَنِقَ مِمَّا يَقُولُ لِي النَّاسُ، يَا أَبَا سَعِيدٍ مَنْ خَفِيَ عَلَيْهِ حَدِيثُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَسْتَ مِنْ أَعْلَمِ النَّاسِ بِحَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُوَ كَافِرٌ وَأَنَا مُسْلِمٌ، أَوَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُوَ عَقِيمٌ لَا يُولَدُ لَهُ، وَقَدْ تَرَكْتُ وَلَدِي بِالْمَدِينَةِ؟ أَوَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ وَلَا مَكَّةَ وَقَدْ أَقْبَلْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ وَأَنَا أُرِيدُ مَكَّةَ؟ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: حَتَّى كِدْتُ أَنْ أَعْذِرَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَا، وَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْرِفُهُ وَأَعْرِفُ مَوْلِدَهُ وَأَيْنَ هُوَ الْآنَ، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: تَبًّا لَكَ، سَائِرَ الْيَوْمِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حج یا عمرہ کرنے کی غرض سے چلے اور ابن صائد ہمارے ساتھ

تھا۔ ہم ایک جگہ اترے تو لوگ منتشر ہو گئے، میں اور وہ باقی رہ گئے اور مجھے اس سے سخت وحشت وخوف آیا جو اس کے بارے میں کہا جاتا تھا اور اس نے اپنا سامان لا کر میرے سامان کے ساتھ رکھ دیا، تو میں نے کہا: گرمی سخت ہے اگر تو اپنا سامان درخت کے نیچے رکھ دے (تو بہتر ہے) پس اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر ہمیں کچھ بکریاں نظر پڑیں، وہ گیا اور (دودھ کا) ایک بھرا ہوا پیالہ لے آیا اور کہنے لگا: اے ابوسعید پیو۔ میں نے کہا: گرمی بہت سخت ہے اور دودھ بھی گرم ہے اور دودھ کے ناپسند کرنے میں سوائے اس کے ہاتھ سے پینے کے اور کوئی بات نہ تھی یا کہا: اس کے ہاتھ سے لینا ہی ناپسند تھا۔ تو اس نے کہا: اے ابوسعید! میں نے ارادہ کیا ہے کہ ایک رسی لے کر درخت کے ساتھ لٹکاؤں پھر اپنا گلا گھونٹ لوں، اس وجہ سے جو میرے بارے میں لوگ باتیں کرتے ہیں۔ اے ابوسعید! جن سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث مخفی ہے (ان کی الگ بات ہے) اے انصار کی جماعت! تجھ پر تو پوشیدہ نہیں ہے۔ کیا تو لوگوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو جاننے والا نہیں ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (دجال) کافر ہو گا اور میں مسلمان ہوں۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے ہی نہیں فرمایا: وہ بانجھ ہو گا کہ اس کی کوئی اولاد نہ ہو گی حالانکہ میں اپنی اولاد مدینہ میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے ہی نہیں فرمایا تھا کہ وہ مدینہ اور مکہ میں داخل نہ ہو گا حالانکہ میں مدینہ سے آرہا ہوں اور مکہ کا ارادہ ہے۔ حضرت ابوسعید نے کہا: قریب تھا کہ میں اس کا عذر قبول کر لیتا۔ پھر اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اسے پہچانتا ہوں اور اس کی جائے پیدائش سے بھی واقف ہوں اور یہ بھی معلوم ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟ میں نے اس سے کہا: تیرے لیے سارے دن کی ہلاکت و بربادی ہو۔

۷۳۴۲۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ، عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ صَائِدٍ: مَا تُرْبَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: دَرْمَكَةٌ بَيْضَاءُ، مِسْكٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ: صَدَقْتَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن صائد سے فرمایا: جنت کی مٹی کیسی ہو گی؟ اس نے کہا: اے ابوالقاسم! سفید باریک مشک کی طرح ہو گی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو نے سچ کہا۔

۷۳۴۳۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ ابْنَ صَيَّادٍ، سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ تُرْبَةِ الْجَنَّةِ؟ فَقَالَ: دَرْمَكَةٌ بَيْضَاءُ مِسْكٌ خَالِصٌ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابن صیاد نے نبی کریم ﷺ سے جنت کی مٹی کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خالص سفید باریک مشک (کی طرح ہو گی)۔

٧٣٤٤۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَحْلِفُ بِاللَّهِ أَنَّ ابْنَ صَائِدٍ الدَّجَّالُ، فَقُلْتُ: أَتَحْلِفُ بِاللَّهِ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلَى ذَلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ ﷺ

حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو قسم کھا کر کہتے ہوئے دیکھا کہ ابن صائد دجال ہے۔ تو میں نے کہا: کیا تم اللہ کی قسم اٹھاتے ہو۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عمر کو سنا، وہ اس بات پر نبی کریم ﷺ کے پاس قسم اٹھا رہے تھے اور نبی کریم ﷺ نے انکار نہ فرمایا۔

٧٣٤٥۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيبِيُّ، أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدَهُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ، وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلُمَ، فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ صَيَّادٍ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ، فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟ فَرَفَضَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: آمَنْتُ بِاللَّهِ وَبِرُسُلِهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَاذَا تَرَى؟ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُلِّطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ ثُمَّ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: هُوَ الدُّخُّ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اخْسَأْ، فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: ذَرْنِي، يَا رَسُولَ اللَّهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ يَكُنْهُ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْهُ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک جماعت میں ابن صیاد کی طرف نکلے۔ یہاں تک کہ اسے بنی مغالہ کے مکانوں کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے پایا اور ابن صیاد ان دنوں قریب البلوغ تھا اور اسے کچھ معلوم نہ ہوسکا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس کی کمر پر ضرب ماری۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ابن صیاد سے فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد

نے آپ ﷺ کی طرف دیکھ کر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اُمیوں کے رسول ہیں۔ پھر ابن صیاد نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا اور فرمایا: میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: تو کیا دیکھتا ہے؟ ابن صیاد نے کہا: میرے پاس سچا (بھی) آتا ہے اور جھوٹا بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تجھ پر اصل معاملہ تو پھر مشتبہ ہوگیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: میں نے تجھ سے پوچھنے کے لیے ایک بات چھپائی ہوئی ہے۔ تو ابن صیاد نے کہا: وہ ''دخ'' ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: دور ہو تو اپنے اندازہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ پھر حضرت عمر بن خطاب نے عرض کیا: مجھے اجازت دیں اے اللہ کے رسول! میں اس کی گردن ماردوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اگر یہ وہی (دجال) ہے تو تم اس پر مسلط نہ ہوسکو گے اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو اس کے قتل کرنے میں تمہارے لیے کوئی بھلائی نہیں ہے۔

تشریح:

''اطم'' یہ آطام کی جمع ہے بلند ٹاور نما عمارت کو کہتے ہیں۔ ''بنی مغالہ'' ایک قبیلہ کا نام ہے مطلب یہ ہے کہ بنی مغالہ کی بلند عمارتوں کے پاس ابن صیاد بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ ''الْاُمِّيِّيــــنَ'' ابن صیاد نے امیین سے عرب مراد لیا ہے کیونکہ یہود و نصاریٰ عرب کو اسی نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ اس جواب میں ابن صیاد کی عیاری اور مکاری پوشیدہ ہے وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ آنحضرت صرف عرب کے لیے نبی ہیں عام انسانوں کے لیے نہیں ہیں۔

''فرصّہ'' صاد پر شد ہے یعنی آنحضرت نے اس کو پکڑ کر ایسا دبادیا کہ اس کو سکیڑ کر رکھ دیا۔ یہ لفظ ''فرفضہ'' بھی ہے جو ترک کے معنی میں ہے یعنی آنحضرت نے ابن صیاد کی کٹ حجتی اور سوال و جواب کو ترک کردیا۔ گزشتہ روایت میں ''وماتری'' یعنی اس کے علاوہ کیا دیکھتے ہو ابن صیاد نے جواب دیا۔

''صـــادق و کـــاذب'' یعنی کبھی سچا آتا ہے کبھی جھوٹا آتا ہے مطلب یہ ہے کہ کبھی سچی خبر آتی ہے اور کبھی جھوٹی خبر آجاتی ہے یہ الفاظ صحیح مسلم کی روایت میں نہیں ہے۔ اور یہی کاہنوں اور جوگیوں کی علامت ہے کہ شیاطین بادلوں میں فرشتوں کی ایک سچی بات سن کر اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر کاہنوں تک پہنچاتے ہیں یہ الفاظ مسلم کی اس باب کی روایت میں نہیں ہیں صحیح مسلم کی گزشتہ روایت میں اس طرح ہے کہ کبھی دو جھوٹے ایک سچا آتا ہے کبھی دو سچے ایک جھوٹا آتا ہے گویا ابن صیاد پر اپنا معاملہ خود مشتبہ تھا۔ ''خبات لک'' یعنی میں نے دل کے اندر ایک بات چھپا رکھی ہے تم بتاؤ وہ کیا چیز ہے۔ آنحضرت ﷺ نے قرآن کی

آیت ﴿یوم تاتی السماء بدخان مبین﴾ آیت کا تصور دل میں بٹھا رکھا تھا ابن صیاد نے کہا: آپ نے ''دخ'' کا تصور کر رکھا ہے اس میں ابن صیاد پوری بات تک رسائی حاصل نہ کر سکا بلکہ کاہنوں کی طرح ایک آدھ بات کی طرف اشارہ کیا۔

''اخسا'' کتے کو بھگانے کے لیے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے یعنی دُر ے کتے۔ ''فلن تعدو قدرک'' یعنی تم اپنے اس دائرہ کہانت سے آگے نہیں جاسکو گے بس شیاطین اور جنات نے جتنا بتادیا اسی قدر تم نے کہدیا تمہاری حیثیت تو پوشیدہ امور میں ایک ناقص جملہ سے آگے نہیں بڑھ سکتی پھر تم نبوت کا دعویٰ کیسے کرتے ہو؟

''وھو یختل'' یعنی آنحضرت حیلہ اور تدبیر سے ابن صیاد کی حالت معلوم کرنے کی کوشش فرمارہے تھے کہ بے خبری میں اس سے کچھ چیزیں سن لیں۔ ''زمزمة'' بھنبھناہٹ اور گنگنانے کی آواز کو زمزمہ اور رمرمہ کہتے ہیں ایک نسخہ میں رمرمہ ہے۔

۷۳۴۶۔ وَقَالَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: انْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ إِلَى النَّخْلِ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ، حَتّٰى إِذَا دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، النَّخْلَ طَفِقَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ، وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا، قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ ابْنُ صَيَّادٍ، فَرَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشٍ فِي قَطِيفَةٍ، لَهُ فِيهَا زَمْزَمَةٌ، فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ، فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ: يَا صَافِ۔ وَهُوَ اسْمُ ابْنِ صَيَّادٍ۔ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ

حضرت سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس واقعہ کے بعد رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابی بن کعب انصاری اس باغ کی طرف چلے جس میں ابن صیاد تھا۔ یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ اس باغ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کھجوروں کے تنوں میں چھپنے لگے تاکہ ابن صیاد کے دیکھنے سے پہلے اس کی کچھ گفتگو سن سکیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا کہ وہ اپنی ایک چادر میں لپٹا لیٹا ہوا اور کچھ گنگنا رہا ہے۔ پس ابن صیاد کی والدہ نے رسول اللہ ﷺ کو کھجور کے تنوں کی آڑ میں چھپتے ہوئے دیکھ لیا تو اس نے ابن صیاد سے کہا: اے صاف اور یہ ابن صیاد کا نام تھا۔ یہ محمد ہیں تو ابن صیاد فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر وہ اسے چھوڑ دیتی تو وہ کچھ بیان کر دیتا۔

۷۳۴۷۔ قَالَ سَالِمٌ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنٰى

عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ، فَقَالَ: إِنِّي لَأُنْذِرُكُمُوهُ، مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ، لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ، وَلَكِنْ أَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ: تَعَلَّمُوا أَنَّهُ أَعْوَرُ، وَأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيْسَ بِأَعْوَرَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ يَوْمَ حَذَّرَ النَّاسَ الدَّجَّالَ: إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ، يَقْرَؤُهُ مَنْ كَرِهَ عَمَلَهُ، أَوْ يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ، وَقَالَ: تَعَلَّمُوا أَنَّهُ لَنْ يَرَى أَحَدٌ مِنْكُمْ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى يَمُوتَ،

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف اس کی شان کے مطابق بیان کی۔ پھر دجال کا ذکر کیا تو فرمایا: میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور ہر نبی نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے۔ تحقیق نوح علیہ السلام بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرا چکے ہیں لیکن میں تمہیں اس طرح بتاتا ہوں جس طرح کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتایا۔ جان رکھو کہ وہ بے شک کانا ہوگا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کانا نہیں ہے۔ حضرت ابن شہاب نے کہا: مجھے عمر بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ اسے رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ نے خبر دی کہ آپ ﷺ نے دجال سے ڈراتے ہوئے اس دن فرمایا: اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا۔ جسے وہی پڑھ سکے گا جو اس کے عمل کو ناپسند کرتا ہوگا۔ یا ہر مؤمن اسے پڑھ سکے گا اور آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی اپنے رب العزت کو مرنے تک ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔

٧٣٤٨۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: انْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ رَهْطٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، حَتَّى وَجَدَ ابْنَ صَيَّادٍ غُلَامًا قَدْ نَاهَزَ الْحُلُمَ، يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مُعَاوِيَةَ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ، إِلَى مُنْتَهَى حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ، وَفِي الْحَدِيثِ عَنْ يَعْقُوبَ، قَالَ: قَالَ أُبَيٌّ۔ يَعْنِي فِي قَوْلِهِ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ۔ قَالَ: لَوْ تَرَكَتْهُ أُمُّهُ، بَيَّنَ أَمْرَهُ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ چلے اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت تھی جن میں حضرت عمر بن خطاب بھی شامل تھے۔ یہاں تک کہ ابن صیاد نامی ایک بچے کو پایا جو کہ

بلوغت کے قریب تھا اور بچوں کے ساتھ بنو معاویہ کے مکان میں کھیل رہا تھا۔ باقی حدیث حضرت یونس کی روایت کردہ حدیث ہی کی مثل ہے۔ البتہ اس روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کاش اس کی والدہ اسے چھوڑ دیتی تو اس کا سارا معاملہ واضح ہو جاتا۔

۷۳۴۹۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، وَسَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِابْنِ صَيَّادٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ، وَهُوَ غُلَامٌ بِمَعْنَى حَدِيثِ يُونُسَ، وَصَالِحٍ، غَيْرَ أَنَّ عَبْدَ بْنَ حُمَيْدٍ لَمْ يَذْكُرْ حَدِيثَ ابْنِ عُمَرَ فِي انْطِلَاقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ إِلَى النَّخْلِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ جن میں حضرت عمر بن خطاب بھی شامل تھے ابن صیاد کے پاس سے گزرے اور وہ بنی مغالہ کے مکانوں کے پاس بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور وہ بھی (ابن صیاد) لڑکا تھا۔ حضرت ابن عمر کی اس حدیث میں یہ بات مذکور نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ ابی بن کعب کے ساتھ کھجوروں کے باغ کی طرف تشریف لے گئے۔

۷۳۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: لَقِيَ ابْنُ عُمَرَ ابْنَ صَائِدٍ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ لَهُ قَوْلًا أَغْضَبَهُ، فَانْتَفَخَ حَتَّى مَلَأَ السِّكَّةَ، فَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ عَلَى حَفْصَةَ وَقَدْ بَلَغَهَا، فَقَالَتْ لَهُ: رَحِمَكَ اللّٰهُ مَا أَرَدْتَ مِنِ ابْنِ صَائِدٍ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّمَا يَخْرُجُ مِنْ غَضْبَةٍ يَغْضَبُهَا؟

حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر کی ابن صائد سے مدینہ کے کسی راستہ میں ملاقات ہو گئی تو ابن عمر نے اس سے ایسی بات کہی جو اسے غصہ دلانے والی تھی۔ پس وہ اتنا پھولا کہ راستہ بھر گیا۔ پھر ابن عمر ام المؤمنین سیدہ حفصہ کے پاس حاضر ہوئے اور انہیں یہ خبر مل چکی تھی تو انہوں نے ابن عمرؓ سے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ نے ابن صائد کے بارے میں کیا ارادہ کیا تھا۔ کیا تو نہیں جانتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (دجال) کسی پر غصہ کرنے کی وجہ سے ہی نکلے گا۔

تشریح:

"فانتفخ" یعنی ابن صیاد اتنا پھول گیا کہ پوری گلی بھر گئی یہ شعبدہ باز جادوگر شیاطین کا مرکز اور بڑا اسرار شخص تھا اس لیے اس سے یہ کرشمے ظاہر ہوتے تھے اس روایت میں اور اس کے بعد والی روایت سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت حفصہ، ابن صیاد کو مستقبل کا دجال سمجھتی تھیں جو کسی غصہ کی وجہ سے دجال کے روپ میں ظاہر ہو جائے گا چنانچہ یہی ابن صیاد واقعہ حرہ میں غصہ میں آکر گم ہو گیا ہے اور آج تک گم ہے، بہت ممکن ہے کہ یہی گم شدہ ابن صیاد بعد میں دجال کا روپ دھار کر ظاہر ہو جائے گا۔ اور اس وقت کسی جزیرہ میں جکڑا پکڑا پڑا ہوا ہے۔ ساتھ والی حدیث میں وہ کلام موجود ہے جس سے ابن صیاد غصہ ہو گئے اور پھول گئے وہ بات ابن عمر کی تھی کہ تیرے سر میں تیری آنکھ کا تجھے پتہ نہیں ہے۔

۷۳۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ يَعْنِي ابْنَ حَسَنِ بْنِ يَسَارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: كَانَ نَافِعٌ يَقُولُ: ابْنُ صَيَّادٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَقِيتُهُ مَرَّتَيْنِ، قَالَ: فَلَقِيتُهُ فَقُلْتُ لِبَعْضِهِمْ: هَلْ تَحَدَّثُونَ أَنَّهُ هُوَ؟ قَالَ: لَا، وَاللّٰهِ قَالَ: قُلْتُ: كَذَبْتَنِي، وَاللّٰهِ لَقَدْ أَخْبَرَنِي بَعْضُكُمْ أَنَّهُ لَنْ يَمُوتَ حَتَّى يَكُونَ أَكْثَرَكُمْ مَالًا وَوَلَدًا، فَكَذٰلِكَ هُوَ زَعَمُوا الْيَوْمَ، قَالَ: فَتَحَدَّثْنَا ثُمَّ فَارَقْتُهُ، قَالَ: فَلَقِيتُهُ لَقْيَةً أُخْرَى وَقَدْ نَفَرَتْ عَيْنُهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: مَتَى فَعَلَتْ عَيْنُكَ مَا أَرَى؟ قَالَ: لَا أَدْرِي، قَالَ: قُلْتُ: لَا تَدْرِي وَهِيَ فِي رَأْسِكَ؟ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ خَلَقَهَا فِي عَصَاكَ هٰذِهِ، قَالَ: فَنَخَرَ كَأَشَدِّ نَخِيرِ حِمَارٍ سَمِعْتُ، قَالَ: فَزَعَمَ بَعْضُ أَصْحَابِي أَنِّي ضَرَبْتُهُ بِعَصًا كَانَتْ مَعِيَ حَتَّى تَكَسَّرَتْ، وَأَمَّا أَنَا فَوَاللّٰهِ مَا شَعَرْتُ، قَالَ: وَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ فَحَدَّثَهَا، فَقَالَتْ: مَا تُرِيدُ إِلَيْهِ؟ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّهُ قَدْ قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا يَبْعَثُهُ عَلَى النَّاسِ غَضَبٌ يَغْضَبُهُ

حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ابن عمر نے کہا: میں نے ابن صیاد سے دو مرتبہ ملاقات کی۔ میں اس سے ملا تو میں نے بعض لوگوں سے کہا: کیا تم بیان کرتے ہو کہ وہ وہی (دجال) ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! نہیں! میں نے کہا: تم نے مجھ سے جھوٹ بولا۔ اللہ کی قسم! تم میں سے بعض نے مجھے خبر دی کہ وہ ہرگز نہیں مرے گا یہاں تک کہ تم میں سے زیادہ مالدار و صاحب اولاد ہو جائے گا۔ پس وہ ان دنوں لوگوں کے گمان میں ایسا ہی ہے۔ پھر ابن صیاد نے ہم سے باتیں کیں پھر میں ان سے جدا ہو گیا۔ پھر میں اس سے دوسری مرتبہ ملا تو اس کی آنکھ پھول چکی تھی۔ تو میں نے اس سے کہا: میں تیری آنکھ جو اس طرح دیکھ رہا ہوں یہ کب سے ہوئی ہے؟ اس نے کہا: میں نہیں جانتا۔ میں نے کہا:

تو جانتا ہی نہیں حالانکہ یہ تو تیرے سر میں موجود ہے۔ اس نے کہا: اگر اللہ نے چاہا تو وہ تیری لاٹھی میں اسے پیدا کر دے گا۔ پھر اس نے گدھے کی طرح زور سے آواز نکالی۔ اس سے زیادہ سخت آواز میں نے نہیں سنی تھی اور میرے بعض ساتھیوں نے اندازہ لگایا کہ میں نے اسے اپنے پاس موجود لاٹھی سے مارا ہے یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گئی ہے حالانکہ اللہ کی قسم! مجھے اس کا علم تک نہ تھا۔ (پھر حضرت ابن عمرؓ آئے، یہاں تک کہ ام المؤمنین (سیدہ حفصہ) کے پاس حاضر ہوئے تو انہیں یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا: تیرا اس سے کیا کام تھا، کیا تو جانتا نہ تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کے پاس دجال کو بھیجنے والی سب سے پہلے وہ غصہ ہوگا جو اسے کسی پر آئے گا۔

تشریح:

"فقلت لبعضهم" یعنی دجال کے ساتھیوں سے میں نے کہا سچ بتاؤ کہ تم آپس میں یہ کہتے ہو کہ ابن صیاد مستقبل کا دجال ہے۔

"قال لا واللہ" یعنی اس مجلس کے لوگوں میں ایک نے کہا قسم بخدا ہم ایسا نہیں کہتے ہیں کہ یہ دجال ہے۔

"كَذَبْتَنِي" حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص سے کہا کہ تم نے میرے سامنے جھوٹ بولا کیونکہ تم میں سے بعض نے مجھ سے کہا تھا کہ دجال اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ تم میں سب سے زیادہ مال اور اولاد والا نہ بنے۔

"فكذلك هو اليوم" یعنی آج کل وہ اسی طرح ہے کہ مال میں بھی زیادہ ہے اولاد میں بھی زیادہ ہے۔

"زعموا" یہ جملہ معترضہ ہے یعنی لوگوں کا خیال ہے کہ وہ آج کل اسی طرح ہے "فتحدث" یعنی ابن صیاد نے کچھ باتیں کیں۔ اس روایت میں ابن صیاد مبتدا ہے اور لَقِيتُهُ مَرَّتَين اس کی خبر ہے اور قال ابن عمر جملہ معترضہ ہے اصل عبارت اس طرح ہے قال ابن عمر ابن صیاد لقیته مرتین حدیث کے اس حصہ میں نہایت ابہام ہے۔

علامہ ابی المالکی نے کچھ وضاحت کی ہے باقی کسی شارح نے توجہ نہیں دی ہے بعض حضرات کو یہاں غلطی لگی ہے میں نے مختلف شروحات اور تراجم کی مدد سے اس حدیث کی وضاحت کی کوشش کی ہے ان شاء اللہ مفید کوشش ہوگی۔

"نفوت عینه" ضرب یضرب سے ہے آنکھ کے پھولنے اور خراب ہونے کو کہتے ہیں۔ "فنخر" یہ ضرب یضرب سے خراٹے بھرنے اور ناک میں سانس گھمانے کو کہتے ہیں گدھا اس کام میں بہت مشہور ہے۔ بہر حال اس باب کی مختلف احادیث میں چند مشکل الفاظ ہیں اس کی وضاحت کرتا ہوں۔

"ان یکن الذی تری" یعنی تم جس طرح اس کو دجال سمجھتے ہو اگر یہ وہی ہے تو تم اس کو قتل نہیں کر سکو گے وہ کام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ "خبأت" یعنی میں نے دل میں ایک چیز پوشیدہ رکھی ہے وہ کیا ہے "دخ" یعنی وہ دخان ہے۔

''ذمامۃ''شرم اورشرمندگی کو کہتے ہیں کہ اس جیسے شخص کے ساتھ کیوں جارہا ہوں اور کلام کررہا ہوں۔
''عذرت الناس ''یعنی دوسرے لوگوں کو میں معذور سمجھتا ہوں ان کا مقام اتنا اونچا نہیں ہے''ومالکم ولی ''یعنی آپ حضرات تو نبی کے ساتھی ہو انصار ہو اگر مجھے دجال سمجھتے ہو تو میں تم کو معذور نہیں کہوں گا۔''بعس ''یعنی ایک بڑا کاسہ دودھ کا بھر کرلایا۔''واین ھو الاٰن ''یعنی مجھے خوب معلوم ہے کہ دجال کون اور کہاں ہے یعنی میں خود دجال ہوں۔''درمکۃ''خالص میدہ کے سفید آٹے کو کہتے ہیں۔
''لن یری ''یعنی زندگی میں کوئی آدمی اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتا ہے اور دجال کو تم دیکھو گے معلوم ہوا دجال رب نہیں ہوسکتا ہے وہ جھوٹا دعویٰ کرے گا۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا معتزلہ غلط کہتے ہیں کہ نہیں ہوگا۔
''اطم بن معاویہ''شاید دوالگ جگہیں ہوں ایک بنی مغالہ ہو ایک بنی معاویہ ہو اور ہوسکتا ہے کہ بنی معاویہ کا لفظ وہم پر مبنی ہو۔
''تکسرت ''یعنی لوگوں نے خیال کیا کہ میں نے اتنے زور سے ابن صیاد کو مارا کہ لاٹھی ٹوٹ گئی۔

بَابُ ذِكْرِ الدَّجَّالِ وَصِفَتِهِ وَمَا مَعَهُ

دجال کے احوال اوراستدراج کابیان

اس باب میں امام مسلم نے چودہ احادیث کو بیان کیا ہے

علامات قیامت کی مختصر ترتیب

عام محدثین نے ابن صیاد کو دجال کے تذکرہ کے بعد ذکر کیا ہے لیکن امام مسلم نے پہلے ابن صیاد کا ذکر کیا اور پھر ساتھ ساتھ دجال کا ذکر کیا ہے اس سے ایک خفی اشارہ مل سکتا ہے کہ ابن صیاد ہی بعد میں دجال بنا ہے بہر حال قیامت سے پہلے بہت بڑے بڑے واقعات کے ظاہر ہونے کی تفصیلات احادیث میں موجود ہیں۔
ان بڑی علامات کے وقوع پذیر ہونے کی ترتیب اس طرح ہے (۱) ظہور مہدی (۲) خروج دجال (۳) نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۴) خروج یاجوج ماجوج (۵) خروج دابۃ الارض (۶) طلوع الشمس من المغرب۔بعض روایات میں یہ علامات ترتیب کے ساتھ مذکور ہیں مگر بعض میں ترتیب کے ساتھ مذکور نہیں ہیں۔
''دجال''دجل سے ہے مبالغہ کا صیغہ ہے جو فریب کار اور فراڈی کے معنی میں ہے دجال دنیا کے کسی حصہ میں محبوس ومستور ہے۔ مودودی صاحب نے رسائل مسائل میں لکھا ہے کہ لوگوں نے دنیا کو چھان مارا ہے کانا دجال کہاں ہے؟اس کا جواب یہ ہے کہ یہ

غلط ہے کہ لوگوں نے دنیا کو چھان مارا ہے دنیا کے ایسے خطے اب بھی موجود ہیں جہاں تک لوگوں کا خیال بھی نہیں جاسکا دنیا کو چھوڑیئے! پاکستان کا ایک فوکر طیارہ راولپنڈی سے گلگت کے لیے روانہ ہوا اور راستے میں گر کر تباہ ہو گیا آج تک کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ اس کا ملبہ کہاں پڑا ہے۔ ۴۵ افراد پر مشتمل پورا طیارہ اب تک غائب ہے، دجال بھی ایک پوشیدہ مقام میں زنجیروں میں جکڑا ہوا پڑا ہے جزیرہ برمودا کے اوپر جہاز نہیں اڑ سکتا نہ سمندر میں جہاز جاسکتا ہے اگر ایسے علاقوں میں دجال محبوس ہو تو کیا حرج ہے؟ دجال کے ساتھ لفظ مسیح لگا ہوا ہے ادھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کے ساتھ بھی مسیح کا لفظ لگا ہے مگر دونوں میں فرق ہے، دجال کو بوجہ ممسوح العین ہونے کے مسیح کہتے ہیں یا پوری دنیا کو مسح کرے گا اس لیے مسیح کہا گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جو مسیح کا لفظ لگا ہوا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بیماروں پر ہاتھ پھیرتے تھے تو بیمار ٹھیک ہو جاتے تھے اس لیے ان کو مسیح کہا گیا

۷۳۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ۔ وَاللَّفْظُ لَهُ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الدَّجَّالَ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ تَعَالَى لَيْسَ بِأَعْوَرَ، أَلَا وَإِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِئَةٌ،

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے سامنے دجال کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے اور مسیح دجال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔ گویا کہ اس کی آنکھ پھولے ہوئے انگور کی طرح ہوگی۔

تشریح:

''اعور'' دجال کا فتنہ چونکہ کائنات میں سب سے بڑا فتنہ ہوگا کیونکہ دجال خدائی کا دعویٰ بھی کرے گا اور اس کے پاس استدراج کی وجہ سے دھوکہ کرنے کا بڑا سامان بھی موجود ہوگا اس لیے آنحضرت نے دجال کے خدوخال کو کھلے الفاظ میں بیان فرمایا ہے تاکہ کسی کو دجال کے بارے میں اشتباہ نہ رہے چنانچہ یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ دجال کی دائیں آنکھ کانی ہوگی۔

''عنبة طافية'' یعنی انگور کے دانہ کی طرح نیلی اُبھری ہوئی ہوگی جو انتہائی بدصورتی ہے تو ایک آنکھ تو بالکل ممسوحہ، مطموسہ اور سپاٹ ہوگی اور دوسری بدترین انداز سے انگور کے دانہ کی طرح ابھری ہوئی ہوگی۔

سوال: یہاں زیر بحث حدیث میں بتایا جا رہا ہے کہ دجال کی دائیں آنکھ کانی ہوگی جب کہ آئندہ آنے والی حضرت حذیفہ کی حدیث میں بتایا گیا ہے کہ دجال کی بائیں آنکھ کانی ہے یہ واضح تعارض ہے اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: مجموعی احادیث کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کی دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی اور عیب دار آنکھ پر اعور کا اطلاق ہوتا ہے تو دجال دائیں آنکھ سے بھی اعور ہوگا بائیں سے بھی اعور اور عیب دار ہوگا اس میں کوئی تعارض نہیں ہے جس نے ۔۔ در کیا صحیح ہے۔ اصل حقیقت کو اگر دیکھا جائے تو یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ دجال کی بائیں آنکھ بالکل صاف اور چٹیل میدان ہے نہ آنکھ ہے نہ آنکھ کا گڑھا ہے نہ اُبھری آنکھ ہے نہ کچھ اور ہے سپاٹ اور صاف ہے اسی حقیقت کو آئندہ حدیث حذیفہ میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے جس میں "اعور العين اليسرى" کے الفاظ بھی ہیں اور مطموس العين ليست بناتية ولا جحراء کے الفاظ بھی آئے ہیں یہ دجال کی بائیں آنکھ کی تفصیل ہے۔ یہاں زیر بحث حدیث میں دجال کی دائیں آنکھ کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ انگور کے دانے کی طرح ابھری ہوئی ہوگی گویا یہ آنکھ وہ ہے کہ جس میں کچھ نہ کچھ جان ہوگی کچھ نشان ہوگا مگر بدصورت قبیح شکل کی ہوگی، عیب دار ہوگی جس پر کانی آنکھ کا اطلاق عیب کی وجہ سے ہو سکے گا جس طرح اس حدیث میں اعور کا اطلاق ہوا ہے۔

۷۳۵۳۔ حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ، وَأَبُو كَامِلٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث سابقہ حدیث (بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے اور مسیح دجال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا) ہی کی طرح مروی ہے۔

۷۳۵٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ، أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، وَمَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ك ف ر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نبی نے اپنی اپنی امت کو کانے دجال سے ڈرایا ہے آگاہ رہو بے شک وہ کانا ہوگا اور بے شک تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے۔ اس کی آنکھوں کے درمیان ک، ف، ر لکھا ہوا ہوگا۔

۷۳۵۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ۔ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى۔ قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي

أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الدَّجَّالُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ك ف ر أَيْ كَافِرٌ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال کی آنکھوں کے درمیان ک، ف، ر یعنی کافر لکھا ہوا ہوگا۔

٧٣٥٦ـ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الدَّجَّالُ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ، ثُمَّ تَهَجَّاهَا ك ف ر يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُسْلِمٍ

صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال کی ایک آنکھ اندھی ہے، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہے۔ پھر اس کے ہجے کیے یعنی ک، ف، را اور ہر مسلمان اسے پڑھ لے گا۔

٧٣٥٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ- قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا- أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الدَّجَّالُ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرَى، جُفَالُ الشَّعَرِ، مَعَهُ جَنَّةٌ وَنَارٌ، فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ

حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال کی بائیں آنکھ کانی ہوگی۔ گھنے بالوں والا ہوگا اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی اور (درحقیقت) اس کی دوزخ، جنت اور اس کی جنت، جہنم ہے۔

٧٣٥٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا مَعَ الدَّجَّالِ مِنْهُ، مَعَهُ نَهْرَانِ يَجْرِيَانِ، أَحَدُهُمَا رَأْيَ الْعَيْنِ، مَاءٌ أَبْيَضُ، وَالْآخَرُ رَأْيَ الْعَيْنِ، نَارٌ تَأَجَّجُ، فَإِمَّا أَدْرَكَنَّ أَحَدٌ، فَلْيَأْتِ النَّهْرَ الَّذِي يَرَاهُ نَارًا وَلْيُغَمِّضْ، ثُمَّ لْيُطَأْطِئْ رَأْسَهُ فَيَشْرَبَ مِنْهُ، فَإِنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ، وَإِنَّ الدَّجَّالَ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ، عَلَيْهَا ظَفَرَةٌ غَلِيظَةٌ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ، يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ، كَاتِبٍ وَغَيْرِ كَاتِبٍ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں خوب جانتا ہوں کہ دجال کے ساتھ کیا ہوگا۔ اس کے ساتھ بہتی ہوئی نہریں ہوں گی۔ ان میں سے ایک کا پانی دیکھنے میں سفید ہوگا اور دوسری دیکھنے میں

بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی۔ پس اگر کوئی آدمی اس کو پالے تو اس نہر میں جائے جسے بھڑکتی ہوئی آگ تصور کرے اور آنکھ بند کر کے اپنے سر کو جھکائے پھر اس سے پئے بے شک وہ ٹھنڈا پانی ہوگا اور بے شک دجال بالکل بند آنکھ والا ہوگا۔ اس پر ایک موٹی پھلی ہوگی۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا اور ہر لکھنے والا اور جاہل مؤمن اسے پڑھیگا۔

تشریح:

''رای العین'' یعنی بادی النظر اور ظاہر دیکھنے میں ''تاجج'' یعنی بھڑکتی ہوئی آگ نظر آئے گی۔ ''فاما'' یہ اصل فَإِنْ ما ہے۔
''ولیغمض'' یعنی آنکھیں بند کر کے سر جھکائے اور وہی آگ پی لے وہ ٹھنڈا پانی ہے۔
''ثم لیطاطئی'' یعنی سر جھکالے اور آگ پی لے ''ظفرۃ غلیظۃ'' یعنی مضبوط گوشت کا ٹکڑا جیسے ناخن کا تراشہ ہوتا ہے دجال کی بائیں آنکھ پر چڑھا ہوگا گزشتہ ایک حدیث میں ''جفال الشعر'' کا لفظ ہے ای کثیر الشعر یعنی جسم پر بال بہت زیادہ ہوں گے جیسا کوئی جنگلی جانور ہے۔

۷۳۵۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى۔ وَاللَّفْظُ لَهُ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ فِي الدَّجَّالِ: إِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا، فَنَارُهُ مَاءٌ بَارِدٌ وَمَاؤُهُ نَارٌ، فَلَا تَهْلِكُوا، قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صحابی رسول حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دجال کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی۔ پس اس کی آگ ٹھنڈا پانی ہوگا اور اس کا پانی آگ ہوگی۔ پس تم ہلاک نہ ہونا۔ حضرت ابو مسعود سے مروی ہے کہ میں نے بھی یہی سابقہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی۔

۷۳۶۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ صَفْوَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَهُ إِلَى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، فَقَالَ لَهُ عُقْبَةُ: حَدِّثْنِي مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي الدَّجَّالِ قَالَ: إِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ وَإِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا، فَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً، فَنَارٌ تُحْرِقُ، وَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا، فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ، فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يَرَاهُ نَارًا، فَإِنَّهُ مَاءٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ، فَقَالَ عُقْبَةُ: وَأَنَا قَدْ سَمِعْتُهُ تَصْدِيقًا لِحُذَيْفَةَ

حضرت ربعی بن حراش سے مروی ہے کہ عقبہ بن عمرو بن ابومسعود انصاری کے ساتھ حذیفہ بن یمان کی طرف چلا تو عقبہ رحمہ اللہ نے ان سے کہا: مجھ سے وہ حدیث روایت کریں جو آپ نے دجال کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سنی۔ کہا: بے شک دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی۔ پس لوگ جسے پانی تصور کریں گے وہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا۔ پس تم میں سے جو اسے پالے تو اسی میں کود جائے جسے آگ تصور کرے کیونکہ وہ ٹھنڈا میٹھا اور پاکیزہ پانی ہوگا تو حضرت عقبہ نے حذیفہ کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ میں نے بھی آپ ﷺ سے اسی طرح سنا ہے۔

۷۳۶۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ۔ وَاللَّفْظُ لِابْنِ حُجْرٍ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ ابْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا۔ جَرِيرٌ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، قَالَ: اجْتَمَعَ حُذَيْفَةُ وَأَبُو مَسْعُودٍ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: لَأَنَا بِمَا مَعَ الدَّجَّالِ أَعْلَمُ مِنْهُ، إِنَّ مَعَهُ نَهْرًا مِنْ مَاءٍ وَنَهْرًا مِنْ نَارٍ، فَأَمَّا الَّذِي تَرَوْنَ أَنَّهُ نَارٌ مَاءٌ، وَأَمَّا الَّذِي تَرَوْنَ أَنَّهُ مَاءٌ نَارٌ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَأَرَادَ الْمَاءَ فَلْيَشْرَبْ مِنَ الَّذِي يَرَاهُ أَنَّهُ نَارٌ، فَإِنَّهُ سَيَجِدُهُ مَاءً، قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: هَكَذَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ

حضرت ربعی بن حراش رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہ اور ابومسعود اکٹھے ہو گئے تو حذیفہ نے کہا: میں ان سے زیادہ جانتا ہوں کہ دجال کے ساتھ کیا ہوگا؟ بے شک اس کے ساتھ ایک نہر پانی کی اور ایک نہر آگ کی ہوگی۔ پس جسے تم آگ تصور کرو گے وہ پانی ہوگا اور جسے تم پانی تصور کرو گے وہ آگ ہوگی۔ پس تم میں سے جو اسے پالے اور پانی کا ارادہ کرے تو چاہیے کہ وہ اسی سے پیئے جسے آگ تصور کرے کیونکہ وہ اسے پانی ہی پائے گا۔ حضرت ابومسعود نے کہا: میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح فرماتے ہوئے سنا۔

۷۳۶۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَدِيثًا مَا حَدَّثَهُ نَبِيٌّ قَوْمَهُ إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّهُ يَجِيءُ مَعَهُ مِثْلُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَالَّتِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ، وَإِنِّي أَنْذَرْتُكُمْ بِهِ كَمَا أَنْذَرَ بِهِ نُوحٌ قَوْمَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں دجال کے بارے میں ایسی خبر نہ دوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں دی۔ بے شک وہ کانا ہوگا اور جنت اور دوزخ کی مثل لے کر آئے گا۔ پس جسے وہ جنت کہے گا وہ جہنم ہوگی اور میں تمہیں اس سے اسی طرح ڈراتا ہوں جیسا کہ نوح علیہ السلام نے اس سے اپنی قوم کو ڈرایا۔

٧٣٦٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ، قَاضِي حِمْصَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ، ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ. وَاللَّفْظُ لَهُ. حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ، فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَّعَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذَلِكَ فِينَا، فَقَالَ: مَا شَأْنُكُمْ؟ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً، فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَّعْتَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَقَالَ: غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ، إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ، فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ، وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ، فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ، عَيْنُهُ طَافِئَةٌ، كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ، فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ، إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّأْمِ وَالْعِرَاقِ، فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا، يَا عِبَادَ اللَّهِ فَاثْبُتُوا قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا لَبْثُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: أَرْبَعُونَ يَوْمًا، يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ، أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ؟ قَالَ: لَا، اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ، فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ، فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ، فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ، وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ، فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ، أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًا، وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا، وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ، ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ، فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ، فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ، فَيَقُولُ لَهَا: أَخْرِجِي كُنُوزَكِ، فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا، فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ، ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ، يَضْحَكُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ، وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ، وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ، ثُمَّ يَأْتِي

عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللَّهُ مِنْهُ، فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ إِلَى عِيسَى: إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي، لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ، فَحَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ، فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلَى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا، وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ: لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَاءٌ، وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ، حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ، فَيُرْسِلُ اللَّهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ، فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ، ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْأَرْضِ، فَلَا يَجِدُونَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللَّهِ، فَيُرْسِلُ اللَّهُ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ فتحملهم فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ، فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتَّى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ، ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ: أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ، وَرُدِّي بَرَكَتَكِ، فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ، وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا، وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ، حَتَّى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ رِيحًا طَيِّبَةً، فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ، فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ، وَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ، يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ، فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ ،

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صبح رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے (اس فتنہ کی کبھی) تحقیر کی اور کبھی بڑا کر کے بیان فرمایا۔ یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ کھجوروں کے ایک جھنڈ میں ہے۔ پس جب ہم شام کو آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ہم سے اس بارے میں معلوم کر لیا تو فرمایا: تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے صبح دجال کا ذکر کیا اور اس میں آپ ﷺ نے کبھی تحقیر کی اور کبھی اس فتنہ کو بڑا کر کے بیان کیا، یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ کھجوروں کے ایک جھنڈ میں ہے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہارے بارے میں دجال کے علاوہ دوسرے فتنوں کا زیادہ خوف کرتا ہوں۔ اگر وہ میری موجودگی میں ظاہر ہو گیا تو تمہارے بجائے میں اس کا مقابلہ کروں گا اور اگر میری غیر موجودگی میں ظاہر ہوا تو ہر شخص خود اس سے مقابلہ کرنے والا ہوگا اور اللہ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ اور نگہبان ہوگا۔ بیشک (دجال) نوجوان، گھنگریالے بالوں والا اور پھولی ہوئی آنکھ والا ہوگا۔ گویا کہ میں اسے عبد العزیٰ بن قطن کے ساتھ تشبیہ دیتا

ہوں۔ پس تم میں سے جو کوئی اسے پالے تو چاہیے کہ اس پر سورۃ کہف کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرے۔ بے شک اس کا خروج شام اور عراق کے درمیان سے ہوگا۔ پھر وہ اپنے دائیں اور بائیں جانب فساد برپا کرے گا۔ اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہنا۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ زمین میں کتنا عرصہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چالیس دن اور ایک دن سال کے برابر اور ایک دن ایک مہینہ کے برابر اور ایک دن ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی ایام تمہارے عام دنوں کے برابر ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ دن جو سال کے برابر ہوگا کیا اس میں ہمارے لیے ایک دن کی نمازیں پڑھنا کافی ہوگا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ تم ایک سال کی نمازوں کا اندازہ کر لینا۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کی زمین میں چلنے کی تیزی کیا ہوگی۔؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس بارش کی طرح جسے پیچھے سے ہوا دھکیل رہی ہو۔ پس وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں دعوت دے گا تو وہ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کی دعوت قبول کر لیں گے۔ پھر وہ آسمان کو حکم دے گا تو بارش برسائے گا اور زمین سبزہ اگائے گی اور اسے چرنے والے جانور شام کے وقت آئیں گے تو ان کے کوہان پہلے سے لمبے، تھن بڑے اور کوکھیں تنی ہوئی ہوں گی۔ پھر وہ ایک اور قوم کے پاس جائے گا اور انہیں دعوت دے گا۔ وہ اس کے قول کو رد کر دیں گے تو وہ ان سے واپس لوٹ آئے گا پس وہ قحط زدہ ہو جائیں گے کہ ان کے پاس ان کے مالوں میں سے کچھ بھی نہ رہے گا۔ پھر وہ ایک بنجر اور ویران زمین کے پاس سے گزرے گا اور اسے کہے گا کہ اپنے خزانے کو نکال دے تو زمین کے خزانے اس کے پاس ایسے آئیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنے سرداروں کے پاس آتی ہیں۔ پھر وہ ایک کڑیل اور کامل الشباب آدمی کو بلائے گا اور اسے تلوار مار کر اس کے دو ٹکڑے کر دے گا اور دونوں ٹکڑوں کو علیحدہ علیحدہ کر کے ایک تیر کی مسافت پر رکھ دے گا۔ پھر وہ اس (مردہ) کو آواز دے گا تو وہ زندہ ہو کر چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ ہنستا ہوا آئے گا۔ دجال کے اسی افعال کے دوران اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا، وہ دمشق کے مشرق میں سفید، منارے کے پاس زرد رنگ کے حلے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے جب وہ اپنے سر کو جھکائیں گے تو اس سے قطرے گریں گے اور جب اپنے سر کو اٹھائیں گے تو اس سے سفید موتیوں کی طرح قطرے ٹپکیں گے اور جو کافر بھی ان کی خوشبو سونگھے گا وہ مرے بغیر رہ نہ سکے گا اور ان کی خوشبو وہاں تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر جائے گی، پس حضرت مسیح علیہ السلام (دجال) کو طلب کریں گے۔ پھر عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے پاس وہ قوم آئے گی جسے اللہ نے دجال سے محفوظ رکھا تھا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام ان کے چہروں کو صاف کریں گے اور انہی جنت میں ملنے والے ان کے درجات بتائیں گے۔ پس اسی دوران حضرت عیسیٰ پر اللہ رب العزت وحی نازل فرمائیں گے کہ تحقیق! میں نے اپنے ایسے بندوں کو نکالا ہے کہ کسی کو ان کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں۔ پس آپ میرے بندوں کو حفاظت کے لیے کوہ طور کی طرف لے جائیں اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر

اونچائی سے نکل پڑیں گے۔ان کی اگلی جماعتیں بحیرہ طبری پر سے گزرے گی اوراس کا سارا پانی پی جائے گی اوران کی آخری جماعتیں گزریں گی تو کہیں گی کہ اس جگہ کسی وقت پانی موجود تھا اور اللہ کے نبی عیسیٰ اوران کے ساتھ محصور ہوجائیں گے، یہاں تک کہ ان میں کسی ایک کے لیے بیل کی سری بھی تم میں سے کسی ایک کے لیے آج کل کے سو دینار سے افضل وبہتر ہوگی۔ پھر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اوران کے ساتھی اللہ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کرے گا۔وہ ایک جان کی موت کی طرح سب کے سب یک لخت مرجائیں گے۔ پھر اللہ کے نبی عیسیٰ اوران کے ساتھی زمین کی طرف اتریں گے تو زمین میں ایک بالشت کی جگہ بھی یاجوج ماجوج کی علامات اور بدبو سے انہیں خالی نہ ملے گی۔ پھر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اوران کے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی گردنوں کے برابر پرندے بھیجیں گے جو انہیں اٹھا کر لے جائیں گے اور جہاں اللہ چاہے وہ انہیں پھینک دیں گے پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا جس سے ہر مکان خواہ وہ مٹی کا ہو یا بالوں کا آئینہ کی طرح صاف ہوجائے گا اور زمین مثل باغ یا حوض کے دھل جائے گی۔ پھر زمین سے کہا جائے گا: اپنے پھل کو اگا دے اور اپنی برکت کو لوٹا دے پس ان دنوں ایسی برکت ہوگی کہ ایک انار کو ایک پوری جماعت کھائے گی اوراس کے چھلکے میں سایہ حاصل کرے گی اور دودھ میں اتنی برکت دے دی جائے گی کہ ایک دودھ دینے والی گائے قبیلہ کے لوگوں کے لیے کافی ہوجائے گی اور ایک دودھ دینے والی اونٹنی ایک بڑی جماعت کے لیے کافی ہوگی اور ایک دودھ دینے والی بکری پورے گھرانے کے لیے کفایت کرجائے گی۔اسی دوران اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے تک پہنچ جائے گی۔ پھر ہر مسلمان اور ہر مومن کی روح قبض کرلی جائے گی اور برے لوگ ہی باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح کھلے بندوں جماع کریں گے۔ پس انہی پر قیامت قائم ہوگی۔

تشریح:

''ذات غداة ''یعنی ایک دن صبح کے وقت آنحضرت نے دجال کا تذکرہ فرمایا''خفض ورفع ''یعنی کبھی دجال کے قصہ کو نیچے لے گئے گویا وہ بہت ذلیل ہے اور کبھی اوپر لے گئے گویا بہت بڑا فتنہ ہے ان دونوں لفظوں سے دجال کے بہت جلد آنے میں مبالغہ مقصود تھا بعض شارحین نے لکھا ہے کہ آنحضرت کبھی آواز کو آہستہ کرتے تھے کبھی آواز کو بلند فرماتے تھے یہ مطلب بہت اچھا ہے۔''طائفة النخل ''کھجور کے جھنڈ کو کہا گیا ہے''اخوفنی ''یہاں نون لام کے معنی میں ہے چنانچہ دیگر روایات میں لام مذکور ہے ای اخوف لی۔یعنی دجال کے علاوہ دیگر فتنے میرے نزدیک زیادہ خوفناک ہیں۔

''وانا فيكم ''یعنی اگر میری موجودگی میں دجال خروج کرے گا تو میں مقابلہ کروں گا''حجيج نفسه ''یعنی اگر میں موجود نہ

ہوا تو ہر آدمی اپنے ایمان کی طرف سے خود دفاع کرے۔ مودودی صاحب کہتے ہیں کہ حضور اکرم کو خود دجال کے بارے میں شک تھا اور کانے دجال کے واقعات افسانے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مودودی صاحب نے غلط کہا ہے حضور اکرم نے دجال کے مختلف احوال بیان فرمائے ہیں یہ شک نہیں تھا۔ بلکہ مختلف احوال کی مختلف تعبیرات ہیں۔

صحیح احادیث اور اجماع امت سے خروج دجال ثابت ہے، حضور اکرم نے تاکید کے ساتھ امت کی رہنمائی فرمائی ہے لہٰذا دجال کا انکار کوئی دجال ہی کرے گا۔ ''قطط'' یعنی دجال کے بال گھنگریالے ہوں گے۔ ''عنبة طافيه'' یعنی ایک آنکھ ابھری ہوئی ہوگی۔ ''خلة'' راستہ کو خلہ کہا گیا ہے، دجال شام اور عراق کے درمیان کسی جزیرہ میں بند ہے جس کو جزیرہ برمودا کہا جاسکتا ہے وہاں نکل کر اس راستہ میں نمودار ہوگا۔ ''فعاث'' یعنی فساد برپا کر کے دائیں بائیں چکر کاٹے گا۔

''سارحتهم'' یعنی حیوانات جو چرنے والے ہوں۔ ''ذرى'' یہ جمع ہے اس کا مفرد ذروۃ ہے کوہان کے بلند حصہ کو کہتے ہیں۔

''اسبغه'' کامل ؤمکمل کے معنی میں ہے۔ ''ضروعا'' یہ ضرع کی جمع ہے تھن کو کہتے ہیں کثرت لبن کی طرف اشارہ ہے۔

''خواصر'' خاصرة کی جمع ہے، کوکھ کو کہتے ہیں یعنی کثرت اکل کی وجہ سے لمبی چوڑی کوکھیں ہوں گی۔

''ممحلين'' ای داخلين فی المحل وهو القحط یعنی یہ قوم خشک سالی میں مبتلا ہو جائے گی گویا دجال ان پر اقتصادی پابندی لگادے گا۔ ''يعاسيب'' یعسوب کی جمع ہے شہد کی مکھیوں کے بادشاہ کو یعسوب کہتے ہیں۔ ''جزلتين'' جزلة کا تثنیہ ہے دو ٹکڑے مراد ہیں۔

''رمية الغرض'' یعنی یہ آدمی دو ٹکڑے ہو جائے گا اور اس کے جسم کے دونوں ٹکڑے اتنے دور جا گریں گے جتنا تیر کا ہدف دور ہوتا ہے اس میں دونوں ٹکڑوں کا فاصلہ بتایا گیا ہے شاید یہ شخص حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔

''مهزودتين'' یہ لفظ دال اور ذال دونوں طرح پڑھا گیا ہے دال کے ساتھ زیادہ مشہور ہے یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام ورس اور زعفران میں رنگے ہوئے دو کپڑوں میں جن کا رنگ زرد اور زعفرانی ہوگا ملبوس ہوں گے۔

''طأطأ'' یعنی جب سر جھکائیں گے تو چہرہ سے قطروں کی صورت میں پسینہ ٹپکے گا اور جب سر اٹھائیں گے تو چاندی کے دانوں کی طرح پسینہ بہہ کر گرے گا جو موتیوں کی طرح ہوگا۔ ''بباب لد'' حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نگاہ جہاں پڑے گی وہاں تک آپ کا سانس پہنچے گا اور جہاں تک سانس جائے گا کافر خود بخود اس سے مریں گے مگر اللہ تعالیٰ دجال کو ذلیل کرے گا تو حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ہاتھوں سے ذلیل ہو کر برچھی کے وار سے مردار ہوگا، دجال بھاگنے کی پوری کوشش کرے گا مگر باب لد مقام پر حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آجائے گا۔آج کل جہاں اسرائیل واقع ہے وہ علاقہ فلسطین کا ہے، اسرائیل میں تل ابیب ایک مقام ہے جو اسرائیلی حکومت کا صدر مقام ہے تل ابیب کے قریب باب لد ایک جگہ ہے جہاں اسرائیل نے مضبوط ائیر پورٹ بنا رکھا ہے، عوام کے استعمال کے لیے یہ ائیر پورٹ نہیں ہے۔ بلکہ صرف دجال کو محفوظ جگہ پہنچانے کے لیے بنایا گیا ہے اس ائیر پورٹ پر ایک جہاز کھڑا ہے جو صرف دجال کی سواری کے لیے رکھا گیا ہے۔ آج بھی موجود ہے۔

اس حدیث میں پیشگوئی ہے کہ باب لد پر دجال مارا جائے گا اسی وجہ سے اسرائیلی حکومت نے باب لد میں دجال کے لیے بچاؤ کا سامان بنایا ہے تاکہ اپنے خدا کو اس مشکل سے نکال دے مگر ایسا نہیں ہوگا بلکہ دجال باب لد ہی میں قتل ہوگا اور پھر یہودیوں پر ہولو کاسٹ کا دور آئے گا۔''لا یدان ''یعنی ان کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا ہے کیونکہ کثیر بھی ہوں گے اور شریر بھی ہوں گے۔

''بحیرہ'' شام میں ایک نہر بلکہ دریا کا نام ہے۔''طبریۃ'' شام میں ایک جگہ کا نام ہے جہاں یہ پانی جمع ہے دس میل کی مسافت تک اس چھوٹے سمندر کی لمبائی ہے یاجوج ماجوج اس کو پی کر خشک کردیں گے پھر کہیں گے سنا ہے یہاں کبھی پانی ہوتا تھا ''نشاب'' تیر کو نشاب کہتے ہیں۔''مخضوبۃ دما ''یعنی خون آلودہ اور خون سے رنگین ہوکر واپس آئیں گے۔یاجوج ماجوج خوش ہوجائیں گے۔

''راس الثور ''یعنی بیل کا سر اور اس کی کلی سو دینار سے زیادہ بہتر ہوگا یہ معیشت کی تنگی کی وجہ سے ہوگا۔''نغف ''یہ ایک پھوڑے کا نام ہے جو عام طور پر اونٹوں کی ناکوں میں نکل آتا ہے یہ پھوڑا یاجوج ماجوج کی گردنوں میں نکل آئے گا اور اس میں کیڑے پڑجائیں گے۔ ''فرسی'' فریسۃ کی جمع ہے۔شیر کے شکار کو کہتے ہیں یہاں مقتولین مراد ہیں۔

''زھمھم''اس سے دسومت اور چربی مراد ہے۔ونتنھم'' گندگی اور بدبو کو نتن کہا گیا ہے۔''تطرح'' پھینکنے کے معنی میں ہے۔''بالنھبل ''ایک جگہ کا نام ہے۔

''جعابھم ''یہ جعب کی جمع ہے یہ تیروں کے رکھنے کی جگہ ترکش کو کہتے ہیں۔'' سبع سنین ''سات سال تک مال غنیمت میں حاصل شدہ اسلحہ کی لکڑیاں جلانے کے کام آئیں گی اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ ایک دور ایسا بھی آسکتا ہے جس میں جدید ٹیکنالوجی ختم ہوجائے گی اور جنگوں کا نقشہ ایک بار پھر جدید سے قدیم دور کی طرف لوٹ جائے گا۔''لا یکن ''یہ ''کن'' سے ہے جنگل میں بنے ہوئے غاروں پر بولا جاتا ہے اکنان اس کی جمع ہے یعنی کوئی جگہ محفوظ نہیں رہے گی بلکہ ہر جگہ پر بارش بہہ پڑے گی۔''الزلفۃ ''یعنی شیشہ کی طرح زمین چمک جائے گی۔''قحف ''انار کے چھلکے کو قحف کہا گیا ہے۔

''رسل'' دودھ کو کہتے ہیں۔ ''الفئام'' لوگوں کی بڑی جماعت کوفئام کہتے ہیں۔ ''یتھارجون'' یعنی بے دین لوگ گدھوں کی طرح اختلاط کر کے زنا کریں گے، فساد برپا کریں گے اور جھگڑے کریں گے یاجوج ماجوج کی تفصیل پہلے لکھی گئی ہے۔

٧٣٦٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، وَالْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: ابْنُ حُجْرٍ: دَخَلَ حَدِيثُ أَحَدِهِمَا فِي حَدِيثِ الْآخَرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، نَحْوَ مَا ذَكَرْنَا، وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ: لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَاءٌ۔ ثُمَّ يَسِيرُونَ حَتَّى يَنْتَهُوا إِلَى جَبَلِ الْخَمَرِ، وَهُوَ جَبَلُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَيَقُولُونَ: لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْأَرْضِ هَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِي السَّمَاءِ، فَيَرْمُونَ بِنُشَّابِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ، فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ نُشَّابَهُمْ مَخْضُوبَةً دَمًا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ حُجْرٍ: فَإِنِّي قَدْ أَنْزَلْتُ عِبَادًا لِي، لَا يَدَيْ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی سابقہ حدیث اسی سند سے مروی ہے، اس روایت میں اس جملہ کے بعد کہ: اس جگہ کسی موقعہ پر پانی تھا۔ یہ اضافہ ہے کہ پھر وہ خمر کے پہاڑ کے پاس پہنچیں گے اور وہ بیت المقدس کا پہاڑ ہے تو وہ کہیں گے: تحقیق! ہم نے سب زمین والوں کو قتل کر دیا۔ آؤ ہم آسمان والوں کو بھی قتل کریں۔ پھر وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ان پر ان کے تیروں کو خون آلود کر کے لوٹائے گا اور ابن حجر رحمہ اللہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ میں نے اپنے ایسے بندوں کو نازل کیا ہے، جن کے قتل کرنے پر کسی کو قدرت حاصل نہیں ہے۔

بَابُ صِفَةِ الدَّجَّالِ، وَتَحْرِيمِ الْمَدِينَةِ عَلَيْهِ

دجال کی مزید تفصیل نیز مدینہ میں ان کا داخلہ حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

حضرت خضر علیہ السلام دجال کا مقابلہ کررہے ہیں

٧٣٦٥۔ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَالْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ۔ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ، وَالسِّيَاقُ لِعَبْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا۔ يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ۔ حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَدِيثًا طَوِيلًا عَنِ الدَّجَّالِ، فَكَانَ فِيمَا حَدَّثَنَا، قَالَ: يَأْتِي، وَهُوَ

مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِينَةِ، فَيَنْتَهِي إِلَى بَعْضِ السِّبَاخِ الَّتِي تَلِي الْمَدِينَةَ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ۔ أَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ۔ فَيَقُولُ لَهُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ، فَيَقُولُ الدَّجَّالُ: أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هٰذَا، ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ، أَتَشُكُّونَ فِي الْأَمْرِ؟ فَيَقُولُونَ: لَا، قَالَ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ، فَيَقُولُ حِينَ يُحْيِيهِ: وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ فِيكَ قَطُّ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْآنَ۔ قَالَ: فَيُرِيدُ الدَّجَّالُ۔ أَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ ، قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: يُقَالُ إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ هُوَ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ،

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہم سے دجال کے متعلق ایک لمبی حدیث بیان کی۔ اسی حدیث کے درمیان ہمیں آپ ﷺ نے بتایا کہ وہ آئے گا لیکن مدینہ کی گھاٹیوں میں داخل ہونا، اس پر حرام ہوگا۔ وہ مدینہ کے قریب بعض بنجر زمینوں تک پہنچے گا۔ پس ایک دن اس کی طرف ایک ایسا آدمی نکلے گا جو لوگوں میں سب سے افضل یا افضل لوگوں میں سے ہوگا۔ وہ بزرگ اس سے کہے گا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی دجال ہے جس کے بارے میں ہم کو رسول اللہ ﷺ نے حدیث بیان کی تھی۔ تو دجال کہے گا: اگر میں اس آدمی کو قتل کر دوں اور پھر اسے زندہ کر دوں تو تمہاری کیا رائے ہے؟ پھر بھی تم میرے معاملہ میں شک کرو گے؟ وہ کہیں گے: نہیں! تو وہ اسے قتل کریگا پھر اسے زندہ کرے گا تو وہ آدمی کہے گا: جب اسے زندہ کیا جائے گا: اللہ کی قسم! مجھے تیرے بارے میں اب جتنی بصیرت ہے اتنی پہلے نہ تھی۔ پھر دجال اسے دوبارہ قتل کرنے کا ارادہ کرے گا لیکن اس پر قادر نہ ہوگا۔ حضرت ابو اسحق نے کہا: کہا جاتا ہے کہ وہ آدمی حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔

تشریح:

''انقاب المدینۃ'' یہ نقب کی جمع ہے کھلے راستے کو کہتے ہیں۔

''السباخ'' مدینہ منورہ کے پاس حدود حرم سے باہر احد پہاڑ کے پیچھے ایک شورہ کھاری زمین کا نام سباخ ہے دجال آ کر ادھر ہی ٹھہر جائے گا مدینہ منورہ میں تین بار زلزلہ آئے گا جو منافق لوگ ہوں گے وہ بھاگ کر مدینہ سے باہر ہو جائیں گے اور دجال سے مل جائیں گے اسی مقام پر ایک مؤمن کا دجال کے ساتھ مناظرہ ہوگا علماء کہتے ہیں یہ حضرت خضر ہوں گے پھر فرشتے دجال کو شام کی طرف بھگا دیں گے۔ آج کل مدینہ ائیر پورٹ اسی علاقہ میں بنا ہوا ہے اگر دجال کی سواری جہاز ہوگا تو اس جگہ کا نام حدیث میں آنا معنی خیز ہے بعض روایات میں دجال کے لیے ینزل اترنے کا لفظ استعمال ہوا ہے یہ جہاز ہونے کی طرف اشارہ ہے اگلی روایت میں حضرت خضر کا دجال کے ساتھ مزید مقابلہ اور مکالمہ منقول ہے۔

''قال ابو اسحاق ''امام مسلم کے مایہ ناز شاگرد اور صحیح مسلم کے ناقل ابراہیم بن سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دجال سے مقابلہ کرنے والا یہ شخص حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے علامہ نووی فرماتے ہیں'' وھذا تصریح منہ بحیاۃ الخضر وھو الصحیح وقد سبق فی بابہ من کتاب المناقب ''(نووی)

منۃ المنعم کے مؤلف فرماتے ہیں کہ ابواسحاق نے جو یہ کہا ہے کہ یہ خضر علیہ السلام ہوگا یہ اس نے اندھے کی لاٹھی ماری ہے یہ رجماً بالغیب ہے ہوسکتا ہے کہ یہ بنو تمیم کا کوئی آدمی ہوگا، میں کہتا ہوں یہ غیر مقلدین حضرات کا جمود ہے یہ حضرات بس صرف اپنی ہی ہانکتے ہیں یہاں صحیح مسلم کے نسخہ میں تصریح ہے پھر امام نووی کی توثیق اور تائید ہے یہ تو رجماً بالغیب ہے اور جو بات اپنی طرف سے کسی تائید کے بغیر کہہ دی اور خضر کی حیات کا انکار کیا وہ رجماً بالعین ہے سبحان اللہ کیا جمود ہے اور کیا جانب داری ہے؟

۷۳۶۶ـ وحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

اس سند کے ساتھ بھی یہ حدیث مبارکہ سابقہ حدیث ہی کی طرح مروی ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام کا دجال کے ساتھ مزید مقابلہ

۷۳۶۷ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُهْزَاذَ، مِنْ أَهْلِ مَرْوَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، فَتَلْقَاهُ الْمَسَالِحُ۔ مَسَالِحُ الدَّجَّالِ۔ فَيَقُولُونَ لَهُ: أَيْنَ تَعْمِدُ؟ فَيَقُولُ: أَعْمِدُ إِلَى هَذَا الَّذِي خَرَجَ، قَالَ: فَيَقُولُونَ لَهُ: أَوَ مَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا؟ فَيَقُولُ: مَا بِرَبِّنَا خَفَاءٌ، فَيَقُولُونَ: اقْتُلُوهُ، فَيَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكُمْ رَبُّكُمْ أَنْ تَقْتُلُوا أَحَدًا دُونَهُ، قَالَ: فَيَنْطَلِقُونَ بِهِ إِلَى الدَّجَّالِ، فَإِذَا رَآهُ الْمُؤْمِنُ، قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَذَا الدَّجَّالُ الَّذِي ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَيَأْمُرُ الدَّجَّالُ بِهِ فَيُشَبَّحُ، فَيَقُولُ: خُذُوهُ وَشُجُّوهُ، فَيُوسَعُ ظَهْرُهُ وَبَطْنُهُ ضَرْبًا، قَالَ: فَيَقُولُ: أَوَ مَا تُؤْمِنُ بِي؟ قَالَ: فَيَقُولُ: أَنْتَ الْمَسِيحُ الْكَذَّابُ، قَالَ: فَيُؤْمَرُ بِهِ فَيُؤْشَرُ بِالْمِئْشَارِ مِنْ مَفْرِقِهِ حَتَّى يُفَرَّقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ، قَالَ: ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَّالُ بَيْنَ الْقِطْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: قُمْ، فَيَسْتَوِي قَائِمًا، قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: أَتُؤْمِنُ بِي؟ فَيَقُولُ: مَا ازْدَدْتُ فِيكَ إِلَّا بَصِيرَةً، قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا

النَّاسُ إِنَّهُ لَا يَفْعَلُ بَعْدِي بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: فَيَأْخُذُهُ الدَّجَّالُ لِيَذْبَحَهُ، فَيُجْعَلَ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهِ إِلَى تَرْقُوَتِهِ نُحَاسًا، فَلَا يَسْتَطِيعُ إِلَيْهِ سَبِيلًا، قَالَ: فَيَأْخُذُ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَيَقْذِفُ بِهِ، فَيَحْسِبُ النَّاسُ أَنَّمَا قَذَفَهُ إِلَى النَّارِ، وَإِنَّمَا أُلْقِيَ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا أَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال نکلے گا تو مؤمنین میں سے ایک آدمی اس کی طرف متوجہ ہوگا۔ تو اسے دجال کے پہرے دار ملیں گے وہ اس سے کہیں گے: کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ کہے گا میں اس کی طرف کا ارادہ رکھتا ہوں جس کا خروج ہوا ہے۔ وہ اس سے کہیں گے: تو ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتے ہو؟ تو وہ مؤمن کہے گا ہمارے رب میں تو کوئی پوشیدگی نہیں ہے۔ تو وہ کہیں گے اسے قتل کردو۔ پھر وہ ایک دوسرے سے کہیں گے: کیا تم کو تمہارے رب نے منع نہیں کیا کہ تم اس کی اجازت کے علاوہ کسی کو قتل نہ کرنا۔ پس وہ اس (مؤمن) کو دجال کی طرف لے جائیں گے۔ جب مؤمن اسے دیکھے گا تو کہے گا: اے لوگو! یہ وہ دجال ہے جس کا رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا۔ پھر دجال اس کے سر پھاڑنے کا حکم دے گا تو کہے گا: اسے پکڑلو اور اس کا سر پھاڑ ڈالو۔ پھر اس کی کمر اور پیٹ پر سخت ضرب لگوائے گا۔ پھر دجال اس سے کہے گا: کیا تو مجھ پر ایمان نہیں لاتا؟ تو وہ کہے گا: تو مسیح الکذاب ہے پھر دجال اسے آرے کے ساتھ چیرنے کا حکم دے گا اور اس کی مانگ سے شروع کر کے اس کے دونوں پاؤں تک کو آرے سے چیر کر جدا کر دیا جائے گا۔ پھر دجال اس کے جسم کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا۔ پھر اسے کہے گا: کھڑا ہو جا تو وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔ پھر اس سے کہے گا: کیا تو مجھ پر ایمان نہیں لاتا؟ تو وہ (مؤمن) کہے گا: مجھے تیرے بارے میں پہلے سے زیادہ بصیرت عطا ہوگئی ہے۔ پھر وہ کہے گا: اے لوگو! یہ (دجال) میرے بعد کسی بھی اور آدمی سے ایسا نہ کر سکے گا۔ پھر دجال اسے ذبح کرنے کے لیے پکڑے گا (لیکن) اس کی گردن اور ہنسلی کے درمیانی جگہ تانبے کی ہو جائے گی اور اسے ذبح کرنے کا کوئی راستہ نہ ملے گا۔ پھر وہ اس کے ہاتھ پاؤں پکڑ کر پھینک دے گا تو وہ لوگ گمان کریں گے کہ اس نے اسے آگ کی طرف پھینکا ہے حالانکہ اسے جنت میں ڈال دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ آدمی رب العالمین کے ہاں سب سے بڑی شہادت کا حامل ہوگا۔

تشریح:

''المسالح'' یہ جمع ہے اس کا مفرد مسلحۃ ہے محافظ اور گارڈ چوکیدار کو کہتے ہیں۔ ''تعمد'' یعنی تم کہاں جا رہے ہو؟ رہی یہ بات کہ یہ شخص کون ہوگا تو اس میں اختلاف ہے عام شارحین کہتے ہیں کہ یہ حضرت خضر ہوں گے اس سے معلوم ہوا کہ وہ اب تک زندہ

ہیں عام امت کا یہی خیال ہے۔ ''فیشبح'' منہ کے بل گرا کر لٹانے کو تشبیح کہتے ہیں چت لٹانے کو بھی کہتے ہیں۔
''شجوہ'' یعنی اس کے سر کو خوب زخمی کر دو یہ لفظ شَبِّعُوْہ بھی نقل کیا گیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اس شخص کو منہ کے بل گرا دو یا اس کو چت لٹا دو۔ ''فیوسع ظہرہ'' یعنی مار مار کر اس کی پیٹھ کو چپلی کباب بنا دیں گے۔ ''فیوشر بمیشار'' یعنی آرہ کے ذریعہ سے سر سے لیکر پاؤں تک اس شخص کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں گے۔ ''ترقوتہ'' ہنسلی کی ہڈی کو ترقوت کہتے ہیں۔
''نحاسا'' نحاس تانبے کو کہتے ہیں۔ ''لا یفعل'' یعنی دجال کو بطور استدراج جو ڈھیل دی گئی تھی اب وہ ختم ہو گئی اب وہ کسی کو کرشمہ کے ساتھ قتل یا زندہ نہیں کر سکے گا۔

بَابُ الدَّجَالِ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

اللہ تعالیٰ کے ہاں دجال سب سے زیادہ ذلیل ہے

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۷۳۶۸۔ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ الرُّؤَاسِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُ، قَالَ: وَمَا يُنْصِبُكَ مِنْهُ؟ إِنَّهُ لَا يَضُرُّكَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ: إِنَّ مَعَهُ الطَّعَامَ وَالْأَنْهَارَ، قَالَ: هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذَلِكَ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مجھ سے زیادہ کسی نے بھی دجال کے متعلق سوال نہیں کیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس بارے میں کیوں زیادہ فکر مند ہو؟ وہ تم کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ کھانا اور نہریں ہوں گی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ حقیر ہوگا۔

۷۳۶۹۔ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ، قَالَ: وَمَا سُؤَالُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَقُولُونَ: مَعَهُ جِبَالٌ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ، وَنَهَرٌ مِنْ مَاءٍ، قَالَ: هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذَلِكَ،

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے بھی نبی کریم ﷺ سے دجال کے متعلق مجھ سے زیادہ

نہیں پوچھا۔ راوی حدیث نے کہا: تم نے کیا پوچھا تھا؟ میں نے کہا: (اے اللہ کے رسول) لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹی اور گوشت کے پہاڑ ہوں گے اور پانی کی نہر ہوگی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ حقیر ہوگا۔

٧٣٧٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حُمَيْدٍ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ يَزِيدَ فَقَالَ لِي: أَيْ بُنَيَّ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث سابقہ حدیث ہی کی طرح مروی ہے۔ البتہ یزید کی سند میں یہ اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے میرے بیٹے۔

تشریح:

"هو اهون" یعنی دجال اس سے زیادہ ذلیل وحقیر ہے کہ اس کے ذریعہ سے کوئی پکا مسلمان گمراہ ہو جائے اس لیے ایمان کو مضبوط رکھنا چاہیے دجال سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے وہ فریب کار اور دھوکہ باز ہے شعبدہ باز اور جادوگری سے لوگوں کو ڈراتا ہے حقیقی طور پر اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

بَابٌ فِي خُرُوجِ الدَّجَّالِ وَمُكْثِهِ فِي الْأَرْضِ، وَنُزُولِ عِيسَى وَقَتْلِهِ إِيَّاهُ،

دجال کا زمین پر قیام اور حضرت عیسیٰ کا دجال کے قتل کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

٧٣٧١۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ يَعْقُوبَ بْنَ عَاصِمِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، وَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: مَا هَذَا الْحَدِيثُ الَّذِي تُحَدِّثُ بِهِ؟ تَقُولُ: إِنَّ السَّاعَةَ تَقُومُ إِلَى كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ أَوْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهُمَا۔ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أُحَدِّثَ أَحَدًا شَيْئًا أَبَدًا، إِنَّمَا قُلْتُ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدَ قَلِيلٍ أَمْرًا عَظِيمًا، يُحَرَّقُ الْبَيْتُ، وَيَكُونُ وَيَكُونُ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ۔ لَا أَدْرِي: أَرْبَعِينَ يَوْمًا، أَوْ أَرْبَعِينَ

شَهْرًا، أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًا فَيَبْعَثُ اللَّهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ، فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ، ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ، لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ رِيحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّأْمِ، فَلَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ إِيمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ، حَتَّى لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ، حَتَّى تَقْبِضَهُ قَالَ: سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ فِي خِفَّةِ الطَّيْرِ وَأَحْلَامِ السِّبَاعِ، لَا يَعْرِفُونَ مَعْرُوفًا وَلَا يُنْكِرُونَ مُنْكَرًا، فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ، فَيَقُولُ: أَلَا تَسْتَجِيبُونَ؟ فَيَقُولُونَ: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ فَيَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْأَوْثَانِ، وَهُمْ فِي ذَلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ، حَسَنٌ عَيْشُهُمْ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ، فَلَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا أَصْغَى لِيتًا وَرَفَعَ لِيتًا، قَالَ: وَأَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوطُ حَوْضَ إِبِلِهِ، قَالَ: فَيَصْعَقُ، وَيَصْعَقُ النَّاسُ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ- أَوْ قَالَ يُنْزِلُ اللَّهُ- مَطَرًا كَأَنَّهُ الطَّلُّ أَوِ الظِّلُّ- نُعْمَانُ الشَّاكُّ- فَتَنْبُتُ مِنْهُ أَجْسَادُ النَّاسِ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرَى، فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ، ثُمَّ يُقَالُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ، وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ، قَالَ: ثُمَّ يُقَالُ: أَخْرِجُوا بَعْثَ النَّارِ، فَيُقَالُ: مِنْ كَمْ؟ فَيُقَالُ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ، قَالَ فَذَاكَ يَوْمَ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا، وَذَلِكَ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ

حضرت یعقوب بن عاصم بن عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے سنا اوران کے پاس ایک آدمی نے آ کر عرض کیا: یہ حدیث کیسی ہے جسے آپ روایت کرتے ہیں کہ قیامت فلاں فلاں وقت تک اس طرح قائم ہوگی۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ یا اسی طرح کا کوئی اور کلمہ کہا کہ میں نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ میں کسی سے بھی کبھی کوئی حدیث روایت نہ کروں گا۔ میں نے تو یہ کہا تھا: عن قریب تھوڑی ہی مدت کے بعد ایک بہت بڑا حادثہ دیکھو گے۔ جو گھر کو جلا دے گا اور جو ہونا ہے وہ ضرور ہوگا۔ پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال میری امت میں خروج کرے گا اوران (میری امت) میں چالیس دن ٹھہرے گا اور میں نہیں جانتا کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا۔ گویا کہ وہ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں (یعنی ان کے مشابہ ہوں گے) تو وہ تلاش کر کے دجال کو قتل کر دیں گے۔ پھر لوگ سات سال اس طرح گزاریں گے کہ کسی بھی دو اشخاص کے درمیان کوئی عداوت نہ ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا جس سے زمین پر کوئی ایسا آدمی باقی نہیں رہے گا کہ اس کی روح قبض کر لی جائے گی کہ جس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی بھلائی یا ایمان ہوگا یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی پہاڑ کے اندر داخل ہوگیا تو وہ اس

میں اس تک پہنچ کر اسے قبض کر کے ہی چھوڑے گی۔ اسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ پھر برے لوگ ہی باقی رہ جائیں گے جو چڑیوں کی طرح جلد باز اور بے عقل درندہ صفت ہوں گے وہ کسی نیکی کو نہ پہچانیں گے اور نہ برائی کو برائی تصور کریں گے ان کے پاس شیطان کسی بھیس میں آئے گا تو وہ کہے گا: کیا تم میری بات نہیں مانتے؟ تو وہ کہیں گے کہ تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے۔ تو شیطان انہیں بتوں کی پوجا کرنے کا حکم دے گا اور وہ اسی بت پرستی میں ڈوبے ہوئے ہوں گے مگر ان کا رزق بھرپور ہوگا اور ان کی زندگی عیش وعشرت کی ہوگی۔ پھر صور پھونکا جائے گا جو بھی اس کی آواز سنے گا وہ اپنی گردن کو ایک مرتبہ ایک طرف جھکائے گا اور دوسری طرف سے اٹھالے گا اور جو شخص سب سے پہلے صور کی آواز سنے گا وہ اپنے اونٹوں کا حوض درست کر رہا ہوگا۔ وہ بے ہوش ہو جائے گا اور دوسرے لوگ بھی بے ہوش ہو جائیں گے پھر اللہ بھیجے گا یا فرمایا اللہ شبنم کی طرح بارش نازل کرے گا جس سے لوگوں کے جسم اُگ پڑیں گے پھر صور میں دوسری دفعہ پھونکا جائے گا تو لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور دیکھتے ہوں گے۔ پھر کہا جائے گا: اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ ہاں ان کو کھڑا کرو۔ ان سے سوال کیا جائے گا پھر کہا جائے گا: دوزخ کے لیے ایک جماعت نکالو۔ تو کہا جائے گا: کتنے لوگوں کی جماعت؟ کہا جائے گا ہر ہزار سے نوسوننانوے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ دن ہے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور اس دن پنڈلی کھول دی جائے گی۔

تشریح:

"ان لا احدث " حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کے کلام کو سامعین نے صحیح طور پر نہیں سمجھا اور اس کا دوسرا مطلب بیان کیا جس پر حضرت عبداللہ بن عمرو ناراض ہو گئے اور فرمایا کہ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ تمہارے سامنے حدیث بیان نہ کروں میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ فلاں فلاں وقت تک قیامت آئے گی بلکہ میں نے کہا تھا کہ کچھ مدت کے بعد ایک بڑا حادثہ واقع ہوگا۔

"یحرق البیت " یعنی بیت اللہ میں آگ لگائی جائے گی یہ واقعہ حجاج بن یوسف کے وقت پیش آیا حجاج بن یوسف نے منجنیق کے ذریعہ سے بیت اللہ کے پردے جلا ڈالے۔

"یمکث اربعین "اس سے پہلے حدیث میں چالیس دن کی تصریح ہے وہی راجح ہے یہاں چالیس سال یا چالیس ماہ کی بجائے وہ روایت واضح ہے۔ "فیبعث الله عیسی بن مریم " یعنی اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو دجال کے مارنے کے لیے نازل کرے گا

حضرت عیسیٰ کے نزول کا بیان

قال اللہ تعالیٰ ﴿وانه لعلم للساعة﴾ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی علامت ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے یہود ان کی جان کے دشمن ہو گئے تھے۔ حضرت جبریل ہمیشہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کے ساتھ رہتے تھے، ایک موقع پر یہود نے ان کو قتل کرنا چاہا وہ ایک مکان میں چھپ گئے عیسائیوں نے ان کا دفاع نہیں کیا بلکہ کچھ عیسائیوں نے تیس روپے کے عوض ان کی جاسوسی کی اور یہود کو ان کے مکان کا پتہ بتادیا، یہود نے اس مکان کا گھیراؤ کیا اور ایک بدبخت کو اندر بھیجا تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کردے۔ حضرت جبرئیل نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکان کی چھت سے نکال دیا اور اوپر آسمانوں پر لے گئے۔ مکان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ اس شخص پر ڈال دی گئی جو اندر داخل ہوا تھا چنانچہ جب وہ باہر نکلا تو یہود نے اس کو عیسیٰ سمجھ کر قتل کردیا اب ان کو شبہ ہوا کہ اگر یہ مقتول عیسیٰ ہے تو ہمارا آدمی کدھر گیا اور اگر یہ ہمارا آدمی ہے تو عیسیٰ کدھر گیا، عیسائی اور یہودی آج تک قتل عیسیٰ میں تذبذب کا شکار ہیں اور کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہے۔ اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر لے گئے اور وہاں ان پر فرشتوں کی صفات ڈال دی گئیں لہذا وہ بشریت کے لوازمات سے پاک ہو گئے نہ کھانا پینا، نہ پیشاب، پاخانہ نہ گرمی، سردی بلکہ وہ دوسرے آسمان پر فرشتوں کے ساتھ قیام پذیر ہیں اور قیامت کے قریب ہونے پر آسمان سے نیچے نازل ہوں گے دمشق کی جامع مسجد کے مینار کے مشرقی کنارے پر اتریں گے اب نیچے اترنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا کیئے ہیں دنیا دارالاسباب ہے اس لیے حضرت عیسیٰ سیڑھی منگوائیں گے اور سیڑھی لگا کر نیچے آجائیں گے۔

جمعہ کا دن ہوگا، عصر کی نماز تیار ہوگی حضرت مہدی انتظار میں ہوں گے آپ کو نماز پڑھانے کا فرمائیں گے آپ جواب دیں گے کہ نہیں نماز آپ خود پڑھائیں کیونکہ اس امت کے امام آپ ہیں میں ایک خاص کام یعنی دجال کے قتل کے لیے آیا ہوں۔ بہرحال نزول عیسیٰ علیہ السلام اسلام کا اساسی عقیدہ ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ ہوجاتا ہے، بعض کفار جیسے قادیانی اور بعض دیگر روشن خیال نزول عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں۔

''اربعین'' آنحضرت نے دجال کے قیام کو کسی مصلحت کے تحت مبہم رکھا اسی لیے آگے راوی کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہ ہوسکا کہ حضور اکرم نے چالیس دن فرمایا یا چالیس ماہ کہا یا چالیس سال کہہ دیا دیگر روایات میں راجح قول چالیس دن کا ہے۔

''کبد جبل'' کبد سینہ اور جگر کو کہتے ہیں یعنی وہ نرم ہوا اس شخص میں داخل ہوکر رہے گی خواہ وہ پہاڑ یا چٹان کے سینہ میں اندر جاکر چھپ ہی کیوں نہ جائے۔ ''خفۃ الطیر'' یعنی نقل وحرکت اور عدم استقلال میں پرندوں کی طرح منتشر انداز میں غیر سنجیدہ ہوکر جوتے چٹخاتے ہوئے بے وقار پھرتے رہیں گے۔ ''واحلام السباع'' یعنی وحشت وبربریت، جہالت اور بے رحمی میں درندوں کی طرح بے عقل ہوں گے۔ عرب لوگ غیر سنجیدہ اور آوارہ گردی میں پرندوں اور درندوں سے تشبیہ دیتے ہیں کسی شاعر کا

یہ مصرع اس پر دلیل ہے ع جِسْمُ الْبِغَالِ وَأَحْلَامُ الْعَصَافِيرِ یعنی خچروں کے اجسام ہیں اور چڑیوں کی عقلیں ہیں۔
"الا تستحیون" "کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ فسق و فجور میں پڑے ہوئے ہو، اور عبادت نہیں کرتے؟ یہ بات ابلیس اس لیے کرے گا تاکہ ان کو دھوکہ دے کر بتوں کی عبادت میں لگا دے۔
"دار رزقهم" "یعنی کفر و بت پرستی اور فسق و فجور کے باوجود اللہ تعالیٰ ان کو مسلسل رزق دیتا رہے گا اور ان کی ظاہری زندگی اچھی رہے گی اور جسمانی صحت وغیرہ حاصل رہے گی۔" اصغى ليتا "لام پر کسرہ ہے، گردن کی ایک جانب کو کہتے ہیں شارحین اس جملہ کا مطلب یہ بتاتے ہیں کہ نفخ صور کی دہشت کی وجہ سے دل پھٹ جائیں گے تو گردنیں ڈھلک جائیں گی اس کا نظام معطل ہو جائے گا تو ایک حصہ نیچے ہوگا دوسرا اوپر رہ جائے گا۔ شارحین کی بات اپنی جگہ پر صحیح ہے مگر میرے ناقص خیال میں یہ آتا ہے کہ اس اچانک آواز کی وجہ سے ہر آدمی اس آواز کو اچھی طرح سننے کی کوشش کرے گا تو کان اس کی طرف لگائے گا تاکہ زیادہ آواز آجائے اور حقیقت حال کا اندازہ ہو جائے جیسا کہ عام عادت ہے کہ اس طرح کی صورت حال میں گردن اور چہرہ کا ایک حصہ اوپر نیچے ہو جاتا ہے اسی کشش و پیچ میں معاملہ اور سخت ہو جائے گا۔ "يلوط" "لپائی اور لیپ پوت مراد ہے۔
"الطل" "شبنم کو طل کہتے ہیں خفیف بارش مراد ہے، یہ بارش عرش کے نیچے سے برسے گی۔
"يوم يكشف عن ساق" "یعنی یہی شدائد اور مصائب کا وقت ہوگا، کشف ساق کنایہ ہے ایسے غم سے جو برداشت سے باہر ہو یہ عرب کا خاص محاورہ ہے عرب لوگ اس کو شدت مصیبت میں استعمال کرتے ہیں یعنی جب ناقابل برداشت مصیبت کسی پر آجاتی ہے تو وہ شخص اپنی پنڈلی سے پاجامہ اور کرتہ ہٹاتا ہے اور لڑائی کے لیے یا بھاگنے تیار ہو جاتا ہے اسی مصیبت کی کیفیت میں عرب کا یہ محاورہ اس طرح استعمال ہوتا ہے۔" كشف فلان عن ساقه "۔

۷۳۷۲۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ يَعْقُوبَ بْنَ عَاصِمِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو: إِنَّكَ تَقُولُ: إِنَّ السَّاعَةَ تَقُومُ إِلَى كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أُحَدِّثَكُمْ بِشَيْءٍ، إِنَّمَا قُلْتُ: إِنَّكُمْ تَرَوْنَ بَعْدَ قَلِيلٍ أَمْرًا عَظِيمًا، فَكَانَ حَرِيقَ الْبَيْتِ. قَالَ شُعْبَةُ: هٰذَا أَوْ نَحْوَهُ. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ، وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ: فَلَا يَبْقَى أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ:

حَدَّثَنِي شُعْبَةُ بِهَذَا الْحَدِيثِ مَرَّاتٍ، وَعَرَضْتُهُ عَلَيْهِ

حضرت یعقوب بن عاصم بن عروہ بن مسعود سے روایت ہے کہ میں نے ایک آدمی کو عبداللہ بن عمرو سے کہتے ہوئے سنا کہ آپ کہتے ہیں کہ قیامت فلاں، فلاں وقت پر قائم ہوگی۔ تو انہوں نے کہا: میں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ میں تم سے کوئی بھی حدیث روایت نہ کروں گا میں نے تو صرف یہی کہا تھا کہ تم تھوڑی ہی مدت کے بعد ایک بہت بڑا حادثہ دیکھو گے گویا کہ گھر جل گیا حضرت شعبہ نے اسی طرح یا اس کی مثل روایت کی۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: دجال میری امت میں نکلے گا۔ باقی حدیث حضرت معاذ کی روایت کردہ حدیث کی طرح ہے۔ اس میں روایت یہ ہے کہ جس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی ایمان ہوگا، اس کی روح (وہ ہوا) قبض کر کے ہی چھوڑے گی۔ حضرت محمد بن جعفر نے کہا: حضرت شعبہ نے یہ حدیث مجھے بار بار بیان کی اور میں نے بھی ان کے سامنے یہ حدیث پیش کی۔

۷۳۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا لَمْ أَنْسَهُ بَعْدُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ الْآيَاتِ خُرُوجًا، طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى، وَأَيُّهُمَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا، فَالْأُخْرَى عَلَى إِثْرِهَا قَرِيبًا،

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث یاد کی جسے میں رسول اللہ ﷺ سے سننے کے بعد بھولا نہیں ہوں۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے: قیامت کی ابتدائی علامات میں سے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت لوگوں کے سامنے دابۃ الارض کا نکلنا ہے۔ ان دونوں (علامتوں) میں سے کسی کا بھی دوسری (علامت) سے پہلے ظہور ہوگا تو اس کے قریب ہی زمانہ میں دوسری علامت ظاہر ہو جائے گی۔

تشریح:

''اول الایات'' سوال یہ ہے کہ اس حدیث میں طلوع الشمس من المغرب کو قیامت کی سب سے پہلی علامت قرار دیا گیا ہے حالانکہ طلوع الشمس سے پہلے بہت ساری علامات ہیں خود خروج دجال اس سے پہلے ہے تو طلوع شمس کو سب سے پہلی علامت کیسے قرار دیا گیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قیامت کی ایک قسم علامات وہ ہیں جو قرب قیامت کی علامات ہیں اور دوسری قسم وہ علامات ہیں جو وقوع

قیامت اور شروعات قیامت میں سے ہیں تو طلوع الشمس من المغرب شروعات قیامت کے اعتبار سے پہلی علامت ہے اور خروج دجال قرب قیامت کی علامات میں سے ہے اگر چہ دونوں علامات کبریٰ میں سے ہیں۔ اس تشریح سے آنے والی حدیث پر وارد کردہ اعتراض ختم ہو جاتا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمرو اور مروان صاحب کے اختلاف کا اچھا حل نکل آتا ہے۔

۷۳۷۴۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، قَالَ: جَلَسَ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ بِالْمَدِينَةِ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَسَمِعُوهُ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنِ الْآيَاتِ: أَنَّ أَوَّلَهَا خُرُوجًا الدَّجَّالُ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو: لَمْ يَقُلْ مَرْوَانُ شَيْئًا، قَدْ حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا لَمْ أَنْسَهُ بَعْدُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ،

حضرت ابوزرعہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مروان بن حکم کے پاس مدینہ میں مسلمانوں میں سے تین آدمی بیٹھے ہوئے تھے پس انہوں نے مروان سے سنا اور وہ علامات قیامت کے بارے میں روایت بیان کر رہے تھے۔ بے شک ان میں سب سے پہلی علامت خروج دجال ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو نے کہا: مروان نے کچھ بھی نہیں کہا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث یاد کی جسے رسول اللہ ﷺ سے سننے کے بعد بھولا نہیں ہوں۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے۔ باقی حدیث مذکورہ بالا حدیث ہی کی طرح ہے۔

تشریح:

''لم یقل مروان شیئا'' یعنی مروان نے کچھ بھی صحیح بات نہیں کہی بلکہ غلطی کر لی کہ سب سے پہلی علامت خروج دجال ہے حالانکہ قیامت کی علامات میں سے سب سے پہلی علامت طلوع الشمس ہے حضرت عبداللہ بن عمرو کا یہ اعتراض اس صورت میں صحیح ہے کہ ہم یہ بات جان لیں کہ قیامت کی علامات دو قسم پر ہیں ایک وہ ہیں جو قیامت سے بہت پہلے ظاہر ہوں گی جس طرح خروج دجال ہے ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ وغیرہ ہیں دوسری قسم وہ علامات ہیں جو بالکل شروعات قیامت میں آئیں گی جس طرح طلوع الشمس من المغرب ہے دابۃ الارض ہے خروج نار ہے تو یہاں حضرت عبداللہ بن عمرو نے مروان صاحب پر جو اعتراض کیا ہے وہ عام علامات کی وجہ سے نہیں کیا ہے بلکہ خاص علامات کی وجہ سے کیا ہے جو بالکل قیامت کے منہ میں ہوں گی اور وہ طلوع شمس ہے نہ خروج الدجال تو اس اعتبار سے اعتراض درست ہے اور اگر عام علامات کے ظہور کی بات کو دیکھا جائے تو مروان کی بات غلط نہیں ہے کیونکہ اس میں دجال کا ظہور پہلی علامت ہو سکتی ہے۔

۷۳۷۵۔ وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنْ أَبِي

زُرْعَةَ، قَالَ: تَذَاكَرُوا السَّاعَةَ عِنْدَ مَرْوَانَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا وَلَمْ يَذْكُرْ ضُحًى

حضرت ابوزرعہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مروان کے پاس (موجودہ) لوگوں نے قیامت کا تذکرہ کیا تو حضرت عبداللہ بن عمرو نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا لیکن اس میں چاشت کے وقت کا ذکر نہیں، باقی حدیث سابقہ روایت کی طرح مروی ہے۔

باب قصة الجساسة وحديث تميم الداريؓ

دجال کی جاسوسہ کا قصہ اور تمیم داری کی حدیث کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

٧٣٧٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ، وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ - وَاللَّفْظُ لِعَبْدِ الْوَارِثِ بْنِ عَبْدِ الصَّمَدِ - حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ جَدِّي، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ ذَكْوَانَ، حَدَّثَنَا ابْنُ بُرَيْدَةَ، حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ شَرَاحِيلَ الشَّعْبِيُّ، شَعْبُ هَمْدَانَ، أَنَّهُ سَأَلَ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ، أُخْتَ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ - وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ - فَقَالَ: حَدِّثِينِي حَدِيثًا سَمِعْتِيهِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا تُسْنِدِيهِ إِلَى أَحَدٍ غَيْرِهِ، فَقَالَتْ: لَئِنْ شِئْتَ لَأَفْعَلَنَّ، فَقَالَ لَهَا: أَجَلْ حَدِّثِينِي فَقَالَتْ: نَكَحْتُ ابْنَ الْمُغِيرَةِ، وَهُوَ مِنْ خِيَارِ شَبَابِ قُرَيْشٍ يَوْمَئِذٍ، فَأُصِيبَ فِي أَوَّلِ الْجِهَادِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا تَأَيَّمْتُ خَطَبَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَطَبَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَوْلَاهُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَكُنْتُ قَدْ حُدِّثْتُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّ أُسَامَةَ فَلَمَّا كَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: أَمْرِي بِيَدِكَ، فَأَنْكِحْنِي مَنْ شِئْتَ، فَقَالَ: انْتَقِلِي إِلَى أُمِّ شَرِيكٍ وَأُمُّ شَرِيكٍ امْرَأَةٌ غَنِيَّةٌ، مِنَ الْأَنْصَارِ، عَظِيمَةُ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، يَنْزِلُ عَلَيْهَا الضِّيفَانُ، فَقُلْتُ: سَأَفْعَلُ فَقَالَ: لَا تَفْعَلِي، إِنَّ أُمَّ شَرِيكٍ امْرَأَةٌ كَثِيرَةُ الضِّيفَانِ، فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسْقُطَ عَنْكِ خِمَارُكِ أَوْ يَنْكَشِفَ الثَّوْبُ عَنْ سَاقَيْكِ، فَيَرَى الْقَوْمُ مِنْكِ بَعْضَ مَا تَكْرَهِينَ وَلَكِنِ انْتَقِلِي إِلَى ابْنِ عَمِّكِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

عَمْرِو ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ۔ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي فِهْرٍ، فِهْرِ قُرَيْشٍ وَهُوَ مِنَ الْبَطْنِ الَّذِي هِيَ مِنْهُ۔ فَانْتَقَلْتُ إِلَيْهِ، فَلَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتِي سَمِعْتُ نِدَاءَ الْمُنَادِي، مُنَادِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُنَادِي: الصَّلَاةَ جَامِعَةً، فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكُنْتُ فِي صَفِّ النِّسَاءِ الَّتِي تَلِي ظُهُورَ الْقَوْمِ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقَالَ: لِيَلْزَمْ كُلُّ إِنْسَانٍ مُصَلَّاهُ، ثُمَّ قَالَ: أَتَدْرُونَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ؟ قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: إِنِّي وَاللّٰهِ مَا جَمَعْتُكُمْ لِرَغْبَةٍ وَلَا لِرَهْبَةٍ، وَلَكِنْ جَمَعْتُكُمْ، لِأَنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا، فَجَاءَ فَبَايَعَ وَأَسْلَمَ، وَحَدَّثَنِي حَدِيثًا وَافَقَ الَّذِي كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ مَسِيحِ الدَّجَّالِ، حَدَّثَنِي أَنَّهُ رَكِبَ فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ، مَعَ ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْ لَخْمٍ وَجُذَامَ، فَلَعِبَ بِهِمِ الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ، ثُمَّ أَرْفَئُوا إِلَى جَزِيرَةٍ فِي الْبَحْرِ حَتَّى مَغْرِبِ الشَّمْسِ، فَجَلَسُوا فِي أَقْرُبِ السَّفِينَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِيرَةَ فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرُ الشَّعَرِ، لَا يَدْرُونَ مَا قُبُلُهُ مِنْ دُبُرِهِ، مِنْ كَثْرَةِ الشَّعَرِ، فَقَالُوا: وَيْلَكِ مَا أَنْتِ؟ فَقَالَتْ: أَنَا الْجَسَّاسَةُ، قَالُوا: وَمَا الْجَسَّاسَةُ؟ قَالَتْ: أَيُّهَا الْقَوْمُ انْطَلِقُوا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ، فَإِنَّهُ إِلَى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ، قَالَ: لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا، حَتَّى دَخَلْنَا الدَّيْرَ، فَإِذَا فِيهِ أَعْظَمُ إِنْسَانٍ رَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا، وَأَشَدُّهُ وِثَاقًا، مَجْمُوعَةٌ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ، مَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى كَعْبَيْهِ بِالْحَدِيدِ، قُلْنَا: وَيْلَكَ مَا أَنْتَ؟ قَالَ: قَدْ قَدَرْتُمْ عَلَى خَبَرِي، فَأَخْبِرُونِي مَا أَنْتُمْ؟ قَالُوا: نَحْنُ أُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ رَكِبْنَا فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ، فَصَادَفْنَا الْبَحْرَ حِينَ اغْتَلَمَ فَلَعِبَ بِنَا الْمَوْجُ شَهْرًا، ثُمَّ أَرْفَأْنَا إِلَى جَزِيرَتِكَ هَذِهِ، فَجَلَسْنَا فِي أَقْرُبِهَا، فَدَخَلْنَا الْجَزِيرَةَ، فَلَقِيَتْنَا دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرُ الشَّعَرِ، لَا يُدْرَى مَا قُبُلُهُ مِنْ دُبُرِهِ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعَرِ، فَقُلْنَا: وَيْلَكِ مَا أَنْتِ؟ فَقَالَتْ: أَنَا الْجَسَّاسَةُ، قُلْنَا: وَمَا الْجَسَّاسَةُ؟ قَالَتْ: اعْمِدُوا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ، فَإِنَّهُ إِلَى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ، فَأَقْبَلْنَا إِلَيْكَ سِرَاعًا، وَفَزِعْنَا مِنْهَا، وَلَمْ نَأْمَنْ أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً، فَقَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ، قُلْنَا: عَنْ أَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ؟ قَالَ: أَسْأَلُكُمْ عَنْ نَخْلِهَا، هَلْ يُثْمِرُ؟ قُلْنَا لَهُ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا إِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ لَا تُثْمِرَ، قَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ، قُلْنَا: عَنْ أَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ؟ قَالَ: هَلْ فِيهَا مَاءٌ؟ قَالُوا: هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ، قَالَ: أَمَا إِنَّ مَاءَهَا يُوشِكُ أَنْ يَذْهَبَ، قَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ عَيْنِ زُغَرَ، قَالُوا: عَنْ أَيِّ شَأْنِهَا

تَسْتَخْبِرُ؟ قَالَ: هَلْ فِي الْعَيْنِ مَاءٌ؟ وَهَلْ يَزْرَعُ أَهْلُهَا بِمَاءِ الْعَيْنِ؟ قُلْنَا لَهُ: نَعَمْ، هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ، وَأَهْلُهَا يَزْرَعُونَ مِنْ مَائِهَا، قَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ نَبِيِّ الْأُمِّيِّينَ مَا فَعَلَ؟ قَالُوا: قَدْ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ وَنَزَلَ يَثْرِبَ، قَالَ: أَقَاتَلَهُ الْعَرَبُ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ؟ فَأَخْبَرْنَاهُ أَنَّهُ قَدْ ظَهَرَ عَلَى مَنْ يَلِيهِ مِنَ الْعَرَبِ وَأَطَاعُوهُ، قَالَ لَهُمْ: قَدْ كَانَ ذَلِكَ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا إِنَّ ذَاكَ خَيْرٌ لَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ، وَإِنِّي مُخْبِرُكُمْ عَنِّي، إِنِّي أَنَا الْمَسِيحُ، وَإِنِّي أُوشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِي فِي الْخُرُوجِ، فَأَخْرُجَ فَأَسِيرَ فِي الْأَرْضِ فَلَا أَدَعَ قَرْيَةً إِلَّا هَبَطْتُهَا فِي أَرْبَعِينَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ، فَهُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَاهُمَا، كُلَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ وَاحِدَةً۔ أَوْ وَاحِدًا۔ مِنْهُمَا اسْتَقْبَلَنِي مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا، يَصُدُّنِي عَنْهَا، وَإِنَّ عَلَى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَائِكَةً يَحْرُسُونَهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهِ فِي الْمِنْبَرِ: هَذِهِ طَيْبَةُ، هَذِهِ طَيْبَةُ، هَذِهِ طَيْبَةُ۔ يَعْنِي الْمَدِينَةَ۔ أَلَا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ ذَلِكَ؟ فَقَالَ النَّاسُ: نَعَمْ، فَإِنَّهُ أَعْجَبَنِي حَدِيثُ تَمِيمٍ، أَنَّهُ وَافَقَ الَّذِي كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ عَنْهُ، وَعَنِ الْمَدِينَةِ وَمَكَّةَ، أَلَا إِنَّهُ فِي بَحْرِ الشَّامِ، أَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ، لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ، مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، مَا هُوَ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ، قَالَتْ: فَحَفِظْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

حضرت عامر بن شراحیل شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اس نے فاطمہ بنت قیس، ضحاک بن قیس کی بہن جو کہ اولین مہاجرات میں سے تھیں، سے پوچھا کہ مجھے ایسی حدیث روایت کریں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنی ہو اور اس میں کسی اور کا واسطہ بیان نہ کرنا۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر تم چاہتے ہو تو میں ایسی حدیث روایت کرتی ہوں۔ انہوں نے حضرت فاطمہ بنت قیس سے کہا: میں نے ابن مغیرہ سے نکاح کیا اور وہ ان دنوں قریش کے عمدہ نوجوانوں میں سے تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پہلے جہاد میں زخمی ہو گئے۔ پس جب میں بیوہ ہوگئی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اصحاب رسول کی ایک جماعت میں مجھے پیغام نکاح دیا اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے آزاد کردہ غلام اسامہ بن زید کے لیے پیغام نکاح دیا اور میں یہ حدیث سن چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اسامہ سے محبت کرے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے جب مجھ سے (اس معاملہ میں) گفتگو کی تو میں نے عرض کیا: میرا معاملہ آپ کے سپرد ہے آپ جس سے چاہیں میرا نکاح کر دیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ام شریک کے ہاں منتقل ہو جا اور ام شریک انصار میں سے غنی عورت تھیں اور اللہ کے راستہ میں بہت خرچ کرنے والی تھیں۔ اس کے ہاں مہمان آتے رہتے تھے۔ تو میں نے عرض کیا: میں عن قریب ایسا کروں گی۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تو ایسا نہ کر کیونکہ ام شریک ایسی عورت ہیں جن کے پاس مہمان کثرت سے آتے رہتے ہیں میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ تجھ سے تیرا دوپٹہ گر جائے یا تیری پنڈلی سے کپڑا ہٹ جائے اور لوگ تیرا وہ بعض حصہ دیکھ لیں جسے تو ناپسند کرتی ہو بلکہ تو اپنے چچازاد عبداللہ بن عمرو بن ام مکتوم کے ہاں منتقل ہو جا اور وہ قریش کے خاندان بنو فہر سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ اسی خاندان سے تھے جس سے حضرت فاطمہ بنت قیس تھیں پس میں ان کے پاس منتقل ہوگئی۔ جب میری عدت پوری ہوگئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی اس حال میں کہ میں عورتوں کی اس وصف میں تھی جو مردوں کے پشتوں سے ملی ہوئی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی نماز پوری کر لی تو مسکراتے ہوئے منبر پر تشریف فرما ہوئے تو ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے تمہیں کسی بات کی ترغیب یا اللہ سے ڈرانے کے لیے جمع نہیں کیا، میں نے تمہیں صرف اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری نصرانی آدمی تھے۔ پس وہ آئے اور اسلام پر بیعت کی اور مسلمان ہو گئے اور مجھے ایک بات بتائی جو اس خبر کے موافق ہے جو میں تمہیں دجال کے بارے میں پہلے ہی بتا چکا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے خبر دی کہ وہ بنو لخم اور بنو جذام کے تیس آدمیوں کے ساتھ ایک بحری کشتی میں سوار ہوئے۔ پس انہیں ایک ماہ تک بحری موجیں دھکیلتی رہیں۔ پھر وہ سمندر میں ایک جزیرہ کی طرف پہنچے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو وہ چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرہ کے اندر داخل ہوئے تو انہیں وہاں ایک جانور ملا جو موٹے اور گھنے بالوں والا تھا۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا اگلا اور پچھلا حصہ وہ نہ پہچان سکے تو انہوں نے کہا: تیرے لیے ہلاکت ہو، تو کون ہو؟ س نے کہا: میں جاسوسہ ہوں ہم نے کہا جاسوسہ کیا ہوتا ہے اس نے کہا اے قوم! اس آدمی کی طرف گرجے میں چلو کیونکہ وہ تمہاری خبر کے بارے میں بہت شوق رکھتا ہے پس جب اس نے ہمارا نام لیا تو ہم گھبرا گئے کہ وہ کہیں جن ہی نہ ہو۔ پس ہم جلدی جلدی چلے یہاں تک کہ گرجے میں داخل ہو گئے۔ وہاں ایک بہت بڑا انسان تھا کہ اس سے پہلے ہم نے اتنا بڑا آدمی، اتنی سختی کیساتھ بندھا ہوا کوئی نہ دیکھا تھا اس کے دونوں ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھا ہوا تھا اور گھٹنوں سے ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا۔ ہم نے کہا: تیرے لیے ہلاکت ہو، تو کون ہے؟ اس نے کہا: تم میری خبر معلوم کرنے پر قادر ہو ہی گئے ہو تو تم ہی بتاؤ کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: ہم عرب کے لوگ ہیں۔ ہم دریائی جہاز میں سوار ہوئے۔ پس جب ہم سوار ہوئے تو سمندر کو جوش میں پایا۔ پس موجیں ایک مہینہ تک ہم سے کھیلتی رہیں پھر ہمیں تمہارے اس جزیرہ تک پہنچا دیا۔ پس ہم چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں سوار ہوئے اور جزیرہ کے اندر داخل ہو گئے تو ہمیں بہت موٹے اور گھنے لباسوں والا جانور ملا۔ جس کے بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا اگلا اور پچھلا حصہ پہچانا نہ جاتا تھا۔ ہم نے کہا: تیرے لیے ہلاکت ہو تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں جساسہ ہوں۔ ہم نے کہا: جساسہ کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا: گرجے

میں اس آدمی کا قصد کرو کیونکہ وہ تمہاری خبر کا بہت شوق رکھتا ہے۔ پس ہم تیری طرف جلدی سے چلے اور اس سے ہم گھبرائے اور اس سے پر امن نہ تھے کہ وہ جن ہو۔ اس نے کہا: مجھے بیسان کے باغ کے بارے میں خبر دو۔ ہم نے کہا: اس کی کس چیز کے بارے میں تم خبر معلوم کرنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: میں اس کی کھجوروں کے پھل کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ ہم نے اس سے کہا: ہاں (پھل آتا ہے)۔ اس نے کہا: عن قریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ وہ درخت پھل نہ دیں گے۔ اس نے کہا: مجھے بحیرہ طبریہ کے بارے میں خبر دو۔ ہم نے کہا: اس کی کس چیز کے بارے میں تم خبر معلوم کرنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: کیا اس میں پانی ہے؟ ہم نے کہا: اس میں پانی کثرت کے ساتھ موجود ہے۔ اس نے کہا: عن قریب اس کا سارا پانی ختم ہو جائے گا۔ اس نے کہا: مجھے زغر کے چشمہ کے بارے میں بتاؤ۔ ہم نے کہا: اس کی کس چیز کے بارے میں تم معلوم کرنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: کیا اس چشمہ میں پانی ہے اور کیا وہاں کے لوگ اس کے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں؟ ہم نے اس سے کہا: ہاں! یہ کثیر پانی والا ہے اور وہاں کے لوگ اس کے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ پھر اس نے کہا: مجھے امیوں کے نبی کے بارے میں خبر دو کہ اس نے کیا کیا؟ ہم نے کہا وہ مکہ سے نکلے اور یثرب یعنی مدینہ میں اترے ہیں۔ اس نے کہا: کیا اس سے عرب نے جنگ کی ہے۔ ہم نے کہا: ہاں اس نے کہا: اس نے اہل عرب کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ ہم نے اسے خبر دی کہ وہ اپنے ملحقہ حدود کے عرب پر غالب آگئے ہیں اور انہوں نے اس کی اطاعت کی ہے۔ اس نے کہا: ایسا ہو چکا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! اس نے کہا، عرب کے حق میں یہ بات بہتر ہے کہ وہ اس کے تابعدار ہو جائیں اور میں تمہیں اپنے بارے میں خبر دیتا ہوں کہ میں مسیح (دجال) ہوں۔ عن قریب مجھے نکلنے کی اجازت دی جائے گی۔ پس میں نکلوں گا تو زمین میں چکر لگاؤں گا اور چالیس راتوں میں ہر ہر بستی پر اتروں گا مکہ اور طیبہ کے علاوہ کیونکہ ان دونوں پر داخل ہونا میرے لیے حرام کر دیا گیا ہے جب میں ان میں سے کسی ایک میں داخل ہونے کا ارادہ کروں گا تو فرشتہ ہاتھ میں برہنہ تلوار لے کر سامنے آجائے گا اور اس میں داخل ہونے سے مجھے روکے گا اور اس کی ہر گھاٹی پر فرشتے پہرہ دار ہوں گے۔ حضرت فاطمہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلی کو منبر پر چبھویا اور فرمایا: یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ ہے۔ کیا میں نے تمہیں یہ باتیں پہلے ہی بیان نہ کر دی تھیں؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں! (پھر فرمایا) بے شک! مجھے تمیم کی اس خبر سے خوشی ہوئی ہے کہ وہ اس حدیث کے موافق ہے جو میں نے تمہیں دجال اور مدینہ اور مکہ کے بارے میں بیان کی تھی۔ آگاہ رہو! دجال شام یا یمن کے سمندر میں ہے، نہیں بلکہ مشرق کی طرف ہے۔ وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔ پس میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے یاد کر لی۔ (اس جانور کو جساسہ اس لیے کہا گیا کہ یہ دجال کے لیے جاسوسی کرتا ہے)۔

تشریح:

"نکحت ابن المغيرة" فاطمہ بنت قیس فرماتی ہیں کہ ابن مغیرہ سے میرا نکاح ہوا یہ شخص ابوعمرو تھے یعنی ابوعمرو بن حفص بن المغیرہ القرشی۔ یہاں اس روایت میں راوی سے دو وہم ہوئے ہیں جس کی اصلاح اور جواب بہت اہم ہے پہلا وہم تو یہ ہے کہ اس روایت میں ہے کہ فاطمہ بنت قیس کا شوہر جہاد میں مارا گیا تھا حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ وہ حضرت علی کے ساتھ یمن جارہے تھے راستے سے آپ نے فاطمہ کے لیے آخری تیسری طلاق بھیج دی تو یہ مطلقہ مغلظہ بنی جس طرح کتاب الطلاق میں تفصیل ہے دوسرا وہم یہ ہے کہ ظاہری کلام سے معلوم ہورہا ہے کہ فاطمہ بنت قیس اول جہاد میں مطلقہ ہوگئی تھی حالانکہ معاملہ ایسا نہیں تھا بلکہ فاطمہ بنت قیس جہاد کے آخری زمانہ میں بیوہ ہوگئی تھی ظاہری الفاظ کے وہم کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے حافظ ابن حجر نے بھی اس حدیث میں وہم کو تسلیم کیا ہے علامہ نووی نے لکھا ہے کہ فاطمہ کا یہ کہنا کہ میرا شوہر مارا گیا تو اس سے قتل مراد نہیں ہے بلکہ زخم کی مصیبت مراد لیا گیا ہے اسی طرح تأیمت سے بیوہ ہونا طلاق کی وجہ سے ہے قتل کی وجہ سے نہیں ہے۔

"حدثني" یعنی تمیم داری نے مجھے بیان کیا اس سے حدیث کی سند کا مشہور لفظ ثابت ہوجاتا ہے جو حدثنی فلان قال حدثنی فلان کے الفاظ سے دہرایا جاتا ہے۔ اس مبارک لفظ کو آنحضرت نے خود استعمال فرمایا ہے۔

"ارفئوا" یہ صیغہ باب افعال سے ہے یقال "ارفئت السفينة" کشتی کا ساحل سے قریب ہونا اور لنگر انداز ہونا یہاں مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے کشتی کو جزیرہ کے قریب کردیا۔ "اقرب" قاف پر سکون ہے اور "را" پر پیش ہے یہ قارب کی جمع ہے چھوٹی کشتی کو قارب کہتے ہیں "اهلب" بہت زیادہ بالوں والے جانور کو اهلب کہتے ہیں، کثیر الشعر اس کی تفسیر ہے۔

"الجساسة" جاسوس عورت کو جساسہ کہتے ہیں اس سے دجال کے لیے خبریں جمع کرنے والی عورت مراد ہے۔ جساسہ نے اپنا مزید تعارف نہیں کیا بلکہ اصلی بات جو دجال سے متعلق تھی وہ شروع کردی۔ "الدير" آتش پرستوں کا عبادت خانہ بھی دیر کہلاتا ہے اور نصاریٰ کے مدرسہ اور عبادت گاہ کو بھی دیر کہتے ہیں اور شراب خانہ کو بھی دیر کہا جاتا ہے۔

"ما انت" یعنی تو کیا چیز ہے؟ تجھے دیکھ کر ڈر لگتا ہے۔ "قدرتم" یعنی تم یہاں تک بھی پہنچ گئے اور میرے احوال پر قادر ہوگئے؟ ٹھیک ہے میں تم کو اپنے احوال بتادوں گا مگر پہلے بتاؤ۔ "ما انتم" تم کیا چیز ہو؟ یہ جواب ترکی بزبان ترکی ہے جس طرح انہوں نے دجال کو ایک شئی بنا کر سوال کیا دجال نے بھی ایسا ہی کیا، دونوں نے ایک دوسرے کو تعجب اور حقارت سے یاد کیا۔

"نخل بيسان" نخل بیسان جزیرہ عرب میں بھی ہے اور شام میں بھی ہے مگر یہاں جزیرہ عرب والی جگہ مراد ہے۔

''عین زغر '' شام میں ایک جگہ کا نام ہے اس جگہ پانی کا بڑا چشمہ ہے جس کو عین زغر کہتے ہیں۔ ''نقب'' راستہ کو نقب کہتے ہیں انقاب اس کی جمع ہے۔ '' مخصرته '' لاٹھی کو کہتے ہیں۔ ''لابل من المشرق '' آنحضرت نے یہ کلام شک اور تردد کے انداز میں اس لیے ارشاد فرمایا کہ دجال قیامت کی بڑی علامات میں سے ہے تو جس طرح قیامت کو پوشیدہ رکھا گیا ہے اسی طرح اس بڑی علامت کو بھی ایک حد تک پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ ''ماھو '' میں کلمہ ما زائدہ ہے نفی کے لیے نہیں ہے یا لفظ ''ما'' موصولہ الذی کے معنی میں ہے۔ ای الذی ھو فیہ۔

دجال کے گدھے اور جزیرہ برموڈا کا بیان

صحیح مسلم میں دجال کے گدھے اور اس کی سواری کا ذکر نہیں ہے البتہ یہ ہے کہ دجال کی حکومت چالیس دن تک ہوگی ایک دن ایک سال کا ہوگا دوسرا دن ایک ماہ کے برابر ہوگا اور تیسرا دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا باقی سینتیس دن عام عادت کے مطابق ہونگے اور دجال پوری دنیا پر چکر لگائے گا سنن کی کتابوں میں اسی طرح ہے وہی ملاحظہ ہو۔

''اقمر '' سفید گدھے کو حمار اقمر کہتے ہیں دجال کا گدھا تو خوبصورت سفید ہوگا مگر خود کانا دجال بدصورت ہوگا۔

'' سبعون باعا '' یعنی یہ گدھا اتنا بڑا ہوگا کہ دونوں کانوں کے درمیان کا فاصلہ ستر باع ہوگا۔ دونوں ہاتھ اور بازو جب کھول کر پھیلائے جائیں تو وہ ایک باع کی مقدار ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابن مسعود کی ایک روایت میں ہے کہ دجال کے گدھے کے کانوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ ہوگا اور اس کا ایک قدم تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا جو تقریباً بیاسی (۸۲) کلومیٹر فی سیکنڈ ہوگا یہ رفتار ۲۹۵۲۰۰ کلومیٹر فی گھنٹہ کے حساب سے ہوگی گویا ہوا سے تیز ہے، ہوائی جہاز سے بھی تیز ہے۔ بعض روایات میں گدھے کا اترنا یعنی نزول کا تذکرہ بھی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ اڑنے والا کوئی گدھا ہے یا جہاز ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ سفید گدھے سے مراد جہاز ہے یہ بات زیادہ بعید نہیں ہے۔

ایک مصری عالم کمال ہشام عبدالحمید نے ''اقتراب خروج المسیح الدجال '' کے نام سے ایک مفصل کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے دجال کی مختلف سواریاں دکھائی ہیں۔ اس میں کوئی سواری کشتی نما ہے، کوئی سواری چھتری نما ہے کوئی سواری طشتری کی طرح ہے۔ کوئی سواری بالکل جہاز کی طرح ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دجال کی سواریاں مختلف جگہوں میں بدلتی رہتی ہوں گی لہذا کبھی گدھا ہوگا، کبھی گدھی ہوگی، کبھی جہاز ہوگا تو کبھی کشتی ہوگی، حدیث میں کسی ایک کا نام لیا گیا ہے باقی کی نفی نہیں ہے یہودیوں کی کتابوں میں دجال کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے چنانچہ یہودیوں کی ایک کتاب ''ایزاخیل'' میں

دجال کے بارے میں لکھا ہے کہ یہود کہتے ہیں اے صیہون کی بیٹی خوشی سے چلاؤ، اے یروشلم کی بیٹی مسرت سے چیخو! دیکھو تمہارا بادشاہ (دجال) آرہا ہے وہ عادل ہے اور گدھے پر سوار ہے خچر یا گدھی کے بچے پر، ''یوفریم'' سے گاڑی کو اور یروشلم سے گھوڑے کو علیحدہ کر دوں گا۔ (بحوالہ تیسری جنگ عظیم)

اب یہاں دجال کے خروج کے بارے میں بحث ہے کہ وہ کہاں سے نکلے گا؟ ہشام کمال عبدالحمید نے اپنی کتاب میں دجال کا مرکزی مقام جزیرہ برمُوڈہ قرار دیا ہے، برموڈا کا تکون امریکہ کے قریب جزیرہ بحر اوقیانوس میں کیوبا سے پہلے ''پورٹی ریکو'' کے قریب واقع ہے، ایک جانب شمالی امریکہ ہے دوسری جانب جنوبی امریکہ ہے اس کے درمیان بحر اٹلانٹک واقع ہے اسی مقام میں مثلث برموڈا ہے جو ایک تکون کی شکل میں ہے۔

جزیرہ برمودا یا مثلث برموڈا یا برموڈا تکون ایک عجیب پُر اسرار مقام ہے۔ اس مقام میں جنات کا عالمی مرکز بھی ہے اور اسی مقام پر تخت ابلیس بھی ہے اور اسی مقام پر دجال کا قید خانہ بھی ہے گویا دجال وابلیس اور جنات کا آپس میں قریبی رابطے ہیں ادھر امریکہ میں ابلیس کو پوجنے والے بہت ہیں، امریکہ کا نائب صدر ڈک چینی بھی ابلیس کے پوجنے والوں میں سے ہے دجال کے پیغامات یہود ونصاریٰ تک بواسطۂ ابلیس پہنچتے رہتے ہیں۔ دجال کا حکم ہے کہ دنیا سے مجاہدین کو ختم کر دو پھر میں آؤں گا۔ عیسائیوں کا خیال ہے کہ جب مسلمانوں پر دنیا تنگ ہو جائے گی تو مہدی آجائیں گے، مہدی کے ساتھ دجال آجائے گا اور دجال کے ساتھ ہمارے خدا مسیح موعود آجائیں گے تو یہود ونصاریٰ اپنے اپنے خدا کی آمد کو مسلمانوں کے خاتمے اور ان کے ستانے سے جوڑ رہے ہیں اسی لیے بش کہتا ہے کہ موجودہ جنگ کا حکم مجھے خدا نے دیا ہے اور یہ روحانی صلیبی جنگ ہے، مسلمان پس رہے ہیں اور وہ لوگ اپنے اپنے خدا کی آمد کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔

برمودا تکون کے عجیب و پر اسرار حالات ہیں، سمندر میں جو بحری جہاز اس طرف کبھی گیا ہے وہ آج تک ایسا غائب ہے کہ اس کی کوئی خبر نہیں آئی۔ اگر ہوائی جہاز اس جزیرہ کے اوپر کبھی اڑا ہے تو ایسا غائب ہو گیا ہے کہ آج تک کوئی پتہ نہیں اس علاقے پر رات کو روشنیاں آتی جاتی دکھائی دیتی ہیں یہ سب ابلیسی پہرہ ہے جو دجال کے ارد گرد لگا ہوا ہے۔

۱۸۷۴ھ میں اس علاقہ میں ایک بحری جہاز لاپتہ ہو گیا تھا اس کے تین سو سوار بمعہ کپتان آج تک غائب ہیں۔ فضا میں جب بھی ہوائی جہاز گئے تاکہ پتہ معلوم کریں تو وہ بھی غائب ہو گئے۔ برمودا تکون ایک پر اسرار علاقہ ہے جس کے سمندر میں آگ اندر جاتی بھی ہے اور باہر نکلتی بھی ہے جس کو ہزاروں لوگوں نے دیکھا ہے۔ میرے ایک شاگرد نے بتایا کہ ہم امریکہ میں اس مقام

میں یہ روشنیاں دیکھتے ہیں۔

۷۳۷۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ الْهُجَيْمِيُّ أَبُو عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا قُرَّةُ، حَدَّثَنَا سَيَّارٌ أَبُو الْحَكَمِ، حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ، فَأَتْحَفَتْنَا بِرُطَبٍ يُقَالُ لَهُ رُطَبُ ابْنِ طَابٍ، وَأَسْقَتْنَا سَوِيقَ سُلْتٍ، فَسَأَلْتُهَا عَنِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا أَيْنَ تَعْتَدُّ؟ قَالَتْ: طَلَّقَنِي بَعْلِي ثَلَاثًا، فَأَذِنَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَعْتَدَّ فِي أَهْلِي، قَالَتْ: فَنُودِيَ فِي النَّاسِ: إِنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةً، قَالَتْ: فَانْطَلَقْتُ فِيمَنِ انْطَلَقَ مِنَ النَّاسِ، قَالَتْ: فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ مِنَ النِّسَاءِ، وَهُوَ يَلِي الْمُؤَخَّرَ مِنَ الرِّجَالِ، قَالَتْ: فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ، فَقَالَ: إِنَّ بَنِي عَمٍّ لِتَمِيمٍ الدَّارِيِّ رَكِبُوا فِي الْبَحْرِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَزَادَ فِيهِ: قَالَتْ: فَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَهْوَى بِمِخْصَرَتِهِ إِلَى الْأَرْضِ، وَقَالَ: هَذِهِ طَيْبَةُ يَعْنِي الْمَدِينَةَ،

حضرت شعبی سے مروی ہے کہ ہم حضرت فاطمہ بنت قیس کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے ہمیں تازہ کھجوروں کا تحفہ دیا اور انہیں ابن طاب کی کھجوریں کہا جاتا تھا اور ہمیں جو کا ستو پلایا۔ تو میں نے ان سے مطلقہ عورت کے بارے میں سوال کیا کہ وہ اپنی عدت کہاں گزارے؟ انہوں نے کہا: میرے خاوند نے مجھے تین طلاق دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے اہل میں عدت گزارنے کی اجازت دی۔ پھر (عدت کے بعد) لوگوں میں نداء دی گئی کہ نماز کی جماعت کھڑی ہونے والی ہے تو میں بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ نماز کے لیے چل دی۔ پس میں عورتوں کی اگلی صف میں تھی اور جو مردوں کی آخری صف کے ساتھ تھی اور میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا اور آپ ﷺ منبر پر خطبہ دے رہے تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمیم داری کے چچازاد سمندر میں (جہاز پر) سوار ہوئے۔ باقی حدیث حسب سابق بیان کی۔ اس میں اضافہ یہ ہے کہ حضرت فاطمہ نے کہا: گویا کہ میں نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھ رہی ہوں کہ آپ ﷺ اپنی انگلی کو زمین کی طرف جھکا کر فرما رہے ہیں کہ یہ طیبہ یعنی مدینہ منورہ ہے۔

۷۳۷۸۔ وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ غَيْلَانَ بْنَ جَرِيرٍ، يُحَدِّثُ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ، قَالَتْ: قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ، فَأَخْبَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ رَكِبَ الْبَحْرَ فَتَاهَتْ بِهِ سَفِينَتُهُ، فَسَقَطَ إِلَى جَزِيرَةٍ، فَخَرَجَ إِلَيْهَا يَلْتَمِسُ الْمَاءَ، فَلَقِيَ إِنْسَانًا يَجُرُّ

شَعْرَهُ، وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ، وَقَالَ فِيهِ: ثُمَّ قَالَ: أَمَا إِنَّهُ لَوْ قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ قَدْ وَطِئْتُ الْبِلَادَ كُلَّهَا، غَيْرَ طَيْبَةَ، فَأَخْرَجَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى النَّاسِ فَحَدَّثَهُمْ، قَالَ: هَذِهِ طَيْبَةُ وَذَاكَ الدَّجَّالُ،

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت تمیم داری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ وہ سمندر میں سوار ہوئے اور ان کی کشتی راستہ سے ہٹ گئی تو اس نے انہیں ایک جزیرہ میں گرایا۔ یہ اس جزیرے میں پانی تلاش کرنے کے لیے نکلے اور وہاں ایک انسان سے ملاقات ہوئی جو اپنے بال کھینچ رہا تھا۔ باقی حدیث حسب سابق ہے۔ اس روایت میں یہ ہے کہ اس (دجال) نے کہا: اگر مجھے نکلنے کی اجازت دیدی گئی تو میں مدینہ طیبہ کے علاوہ تمام شہروں کو روند ڈالوں گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ حضرت تمیم داری کو لوگوں کی طرف لے گئے اور انہوں نے لوگوں کے سامنے یہ سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ طیبہ ہے اور وہ دجال ہے۔

۷۳۷۹۔ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ حَدَّثَنِي تَمِيمٌ الدَّارِيُّ أَنَّ أُنَاسًا مِنْ قَوْمِهِ كَانُوا فِي الْبَحْرِ فِي سَفِينَةٍ لَهُمْ، فَانْكَسَرَتْ بِهِمْ، فَرَكِبَ بَعْضُهُمْ عَلَى لَوْحٍ مِنْ أَلْوَاحِ السَّفِينَةِ، فَخَرَجُوا إِلَى جَزِيرَةٍ فِي الْبَحْرِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! تمیم داری نے مجھے یہ بات بیان کی ہے کہ اس کی قوم میں سے کچھ لوگ سمندر میں اپنی کشتی میں تھے۔ وہ کشتی ٹوٹ گئی تو ان میں بعض لوگ کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ پر سوار ہو گئے اور وہ سمندر میں ایک جزیرہ کی طرف نکلے۔ باقی حدیث حسب سابق بیان فرمائی۔

۷۳۸۰۔ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو يَعْنِي الْأَوْزَاعِيَّ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ، إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، وَلَيْسَ نَقْبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ تَحْرُسُهَا، فَيَنْزِلُ بِالسَّبْخَةِ، فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، يَخْرُجُ إِلَيْهِ مِنْهَا كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مکہ اور مدینہ کے علاوہ ہر شہر کو

دجال روند ڈالے گا اور مدینہ کے ہر راستے پر فرشتے پہرہ دینے کے لیے صف باندھے کھڑے ہوئے ہوں گے۔ پھر وہ شورہ زمین میں اترے گا اور مدینہ میں تین مرتبہ زلزلہ آجائے گا تو اور مدینہ سے ہر کافر و منافق نکل کر دجال کی طرف چلا جائے گا۔

۷۳۸۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَذَكَرَ نَحْوَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَيَأْتِي سِبْخَةَ الْجُرُفِ فَيَضْرِبُ رِوَاقَهُ وَقَالَ: فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ مُنَافِقٍ وَمُنَافِقَةٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر سابقہ روایت کی طرح حدیث روایت کی، اس روایت میں یہ بھی ہے کہ پھر وہ اپنا خیمہ جرف کی شور والی زمین میں لگائے گا اور فرمایا: ہر منافق مرد اور منافق عورت نکل کر دجال کی طرف چلا جائے گا۔

بَابٌ فِي بَقِيَّةٍ مِنْ أَحَادِيثِ الدَّجَّالِ

دجال کی دیگر احادیث کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

سبز رنگ کا لباس

۷۳۸۲۔ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَمِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُودِ أَصْبَهَانَ، سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اصبہان (اصفہان) کے ستر ہزار یہودی دجال کے پیروکار ہو جائیں گے جن پر سبز رنگ کی چادریں ہوں گی۔

تشریح:

''اصفہان'' یہ ایران کا بڑا شہر ہے جہاں پر دجال پہنچ کر الوہیت کا دعویٰ کرے گا ''الطیالسۃ'' یہ طلیسان کی جمع ہے اور یہ اصل میں تالیسان تھا عربوں نے طیلسان بنا دیا یہ سبز چادر کو کہتے ہیں۔ دجال کے ساتھی اس کو استعمال کریں گے کیونکہ یہ لباس یہود کو

پسند ہے جس طرح بدعتی حضرات اس کو پسند کرتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں کسی نے خوب کہا ہے:

گدائے مست مٹکا جارہا ہے ☆ لباس سبز کندھوں پر پڑا ہے
نظر آئی جو اس کی وضع داری ☆ خیال آیا معاً نا آشنا ہے
لباس سبز درویشی تو پہنا ☆ دل درویش لیکن بے خدا ہے

ایران میں اس وقت بڑی تیزی سے رافضی لوگ یہود بن رہے ہیں شاید یہ اس لیے ہو کہ دجال کو آسانی سے تیار ساتھی مل جائیں، سنی تو نہ بن سکے لیکن یہودی بن گئے۔

٧٣٨٣۔ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: أَخْبَرَتْنِي أُمُّ شَرِيكٍ، أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ، يَقُولُ: لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ فِي الْجِبَالِ، قَالَتْ أُمُّ شَرِيكٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: هُمْ قَلِيلٌ،

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ دجال سے پہاڑوں کی طرف بھاگیں گے۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ان دنوں عرب کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ بہت کم ہوں گے۔

٧٣٨٤۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

اس سند سے بھی یہ حدیث سابقہ حدیث ہی کی مثل مروی ہے۔

٧٣٨٥۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ الْمُخْتَارِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ رَهْطٍ، مِنْهُمْ أَبُو الدَّهْمَاءِ وَأَبُو قَتَادَةَ قَالُوا: كُنَّا نَمُرُّ عَلَى هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ، نَأْتِي عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، فَقَالَ ذَاتَ يَوْمٍ: إِنَّكُمْ لَتُجَاوِزُونِي إِلَى رِجَالٍ، مَا كَانُوا بِأَحْضَرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي، وَلَا أَعْلَمَ بِحَدِيثِهِ مِنِّي، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ خَلْقٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ،

حضرت ابوالدہماء اور ابوقتادہ اور ایک جماعت سے مروی ہے کہ ہم ہشام بن عامر کے پاس سے گزر کر عمران بن حصین کے پاس جاتے تھے تو ایک دن (ہشام نے) کہا: تم مجھے چھوڑ کر ایسے لوگوں کی طرف جاتے ہو جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مجھ سے زیادہ جانے والے نہیں تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت

آدمؑ کی پیدائش سے لیکر قیامت تک پیدا ہونے والی کوئی بھی مخلوق دجال سے (جسامت میں) بڑی نہیں ہے۔

۷۳۸۶۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ ثَلَاثَةِ رَهْطٍ مِنْ قَوْمِهِ فِيهِمْ أَبُو قَتَادَةَ، قَالُوا: كُنَّا نَمُرُّ عَلَى هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ إِلَى عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُخْتَارٍ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ

تین آدمیوں جن میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں سے مروی ہے کہ ہم ہشام بن عامر کے پاس سے گزر کر عمران بن حصین کے پاس جاتے تھے۔ باقی حدیث حضرت عبدالعزیز بن مختار کی روایت کردہ حدیث کی طرح ہے اس میں ہے کہ دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں ہے۔

۷۳۸۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سِتًّا: طُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، أَوِ الدُّخَانَ، أَوِ الدَّجَّالَ، أَوِ الدَّابَّةَ، أَوْ خَاصَّةَ أَحَدِكُمْ أَوْ أَمْرَ الْعَامَّةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چھ باتوں سے پہلے پہلے اعمال کرنے میں جلدی کرو، سورج کے مغرب سے طلوع ہونے، دھوئیں، دجال، دابہ، تم میں سے کسی خاص کی موت یا سب کی موت یعنی قیامت سے پہلے۔

تشریح:

''امر العامة'' یعنی وہ عام فتنہ جو لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیگا دین بیزاری کا ہمہ گیر فتنہ مراد ہے۔ ''خویصة'' یعنی وہ فتنہ جو ذاتی طور پر کسی کے ساتھ خاص ہو، ہر شخص کا ذاتی وانفرادی فتنہ اور پریشانی ہو جس کا تعلق اس کے مال واولاد اڑوس پڑوس کے معاملات سے ہو، اس حدیث کا ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عام فتنہ سے قیامت کا آنا مراد ہے اور خاص فتنہ سے ہر آدمی کی اپنی موت مراد ہے، اس حدیث کی تعلیم یہ ہے کہ ان چھ علامات کے ظہور سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرو کیونکہ بعد میں اعمال کا موقع نہیں ملے گا یا اعمال قبول نہیں ہوں گے۔

۷۳۸۸۔ حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ الْعَيْشِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ رِيَاحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سِتًّا: الدَّجَّالَ، وَالدُّخَانَ، وَدَابَّةَ الْأَرْضِ، وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَأَمْرَ الْعَامَّةِ، وَخُوَيْصَّةَ أَحَدِكُمْ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ چھ چیزوں کے ظاہر ہونے سے پہلے اعمال میں سبقت کرو: دجال، دھواں، دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور عام موت یعنی قیامت اور خاص کسی ایک کی موت۔

۷۳۸۹۔ وَحَدَّثَنَاهُ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ سابقہ روایت ہی کی طرح مروی ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْعِبَادَةِ فِي الْهَرْجِ

قتل وغارت گری کے وقت عبادت کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۷۳۹۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ، رَدَّهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، رَدَّهُ إِلَى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، رَدَّهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ،

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فساد کے زمانہ میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے کے برابر ہے۔

۷۳۹۱۔ وحَدَّثَنِيهِ أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ سابقہ حدیث ہی کی طرح مروی ہے۔

بَابُ قُرْبِ السَّاعَةِ

قیامت کے قریب ہونے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے بارہ احادیث کو بیان کیا ہے

۷۳۹۲۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ

الْأَقْمَرِ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ، إِلَّا عَلَى شِرَارِ النَّاسِ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت برے لوگوں پر ہی قائم ہوگی۔

۷۳۹۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ. وَاللَّفْظُ لَهُ۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطَى، وَهُوَ يَقُولُ: بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ هَكَذَا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے اپنے انگوٹھے کے قریب والی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے۔

۷۳۹۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ قَالَ شُعْبَةُ: وَسَمِعْتُ قَتَادَةَ يَقُولُ فِي قَصَصِهِ: كَفَضْلِ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى، فَلَا أَدْرِي أَذَكَرَهُ عَنْ أَنَسٍ أَوْ قَالَهُ قَتَادَةُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اور قیامت کو ان دو (انگلیوں) کی طرح بھیجا گیا ہے۔ حضرت قتادہ اپنے قصوں میں کہتے ہیں جیسا کہ ان دونوں انگلیوں میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ انہوں نے اسے حضرت انس سے ذکر کیا یا حضرت قتادہ نے خود کہا۔

۷۳۹۵۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، وَأَبَا التَّيَّاحِ، يُحَدِّثَانِ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَنَسًا، يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ هَكَذَا وَقَرَنَ شُعْبَةُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ، الْمُسَبِّحَةِ وَالْوُسْطَى، يَحْكِيهِ،

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے اور حضرت شعبہ نے اپنی شہادت والی انگلی اور درمیان والی انگلی ملا کر آپ ﷺ سے حکایت روایت کی۔

۷۳۹۶۔ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا،

اس سند سے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے حدیث سابقہ حدیث ہی کی طرح روایت کی ہے۔

۷۳۹۷۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حَمْزَةَ يَعْنِي الضَّبِّيَّ، وَأَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ

اس سند سے بھی یہ حدیث سابقہ روایات کی طرح روایت کی گئی ہے۔

۷۳۹۸۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَعْبَدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ قَالَ: وَضَمَّ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اور قیامت کو ان دو کی طرح (اکٹھا) بھیجا گیا ہے اور آپ ﷺ نے شہادت والی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملایا۔

ہر آدمی کی موت اس کی قیامت ہے

۷۳۹۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ الْأَعْرَابُ إِذَا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوهُ عَنِ السَّاعَةِ: مَتَى السَّاعَةُ؟ فَنَظَرَ إِلَى أَحْدَثِ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ، فَقَالَ: إِنْ يَعِشْ هَذَا، لَمْ يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ، قَامَتْ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ دیہاتی لوگ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے کہ وہ کب قائم ہوگی؟ آپ ﷺ نے ان سے کم عمر آدمی کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ اگر یہ زندہ رہا تو اس کے بوڑھے ہونے سے پہلے تم پر تمہاری قیامت (موت) قائم ہوجائے گی۔

تشریح:

''ساعتکم'' ساعۃ کا اطلاق دن رات کے چوبیس اجزاء میں سے ایک جزء پر بھی ہوتا ہے اور اس موجودہ کائنات کے آخری دن کے آخری لمحہ کو بھی کہتے ہیں جو متعارف قیامت ہے اب یہاں آنحضرت ﷺ نے ایک چھوٹے بچے کو اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ

بچہ اگر زندہ رہا تو ابھی بوڑھا نہیں ہوگا کہ تمہاری قیامت قائم ہوجائے گی اس میں عام قیامت کی بات نہیں ہے بلکہ صحابہ کرام کو خطاب کر کے فرمایا کہ تمہاری قیامت قائم ہوجائے گی علماء نے قیامت کی دو قسمیں بتائی ہیں ایک قیامت صغریٰ ہوتی ہے وہ ہر آدمی کی موت ہے ''من مات فقد قامت قیامتہ'' دوسری قیامت کبریٰ ہے وہ اس کارخانہ عالم کے ٹوٹ پھوٹ اور فنا ہونے کا نام ہے یہاں ہر آدمی کی موت کو قیامت سے یاد کیا گیا ہے جس سے قیامت صغریٰ مراد ہے علماء نے لکھا ہے کہ صحابہ کرام کی صدی کا خاتمہ بھی ایک قیامت تھی یہ ایک قرن کا خاتمہ ہوتا ہے اس حدیث میں اس کی طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے کہ قرن صحابہ ختم ہوجائے گا بہرحال ایک عالم اصغر کی موت ہے یہ بھی ایک قیامت ہے اور ایک عالم اکبر زمین وآسمان کی موت ہے یہ بھی ایک قیامت ہے جب صحابہ کرام میں سے آخری صحابی حضرت ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کی موت واقع ہوئی تو اس سے قرن صحابہ ختم ہوگئی آپ کا انتقال ۱۱۰ھ میں ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس گفتگو کے وقت سے اس صحابی کی وفات تک ایک سو سال پورے ہوگئے۔

۷۴۰۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ؟ وَعِنْدَهُ غُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، يُقَالُ لَهُ مُحَمَّدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ يَعِشْ هَذَا الْغُلَامُ، فَعَسَى أَنْ لَا يُدْرِكَهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: قیامت کب قائم ہوگی؟ اس کے ساتھ انصار کا ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا، جسے محمد کہا جاتا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو ہوسکتا ہے کہ اس کے بوڑھا ہونے سے پہلے قیامت (موت) قائم ہوجائے۔

۷۴۰۱۔ وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنَزِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ؟ قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هُنَيْهَةً، ثُمَّ نَظَرَ إِلَى غُلَامٍ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ، فَقَالَ: إِنْ عُمِّرَ هَذَا، لَمْ يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: ذَاكَ الْغُلَامُ مِنْ أَتْرَابِي يَوْمَئِذٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: قیامت کب قائم ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوگئے۔ پھر اپنے سامنے موجود قبیلہ ازدشنوءہ کے ایک لڑکے کی طرف

دیکھا تو ارشاد فرمایا: اگر اس لڑکے کو عمر دی گئی تو اسے بڑھاپا نہیں آئے گا۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔
حضرت انس نے کہا: وہ لڑکا ان دنوں میرے ہم عمر لڑکوں میں سے تھا۔

۷۴۰۲۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: مَرَّ غُلَامٌ لِلْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، وَكَانَ مِنْ أَقْرَانِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ يُؤَخَّرْ هٰذَا، فَلَنْ يُدْرِكَهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کا ایک لڑکے پر گزر ہوا اور وہ میرے ہم عمروں میں سے تھا۔ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ زندہ رہا تو ہرگز بوڑھا نہ ہوگا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے (یعنی ان لوگوں کی موت آ جائے گی)۔

۷۴۰۳۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: تَقُومُ السَّاعَةُ وَالرَّجُلُ يَحْلُبُ اللِّقْحَةَ، فَمَا يَصِلُ الْإِنَاءُ إِلَى فِيهِ حَتّٰى تَقُومَ، وَالرَّجُلَانِ يَتَبَايَعَانِ الثَّوْبَ، فَمَا يَتَبَايَعَانِهِ حَتّٰى تَقُومَ، وَالرَّجُلُ يَلِطُ فِي حَوْضِهِ، فَمَا يَصْدُرُ حَتّٰى تَقُومَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم ہوگی اور آدمی اونٹنی کا دودھ نکال رہا ہوگا اور برتن اس کے منہ تک نہ پہنچے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور دو آدمی کپڑے کی خرید وفروخت کر رہے ہوں گے اور ان کی خرید وفروخت مکمل ہونے سے پہلے قیامت قائم ہو جائے گی اور کوئی آدمی اپنے حوض کو درست کر رہا ہوگا اور وہ اس سے دور نہ ہوگا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

بَابُ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ

صور کی دو پھونکوں کے درمیان فاصلہ کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۷۴۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ قَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ، قَالُوا: أَرْبَعُونَ شَهْرًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ، قَالُوا: أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: أَبَيْتُ، ثُمَّ يُنْزِلُ

اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُونَ، كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ قَالَ: وَلَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلَى، إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا، وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ، وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: دونوں نفخوں کے درمیان چالیس کا وقفہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا: اے ابو ہریرہ! چالیس دن؟ انہوں نے کہا: میں نہیں کہتا لوگوں نے کہا: چالیس ماہ؟ انہوں نے کہا میں نہیں کہتا انہوں نے کہا کیا چالیس سال؟ انہوں نے کہا: میں تو نہیں کہتا۔ پھر اللہ عزوجل آسمان سے پانی اتاریں گے۔ جس سے لوگ سبزہ کے اگنے کی طرح اگیں گے اور انسان کی ایک ہڈی کے سوا سب چیز گل سڑ جائے گی اور وہ ریڑھ کی ہڈی ہے اور اس ہڈی سے مخلوق کو قیامت کے روز جمع کیا جائے گا (لیکن انبیائے کرام علیہم السلام مستثنیٰ ہیں کیونکہ ان کے اجساد کو اللہ نے زمین پر کھانا حرام کردیا)۔

تشریح:

''ابیت'' یعنی میں یقین سے نہیں کہہ سکتا ہوں کہ صور کے دو نفخوں کے درمیان کا وقفہ چالیس دن ہوگا یا مہینے یا سال ہوگا بلکہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے نووی نے لکھا ہے کہ صحیح مسلم کے علاوہ حدیث کی کتابوں میں حضرت ابو ہریرہ کے علاوہ راویوں نے تصریح کی ہے کہ دو نفخوں کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہوگا۔

''عجب الذنب'': انسان کی کمر میں جو مہرے ہیں نیچے کی طرف آخری مہرہ کے پاس ایک نرم ہڈی ہوتی ہے اسی کو عجب الذنب کہا گیا ہے اس ہڈی کو ڈھڈی کہتے ہیں جانوروں میں دم کے نکلنے کے لیے یہی ہڈی جڑ ہے ذنب دم کو کہتے ہیں منة المنعم میں لکھا ہے وهو آخر فقار الظهر والعجب عظم لطيف يكون مثل حبة الخردل ومنه ينبت الانسان اھ

''والرجل یلط'' یہ صیغہ لاط یلیط اور لاط یلوط سے ہے یلط یلیط کے معنی میں ہے دیوار وغیرہ کی لپائی اور پلستر کو کہتے ہیں قیامت کے اچانک واقع ہونے کی طرف اشارہ ہے یہ سابق باب کی حدیث کے الفاظ ہیں۔

''یاکله التراب'' یعنی انسان کے جسم کے تمام اجزاء کو مٹی کھا جاتی ہے عجب الذنب کو نہیں کھاتی نووی نے لکھا ہے کہ یہ کھانا عام ہے مگر اس سے انبیاء کرام خاص اور مستثنیٰ ہیں کیونکہ زمین پر ان کے اجسام کا کھانا حرام کردیا گیا ہے۔

٧٤٠٥ ـ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كُلُّ ابْنِ آدَمَ يَأْكُلُهُ التُّرَابُ، إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ مِنْهُ، خُلِقَ وَفِيهِ يُرَكَّبُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابن آدم کی ریڑھ کی ہڈی کے علاوہ سارے جسم کو مٹی کھا جاتی ہے۔ اسی ریڑھ کی ہڈی سے پیدا کیا گیا اور اسی میں جمع کیے جائیں گے۔

۷۴۰۶- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا۔ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ فِي الْإِنْسَانِ عَظْمًا لَا تَأْكُلُهُ الْأَرْضُ أَبَدًا، فِيهِ يُرَكَّبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالُوا أَيُّ عَظْمٍ هُوَ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: عَجْبُ الذَّنَبِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے مروی روایات میں سے ایک روایت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان میں ایک ایسی ہڈی ہے جسے زمین کبھی بھی نہیں کھا سکے گی۔ اسی ہڈی پر قیامت کے دن جمع کیا جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ ہڈی کونسی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ دُم کی ہڈی کا سرا یعنی ریڑھ کی ہڈی ہے۔

كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَاقِ

زُھد ورقاق کابیان

قال الله تبارک وتعالیٰ ﴿یایھاالذین امنوا اتقوا الله ولتنظر نفس ماقدمت لغد﴾(الحشر)

وقال تعالیٰ ﴿یا ایھاالذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا﴾(تحریم)

''رقاق'' جمع ہےاس کامفرد رقیق ہے جس طرح صغار جمع ہےاس کامفرد صغیر ہےاور کبار جمع ہے جس کامفرد کبیر ہے رقائق بھی جمع ہےاس کامفرد رقیقۃ ہے دونوں کامفہوم ایک ہی ہے یعنی دل کونرم کرنے والی باتیں، یہاں رقاق سے وہ کلمات مراد ہیں جس کے سننے سے آدمی کادل نرم ہوجاتا ہےاوردل دنیا سے بے رغبت ہوکرآخرت کی طرف راغب ہوجاتا ہے۔

رقاق کے نام سے احادیث کی کتابوں میں طویل ابواب ملتے ہیں ان ابواب میں محدثین وہ احادیث بیان کرتے ہیں جن سے دل متاثر ہوجاتے ہیں اور موم کی طرح نرم پڑجاتے ہیں امام مسلم نے بھی عام محدثین کے اتباع کرتے ہوئے کتاب الرقاق کو ذکرفرمایاہےاوراس میں بیس ابواب رکھے ہیں رقاق کےعنوان کے تحت تو خالص رقاق ہی سے متعلق احادیث درج فرمائی ہیں اور پھرمختلف عنوانات کے تحت رقاق اورحکمت وموعظت پرمبنی احادیث کاایک بڑاذخیرہ اکٹھافرمایاہے اگرکوئی انسان سینہ میں پتھر کے بجائے گوشت کادل رکھتاہےتو وہ ان احادیث کے پڑھنے سننے سے پانی پانی ہوجاتاہےاوراگرایسانہ ہوتو پھراس پرکسی چیز کااثرمحال ہوگا،ایک شاعرکہتاہے۔ لا ینفع الوعظ قلبا قاسیا ابدا ☆ وھل یلین بقول الواعظ الحجر

یعنی سنگ دل انسان کوکبھی بھی نصیحت فائدہ نہیں دیتی کیاکسی واعظ کےوعظ سے پتھرنرم ہوسکتاہے؟نہیں

امام مسلم کی احادیث پرعلامہ نووی نے رقاق کے ساتھ زھد کاعنوان بھی لگادیاہےاس کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ زھد اوررقاق کا مطلوب ومقصودایک ہی ہے۔

بَاب الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ، وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

دنیامؤمن کے لیےقیدخانہ اورکافر کے لیے جنت نظیر ہے

اس باب میں امام مسلم نے چھیالیس احادیث کاڈھیرلگادیاہے

۷٤٠۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ، وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت۔

تشریح:

"سجن المؤمن" اس حدیث کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں پہلا مفہوم یہ ہے کہ دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ کی طرح ہے مطلب یہ ہے کہ مؤمن کے لیے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں جو عظیم نعمتیں اور بڑا ثواب اور اجر عظیم تیار کیا ہے اس کے مقابلے میں مؤمن کے لیے دنیا کی زندگی قید خانہ کی طرح ہے اگر چہ وہ دنیا میں آسائش کی زندگی گزارتا ہو اسی طرح کافر کے لیے آخرت میں جو قسم قسم کے عذاب تیار کیے گئے ہیں اس کے مقابلہ میں کافر کے لیے دنیا کی زندگی ایسی ہے جیسے وہ جنت میں رہ رہا ہو اگر چہ اس کو یہاں تکلیف بھی ہو اور مصیبت میں پڑا ہو اسی حقیقت کے پیش نظر ایک دفعہ ایک غریب یہودی نے حضرت حسنؓ سے کہا کہ آپ کے نانا جان کا یہ قول کہ دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے میری اور آپ کی حالت پر کیسے صادق آسکتا ہے کیونکہ تم گھوڑے پر سواری کرتے ہو عیش عشرت کی زندگی گزارتے ہو اور میں مصائب اور آلام اور تکالیف و بیماری سے بھر پور زندگی گزارتا ہوں؟

اس کے جواب میں حضرت حسنؓ نے مندرجہ بالا حدیث کا یہی مفہوم بیان فرمایا کہ آخرت کے مصائب کے مقابلہ میں تم یہاں دنیا میں جنت میں ہو۔ اس حدیث کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ ہے کیونکہ ہر ہر لحہ مؤمن اس دنیا میں احتیاط کے ساتھ گزارتا ہے قدم قدم پر اس کے لیے پابندیاں ہیں اور وہ انتہائی پابندی کی زندگی گزارتا ہے گویا یہ دنیا اس کے لیے قید خانہ ہے اور وہ اس میں قیدی کی حیثیت سے زندگی گزار رہا ہے اس کے برعکس کافر اس دنیا میں کسی پابندی کا قائل نہیں اور نہ پابند ہے دنیا کی ہر جائز و ناجائز لذت سے لطف اندوز ہو رہا ہے او، یہ نعرہ لگا رہا ہے کہ ع بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ یہ دوسرا مفہوم زیادہ واضح اور حدیث کے مطابق ہے اس کی تائید مشہور بزرگ حضرت فضیل بن عیاض کے قول سے بھی ہوتی ہے آپ نے فرمایا "من ترک لذات الدنیا وشهواتها فهو فی سجن فاما الذی لا یترک لذاتها وتمتعاتها فای سجن علیه؟"

منقول ہے کہ جب داؤد طائی کا انتقال ہو گیا تو ایک غیبی آواز آئی کہ "اطلق داود من السجن" کہ داؤد طائی جیل سے رہا کر دیا گیا۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے: کون کہتا ہے کہ مؤمن مر گیا قید سے چھوٹا وہ اپنے گھر گیا

امام بخاری درس حدیث دے رہے تھے کہ یہ خبر آئی کہ امام دارمی رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا آپ نے سر جھکا لیا اور پھر اپنے آپ کو

خطاب کر کے فرمایا: ان تبق تفجع بالاحبة كلهم وبقاء نفسك لا ابالك افجع

تم جب تک تم زندہ رہو گے دوستوں کے انتقال کا درد اٹھاتے رہو گے اور تیرا بھلا ہو تیرا باقی رہنا سب سے بڑا درد ہے۔

۷۴۰۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِالسُّوقِ، دَاخِلًا مِنْ بَعْضِ الْعَالِيَةِ، وَالنَّاسُ كَنَفَتَهُ، فَمَرَّ بِجَدْيٍ أَسَكَّ مَيِّتٍ، فَتَنَاوَلَهُ فَأَخَذَ بِأُذُنِهِ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنَّ هَذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ؟ فَقَالُوا: مَا نُحِبُّ أَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ، وَمَا نَصْنَعُ بِهِ؟ قَالَ: أَتُحِبُّونَ أَنَّهُ لَكُمْ؟ قَالُوا: وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ حَيًّا، كَانَ عَيْبًا فِيهِ، لِأَنَّهُ أَسَكُّ، فَكَيْفَ وَهُوَ مَيِّتٌ؟ فَقَالَ: فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ، مِنْ هَذَا عَلَيْكُمْ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ایک مرتبہ) بازار سے گزرتے ہوئے کسی بلندی سے مدینہ منورہ میں داخل ہو رہے تھے اور صحابہ کرام آپ کے دونوں طرف تھے آپ ﷺ نے بھیڑ کا ایک بچہ جو چھوٹے کانوں والا تھا، اُسے مرا ہوا دیکھا۔ آپ ﷺ نے اس کا کان پکڑ کر فرمایا: تم میں سے کون اسے ایک درہم میں لینا پسند کرے گا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: ہم میں سے کوئی بھی اسے کسی چیز کے بدلے میں لینا پسند نہیں کرتا اور ہم اسے لے کر کیا کریں گے (کیونکہ یہ تو مردار ہے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ یہ تمہیں مل جائے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: اللہ کی قسم! اگر یہ (بھیڑ کا بچہ) زندہ بھی ہوتا تو پھر بھی اس میں عیب تھا کیونکہ اس کا کان چھوٹا ہے حالانکہ اب تو یہ مردار ہے (اسے کون لے گا؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ کے ہاں یہ دنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے کہ جس طرح تمہارے نزدیک یہ مردار ذلیل ہے۔

تشریح:

''جدی'' بکری کے چھوٹے بچے کو جدی کہتے ہیں ''اسک'' کاف پر شد ہے بکری کے اس بچے کو کہتے ہیں جس کے کان بالکل کٹے ہوئے ہوں یا بالکل نہ ہوں یا چھوٹے چھوٹے ہوں، یہ اس کے بے حقیقت اور ذلت وحقارت کی طرف اشارہ ہے خصوصا جب کہ وہ بچہ مرا ہوا مردار بھی ہو۔

آنحضرت نے اس مثال سے دنیا کی حقارت اور بے ثباتی اور بے حیثیت ہونے کی طرف انسانوں کو متوجہ فرمایا ہے کہ مقصود زندگی آخرت ہے اس کو فراموش کرنا چاہیے اور دنیا کی محبت سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ ایک حدیث میں ہے ''حب الدنیا راس کل خطیئة'' اور ایک قول ہے کہ ''ترک الدنیا راس کل عبادة''

اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی محبت میں گرفتار شخص کا ہر کام خودغرضی اور لالچ کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ اہل اللہ اور اہل معرفت نے کہا ہے کہ جس شخص کے دل میں دنیا کی محبت بیٹھ گئی تو پوری دنیا کے اولیاء اللہ اور مرشدین اس کو راہ راست پر نہیں لاسکتے ہیں اور جس شخص نے دنیا کو دل سے نکال دیا تو پوری دنیا کے مفسدین اس کو گمراہ نہیں کر سکتے ہیں۔

۷۴۰۹۔ **حَدَّثَنِي** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ السَّامِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِيَانِ الثَّقَفِيَّ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ الثَّقَفِيِّ: فَلَوْ كَانَ حَيًّا كَانَ هَذَا السَّكَكُ بِهِ عَيْبًا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث ہی کی طرح روایت نقل کی ہے صرف لفظی فرق ہے (معنی ومفہوم ایک ہے)۔

۷۴۱۰۔ **حَدَّثَنَا** هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَأُ: أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ، قَالَ: يَقُولُ ابْنُ آدَمَ: مَالِي، مَالِي، قَالَ: وَهَلْ لَكَ، يَا ابْنَ آدَمَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ، أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ، أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ؟،

حضرت مطرف رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ ﷺ پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابن آدم کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، میرا مال۔ اے ابن آدم! تیرا کیا مال ہے؟ تیرا مال تو صرف وہی ہے جو تو نے کھالیا اور ختم کرلیا یا جو تو نے پہن لیا اور پرانا کرلیا یا جو تو نے صدقہ کیا پھر تو ختم ہو گیا۔

۷۴۱۱۔ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، وَقَالَا: جَمِيعًا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدٍ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، كُلُّهُمْ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ هَمَّامٍ

حضرت مطرف رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گیا اور پھر حضرت ہمام کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث ذکر کی۔

۷۴۱۲۔ حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَقُولُ الْعَبْدُ: مَالِي، مَالِي، إِنَّمَا لَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلَاثٌ: مَا أَكَلَ فَأَفْنَى،

أَوْ لَبِسَ فَأَبْلَى، أَوْ أَعْطَى فَاقْتَنَى، وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ، وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ کہتا ہے۔ میرا مال، میرا مال۔ حالانکہ اس کے مال میں سے اس کی صرف تین چیزیں ہیں: جو کھایا اور ختم کرلیا یا جو پہنا اور پرانا کرلیا یا جو اس نے (اللہ کے راستہ میں) دیا (یہ اس نے آخرت کے لیے جمع کرلیا) اس کے علاوہ تو صرف جانے والا اور لوگوں کے لیے چھوڑنے والا ہے۔

۷۴۱۳۔ وحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت علاء بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

۷۴۱۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ، فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى وَاحِدٌ، يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ، فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرنے والے کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں پھر دو چیزیں واپس آجاتی ہیں جب کہ ایک چیز باقی رہ جاتی ہے مرنے والے کے ساتھ اس کے گھر والے اور اس کا مال اور اس کے عمل جاتے ہیں۔ اس کے گھر والے اور اس کا مال تو واپس آجاتا ہے اور اس کا عمل باقی رہ جاتا ہے۔

۷۴۱۵۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيبِيَّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيفُ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ، يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ، فَوَافَوْا صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُولِ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا صَلَّی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ، فَتَعَرَّضُوا لَہُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِینَ رَآھُمْ، ثُمَّ قَالَ: أَظُنُّکُمْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَیْدَۃَ قَدِمَ بِشَیْءٍ مِنَ الْبَحْرَیْنِ؟ فَقَالُوا: أَجَلْ یَا رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ: فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا یَسُرُّکُمْ، فَوَاللّٰہِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَی عَلَیْکُمْ، وَلَکِنِّی أَخْشَی عَلَیْکُمْ أَنْ تُبْسَطَ الدُّنْیَا عَلَیْکُمْ، کَمَا بُسِطَتْ عَلَی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ، فَتَنَافَسُوھَا کَمَا تَنَافَسُوھَا، وَتُھْلِکَکُمْ کَمَا أَھْلَکَتْھُمْ،

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ جو کہ بنی عامر بن لوئی کے حلیف تھے، سے مروی ہے کہ وہ غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے۔ انہوں نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو (ملک) بحرین کی طرف بھیجا تا کہ وہاں سے جزیہ وصول کر کے لائیں اور رسول اللہ ﷺ نے بحرین والوں سے صلح کر لی تھی اور ان پر حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے (جزیہ) کا مال وصول کر کے لائے۔ انصار نے جب یہ بات سنی کہ حضرت ابوعبیدہ آگئے ہیں تو انہوں نے فجر کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی پھر جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور انصار آپ ﷺ کے سامنے پیش ہوئے تو رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ کر خوش ہوئے (مسکرائے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میرا گمان ہے کہ تم نے سن لیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بحرین سے کچھ (مال) لے کر آئے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خوش ہو جاؤ اور تم لوگ اس بات کی امید رکھو کہ جس سے تمہیں خوشی ہوگی۔ اللہ کی قسم! مجھے تم پر فقر کا ڈر نہیں ہے بلکہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں تم پر دنیا کشادہ نہ ہو جائے جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر دنیا کشادہ ہوئی تھی اور پھر تم ایک دوسرے سے حسد کرنے لگو جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں نے حسد کیا اور تم ہلاک ہو جاؤ جس طرح کہ تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے۔

تشریح:

"فتنافسوھا" ای فتتنافسوا فیھا نفیس چیز کی طرف قلبی اور میلان کو تنافس کہتے ہیں مراد رغبت ہے کہ دنیا کہ نفیس چیزوں میں تم بہت زیادہ رغبت کرنے لگ جاؤ گے کہ اس میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر آگے دوڑو گے۔ اور اس کے جمع کرنے میں لگ جاؤ گے اس میں حرص کرنے لگ جاؤ گے پھر کثرت کی وجہ سے تکبر و تجبر اور بغاوت میں پڑ جاؤ گے تو آخرت کے اعتبار سے ہلاک ہو جاؤ گے یا دنیا کے لوگوں کے ساتھ عداوتیں شروع ہو جائیں گی تو وہ تمہیں ہلاک کر دیں گے یہ دنیا کی بھی ہلاکت ہے اور آخرت کی بھی ہلاکت ہے ریشم کے کیڑے کی طرح جو اپنے جسم سے ریشم کا دھاگہ نکال کر اپنے جسم پر لپیٹ لیتا ہے اور آخر میں

اسی میں دب کر مرجاتا ہے یا گوبر کے کیڑے گبریلے کی طرح گندگی کا گولہ بنا کر اپنے بل میں داخل کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر سوراخ تنگ ہونے کی وجہ سے اسے چھوڑ کر اندر جاتا ہے انسان بھی سب کچھ چھوڑ کر قبر میں تنہا داخل ہو جاتا ہے۔

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

بہر حال کثرت مال میں ہلاکت یہ بھی ہے کہ مال جب آدمی کو گھیر لیتا ہے تو وہ بزدل بن کر جہاد سے گھبراتا ہے تو دشمن آکر اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔

''الی البحرین'' یہ خلیج عرب کے ساحل میں واقعہ ایک شہر کا نام ہے جو آج کل احساء کا ایک حصہ ہے ''صالح اهل البحرين'' یعنی آنحضرت ﷺ نے اہل بحرین کے ساتھ صلح مصالحہ کیا اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ آنحضرت جب جعرانہ سے واپس آگئے تو آپ نے حضرت علاء بن الحضرمی کو منذر بن ساوی کی طرف دعوت اسلام کے لیے روانہ فرمایا منذر بن ساوی اس وقت بحرین کا گورنر تھا اس نے اسلام قبول کیا اور اس علاقے کے مجوس پر جزیہ مقرر کیا اسی جزیہ کے لیے آنحضرت نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو روانہ فرمایا یہ جزیہ ایک لاکھ دراہم پر مشتمل تھا اسی کے بارے میں مدینہ کے انصار نے سنا تو فجر کی نماز کے وقت اکٹھے ہو گئے آنحضرت مسکرائے اور ان کو مال آنے کی بشارت دیدی لیکن دنیا کی فروانی سے بہت زیادہ ڈرایا کہ اس نے سابقہ امتوں کو تباہ کیا اور خطرہ ہے کہ تمہاری امت کو بھی تباہ کر دے گی کیونکہ مال کی کثرت سے آدمی بزدل بن جاتا ہے تو جہاد چھوڑ بیٹھتا ہے اور جہاد کا چھوڑنا دنیا اور آخرت کی ذلت و ہلاکت ہے۔

۷۴۱۶۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، جَمِيعًا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِإِسْنَادِ يُونُسَ، وَمِثْلِ حَدِيثِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ صَالِحٍ: وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا أَلْهَتْهُمْ

حضرت زہری سے حضرت یونس کی سند کے ساتھ اور اس کی مذکورہ روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی گئی ہے سوائے اس کے کہ اس روایت میں یہ ہے کہ وہ تمہیں بھی غفلت میں ڈال دے جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں کو غفلت میں ڈالا۔

۷۴۱۷۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ، حَدَّثَهُ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ رَبَاحٍ هُوَ أَبُو فِرَاسٍ، مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا فُتِحَتْ عَلَيْكُمْ فَارِسُ

وَالرُّومُ، أَيُّ قَوْمٍ أَنْتُمْ؟ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: نَقُولُ كَمَا أَمَرَنَا اللّٰهُ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ، تَتَنَافَسُونَ، ثُمَّ تَتَحَاسَدُونَ، ثُمَّ تَتَدَابَرُونَ، ثُمَّ تَتَبَاغَضُونَ، أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ، ثُمَّ تَنْطَلِقُونَ فِي مَسَاكِينِ الْمُهَاجِرِينَ، فَتَجْعَلُونَ بَعْضَهُمْ عَلَى رِقَابِ بَعْضٍ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ: آپ نے ارشاد فرمایا: جب فارس اور روم کو فتح کرلیا جائے گا تو اس وقت تم کس حال میں ہوگے؟ حضرت عبدالرحمن بن عوف ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: ہمیں جس طرح اللہ نے حکم فرمایا ہے (یعنی ہر حال میں اللہ کا شکرادا کریں گے) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا اس کے علاوہ اور کچھ نہیں؟ تم ایک دوسرے پر رشک کروگے پھر آپس میں ایک دوسرے سے حسد کروگے پھر آپس میں ایک دوسرے سے بگاڑ پیدا کروگے پھر آپس میں ایک دوسرے سے بغض رکھوگے یا آپ ﷺ نے اسی طرح کچھ فرمایا پھر تم مسکین مہاجروں کی طرف جاؤگے اور پھر ایک دوسرے کی گردنوں پر سواری کروگے۔

تشریح:

"أَيُّ قَوْمٍ أَنْتُمْ" یعنی آنحضرت نے صحابہ سے فرمایا کہ جب فارس اور روم فتح ہوجائے اور مال کی فروانی آجائے تو تم اعمال کے اعتبار سے اور آپس کے سلوک اور معاشرت میں کیسے رہوگے؟ "کما امرنا الله" یعنی ہم تو یہی جواب دیتے ہیں کہ ہم اس مال کی فروانی کے وقت وہی کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا اللہ کا شکرادا کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کریں گے اور اپنے محتاج مسلمان بھائیوں کی خوب مدد کریں گے "او غیــــر ذلک" یعنی اس کے علاوہ کچھ اور ہوگا کہ ایک دوسرے پر سبقت لوگے حسد کروگے عداوت کروگے بغض وعناد ہوگا۔

"فتجعلون بعضهم علی رقاب بعض" یعنی بعض کو بعض پر امیر مقرر کروگے اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ آج فقراء مہاجرین اور مساکین شمار ہوتے ہیں عن قریب وہ ایک دوسرے پر امیر مقرر ہوجائیں گے تو آپس میں مال وجاہ پر سبقت لینا شروع ہوجائے گا۔

۷۴۱۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ۔ قَالَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا، وقَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا۔ الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِزَامِيُّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلَى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ مِمَّنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی کسی

دوسرے ایسے آدمی کو دیکھ کر جو اس سے مال اور صورت میں بڑھ کر ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اسے بھی دیکھے کہ جو اس سے (مال وصورت) میں کم تر ہو جسے اس پر فضیلت دی گئی ہے۔

۷۴۱۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي الزِّنَادِ سَوَاءً

حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے حضرت ابوالزناد کی روایت کردہ حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں۔

دین داری میں اوپر والے کو دیکھو دنیا داری میں نیچے والے کو دیکھو

۷۴۲۰۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ۔ وَاللَّفْظُ لَهُ۔ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْظُرُوا إِلَى مَنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ، وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَهُوَ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ۔ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ۔ عَلَيْكُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس آدمی کی طرف دیکھو جو تم سے کم تر درجہ میں ہے اور اس آدمی کی طرف نہ دیکھو کہ جو درجہ میں تم میں سے بلند ہو تم اللہ تعالیٰ کی (عطا کردہ) نعمتوں کو حقیر نہ سمجھنے لگ جاؤ۔

حَدِيثُ الْأَقْرَعِ وَالْأَبْرَصِ وَالْأَعْمٰى

گنجے اور کوڑھ کے مریض اور اندھے کا قصہ

۷۴۲۱۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ: أَبْرَصَ، وَأَقْرَعَ، وَأَعْمَى، فَأَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا، فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: لَوْنٌ حَسَنٌ، وَجِلْدٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبُ عَنِّي الَّذِي قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ قَالَ: فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهُ، وَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْدًا حَسَنًا، قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْإِبِلُ۔ أَوْ قَالَ الْبَقَرُ، شَكَّ إِسْحَاقُ۔ إِلَّا أَنَّ الْأَبْرَصَ، أَوِ الْأَقْرَعَ، قَالَ أَحَدُهُمَا: الْإِبِلُ، وَقَالَ الْآخَرُ:

الْبَقَرُ، قَالَ: فَأُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ، فَقَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيهَا، قَالَ: فَأَتَى الْأَقْرَعَ، فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: شَعَرٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ عَنِّي هَذَا الَّذِي قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ، قَالَ: فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ، وَأُعْطِيَ شَعَرًا حَسَنًا، قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْبَقَرُ، فَأُعْطِيَ بَقَرَةً حَامِلًا، فَقَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيهَا، قَالَ: فَأَتَى الْأَعْمَى، فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: أَنْ يَرُدَّ اللّٰهُ إِلَيَّ بَصَرِي، فَأُبْصِرَ بِهِ النَّاسَ، قَالَ: فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ، قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْغَنَمُ، فَأُعْطِيَ شَاةً وَالِدًا، فَأُنْتِجَ هَذَانِ وَوَلَّدَ هَذَا، قَالَ: فَكَانَ لِهَذَا وَادٍ مِنَ الْإِبِلِ، وَلِهَذَا وَادٍ مِنَ الْبَقَرِ، وَلِهَذَا وَادٍ مِنَ الْغَنَمِ، قَالَ: ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الْأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِسْكِينٌ، قَدِ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي، فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ، وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ، وَالْمَالَ بَعِيرًا، أَتَبَلَّغُ عَلَيْهِ فِي سَفَرِي، فَقَالَ: الْحُقُوقُ كَثِيرَةٌ، فَقَالَ لَهُ: كَأَنِّي أَعْرِفُكَ، أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ؟ فَقِيرًا فَأَعْطَاكَ اللّٰهُ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا وَرِثْتُ هَذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا، فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلَى مَا كُنْتَ، قَالَ: وَأَتَى الْأَقْرَعَ فِي صُورَتِهِ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهَذَا، وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَى هَذَا، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلَى مَا كُنْتَ، قَالَ: وَأَتَى الْأَعْمَى فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِسْكِينٌ وَابْنُ سَبِيلٍ، انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي، فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ، ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ، شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِي سَفَرِي، فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيَّ بَصَرِي، فَخُذْ مَا شِئْتَ، وَدَعْ مَا شِئْتَ، فَوَاللّٰهِ لَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ شَيْئًا أَخَذْتَهُ لِلّٰهِ، فَقَالَ: أَمْسِكْ مَالَكَ، فَإِنَّمَا ابْتُلِيتُمْ، فَقَدْ رُضِيَ عَنْكَ وَسُخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے کہ

بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے۔ (۱) کوڑھی (۲) گنجا (۳) اندھا۔

تو اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ ان تینوں کو آزمایا جائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا وہ کوڑھی آدمی کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ تجھے کس چیز سے (زیادہ پیار) ہے؟ وہ کوڑھی کہنے لگا: میرا خوبصورت رنگ ہو، خوبصورت جلد ہو اور مجھ سے یہ بیماری (کوڑھ) چلی جائے، جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فرشتے نے اس کوڑھی (کے جسم پر) ہاتھ پھیرا تو اس سے وہ بیماری چلی گئی اور اس کو خوبصورت رنگ اور

خوبصورت جلد عطا کر دی گئی۔ فرشتے نے کہا: تجھے مال کونسا زیادہ پیارا ہے؟ وہ کہنے لگا: اونٹ یا اس نے کہا: گائے۔ راوی حدیث حضرت اسحٰق کو شک ہے لیکن ان دونوں (یعنی کوڑھی اور گنجے) میں سے ایک نے اونٹ کہا اور دوسرے نے گائے کہا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے دس مہینے کی گابھن اونٹنی دیدی گئی پھر فرشتے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر فرشتہ گنجے آدمی کے پاس آیا اور اسے کہا: تجھے کونسی چیز سب سے زیادہ پیاری ہے کہنے لگا: خوبصورت بال اور گنجے پن کی یہ بیماری کہ جس کی وجہ لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں، مجھ سے چلی جائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فرشتے نے اس کے (سر پر) ہاتھ پھیرا تو اس سے وہ بیماری چلی گئی اور اسے خوبصورت بال عطا کر دیئے گئے۔ فرشتے نے کہا: تجھے سب سے زیادہ مال کونسا پسند ہے؟ وہ کہنے لگا گائے، پھر اسے حاملہ گائے عطا کر دی گئی اور فرشتے نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر فرشتہ اندھے آدمی کے پاس آیا اور اس سے کہا: تجھے کونسی چیز سب سے زیادہ پیاری ہے؟ وہ اندھا کہنے لگا: اللہ تعالیٰ میری بینائی واپس لوٹا دے تاکہ میں (اپنی آنکھوں کے ذریعے) لوگوں کو دیکھ سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا فرشتے نے (اس کی آنکھوں پر) ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی اسے واپس لوٹا دی۔ فرشتے نے کہا تجھے مال کونسا سب سے زیادہ پسند ہے؟ وہ کہنے لگا بکریاں۔ تو پھر اسے ایک گابھن بکری دیدی گئی۔ چنانچہ پھر اس نے بچے دیئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوڑھی آدمی کا اونٹوں سے جنگل بھر گیا اور گنجے آدمی کی گایوں کی ایک وادی بھر گئی اور اندھے آدمی کا بکریوں کا ریوڑ بھر گیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر (کچھ عرصہ بعد) وہی فرشتہ کوڑھی شکل وصورت میں کوڑھی آدمی کے پاس آیا اور اس سے کہا: میں ایک مسکین آدمی ہوں اور سفر میں میرا سارا زادِ راہ ختم ہو گیا ہے جس کی وجہ سے میں آج (اپنی منزل مقصود پر) سوائے اللہ تعالیٰ کی مدد کے اور پھر تیری مدد کے نہیں پہنچ سکتا تو میں تجھ سے اسی کے نام پر سوال کرتا ہوں کہ جس نے تجھے خوبصورت رنگ اور خوب صورت جلد اور اونٹ کا مال عطا فرمایا (مجھے صرف ایک اونٹ دیدے) جو میرے سفر میں میرے کام آئے۔ وہ کوڑھی کہنے لگا: (میرے اوپر) بہت زیادہ حقوق ہیں۔ فرشتے نے کہا: کہ گویا میں تجھے پہچانتا ہوں کیا تو کوڑھی اور محتاج نہیں تھا تجھ سے لوگ نفرت کرتے تھے پھر اللہ پاک نے تجھے یہ مال عطا فرمایا۔ وہ کوڑھی کہنے لگا: یہ مال تو مجھے میرے باپ دادا سے وراثت میں ملا ہے۔ فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹ کہہ رہا ہے تو پھر اللہ تجھے اسی طرح کر دے جس طرح کہ تو پہلے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر فرشتہ گنجے کی شکل میں گنجے کے پاس آیا اور اس سے بھی وہی کچھ کہا کہ جو کوڑھی سے کہا تھا پھر اس گنجے نے بھی وہی جواب دیا کہ جو کوڑھی نے جواب دیا تھا فرشتہ نے اس سے بھی یہی کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے اسی طرح کر دے جس طرح کہ تو پہلے تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر فرشتہ اندھے کی شکل وصورت میں اندھے کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک مسکین اور مسافر ہوں اور میرے سفر کے تمام اسباب وغیرہ ختم ہو گئے ہیں اور

میں آج سوائے اللہ تعالیٰ کی مدد کے اور پھر تیری مدد کے اپنی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا میں تجھ سے اسی اللہ کے نام پر کہ جس نے تجھے بینائی عطا کی ایک بکری کا سوال کرتا ہوں جو کہ مجھے میرے سفر میں کام آئے۔ وہ اندھا کہنے لگا کہ میں بلاشبہ اندھا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے میری بینائی واپس لوٹا دی۔ اللہ کی قسم میں آج تمہارے ہاتھ نہیں روکوں گا۔ تم جو چاہو (میرے مال سے) لے لو اور جو چاہو چھوڑ دو۔ تو فرشتے نے (اندھے سے) کہا: تم اپنا مال اپنے پاس روک دو کیونکہ تم تینوں آدمیوں کو آزمایا گیا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ تجھ سے راضی ہو گیا ہے اور تیرے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہو گیا ہے۔

تشریح:

''الابرص'' اس کا ترجمہ کوڑھ کا مریض ہے یہ ایک بیماری ہے جس سے انسان کی کھال سفید ہو جاتی ہے جسم کا کچھ حصہ اصلی طبیعت پر رہتا ہے اور کچھ حصہ غیر طبعی طور پر سفید ہو جاتا ہے اس کو کوڑھ کی بیماری کہتے ہیں ''قذرنی'' یعنی لوگوں کو مجھ سے گھن آتی ہے اور مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ ''عشراء'' دس ماہ کی گابھن اونٹنی کو کہتے ہیں عرب کے ہاں یہ محبوب ترین مال ہوتا ہے۔ ''الاقرع'' اس کا ترجمہ گنجا ہے مگر آج کل لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سر کا بال منڈانا گنجا ہونا ہے گنجا یہ نہیں بلکہ یہ سر میں ایک بیماری ہوتی ہے کہ پورے سر میں پیپ اور خون سے بھرے پھوڑے نکل آتے ہیں اس سے سخت بدبو اٹھتی ہے اور مکھیوں کا سیلاب اس شخص کے سر پر امنڈ آتا ہے پہلے تو یہ شخص ٹھیک نہیں ہوتا ہے اگر ٹھیک ہو جائے تو سر کی کھال اور بال اتر کر جگہ سفید تر چمکدار رہ جاتی ہے لوگ ایسے شخص سے سخت نفرت کرتے ہیں ''الحبال'' اسباب اور وسائل مراد ہے آزمانے کے لیے فرشتہ کو اس طرح کہنے کی اجازت مل گئی ہوگی تو اس کو جھوٹ نہیں کہہ سکتے ہیں ''کابرا عن کابر'' یعنی باپ دادا سے مجھے یہ مال ملا ہے کسی کا احسان نہیں ہے ''لا اجھدک'' یعنی جو کچھ تم لوگے میں تجھے مشقت میں نہیں ڈالوں گا نہ تیرا ہاتھ روکوں گا جو لینا ہے لے لو جو چھوڑنا ہے چھوڑ دو۔ ''رُضی عنک'' ماضی مجہول کا صیغہ ہے اور سخط بھی اسی طرح ہے لیکن ترجمہ وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوا اور تمہارے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہوا۔

۷۴۲۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ۔ وَاللَّفْظُ لِإِسْحَاقَ، قَالَ عَبَّاسٌ: حَدَّثَنَا، وَقَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا۔ أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ، حَدَّثَنَا بُكَيْرُ بْنُ مِسْمَارٍ، حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: كَانَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فِي إِبِلِهِ، فَجَاءَهُ ابْنُهُ عُمَرُ، فَلَمَّا رَآهُ سَعْدٌ قَالَ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هَذَا الرَّاكِبِ، فَنَزَلَ فَقَالَ لَهُ: أَنَزَلْتَ فِي إِبِلِكَ وَغَنَمِكَ، وَتَرَكْتَ النَّاسَ يَتَنَازَعُونَ الْمُلْكَ بَيْنَهُمْ؟ فَضَرَبَ سَعْدٌ فِي

صَدْرِهِ، فَقَالَ: اسْكُتْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ، الْغَنِيَّ، الْخَفِيَّ

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اپنے اونٹوں میں (موجود) تھے۔ کہ اسی دوران ان کا بیٹا عمر آیا تو جب حضرت سعد نے اسے دیکھا تو فرمایا: میں سوار کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں تو جب وہ اترا تو حضرت سعدؓ سے کہنے لگا کہ کیا آپ اونٹوں اور بکریوں میں رہنے لگے ہیں اور لوگوں کو چھوڑ دیا ہے اور وہ ملک کی خاطر جھگڑ رہے ہیں تو حضرت سعدؓ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: خاموش ہو جا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ اپنے ایسے بندے سے پیار کرتا ہے جو پرہیزگار اور غنی ہے اور ایک کونے میں چھپ کر بیٹھا ہے۔

تشریح:

''من شر هذا الراكب'' حضرت سعد کے قلب پر گویا روحانی بوجھ آیا کہ آنے والا یہ شخص بھلائی کے ساتھ نہیں بلکہ شر کے ساتھ آرہا ہے ''اسکت'' حضرت سعد بن ابی وقاص کا بیٹا عمر بن سعد نے جنگ صفین میں حضرت معاویہ کا ساتھ دیا تھا اور حضرت علی کے خلاف لڑ رہا تھا حضرت سعد بن ابی وقاص صحابہ کی آپس کی جنگوں سے بالکل علیحدہ ہو گئے تھے اور جنگل میں اونٹ اور بکریاں چرانے اور پالنے لگے تھے عمر بن سعد نے باپ کو ڈانٹ کے انداز میں کہا ادھر لوگ حکومتوں پر میدان جنگ میں اتر کر لڑ رہے ہیں اور آپ یہاں اونٹ چرا رہے ہو؟ یہ اچھا نہیں ہے ادھر جاؤ اور ان جنگوں میں حصہ لو حضرت سعد نے زور سے اپنے بیٹے عمر کے سینہ میں ایک گھونسہ مار دیا اور فرمایا خاموش ہو جاؤ میں نے آنحضرت سے سنا کہ اللہ تعالیٰ کو متقی اور مستغنی اور گمنام بندہ پسند ہے میں یہاں بیٹھ کر گمنام بننا چاہتا ہوں حضرت سعد کا یہ بیٹا عجیب نکلا بعد میں یزید اور عبید اللہ بن زیاد کا ساتھ دیا کربلا میں جب حرؒ نے حضرت حسین سے جنگ کرنے سے انکار کر دیا تو عبید اللہ بن زیاد نے عمر بن سعد کو فوج کا کمانڈر مقرر کیا اور ان کی کمان میں حضرت حسین شہید کر دیے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۴۷۲۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ سَعْدٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، وَابْنُ بِشْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، يَقُولُ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَوَّلُ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ، رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَلَقَدْ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا لَنَا طَعَامٌ نَأْكُلُهُ إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ وَهَذَا السَّمُرُ، حَتَّى إِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ، ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الدِّينِ، لَقَدْ

خِبتُ، إِذًا وَضَلَّ عَمَلِي، وَلَمْ يَقُلِ ابْنُ نُمَيْرٍ: إِذًا،

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! عرب میں سب سے پہلا میں وہ آدمی ہوں کہ جس نے اللہ کے راستہ میں تیر پھینکا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے تھے اور ہمارے پاس اس حبلہ درخت کے پتوں اور سمر کے پتوں کے سوا کھانے کے لیے اور کچھ نہ تھا یہاں تک کہ ہم میں سے کوئی قضائے حاجت اس طرح کرتا جیسا کہ بکری مینگنی کرتی ہے پھر آج بنو اسد کے لوگ دین کی باتیں سکھانے لگے ہیں (اور ڈانٹ پلا رہے ہیں) تو میں بالکل گھاٹے ہی میں رہا اگر یہ بات تھی اور میرے سارے اعمال ضائع ہو گئے۔ اور حضرت ابن نمیر نے اپنی روایت کردہ حدیث میں لفظ اذاً ذکر نہیں فرمایا۔

تشریح:

"رمی بسھم" یعنی ہجرت کے بعد میں پہلا انسان ہوں جس نے اللہ کے راستہ جہاد میں دشمن پر تیر مارا تھا یہ سریہ عبیدہ بن حارث کی طرف اشارہ ہے یہ کل ساٹھ آدمی تھے کھانا ختم ہو گیا تو پتے کھائے۔ حبلہ اور سمر یہ کیکر کے الگ الگ دو قسم کے درخت ہیں۔"بنو اسد" یہ لوگ پہلے مسلمان ہو گئے تھے پھر مرتد ہو گئے اور طلیحہ جھوٹے دعویدار کے ساتھ ہو گئے پھر دوبارہ مسلمان ہو گئے اور کوفہ میں رہنے لگے حضرت سعد حضرت عمر کی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے تو بنو اسد کے لوگوں نے حضرت سعد کے خلاف شکایت لگائی کہ نماز میں سستی کرتے ہیں مال غنیمت کی تقسیم میں بھی انصاف نہیں کرتے ہیں اور جہاد نہیں کرتے ہیں حضرت عمرؓ نے پوری تحقیقات کی لیکن حضرت سعد کا دامن صاف تھا اسی کی طرف آپ نے اشارہ کیا کہ میں نے دین کے لیے کیا کیا مصیبتیں برداشت کی ہیں اور بنو اسد کیا کہہ رہے ہیں حضرت سعد نے شکایت کرنے والے ایک بڈھے کو سخت بد دعا بھی دی جو اس پر لگ گئی اور موت تک رسوا ہوتا رہا اس سے پہلے شاید دو دفعہ یہ قصہ لکھا گیا ہے۔"یضع" یہ کنایہ ہے قضائے حاجت سے اور تشبیہ ہے بکری کی مینگنی کے ساتھ کہ پاخانہ نہیں ہوتا تھا مینگنیاں ہوتی تھیں۔

۷۴۲۴۔ وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: حَتَّى إِنْ كَانَ أَحَدُنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الْعَنْزُ، مَا يَخْلِطُهُ بِشَيْءٍ

حضرت اسماعیل بن ابی خالد سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت ہی کی مثل روایت نقل کی گئی ہے اور اس حدیث میں انہوں نے کہا: یہاں تک کہ اگر ہم میں سے کوئی قضائے حاجت کرتا تو ایسے کرتا جیسے بکری مینگنی کرتی ہے اور اس میں کوئی چیز ملی ہوئی نہ ہوتی تھی کہ پاخانہ آپس میں چپک جائے۔

حضرت عتبہ بن غزوان کی شخصیت ونصیحت

۷۴۲۵۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عُمَيْرٍ الْعَدَوِيِّ، قَالَ: خَطَبَنَا عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ آذَنَتْ بِصَرْمٍ وَوَلَّتْ حَذَّاءَ، وَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا إِلَّا صُبَابَةٌ كَصُبَابَةِ الْإِنَاءِ، يَتَصَابُّهَا صَاحِبُهَا، وَإِنَّكُمْ مُنْتَقِلُونَ مِنْهَا إِلَى دَارٍ لَا زَوَالَ لَهَا، فَانْتَقِلُوا بِخَيْرِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ، فَإِنَّهُ قَدْ ذُكِرَ لَنَا أَنَّ الْحَجَرَ يُلْقَى مِنْ شَفَةِ جَهَنَّمَ، فَيَهْوِي فِيهَا سَبْعِينَ عَامًا، لَا يُدْرِكُ لَهَا قَعْرًا، وَوَاللَّهِ لَتُمْلَأَنَّ، أَفَعَجِبْتُمْ؟ وَلَقَدْ ذُكِرَ لَنَا أَنَّ مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ مَسِيرَةُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَيْهَا يَوْمٌ وَهُوَ كَظِيظٌ مِنَ الزِّحَامِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ، حَتَّى قَرِحَتْ أَشْدَاقُنَا، فَالْتَقَطْتُ بُرْدَةً فَشَقَقْتُهَا بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، فَاتَّزَرْتُ بِنِصْفِهَا وَاتَّزَرَ سَعْدٌ بِنِصْفِهَا، فَمَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا أَصْبَحَ أَمِيرًا عَلَى مِصْرٍ مِنَ الْأَمْصَارِ، وَإِنِّي أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ فِي نَفْسِي عَظِيمًا، وَعِنْدَ اللَّهِ صَغِيرًا، وَإِنَّهَا لَمْ تَكُنْ نُبُوَّةٌ قَطُّ إِلَّا تَنَاسَخَتْ، حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَاقِبَتِهَا مُلْكًا، فَسَتَخْبُرُونَ وَتُجَرِّبُونَ الْأُمَرَاءَ بَعْدَنَا،

حضرت خالد بن عمیر عدوی سے مروی ہے کہ حضرت عتبہ بن غزوان نے ہمیں خطبہ دیا۔ انہوں نے (سب سے پہلے) اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: اما بعد کہ دنیا نے اپنے ختم ہونے کی خبر دیدی ہے اور اس میں سے کچھ باقی نہیں رہا، سوائے اس کے کہ جس طرح ایک برتن میں کچھ بچا ہوا، باقی رہ جاتا ہے، جسے اس کا پینے والا چھوڑ دیتا ہے اور تم لوگ اس دنیا سے ایسے گھر کی طرف منتقل ہونے والے ہو کہ جس کو پھر کوئی زوال نہیں۔ لہٰذا تم اپنے نیک اعمال آگے بھیج کر جاؤ کیونکہ ہمیں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ ایک پتھر جہنم کے ایک کنارے سے اس میں ڈالا جائے گا اور وہ ستر سال تک اس میں گرتا رہے گا پھر بھی وہ جہنم کی تہہ تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اللہ کی قسم! دوزخ کو بھر دیا جائے گا، کیا تم تعجب کرتے ہو؟ اور ہم سے یہ بات بھی ذکر کی گئی ہے کہ جنت کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک چالیس سال کی مسافت ہے اور جنت پر ایک ایسا دن آئے گا کہ وہ لوگوں کے رش کی وجہ سے بھری ہوئی ہوگی یقیناً میں نے اپنے آپ دیکھا کہ میں ساتوں میں ساتواں ہوں جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ہمارا کھانا سوائے درختوں کے پتوں کے سوا کچھ نہ تھا، یہاں تک کہ ہماری باچھیں زخمی ہوگئیں۔ مجھے ایک چادر ملی، جسے پھاڑ کر میں نے آدھی آدھی سعد بن

مالک کے ساتھ تقسیم کیا ایک ٹکڑے کا اس نے اور ایک ٹکڑے کا تہہ بند میں نے بنایا اور آج ہم میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے کہ جو شہروں میں سے کسی شہر کا حاکم نہ ہو اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات کی کہ میں اپنے آپ کو بڑا سمجھوں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں چھوٹا سمجھا جاؤں کیونکہ کسی نبی کی نبوت بھی ہمیشہ نہیں رہی اور نبوت کا اثر بھی جاتا رہا یہاں تک کہ اس کا آخر کار انجام یہ ہوا کہ وہ سلطنت میں تبدیل ہوگئی اور تم عن قریب ان حاکموں کا تجربہ کرو گے جو ہمارے بعد آئیں گے۔

تشریح:

"عتبۃ بن غزوان" یہ جلیل القدر صحابی ہیں قدیم الاسلام ہیں ساتواں مسلمان ہیں جو مکہ میں مسلمان ہوئے تھے قبیلہ مازن سے ان کا نسبی تعلق ہے پہلے مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر مدینہ منورہ کو ہجرت کی جنگ بدر میں شریک ہوئے اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے حضرت عمر فاروق نے ان کو لشکر کا امیر بنا کر عراق کی طرف روانہ فرمایا آپ نے "اُبلـہ" کو فتح کیا پھر بصرہ کو فتح کیا بصرہ کو انہوں نے ہی آباد کیا شہر کو مرتب بنایا اس میں ایک عظیم الشان مسجد بنائی جس کو بصرہ کا مسجد اعظم کہتے ہیں آپ لمبے قد کے مالک انتہائی خوبصورت تھے حضرت عمر فاروق نے آپ کو بصرہ کا گورنر بنایا پھر آپ حج کے لیے مکہ آئے حج کے بعد حضرت عمر سے درخواست کی کہ مجھے بصرہ کی گورنری سے فارغ کر دیں حضرت عمر نے انکار کیا یہ واپس جانے لگے مگر یہ دعا فرمائی "اللھم لاتردنی الیھا" مولائے کریم! مجھے دوبارہ بصرہ نہ لوٹائیں چنانچہ مکہ سے بصرہ جاتے ہوئے "معدن بنی سلیم" کے مقام پر سواری سے گر گئے اور ۱۷ھ میں ۵۷ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ انہوں نے اپنے خطبے میں نہایت مؤثر نصائح کا تذکرہ کیا ہے "آذنت" یعنی دنیا نے اعلان کیا ہے۔ "بصرم" صرم انقطاع کو کہتے ہیں یعنی اپنے ختم ہونے کا اعلان کیا "ولت" یعنی مڑ کر تیز بھاگنی لگی ہے۔

"حذاء" لغت میں ہر اس حیوان کو حذا کہتے ہیں جس کی دم یا نہایت چھوٹی ہو یا کٹی ہوئی ہو اس قسم کا جانور بھاگنے میں تیز ہوتا ہے یہاں یہی تیز دوڑنا مراد ہے۔ "صبابۃ" پانی پینے کے بعد برتن میں جو چند قطرے رہ جاتے ہیں اسی کو صبابہ کہتے ہیں۔

"یتصابھا" یعنی اس آخری چند قطروں کو پینے والا پیتا ہے۔ "بحضرتکم" یعنی تمہارے پاس جو اعمال حسنہ ہیں وہی لیکر جاؤ۔ "کظیظ" ای ممتلیء بھرنے کے معنی میں ہے لیکن انتہائی ازدحام کی حالت میں بھرنے کو کہتے ہیں۔

"قرحت" پھٹنے کے معنی میں ہے "اشداقنا" اس کا مفرد شدق ہے منہ کے اطراف وجوانب میں باچھوں کو کہتے ہیں۔

"الا اصبح امیرا" یعنی حالت گزشتہ کی اس تنگی کو دیکھو اور آج اس وسعت دنیا کو دیکھو کہ ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی شہر کا

گورنر ہے چونکہ حضرت سعد اس وقت کوفہ کے گورنر تھے اور حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ بصرہ کے گورنر تھے اس لیے اس کا نقشہ پیش کیا ہے۔''الا تنا سخت ''یعنی پہلے نبوت کا مبارک دور ہوتا ہے پھر اس کے اثرات زمانہ کے گزرنے سے کمزور پڑ جاتے ہیں جتنا زمانہ گزرتا ہے نبوت کی برکات میں کمی آتی ہے اسی کو تنا سخت سے یاد کیا ہے پھر فرمایا کہ نبوت کی برکات پر ملوکیت غالب آجاتی ہے پھر صرف بادشاہت کا تصور رہ جاتا ہے اس کلام سے معاذ اللہ یہ مقصود نہیں ہے کہ نبوت منسوخ ہو جاتی ہے۔

''فستخبرون''یعنی تم آئندہ آنے والے حکمرانوں سے آزمائے جاؤ گے تمہاری خبر لی جائے گی۔

٧٤٢٦ـ وحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَلِيطٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عُمَيْرٍ، وَقَدْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ، قَالَ: خَطَبَ عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ، وَكَانَ أَمِيرًا عَلَى الْبَصْرَةِ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ شَيْبَانَ

حضرت خالد بن عمیر سے مروی ہے، انہوں نے زمانہ جاہلیت پایا تھا۔ خالد ارشاد فرماتے ہیں کہ عتبہ بن غزوان نے ایک خطبہ دیا جب کہ وہ بصرہ پر حاکم مقرر تھے (اور پھر اس کے بعد) شیبانی کی روایت کی طرح روایت ذکر کی۔

٧٤٢٧ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُتْبَةَ بْنَ غَزْوَانَ، يَقُولُ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا طَعَامُنَا إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ، حَتَّى قَرِحَتْ أَشْدَاقُنَا

حضرت خالد بن عمیر سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عتبہ بن غزوان سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں تو ان ساتوں میں سے ساتواں ہوں جو نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور ہمارے پاس کھانا سوائے حبلہ درخت کے پتوں کے اور کچھ نہ تھا، یہاں تک کہ ہماری باچھیں زخمی ہوگئیں۔

قیامت میں اپنے اعضاء مخالف بن کر گواہ بنیں گے

٧٤٢٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ فِي الظَّهِيرَةِ، لَيْسَتْ فِي سَحَابَةٍ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَهَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، لَيْسَ فِي سَحَابَةٍ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ، إِلَّا كَمَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا،

قَالَ: فَيَلْقَى الْعَبْدَ، فَيَقُولُ: أَىْ فُلْ أَلَمْ أُكْرِمْكَ، وَأُسَوِّدْكَ، وَأُزَوِّجْكَ، وَأُسَخِّرْ لَكَ الْخَيْلَ وَالْإِبِلَ، وَأَذَرْكَ تَرْأَسُ وَتَرْبَعُ؟ فَيَقُولُ: بَلَى، قَالَ: فَيَقُولُ: أَفَظَنَنْتَ أَنَّكَ مُلَاقِيَّ؟ فَيَقُولُ: لَا، فَيَقُولُ: فَإِنِّي أَنْسَاكَ كَمَا نَسِيتَنِي، ثُمَّ يَلْقَى الثَّانِيَ فَيَقُولُ: أَىْ فُلْ أَلَمْ أُكْرِمْكَ، وَأُسَوِّدْكَ، وَأُزَوِّجْكَ، وَأُسَخِّرْ لَكَ الْخَيْلَ وَالْإِبِلَ، وَأَذَرْكَ تَرْأَسُ، وَتَرْبَعُ، فَيَقُولُ: بَلَى، أَىْ رَبِّ فَيَقُولُ: أَفَظَنَنْتَ أَنَّكَ مُلَاقِيَّ؟ فَيَقُولُ: لَا، فَيَقُولُ: فَإِنِّي أَنْسَاكَ كَمَا نَسِيتَنِي، ثُمَّ يَلْقَى الثَّالِثَ، فَيَقُولُ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ آمَنْتُ بِكَ، وَبِكِتَابِكَ، وَبِرُسُلِكَ، وَصَلَّيْتُ، وَصُمْتُ، وَتَصَدَّقْتُ، وَيُثْنِي بِخَيْرٍ مَا اسْتَطَاعَ، فَيَقُولُ: هَاهُنَا إِذًا، قَالَ: ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: الْآنَ نَبْعَثُ شَاهِدَنَا عَلَيْكَ، وَيَتَفَكَّرُ فِي نَفْسِهِ: مَنْ ذَا الَّذِي يَشْهَدُ عَلَيَّ؟ فَيُخْتَمُ عَلَى فِيهِ، وَيُقَالُ لِفَخِذِهِ وَلَحْمِهِ وَعِظَامِهِ: انْطِقِي، فَتَنْطِقُ فَخِذُهُ وَلَحْمُهُ وَعِظَامُهُ بِعَمَلِهِ، وَذَلِكَ لِيُعْذِرَ مِنْ نَفْسِهِ، وَذَلِكَ الْمُنَافِقُ وَذَلِكَ الَّذِي يَسْخَطُ اللَّهُ عَلَيْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں دوپہر کے وقت میں جب کہ کوئی بادل نہ ہو، سورج کے دیکھنے میں کوئی مشقت ہوتی ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: نہیں! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں جب کہ بادل نہ ہوں کوئی مشقت ہوتی ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے کہ تم لوگوں کو اپنے رب کے دیکھنے میں کسی قسم کا حجاب نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ جتنا تمہیں سورج اور چاند میں سے کسی ایک کے دیکھنے میں حجاب ہوتا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر اس کے بعد اللہ اپنے بندوں سے ملاقات (یعنی حساب) کرے گا اور فرمائے گا اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی اور تجھے سردار نہیں بنایا اور تجھے جوڑا نہیں بنایا (یعنی تیری شادی نہیں کی) اور تیرے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہیں کیے اور کیا میں نے تجھے ریاست اور آرام کی حالت میں نہیں چھوڑا جو تُو ان سے چوتھائی حصہ لیتا تھا؟ وہ عرض کرے گا جی ہاں! اے پروردگار! اللہ عز وجل ارشاد فرمائیں گے کیا تو گمان کرتا تھا کہ تو مجھ سے ملاقات کرے گا؟ وہ عرض کرے گا: نہیں! پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ میں تجھے بھلا دیتا ہوں جس طرح کہ تو نے مجھے بھلا دیا تھا پھر اللہ تعالیٰ دوسرے ایک شخص سے ملاقات (حساب) کرے گا اور اللہ اسے بھی اسی طرح فرمائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک تیسرے شخص سے ملاقات کرے گا اور اسے بھی اسی طرح فرمائے گا وہ عرض کرے گا: اے پروردگار میں تجھ پر اور تیری کتابوں پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا اور میں نے نماز پڑھی اور میں

نے روزہ رکھا اور میں نے صدقہ وخیرات کیا۔اس سے جس قدر ہو سکے گی اپنی نیکی کی تعریف کرے گا پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: تو ادھر ہی ٹھہر جا تجھے ابھی تیری نیکیوں کا پتہ چل جائے گا۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر اسے کہا جائے گا کہ ہم ابھی تیرے خلاف گواہ بھیجتے ہیں وہ اپنے دل میں غور وفکر کرے گا کہ کون ہے جو میرے خلاف گواہی دے؟ پھر اس کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اور اس کی ران اور اس کا گوشت اور اسکی ہڈیاں اس کے اعمال کی گواہی دیتے ہوئے بولیں گے اور یہ سب اس وجہ سے ہوگا کہ کوئی اپنے نفس کی طرف سے کوئی عذر قائم نہ کر سکے اور یہ منافق آدمی ہوگا اور اس پر اللہ تعالیٰ اپنی ناراضگی کا اظہار فرمائے گا۔

تشریح:

''ھل تضارون '' کیا تم کو ایک دوسرے سے ضرر اور تکلیف پہنچتی ہے جب چاند اور سورج کو دیکھتے ہو۔گزشتہ ابواب میں کئی مقامات پر اس قسم کی احادیث کی تشریح ہو چکی ہے رویت باری تعالیٰ کا مسئلہ بھی لکھا گیا ہے۔''ای فل'' یعنی ای فلان! ''اسودک'' سردار بنانے کے معنی میں ہے''اسخر'' مسخر بنانے کے معنی میں ہے۔''اذرک'' یعنی میں نے تجھے ایسے مقام پر پہنچا کر چھوڑا''تراس'' یعنی تو رئیس بنا حکم چلانے لگا۔''تربع'' یعنی اپنے ماتحتوں سے ٹیکس لیتا تھا اور مال کی چوتھائی تمہاری ہوتی تھی جاہلیت میں سردار لوگ عوام سے مال کا چوتھا حصہ لیتے تھے۔

''ملاقی'' یعنی میرے ساتھ ملنے اور حساب کتاب کا خیال تجھے تھا یا نہیں تھا؟''لا'' یعنی حشر ونشر اور حساب وکتاب کا عقیدہ میرا نہیں تھا یہ شخص خالص کافر ہوگا ان کی گفتگو کا یہ بیان ہے اس کے بعد مسلمان منافق کا حال بیان کیا جارہا ہے۔''ھٰھنا اذا'' یعنی کچھ دیر کے لیے تم ادھر ہی کھڑے رہو تا کہ ہم کہیں سے گواہ لائیں کہ تم سچ کہتے ہو یا جھوٹ بولتے ہو۔''یعذرہ'' تا کہ اس کا عذر ختم ہو جائے۔''اناضل'' یعنی تم پر تف ہو اے میرے اعضا میں تو تمہاری طرف سے مقابلہ اور دفاع کرتا تھا۔

۷۴۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ، حَدَّثَنِي أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدٍ الْمُكْتِبِ، عَنْ فُضَيْلٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ، فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مِمَّ أَضْحَكُ؟ قَالَ قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهُ، يَقُولُ: يَا رَبِّ أَلَمْ تُجِرْنِي مِنَ الظُّلْمِ؟ قَالَ: يَقُولُ: بَلَى، قَالَ: فَيَقُولُ: فَإِنِّي لَا أُجِيزُ عَلَى نَفْسِي إِلَّا شَاهِدًا مِنِّي، قَالَ: فَيَقُولُ: كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيدًا، وَبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِينَ شُهُودًا، قَالَ: فَيُخْتَمُ عَلَى فِيهِ، فَيُقَالُ لِأَرْكَانِهِ: انْطِقِي، قَالَ: فَتَنْطِقُ بِأَعْمَالِهِ، قَالَ: ثُمَّ

يُخَلّٰى بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَلَامِ، قَالَ فَيَقُولُ: بُعْدًا لَكُنَّ وَسُحْقًا، فَعَنْكُنَّ كُنْتُ أُنَاضِلُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ ہنسے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں کس وجہ سے ہنسا ہوں؟ حضرت انس ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں بندے کی اس بات سے ہنسا ہوں جو وہ اپنے رب سے کرے گا۔ وہ بندہ عرض کرے گا اے پروردگار! کیا آپ نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہاں! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر بندہ عرض کرے گا میں اپنے اوپر اپنی ذات کے علاوہ کسی کی گواہی کو جائز نہیں سمجھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ آج کے دن تیرے اوپر تیری ہی ذات کی گواہی اور کرا ما کاتبین کی گواہی کفایت کر جائے گی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر بندہ کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے دیگر اعضاء کو کہا جائے گا کہ بولیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کے اعضا اس کے سارے اعمال بیان کریں گے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر بندہ اپنے اعضاء سے کہے گا دور ہو جاؤ، چلو دور ہو جاؤ، میں تمہاری طرف سے ہی تو جھگڑا کر رہا تھا۔

۷۴۳۰۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! محمد کی آل کو بقدر کفایت رزق عطا فرما دے۔

تشریح:

”آل محمد“ آنحضرت کا اپنی ذات کے لیے یہ معیار مقرر تھا کہ اپنے پاس کچھ بھی جمع نہ رکھتے اپنے اہل بیت کے لیے یہ معیار تھا کہ بقدر کفاف اور قوت لایموت کی مقدار تک رکھنے کی اجازت فرماتے اور عام امت کے لیے یہ معیار رکھا تھا کہ رزق حلال کمانے اور صحیح استعمال کرنے کی اجازت دیتے۔ علماء کا ایک طبقہ اس طرف گیا ہے کہ حلال مال کی وسعت فقر و فاقہ سے افضل ہے لیکن ایک طبقہ اس طرف گیا ہے کہ فقر و فاقہ وسعت اموال سے افضل ہے، بہر حال ہر آدمی کے احوال الگ الگ ہوتے ہیں۔ ”لایقاس الملوک بالحدادین“ بادشاہوں کو لوہاروں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ کفاف اور قوت لایموت قریب قریب ایک ہی مفہوم رکھتے ہیں۔

علامہ طیبی لکھتے ہیں کہ کفاف کا حکم اور مفہوم اشخاص کے احوال کے اختلاف سے مختلف ہو جاتا ہے بعض لوگ ہفتہ بھر ایک دفعہ کھاتے ہیں ان کے لیے وہ کفاف ہے بعض لوگ دن میں ایک یا دو مرتبہ کھاتے ہیں ان کے لیے وہ کفاف ہے بعض لوگ عیالدار ہوتے ہیں تو ان کا کفاف اتنا ہوتا ہے جو ان کے بچوں کے لیے کافی ہو جائے بعض لوگ قلیل عیال والے ہوتے ہیں تو ان کے قلیل کفاف کافی ہو جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کفاف کا معین مقدار نہیں بلکہ بقدر کفایت کفاف ہے تاکہ عبادات میں قوت باقی رہے اور بے جا استعمال و اسراف بھی نہ ہو۔

زیر بحث روایتوں میں زیادہ تر قُوت کا لفظ آیا ہے یہ قوت لا یموت کو کہتے ہیں جو کفاف ہی ہے۔

''اللحیم'' یہ لحم کی تصغیر ہے معمولی سا گوشت مراد ہے آنحضرت کی زندگی میں آپ پر مختلف احوال آئے ہیں کبھی وسعت کا دور بھی آیا ہے کبھی تنگی بھی آئی ہے مطلقاً ایک حالت نہیں تھی۔

۷۴۳۱۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتًا، وَفِي رِوَايَةِ عَمْرٍو: اللَّهُمَّ ارْزُقْ،

حضرت عمرو کی روایت کردہ حدیث حدیث میں اللھم اجعل کی بجائے اللھم ارزق ہے۔

۷۴۳۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ، ذَكَرَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: كَفَافًا

حضرت عمارہ بن قعقاع رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے اور اس روایت میں آپ ﷺ نے قوتا کی بجائے کفافا کا لفظ فرمایا ہے۔

۷۴۳۳۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ۔ قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا۔ جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ، مِنْ طَعَامِ بُرٍّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا، حَتَّى قُبِضَ

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جس وقت سے آل محمد ﷺ مدینہ منورہ آئے کبھی بھی لگاتار تین راتیں گیہوں کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ ﷺ اس فانی دنیا سے رحلت فرما گئے۔

علامہ طیبی لکھتے ہیں کہ کفاف کا حکم اور مفہوم اشخاص کے احوال کے اختلاف سے مختلف ہوجاتا ہے بعض لوگ ہفتہ بھر ایک دفعہ کھاتے ہیں ان کے لیے وہ کفاف ہے بعض لوگ دن میں ایک یا دو مرتبہ کھاتے ہیں ان کے لیے وہ کفاف ہے بعض لوگ عیالدار ہوتے ہیں تو ان کا کفاف اتنا ہوتا ہے جو ان کے بچوں کے لیے کافی ہوجائے بعض لوگ قلیل عیال والے ہوتے ہیں تو ان کے قلیل کفاف کافی ہوجاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کفاف کا معین مقدار نہیں بلکہ بقدر کفایت کفاف ہے تاکہ عبادات میں قوت باقی رہے اور بے جا استعمال واسراف بھی نہ ہو۔

زیر بحث روایتوں میں زیادہ تر قُوت کا لفظ آیا ہے یہ قوت لایموت کو کہتے ہیں جو کفاف ہی ہے۔

''اللحیم'' یہ لحم کی تصغیر ہے معمولی سا گوشت مراد ہے آنحضرت کی زندگی میں آپ پر مختلف احوال آئے ہیں کبھی وسعت کا دور بھی آیا ہے کبھی تنگی بھی آئی ہے مطلقاً ایک حالت نہیں تھی۔

۷۴۳۱۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتًا، وَفِي رِوَايَةِ عَمْرٍو: اللَّهُمَّ ارْزُقْ،

حضرت عمرو کی روایت کردہ حدیث میں اللھم اجعل کی بجائے اللھم ارزق ہے۔

۷۴۳۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ، ذَكَرَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: كَفَافًا

حضرت عمارہ بن قعقاع رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے اور اس روایت میں آپ ﷺ نے قوتا کی بجائے کفافا کا لفظ فرمایا ہے۔

۷۴۳۳۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ. قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا. جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ، مِنْ طَعَامِ بُرٍّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا، حَتَّى قُبِضَ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جس وقت سے آل محمد ﷺ مدینہ منورہ آئے کبھی بھی لگاتار تین راتیں گیہوں کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ ﷺ اس فانی دنیا سے رحلت فرماگئے۔

۷۴۳۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ۔ قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا۔ أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا شَبِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ تِبَاعًا مِنْ خُبْزِ بُرٍّ، حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی بھی لگا تار تین دن تک گندم کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ اس فانی دنیا سے رحلت فرما گئے۔

۷۴۳۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ، يُحَدِّثُ عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آل محمد ﷺ کبھی لگا تار دو دن جو کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اس فانی دنیا سے رحلت فرما گئے۔

۷۴۳۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ خُبْزِ بُرٍّ فَوْقَ ثَلَاثٍ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آل محمد ﷺ کبھی بھی تین (دن) سے زیادہ گندم کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے۔

۷۴۳۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ خُبْزِ الْبُرِّ ثَلَاثًا حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ آل محمد ﷺ تین (دن) تک لگا تار گندم کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ اس فانی دنیا سے رحلت فرما گئے۔

۷۴۳۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَوْمَيْنِ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ إِلَّا وَأَحَدُهُمَا تَمْرٌ

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آل محمد دو دنوں تک گندم کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے، سوائے اس کے کہ صرف ایک کھجور ہی ہوتی تھی۔

۷۴۳۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: وَيَحْيَى بْنُ يَمَانٍ، حَدَّثَنَا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنْ كُنَّا آلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَنَمْكُثُ شَهْرًا مَا نَسْتَوْقِدُ بِنَارٍ، إِنْ هُوَ إِلَّا التَّمْرُ وَالْمَاءُ،

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آل محمد ﷺ کا یہ حال تھا کہ ہمارے ہاں مہینہ مہینہ بھر تک آگ نہیں جلتی تھی بلکہ صرف کھجور اور پانی پر ہی گزر بسر ہوتی تھی۔

۷۴۴۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ: إِنْ كُنَّا لَنَمْكُثُ، وَلَمْ يَذْكُرْ آلَ مُحَمَّدٍ، وَزَادَ أَبُو كُرَيْبٍ فِي حَدِيثِهِ، عَنِ ابْنِ نُمَيْرٍ: إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَا اللُّحَيْمُ

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس روایت میں آل محمد کا ذکر نہیں ہے اور حضرت ابو کریب نے اپنی روایت کردہ حدیث میں یہ زیادتی بیان کی ہے کہ حضرت ابن نمیر سے مروی ہے کہ سوائے اس کے کہ کہیں سے ہمارے لیے گوشت آجاتا (تو ہم کھالیتے)۔

۷۴۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا فِي رَفِّي مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ، إِلَّا شَطْرُ شَعِيرٍ فِي رَفٍّ لِي، فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو میرے برتن میں سوائے تھوڑے سے جَو کے کھانے اور کچھ نہیں تھا۔ میں اسی برتن میں بہت دنوں تک کھاتی رہی، میں نے اس برتن کو ماپا تو اس میں سے جَو ختم ہو گئے۔

تشریح:

"ومافی رفی" فا پر شد ہے را پر زبر ہے یہ قبائلی نظام کا ایک لفظ ہے پرانے زمانے میں آثار رکھنے کے لیے اور اسی طرح غلہ رکھنے کے لیے ایک برتن ہوتا تھا جو لکڑی سے بنا ہوا الماری نما ہوتا تھا اس میں کئی طاق ہوتے تھے باہر سے کھولنے اور بند کرنے کا دروازہ ہوتا تھا کبھی اس طرح مقام دیوار میں بھی بنایا جاتا تھا جو طاقچہ سا ہوتا تھا اسی کو "رف" کہا گیا ہے "فکلتہ" یعنی میں نے اس کو پیمانہ کیا۔ "ففنی" یعنی وہ ختم ہو گیا اس پیمانہ کرنے سے شاید وہ برکت چلی گئی جو شاید آنحضرت کی دعاء سے آئی تھی اور بطور

کرامت ومعجزہ باقی تھی ایسی چیزوں کو کھولنا دیکھنا دکھانا ناپنا ماپنا اور پیمانہ کرنا نقصان دیتا ہے اس واقعہ کے علاوہ کچھ دیگر واقعات بھی ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اگر برتن کو بالکل نہ جھاڑا جاتا یا نہ نچوڑا جاتا تو غلہ اور گھی ہمیشہ رہتا۔

"ثلاثة اهلة فى شهرين" دومہینوں میں تین چاند اس طرح ہوتے ہیں کہ دو ماہ مکمل ہوئے اور تیسرے کا چاند بالکل ابتداء میں دیکھا گیا تو یہ دو ماہ میں تین چاند ہو گئے آنے والی حدیث کا لفظ ہے۔

"التمر والماء" سوال یہ ہے کہ پانی کا ملنا کیا مشکل تھا؟ جواب یہ ہے کہ نہار منہ پانی استعمال نہیں ہوسکتا ہے عرب اس کو برا مانتے ہیں تو دونوں سے رہ گئے یہی نہ ملنا ہے "یلتوی" بے قرار رہنے کو کہتے ہیں وقل ردی کھجور کو کہتے ہیں۔

۷۴۴۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: وَاللَّهِ يَا ابْنَ أُخْتِي إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ، ثُمَّ الْهِلَالِ، ثُمَّ الْهِلَالِ، ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ، وَمَا أُوقِدَ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ، قَالَ: قُلْتُ: يَا خَالَةُ فَمَا كَانَ يُعَيِّشُكُمْ؟ قَالَتْ: الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ، إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَكَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ، فَكَانُوا يُرْسِلُونَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَلْبَانِهَا، فَيَسْقِينَاهُ

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، ارشاد فرماتی تھیں اللہ کی قسم! اے میرے بھتیجے! ہم ایک چاند دیکھتے پھر دوسرا چاند دیکھتے پھر تیسرا چاند دیکھتے تو دو مہینوں میں تین چاند دیکھ لیتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں (اتنے عرصہ تک) آگ نہیں جلتی تھی حضرت عروہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے خالہ! پھر آپ کس طرح زندگی گزارتی تھیں؟ (یعنی کیا کھاتی تھیں) سیدہ عائشہ نے فرمایا: کھجور اور پانی، سوائے اس کے کہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ انصاری ہمسائے تھے اور ان کے دودھ والے جانور تھے وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف ان جانوروں کا دودھ بھیج دیتے تھے تو وہ دودھ آپ ﷺ ہمیں پلا دیتے تھے۔

۷۴۴۳۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ، ح وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ، عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: لَقَدْ مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا شَبِعَ مِنْ خُبْزٍ، وَزَيْتٍ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے اور آپ ﷺ نے ایک دن میں دو مرتبہ روٹی اور زیتون کا تیل تک سیر ہو کر نہیں کھائے۔

۷۴۴۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَكِّيُّ الْعَطَّارُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ، ح وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَطَّارُ، حَدَّثَنِي مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَجَبِيُّ، عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِينَ شَبِعَ النَّاسُ مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ: التَّمْرِ وَالْمَاءِ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت صحابہ کرام کھجور اور پانی ہی سے سیر ہوتے تھے۔

۷۴۴۵۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ شَبِعْنَا مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ: الْمَاءِ وَالتَّمْرِ،

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے اور ہم (اب تک) پانی اور کھجور ہی سے سیر ہوتے تھے۔

۷۴۴۶۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا الْأَشْجَعِيُّ، ح وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمَا عَنْ سُفْيَانَ: وَمَا شَبِعْنَا مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے، سوائے اس کے کہ ان دونوں روایات میں ہے کہ ان دونوں سیاہ چیزوں یعنی کھجور اور پانی سے بھی سیر نہیں ہوتے تھے۔

۷۴۴۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِيَانِ الْفَزَارِيَّ، عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ۔ وَقَالَ ابْنُ عَبَّادٍ: وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ۔ مَا أَشْبَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَهْلَهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ تِبَاعًا، مِنْ خُبْزِ حِنْطَةٍ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اور حضرت ابن عباد نے اپنی روایت میں والذی نفس ابی هريرة بيده کے الفاظ کہے ہیں۔ یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں ابو ہریرہ کی جان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لگا تار تین دن تک اپنے گھر والوں کو گندم کی

روٹی سے سیر نہیں کیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ اس فانی دنیا سے رحلت فرما گئے۔

۷۴۴۸۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ مِرَارًا، يَقُولُ: وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ مَا شَبِعَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ، ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ تِبَاعًا مِنْ خُبْزِ حِنْطَةٍ، حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا

حضرت ابوحازم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنی انگلیوں سے بار بار اشارہ کرتے ہوئے فرما رہے ہیں: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں ابو ہریرہ کی جان ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ اور آپ کے گھر والوں نے لگا تار تین دن تک کبھی بھی گندم کی روٹی سے سیر ہو کر نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ ﷺ اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔

۷۴۴۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: أَلَسْتُمْ فِي طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ؟ لَقَدْ رَأَيْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ، مَا يَمْلَأُ بِهِ بَطْنَهُ وَقُتَيْبَةُ لَمْ يَذْكُرْ: بِهِ،

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا تم لوگ جس طرح چاہتے ہو کھاتے اور پیتے نہیں ہو؟ جب کہ میں نے تمہارے نبی کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ کو خراب کھجور بھی پیٹ بھر کر نہیں ملتی تھی۔

۷۴۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، كِلَاهُمَا عَنْ سِمَاكٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، نَحْوَهُ. وَزَادَ فِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ: وَمَا تَرْضَوْنَ دُونَ أَلْوَانِ التَّمْرِ وَالزُّبْدِ

حضرت سماک رضی اللہ عنہ نے اس سند کیساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے اور حضرت زہیر کی اس روایت کردہ حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ تم تو طرح، طرح کی کھجور اور مسکہ کے علاوہ راضی نہیں ہوتے۔

۷۴۵۱۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ۔ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى۔ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ، يَخْطُبُ قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ مَا أَصَابَ النَّاسُ مِنَ الدُّنْيَا، فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَظَلُّ الْيَوْمَ يَلْتَوِي، مَا يَجِدُ دَقَلًا يَمْلَأُ بِهِ بَطْنَهُ

حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے خطبہ دیتے ہوئے سنا،

انہوں نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ سارا دن بھوک کی وجہ سے بے قرار رہتے تھے۔ آپ خراب کھجور تک نہ پاتے تھے کہ جس سے آپ ﷺ اپنا پیٹ بھر لیں۔

۷۴۵۲۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِءٍ، سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: أَلَسْنَا مِنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ؟ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ: أَلَكَ امْرَأَةٌ تَأْوِي إِلَيْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَلَكَ مَسْكَنٌ تَسْكُنُهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْتَ مِنَ الْأَغْنِيَاءِ، قَالَ: فَإِنَّ لِي خَادِمًا، قَالَ: فَأَنْتَ مِنَ الْمُلُوكِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَجَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَأَنَا عِنْدَهُ، فَقَالُوا: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّا، وَاللَّهِ مَا نَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ، لَا نَفَقَةٍ، وَلَا دَابَّةٍ، وَلَا مَتَاعٍ، فَقَالَ لَهُمْ: مَا شِئْتُمْ، إِنْ شِئْتُمْ رَجَعْتُمْ إِلَيْنَا فَأَعْطَيْنَاكُمْ مَا يَسَّرَ اللَّهُ لَكُمْ، وَإِنْ شِئْتُمْ ذَكَرْنَا أَمْرَكُمْ لِلسُّلْطَانِ، وَإِنْ شِئْتُمْ صَبَرْتُمْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَسْبِقُونَ الْأَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ، بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا قَالُوا: فَإِنَّا نَصْبِرُ، لَا نَسْأَلُ شَيْئًا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے سوال کیا کہ کیا ہم مہاجرین فقراء میں سے نہیں ہیں؟ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے فرمایا: کیا تیری بیوی ہے، جس کے پاس تو رہتا ہے؟ وہ کہنے لگا: ہاں! کیا تیرا گھر ہے جس میں تو رہتا ہے اس نے کہا ہاں حضرت عبداللہ نے ارشاد فرمایا: پھر تو تو غنی لوگوں میں سے ہے اس آدمی نے کہا: میرے پاس ایک خادم بھی ہے عبداللہ نے فرمایا: پھر تو تو بادشاہوں میں سے ہے۔ حضرت ابوعبدالرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں کہ تین آدمی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کے پاس آئے اور میں ان کے پاس موجود تھا۔ وہ آدمی کہنے لگا: اے ابومحمد! اللہ کی قسم ہمارے پاس کچھ نہیں ہے، نہ خرچ نہ سواری نہ مال ومتاع۔ حضرت عبداللہ نے ان تینوں آدمیوں سے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تم ہماری طرف لوٹ آؤ ہم تمہیں وہ دیں گے کہ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مقدر میں لکھ دیا ہے اور اگر تم چاہو تو تمہارا ذکر بادشاہ سے کریں اور اگر چاہو تو صبر کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہم مہاجرین فقراء قیامت کے دن مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے وہ آدمی کہنے لگا: ہم لوگ صبر کریں گے اور ہم کچھ نہیں مانگتے۔

بَابُ لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ اهل الحجر إِلَّا بَاكِينَ

قوم ثمود کے گھروں میں نہ جاؤ مگر روتے ہوئے جاؤ

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۷۴۵۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، جَمِيعًا عَنْ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِ الْحِجْرِ: لَا تَدْخُلُوا عَلَى هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ الْمُعَذَّبِينَ، إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ، فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ، أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پتھروں والے یعنی قوم ثمود کے بارے میں فرمایا: اس قوم کے گھروں کے پاس سے نہ گزرو اور اگر تمہیں رونا نہیں آتا تو پھر وہاں سے نہ گزرو کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہ عذاب مسلط ہو جائے کہ جو عذاب قوم ثمود پر مسلط ہوا تھا۔

قوم ثمود کے ویران گھروں کا آنکھوں دیکھا حال

تشریح:

"لاصحاب الحجر" لام بمعنی عن ہے یعنی اصحاب الحجر قوم ثمود کے بارے میں اور ان کی شان میں فرمایا کہ یہ علاقے اس ظالم قوم کے ہیں جن پر سخت عذاب نازل ہوا تھا عذاب کے اثرات اب بھی ہیں تم سر پر چادریں ڈال کر روتے ہوئے جلدی جلدی اس علاقے سے نکل کر جاؤ کہیں ان پر جو عذاب نازل ہوا تھا وہ تم پر نازل نہ ہو۔ قوم ثمود کے ان علاقوں کو الحجر کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے اور اس کو مدائن صالح بھی کہتے ہیں اور دیار ثمود بھی کہتے ہیں یہ علاقہ مدینہ سے تقریباً پانچ سو کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے مدینہ سے براستہ خیبر جب آدمی تبوک کی طرف جاتا ہے تو راستے میں یہ علاقے واقع ہیں یہ پورا علاقہ اس وقت آثار قدیمہ کے ادارے کے ہاتھ میں ہے تقریباً چار ہزار سال پہلے اس علاقہ میں ثمودیوں کے شہر آباد تھے پوری قوم شرک میں مبتلا تھی اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لیے حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے قوم کو بہت سمجھایا قوم نے نہیں مانا بلکہ ایک فرمائشی معجزہ مانگا کہ فلاں پتھر سے ایک گابھن اونٹنی پیدا ہو جائے تو ہم تم کو رسول مان لیں گے اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ ان کو دکھایا اور اونٹنی اس چٹان سے پیدا ہوگئی پھر اونٹنی کا بچہ پیدا ہو گیا قوم نے اونٹنی کو قتل کر دیا اور بچہ واپس اس چٹان میں چلا گیا اور پھر اس قوم پر تین

دن کے بعد عذاب آ گیا چٹانوں میں تراشے گئے مکانات کے لوگوں پر حضرت جبرئیل نے سخت آواز ماری اور میدانی علاقوں کے مکانات پر سخت زلزلہ آیا اس طرح ہزاروں انسانوں کی پوری آبادی نیست و نابود ہوگئی اور کھنڈرات باقی رہ گئے۔

۵ جنوری ۲۰۰۶ھ میں اللہ تعالیٰ نے بندہ عاجز کو حج کا موقع فراہم کیا حج سے واپسی پر اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ سے وادی ثمود جانے کا موقع فراہم کیا تو میں اور شیخ انعام اللہ صاحب مدینہ سے مدائن صالح کے لیے روانہ ہوئے ہم نے رات العلی میں گزاردی یہ وادی ثمود کا ایک قسم دروازہ ہے صبح ہم مدائن صالح کے اندر داخل ہوگئے یہاں جو کچھ تھا سب پتھروں کو تراش کر بنایا گیا ہے پانی کے کنوئیں گھروں کی دیواریں اور کمرے سب تراش کر بنائے گئے ہیں دروازوں کے کتبے بھی تراش کر لکھے گئے ہیں پچاس فٹ تک بلند چٹان میں تراشے ہوئے مکان کے ٹیبل بھی پتھروں سے تراشے گئے ہیں چڑھنے کی سیڑھیاں اور بیٹھنے کی کرسیاں پتھروں میں تراش کر بنایا گیا چھتوں میں جو ہتھوڑا مارا گیا ہے اس کے واضح نشانات تازہ تازہ اب بھی موجود ہیں۔ اس قوم کی قبریں بھی چٹان کو تراش کر اندر پتھر کو تراش کر بنائی گئی ہیں پانی رکھنے کا برتن اور سبزی رکھنے کی جگہ پتھروں میں تراش کر بنائی گئی ہے غرضیکہ اس قوم کا اوڑھنا بچھونا پتھر ہی پتھر تھے ان کا مانگا ہوا فرمائشی معجزہ اونٹنی بھی ایک بڑی چٹان سے برآمد ہوئی اس اونٹنی کے دودھ کا برتن بھی پتھر کو تراش کر بنایا گیا ہے اس علاقے میں بلند و بالا پہاڑ ہیں جو سرخ پتھروں اور چٹانوں پر مشتمل ہیں شاید ان پہاڑوں سے طوفان نوح ٹکرایا ہے جس کے پانی نے ان پہاڑوں کو اس طرح کھالیا ہے جس طرح کراچی میں کلفٹن کی چٹانوں کو سمندر کے پانی نے کھالیا ہے جس مقام پر ثمودیوں نے اونٹنی کو مارا ہے وہ جگہ بھی دو پہاڑوں کے درمیان موجود ہے اس قوم پر جہاں زلزلہ آیا ہے وہاں ان کے محلات گرے ہوئے پڑے ہیں سارے پتھر ایک ڈھیر کی شکل میں خاردار تار کے اندر اب بھی موجود ہے اس علاقہ میں زلزلہ سے جو بڑی چٹانیں پہاڑوں سے گری ہیں وہ میدانوں میں بے ترتیب انداز سے اب بھی پڑی ہوئی ہیں میں نے وہاں نظارہ کرتے ہوئے جب یہ آیت پڑی ﴿وثمود الذین جابوا الصخر بالواد﴾ تو قرآن عظیم کی صداقت کا ایک سمندر دل میں امنڈ آیا میں جب وہاں سے واپس آنے لگا۔ تو چہرہ پر سوزش محسوس کیا گویا پرانے عذاب کا اثر پڑ گیا میں نے وضو بنایا استغفار کیا مگر وہ اثر زائل نہیں ہوا پھر میں نے غسل کیا اور گڑ گڑا کر دعا مانگی کہ یا اللہ غلطی ہوگئی معاف فرمادیں تب جا کر بدن سے وہ اثر زائل ہوگیا اس باب کی احادیث میں اسی طرح نقشہ بتایا گیا ہے اس علاقے میں ترکوں کے ریلوے اسٹیشن کے پاس ایک بہت بڑا کنواں پتھر میں تراشا ہوا موجود ہے مگر معلوم نہ ہوسکا کہ ناقہ کا کنواں کہاں پر ہے حضور اکرم ﷺ نے اس کنوئیں کا پانی استعمال کرنے دیا باقی منع کردیا جس نے باقی کنووں سے پانی بھرا وہ بہایا گیا اگر آٹا گوندھا گیا وہ

جانوروں کو کھلایا گیا۔ ''عجنوا'' آٹا گوندھنے کو کہتے ہیں ''بئار'' یہ بئر کی جمع ہے کنوئیں کو کہتے ہیں۔

۷٤٥٤۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَهُوَ يَذْكُرُ الْحِجْرَ، مَسَاكِنَ ثَمُودَ، قَالَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: مَرَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْحِجْرِ، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ، إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ حَذَرًا، أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ ثُمَّ زَجَرَ فَأَسْرَعَ حَتَّى خَلَّفَهَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجر والوں یعنی قوم ثمود کے مقامات کے پاس سے گزرے تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: تم ان لوگوں کے گھروں کے پاس نہ گزرو کہ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، سوائے اس کے کہ تم وہاں سے روتے ہوئے گزرو اور اس بات سے بچو کہ کہیں تمہیں بھی (وہ عذاب) نہ آن پہنچے کہ جو عذاب ان کو پہنچا پھر اپنی سواری کو ڈانٹ کر جلد چلایا یہاں تک کہ قوم ثمود کے گھروں کو پیچھے چھوڑ دیا۔

۷٤٥٥۔ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ، حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ النَّاسَ نَزَلُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْحِجْرِ۔ أَرْضِ ثَمُودَ۔ فَاسْتَقَوْا مِنْ آبَارِهَا، وَعَجَنُوا بِهِ الْعَجِينَ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُهَرِيقُوا مَا اسْتَقَوْا، وَيَعْلِفُوا الْإِبِلَ الْعَجِينَ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْتَقُوا مِنَ الْبِئْرِ الَّتِي كَانَتْ تَرِدُهَا النَّاقَةُ،

حضرت عبداللہ بن عمرؓ خبر دیتے ہیں کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قوم ثمود کے علاقہ میں اترے تو انہوں نے اس جگہ کے کنوؤں سے پینے کا پانی لیا اور انہوں نے اس پانی سے آٹا بھی گوندھا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو حکم فرمایا: پینے والا پانی بہا دیا جائے اور اس پانی سے گوندھا گیا آٹا اونٹوں کو کھلا دیا جائے اور آپ ﷺ نے ان کو حکم فرمایا کہ اس کنوئیں سے پانی لیا جائے کہ جس کنوئیں پر حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پینے آتی تھی۔

۷٤٥٦۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَاسْتَقَوْا مِنْ بِئَارِهَا وَاعْتَجَنُوا بِهِ

حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ اس سند کے ساتھ مذکورہ سابقہ روایت کی طرح حدیث بیان کرتے ہیں، سوائے اس کے کہ اس روایت میں ہے انہوں نے اس سے پانی پیا اور اس سے انہوں نے آٹا بھی گوندھا۔

بَابُ الْإِحْسَانِ إِلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ وَالْيَتِيمِ

یتیموں مسکینوں اور بیواؤں کے ساتھ احسان کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۷۴۵۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ، كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔ وَأَحْسِبُهُ قَالَ۔ وَكَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ، وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیوہ عورت اور مسکینوں پر کوشش کرنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے (مجاہد) کی طرح ہے اور گمان کرتا ہوں کہ وہ اس تہجد گزار کی طرح ہے کہ جو نہ تھکتا ہو اور اس صائم (روزہ دار) کی طرح ہے کہ جو افطار نہ کرتا ہو۔

تشریح:

''الساعی'' یعنی جو شخص یتیموں بیواؤں اور مساکین کی خدمت میں اور ان کی مدد میں اور ان کی اصلاح میں لگا رہتا ہے۔

''الارملة'' اس عورت کو کہتے ہیں جس کا شوہر نہ ہو اور وہ بیوہ ہو''ارمال'' فقر وفاقہ کو کہتے ہیں اسی نسبت سے اس کو ارملة کہدیا گیا''کالمجاھد فی سبیل اللہ'' یعنی اس کام میں اور اس خدمت میں اللہ تعالیٰ اس شخص کو مجاہد کی طرح ثواب عطا کرتا ہے ''والقائم'' اس سے تہجد گزار آدمی مراد ہے جو رات بھر تہجد میں لگا رہتا ہے۔''لا یفتر'' یعنی رات کے قیام میں کوئی سستی نہیں کرتا ہو بلکہ چستی سے صبح تک تہجد پڑھتا ہو اس باب کی دوسری روایت میں''کافل الیتیم'' کا لفظ ہے یہ کفالت سے ہے یعنی یتیم خواہ اپنا ہو یا دوسروں کا ہو اس کی خدمت وتربیت و پرورش کرنے والا آنحضرت کے پڑوس میں جنت الفردوس میں برابر ہوگا اتنا فرق ہوگا جتنا فرق شہادت کی انگلی اور اس کے پاس والی انگلی میں ہوتا ہے درمیانی انگلی کچھ آگے ہوتی ہے۔

۷۴۵۸۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْغَيْثِ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَافِلُ الْيَتِيمِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ وَأَشَارَ مَالِكٌ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی یتیم بچے کی کفالت کرنے

والا، اس کا کوئی قریبی رشتہ دار یا اس کے علاوہ اور جو کوئی بھی ہو، میں اور وہ جنت میں اس طرح سے ہوں گے۔
حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے شہادت کی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کر کے بتایا۔

بَابُ فَضْلِ الْمَسَاجِدِ

مساجد بنانے کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۷۴۵۹۔ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ بُكَيْرًا، حَدَّثَهُ، أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ الْخَوْلَانِيَّ، يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيهِ حِينَ بَنَى مَسْجِدَ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكُمْ قَدْ أَكْثَرْتُمْ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ بَنَى مَسْجِدًا۔ قَالَ بُكَيْرٌ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ۔ يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ، بَنَى اللَّهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ وَفِي رِوَايَةِ هَارُونَ: بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

حضرت عبید اللہ خولانی ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے سنا ہے کہ حضرت عثمان نے جس وقت رسول اللہ ﷺ کی مسجد کو (شہید کر کے) دوبارہ بنایا تو لوگ اس بارے میں باتیں کرنے لگے (تو حضرت عثمان نے ارشاد فرمایا) تم نے بڑی کثرت سے باتیں کیں حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس آدمی نے مسجد بنائی۔ راوی حدیث حضرت بکیر کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اللہ کے گھر (مسجد) بنایا اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس طرح کا ایک گھر جنت میں بنائے گا اور حضرت ہارون کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔

۷۴۶۰۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، كِلَاهُمَا عَنِ الضَّحَّاكِ، قَالَ: ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، أَرَادَ بِنَاءَ الْمَسْجِدِ، فَكَرِهَ النَّاسُ ذَلِكَ، وَأَحَبُّوا أَنْ يَدَعَهُ عَلَى هَيْئَتِهِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلَّهِ، بَنَى اللَّهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ مِثْلَهُ،

حضرت محمود بن لبید سے روایت مروی ہے کہ جب حضرت عثمان بن عفان نے مسجد بنانے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے اسے ناپسند سمجھا اور وہ لوگ اس بات کو پسند کرنے لگے کہ اس مسجد کو اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو حضرت عثمان نے

ارشادفرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس آدمی نے اللہ کے لیے مسجد بنائی تو اللہ جنت میں اس کے لیے اس جیسا ایک گھر بنادے گا۔

۷۴۶۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ، وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ، كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمَا: بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

حضرت عبدالحمید بن جعفر سے اس سند کے ساتھ بھی سابقہ روایت نقل کی گئی ہے سوائے اس کے کہ ان دونوں روایات میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنادے گا۔

باب من يجعل ثلث ماله في صدقة المساكين

جس شخص نے اپنا تہائی مال مساکین پر صدقہ کیا

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۷۴۶۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ۔ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ۔ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ، فَسَمِعَ صَوْتًا فِي سَحَابَةٍ: اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ، فَتَنَحَّى ذَلِكَ السَّحَابُ، فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِي حَرَّةٍ، فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذَلِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ، فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ، فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي حَدِيقَتِهِ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهِ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ۔ لِلِاسْمِ الَّذِي سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ۔ فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ لِمَ تَسْأَلُنِي عَنِ اسْمِي؟ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِي هَذَا مَاؤُهُ يَقُولُ: اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ، لِاسْمِكَ، فَمَا تَصْنَعُ فِيهَا؟ قَالَ: أَمَّا إِذْ قُلْتَ هَذَا، فَإِنِّي أَنْظُرُ إِلَى مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ، وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِي ثُلُثًا، وَأَرُدُّ فِيهَا ثُلُثَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (ایک مرتبہ) ایک آدمی جنگل میں تھا کہ اس نے بادلوں میں سے ایک آواز سنی کہ فلاں باغ کو پانی لگاؤ تو پھر ایک بادل ایک طرف چلا اور اس نے ایک پتھریلی زمین پر بارش برسائی اور وہاں نالیوں میں سے ایک نالی (بارش کی پانی سے) بھر گئی۔ وہ آدمی برستے ہوئے پانی کے پیچھے پیچھے گیا کہ اچانک اس نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے باغ میں کھڑا ہوا ہے اور اپنے

پھاوڑے سے پانی ادھر ادھر کر رہا ہے اس آدمی نے باغ والے آدمی سے کہا: اے اللہ کے بندے! آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: فلاں اور اس نے وہی نام بتایا کہ جو اس نے بادلوں میں سنا تھا پھر اس باغ والے آدمی نے اس سے کہا: آپ نے میرا نام کیوں پوچھا ہے؟ اس نے کہا: میں نے ان بادلوں میں سے جس سے یہ پانی برسا ہے، ایک آواز سنی ہے کہ کوئی آپ کا نام لے کر کہتا ہے کہ اس کے باغ کو سیراب کر۔ (اے اللہ کے بندے) تم اس میں کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا: جب آپ نے یہ کہا ہے تو سنو: میں اس باغ کی پیداوار پر نظر رکھتا ہوں اور اس میں سے ایک تہائی صدقہ خیرات کرتا ہوں اور ایک تہائی اس میں سے میں اور میرے گھر والے کھاتے ہیں جب کہ ایک تہائی میں اسی باغ میں لگا دیتا ہوں۔

تشریح:

"رجل" ایسا لگتا ہے کہ سابقہ ادیان میں یہ شخص دین نصاریٰ پر قائم کوئی نیک آدمی تھا "سمع صوتا" اس شخص نے بادل سے ایک آواز سنی شاید یہ فرشتہ کی آواز تھی جو ہاتف غیبی کے طور پر کوئی حکم دے رہا تھا۔ "حدیقۃ فلان" یہ باغیچہ کے معنی میں ہے لیکن اس میں کھیتی اور فصل بھی تھی فلاں کے لفظ سے اس فرشتہ نے نام بھی لیا تھا یہی وجہ ہے کہ اس شخص نے وہ نام یاد کیا اور اس شخص کی تلاش میں آگے چلا گیا جہاں پانی جا رہا تھا اسی طرف گیا۔

"فتنحی ذلک السحاب" یعنی جب اس فرشتہ نے نام لیکر بادل سے کہا کہ اس شخص کے باغ کو پانی پلا دو تو بادل نے اس شخص کے باغ کا قصد کیا نحا۔ نحو قصد کرنے کو کہتے ہیں علم نحو کا نام بھی اسی قصد کرنے کے معنی میں ہے۔ "فافرغ" یہ افراغ سے ہے مکمل طور پر پانی انڈیلنے کو کہتے ہیں۔ "فی حرۃ" کالے سنگریزوں پر مشتمل سنگلاخ زمین کو کہتے ہیں۔

"شرجۃ" یہ مفرد ہے اس کی جمع شراج ہے پانی کے نالے کو کہتے ہیں "ای مسیل الماء فی الحرۃ"۔

"استوعبت" یہ استیعاب سے ہے یعنی یہ نالی پانی سے لبالب بھر گئی تھی اور اس نے پورا پانی اپنے اندر بھر لیا تھا۔

"یحول الماء" یہ تحویل سے ہے یعنی پانی کو مناسب جگہوں کی طرف موڑ رہا تھا۔ "بمسحاتہ" پانی اور مٹی میں استعمال کرنے کے ایک آلہ کا نام ہے جس کو پھاوڑا کہتے ہیں۔

"للاسم الذی" اس شخص نے اس کسان سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے اس نے کہا میرا نام فلاں ہے یعنی اسی نام کو ذکر کیا جو بادل سے اس شخص نے سنا تھا "فما تصنع فیھا" یعنی چاروں طرف قحط اور خشک سالی ہے اور بادل سے تیرے باغ کے لیے تیرے نام پر آواز آتی ہے کہ صرف اس پر پانی برسا دو تو یہ بتاؤ کہ تم اس باغ میں کیا اچھا کام کرتے ہو؟

''اما اذا قلت هذا''یعنی جب تم نے راز فاش کیا اور حقیقت ظاہر ہوگئی تو اب سنو میں یہ کام کرتا ہوں کہ جب فصل آتی ہے تو میں اس کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے نام پر مساکین اور مسافروں میں صدقہ کر کے بانٹتا ہوں دوسرا حصہ گھر بار کے لیے رکھتا ہوں اور تیسرا حصہ اسی باغ کی دیکھ بال میں لگاتا ہوں معلوم ہوا کہ صدقہ کی یہ برکت ہے کہ باغ ہر آفت سے محفوظ ہو جاتا ہے اور فصل میں ہر قسم برکت آتی ہے یہ زکوۃ کے علاوہ اضافی صدقہ پر انعام ملتا ہے اس قصہ سے اللہ والوں کی کرامت ثابت ہوتی ہے۔

۷۴۶۳۔وَحَدَّثَنَاهُ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: وَأَجْعَلُ ثُلُثَهُ فِي الْمَسَاكِينِ وَالسَّائِلِينَ وَابْنِ السَّبِيلِ

حضرت وہب بن کیسان رضی اللہ عنہ سابقہ روایت ہی کی مثل روایت کرتے ہیں، سوائے اس کے کہ اس روایت میں اس نے کہا: اس میں سے ایک تہائی مسکینوں، مانگنے والوں اور مسافروں پر (صدقہ وخیرات) کرتا ہوں۔

باب تحريم الرياء

ریاکاری کے حرام ہونے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

قال الله تعالىٰ ﴿الذين هم يراءون ويمنعون الماعون﴾

''الریا''ریاء رویت سے بنا ہے دکھاوے کے معنی میں ہے لغت کی کتاب صراح نے لکھا ہے کہ ریاء کے معنی یہ ہیں اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں میں اچھا کر کے پیش کرنا''۔اسی کو اردو میں دکھاوا کہتے ہیں''کتاب عین العلم''میں لکھا ہے کہ ریا کا مطلب یہ ہے کہ''اپنی عبادت کا سکہ لوگوں میں بٹھانا اور عبادت ونیکی کے ذریعہ سے لوگوں میں اپنی قدر و منزلت پیدا کرنا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ریاکاری کا تعلق عبادات نیکیوں کے ساتھ ہے یعنی اچھے اعمال میں ریاکاری ہوتی ہے جو اعمال ظاہری طور پر عبادات کے قبیلے سے نہیں ہیں مثلاً تیر اندازی، تیراکی، مسابقت، ذہانت، کثرت اموال، کثرت جمال، کثرت کمال، یہ چیزیں ریاکاری کے زمرے میں نہیں آتی بلکہ اس پر فخر کر کے نمائش کرنا تکبر وافتخار کے زمرے میں آتا ہے، اسی طرح بعض مرشدین حضرات اپنے مریدین کو ترغیب دینے اور شوق بڑھانے کی غرض سے بعض اعمال ظاہر کرتے ہیں وہ بھی ریاکاری میں نہیں آتے اسی لیے کہا گیا کہ''رياء الصديقين خير من اخلاص المريدين''۔

یہاں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہنی چاہیے کہ ریاکاری کا عمل وہ عمل بن سکتا ہے کہ کسی میں وہ عمل موجود ہو اور اس کمال سے وہ متصف ہو اور اس اچھے عمل کو وہ شخص لوگوں میں اس لیے مشہور کررہا ہو کہ اس کی وجہ سے اس کی قدر و منزلت لوگوں میں پیدا ہو جائے لیکن اگر اس شخص میں نیکی اور عبادت کا کوئی کمال موجود نہیں ہے اور وہ ویسے ہی اپنے آپ کو لوگوں میں مشہور کررہا ہے تو یہ ریاکاری نہیں بلکہ دھوکہ اور فراڈ اور صریح کذب ہے یہ الگ جرم ہے۔

ریاکاری کی اقسام

عبادت کرنے اور حصول ثواب کی نیت کرنے کے اعتبار سے ریاکاری کی چار قسمیں ہیں ذیل میں ان کو بیان کیا جاتا ہے۔

ریاکاری کی پہلی قسم

ریاکاری کی سب سے بُری اور سنگین قسم یہ ہے کہ کوئی شخص عبادت و ریاضت اللہ تعالیٰ کی رضا اور حصول ثواب کی بجائے محض لوگوں کو دکھاوے اور اپنا وزن بڑھانے کے لیے کررہا ہو، مثلاً عام مجمع میں لمبی لمبی نمازیں پڑھ رہا ہے اور جب تنہائی میں جاتا ہے تو لمبی کیا خود نماز ہی غائب ہو جاتی ہے، عام مجمع میں قلیل کھانا کھاتا ہے تاکہ بادشاہوں اور بااثر لوگوں میں یہ گمان پیدا کرے کہ یہ ریاضت والا بڑا زاہد آدمی ہے۔ ریاکاری کی اس قسم میں بعض علماء کا خیال ہے کہ اس شخص کا کوئی عمل قبول نہیں ہے بلکہ اس کا فرض بھی ادا نہیں ہوگا یہ شخص صرف تعب و مشقت میں اپنے آپ کو رکھتا ہے۔

حکایت:

گلستان میں بابا سعدی نے ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک نیک آدمی بادشاہ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوا تو اس نے بادشاہ کو دکھانے کے لیے بہت کم کھانا کھایا اور جب نماز کا وقت آگیا تو بہت لمبی نماز پڑھی بادشاہ نے کہا یہ تو بہت زاہد اور عابد آدمی ہے جب یہ شخص گھر آگیا تو بیٹے سے کہا کہ کھانا لاؤ بیٹے نے کہا کہ آپ تو بادشاہ کی دعوت میں گئے تھے وہاں کھانا نہیں کھایا؟ اس نے کہا ہاں میں نے کھانا کم کھایا تاکہ بادشاہ کے نزدیک مقام بن جائے، بیٹے نے کہا کہ ابا جان آپ جب کھانا دوبارہ کھارہے ہیں تو آپ نماز بھی دوبارہ پڑھیں کیونکہ ریاکاری کی وجہ سے آپ کی نماز بھی خراب ہوگئی ہے۔ ریاکاری کی اس قسم میں عابد آدمی ثواب کی نیت نہیں کرتا بلکہ نیت ہی دکھاوے کی ہوتی ہے۔

ریاکاری کی دوسری قسم

ریاکاری کی دوسری قسم یہ ہے کہ ریاکار آدمی عبادت بھی کرتا ہے اور ثواب کی نیت بھی کرتا ہے مگر ساتھ ساتھ دکھاوا بھی کررہا ہے

لیکن دکھاوے اور ریاکاری کا پہلو غالب رہتا ہے اور ثواب کی نیت کا پہلو مغلوب رہتا ہے اگر تنہائی میں ہو تو شاید عبادت نہ کرے، اس قسم کا حکم بھی پہلی قسم کی طرح ہے کیونکہ اس ریاکار کی نیکی کا جو جذبہ ہے اس کی علت اور باعث ریاکاری ہی ہے۔

ریاکاری کی تیسری قسم

ریاکاری کی تیسری قسم یہ ہے کہ ریاکاری اور ثواب کے حصول کا جذبہ دونوں برابر سرابر ہو، اس قسم میں بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نفع اور نقصان دونوں ہوں گے، احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صورت بھی نہایت ہی مذموم اور قبیح ہے اور یہ عمل بھی ناقابل قبول ہے۔

ریاکاری کی چوتھی قسم

ریاکاری کی چوتھی قسم یہ ہے کہ حصول ثواب اور رضاء الٰہی کا جذبہ غالب ہے لیکن معمولی ریا کا آمیزہ بھی ہے تو اس صورت میں عمل تو باطل نہیں ہوگا مگر یہ ریاکاری اگر عمل کے شروع میں آجائے تو بہت بُری ہے اور اگر درمیان میں آجائے تو کچھ کم بری ہے، ریاکاری کی یہ چار اقسام ہیں جو بیان کر دی گئیں۔

ادھر ریاکاری کے الگ الگ اعتبارات ہیں، مثلاً یا تو ریاکار نے ریاکاری کا پختہ ارادہ کیا ہوگا یہ بہت برا ہے یا ریاکاری کا ارادہ پختہ نہیں ہوگا بلکہ خیال کی حد تک ہوگا یہ کم درجہ ہے، بہرحال ریاکاری ایک ایسی بُری بلا اور ایسی قلبی بیماری ہے جس سے بچنا بہت دشوار ہے، امام غزالی نے لکھا ہے کہ جب تک لوگوں کو جمادات، احجار اشجار کے درجہ میں نہ سمجھا جائے ریاکاری سے بچنا مشکل ہے اور جب تک لوگوں کو نفع ونقصان میں معذور و مجبور نہیں سمجھا گیا تو اس قلبی بیماری سے نکلنا مشکل ہے ہاں اگر ایک آدمی اخلاص کے ساتھ عبادت کرتا ہے اور پھر لوگوں کو کسی طرح اطلاع ہو جائے اور لوگوں میں اس شخص کی اچھی شہرت پھیل جائے اور اس پر یہ شخص خوش ہو جائے تو یہ ریاکاری نہیں ہے بلکہ یہ دنیاوی بشارت کا ایک حصہ ہے اور نیک اعمال کا وہ بدلہ ہے جو اللہ تعالیٰ دنیا میں بندہ کو دیتا ہے اگرچہ بندہ اس کو چھپاتا ہے۔ مشکوۃ شریف اور کچھ دیگر محدثین مؤلفین کے اس عنوان میں ریاء کے بعد لفظ سمعۃ بھی ہے سمعہ کا تعلق سماعت اور کان سے ہے تو جن اعمال حسنہ کے دکھاوے کا تعلق آنکھوں سے ہو وہ ریا ہے اور جن کا تعلق کانوں سے ہو وہ سمعہ ہے یعنی اپنی قدر بڑھانے کے لیے دوسروں کو طرح طرح کے اعمال سنا سنا کر مقام پیدا کرتا ہے کہ لوگ اس کو اچھا کہہ دیں۔

حکومت پاکستان کے رفاہی اور خدمت کے تمام اعمال اکارت اور ضائع چلے جاتے ہیں کیونکہ حکومت دکھاوے کے تمام ذرائع

استعمال کرنے کی کوشش کرتی ہے، نیک کام کوٹی وی، ریڈیو اور اخبارات پر دکھاتی ہے تو نیکی کہاں رہ گئی؟

٧٤٦٤ـ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي، تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ میں شرک والوں کے شرک سے بے پرواہ ہوں، جس میں میرے علاوہ کوئی میرا شریک ہو تو میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔

تشریح:

''اغنی الشرکاء'' یعنی میں شرک کے معاملہ میں تمام شرکاء سے نہایت بے نیاز ہوں، یہاں شرکاء بمعنی مشارکت ہے جو مصدری معنی میں ہے مطلب یہ ہے کہ میں شرک و مشارکت کے معاملہ میں تمام شرکاء سے بالکل بے نیاز اور بیزار ہوں، میں خالق و مالک ہوں میری ذات وصفات میں میرے ساتھ کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔ جو شخص کسی عبادت میں بطور ریاکاری میرے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہے میں اس شخص کو اس کے عمل کے ساتھ ٹھکرا دیتا ہوں، اب ریاکار آدمی اپنا ثواب اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے بلکہ جس کے لیے اس نے عمل کیا ہے اسی سے اپنا بدلہ مانگے جب اس ریاکار نے یہ عمل اللہ کے لیے نہیں کیا تو اب اللہ تعالیٰ اس کو کیا دے گا اور کیوں دے گا؟ ''وشرکہ'' واؤ کا حرف مع کے معنی میں ہے یعنی ریاکار شخص اور اس کی ریاکاری جو شرک اصغر ہے دونوں کو چھوڑ دیتا ہوں یہ عمل اسی کے لیے ہے جس کے لیے اس نے کیا ہے لہٰذا اسی سے اپنا بدلہ وصول کرے میں اس عمل سے بیزار ہوں۔

٧٤٦٥ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سُمَيْعٍ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللَّهُ بِهِ، وَمَنْ رَاءَى رَاءَى اللَّهُ بِهِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی لوگوں کو سنانے کے لیے کوئی کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ذلت لوگوں کو سنائے گا اور جو آدمی لوگوں کے دکھلاوے کے لیے کوئی کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ریاکاروں کی سزا دے گا۔

تشریح:

''سمع اللّٰہ بہ'' یعنی جو شخص لوگوں کو سنانے، دکھانے اور شہرت حاصل کرنے کے لیے عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب کو ظاہر کر دے گا اور اس کے پوشیدہ احوال لوگوں کو سنا دے گا اور اس کو رسوا کر دے گا اسی طرح جو شخص دکھاوے کی غرض سے کوئی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو تمام لوگوں کے سامنے لا کر دکھا دے گا کہ اس شخص نے یہ عمل دکھاوے کے لیے کیا تھا اب میرے پاس اس کا کوئی ثواب نہیں ہے یہ اپنا ثواب اسی شخص سے جا کر وصول کرے جس کے لیے اس نے یہ عمل کیا تھا، یہ ناکامی اور رسوائی کی بہت بری صورت ہے۔

٧٤٦٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا الْعَلَقِيَّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ يُسَمِّعْ يُسَمِّعِ اللَّهُ بِهِ، وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللَّهُ بِهِ،

حضرت جندب علقی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی لوگوں کو سنانے کے لیے کوئی کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ذلت لوگوں کو سنائے گا اور جو آدمی دکھلاوے کے لیے کوئی کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی برائیاں لوگوں کو دکھائے گا۔

٧٤٦٧۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا الْمُلَائِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَزَادَ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا غَيْرَهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

حضرت سفیان اس سند کے ساتھ سابقہ روایت بیان کرتے ہیں اور اس روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ میں نے ان کے علاوہ کسی سے نہیں سنا جو کہتا ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

٧٤٦٨۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ حَرْبٍ۔ قَالَ سَعِيدٌ: أَظُنُّهُ قَالَ: ابْنُ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي مُوسَى۔ قَالَ: سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ كُهَيْلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا۔ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَهُ۔ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بِمِثْلِ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ،

حضرت ابن حارث بن ابی موسیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن کہیل سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جندب سے سنا اور کسی سے نہیں سنا جو کہتا ہو کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں (اور یہ روایت بھی) حضرت ثوری کی روایت کردہ حدیث کی طرح بیان کی۔

۷۴۶۹۔ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الصَّدُوقُ الْأَمِينُ الْوَلِيدُ بْنُ حَرْبٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت الصدوق الامین ولید بن حرب اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت بیان کرتے ہیں۔

باب حفظ اللسان

زبان کی حفاظت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دوحدیثوں کوذکرکیا ہے

۷۴۷۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ، يَنْزِلُ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ ارشادفرماتے ہیں کہ بندہ بعض اوقات ایک ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ دوزخ میں اس قدر اتر جاتا ہے جس قدر کہ مشرق ومغرب کے درمیان فاصلہ ہے۔

۷۴۷۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ، مَا يَتَبَيَّنُ مَا فِيهَا، يَهْوِي بِهَا فِي النَّارِ، أَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: بندہ (بعض اوقات) کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے کہ اس کا نقصان نہیں سمجھتا جب کہ اس کی وجہ سے وہ دوزخ میں اتنی دور جا کر گرتا ہے کہ جتنا مشرق ومغرب کے درمیان فاصلہ۔

بَابُ عُقُوبَةِ مَنْ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا يَفْعَلُهُ،

اس شخص کی سزا جونیکی کا حکم کرے اور خودنیکی نہ کرے

اس باب میں امام مسلم نے دوحدیثوں کوذکرکیا ہے

۷۴۷۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ

إِبْرَاهِيمَ وَأَبُو كُرَيْبٍ۔ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ۔ قَالَ يَحْيَى وَإِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرُونَ: حَدَّثَنَا۔ أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: قِيلَ لَهُ: أَلَا تَدْخُلُ عَلَى عُثْمَانَ فَتُكَلِّمَهُ؟ فَقَالَ: أَتَرَوْنَ أَنِّي لَا أُكَلِّمُهُ إِلَّا أُسْمِعُكُمْ؟ وَاللَّهِ لَقَدْ كَلَّمْتُهُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ، مَا دُونَ أَنْ أَفْتَتِحَ أَمْرًا لَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ، وَلَا أَقُولُ لِأَحَدٍ، يَكُونُ عَلَيَّ أَمِيرًا: إِنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يُؤْتَى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُلْقَى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُ بَطْنِهِ، فَيَدُورُ بِهَا كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِالرَّحَى، فَيَجْتَمِعُ إِلَيْهِ أَهْلُ النَّارِ، فَيَقُولُونَ: يَا فُلَانُ مَا لَكَ؟ أَلَمْ تَكُنْ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ فَيَقُولُ: بَلَى، قَدْ كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ، وَأَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ سے کہا گیا کیا تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس نہیں جاتے تا کہ ان سے بات کرتے؟ حضرت اسامہ نے فرمایا: کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں حضرت عثمان سے بات نہیں کروں گا مگر تمہیں سناؤں گا۔ اللہ کی قسم! میں ان سے بات کر چکا ہوں، جو بات میں نے اپنے اور ان کے بارے میں کرنا تھی، میں وہ بات کھولنا نہیں چاہتا اور میں نہیں چاہتا کہ وہ بات کھولنے والا پہلا میں ہی ہوں اور نہ ہی میں یہ کہتا ہوں کہ کسی کو جو مجھ پر حاکم ہو کہ وہ سب لوگوں سے بہتر ہے رسول اللہ ﷺ کا فرمان سن لینے کے بعد۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اور اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا جس سے اس کے پیٹ کی آنتیں نکل آئیں گی، وہ آنتوں کو لے کر اس طرح گھومے گا جس طرح گدھا چکی کو لے کر گھومتا ہے دوزخ والے اس کے پاس اکٹھے ہو کر کہیں گے، اے فلاں، تجھے کیا ہوا؟ (یعنی آج تو کس حالت میں ہے؟) کیا تو لوگوں کو نیکی کا حکم نہیں دیتا اور برائی سے نہیں روکتا تھا؟ وہ کہے گا ہاں میں لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتا تھا لیکن خود اس نیکی پر عمل نہیں کرتا تھا اور لوگوں کو برائی سے منع کرتا تھا لیکن میں خود برائی میں مبتلا تھا۔

تشریح:

"قیل له" یعنی کسی نے حضرت اسامہ بن زید سے کہا کہ آپ عثمان بن عفان کے پاس جا کر ان کو نصیحت کیوں نہیں کرتے ہو اور ان کے گورنروں سے جو لوگوں کو شکایات ہیں اس سے متعلق حضرت عثمان سے بات کیوں نہیں کرتے ہو؟

"اترون" مجہول کا صیغہ ہے یعنی تم مجھ پر یہ خیال کرتے ہو کہ میں ان سے کبھی بات کرتا ہی نہیں الا یہ کہ تم کو سنا دوں اور سب کے سامنے ان سے بات کر کے ان کو رسوا کروں؟ نہیں بھائی حقیقت یہ ہے کہ جو باتیں میرے اور ان کے درمیان تھیں وہ میں ان

سے کر چکا ہوں میں نے کوئی مداھنت نہیں کی ہے لیکن میں نے ان سے پوشیدہ طور پر بات کی ہے اس میں مصلحت بھی ہے اور بڑوں کا ادب بھی ہے اور مختلف احادیث کی تعلیم بھی ہے کہ بادشاہوں کو پوشیدہ طور پر سمجھایا کرو اگر مانا تو ٹھیک ورنہ تمہارا ذمہ ساقط ہو جائے گا ہاں میں یہ نہیں چاہتا کہ میں ایسا فتنہ کھول دوں جس کا کھولنے والا سب سے پہلے میں ہی بنوں میں تو کسی حاکم کو یہ نہیں سمجھتا کہ وہ سب انسانوں سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ میں نے آنحضرت سے سنا ہے کہ قیامت میں ایک آدمی لایا جائے گا اور اس سے حساب لیا جائے گا۔ ''فتندلق'' یہ اندلاق سے ہے پیٹ سے ایک دم آنتوں کے نکلنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

''اقتاب'' یہ قتب کی جمع ہے آنتوں کو کہتے ہیں، حضرت اسامہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر حاکم بھی غلط کام کرے گا تو وہ بھی معاف نہیں ہے اگر چہ وہ اور لوگوں کو برائیوں سے روکتا ہے تو حضرت اسامہ نے اپنے آپ سے مداہنت کی نفی فرمادی اور پھر حکمرانوں کے بارے میں یہ کہا کہ وہ بھی بشر ہوتے ہیں کبھی لوگوں کو روکتے ہیں مگر خود مبتلا ہو جاتے ہیں ایسے حکمرانوں کے لیے یہ حدیث ہے امر معروف و منکر کی بحث کتاب الایمان میں گزر گئی ہے۔

۷۴۷۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَدْخُلَ عَلَى عُثْمَانَ فَتُكَلِّمَهُ فِيمَا يَصْنَعُ؟ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ

حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم اسامہ بن زید کے پاس تھے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: آپ کو کس چیز نے روکا ہے کہ آپ حضرت عثمان کے پاس جا کر ان سے بات کریں (اور پھر آگے) مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ هَتْكِ الْإِنْسَانِ سِتْرَ نَفْسِهِ

انسان کواپنا پردہ فاش کرنا منع ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کوذکر کیا ہے

۷۴۷۴۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ۔ قَالَ عَبْدٌ: حَدَّثَنِي، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا۔ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: قَالَ سَالِمٌ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّ أُمَّتِي مُعَافَاةٌ، إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ، وَإِنَّ مِنَ الْإِجْهَارِ أَنْ يَعْمَلَ الْعَبْدُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا، ثُمَّ يُصْبِحُ قَدْ سَتَرَهُ رَبُّهُ، فَيَقُولُ: يَا فُلَانُ قَدْ عَمِلْتُ

الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ، فَيَبِيتُ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ، وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ قَالَ زُهَيْرٌ: وَإِنَّ مِنَ الْهِجَارِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے ہیں کہ میری ساری امت کے سارے گناہ معاف کردیے جائیں گے سوائے ان گناہوں کے جو اعلانیہ (یعنی کھلم کھلا) ہوں گے۔ وہ معاف نہیں کیے جائیں گے وہ یہ کہ بندہ رات کو کوئی گناہ کرتا ہے پھر صبح کو اس کا پروردگار اس کے گناہ کی پردہ پوشی کرتا ہے لیکن وہ (دوسرے لوگوں) سے کہتا ہے اے فلاں! میں نے گزشتہ رات ایسے ایسے گناہ کیے اور رات گزاری۔ پروردگار نے تو اسے چھپایا اور ساری رات پردہ پوشی کی لیکن صبح ہوتے ہی اس نے اس گناہ کو ظاہر کردیا، جسے اللہ عزوجل نے چھپایا تھا۔

بَابُ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَكَرَاهَةِ التَّثَاؤُبِ

چھینکنے والے کا جواب اور جمائی لینے کی کراہت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے نو احادیث کو بیان کیا ہے

۷۴۷۵۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ وَهُوَ ابْنُ غِيَاثٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: عَطَسَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ، فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ، فَقَالَ الَّذِي لَمْ يُشَمِّتْهُ: عَطَسَ فُلَانٌ فَشَمَّتَّهُ، وَعَطَسْتُ أَنَا فَلَمْ تُشَمِّتْنِي، قَالَ: إِنَّ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ، وَإِنَّكَ لَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو آدمیوں نے چھینکا۔ آپ ﷺ نے ان میں سے ایک کو چھینکنے پر جواب دیا اور دوسرے کو جواب نہیں دیا تو اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے فلاں کو چھینکنے کا جواب دیا اور مجھے چھینکنے کا جواب نہیں دیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے (چھینکنے کے بعد) الحمد للہ کہا اور تو نے الحمد للہ نہیں کہا۔

۷۴۷۶۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي الْأَحْمَرَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث ہی کی طرح روایت نقل کی ہے۔

۷۴۷۷- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ- وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ- قَالَا: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُوسَى وَهُوَ فِي بَيْتِ بِنْتِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ، فَعَطَسْتُ فَلَمْ يُشَمِّتْنِي، وَعَطَسَتْ فَشَمَّتَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَى أُمِّي فَأَخْبَرْتُهَا، فَلَمَّا جَاءَهَا قَالَتْ: عَطَسَ عِنْدَكَ ابْنِي فَلَمْ تُشَمِّتْهُ، وَعَطَسَتْ فَشَمَّتَّهَا، فَقَالَ: إِنَّ ابْنَكِ عَطَسَ، فَلَمْ يَحْمَدِ اللَّهَ، فَلَمْ أُشَمِّتْهُ، وَعَطَسَتْ، فَحَمِدَتِ اللَّهَ فَشَمَّتُّهَا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللَّهَ، فَشَمِّتُوهُ، فَإِنْ لَمْ يَحْمَدِ اللَّهَ، فَلَا تُشَمِّتُوهُ

حضرت ابو بردہ سے مروی ہے کہ میں حضرت ابو موسیٰ کے پاس گیا تو وہ حضرت فضل بن عباس کی بیٹی کے گھر میں تھے مجھے چھینک آئی تو انہوں نے مجھے جواب نہ دیا اور حضرت فضل کی بیٹی کو چھینک آئی تو حضرت ابو موسیٰ نے اسے (چھینک کا) جواب دیدیا۔ میں اپنی والدہ کے پاس گیا اور انہیں اس کی خبر دی تو وہ حضرت ابو موسیٰ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: آپ کے پاس میرے بیٹے کو چھینک آئی تو آپ نے اسے جواب نہیں دیا اور اس کی (بیٹی فضل بن عباس) نے چھینکا تو آپ نے اسے جواب دیدیا تو حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا تمہارے لڑکے کو چھینک آئی لیکن اس نے الحمد للہ نہیں کہا، اس لیے میں نے اس کو جواب نہیں دیا اور فضل بن عباس کی بیٹی کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا تو میں نے اس کو جواب دیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے پس وہ الحمد للہ کہے تو تم اس کا جواب دو اگر وہ الحمد للہ نہ کہے تو تم اس کو جواب نہ دو۔

۷۴۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ- وَاللَّفْظُ لَهُ- حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، أَنَّ أَبَاهُ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ ثُمَّ عَطَسَ أُخْرَى، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرَّجُلُ مَزْكُومٌ

حضرت ایاس بن سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ ان کے والد نے بیان فرمایا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کے پاس چھینکا تو آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی: یرحمک اللہ پھر اس آدمی نے دوسری مرتبہ چھینکا تو رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کے بارے میں فرمایا: اسے تو زکام ہے۔

۷۴۷۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: التَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمائی کا آنا شیطان کی طرف سے ہے تو جب تم میں سے کسی آدمی کو جمائی آئے تو جس قدر ہو سکے اسے (جمائی کو) روکے۔

۷۴۸۰۔ حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ مَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنًا لِأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، يُحَدِّثُ أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ، فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ عَلَى فِيهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی آدمی کو جمائی آئے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے روکے کیونکہ شیطان (منہ کے) اندر داخل ہو جاتا ہے۔

۷۴۸۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ، فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی سعید رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی آدمی کو جمائی آئے تو اسے روکے (یعنی اپنا ہاتھ منہ پر رکھے) کیونکہ شیطان (منہ کے) اندر داخل ہو جاتا ہے۔

۷۴۸۲۔ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ،

حضرت ابن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی آدمی کو نماز کے اندر جمائی آئے تو تمہیں چاہیے کہ جس قدر ہو سکے اسے (جمائی کو) روکو کیونکہ شیطان (منہ کے) اندر داخل ہو جاتا ہے۔

۷۴۸۳۔ حَدَّثَنَاهُ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَعَنِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي

سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِمِثْلِ حَدِيثِ بِشْرٍ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اور پھر) حضرت بشر اور حضرت عبدالعزیز کی روایت کردہ حدیث ہی کی طرح روایت نقل کی۔

بَابٌ فِي أَحَادِيثَ مُتَفَرِّقَةٍ

متفرق مسائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

انسان وجنات اور فرشتوں کی تخلیق کا مادہ

٧٤٨٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ۔ قَالَ عَبْدٌ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ ابْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا۔ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے اور جنوں کو آگ کی لپیٹ سے پیدا کیا گیا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کو اس چیز سے پیدا کیا ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔

تشریح:

"خلقت الملائكة من نور" یعنی فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک نور سے پیدا کیا ہے چنانچہ فرشتہ کی تعریف یہ ہے:

"جسم لطيف نوراني يتشكل باشكال مختلفة لايذكر ولا يؤنث" علامہ ابی فرماتے ہیں من نور ای من جوهر مضيئة نيرة فكانت خيرا محضا اھ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی ذاتی نور کا حصہ نہیں ہیں بلکہ الگ ایک روشن جوہر سے پیدا شدہ مخلوق ہے "الجان" جنات کی تعریف اس طرح ہے جسم ناری يتشكل باشكال مختلفة يذكر ويؤنث اھ۔

"من مارج" المارج هو اللهب المختلط بالدخان فكانوا شرا محضا والخير فيهم قليل اھ

بہرحال مارج آگ کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو دھوئیں کے نیچے پیدا شدہ آگ کا شعلہ ہوتا ہے۔

''جانّ'' کے بارے میں بعض نے کہا یہ ابلیس کا نام ہے اور بعض نے کہا اس سے جنات مراد ہے بعض نے کہا کہ یہ جان جنات کے بڑے بابا کا نام ہے ''مِمَّا وُصِفَ لَکُم'' یعنی حضرت آدم علیہ السلام اسی چیز سے پیدا کیا گیا ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے خود بیان کیا ہے اس سے اشارہ ہے کہ انسان مٹی سے پیدا کیا گیا ہے قرآن مجید میں ایک آیت اس طرح ہے ﴿خلقه من تراب﴾ دوسری آیت ﴿انی خالق بشرا من طین﴾ بہرحال اس حدیث سے بریلوی حضرات پر سخت قسم کا رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہیں اب سوال یہ ہے کہ اس باب میں تو ایک حدیث ہے اس کو احادیث متفرقہ کا نام کیسے دیدیا؟ احادیث متفرقہ تب سمجھ میں آتا کہ اس کے بعد کوئی اور باب قائم نہ ہوتا اور باب النھی عن المدح تک سب احادیث ہوتیں جس طرح بعض شارحین نے ایسا کیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ علامہ نووی نے ہر جگہ باب کا عنوان رکھا ہے میں بھی مجبور ہوں یہ بھی تعجب ہے کہ ان ابواب کا رقاق سے کیا تعلق ہے۔

بَابٌ فِي الْفَأْرِ وَأَنَّهُ مَسْخٌ

چوہوں کے مسخ ہونے کا بیان

اس باب امام مسلم نے دو حدیثوں کو بیان کیا ہے

۷۴۸۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّزِّيُّ، جَمِيعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ۔ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، لَا يُدْرَى مَا فَعَلَتْ، وَلَا أُرَاهَا إِلَّا الْفَأْرَ، أَلَا تَرَوْنَهَا إِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الْإِبِلِ لَمْ تَشْرَبْهُ، وَإِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الشَّاءِ شَرِبَتْهُ؟، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَحَدَّثْتُ هَذَا الْحَدِيثَ كَعْبًا، فَقَالَ: آنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ ذَلِكَ مِرَارًا، قُلْتُ: أَأَقْرَأُ التَّوْرَاةَ؟ قَالَ إِسْحَاقُ فِي رِوَايَتِهِ: لَا نَدْرِي مَا فَعَلَتْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل کا ایک گروہ گم ہو گیا تھا اور یہ پتہ نہیں لگ رہا تھا کہ وہ کہا گیا ہے؟ اور میرا خیال ہے کہ وہ (مسخ شدہ) چوہے ہیں۔ کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ جب چوہوں کے سامنے اونٹوں کا دودھ رکھا جاتا ہے تو وہ اسے نہیں پیتے اور جب ان کے سامنے بکریوں کا دودھ رکھا جاتا ہے تو وہ پی لیتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حضرت کعب سے بیان کی تو انہوں نے ارشاد فرمایا: کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ میں نے کہا: ہاں! انہوں نے

بار بار یہی پوچھا تو میں نے کہا: کیا میں توراۃ پڑھ رہا ہوں؟ حضرت اسحٰق نے اپنی روایت میں کہا ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ اس گروہ کا کیا ہوا۔

تشریح:

"فقدت" اصل میں یہ لفظ گم ہونے کے معنی میں ہوتا ہے لیکن یہاں مسخ ہونے کے لیے استعمال ہوا ہے ای مسخت امة من بنی اسرائیل۔ یعنی مسخ ہو کر گم ہو گئے اب معلوم نہ ہو سکا کہ ان کا کیا بنا۔ "الا الفار" یعنی میرا خیال ہے کہ وہ لوگ یہی چوہوں کی شکل میں ظاہر ہو گئے ہیں۔ اس پر ظاہری ایک دلیل بھی ہے کہ چوہا اونٹنی کا دودھ نہیں پیتا ہے اور باقی جانوروں کا پیتا ہے چونکہ یہود بھی اونٹنی کا دودھ نہیں پیتے ہیں تو یہ مسوخ چوہا ہی یاد تازہ کرتا ہے۔

سوال: یہاں یہ سوال ہے کہ آنحضرت سے صحیح روایت میں ایک حدیث وارد ہے حضرت ابن مسعود نے اس کو بیان کیا ہے جس کو فتح الباری میں حافظ ابن حجر نے نقل کیا ہے الفاظ یہ ہیں۔ "قال علیه السلام ان الله لم یجعل لمسخ نسلا"۔ یعنی مسوخ قوم کے لیے نسل باقی نہیں رہتی تو چوہوں کی یہ نسل کس طرح باقی ہے یہ سوال ہے۔

جواب: اس کا جواب شارحین نے یہ دیا ہے کہ یہاں آنحضرت نے وحی کے ذریعہ سے یہ حکم بیان نہیں کیا ہے بلکہ ایک گمان اور خیال کا اظہار فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ نے ایک قیاسی اور اجتہادی دلیل بیان فرمائی ہے کہ دیکھو دودھ میں یہ چوہا یہود کی طبیعت پر واقع ہے کہ اونٹنی کا دودھ نہیں پیتا ہے پھر جب آنحضرت کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوا تو آپ نے مسوخ قوم کے عدم بقاء کا ارشاد فرمایا بہر حال میں راقم الحروف ایک بات عرض کرتا ہوں۔

اگر چہ کسی شارح نے یہ نہیں لکھا ہے لیکن اگر یہ کہا جائے کہ موجودہ بندر اور خنازیر اور چوہے ان مسخ شدہ اقوام کی فوٹو کاپی ہے تو ان شاء اللہ یہ بعید نہیں ہوگا اور اس پر احادیث کے ظاہری الفاظ بھی محفوظ رہ جائیں گے کہ یہ حیوانات ان مسخ شدہ اقوام کی اشکال ہیں بعینہ وہ نہیں ہیں لیکن ان کی نظیر اور امثال ہیں تو چوہا انہیں مسخ شدہ اقوام کا ایک نمونہ ہے۔

"اأقرء التوراة" یہ استفہام انکاری ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کعب احبار چونکہ پہلے یہودی تھے تو شاید اس نے بوجھ محسوس کیا ہوگا کہ ان کے آباؤ اجداد کو بندر خنازیر اور چوہا کہا جا رہا ہے تو اس نے تعجب کیا کہ کیا یہ واقعی حدیث ہے یا ابو ہریرہ اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں اس پر ابو ہریرہ غصہ ہو گئے اور فرمایا کہ کیا میں کوئی تورات پڑھ رہا ہوں؟ نہیں بلکہ میں حدیث سنا رہا ہوں۔

۷٤٨٦۔ وحَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ، قَالَ: الْفَأْرَةُ مَسْخٌ، وَآيَةُ ذَلِكَ أَنَّهُ يُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهَا لَبَنُ الْغَنَمِ فَتَشْرَبُهُ، وَيُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهَا لَبَنُ الْإِبِلِ فَلَا تَذُوقُهُ فَقَالَ لَهُ كَعْبٌ: أَسَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: أَفَأُنْزِلَتْ عَلَيَّ التَّوْرَاةُ؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چوہا مسخ شدہ (انسان) ہے اور اس بات کی نشانی یہ ہے کہ جب چوہے کے سامنے بکری کا دودھ رکھا جاتا ہے تو وہ اسے پی جاتا ہے اور اونٹوں کا دودھ رکھا جائے تو اسے نہیں پیتا۔ حضرت کعب نے حضرت ابو ہریرہ سے فرمایا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے (یہ حدیث) سنی ہے؟ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: تو کیا میرے اوپر تورات نازل ہوئی تھی؟ (کہ میں اسے پڑھ رہا ہوں)

بَابُ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ

مؤمن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاسکتا ہے

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۷۴۸۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاسکتا۔

تشریح:

"لا يلدغ المؤمن" یعنی مؤمن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاسکتا ہے مطلب یہ ہے کہ ایک ہی جگہ سے مؤمن کو دو دفعہ دھوکہ نہیں دیا جاسکتا ہے مؤمن اپنی فراست ایمانی کی وجہ سے متیقظ اور بیدار مغز ہوتا ہے یہ جملہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا اور پھر یہ عرب کے لیے ایک کہاوت اور ضرب المثل بن گیا دراصل یہ جملہ آنحضرت نے ابو عزہ جمحی کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ابوعزہ شاعر حضرت مصعب بن عمیر کا بھائی تھا جنگ بدر میں گرفتار ہو گیا تھا مدینہ منورہ میں جب قیدیوں سے فدیہ لینے کی بات آ گئی تو اس نے اپنے فقر وفاقہ اور چھوٹی چھوٹی بچیوں کا ذکر کیا اور رہائی کی درخواست کی آنحضرت نے ان کو مفت میں رہا کر دیا مگر یہ شرط لگا دی کہ آئندہ ہمارے مقابلہ میں جنگ کے لیے نہیں آؤ گے دوسرا یہ کہ تم شاعر آدمی ہو مسلمانوں کے خلاف ہجو گوئی اور شعر وشاعری نہیں کرو گے اس نے وعدہ کیا لیکن ابوسفیان کے ورغلانے سے اس نے وعدہ توڑ دیا اور مسلمانوں کی ہجو

شروع کی نیز جنگ احد میں مسلمانوں کے مقابلہ میں بھی آ گیا جنگ احد کے بعد جب کفار واپس مکہ چلے گئے اور صحابہ کرام نے حمراء الاسد تک ان کا تعاقب کیا تو راستے میں ابوعزہ شاعر پکڑا گیا اور آنحضرت کے سامنے لایا گیا ابوعزہ نے پھر فریاد کی اور معافی مانگی تو آنحضرت نے فرمایا کہ تم پھر جا کر مکہ میں اپنی مونچھوں کو تاؤ دوگے اور کہو گے کہ میں نے محمد کو دو دفعہ دھوکہ دیا مؤمن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جا سکتا ہے "قم یا عاصم فاضرب عنقه" چنانچہ اس کی گردن اڑا دی گئی اور یہ جملہ رہتی دنیا کے لیے باقی رہ گیا۔

۷۴۸۸۔ وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمِّهِ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث ہی کی طرح روایت نقل کی ہے۔

بَابُ الْمُؤْمِنُ أَمْرُهُ كُلُّهُ خَيْرٌ

مؤمن کا ہر معاملہ خیر ہی خیر ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۷۴۸۹۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْدِيُّ، وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، جَمِيعًا عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ۔ وَاللَّفْظُ لِشَيْبَانَ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ صُهَيْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ، صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن آدمی کا بھی عجیب حال ہے کہ اس کے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے اور یہ بات کسی کو حاصل نہیں سوائے اس مومن آدمی کے کہ اگر اسے کوئی تکلیف بھی پہنچی تو اس نے شکر ادا کیا تو اس کے لیے اس میں بھی ثواب ہے اور اگر اسے کوئی نقصان پہنچا اور اس نے صبر کیا تو اس کے لیے اس (صبر) میں بھی ثواب ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَدْحِ، وَالْإِطْرَاءِ

مدح کرنے میں بے جا مبالغہ کرنا منع ہے

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

۷۴۹۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: مَدَحَ رَجُلٌ رَجُلًا، عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَقَالَ: وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ، قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ مِرَارًا إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا صَاحِبَهُ لَا مَحَالَةَ، فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ فُلَانًا، وَاللَّهُ حَسِيبُهُ، وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللَّهِ أَحَدًا أَحْسِبُهُ، إِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذَاكَ، كَذَا وَكَذَا

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پاس کسی دوسرے آدمی کی تعریف بیان کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی، تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی کئی مرتبہ آپ نے اسے دہرایا (پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:) کہ جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے ساتھی کی تعریف ہی کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ ایسے کہے: میرا گمان ہے اور اللہ خوب جانتا ہے اور میں اس کے دل کا حال نہیں جانتا، انجام کا علم اللہ ہی کو ہے کہ وہ ایسے ایسے ہے۔

۷۴۹۱۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَبَلَةَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، أَخْبَرَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا مِنْ رَجُلٍ، بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَفْضَلُ مِنْهُ فِي كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ مِرَارًا يَقُولُ ذَلِكَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا أَخَاهُ، لَا مَحَالَةَ، فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ فُلَانًا، إِنْ كَانَ يُرَى أَنَّهُ كَذَلِكَ، وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللَّهِ أَحَدًا،

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا گیا۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! فلاں فلاں کام میں اللہ کے رسول کے بعد کوئی بھی اس سے بہتر نہیں ہے۔ تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی۔ آپ ﷺ نے یہ جملہ کئی مرتبہ دہرایا پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کوئی آدمی اپنے بھائی کی تعریف ضرور کرنا چاہے تو اسے

چاہیے کہ وہ کہے: میں گمان کرتا ہوں کہ وہ ایسا ہے اور وہ اس پر یہ بھی رائے رکھے کہ میں اللہ کے مقابلے میں کسی کو بہتر نہیں سمجھتا۔

۷۴۹۲۔ وحَدَّثَنِيهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، ح وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، نَحْوَ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ، وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا: فَقَالَ رَجُلٌ: مَا مِنْ رَجُلٍ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ مِنْهُ

حضرت شعبہ سے اس سند کے ساتھ حضرت یزید بن زریع کی روایت کردہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے صرف لفظی تبدیلی کا فرق ہے۔

۷۴۹۳۔ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُثْنِي عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِيهِ فِي الْمِدْحَةِ، فَقَالَ: لَقَدْ أَهْلَكْتُمْ أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی سے کسی آدمی کے بارے میں بہت زیادہ تعریف سنی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے ہلاک کر دیا یا تم نے اس آدمی کی پشت کاٹ دی۔

۷۴۹۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ۔ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى۔ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، قَالَ: قَامَ رَجُلٌ يُثْنِي عَلَى أَمِيرٍ مِنَ الْأُمَرَاءِ، فَجَعَلَ الْمِقْدَادُ يَحْثِي عَلَيْهِ التُّرَابَ، وَقَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ نَحْثِيَ فِي وُجُوهِ الْمَدَّاحِينَ التُّرَابَ

حضرت ابو معمر سے مروی ہے کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور وہ امیروں میں سے ایک امیر آدمی کی بڑی تعریف کرنے لگا تو حضرت مقداد اس آدمی کے منہ پر مٹی ڈالنے لگا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ بہت زیادہ تعریف کرنے والے کے چہرہ پر مٹی ڈال دیں۔

۷۴۹۵۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ۔ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى۔ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ رَجُلًا جَعَلَ يَمْدَحُ عُثْمَانَ، فَعَمِدَ الْمِقْدَادُ فَجَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَكَانَ رَجُلًا ضَخْمًا، فَجَعَلَ يَحْثُو فِي وَجْهِهِ الْحَصْبَاءَ، فَقَالَ لَهُ

عُثْمَانُ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِينَ، فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمِ التُّرَابَ

حضرت ہمام بن حارث سے مروی ہے کہ ایک آدمی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنے لگا تو حضرت مقداد اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھے اور وہ ایک بھاری بدن آدمی تھے تو اس تعریف کرنے والے آدمی کے چہرے میں کنکریاں ڈالنے لگے تو حضرت عثمان نے حضرت مقداد سے فرمایا: آپ کو کیا ہو گیا؟ حضرت مقداد نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں پر مٹی ڈال دو۔

٧٤٩٦۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا الْأَشْجَعِيُّ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، وَمَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنِ الْمِقْدَادِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث ہی کی طرح روایت نقل کی ہے۔

بَابُ مُنَاوَلَةِ الْأَكْبَرِ

مسواک پہلے بڑے کو دینا چاہیے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٧٤٩٧۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا صَخْرٌ يَعْنِي ابْنَ جُوَيْرِيَةَ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: أَرَانِي فِي الْمَنَامِ أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ، فَجَذَبَنِي رَجُلَانِ، أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ، فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا، فَقِيلَ لِي: كَبِّرْ، فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْأَكْبَرِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں تو دو آدمیوں نے (مسواک حاصل کرنے کے لیے) مجھے کھینچا، ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا تو میں نے مسواک چھوٹے کو دیدی تو مجھ سے کہا گیا کہ مسواک بڑے کو دو تو پھر میں نے چھوٹے سے لے کر بڑے کو دیدی۔

بَابُ التَّثَبُّتِ فِي الْحَدِيثِ

حدیث کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۷۴۹۸۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا بِهِ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ، وَيَقُولُ: اسْمَعِي يَا رَبَّةَ الْحُجْرَةِ اسْمَعِي يَا رَبَّةَ الْحُجْرَةِ وَعَائِشَةُ تُصَلِّي، فَلَمَّا قَضَتْ صَلَاتَهَا، قَالَتْ لِعُرْوَةَ: أَلَا تَسْمَعُ إِلَى هَذَا وَمَقَالَتِهِ آنِفًا؟ إِنَّمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ حَدِيثًا، لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَأَحْصَاهُ

حضرت ہشام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ حدیث بیان فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: سن حجرہ والی سن، اے حجرہ والی سن اور سیدہ عائشہ نماز پڑھ رہی تھیں پھر جب وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوگئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عروہ سے فرمایا: کیا آپ نے ابو ہریرہ کی وہ حدیثیں نہیں سنیں حالانکہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان فرمایا کرتے تھے تو اگر کوئی شمار کرنے والا آدمی انہیں شمار کرنا چاہتا تو انہیں شمار کر لیتا۔ (یعنی گن لیتا)

تشریح:

"یحدث" یعنی حضرت ابو ہریرہ طالب علم کی حیثیت سے حدیث کی عبارت پڑھ رہے تھے ان کی استانی محدثہ دوران حضرت عائشہ تھیں حضرت ابو ہریرہ مسجد نبوی میں حجرہ عائشہ کے پاس باہر بیٹھے ہوئے تھے۔

"یاربة الحجرة" ای یا مالكة هذه الحجرة "اسمعی" یعنی اے اس گھر کی مالکہ میری احادیث کو سن لیجئے اور اس کی توثیق وتصدیق یا تصحیح کیجئے حضرت عائشہ نے حضرت ابو ہریرہ کی احادیث کی توثیق تو کر دی لیکن طالب علم کی عبارت پڑھنے پر اعتراض کیا کہ عبارت سوچ سوچ کر پڑھنا چاہیے اور ٹھہر ٹھہر کر غور سے پڑھنا چاہیے اس طرح جلدی جلدی پڑھنے سے غلطی آنے کا یا بھول جانے کا قوی امکان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو احادیث اس طرح سناتے تھے کہ اگر سننے والا الگ الگ الفاظ کو گننا چاہتا تو گن سکتا تھا اور یاد کر سکتا تھا حضرت عائشہ نے اپنے بھانجے حضرت عروہ کو مخاطب بنا کر حضرت ابو ہریرہ کو سنا دیا کہ ان کو کیا کرنا چاہیے۔

باب النهي عن كتابة غير القران

قرآن کے علاوہ کسی حدیث کے لکھنے کی ممانعت کا مطلب

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۷۴۹۸۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْدِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَكْتُبُوا عَنِّي، وَمَنْ كَتَبَ عَنِّي غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ، وَحَدِّثُوا عَنِّي، وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ- قَالَ هَمَّامٌ: أَحْسِبُهُ قَالَ- مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم مجھ سے (کوئی بات) نہ لکھو اور جس آدمی نے قرآن مجید کے علاوہ مجھ سے (کچھ سن کر) لکھا ہے تو اسے مٹادے اور مجھ سے (سنی احادیث) بیان کرو اس میں کوئی گناہ نہیں اور جس آدمی نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

تشریح:

''لا تکتبوا عنی ''یعنی مجھ سے قرآن عظیم کے علاوہ کوئی چیز نہ لکھو جس نے قرآن کے علاوہ کچھ لکھا ہے وہ اس کو مٹادے اور صرف قرآن کو باقی رکھدے۔ اس حدیث کو منکرین حدیث اپنے انکار حدیث کے لیے بطور دلیل پیش کرتے ہیں تعجب تو اس پر ہے کہ ان کے ہاں جو اصول اور قواعد مقرر ہیں اس کے پیش نظر اس حدیث کو وہ لوگ کس طرح صحیح ماننے لگے ہیں ان کے ہاں جب سلسلہ سند ہی غیر معتبر ہے تو ان کو یہ حدیث کیسے اچھی لگی؟ بہر حال تحفه المنعم جلد اول کی ابتدا میں اس پر سیر حاصل کلام ہو چکا ہے یہاں صرف علامہ نووی کی تشریحات وجوابات کی طرف اشارہ کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ سلف صحابہ اور تابعین میں یہ اختلاف رہا ہے کہ احادیث کا لکھنا کیسا ہے بعض نے اس کو مکروہ کہا ہے لیکن اکثر نے اس کو جائز کہا ہے پھر امت کا اس پر اجماع ہو گیا کہ لکھنا جائز ہے اور یہ اختلاف ختم ہو گیا اب زیر بحث حدیث کا کیا مطلب ہے اور اس کا صحیح محمل اور جواب کیا ہے تو ایک جواب یہ ہے کہ جو شخص بہترین حافظہ رکھتا ہو اور اس کے ذہن وحافظہ پر مکمل اعتماد ہو اس کے لیے لکھنا ممنوع تھا بلکہ وہ یاد کرنے کا پابند تھا لیکن جو شخص کامل حافظہ نہیں رکھتا تھا اور بھولتا تھا تو اس کے لیے لکھنے کی اجازت تھی جس

طرح ''اکتبوا لابی شاہ'' میں لکھنے کا حکم دیا گیا ہے ایسے شخص کے لیے مباح ہے اس کے علاوہ دور صحابہ میں حدیث لکھنے کا ثبوت ہے چنانچہ حضرت علی کا لکھا ہوا صحیفہ تھا اسی طرح حضرت عمرو بن حزم کے لیے لکھا ہوا صحیفہ صدقات و دیات سے متعلق تھا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو کا صحیفہ الصادقۃ تھا اسی طرح حضرت ابو ہریرہ کا یہ کہنا کہ عبداللہ بن عمرو لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا بعض علماء نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے بعض نے کہا کہ یہ حدیث دیگر اجازت والی حدیثوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے بعض نے کہا کہ یہ ممانعت بالکل ابتدا میں تھی تا کہ قرآن و حدیث کا التباس نہ آئے جب التباس کا خطرہ ختم ہو گیا پھر احادیث لکھی گئیں لیکن بڑے پیمانے پر نہیں تھا بعض نے کہا کہ ایک جگہ ایک کاپی میں لکھنے کی ممانعت تھی مطلق ممانعت نہیں تھی۔ بعض نے یہ حکمت بیان کی ہے کہ آنحضرت چاہتے تھے کہ احادیث پہلے ''صدور الرجال'' میں محفوظ ہو جائے پھر صدور قرطاس میں آ جائے چنانچہ قرآن کے حفظ سے صحابہ کرام حدیثوں کے زیادہ حافظ تھے۔

بَابُ قِصَّةِ أَصْحَابِ الْأُخْدُودِ وَالسَّاحِرِ وَالرَّاهِبِ وَالْغُلَامِ

اصحاب اخدود اور ساحر و راہب اور غلام کا عجیب قصہ

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک لمبی حدیث کو ذکر کیا ہے

۷۵۰۰۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ صُهَيْبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ مَلِكٌ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَكَانَ لَهُ سَاحِرٌ، فَلَمَّا كَبِرَ، قَالَ لِلْمَلِكِ: إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ، فَابْعَثْ إِلَيَّ غُلَامًا أُعَلِّمْهُ السِّحْرَ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ غُلَامًا يُعَلِّمُهُ، فَكَانَ فِي طَرِيقِهِ، إِذَا سَلَكَ رَاهِبٌ فَقَعَدَ إِلَيْهِ وَسَمِعَ كَلَامَهُ، فَأَعْجَبَهُ فَكَانَ إِذَا أَتَى السَّاحِرَ مَرَّ بِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ إِلَيْهِ، فَإِذَا أَتَى السَّاحِرَ ضَرَبَهُ، فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى الرَّاهِبِ، فَقَالَ: إِذَا خَشِيتَ السَّاحِرَ، فَقُلْ: حَبَسَنِي أَهْلِي، وَإِذَا خَشِيتَ أَهْلَكَ فَقُلْ: حَبَسَنِي السَّاحِرُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَتَى عَلَى دَابَّةٍ عَظِيمَةٍ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ، فَقَالَ: الْيَوْمَ أَعْلَمُ آلسَّاحِرُ أَفْضَلُ أَمِ الرَّاهِبُ أَفْضَلُ؟ فَأَخَذَ حَجَرًا، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ أَمْرُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ أَمْرِ السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هَذِهِ الدَّابَّةَ، حَتَّى يَمْضِيَ النَّاسُ، فَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا، وَمَضَى النَّاسُ، فَأَتَى الرَّاهِبَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ: أَيْ بُنَيَّ أَنْتَ الْيَوْمَ أَفْضَلُ مِنِّي، قَدْ بَلَغَ مِنْ أَمْرِكَ مَا أَرَى، وَإِنَّكَ سَتُبْتَلَى، فَإِنِ ابْتُلِيتَ فَلَا تَدُلَّ عَلَيَّ، وَكَانَ الْغُلَامُ يُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ،

وَيُدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْأَدْوَاءِ، فَسَمِعَ جَلِيسٌ لِلْمَلِكِ كَانَ قَدْ عَمِيَ، فَأَتَاهُ بِهَدَايَا كَثِيرَةٍ، فَقَالَ: مَا هَاهُنَا لَكَ أَجْمَعُ، إِنْ أَنْتَ شَفَيْتَنِي، فَقَالَ: إِنِّي لَا أَشْفِي أَحَدًا إِنَّمَا يَشْفِي اللَّهُ، فَإِنْ أَنْتَ آمَنْتَ بِاللَّهِ دَعَوْتُ اللَّهَ فَشَفَاكَ، فَآمَنَ بِاللَّهِ فَشَفَاهُ اللَّهُ، فَأَتَى الْمَلِكَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ كَمَا كَانَ يَجْلِسُ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَنْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ؟ قَالَ: رَبِّي، قَالَ: وَلَكَ رَبٌّ غَيْرِي؟ قَالَ: رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ، فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ عَلَى الْغُلَامِ، فَجِيءَ بِالْغُلَامِ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: أَيْ بُنَيَّ قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ مَا تُبْرِءُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ، وَتَفْعَلُ وَتَفْعَلُ، فَقَالَ: إِنِّي لَا أَشْفِي أَحَدًا، إِنَّمَا يَشْفِي اللَّهُ، فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ، فَجِيءَ بِالرَّاهِبِ، فَقِيلَ لَهُ: ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ، فَأَبَى، فَدَعَا بِالْمِئْشَارِ، فَوَضَعَ الْمِئْشَارَ فِي مَفْرِقِ رَأْسِهِ، فَشَقَّهُ حَتَّى وَقَعَ شِقَّاهُ، ثُمَّ جِيءَ بِجَلِيسِ الْمَلِكِ فَقِيلَ لَهُ: ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ، فَأَبَى فَوَضَعَ الْمِئْشَارَ فِي مَفْرِقِ رَأْسِهِ، فَشَقَّهُ بِهِ حَتَّى وَقَعَ شِقَّاهُ، ثُمَّ جِيءَ بِالْغُلَامِ فَقِيلَ لَهُ ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ، فَأَبَى فَدَفَعَهُ إِلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: اذْهَبُوا بِهِ إِلَى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا، فَاصْعَدُوا بِهِ الْجَبَلَ، فَإِذَا بَلَغْتُمْ ذُرْوَتَهُ، فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ، وَإِلَّا فَاطْرَحُوهُ، فَذَهَبُوا بِهِ فَصَعِدُوا بِهِ الْجَبَلَ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ، فَرَجَفَ بِهِمِ الْجَبَلُ فَسَقَطُوا، وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟ قَالَ: كَفَانِيهِمُ اللَّهُ، فَدَفَعَهُ إِلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: اذْهَبُوا بِهِ فَاحْمِلُوهُ فِي قُرْقُورٍ، فَتَوَسَّطُوا بِهِ الْبَحْرَ، فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ وَإِلَّا فَاقْذِفُوهُ، فَذَهَبُوا بِهِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ، فَانْكَفَأَتْ بِهِمِ السَّفِينَةُ فَغَرِقُوا، وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟ قَالَ: كَفَانِيهِمُ اللَّهُ، فَقَالَ لِلْمَلِكِ: إِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِي حَتَّى تَفْعَلَ مَا آمُرُكَ بِهِ، قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: تَجْمَعُ النَّاسَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، وَتَصْلُبُنِي عَلَى جِذْعٍ، ثُمَّ خُذْ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِي، ثُمَّ ضَعِ السَّهْمَ فِي كَبِدِ الْقَوْسِ، ثُمَّ قُلْ: بِاسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْغُلَامِ، ثُمَّ ارْمِنِي، فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ قَتَلْتَنِي، فَجَمَعَ النَّاسَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، وَصَلَبَهُ عَلَى جِذْعٍ، ثُمَّ أَخَذَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ، ثُمَّ وَضَعَ السَّهْمَ فِي كَبِدِ الْقَوْسِ، ثُمَّ قَالَ: بِاسْمِ اللَّهِ، رَبِّ الْغُلَامِ، ثُمَّ رَمَاهُ فَوَقَعَ السَّهْمُ فِي صُدْغِهِ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي صُدْغِهِ فِي مَوْضِعِ السَّهْمِ فَمَاتَ، فَقَالَ النَّاسُ: آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ، آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ، آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ، فَأُتِيَ الْمَلِكُ فَقِيلَ لَهُ: أَرَأَيْتَ مَا كُنْتَ تَحْذَرُ؟ قَدْ وَاللَّهِ نَزَلَ بِكَ حَذَرُكَ، قَدْ آمَنَ النَّاسُ، فَأَمَرَ بِالْأُخْدُودِ فِي أَفْوَاهِ السِّكَكِ، فَخُدَّتْ

وَأَضْرَمَ النِّيرَانَ، وَقَالَ: مَنْ لَمْ يَرْجِعْ عَنْ دِينِهِ فَأَحْمُوهُ فِيهَا، أَوْ قِيلَ لَهُ: اقْتَحِمْ، فَفَعَلُوا حَتَّى جَاءَتِ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا فَتَقَاعَسَتْ أَنْ تَقَعَ فِيهَا، فَقَالَ لَهَا الْغُلَامُ: يَا أُمَّهْ اصْبِرِي فَإِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلی (قوموں میں) ایک بادشاہ تھا جس کے پاس ایک جادوگر تھا۔ جب وہ جادوگر بوڑھا ہوگیا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ اب میں بوڑھا ہوگیا ہوں تو آپ میرے ساتھ ایک لڑکے کو بھیج دیں تا کہ میں اسے جادو سکھادوں تو بادشاہ نے ایک لڑکا جادو سیکھنے کے لیے اس بوڑھے جادوگر کی طرف بھیج دیا۔ جب وہ لڑکا چلا تو اسی راستہ میں ایک راہب تھا تو وہ لڑکا اس راہب کے پاس بیٹھا اور اس کی باتیں سننے لگا جو کہ اسے پسند آئیں پھر جب وہ لڑکا جادوگر کے پاس آتا اور راہب کے پاس سے گزرتا تو اس کے پاس بیٹھتا (اور اس کی باتیں سنتا) اور جب وہ لڑکا جادوگر کے پاس آتا تو وہ جادوگر (دیر سے آنے کی وجہ سے) اس لڑکے کو مارتا تو اس لڑکے نے اس کی شکایت راہب سے کی تو راہب نے کہا کہ اگر تجھے جادوگر سے ڈر ہو تو کہہ دیا کر کہ مجھے میرے گھر والوں نے (کسی کام کے لیے) روک لیا تھا اور جب تجھے گھر والوں سے ڈر ہو تو کہہ دیا کر کہ مجھے جادوگر نے روک لیا تھا اسی دوران بہت بڑے درندے نے لوگوں کا راستہ روک لیا (جب لڑکا اس طرف آیا) تو اس نے کہا: میں آج جاننا چاہوں گا کہ جادوگر افضل ہے یا راہب افضل ہے؟ اور پھر ایک پتھر پکڑا اور کہنے لگا اے اللہ! اگر تجھے جادوگر کے معاملہ سے راہب کا معاملہ زیادہ پسندیدہ ہے تو اس درندے کو مار دے تا کہ (یہاں راستہ سے) لوگوں کا آنا جانا (شروع) ہو اور پھر وہ پتھر اس درندے کو مار کر اس درندے کو قتل کر دیا اور لوگ گزرنے لگے پھر وہ لڑکا راہب کے پاس آیا اور اسے اس کی خبر دی تو راہب نے اس لڑکے سے کہا: اے میرے بیٹے! آج تو مجھ سے افضل ہے کیونکہ تیرا معاملہ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ جس کی وجہ سے تو عنقریب ایک مصیبت میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ پھر اگر تو (کسی مصیبت میں) مبتلا کر دیا جائے تو کسی کو میرا نہ بتانا اور وہ لڑکا مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو صحیح کر دیتا تھا بلکہ لوگوں کا ساری بیماری سے علاج بھی کرتا تھا بادشاہ کا ایک ہم نشین اندھا ہوگیا۔ اس نے لڑکے کے بارے میں سنا تو بہت سے تحفے لے کر اس کے پاس آیا اور اسے کہنے لگا اگر تم مجھے شفا دیدو تو یہ سارے تحفے جو میں یہاں لے کر آیا ہوں وہ سارے تمہارے لیے ہیں۔ اس لڑکے نے کہا: میں تو کسی کو شفا نہیں دے سکتا بلکہ شفاء تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے آپ اگر اللہ پر ایمان لے آئے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ وہ آپ کو شفا دے دے۔ پھر وہ (شخص) اللہ پر ایمان لایا تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا فرما دی۔ پھر وہ آدمی (جسے شفا ہوئی) بادشاہ کے پاس آیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا جس طرح کہ وہ پہلے بیٹھا کرتا تھا۔ بادشاہ نے اس سے کہا کہ کس نے تجھے تیری بینائی واپس لوٹا دی؟ اس نے کہا: میرے رب نے۔ اس نے کہا: کیا میرے علاوہ تیرا اور کوئی رب بھی ہے؟ اس نے کہا میرا اور

تیرا رب اللہ ہے۔ پھر بادشاہ اس کو پکڑ کر اسے عذاب دینے لگا تو اس نے بادشاہ کو اس لڑکے کے بارے میں کہا (اس لڑکے کو بلایا گیا) پھر جب وہ لڑکا آیا تو بادشاہ نے اس لڑکے سے کہا کہ اے بیٹے! کیا تیرا جادو اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اب تو مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو بھی صحیح کرنے لگ گیا ہے؟ اور ایسے ایسے کرتا ہے لڑکے نے کہا: میں تو کسی کو شفا نہیں دیتا بلکہ شفا تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ بادشاہ نے اسے پکڑ کر عذاب دیا، یہاں تک کہ اس نے راہب کے بارے میں بادشاہ کو بتایا (پھر راہب کو بلایا گیا) راہب آیا تو اسے کہا گیا کہ تو اپنے مذہب سے پھر جا۔ راہب نے انکار کر دیا پھر بادشاہ نے آرا منگوایا اور اس راہب کے سر پر رکھ کر اس کا سر چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے پھر بادشاہ کے ہم نشین کو لایا گیا اور اس سے بھی کہا گیا کہ تو اپنے مذہب سے پھر جا۔ اس نے بھی انکار کر دیا بادشاہ نے اس کے سر پر بھی آرا رکھ کر سر کو چیر کر اس کے دو ٹکڑے کروا دیئے (پھر اس لڑکے کو بلایا گیا) وہ آیا تو اس سے بھی یہی کہا گیا کہ اپنے مذہب سے پھر جا۔ اس نے بھی انکار کر دیا تو بادشاہ نے اس لڑکے کو اپنے کچھ ساتھیوں کے حوالے کر کے کہا: اسے فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور اسے اس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھاؤ۔ اگر یہ اپنے مذہب سے پھر جائے تو اسے چھوڑ دینا اور اگر انکار کر دے تو اسے پہاڑ کی چوٹی سے نیچے پھینک دینا۔ چنانچہ بادشاہ کے ساتھی اس لڑکے کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے تو اس لڑکے نے کہا: اے اللہ تو مجھے ان سے کافی ہے (جس طرح تو چاہے مجھے ان سے بچا لے) اس پہاڑ پر فوراً ایک زلزلہ آیا جس سے بادشاہ کے وہ سارے ساتھ گر گئے اور وہ لڑکا چلتے ہوئے بادشاہ کی طرف آ گیا۔ بادشاہ نے اس لڑکے سے پوچھا تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا؟ لڑکے نے کہا: اللہ پاک نے مجھے ان سے بچا لیا ہے۔ بادشاہ نے پھر اس لڑکے کو اپنے کچھ ساتھیوں کے حوالے کر کے کہا: اسے ایک چھوٹی کشتی میں لے جا کر سمندر کے درمیان میں پھینک دینا، اگر یہ اپنے مذہب سے نہ پھرے۔ بادشاہ کے ساتھی اس لڑکے کو لے گئے تو اس لڑکے نے کہا: اے اللہ! تو جس طرح چاہے مجھے ان سے بچا لے۔ پھر وہ کشتی بادشاہ کے ان ساتھیوں سمیت الٹ گئی اور وہ سارے کے سارے غرق ہو گئے اور وہ لڑکا چلتے ہوئے بادشاہ کی طرف آ گیا بادشاہ نے اس لڑکے سے کہا تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بچا لیا ہے۔ پھر اس لڑکے نے بادشاہ سے کہا: تو مجھے قتل نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ اس طرح نہ کرو جس طرح کہ میں تجھے حکم دوں بادشاہ نے کہا: وہ کیا؟ اس لڑکے نے کہا: سارے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کر و اور مجھے سولی کے تختے پر لٹکاؤ پھر میرے ترکش سے ایک تیر کو پکڑو پھر اس تیر کو کمان کے چلّہ میں رکھو اور پھر کہو: اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے پھر مجھے تیر مارو اگر تم اس طرح کرو تو مجھے قتل کر سکتے ہو پھر بادشاہ نے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کیا اور پھر اس لڑکے کو سولی کے تختے پر لٹکا دیا پھر اس کے ترکش میں سے ایک تیر لیا پھر اس تیر کو کمان کے چلّہ میں رکھ کر کہا: اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے پھر وہ تیر اس لڑکے کو مارا تو وہ تیر اس لڑکے کی کنپٹی میں جا گھسا تو لڑکے نے اپنا ہاتھ تیر لگنے والی جگہ پر رکھا اور مر گیا (شہید ہو گیا) تو سب لوگوں نے

کہا: ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے۔ بادشاہ کو اس کی خبر دی گئی اور اس سے کہا گیا: تجھے جس بات کا ڈر تھا اب وہی بات آن پہنچی کہ لوگ ایمان لے آئے۔ تو پھر بادشاہ نے گلیوں کے دھانوں پر خندق کھودنے کا حکم دیا پھر خندق کھودی گئی اور ان خندقوں میں آگ جلادی گئی۔ بادشاہ نے کہا: جو آدمی اپنے مذہب سے پھرنے سے باز نہیں آئے گا تو میں اس آدمی کو اس خندق میں ڈلوادوں گا (جو لوگ اپنے مذہب پر پھرنے سے باز نہ آئے) تو انہیں خندق میں ڈال دیا گیا، یہاں تک کہ ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کا ایک بچہ بھی تھا۔ وہ عورت خندق میں گرنے سے گھبرائی تو اس عورت کے بچے نے کہا: اماں جان! صبر کر کیونکہ آپ حق پر ہیں۔

تشریح:

''مـلـك'' اس حدیث کی نص سے ثابت ہے کہ یہ قصہ سابقہ امتوں میں سے ایک امت کا ہے عام علماء نے لکھا ہے یہ قصہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ سے ستر سال پہلے کا ہے۔

چنانچہ یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ یہ عیسائی حکومت تھی تاریخ کے امام محمد بن اسحاق کے حوالہ سے سیرت ابن ہشام میں یہ قصہ تفصیل سے مذکور ہے اس میں ابن ہشام نے اس راہب کا نام فَیْمَیُوْن بتایا ہے اور لڑکے کا نام عبداللہ تامر بتایا ہے اور دونوں نجران کے رہنے والے تھے اس میں لکھا ہے کہ عبداللہ تامر کی شہادت کے بعد عام لوگوں کے ساتھ وقت کا بادشاہ بھی مسلمان ہوگیا اور فوراً مرگیا اور جس بادشاہ نے آگ کی خندقیں کھدوائیں وہ یمن کا بادشاہ تھا جو اصلاً یہودی تھا جس کا نام ذونواس یہودی تھا یہ ایک تاریخی پارچہ ہے اس میں دیگر اقوال بھی ہیں۔

''فی طـریقه'' ساحر کے پاس جاتے ہوئے راستے میں ایک اللہ والا فقیر درویش عیسائی مذہب کا عالم تارک دنیا راہب بیٹھا تھا جس کا نام فَیْمَیُوْن تھا۔

''ضـربـه'' یعنی جادوگر اس بچے کو مارتا تھا کہ دیر سے کیوں آتے ہو اس سے تعلیم و تربیت میں بچوں کا مارنا عیسائی مذہب سے ثابت ہوتا ہے آج کل عیسائی نالائق مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ ''فـقـال حبسـنـی اهلی'' اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصلاح کی غرض سے اور جان بچانے کی غرض سے جھوٹ بولنا جائز ہے ویسے یہ میدان معرکہ تیار ہو رہا تھا اور جہاد میں جھوٹ بولنا جائز ہے ''الحرب خدعة'' اس پر دلیل ہے۔

''دابة عظيمة'' ترمذی کی روایت میں ہے کہ یہ خطرناک جانور شیر تھا جس نے لوگوں کی آمد و رفت کا راستہ روک رکھا تھا۔

"فقال" یعنی عبداللہ تامر نے کہا آج مجھے معلوم ہوجائے گا کہ ساحر بہتر ہے یا راہب کا مذہب اچھا ہے۔ "فرماھا" یعنی اس غلام نے اس شیر کو پتھر مارا تو شیر مر گیا اس کو معلوم ہوگیا کہ راہب کا مذہب سچا ہے "افضل منی" یعنی کرامات اور تصرفات میں تم آج مجھ سے آگے بڑھ گئے اب تیرے لیے حکومت کے ایوانوں میں جان کا خطرہ پیدا ہوگیا ہے لیکن امتحان کے وقت کسی کو میرا پتہ نہ دینا کہ میرا استاد راہب ہے ورنہ میں بھی جان سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا۔

"المنشار" آرہ کو کہتے ہیں جس سے پرانے زمانے میں پھانسی دینے اور قتل کرنے کا کام لیا جاتا تھا سر پر آرہ چلا کر آدمی کے دو ٹکڑے ہوجاتے تھے "جلیس الملک" یعنی بادشاہ کا ہمنشین اس سے مراد ملک کا وزیر اعظم ہے جو بادشاہ کو مشورہ دیا کرتا ہے۔ "ذروته" پہاڑ کی چوٹی مراد ہے "فقال اللهم اکفنيهم بما شئت" اے اللہ جس طرح تو چاہتا ہے میری طرف سے ان لوگوں کے لیے کافی ہوجا۔

ایک عجیب وظیفہ

یہاں ایک وظیفہ بتاتا ہوں جو بزرگوں سے منقول چلا آرہا ہے وہ اس طرح ہے کہ اگر کسی شخص کا کوئی ناحق ظالم دشمن ہو اور اس سے چھٹکارا چاہتا ہو تو وہ مٹی کا ایک مناسب ڈھیلہ لے لے اور باوضو قبلہ رخ ہوکر ایک تنہا جگہ میں بیٹھ جائے پہلے تین دفعہ درود پڑھے اور پھر ایک سو سات مرتبہ یہ دعا پڑھے "اَللّٰهُمَّ اكْفِنَاهُ بِمَا شِئْتَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ" آخر میں تین بار درود پڑھے اور اس دعا کے پڑھنے کے بعد اس کو اس ڈھیلہ پر پھونک کر دم کردے اور ڈھیلہ کو اٹھا کر ایک پتھر پر مار دے تاکہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے اور مارتے وقت یہ خیال کرے کہ میں اس ڈھیلہ کو اس دشمن شخص کے دماغ پر مار رہا ہوں اور اس کے دماغ منتشر ہورہے ہیں یہ عمل مسلسل سات دن تک کرنا چاہیے دشمن کسی نہ کسی طریقہ سے دفع ہوجائے گا لیکن شدید ضرورت کے بغیر یہ عمل نہیں کرنا چاہیے۔

"فی قرقور" چھوٹی کشتی کو کہتے ہیں یہ زیادہ راجح ہے "فانکفات" سمندر کے درمیان کشتی الٹ گئی سارے فوجی غرق ہوگئے اور عبداللہ تامر بچ گیا اور اسی کشتی میں واپس کنارے پر آگیا اور سیدھا بادشاہ کے پاس گیا "صعید واحد" ایک کھلے میدان میں سب لوگوں کو اعلان کرکے جمع کرادو۔ "صدغيه" پیشانی کے ایک کنارہ کنپٹی کو کہتے ہیں "ای ما بين العين والاذن"۔

"ای محذورک" یعنی جس چیز سے تم کو ڈر اور خطرہ تھا وہی ہوگیا کیونکہ سارے لوگ مسلمان ہوگئے اور غلام کے دین پر حق کو واضح کرنے اور دعوت حق کو عام کرنے کی غرض سے اس نوجوان نے خودکش کارروائی کرکے حق کا بول

بالا کردیا "فخدت" "گڑھے اور کڈھے کھدوائے گئے" "واضرم" "یعنی اس میں زبردست آگ بھڑکائی گئی۔

"فاحموه فیها " یہ باب افعال سے احمـا ہے گرم کرنے کے لیے آگ میں داخل کرنے کے معنی میں ہے ایک نسخہ میں فاقحموه فیها ہے جو زیادہ واضح نسخہ ہے داخل کرنے کے معنی میں ہے۔

"صبی لھا " دودھ پیتا چھوٹا بچہ تھا" فتقـاعست " یعنی شیر خوار بچہ کی وجہ سے چھلانگ لگانے میں جھجک محسوس کی اور پیچھے ہونے لگی "یــا امة " ندبہ کے انداز میں فرمایا اصل میں یااماہ ہے چند چھوٹے بچوں میں سے ایک یہ بچہ ہے جس نے بچپن میں باتیں کی ہیں۔

تفسیر معاف القران میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نے سورت بروج کی آیتوں میں اصحاب اخدود کا واقعہ لکھا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

واقعہ اصحاب اخدود کی کچھ تفصیل

یہی واقعہ اس سورت کے نزول کا سبب ہے جس کا خلاصہ صحیح مسلم کی حدیث کے حوالہ سے خلاصہ تفسیر میں بیان ہو چکا ہے۔ یہ شخص جس کو اس واقعہ میں کاہن کہا گیا ہے بعض روایات میں کاہن کے بجائے ساحر آیا ہے اور یہ بادشاہ جس کا ذکر اس قصہ میں ہے ملک یمن کا بادشاہ تھا جس کا نام حضرت ابن عباس کی روایت میں یوسف ذونواس تھا، اس کا زمانہ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت سے ستر سال پہلے کا زمانہ تھا، اور یہ لڑکا جس کو کاہن یا ساحر کے پاس اس کا فن سیکھنے کے لیے بادشاہ نے مامور کیا تھا اس کا نام عبداللہ بن تامر ہے اور راہب عیسائی مذہب کا عابد وزاہد ہے اور اُس زمانے میں چونکہ مذہب عیسیٰ علیہ السلام ہی دین حق تھا اس لیے یہ راہب اس وقت سچا مسلمان تھا، یہ لڑکا عبداللہ بن تامر جس کو کہانت یا سحر سیکھنے کے لیے بادشاہ نے مامور کیا تھا اور وہ راستہ میں راہب کے پاس جاتا اور اس کا کلام سن کر متاثر ہوتا اور بالآخر مسلمان ہو گیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان بھی ایسا پختہ نصیب فرمایا کہ ایمان کی خاطر لوگوں کی ایذائیں برداشت کرتا تھا، کیونکہ جب جانے کے وقت راستہ میں راہب کے پاس بیٹھتا یہاں کچھ وقت لگتا تو جب ساحر یا کاہن کے پاس دیر سے پہنچتا تو وہ اس کو مارتا تھا اور واپسی کے وقت جب پھر راہب کے پاس بیٹھتا تو گھر واپس جانے میں دیر ہوتی اس پر گھر والے اس کو مارتے تھے مگر اُس نے کسی کی پروا کیے بغیر راہب کی صحبت ومجالست نہ چھوڑی اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کو وہ کرامات عطا فرمائیں جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

اس ظالم بادشاہ نے ایمان لانے والوں کو عذاب دینے کے لیے خندق کھدوا کر اس کو آگ کے بڑے شعلوں سے لبریز کیا پھر

ایمان لانے والوں میں سے ایک ایک کو حاضر کر کے کہا کہ یا ایمان کو چھوڑ دو یا پھر اس خندق میں گر جانا پڑے گا، اللہ تعالیٰ نے ان مؤمنین کو ایسی استقامت بخشی کہ ان میں سے ایک بھی ایمان چھوڑنے پر راضی نہ ہوا اور آگ میں گر جانا قبول کیا، صرف ایک عورت جس کی گود میں ایک بچہ تھا اس کو آگ میں گرنے سے ذرا جھجک ہوئی تو چھوٹا سا بچہ بولا کہ اماں جان صبر کرو، کیونکہ آپ حق پر ہیں جو لوگ اس طرح دہکتی آگ میں جلا کر اس ظالم نے قتل کئے ان کی تعداد بعض روایات میں بارہ ہزار، بعض میں اس سے زیادہ منقول ہے۔

اور یہ لڑکا جس کی کرامتوں کا ذکر اوپر آچکا ہے اور یہ کہ اس نے خود بادشاہ کو اپنے قتل کی یہ صورت بتلائی کہ تم میرے ترکش کا تیر لو اور اس پر باسم اللہ ربی کہہ کر میرے تیر مارو تو میں مرجاؤں گا، اس ترکیب کے ساتھ لڑکے نے تو جان دیدی مگر اس واقعہ کو دیکھ کر بادشاہ کی ساری قوم نے نعرہ لگایا اور اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا، کافر ظالم کو حق تعالیٰ نے دنیا میں بھی خائب وخاسر بنا دیا۔

محمد بن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ یہ لڑکا عبداللہ بن تامر جس جگہ مدفون تھا اتفاقاً کسی ضرورت سے وہ زمین حضرت فاروق اعظم کے زمانے میں کھودی گئی تو اس میں عبداللہ بن تامر کی لاش صحیح سالم اس طرح برآمد ہوئی کہ وہ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کا ہاتھ اپنی پُٹھ پُڑی پر رکھا ہوا تھا جہاں تیر لگا تھا، کسی دیکھنے والے نے ان کا ہاتھ اس جگہ سے ہٹایا تو زخم سے خون جاری ہو گیا پھر ویسے ہی رکھ دیا تو بند ہو گیا، ان کے ہاتھ میں انگوٹھی تھی جس پر لکھا ہوا تھا اللہ ربی۔ عامل یمن نے اس واقعہ کی اطلاع حضرت فاروق اعظم کو دی تو آپ نے جواب میں لکھا کہ اُن کی لاش کو ان کی ہیئت پر انگوٹھی سمیت اسی طرح چھپا دو جیسے پہلے تھی (ابن کثیر)

فائدہ:

ابن کثیر نے بحوالہ ابن ابی حاتم نقل کیا ہے کہ آگ کی خندق کا واقعہ دنیا میں ایک ہی نہیں بہت مختلف ملکوں اور زمانوں میں ہوئے ہیں، پھر ابن ابی حاتم نے ان واقعات میں سے تین کا خصوصیت سے ذکر کیا کہ ایک خندق یمن میں تھی (جس کا واقعہ زمان فترت میں آنحضرت ﷺ سے ستر سال پہلے پیش آیا ہے) دوسری خندق شام میں، تیسری فارس میں تھی۔ مگر قرآن کریم میں جس خندق کا ذکر اس سورت میں ہے وہ خندق نجران ملک یمن کی خندق ہے کیونکہ یہی عرب کے ملک میں تھی۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ عام ناقلین نے اس لڑکے کا نام عبداللہ تامر بتایا ہے مفتی شفیعؒ نے عبداللہ بن تامر نقل کیا ہے۔

واللہ اعلم۔

بَابُ حَدِيثِ جَابِرِ الطَّوِيلِ وَقِصَّةِ أَبِي الْيَسَرِ

حضرت جابر کی طویل حدیث اور حضرت ابوالیسر کا قصہ

اس باب میں امام مسلم نے بہت لمبی ایک ہی حدیث کو ذکر کیا ہے جو کئی قصوں پر مشتمل ہے

علم کے لیے طلبہ کا سفر اور صحابی ابوالیسرؓ سے ملاقات کا قصہ

۷۵۰۱۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ۔ وَتَقَارَبَا فِي لَفْظِ الْحَدِيثِ، وَالسِّيَاقُ لِهَارُونَ۔ قَالَا: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ مُجَاهِدٍ أَبِي حَزْرَةَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: خَرَجْتُ أَنَا وَأَبِي نَطْلُبُ الْعِلْمَ فِي هَذَا الْحَيِّ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَبْلَ أَنْ يَهْلِكُوا، فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ لَقِينَا أَبَا الْيَسَرِ، صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَهُ غُلَامٌ لَهُ، مَعَهُ ضِمَامَةٌ مِنْ صُحُفٍ، وَعَلَى أَبِي الْيَسَرِ بُرْدَةٌ وَمَعَافِرِيٌّ، وَعَلَى غُلَامِهِ بُرْدَةٌ وَمَعَافِرِيٌّ، فَقَالَ لَهُ أَبِي: يَا عَمِّ إِنِّي أَرَى فِي وَجْهِكَ سَفْعَةً مِنْ غَضَبٍ، قَالَ: أَجَلْ، كَانَ لِي عَلَى فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ الْحَرَامِيِّ مَالٌ، فَأَتَيْتُ أَهْلَهُ، فَسَلَّمْتُ، فَقُلْتُ: ثَمَّ هُوَ؟ قَالُوا: لَا، فَخَرَجَ عَلَيَّ ابْنٌ لَهُ جَفْرٌ، فَقُلْتُ لَهُ: أَيْنَ أَبُوكَ؟ قَالَ: سَمِعَ صَوْتَكَ فَدَخَلَ أَرِيكَةَ أُمِّي، فَقُلْتُ: اخْرُجْ إِلَيَّ، فَقَدْ عَلِمْتُ أَيْنَ أَنْتَ، فَخَرَجَ، فَقُلْتُ: مَا حَمَلَكَ عَلَى أَنِ اخْتَبَأْتَ مِنِّي؟ قَالَ: أَنَا، وَاللَّهِ أُحَدِّثُكَ، ثُمَّ لَا أَكْذِبُكَ، خَشِيتُ وَاللَّهِ أَنْ أُحَدِّثَكَ فَأَكْذِبَكَ، وَأَنْ أَعِدَكَ فَأُخْلِفَكَ، وَكُنْتَ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكُنْتُ وَاللَّهِ مُعْسِرًا قَالَ: قُلْتُ: آللَّهِ قَالَ: اللَّهِ قُلْتُ: آللَّهِ قَالَ: اللَّهِ قُلْتُ: آللَّهِ قَالَ: اللَّهِ قَالَ: فَأَتَى بِصَحِيفَتِهِ فَمَحَاهَا بِيَدِهِ، فَقَالَ: إِنْ وَجَدْتَ قَضَاءً فَاقْضِنِي، وَإِلَّا، أَنْتَ فِي حِلٍّ، فَأَشْهَدُ بَصَرُ عَيْنَيَّ هَاتَيْنِ۔ وَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلَى عَيْنَيْهِ۔ وَسَمْعُ أُذُنَيَّ هَاتَيْنِ، وَوَعَاهُ قَلْبِي هَذَا۔ وَأَشَارَ إِلَى مَنَاطِ قَلْبِهِ۔ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ عَنْهُ، أَظَلَّهُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ أَنَا: يَا عَمِّ لَوْ أَنَّكَ أَخَذْتَ بُرْدَةَ غُلَامِكَ، وَأَعْطَيْتَهُ مَعَافِرِيَّكَ، وَأَخَذْتَ مَعَافِرِيَّهُ وَأَعْطَيْتَهُ بُرْدَتَكَ، فَكَانَتْ عَلَيْكَ حُلَّةٌ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ، فَمَسَحَ رَأْسِي، وَقَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ فِيهِ، يَا ابْنَ أَخِي بَصَرُ عَيْنَيَّ هَاتَيْنِ، وَسَمْعُ أُذُنَيَّ هَاتَيْنِ، وَوَعَاهُ قَلْبِي هَذَا۔ وَأَشَارَ إِلَى مَنَاطِ قَلْبِهِ۔ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ: أَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ،

وَأَلْبِسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ وَكَانَ أَنْ أَعْطَيْتُهُ مِنْ مَتَاعِ الدُّنْيَا أَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ حَسَنَاتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ مَضَيْنَا حَتَّى أَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فِي مَسْجِدِهِ، وَهُوَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ، فَتَخَطَّيْتُ الْقَوْمَ حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ أَتُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَرِدَاؤُكَ إِلَى جَنْبِكَ؟ قَالَ: فَقَالَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي هَكَذَا، وَفَرَّقَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَقَوَّسَهَا: أَرَدْتُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيَّ الْأَحْمَقُ مِثْلُكَ، فَيَرَانِي كَيْفَ أَصْنَعُ، فَيَصْنَعُ مِثْلَهُ، أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِنَا هَذَا، وَفِي يَدِهِ عُرْجُونُ ابْنِ طَابٍ، فَرَأَى فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ نُخَامَةً فَحَكَّهَا بِالْعُرْجُونِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ: أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يُعْرِضَ اللَّهُ عَنْهُ؟ قَالَ فَخَشَعْنَا، ثُمَّ قَالَ: أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يُعْرِضَ اللَّهُ عَنْهُ؟ قَالَ: فَخَشَعْنَا، ثُمَّ قَالَ: أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يُعْرِضَ اللَّهُ عَنْهُ؟ قُلْنَا: لَا أَيُّنَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي، فَإِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قِبَلَ وَجْهِهِ، فَلَا يَبْصُقَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ، وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ، تَحْتَ رِجْلِهِ الْيُسْرَى، فَإِنْ عَجِلَتْ بِهِ بَادِرَةٌ فَلْيَقُلْ بِثَوْبِهِ هَكَذَا ثُمَّ طَوَى ثَوْبَهُ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ، فَقَالَ: أَرُونِي عَبِيرًا فَقَامَ فَتًى مِنَ الْحَيِّ يَشْتَدُّ إِلَى أَهْلِهِ، فَجَاءَ بِخَلُوقٍ فِي رَاحَتِهِ، فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَهُ عَلَى رَأْسِ الْعُرْجُونِ، ثُمَّ لَطَخَ بِهِ عَلَى أَثَرِ النُّخَامَةِ، فَقَالَ جَابِرٌ: فَمِنْ هُنَاكَ جَعَلْتُمُ الْخَلُوقَ فِي مَسَاجِدِكُمْ سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَطْنِ بُوَاطٍ، وَهُوَ يَطْلُبُ الْمَجْدِيَّ بْنَ عَمْرٍو الْجُهَنِيَّ، وَكَانَ النَّاضِحُ يَعْتَقِبُهُ مِنَّا الْخَمْسَةُ وَالسِّتَّةُ وَالسَّبْعَةُ، فَدَارَتْ عُقْبَةُ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى نَاضِحٍ لَهُ، فَأَنَاخَهُ فَرَكِبَهُ، ثُمَّ بَعَثَهُ فَتَلَدَّنَ عَلَيْهِ بَعْضَ التَّلَدُّنِ، فَقَالَ لَهُ: شَأْ، لَعَنَكَ اللَّهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ هَذَا اللَّاعِنُ بَعِيرَهُ؟ قَالَ: أَنَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: انْزِلْ عَنْهُ، فَلَا تَصْحَبْنَا بِمَلْعُونٍ، لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ، لَا تُوَافِقُوا مِنَ اللَّهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءٌ، فَيَسْتَجِيبُ لَكُمْ سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى إِذَا كَانَتْ عُشَيْشِيَةٌ وَدَنَوْنَا مَاءً مِنْ مِيَاهِ الْعَرَبِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَجُلٌ يَتَقَدَّمُنَا فَيَمْدُرُ الْحَوْضَ فَيَشْرَبُ وَيَسْقِينَا؟ قَالَ جَابِرٌ: فَقُمْتُ فَقُلْتُ: هَذَا رَجُلٌ، يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ رَجُلٍ مَعَ جَابِرٍ؟ فَقَامَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ، فَانْطَلَقْنَا إِلَى الْبِئْرِ، فَنَزَعْنَا فِي الْحَوْضِ سَجْلًا أَوْ سَجْلَيْنِ، ثُمَّ مَدَرْنَاهُ، ثُمَّ نَزَعْنَا فِيهِ حَتَّى أَفْهَقْنَاهُ، فَكَانَ أَوَّلَ طَالِعٍ عَلَيْنَا رَسُولُ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَتَأْذَنَانِ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَشْرَعَ نَاقَتَهُ فَشَرِبَتْ، شَنَقَ لَهَا فَشَجَتْ فَبَالَتْ، ثُمَّ عَدَلَ بِهَا فَأَنَاخَهَا، ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحَوْضِ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ، ثُمَّ قُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ مِنْ مُتَوَضَّإِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَهَبَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ يَقْضِي حَاجَتَهُ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ، وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ ذَهَبْتُ أَنْ أُخَالِفَ بَيْنَ طَرَفَيْهَا فَلَمْ تَبْلُغْ لِي، وَكَانَتْ لَهَا ذَبَاذِبُ فَنَكَّسْتُهَا، ثُمَّ خَالَفْتُ بَيْنَ طَرَفَيْهَا، ثُمَّ تَوَاقَصْتُ عَلَيْهَا، ثُمَّ جِئْتُ حَتَّى قُمْتُ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَدَارَنِي حَتَّى أَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ، ثُمَّ جَاءَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ جَاءَ فَقَامَ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْنَا جَمِيعًا، فَدَفَعَنَا حَتَّى أَقَامَنَا خَلْفَهُ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمُقُنِي وَأَنَا لَا أَشْعُرُ، ثُمَّ فَطِنْتُ بِهِ، فَقَالَ هٰكَذَا، بِيَدِهِ- يَعْنِي شُدَّ وَسَطَكَ- فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا جَابِرُ قُلْتُ: لَبَّيْكَ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: إِذَا كَانَ وَاسِعًا فَخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ، وَإِذَا كَانَ ضَيِّقًا فَاشْدُدْهُ عَلَى حَقْوِكَ سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ قُوتُ كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا فِي كُلِّ يَوْمٍ تَمْرَةً، فَكَانَ يَمَصُّهَا ثُمَّ يَصُرُّهَا فِي ثَوْبِهِ، وَكُنَّا نَخْتَبِطُ بِقِسِيِّنَا وَنَأْكُلُ، حَتَّى قَرِحَتْ أَشْدَاقُنَا، فَأُقْسِمُ أُخْطِئَهَا رَجُلٌ مِنَّا يَوْمًا، فَانْطَلَقْنَا بِهِ نَنْعَشُهُ، فَشَهِدْنَا أَنَّهُ لَمْ يُعْطَهَا، فَأُعْطِيَهَا فَقَامَ فَأَخَذَهَا سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَزَلْنَا وَادِيًا أَفْيَحَ، فَذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهُ، فَاتَّبَعْتُهُ بِإِدَاوَةٍ مِنْ مَاءٍ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا يَسْتَتِرُ بِهِ، فَإِذَا شَجَرَتَانِ بِشَاطِئِ الْوَادِي، فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى إِحْدَاهُمَا، فَأَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا، فَقَالَ: انْقَادِي عَلَيَّ بِإِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَالْبَعِيرِ الْمَخْشُوشِ، الَّذِي يُصَانِعُ قَائِدَهُ، حَتَّى أَتَى الشَّجَرَةَ الْأُخْرَى، فَأَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا، فَقَالَ: انْقَادِي عَلَيَّ بِإِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَذٰلِكَ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ مِمَّا بَيْنَهُمَا، لَأَمَ بَيْنَهُمَا- يَعْنِي جَمَعَهُمَا- فَقَالَ: الْتَئِمَا عَلَيَّ بِإِذْنِ اللّٰهِ فَالْتَأَمَتَا، قَالَ جَابِرٌ: فَخَرَجْتُ أُحْضِرُ مَخَافَةَ أَنْ يُحِسَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُرْبِي فَيَبْتَعِدَ- وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ- فَيَتَبَعَّدَ فَجَلَسْتُ أُحَدِّثُ نَفْسِي، فَحَانَتْ مِنِّي لَفْتَةٌ، فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا، وَإِذَا الشَّجَرَتَانِ قَدِ افْتَرَقَتَا، فَقَامَتْ

كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا عَلَى سَاقٍ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ وَقْفَةً، فَقَالَ بِرَأْسِهِ هَكَذَا۔ وَأَشَارَ أَبُو إِسْمَاعِيلَ بِرَأْسِهِ يَمِينًا وَشِمَالًا۔ ثُمَّ أَقْبَلَ، فَلَمَّا انْتَهَى إِلَيَّ قَالَ: يَا جَابِرُ هَلْ رَأَيْتَ مَقَامِي؟ قُلْتُ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: فَانْطَلِقْ إِلَى الشَّجَرَتَيْنِ فَاقْطَعْ مِنْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا غُصْنًا، فَأَقْبِلْ بِهِمَا، حَتَّى إِذَا قُمْتَ مَقَامِي فَأَرْسِلْ غُصْنًا عَنْ يَمِينِكَ وَغُصْنًا عَنْ يَسَارِكَ، قَالَ جَابِرٌ: فَقُمْتُ فَأَخَذْتُ حَجَرًا فَكَسَرْتُهُ وَحَسَرْتُهُ، فَانْذَلَقَ لِي، فَأَتَيْتُ الشَّجَرَتَيْنِ فَقَطَعْتُ مِنْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا غُصْنًا، ثُمَّ أَقْبَلْتُ أَجُرُّهُمَا حَتَّى قُمْتُ مَقَامَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَرْسَلْتُ غُصْنًا عَنْ يَمِينِي وَغُصْنًا عَنْ يَسَارِي، ثُمَّ لَحِقْتُهُ، فَقُلْتُ: قَدْ فَعَلْتُ، يَا رَسُولَ اللهِ فَعَمَّ ذَاكَ؟ قَالَ: إِنِّي مَرَرْتُ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ، فَأَحْبَبْتُ، بِشَفَاعَتِي، أَنْ يُرَفَّهَ عَنْهُمَا، مَا دَامَ الْغُصْنَانِ رَطْبَيْنِ قَالَ: فَأَتَيْنَا الْعَسْكَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا جَابِرُ نَادِ بِوَضُوءٍ فَقُلْتُ: أَلَا وَضُوءَ؟ أَلَا وَضُوءَ؟ أَلَا وَضُوءَ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا وَجَدْتُ فِي الرَّكْبِ مِنْ قَطْرَةٍ، وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُبَرِّدُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاءَ فِي أَشْجَابٍ لَهُ، عَلَى حِمَارَةٍ مِنْ جَرِيدٍ، قَالَ: فَقَالَ لِيَ: انْطَلِقْ إِلَى فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ الْأَنْصَارِيِّ، فَانْظُرْ هَلْ فِي أَشْجَابِهِ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَ: فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهِ فَنَظَرْتُ فِيهَا فَلَمْ أَجِدْ فِيهَا إِلَّا قَطْرَةً فِي عَزْلَاءِ شَجْبٍ مِنْهَا، لَوْ أَنِّي أُفْرِغُهُ لَشَرِبَهُ يَابِسُهُ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي لَمْ أَجِدْ فِيهَا إِلَّا قَطْرَةً فِي عَزْلَاءِ شَجْبٍ مِنْهَا، لَوْ أَنِّي أُفْرِغُهُ لَشَرِبَهُ يَابِسُهُ، قَالَ: اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهِ فَأَتَيْتُهُ بِهِ، فَأَخَذَهُ بِيَدِهِ فَجَعَلَ يَتَكَلَّمُ بِشَيْءٍ لَا أَدْرِي مَا هُوَ، وَيَغْمِزُهُ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ أَعْطَانِيهِ، فَقَالَ: يَا جَابِرُ نَادِ بِجَفْنَةٍ فَقُلْتُ: يَا جَفْنَةَ الرَّكْبِ فَأُتِيتُ بِهَا تُحْمَلُ، فَوَضَعْتُهَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِيَدِهِ فِي الْجَفْنَةِ هَكَذَا، فَبَسَطَهَا وَفَرَّقَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، ثُمَّ وَضَعَهَا فِي قَعْرِ الْجَفْنَةِ، وَقَالَ: خُذْ يَا جَابِرُ فَصُبَّ عَلَيَّ، وَقُلْ بِاسْمِ اللهِ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ: بِاسْمِ اللهِ، فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَتَفَوَّرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ فَارَتِ الْجَفْنَةُ وَدَارَتْ حَتَّى امْتَلَأَتْ، فَقَالَ: يَا جَابِرُ نَادِ مَنْ كَانَ لَهُ حَاجَةٌ بِمَاءٍ قَالَ فَأَتَى النَّاسُ فَاسْتَقَوْا حَتَّى رَوُوا، قَالَ: فَقُلْتُ: هَلْ بَقِيَ أَحَدٌ لَهُ حَاجَةٌ؟ فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ مِنَ الْجَفْنَةِ وَهِيَ مَلْأَى وَشَكَا النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوعَ، فَقَالَ: عَسَى اللهُ أَنْ يُطْعِمَكُمْ فَأَتَيْنَا سِيفَ الْبَحْرِ فَزَخَرَ الْبَحْرُ زَخْرَةً،

نَا لَقِی دَابَّةٌ، فَـأَوْرَيْنَا عَلَى شِقِّهَا النَّارَ، فَاطَّبَخْنَا وَاشْتَوَيْنَا، وَأَكَلْنَا حَتَّى شَبِعْنَا، قَالَ جَابِرٌ: فَدَخَلْتُ أَنَا وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ، حَتَّى عَدَّ خَمْسَةً، فِي حِجَاجِ عَيْنِهَا مَا يَرَانَا أَحَدٌ، حَتَّى خَرَجْنَا، فَأَخَذْنَا ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَقَوَّسْنَاهُ، ثُمَّ دَعَوْنَا بِأَعْظَمِ رَجُلٍ فِي الرَّكْبِ، وَأَعْظَمِ جَمَلٍ فِي الرَّكْبِ، وَأَعْظَمِ كِفْلٍ فِي الرَّكْبِ، فَدَخَلَ تَحْتَهُ مَا يُطَأْطِئُ رَأْسَهُ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والد علم کے حصول کے لیے انصار کے ایک قبیلہ میں گئے یہ اس قبیلہ کی ہلاکت سے پہلے کی بات ہے۔ تو سب سے پہلے ہماری ملاقات رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت ابوالیسر سے ہوئی۔ حضرت ابوالیسر کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا جس کے پاس صحیفوں کا ایک بستہ تھا۔ حضرت ابوالیسر ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے اور معافری کپڑا پہنے ہوئے تھے اور حضرت ابوالیسر کے غلام پر بھی ایک چادر تھی اور وہ بھی معافری کپڑے پہنے ہوئے تھا (حضرت عبادہ) فرماتے ہیں کہ میرے والد نے ان سے کہا: اے چچا! میں آپ کے چہرے میں ناراضگی کے اثرات دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے ارشاد فرمایا: فلاں بن فلاں حرامی کے اوپر میرا کچھ مال تھا۔ میں اس کے گھر گیا اور میں نے سلام کیا اور میں نے کہا: کیا وہ (شخص) گھر میں ہے؟ گھر والوں نے کہا: نہیں اسی دوران جن کا بیٹا باہر نکلا جن کا جفر تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: تیرا والد کہاں ہے؟ اس نے کہا: آپ کی آواز سن کر وہ میری ماں کے چھپر کھٹ میں داخل ہو گیا ہے پھر میں نے کہا: میری طرف باہر نکل۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تو کہاں ہے؟ پھر وہ باہر نکلا تو میں نے اسے کہا: تو مجھ سے چھپا کیوں تھا؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ سے بیان کرتا ہوں اور آپ سے جھوٹ نہیں کہوں گا۔ اللہ کی قسم! مجھے آپ سے جھوٹ کہتے ہوئے ڈر لگا اور مجھے آپ سے وعدہ کرنے کے بعد اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے خوف معلوم ہوا کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں اور اللہ کی قسم! میں ایک تنگ دست آدمی ہوں حضرت ابوالیسر فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: کیا تو اللہ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہے (کہ تو تنگ دست ہے) اس نے کہا میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں حضرت ابوالیسر نے فرمایا: کیا تو اللہ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہے؟ اس نے کہا: میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں۔ حضرت ابوالیسر نے پھر فرمایا: کیا تو اللہ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہے؟ اس نے کہا: میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں حضرت ابوالیسر نے وہ کاغذ (جس پر قرض لکھا ہوا تھا) منگوا کر اپنے ہاتھ سے اسے مٹا دیا اور فرمایا: اگر تو (پیسے) پائے تو اسے ادا کر دینا ورنہ میں تجھے (قرض) معاف کرتا ہوں (پھر اس کے بعد حضرت ابوالیسر نے) اپنی آنکھوں پر دو انگلیاں رکھ کر فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میری ان آنکھوں نے دیکھا اور میرے ان کانوں نے سنا اور میرے اس دل نے اس کو یاد رکھا (حضرت ابوالیسر نے اپنے دل کی طرف اشارہ کیا) کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

جو آدمی کسی تنگ دست (مقروض) کو مہلت دے یا اس سے اس کا قرض معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔ حضرت ابوالیسر ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا: اے چچا! اگر آپ اپنے غلام کی چادر لے لیتے اور اپنے معافری کپڑے اسے دیدیتے یا اس کے معافری کپڑے لے لیتے اور اپنی چادر اسے دیدیتے تو آپ کا بھی جوڑا پورا ہو جاتا اور آپ کے غلام کا بھی جوڑا پورا ہو جاتا۔ حضرت ابوالیسر نے میرے سر پر (ہاتھ) پھیرا اور فرمایا: اے اللہ! اسے برکت عطا فرما (اور پھر فرمایا) اے بھتیجے! میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا اور ان دونوں کانوں نے سنا اور میرے اس دل نے یاد رکھا (اور انہوں نے اپنے دل کی طرف اشارہ کیا) کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ان (غلاموں) کو وہی کچھ کھلاؤ جو کچھ تم کھاتے ہو اور ان کو وہی کچھ پہناؤ جو کچھ تم خود پہنتے ہو اور اگر میں اسے دنیا کا مال و متاع دے دوں میرے لیے اس سے زیادہ آسان ہے کہ قیامت کے دن یہ میری نیکیاں لے، (حضرت عبادہ بن صامت فرماتے ہیں کہ) ہم حضرت ابوالیسر کے پاس سے چلے، یہاں تک کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی مسجد میں آگئے اور وہ ایک کپڑا اوڑھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے میں لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا حضرت جابر اور قبلہ کے درمیان حائل ہو کر بیٹھ گیا پھر میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے کیا آپ ایک ہی کپڑا اوڑھے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں؟ حالانکہ آپ کے پہلو میں ایک چادر رکھی ہوئی ہے۔ حضرت جابر نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں کھول کر (قوس نما شکل بنا) کر میرے سینے پر ماریں اور پھر فرمایا میں نے یہ اس لیے کیا ہے کہ جب تیری طرح کا کوئی احمق میری طرف آئے تو وہ مجھے اس طرح کرتے ہوئے دیکھے تاکہ وہ بھی اسی طرح کرے (کیونکہ ایک مرتبہ) آپ ﷺ اسی مسجد میں تشریف لائے اس حال میں کہ آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ابن طاب کی لکڑی تھی تو آپ ﷺ نے مسجد کی قبلہ رخ والی دیوار میں ناک کی کچھ بلغم سی (ریزش) لگی ہوئی دیکھی تو آپ ﷺ نے اسے لکڑی سے کھرچ دیا۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: تم میں سے کون اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے روگردانی کرے؟ راوی حدیث کہتے ہیں کہ ہم گھبرا گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے روگردانی کرے؟ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی بھی یہ پسند نہیں کرتا آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی آدمی جب بھی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے لہٰذا تم میں سے کوئی بھی اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اور نہ ہی اپنے دائیں طرف تھوکے بلکہ اپنے بائیں طرف، اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے اور اگر تھوک نہ رکے تو وہ کپڑے کو لے کر اس طرح کرے۔ پھر آپ نے کپڑے کو لپیٹ کر اور اسے مسل کر دکھایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی خوشبو لاؤ پھر قبیلہ حی کا ایک نوجوان کھڑا ہوا اور دوڑتا ہوا اپنے گھر کی طرف گیا اور وہ اپنی ہتھیلی پر کچھ خوشبو رکھ کر لے آیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خوشبو لکڑی کی نوک پر لگائی اور اسے ناک کی ریزش والی جگہ پر لگائی (جہاں سے

آپ نے ناک کی ریزش گندگی وغیرہ کرچھی تھی) اور اسے مل دیا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ تم لوگ اسی وجہ سے اپنی مسجدوں میں خوشبو لگاتے ہو۔

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بطن بواط کے غزوہ میں چلے اور آپ ﷺ مجدی بن عمرو جہنی کی تلاش میں تھے ہمارا یہ حال تھا کہ ہم پانچ اور چھ اور سات آدمیوں میں ایک اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سواری کرتے تھے۔ اس اونٹ پر ایک انصاری آدمی کی سواری کی باری آئی تو اس نے اونٹ کو بٹھایا اور پھر اس پر چڑھا اور پھر اسے بٹھایا اس نے کچھ شوخی دکھائی تو انصاری نے کہا: شاء! اللہ تجھ پر لعنت کرے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اپنے اونٹ پر لعنت کرنے والا کون ہے؟ انصاری نے عرض کیا: میں ہوں! یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے نیچے اتر جا اور ہمارے ساتھ کوئی لعنت کیا ہوا اونٹ نہ رہے (اور پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا) کہ اپنی جانوں کے خلاف بددعا نہ کیا کرو اور نہ ہی اپنی اولاد کے خلاف بددعا کیا کرو اور نہ ہی اپنے مالوں کے خلاف بددعا کیا کرو کیونکہ ممکن ہے کہ وہ بددعا ایسے وقت میں مانگی جائے کہ جب اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگا جاتا (قبولیت کا وقت) ہو اور تمہیں عطا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ تمہاری وہ دعا قبول فرمالے۔

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ جب شام ہوگئی اور ہم عرب کے پانیوں میں سے کسی پانی کے قریب ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کون آدمی ہے کہ جو ہم سے پہلے آگے جا کر حوض کو درست کرے اور خود بھی پانی پیئے اور ہمیں بھی پلائے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ آدمی (آگے جائے گا) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جابر کے ساتھ کون آدمی جائے گا؟ تو جبار بن صخر کھڑے ہوئے پھر ہم دونوں ایک کنوئیں کی طرف چلے اور ہم نے حوض میں ایک ڈول یا دو ڈول (پانی کے) ڈالے پھر اسے بھر دیا پھر سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم (پانی پینے کی) اجازت دیتے ہو؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول پھر آپ نے اپنی اونٹنی کو چھوڑا اور اس نے پانی پیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس اونٹنی کی باگ کھینچی تو اس نے پانی پینا بند کر دیا اور اس نے پیشاب کیا پھر آپ ﷺ نے اسے علیحدہ لے جا کر بٹھا دیا پھر رسول اللہ ﷺ حوض کی طرف آئے۔ آپ ﷺ نے اس سے وضو فرمایا۔ پھر میں کھڑا ہوا اور اسی جگہ سے وضو کیا جس جگہ سے رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا تھا اور جبار بن صخر قضائے حاجت کے لیے چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوگئے اور میرے اوپر ایک چادر تھی جو کہ چھوٹی تھی میں نے اس کے دونوں کناروں کو پلٹا تو وہ میرے کندھوں تک پہنچتی تھی۔ پھر میں نے اسے اوندھا کیا اور اس کے دونوں کناروں کو پلٹا کر اسے اپنی گردن پر باندھا۔ پھر میں آ کر رسول اللہ

ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اور گھما کر مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا کر دیا پھر جبار بن صخر آئے۔ انہوں نے وضو کیا پھر وہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کے بائیں طرف کھڑے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ہم دونوں کے ہاتھوں کو پکڑ کر پیچھے ہٹا کر اپنے پیچھے کھڑا کیا پھر رسول اللہ ﷺ گھور کر میری طرف دیکھنے لگے جسے میں سمجھ نہ سکا۔ بعد میں سمجھ گیا۔ حضرت جابر ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اس طرح اشارہ کیا کہ اپنی کمر باندھ لے تاکہ تمہارا ستر نہ کھل جائے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ (نماز سے) فارغ ہو گئے تو فرمایا؛ اے جابر! میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تمہاری چادر بڑی ہو تو اس کے دونوں کناروں کو الٹا لو اور جب چادر چھوٹی ہو تو اسے اپنی کمر پر باندھ لو۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے اور ہم میں سے ہر ایک آدمی کو روزانہ ایک کھجور ملتی تھی اور یہی ہماری خوراک تھی اور وہ اس کھجور کو چوستا رہتا اور پھر اسے اپنے کپڑے میں لپیٹ کر رکھ لیتا تھا اور ہم کمانوں سے درختوں کے پتے جھاڑا کرتے تھے اور انہیں کھایا کرتے تھے، یہاں تک کہ ہماری باچھیں زخمی ہو گئیں میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کھجوریں تقسیم کرنے والے آدمی سے ایک غلطی ہو گئی کہ (وہ ہمارے ایک آدمی کو کھجور دینا بھول گیا) تو ہم اس آدمی کو اٹھا کر اس کے پاس لے گئے اور ہم نے گواہی دی کہ اسے کھجور نہیں ملی تو اس نے اس آدمی کو کھجور دیدی تو اس نے کھڑے کھڑے کھجور پکڑی اور کھالی۔

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں) پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ ہم ایک وسیع وادی میں اترے اور پھر رسول اللہ ﷺ قضاء حاجت کے لیے چلے گئے اور میں ایک ڈول میں پانی لے کر (آپ ﷺ کے پیچھے) چلا تو آپ ﷺ نے کوئی آڑ نہ دیکھی جس کی وجہ سے آپ ﷺ پردہ کر سکیں اس وادی کے کنارے پر دو درخت تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان دونوں درختوں میں سے ایک درخت کی طرف گئے اور اس درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑی اور فرمایا: اللہ کے حکم سے میری تابع ہو جا تو وہ شاخ آپ ﷺ کے تابع ہو گئی جس طرح کہ وہ اونٹ اپنے کھینچنے والے کے تابع ہو جاتا ہے، جس کی نکیل پڑی ہوئی ہو۔ پھر آپ ﷺ دوسرے درخت کی طرف آئے اور اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو پکڑ کر فرمایا: اللہ کے حکم سے میری تابع ہو جا تو وہ شاخ بھی اسی طرح آپ ﷺ کے تابع ہو گئی، یہاں تک کہ جب آپ ﷺ دونوں درختوں کے درمیان میں ہوئے تو دونوں کو ملا کر فرمایا: تم دونوں اللہ کے حکم سے آپس میں ایک دوسرے سے جڑ جاؤ تو وہ دونوں جڑ گئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس ڈر سے نکلا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ مجھے قریب دیکھ کر دور نہ تشریف لے جائیں۔ میں اپنے آپ سے (یعنی دل میں) بیٹھے بیٹھے باتیں کرنے لگا تو اچانک میں نے دیکھا کہ سامنے سے رسول اللہ ﷺ آرہے

ہیں (اور پھر اس کے بعد) وہ دونوں درخت اپنی اپنی جگہ پر جا کر کھڑے ہو گئے اور ہر ایک درخت اپنے تنے پر کھڑا ہوا علیحدہ ہو رہا ہے (حضرت جابرؓ ارشاد فرماتے ہیں) کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کچھ دیر ٹھہرے اور پھر آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک سے اس طرح اشارہ فرمایا۔ حضرت ابواسماعیل نے اپنے سر سے دائیں اور بائیں طرف اشارہ کر کے بتایا) پھر آپ ﷺ سامنے آئے اور جب آپ ﷺ میری طرف پہنچے تو فرمایا: اے جابر! کیا تو نے دیکھا جس جگہ میں کھڑا تھا؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور ان دونوں درختوں مین سے ایک ایک شاخ کاٹ کر لاؤ اور جب اس جگہ آ جاؤ جس جگہ میں کھڑا ہوں تو ایک شاخ اپنی دائیں طرف اور ایک شاخ اپنی بائیں طرف ڈال دینا۔ حضرت جابر ارشاد فرماتے ہیں کہ پھر مین نے کھڑے ہو کر ایک پتھر کو پکڑا اور اسے توڑا اور اسے تیز کیا، وہ تیز ہو گیا تو پھر میں ان دونوں درختوں کے پاس آیا۔ تو میں نے ان دونوں درختوں میں سے ہر ایک سے ایک ایک شاخ کاٹی پھر میں ان شاخوں کو کھینچتے ہوئے اس جگہ پر لے آیا جس جگہ رسول اللہ ﷺ کھڑے تھے۔ پھر میں نے ایک شاخ دائیں طرف ڈالی اور دوسری شاخ بائیں طرف ڈالی پھر میں جا کر آپ ﷺ سے ملا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جس طرح آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تھا، میں نے اسی طرح کر دیا ہے لیکن اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (میں یہاں) دو قبروں کے پاس سے گزرا (تو مجھے وحی الٰہی کے ذریعے پتہ چلا کہ) ان قبروں والوں کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ تو میں نے اس بات کو پسند کیا کہ میں ان کی شفاعت کروں، شاید کہ ان سے عذاب ہلکا کر دیا جائے، جب تک کہ یہ دونوں شاخیں تر رہیں گی۔ (یعنی جب تک سرسبز رہیں گی) حضرت جابر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ پھر ہم لشکر میں آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے جابر! لوگوں میں آواز لگا دو کہ وضو کا پانی لے آؤ پھر میں نے آواز لگائی کہ وضو کا پانی لے آؤ، وضو کا پانی لے آؤ، وضو کا پانی لے آؤ، حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! قافلہ میں تو کسی کے پاس پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ہے اور انصار کا ایک آدمی جو رسول اللہ ﷺ کے لیے پرانا مشکیزہ جو کہ لکڑی کی شاخوں پر لٹکا ہوا تھا اس میں پانی ٹھنڈا کیا کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فلاں بن فلاں انصاری کے پاس جا کر دیکھو کہ اس کے مشکیزے میں پانی ہے یا نہیں؟ میں اس انصاری کی طرف گیا اور اس کے مشکیزے میں دیکھا کہ اس کے منہ میں سوائے ایک قطرے کے اور کچھ نہیں ہے اگر میں اس مشکیزے کو انڈیلوں تو خشک مشکیزہ اسے پی جائے گا پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس انصاری کے مشکیزے میں سوائے ایک قطرہ پانی کے اور کچھ نہیں پایا اگر میں اسے الٹاتا تو خشک مشکیزہ اسے پی لیتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اس مشکیزے کو میرے پاس لے کر آؤ پھر میں اس مشکیزہ کو لے کر آیا اور اسے اپنے ہاتھ میں پکڑا پھر آپ ﷺ کچھ بات کرنے لگے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ آپ ﷺ کیا فرما رہے تھے اور آپ ﷺ

اپنے ہاتھ مبارک سے اس مشکیزہ کو دباتے جاتے پھر وہ مشکیزہ مجھے عطا فرمایا اور فرمایا: اے جابر! آواز لگاؤ کہ قافلے میں سے کسی کا بڑا برتن لایا جائے۔ میں نے آواز لگائی اور بڑا برتن لایا گیا اور لوگ اس برتن کو اٹھا کر لائے میں نے اس بڑے برتن کو آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس مشکیزے میں اپنا ہاتھ مبارک پھیرا، اس طرح پھیلا کر اور انگلیوں کا کھلا کر کے اس مشکیزے کے تہ میں اپنا ہاتھ مبارک رکھا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے جابر! پکڑو اور بسم اللہ کہہ کر میرے ہاتھوں پر پانی ڈال میں نے بسم اللہ کہہ کر اس مشکیزے میں سے پانی آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک پر ڈالا تو میں نے دیکھا کہ پانی رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے جوش مار رہا ہے پھر اس برتن نے جوش مارا اور وہ برتن پانی سے گھوما یہاں تک کہ وہ برتن پانی سے بھر گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے جابر آواز لگاؤ کہ جس کو پانی کی ضرورت ہو تو آ کر پانی لے جائے۔ حضرت جابر ارشاد فرماتے ہیں لوگ آئے اور انہوں نے پانی پیا یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: کیا کوئی ایسا باقی رہ گیا ہے کہ جسے پانی کی ضرورت ہو پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک کو اس مشکیزے سے اٹھایا تو پھر وہ ابھی بھی بھرا ہوا تھا۔

(اور پھر اس کے بعد) لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے بھوک کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قریب ہے کہ اللہ تمہیں (کچھ) کھلا دے پھر ہم سمندر کے کنارے پر آئے اور سمندر نے موج ماری اور ایک جانور نکال کر باہر ڈال دیا پھر ہم نے اس سمندر کے کنارے پر آگ جلائی اور اس جانور کا گوشت پکایا اور بھونا اور ہم نے کھایا یہاں تک کہ ہم خوب سیر ہو گئے حضرت جابر فرماتے ہیں کہ پھر میں اور فلاں اور فلاں اس جانور کی آنکھ کے گوشے میں داخل ہوئے اور ہمیں کسی نے نہیں دیکھا یہاں تک کہ ہم باہر نکل آئے پھر ہم نے اس جانور کی پسلیوں میں سے ایک پسلی پکڑی اور قافلے میں جو سب سے بڑا آدمی تھا اور وہ سب سے بڑے اونٹ پر سوار تھا ہم نے اس آدمی کو بلایا اور اس کے اونٹ پر سب سے بڑی زین رکھی ہوئی تھی تو وہ آدمی بغیر اپنا سر جھکائے اس پسلی کے نیچے سے گزر گیا۔

تشریح:

''عبادۃ'' یہ شخص عبادہ بن الولید بن عبادہ بن صامت ہیں جلیل القدر صحابی حضرت عبادہ بن صامت کے پوتے ہیں اور ولید بن عبادہ کے بیٹے ہیں ''خرجت انا وابی'' اس سے عبادہ اور اس کے والد ولید بن عبادہ مراد ہیں اصل قصہ یہ ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت صحابی کو حضرت عمرؓ نے اہل فلسطین کو قرآن کی تعلیم دینے کے لیے فلسطین بھیجا تھا حضرت عبادہ بن صامت وہیں پر رہے یہاں تک کہ بہتر سال کی عمر میں ۳۴ھ میں آپ کا انتقال رملہ میں ہو گیا اس کے بعد ان کی اولاد رملہ فلسطین میں مقیم تھی یہاں تک کہ حضرت عبادہ کا پوتا عبادہ بن الولید اپنے والد کے ہمراہ علم کے طلب میں مدینہ کے انصار کی طرف سفر کر کے آئے اس سے

علم کے حصول کے لیے طویل اسفار کا ثبوت ملتا ہے اس سفر میں پہلے ان کو ابوالیسر صحابی ملے ان کے بعد انہوں نے حضرت جابر سے علم حاصل کیا۔

حضرت ابوالیسر کا اپنے مقروض کے ساتھ قصہ

"قبل ان یھلکوا" یعنی انصار کا دنیا سے اٹھنے سے پہلے ان سے ہم نے علم حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔

"ابــا الیسـر" ی پر زبرہ ہے سین پر بھی زبر ہے ابوالیسر ان کی کنیت ہے ان کا نام کعب بن عمرو ہے عقبہ اولیٰ میں شریک ہونے والے صحابی ہیں آپ نے جنگ بدر میں حصہ لیا مدینہ منورہ میں اہل بدر صحابہ میں سے آخری صحابی ہیں جن کا انتقال ہوا چنانچہ ۵۵ھ میں آپ کا انتقال ہوگیا اور بقیع غرقد میں دفن کیے گئے۔

"ضِــمَـسامَۃ" یہ اضمامہ میں ایک لغت ہے اصل میں اضمامہ ہمزہ کے ساتھ ہے باہم جڑی ہوئی چیز کو کہتے ہیں کاغذات کا فائل اخبارات کا بنڈل کتابوں کی گٹھڑی مراد ہے۔

"بـردۃ" یمنی منقش چادر کو کہتے ہیں "مـعـافـری" یہ ایک قسم کا کپڑا ہوتا تھا معافر کی طرف منسوب ہے جو یمن کے ایک گاؤں کا نام ہے یہ کپڑا وہاں بنتا تھا "سُعفۃ" چہرہ کے تغیر کو کہتے ہیں۔ چہرہ پر غم وغضب کا اثر اور علامت مراد ہے "الـحـرامـی" یہ شخص اپنے دادا حرام کی طرف منسوب ہے یہ لفظ الحزامی اور الجذامی بھی ہے لیکن پہلا لفظ مشہور ہے حرام خور مراد نہیں "جـفـر" یعنی چار سال کا لڑکا تھا لیکن موٹا سوٹا طاقتور تھا "اریکۃ" مزین خوبصورت چارپائی اور تخت کو کہتے ہیں اس کو چھپر کٹ کہتے ہیں۔

"مـعـسـرا" تنگ دست فقیر مراد ہے "آلـلـہ" یہ مد کے ساتھ ہے یعنی خدا کی قسم کھا کر کہو تم واقعی تنگ دست ہو۔ "الـلـہ" یہ لفظ مد کے ساتھ نہیں ہے صرف قسم کھانے کے معنی میں ہے۔

"اتـی بـصـحـیـفـۃ" یعنی قرض کی لکھی ہوئی رسید لا کر پیش کیا "فمحاھا" یعنی قرض کی لکھت کو اپنے ہاتھ سے مٹا دیا "فی حل" یعنی اگر ادا نہ کر سکا تو تم معاف ہو "مـنـاط قـلـبـہ" سینہ کے اندر دل ایک موٹی رگ کے ساتھ جڑا ہوا ہے اسی رگ کو مناط کہا گیا ہے المـنـاط مـا نـیـط بـہ الـقـلـب ای مـوضـع قـلـبـہ ۔ اس بات کی تاکید فرما رہے ہیں کہ میں نے یہ حدیث خوب سنی ہے حضرت ابوالیسر نے طلبہ کے ساتھ گفتگو میں یہ ایک حدیث سنادی جس کا تعلق مقروضوں کے ساتھ نرمی برتنے سے ہے۔

حضرت ابوالیسرؓ اور انکے غلام کے لباس سے متعلق قصہ

"حُـلَّـۃ" ایک رنگ کے کپڑے سے بنے ہوئے لباس کو حلہ اور سوٹ کہتے ہیں اگر قمیص کا رنگ الگ اور شلوار کا الگ ہو تو وہ سوٹ

نہیں ہوتا ہے "لو انک اخذت" شاگرد نے استاد ابوالیسرؓ سے کہا کہ آپ کے پاس ایک یمنی منقش چادر اور ایک معافری کپڑا ہے جو سوٹ نہیں ہے اور آپ کے غلام کے پاس بھی اسی طرح ہے جو سوٹ نہیں ہے اگر آپ اپنے غلام سے اس کی چادر لیلو اور ان کو اپنا معافری کپڑا دیدیو یا اپنے غلام کو اپنی چادر دیدیو اور ان سے معافری لیلو تو اس طرح آپ دونوں کے پاس سوٹ بن جائیگا ایک کے پاس منقش چادر کا سوٹ ہوگا دوسرے کے پاس معافری کا سوٹ ہوگا۔ جو اچھا لگے گا اس کے جواب میں حضرت ابوالیسر نے غلاموں کے ساتھ مساوات کا ذکر کیا اور طلبہ کو دوسری حدیث سنادی جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر غلام کے پاس منقش چادر کا سوٹ ہوجائے اور میرے پاس معافری کا سوٹ ہوجائے تو سوٹ تو بن جائے گا لیکن غلام کے ساتھ مساوات نہیں آئے گا ادل بدل میں مکمل مساوات ہے اس لیے میں نے ایسا کیا ہے۔

طلبہ علم اور حضرت جابر کی نماز سے متعلق قصہ

"ثم مضینا" حضرت عبادہ بن الولید فرماتے ہیں کہ پھر ہم حضرت ابوالیسر کے پاس سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس علم حاصل کرنے اور احادیث سننے کی غرض سے چلے گئے اب اس حدیث کے قصے کا رخ بدل گیا حضرت ابوالیسر رہ گئے اور طلبہ کی جماعت حصول علم کی غرض۔ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس چلی گئی وہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے "تَتَخَطَّیتُ القوم" یعنی لوگوں کے کندھوں کو پھلانگ کر میں حضرت جابر کے سامنے بیٹھ گیا۔

"وَقوَّسَها" یعنی ہاتھ کی انگلیوں کو پہلے کشادہ کیا پھر اس کو خمدار بنایا اور کمان کی طرح اس کو ذرا ٹیڑھا کر کے اشارہ کیا۔

"الاحمق" یعنی میں نے قصد وارادہ سے ایسا کیا ہے تا کہ تیرے جیسے کوئی جاہل مجھے دیکھے اور تعلیم حاصل کرے کہ ایک کپڑے میں نماز ہوجاتی ہے یہ منع نہیں ہے اگر چہ مکمل لباس میں نماز اعلیٰ اور عمدہ ہوتی ہے یہاں احمق کا لفظ جاہل کے معنی میں ہے۔ پھر حضرت جابرؓ نے ان طلبہ کو ایک حدیث سنادی "عرجون" خشک ٹہنی کو کہتے ہیں "ابن طاب" مدینہ میں ایک شخص کا نام ہے پھر کھجور ان کی طرف منسوب کردی گئی "خلوق" اور عبیر مخلوط عطریات کو کہتے ہیں "یشتد" دوڑنے کے معنی میں ہے۔

طلبہ کے سامنے حضرت جابر غزوۂ بواط کا قصہ بیان کررہے ہیں

"غزوۃ بواط" حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بواط میں چلے گئے۔ بواط مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام کا نام ہے بواط جہینہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے بواط اسلام میں دوسرے نمبر کا غزوہ ہے غزوہ بدر سے پہلے آنحضرت نے قریش کے ایک قافلے کا تعاقب کیا اس میں قریش کے سو آدمی تھے اور دو ہزار اونٹ تھے کوئی جنگ نہیں ہوئی آنحضرت واپس

مدینہ آگئے شاید اس قافلہ میں مجدی ابن عمرو کمان کرنے والا آدمی تھا۔

"الناضح" پانی پلانے والے اونٹ کو کہتے ہیں مطلق اونٹ پر بھی بولا جاتا ہے "فتلدن" اٹھنے سے بیٹھ گیا چلنے سے رک گیا۔ شــــاء یہ مکرر بھی استعمال ہوتا ہے اور سین کے ساتھ بھی ہے جانور کو ہنکانے کے لیے بولا جاتا ہے یعنی چل چل تجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو حضرت جابر نے اس سفر سے متعلق اپنے طلبہ کو مختصر سا واقعہ بیان کیا اور حدیث سنادی۔

حضرت جابر اپنے طلبہ کے سامنے ایک سفر میں وضوء اور نماز کا قصہ سنا رہے ہیں

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں چلے تو عشاء کے وقت عرب کے پانی کے ایک گھاٹ پر پہنچ گئے۔

"عُشیشیة" یہ عشیۃ کی تصغیر ہے دوپہر کے زوال سے لیکر غروب آفتاب تک وقت پر بولا جاتا ہے "فیمدر الحوض" ای یصلحه بالمدر نصر ینصر سے ہے مٹی سے حوض کو ٹھیک کرنے کے معنی میں ہے "ثم مدرنا" یعنی مٹی ڈال کر اندر سے حوض کی لپائی کر کے درست کیا اور پھر پانی بھر دیا۔ "افهقناه" کنویں کے لبالب بھرنے کو کہتے ہیں۔

"اتاذنان" آنحضرت نے فرمایا کہ تم دونوں اجازت دو گے کہ میں اونٹنی کو پانی پلا دوں؟ خاتم النبیین کے اس عظیم اخلاق کو ملاحظہ فرمائیں کہ اپنے شاگردوں اور اپنے صحابہ اور خادموں سے اجازت مانگتے ہیں۔ "فاشرع ناقته" یعنی آنحضرت نے اونٹنی کے منہ کو پانی میں داخل کر دیا تو اس نے پانی پی لیا۔ "فشنق" یعنی مہار سے کھینچ لیا تو اس نے سر اٹھایا اور پیچھے ہوگئی "فشجت" فا کلمہ اصلی ہے فشج یفشج ضرب یضرب سے ہے پیشاب کرنے کے لیے دونوں ٹانگوں کے خوب چوڑا کرنے کو کہتے ہیں۔

"فنکستها" باب تفعیل سے ہے اوپر نیچے کر کے الٹنے پلٹنے کو کہتے ہیں اوندھا کرنا مراد ہے۔

"تواقصت علیها" گردن کو جھکا کر پیچھے سے چادر باندھنے کو کہتے ہیں ای امسکتها بشد طرفیها وراء العنق "یرمقنی" گھور کر دیکھنے کو کہتے ہیں۔ "حقوک" پتلی کمر کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جب چادر بڑی ہو تو اس کو کندھوں کے پاس سے باندھ کر نماز پڑھنا چاہیے کیونکہ وہ ستر کے لیے کافی ہے لیکن اگر چادر چھوٹی ہو تو کمر پر لپیٹ کر باندھنا چاہیے تاکہ نیچے مستور اعضاء نہ کھلے یہی تعلیم آنحضرت ﷺ نے حضرت جابر کو بتائی ہے ابتدائی حدیث میں عبادہ بن الولید نے حضرت جابر پر اعتراض کیا تھا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہو اور کپڑا موجود ہے حضرت جابر نے کہا کہ یہ اس لیے پڑھتا ہوں تاکہ تیرے جیسے احمق مجھے دیکھ لے اور تعلیم حاصل کرلے پھر حضرت جابر نے مختلف پارچوں میں اپنے طلبہ کو مختلف قصے سنائے یہاں اپنے اوپر اعتراض کو دفع کرنے کی غرض سے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

حضرت جابر اپنے طلبہ کو کسی جہادی سفر کی مشقت کا قصہ سنا رہے ہیں

''سرنا مع رسول اللہ'' حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک اور جہادی سفر میں چلے گئے۔

''تمرۃ'' یعنی پورے دن میں کھانے کے لیے ہر مجاہد کو ایک ایک کھجور بطور قوت لایموت ملتی تھی۔

''یمصھا'' یعنی کھجور کو تھوڑا سا چوس لیتا تھا تاکہ جان بچ جائے ''یصرھا'' یہ نصر ینصر سے ہے کپڑے میں لپیٹ کر رکھنے کو کہتے ہیں ''نختبط'' درختوں کے پتے جھاڑنے کو کہتے ہیں ''بقسینا'' یہ قوس کی جمع ہے کمان کو کہتے ہیں۔

''قرحت'' پھٹنے کے معنی میں ہے ''اشداقنا'' یہ شدق کی جمع ہے منہ کے اطراف اور بھاچوں کو کہتے ہیں ''فاقسم'' یہ کلام سمجھانے کے اعتبار سے عجیب اور سچے ہونے کے اعتبار سے عجیب اور محل شک تھا اس لیے حضرت جابر نے قسم کھالی تاکہ کوئی شک نہ رہے اردو تراجم سے شاید یہاں غلطی ہوگئی ہے کیونکہ سب نے اس کو قسم کے بجائے تقسیم سے لیا ہے تقسیم کا معنی تو بہت اچھا ہے لیکن عربی شراح نے یہ لفظ قسم کے معنی میں لیا ہے لہٰذا اس غلطی کی اصلاح ضروری ہے۔

''اخطیئھا'' یہ مجہول کا صیغہ ہے اس کا مادہ خطاء ہے مراد غلطی ہے یعنی کھجور تقسیم کرنے والے سے کبھی غلطی ہو جاتی اور وہ بھول کر کسی ایک کو کھجور دینا بھول جاتے تو ہم گواہی دیتے تھے کہ ان کو کھجور نہیں ملی ہے یہ انتہائی فقر و فاقہ کی طرف اشارہ ہے۔

''ننعشہ'' یہ انعاش باب افعال سے بھی ہو سکتا ہے اور باب فتح سے بھی آتا ہے اٹھانے کے معنی میں ہے یعنی نڈھال ہونے کی وجہ سے خود نہیں اٹھ سکتا تھا ہم اٹھا کر لاتے تھے۔ای نرفعہ ونقیمہ لشدۃ ضعفہ وجھدہ اھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگردوں کو اپنے جہاد اور سفر کی مشقت کا بیان کیا اور یہ حدیث سنادی یہ کوئی ایسا غزوہ ہے جس میں نبی اکرم ﷺ ساتھ تھے اسی قسم کا ایک اور غزوہ ہوا ہے وہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کی قیادت میں ہوا تھا اس میں آنحضرت شریک نہیں تھے۔ دونوں کا مضمون ایک جیسا ہے حضرت جابرؓ نے اپنے طلبہ کو کسی جہاد میں مشقت برداشت کرنے کی حدیث سنادی۔

حضرت جابر اپنے طلبہ کو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں معجزات کے ظہور کا قصہ سنا رہے ہیں

''سرنا مع رسول اللہ'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں جارہے تھے۔

''افیح'' ای اوسع یعنی کھلی وسیع وادی تھی ''بشاطی الوادی'' یعنی وادی کے کنارے پر دو درخت کھڑے تھے۔

''المخشوش'' نکیل پڑی ہوئی اونٹنی یا اونٹ ''خش'' اصل میں اس لکڑی کو کہتے ہیں جو اونٹ کی ناک میں ڈالی جاتی ہے اور

پھر اس کے ساتھ مہار باندھتے ہیں سرکش اونٹ کو قابو رکھنے کے لیے اور جھکانے کے لیے اس طرح کیا جاتا ہے ایسے ہی اونٹ کو البعیر المخشوش کہا جاتا ہے یہاں دونوں درخت اسی طرح جھک کر آنحضرت کی طرف آئے یہ معجزہ تھا علامہ بوصیری فرماتے ہیں: جاءت لدعوته الاشجار ساجدة ☆ تمشی الیه علی ساق بلا قدم

"قائده" یعنی اونٹ کو کھینچنے والا جس طرح کرتا ہے "بالمنصف" یعنی جب آنحضرت ﷺ درختوں کے بالکل درمیان میں نصف مسافت پر آگئے "لأم" یعنی دونوں کو جوڑ کر ملا دیا اور فرمایا "التئما" یعنی دونوں ایک دوسرے سے جڑ جاؤ تاکہ میرے لیے پردہ ہو جائے "احضر" یہ باب افعال سے واحد متکلم کا صیغہ ہے تیز دوڑنے کو کہتے "فحانت" ای وقعت "فیبتعد" یعنی حضور دور چلے جائیں گے ابن عباد کہتے ہیں کہ یہ لفظ یتبعد شد کے ساتھ ہے "لفتة" ای نظرة والتفاة یعنی اچانک میری نگاہ پڑی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ادھر سے آ رہے ہیں بغتۃ پل بھر غفلت کو کہتے ہیں "فقال براسه هكذا" یہ قال اشارہ کے معنی میں ہے یعنی آنحضرت نے سر مبارک سے درختوں کو دائیں بائیں اپنی اپنی جگہ پر جانے کا ارشاد کر دیا۔

"فارسل" یعنی ایک شاخ دائیں طرف اور ایک بائیں طرف پھینک دو "وحسرته" یعنی پتھر کو توڑ کر خوب تیز کیا۔

"فانذلق" یہ انذلاق سے ہے یعنی پتھر تیز دھار والا بن گیا جس سے شاخ کاٹنا آسان ہو گیا۔ "فعمَّ ذالک" یعنی آپ کے حکم کی تعمیل تو میں نے کر دی شاخوں کو لا کر اسی جگہ میں ڈال دیا لیکن آپ یہ بتائیں کہ اس طرح آپ نے کیوں کیا؟

"ان یرفه" یہ مجہول کا صیغہ ہے باب تفعیل ترفیہ سے ہے تخفیف کے معنی میں ہے ای ان یخفف عنهما العذاب قبروں پر شاخ رکھنے کی تفصیل و تشریح پہلے ہو چکی ہے حضرت جابر نے اپنے طلبہ کو اس قصہ پر مشتمل حدیث سنا دی جس میں عظیم معجزہ کا ظہور ہوا تھا۔

حضرت جابر اپنے طلبہ کو ایک اور معجزہ کا قصہ سنا رہے ہیں

"قال فاتینا العسکر" حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے طلبہ سے فرماتے ہیں کہ ہم اپنے سفر میں اپنے ایک فوجی کیمپ میں چلے آئے "ناد بوضوء" واؤ پر زبر ہے وضو کے پانی کو کہتے ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ اے جابر لوگوں کے سامنے آواز دو کہ جن کے پاس وضوء کرنے کے لیے پانی ہو تو وہ لے آئے۔

"الا وضوء" یعنی خبردار جن کے پاس وضو کا پانی ہو وہ لے آؤ وضو کا پانی لے آؤ۔ اردو تراجم میں صرف ایک بریلوی عالم نے یہاں ترجمہ صحیح کیا ہے باقی غیر مقلد اور دیوبندی سب نے غلط ترجمہ کیا ہے اور کہا ہے کہ وضو کریں۔ یہ غلط ہے یہ

وضو کی بات نہیں ہے بلکہ وضو کے پانی کی بات تھی چنانچہ پانی کا ایک قطرہ جب ملا تو اس میں معجزہ کا ظہور ہوا۔

''اشجاب'' یہ شجب کی جمع ہے یہاں اس کا معنی پرانا مشکیزہ ہے جو پھٹا پرانا سیاہ ہوجاتا ہے جس کو'' شن'' کہتے ہیں اصل میں شجب موت اور ہلاکت کے معنی میں ہے یہ مشکیزہ بھی گویا پرانا ہوکر ہلاک ہوچکا ہوتا ہے شاعر ساحر کہتا ہے

تخالف الناس حتی لا اتفاق لهم ☆ الا علی شجب والخلف فی الشجب

''علی حمارة'' لکڑیوں سے بنا ہوا ایک چھپرہ ہوتا ہے جس کے اوپر مشکیزہ لٹکایا جاتا ہے تاکہ پانی ٹھنڈا ہوجائے اسی کو حمارۃ کہتے ہیں کھجور کی خشک ٹہنیوں سے بنا ہوا بکریوں کا پنجرہ بھی حمارۃ کہلاتا ہے بہرحال اس پر مشکیزہ رکھا جاتا تھا۔

''قطرة فی عزلاء'' یعنی مشکیزہ کے منہ میں ایک قطرہ پانی تھا اگر میں اس کو بہادیتا تو مشکیزہ کے منہ کا خشک حصہ اس کو جذب کرکے پی جاتا ''یغمزه'' یعنی اپنے مبارک ہاتھ سے مشکیزہ کے منہ کو دباتے جاتے رہے۔

''ناد بجفنة'' یعنی لشکر میں آواز لگادو کہ اگر کسی کے پاس بڑا برتن ہوتو وہ لاکر دیدے جفنہ ٹب نما بڑے برتن کو کہتے ہیں۔

''یا جفنة الرکب'' علامہ ابی مالکی نے اس کا مطلب یہ لیا ہے یا صاحب جفنة الرکب التی تشبعهم احضرها اے قافلہ کے وہ شخص جس کے پاس اتنا بڑا کاسہ اور برتن ہو جو قافلہ کے پیٹ بھرنے کے لیے کافی ہوجاتا ہو وہ حاضر کرکے لے آؤ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت قافلہ والوں کے پاس عموماً ایسا برتن ہوا کرتا تھا جو''جفنة الرکب'' سے متعارف تھا اسی نام سے حضرت جابر نے اس مخصوص برتن کا نام لیا ہے اور کہا ہے کہ قافلے والا کاسہ لے آؤ۔''تحمل'' یعنی لوگ اس برتن کو اٹھا کر لاتے تھے اس سے بھی معلوم ہوا کہ یہ قافلہ کا خاص کھانے کا بڑا برتن ہوتا تھا جو بڑا کاسہ ہوتا تھا لوگ اٹھا کر لاتے لیجاتے تھے۔اردو میں اس کو قافلہ کا کڑھا کہتے ہیں۔

''فقال'' یہ اشارہ کے معنی میں ہے یعنی آنحضرت نے ہاتھ کی انگلیاں پھیلا کر اس کاسہ کی طرف اشارہ فرمایا اور پھر اس کاسہ کی گہرائی میں انگلیاں رکھدیں''خذ یا جابر'' یعنی مشکیزہ کو لے آؤ''فصب'' یہ امر کا صیغہ ہے مطلب یہ ہے کہ اس مشکیزہ کو میری انگلیوں پر انڈیل دو۔''وفارت الجفنة'' یعنی جس طرح انگلیوں سے پانی جوش مار کر ابل رہا تھا اسی طرح کاسہ سے بھی ابلنے لگا۔''ودارت'' کاسہ گھوم گیا کا مطلب یہ ہے کہ اس میں پانی گھومنے لگا یہاں تک کہ کاسہ بھر گیا پانی کا بہاؤ جب تیز ہوتو پانی برتن میں گھومتا ہے''رووا'' یہ صیغہ سمع یسمع سے ہے سیراب ہونے کے معنی میں ہے حضرت جابر نے اپنے شاگردوں کے سامنے آنحضرت کے ساتھ اپنے سفر کا ایک قصہ اور معجزہ بیان کیا اور اس طرح ان کو ایک حدیث سنادی۔

حضرت جابر اپنے شاگردوں کو نبی اکرم کے ساتھ
ایک جہاد میں معجزہ کے ظہور کا قصہ سنار ہے ہیں

''وشکا الناس'' حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ایک جہادی سفر میں لوگوں نے آنحضرت کے سامنے بھوک لگنے کی شکایت کی
''سیف البحر'' ساحل سمندر کو کہتے ہیں یہ ایک غزوہ کی طرف اشارہ ہے جس کو سریۃ سیف البحر بھی کہتے ہیں اور سریۃ الخبط بھی کہتے ہیں اور سریۃ ابوعبیدہ بن الجراح بھی کہتے ہیں یہ سریہ تقریباً چھ ہجری میں قریش کے کسی قافلہ کے پکڑنے کے لیے روانہ کیا گیا تھا اس کا امیر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح تھے پہلے یہ قصہ گزر چکا ہے غزوات میں بھی اور کتاب الصید میں بھی یہ حدیث ہے۔

سوال: یہاں یہ اشکال ہے کہ یہ قصہ غزوہ سیف البحر کا ہے وہاں بھوک کی اسی طرح نوبت آئی تھی پھر ایک عنبر مچھلی ملی جو بڑی تھی سب نے اس کو کھایا اور بچا ہوا کچھ گوشت آنحضرت کے پاس لایا اس غزوہ میں آنحضرت موجود نہ تھے حالانکہ یہاں اس طرح ہے کہ لوگوں نے آنحضرت کے سامنے بھوک کی شکایت کی اس اشکال کا کیا جواب ہے۔

جواب: اس اشکال کا قاضی عیاض نے ایک جواب یہ دیا ہے کہ یہ دو الگ الگ واقعے ہیں ایک میں نبی اکرم موجود نہیں تھے اور ایک میں موجود تھے جس طرح یہاں ہے اس جواب پر لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ دونوں حدیثوں میں ایک جیسے الفاظ ہیں ایک ہی طرز ہے اس کو دو قصوں اور الگ الگ واقعوں پر حمل کرنا بہت بعید ہے۔

پھر قاضی عیاض نے دوسرا جواب دیا ہے اور کہا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ ایک ہی قصہ ہو مگر حضرت جابرؓ نے آنحضرت کے ساتھ مشاہدات پر مشتمل قصے بیان کیے تو اس الگ قصہ کو بھی مشاہدات کے ساتھ جوڑ کر بیان کیا اسی احتمال کو حافظ ابن حجر نے کچھ وضاحت کے ساتھ اس طرح بیان کیا ہے اور فرمایا یُمْكِنُ حَمْلُ قَوْلِهٖ "فَاَتَيْنَا سِيْفَ الْبَحْرِ" عَلٰى اَنَّهٗ مَعْطُوْفٌ عَلٰى شَيْءٍ مَحْذُوْفٍ تَقْدِيْرُهٗ فَبَعَثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَتَيْنَا سِيْفَ الْبَحْرِ الخ

خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت کے سامنے بھوک کی شکایت کا قصہ کوئی اور ہے یہ جملہ سیف البحر کے قصہ کے درمیان کسی طرح آ گیا ہے اس کے ساتھ جڑا ہوا جملہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

''فزخر البحر زخرة'' یعنی سمندر نے موج ماردی ''دابة'' یعنی ایک وہیل مچھلی باہر پھینک دیا گویا بڑا جانور ہے۔ یہ مچھلی ہی تھی جس کو العنبر کہتے ہیں بڑی ہونے کی وجہ سے اس کو دابہ کہا گیا ہے جانوروں میں مچھلی اور سانپ کے بڑے ہونے کی کوئی حد نہیں ہے۔ امام بخاری نے اس پر ''حوت'' کا اطلاق کیا ہے۔

''اوریناً'' یہ ایرا سے ہے آگ جلانے کو کہتے ہیں ''علی شقھا'' یعنی اس کے پاس آگ جلا ڈالی اور اس کے ٹکڑوں کو کاٹ کر آگ پر بھوننے لگے ''حجاج عینھا'' آنکھ کا گھڑا مراد ہے ''فقوسناہ'' یعنی اس کی پسلی کو ہم نے کمان کی طرح زمین پر کھڑا کیا۔ ''کفل من الرکب'' اونٹ کے کوہان پر ایک چادر باندھی جاتی ہے کہ اگر سوار گرنے لگے تو اس کے ذریعہ سے اپنا بچاؤ کرے گویا یہ کوہاں پر ایک قسم بلند پگڑی ہوتی ہے یہاں یہ بات بیان کرنا مقصود ہے کہ اونٹ بھی سب سے لمبا اس پر سوار بھی لمبا اور اونٹ کے کوہان پر کپڑا بھی بہت لمبا اس کے باوجود سوار کا سر اور اونٹ کا کوہاں اس مچھلی کی پسلی کے نیچے ہی رہا کفل میں کاف پر زیر ہے ''مایطاطیء'' یعنی یہ سوار سر کو جھکا تا نہیں تھا بلکہ سیدھا سیدھا گزر جاتا تھا ما نفی کے لیے ہے۔ حضرت جابر نے اپنے شاگردوں کے سامنے اپنے اسفار پر مشتمل یہ قصہ بھی بیان کیا اور حدیث سنادی صحیح مسلم میں حضرت کعب بن مالک اور حضرت عائشہ کے واقعہ سے متعلق لمبی حدیثوں کے بعد یہ تیسری لمبی حدیث ہے۔

الحمدللہ آج مورخہ 19 فروری 2014 کو میں اس حدیث کی شرح سے فارغ ہوا کافی مشکل جوڑ تھے جو اللہ کے فضل سے میں نے جوڑ دیا۔

بَابٌ فِي حَدِيثِ الْهِجْرَةِ وَيُقَالُ لَهُ حَدِيثُ الرَّحْلِ

آنحضرت ﷺ اور صدیق اکبر کی ہجرت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو بیان کیا ہے

۷۵۰۲۔ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، يَقُولُ: جَاءَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ إِلَى أَبِي فِي مَنْزِلِهِ، فَاشْتَرَى مِنْهُ رَحْلًا، فَقَالَ لِعَازِبٍ: ابْعَثْ مَعِيَ ابْنَكَ يَحْمِلْهُ مَعِي إِلَى مَنْزِلِي، فَقَالَ لِي أَبِي: احْمِلْهُ، فَحَمَلْتُهُ، وَخَرَجَ أَبِي مَعَهُ يَنْتَقِدُ ثَمَنَهُ، فَقَالَ لَهُ أَبِي: يَا أَبَا بَكْرٍ حَدِّثْنِي كَيْفَ صَنَعْتُمَا لَيْلَةَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، أَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا كُلَّهَا، حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ، وَخَلَا الطَّرِيقُ فَلَا يَمُرُّ فِيهِ أَحَدٌ، حَتَّى رُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيلَةٌ لَهَا ظِلٌّ، لَمْ تَأْتِ عَلَيْهِ الشَّمْسُ بَعْدُ، فَنَزَلْنَا عِنْدَهَا، فَأَتَيْتُ الصَّخْرَةَ فَسَوَّيْتُ بِيَدِي مَكَانًا، يَنَامُ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ظِلِّهَا، ثُمَّ بَسَطْتُ عَلَيْهِ فَرْوَةً، ثُمَّ قُلْتُ: نَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَنَا أَنْفُضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ، فَنَامَ وَخَرَجْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ، فَإِذَا أَنَا بِرَاعِي غَنَمٍ مُقْبِلٍ بِغَنَمِهِ

إِلَى الصَّخْرَةِ، يُرِيدُ مِنْهَا الَّذِي أَرَدْنَا، فَلَقِيتُهُ فَقُلْتُ: لِمَنْ أَنْتَ؟ يَا غُلَامُ فَقَالَ: لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، قُلْتُ: أَفِي غَنَمِكَ لَبَنٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: أَفَتَحْلُبُ لِي؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَخَذَ شَاةً، فَقُلْتُ لَهُ: انْفُضِ الضَّرْعَ مِنَ الشَّعَرِ وَالتُّرَابِ وَالْقَذَى۔ قَالَ: فَرَأَيْتُ الْبَرَاءَ يَضْرِبُ بِيَدِهِ عَلَى الْأُخْرَى يَنْفُضُ۔ فَحَلَبَ لِي، فِي قَعْبٍ مَعَهُ، كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، قَالَ: وَمَعِي إِدَاوَةٌ أَرْتَوِي فِيهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِيَشْرَبَ مِنْهَا وَيَتَوَضَّأَ، قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُ مِنْ نَوْمِهِ، فَوَافَقْتُهُ اسْتَيْقَظَ، فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ مِنَ الْمَاءِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ اشْرَبْ مِنْ هَذَا اللَّبَنِ، قَالَ: فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ، ثُمَّ قَالَ: أَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيلِ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: فَارْتَحَلْنَا بَعْدَمَا زَالَتِ الشَّمْسُ، وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: وَنَحْنُ فِي جَلَدٍ مِنَ الْأَرْضِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُتِينَا، فَقَالَ: لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَارْتَطَمَتْ فَرَسُهُ إِلَى بَطْنِهَا، أُرَى فَقَالَ: إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ، فَادْعُوَا لِي، فَاللّٰهُ لَكُمَا أَنْ أَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا اللّٰهَ، فَنَجَا، فَرَجَعَ لَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا قَالَ: قَدْ كَفَيْتُكُمْ مَا هَاهُنَا، فَلَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا رَدَّهُ، قَالَ: وَوَفَى لَنَا،

حضرت ابواسحٰق فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر میرے والد کے گھر میں تشریف لائے اور ان سے ایک کجاوہ خریدا پھر حضرت عازب یعنی میرے والد سے فرمایا کہ اپنے بیٹے (براء) کو میرے ساتھ بھیج دیں تا کہ وہ اس کجاوہ کو اٹھا کر میرے گھر لے چلے اور پھر میرے والد بھی حضرت ابوبکر کے ساتھ اس کجاوہ کی قیمت وصول کرنے کے لیے نکلے تو میرے والد نے حضرت ابوبکر سے فرمایا: اے ابوبکر مجھ سے بیان فرمائیں کہ جس رات تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے تھے (یعنی تم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک کا جو سفر آنحضرت کے ساتھ کیا ہے اس کی کیفیت بیان کیجئے) حضرت ابوبکر نے ارشاد فرمایا: اچھا (اور پھر فرمایا کہ) ہم ساری رات چلتے رہے یہاں تک کہ دن چڑھ گیا اور ٹھیک دوپہر کا وقت ہو گیا اور راستہ خالی ہو گیا اور راستے میں کوئی گزرنے والا نہ رہا یہاں تک کہ ہمیں سامنے ایک لمبا پتھر دکھائی دیا جس کا سایہ زمین پر تھا اور ابھی تک وہاں دھوپ نہیں آئی تھی۔ پھر ہم اس کے پاس اترے اور میں نے اس پتھر کے پاس جا کر اپنے ہاتھ سے جگہ صاف کی تا کہ نبی ﷺ اس کے سائے میں آرام فرمائیں پھر میں نے اس جگہ پر ایک دری بچھا دی پھر میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ آرام فرمائیں اور میں آپ ﷺ کے اردگرد ہر طرف سے (دشمن کا کھوج لگانے کے لیے) بیدار رہتا ہوں (یعنی پہرہ دیتا ہوں) پھر آپ ﷺ سو گئے اور میں آپ ﷺ کے اردگرد جاگ کر پہرہ دیتا رہا پھر میں نے

سامنے کی طرف بکریوں کا ایک چرواہا دیکھا جو اپنی بکریوں کو لیے ہوئے اس پتھر کی طرف آ رہا ہے اور چرواہا بھی اس پتھر سے وہی چاہتا تھا جو ہم نے چاہا (یعنی آرام) میں نے اس چرواہے سے ملاقات کی اور میں نے اس سے کہا: اے لڑکے! تو کس کا غلام ہے؟ اس نے کہا: میں مدینہ والوں سے ایک آدمی کا غلام ہوں میں نے کہا: کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا: ہاں! پھر اس چرواہے نے ایک بکری پکڑی تو میں نے اس چرواہے سے کہا: اس بکری کے تھن کو بالوں مٹی اور کچرے وغیرہ سے صاف کر لے۔ راوی حضرت ابو اسحٰق کہتے ہیں کہ ایک پیالے میں تھوڑا سا دودھ دوہا۔ حضرت ابوبکر فرماتے ہیں میرے پاس ایک ڈول تھا کہ جس میں نبی کریم ﷺ کے پینے کے لیے اور وضو کے لیے پانی تھا۔ حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے ناپسند سمجھا کہ میں آپ ﷺ کو نیند سے بیدار کروں لیکن آپ ﷺ خود بیدار ہو گئے پھر میں نے دودھ پر پانی بہایا تاکہ دودھ ٹھنڈا ہو جائے پھر میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ دودھ نوش فرمائیں۔ حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دودھ پیا یہاں تک کہ میں خوش ہو گیا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا یہاں سے کوچ کرنے کا ابھی وقت نہیں آیا؟ میں نے کہا: جی ہاں! وہ وقت آ گیا ہے۔ حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ پھر ہم سورج ڈھلنے کے بعد چلے اور سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا۔ حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ ہم جس زمین پر تھے وہ سخت زمین تھی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کافر ہم تک آ گئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اے ابوبکر) فکر نہ کرو کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے سراقہ کے لیے بددعا فرمائی تو سراقہ کا گھوڑا اپنے پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ کہنے لگا: مجھے معلوم ہے کہ تم نے میرے لیے بددعا کی ہے۔ اب تم میرے لیے دعا کرو۔ اللہ کی قسم! اب جو بھی آپ حضرات کی تلاش میں آئے گا میں اسے واپس کر دوں گا۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے اللہ سے دعا فرمائی تو اسے نجات مل گئی اور وہ واپس لوٹ گیا اور اسے جو کوئی کافر بھی ملتا وہ اسے کہہ دیتا کہ میں اس طرف دیکھ کر آیا ہوں۔ سراقہ کو جو کافر بھی ملتا وہ اسے واپس لوٹا دیتا۔ حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ سراقہ نے جو ہم سے کہا وہ اس نے پورا کیا۔

تشریح:

"رحلا" کجاوہ کو کہتے ہیں "الرحل للناقة كالسرج للفرس" "ابنک" اس سے مراد حضرت براء ہیں جو عازب کے بیٹے ہیں باپ بیٹے دونوں مسلمان تھے اور ہجرت کے قصے کا سوال حضرت عازب نے ابوبکر صدیق سے مدینہ منورہ میں کیا ہے اس لیے صدیق اکبر نے مکہ سے نکلنے اور غار ثور میں ٹھہرنے اور مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہونے اور سراقہ بن مالک کے پیچھے آنے اور ان کے گھوڑے کے ٹھوکر کھانے اور پھر معاہدہ کر کے واپس جانے کا پورا قصہ بیان کیا ہے پھر مدینہ منورہ پہنچنے اور مسجد قبا سے آنحضرت ﷺ کا وسط مدینہ کی طرف منتقل ہونے اور پھر مسجد نبوی کا نقشہ ڈالنے اور حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر میں قیام

فرمانے کا پورا قصہ بیان کیا اس حدیث کو حدیث الرحل اس وجہ سے کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں کسی وقت میں حضرت ابوبکر نے حضرت عازب سے کجاوہ خریدا اور پھر یہ قصہ ہجرت کا تاریخی واقعہ سامنے آ گیا۔

"رُفعت" یعنی ایک چٹان نمودار ہوگئی جو لمبی تھی اور سایہ دار تھی یہی غار ثور ہے اور اسی میں آنحضرت اور صدیق اکبر تین دن تک روپوش رہے تھے "بعد" یعنی اب تک اس میں دھوپ نہیں آئی تھی غار ثور کی چوٹی پر یہ غار میں نے دیکھا ہے وہاں دو غار ہیں اور دونوں پر غار ثور لکھا ہوا ہے یہاں اس حدیث میں جو نقشہ بتایا گیا ہے اس سے وہی مشہور غار مراد ہے جو ثور پہاڑ پر مکہ کی طرف واقع ہے ایک طرف آدمی داخل ہوتا ہے اور بیٹھے بیٹھے دوسری طرف سے نکل آتا ہے اس غار کے منہ پر بیٹھنے کی جگہ ہے جیسے یہاں بیان کیا جا رہا ہے اس میں سونے کی جگہ بھی ہے ثور پہاڑ پر جو دوسرا غار ہے اس دوسرے غار میں اس طرح نقشہ نہیں ہے لیکن قرآن وحدیث کے کچھ اشارے ایسے ہیں جو اس دوسرے غار کے زیادہ موافق ہیں سعودی حکومت نے اشتباہ پیدا کرنے کے لیے دونوں پر غار ثور لکھنے کو پسند کیا ہے تا کہ کسی کو پتہ نہ چلے کہ غار ثور کونسا ہے یہ غار اسلام سے پہلے بھی عبادت کے لیے مشہور تھا ابوطالب صاحب نے غار ثور اور کوہ ثبیر اور غار حراء کو عبادت کے حوالہ سے اس طرح یاد کیا ہے۔

وَثَـوْرٍ وَمَـنْ اَرْسَـىٰ ثَبِيـْرًا مَكَـانَـهٗ   وَرَاقٍ لِيَـرْقَـىٰ فِـىْ حِـرَاءٍ وَنَـازِلٖ

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے حضرت حسان بن ثابتؓ سے فرمایا کہ تم نے ابوبکر کے متعلق کوئی شعر کہا ہے؟ حضرت حسان نے دو اشعار پڑھ لیے جو غار ثور سے متعلق ہیں وہ اس طرح ہیں

ثـانـی اثـنیـن فـی الـغـار المنیف وقد   طـاف الـعـدو بـه اذ صـعـد الـجـبـلا

بلند بالا غار میں آپ دو میں کے دوسرے تھے جب وہ غار ثور پہاڑ پر چڑھ رہے تھے اور دشمن نے آپ کا تعاقب کیا

وكـان حـب رسـول الـلـه قـد علموا   خيـر البـرية لـم يـعـدل بـه الـرجـلا

وہ آنحضرت کے محبوب تھے لوگوں کو اس کا علم ہے۔ آنحضرت نے کسی کو اس کے برابر نہیں کیا

"فروة" یہ چمڑے اور پوستین کی ایک چدری سی ہوتی ہے جو بچھائی جاتی ہے اور پہنی جاتی ہے یہاں اس سے بچھانے کا کام لیا گیا ہے بعض نے کملی سے اس کا ترجمہ کیا ہے۔

"وانـا انـفض لک" یعنی آپ سو جائیں میں آپ کے ارد گرد دشمن کا کھوج لگاتا ہوں یہ ایک اصطلاحی لفظ ہے جس کو آج کل مجاہدین گزمہ کہتے ہیں جس سے ارد گرد دشمن پر نظر رکھی جاتی ہے چونکہ کفار نے آنحضرت کے خلاف سو اونٹوں کا انعام نکالا تھا اس

لیے ہر طرف سے کفار مکہ پھیل چکے تھے اور غار ثور کے پہاڑ پر بھی آ گئے تھے۔"من اھل المدینة" یعنی غلام نے کہا کہ میں شہر مکہ کے فلاں آدمی کا غلام ہوں یہاں مدینہ کا لفظ شہر پر بولا گیا ہے مدینہ منورہ مراد نہیں ہے۔

"انفض الضرع" یعنی بکری کے تھنوں کو خوب جھاڑ دو تاکہ مٹی بال اور خس وخاشاک دور ہو جائیں اور دودھ میں نہ گریں۔

"قعب" لکڑی کے پیالہ کو کہتے ہیں "کثبة" تھوڑا سا دودھ مراد ہے "ادواة" چھوٹے لوٹے کو کہتے ہیں "ارتوی" ارتوا سے ہے پانی پلانے کے معنی میں ہے۔

"الم یان" یعنی کیا جانے کا وقت قریب نہیں آیا "واتبعنا" یعنی سراقہ بن مالک نے ہمارا تعاقب کیا۔تاریخی روایت میں ہے کہ سراقہ کو اندازہ ہو گیا کہ یہ محمد ﷺ مدینہ کی طرف جا رہا ہے ان کو پکڑنے میں سو اونٹ کا انعام ملے گا اس لیے اس نے ساتھیوں سے آنکھ چرا کر عمدہ گھوڑا لیا اور چل پڑا "فی جلد من الارض" یعنی ہم سخت پتھریل زمین پر تھے کہ سراقہ نے ہم کو پالیا۔

"فارتطمت" دھنسنے کے معنی میں ہے یعنی گھوڑا پیٹ تک مکمل طور پر زمین میں دھنس گیا یہی معنی "فساخ الفرس" کا ہے جو آئندہ روایت میں ہے جب پہلے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی تو انعام کی لالچ میں سراقہ نہ سمجھ سکا اور اپنا تیر نکال کر فال لیا اس میں تھا کہ آگے نہ جاؤ مگر انعام کی لالچ میں یہ باز نہیں آیا تو پھر گھوڑا سینہ تک دھنس گیا تب سمجھ گیا کہ اب پھنس گیا تو معافی مانگی اور اب دشمن محافظ بن گیا۔

"الطلب" یعنی آپ کو تلاش کرنے والوں کو میں آپ سے ہٹاؤں گا اور کہوں گا کہ وہ لوگ اس راستے سے نہیں گئے ہیں میں سب کچھ ڈھونڈ کر آیا ہوں۔سراقہ بن مالک سے متعلق محمد بن اسحاق کی سیرت سے ایک عبارت نقل کرتا ہوں جو عربی میں ہے اور علامہ ابی نے اپنی شرح میں نقل کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

وَسَبَبُ اِتِّبَاعِ سراقة له صلى الله عليه وسلم على ماذكر ابن اسحاق في السير قال لما خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم مهاجرا. جعلت قريش لمن يرده ماة ناقة، قال سراقة فبينما انا جالس في نادى قومى اذا قبل رجل منا قال، لَقَدْ رَئَيْتُ ثَلاثَةَ مَرُّوْا عَلَيَّ آنفًا وما اظنه الا محمدا واصحابه قال سراقة فاومأت ان اسكت، وقلت انما هم بنو فلان يبتغون ضالة ثم قسمت فدخلت بيتى ثم امرت بفرسى فقدم لى. وخرجت من دبر حجرتى ثم اخذت قداحى فاستقسمت فخرج اِلَيَّ السَّهْمُ الذى اكره ولا يضر لم لبنست لأمتى وخرجت رجاء ان ارده وآخذالماة ناقة فكان من امره ماذكر في الحديث.

وقال غير ابن اسحاق و كان سراقة شاعرا مجيدا فقال يخاطب اباجهل بن هشام بعد انصرافه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

أَبَا حَكَمٍ وَاللّٰهِ لَوْ كُنْتَ شَاهِدًا ... لِأَمْرِ جَوَادِي إِذْ تَسُوخُ قَوَائِمُهُ
عَلِمْتَ وَلَمْ تَشْكُكْ بِأَنَّ مُحَمَّدًا ... رَسُولٌ بِبُرْهَانٍ فَمَنْ ذَا يُقَاوِمُهُ
عَلَيْكَ بِكَفِّ الْقَوْمِ عَنْهُ فَإِنَّنِي ... أَرَى أَمْرَهُ يَوْمًا سَتَبْدُو مَعَالِمُهُ
بِأَمْرٍ يَقُودُ النَّاسُ فِيهِ بِأَسْرِهِمْ ... فَإِنَّ جَمِيعَ النَّاسِ طُرًّا تُسَالِمُهُ

وفي سراقة قد اظهر الله عليه آية اخرى بعد وفات النبى صلى الله عليه وسلم ففى حديث عن سفيان عن ابى موسى عن الحسين رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لسراقة كيف بك اذا لبست سوارى كسرى ومنطقته وتاجه؟ فلما أتى عمر بسوارى كسرى ومنطقته وتاجه دعا سراقة والبسه السوارين وكان كثير شعر الساعدين وقال له ارفع يديك وقل الله اكبر والحمد لله الذى سلبهما كسرى الذى كان يقول انا رب الناس والبسهما سراقة اعرابيا من بنى مدلج ورفع بها عمر رضى الله عنه صوته (كذا فى الابى ج ۹ ص ۴۹۵)

۷۵۰۳۔ وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، ح وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، كِلَاهُمَا عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: اشْتَرَى أَبُو بَكْرٍ مِنْ أَبِي رَحْلًا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا، وَسَاقَ الْحَدِيثَ، بِمَعْنَى حَدِيثِ زُهَيْرٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ، مِنْ رِوَايَةِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ: فَلَمَّا دَنَا دَعَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَاخَ فَرَسُهُ فِي الْأَرْضِ إِلَى بَطْنِهِ، وَوَثَبَ عَنْهُ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ هَذَا عَمَلُكَ، فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُخَلِّصَنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ، وَلَكَ عَلَيَّ لَأُعَمِّيَنَّ عَلَى مَنْ وَرَائِي، وَهَذِهِ كِنَانَتِي، فَخُذْ سَهْمًا مِنْهَا، فَإِنَّكَ سَتَمُرُّ عَلَى إِبِلِي وَغِلْمَانِي بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا، فَخُذْ مِنْهَا حَاجَتَكَ، قَالَ: لَا حَاجَةَ لِي فِي إِبِلِكَ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ لَيْلًا، فَتَنَازَعُوا أَيُّهُمْ يَنْزِلُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَنْزِلُ عَلَى بَنِي النَّجَّارِ، أَخْوَالِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أُكْرِمُهُمْ بِذَلِكَ فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوتِ، وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطُّرُقِ،

يُنَادُونَ: يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر نے میرے والد سے تیرہ درہم پر ایک کجاوہ خریدا (اور یہ مذکورہ بالا حدیث زہیر عن ابحق کی روایت کردہ حدیث کی طرح روایت بیان کی) لیکن عثمان بن عمر کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ جب سراقہ بن مالک قریب آ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے بددعا فرمائی اور اس کا گھوڑا اپنے پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ اپنے اس گھوڑے سے کودا اور کہنے لگا: اے محمد! مجھے معلوم ہے کہ یہ آپ کا کام ہے اس لیے آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے اس تکلیف سے نجات دیدے اور میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ جو میرے پیچھے آرہے ہیں میں ان سے آپ کا حال چھپاؤں گا اور میرے اس ترکش سے ایک تیر لے لیں اور آپ کا فلاں فلاں مقام پر میرے اور میرے اونٹ اور غلام ملیں گے ان سے جتنی آپ کو ضرورت ہو (اشیاء) لے لیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے تیرے اونٹوں کی کوئی ضرورت نہیں (حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ) پھر ہم رات کو مدینہ منورہ پہنچ گئے تو لوگ اس بات میں جھگڑنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کس جگہ اتریں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: میں قبیلہ بنی نجار کے پاس اتروں گا وہ عبدالمطلب کے ننھیال تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو عزت دی (کہ ان کے پاس اترے) پھر مرد اور عورتیں گھروں کے اوپر چڑھے اور لڑکے اور غلام راستوں میں پھیل گئے اور یہ پکارنے لگے: اے محمد، اے اللہ کے رسول اے محمد اے اللہ کے رسول۔

تشریح:

''لاعمین'' یعنی مجھ پر لازم ہے کہ میں آپ لوگوں کا حال چھپاؤں گا جو بھی آئے گا میں کہوں گا کہ وہ لوگ اس راستے سے نہیں گئے ہیں ''سهما منها'' یعنی یہ تیر آپ کے پاس بطور علامت ہوگا کہ میں نے آپ کو دیا ہے اور اونٹوں سے لینے کا وعدہ کیا ہے غلام لوگ آپ کو اونٹ دیدیں گے ''فقدمنا المدينة ليلا'' یہ کسی راوی کی طرف سے وہم ہوگیا ہے کیونکہ آنحضرت دن کے وقت مدینہ تشریف لائے تھے ہر روز اہل مدینہ استقبال کے لیے آیا کرتے تھے پھر دوپہر کو مایوس ہو کر واپس چلے جاتے تھے ایک دن ایک یہودی نے عین دوپہر کے وقت جب مسلمان واپس چلے گئے تھے آواز بلند کی اور کہا اے مسلمانو! تمہارا مطلوب آ گیا صحابہ کرام نے جلدی جلدی ہتھیار باندھ لیے اور آ کر سخت گرمی میں زبردست استقبال کیا اور آنحضرت قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے پاس عوالی مدینہ میں مسجد قبا کے مقام پر جا اترے۔ ''فتنازعوا'' اس جملہ میں بہت زیادہ ابہام ہے مدینہ کی آمد کے موقع پر صحابہ میں کوئی تنازع نہیں ہوا تھا بلکہ آنحضرت نے چودہ دن یا اکیس دن تک قبا میں قیام فرمایا وہاں مسجد قبا کی بنیاد رکھی جو اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے پھر آپ وسط مدینہ کے لیے روانہ ہوئے۔

مدینہ منورہ میں آنحضرت کا قیام

بنوعمرو بن عوف کے ہاں مسجد قبا میں قیام کے بعد آنحضرت ﷺ وسط مدینہ کے لیے روانہ ہوئے اور بنو سالم بن عوف کے محلہ میں تشریف لے گئے جمعہ کا دن تھا آپ نے وہاں جمعہ پڑھایا آج کل اس جگہ میں مسجد جمعہ کے نام سے ایک مسجد قائم ہے بنوسالم میں سے حضرت عتبان بن مالک ؓ اور عباس بن عبادہ ؓ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کچھ دن ہمارے ہاں ٹھہر جائیں آپ نے فرمایا کہ میری اس اونٹنی کو جانے دو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے جہاں یہ ٹھہرے گی میں وہیں پر قیام کروں گا جب اونٹنی بنو بیاضہ کے ہاں پہنچی تو انہوں نے اونٹنی ٹھہرانے کی درخواست کی آپ نے ان کو بھی یہی جواب دیا پھر بنوساعدہ سے گزر ہوا انہوں نے بھی ٹھہرنے کی درخواست کی آنحضرت نے ان کو بھی وہی جواب دیا پھر بنوالحارث بن الخزرج پھر عدی بن النجار کے پاس سے گزر ہوا تو ان کو بھی یہی جواب ملا۔ جب اونٹنی بنو مالک بن النجار کے ہاں پہنچی تو وہاں بیٹھ گئی یہ لوگ آپ کے ننھیال تھے ابھی آنحضرت اس اونٹنی سے اترے نہیں تھے کہ اونٹنی اٹھ کر چلنے لگی رسول اللہ ﷺ ان کی مہار چھوڑے ہوئے تھے اور اس کو کسی طرف نہیں موڑ رہے تھے یہاں تک کہ اونٹنی پہلی جگہ تک واپس آگئی تب رسول اللہ ﷺ اس سے اتر گئے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس کے کجاوے کو اٹھایا اور اپنے گھر لاکر رکھ دیا آنحضرت ﷺ نے ان کے گھر میں قیام فرمایا یہاں تک کہ مسجد نبوی بن گئی تب آنحضرت مسجد کے حجرے میں منتقل ہوگئے اس حدیث میں صحابہ کے تنازع کے جو ذکر ہے اس سے شاید اسی تنازع کی طرف اشارہ ہے کہ ہر قبیلہ آپ کو اپنے ہاں ٹھہرانا چاہتا تھا اور آپ کو دعوت دیتا تھا علامہ ابی مالکی نے اسی طرح تفصیل کے بعد فرمایا "فان عنی بقوله" تنازعوا" هذا التعرض فقد سمعت حديثه اه"

اگر تنازع سے یہی مراد لیا گیا ہے کہ ہر ایک اپنی طرف بلا رہا تھا تو اس کی حدیث آپ نے سن لی اور قصہ دیکھ لیا۔

"فصعد الرجال والنساء" اہل مدینہ کے عظیم الشان استقبال کے چند جملے اس حدیث کے آخر میں مذکور ہیں اس موقع پر بنو نجار کی بچیوں نے خوشی میں یہ اشعار بھی گائے ہیں۔

نحن جوار من بنی النجار ☆ یا حبذا محمدا بجار

عام مردوں نے یہ اشعار بھی پیش کیے تھے

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع ☆ وجب الشکر علینا مادعا للہ داع

ایها المبعوث فینا ☆ لقد جئت بامر مطاع

کسی نے خوشی میں کہا "جاء رسول الله جاء رسول الله" کسی نے خوشی میں کہا یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ، بندہ نے اس سے پہلے تحفة المنعم میں اس سلسلہ میں بہت کچھ لکھا ہے۔

ابوایوب انصاری کا گھر تو ایک تاریخی گھر تھا جو آپ کے داداؤں میں سے یمن کے تبع بادشاہ نے آنحضرت کے لیے تیار کیا تھا اور ایک خط بھی لکھا تھا اس خط میں یہ اشعار بھی تھے۔

شهدت علی احمد انه ☆ رسول من الله باری النسم
له امة ذکرت فی الزبور ☆ بامة احمد خیر الامم
فلو مد عمری الی عمره ☆ لکنت وزیرا له وابن عم
وقاتلت بالسیف اعدائه ☆ وکشفت عن قلبه کل غم

تنبیہ: اس مقام میں شرح لکھتے ہوئے ایک بریلوی عالم غلام رسول سعیدی صاحب نے ندا کے ساتھ "یا محمد" کہنے سے متعلق بڑا لمبا چوڑا کلام کیا ہے اور اپنی شرح مسلم کے بڑے لمبے صفحات پر مشتمل گیارہ صفحات لکھ ڈالے ہیں چونکہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے یا محمد کہنے کے بارے میں فتویٰ دیا ہے اور کہا ہے کہ "حضور اقدس ﷺ کو نام لیکر ندا کرنی حرام ہے اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک ومولیٰ تبارک وتعالیٰ نام لیکر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہ ادب سے تجاوز کرے۔

(شرح مسلم ج ۷ ص ۹۹۳ مؤلفہ غلام رسول سعیدی)

اس عبارت میں تاویلات کر کر سعیدی صاحب تھک گئے حالانکہ اسی طرح مفتی احمد یار خان صاحب نے بھی مشکوۃ کی شرح مرآۃ المناجیح میں حدیث جبریل کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "اب حضور کو یا محمد کہہ کر پکارنا حرام ہے اھ اب غلام رسول سعیدی صاحب پر تعجب ہے کہ وہ اپنے بڑوں کے فتوؤں کو نظر انداز کرتے ہیں قرآن کی آیت کو نظر انداز کرتے ہیں اور اس حدیث کے ان جملوں سے استدلال کرتے ہیں جو مدینہ منورہ میں صحابہ کرام نے آنحضرت کے سامنے محبت کے نعرے لگا کر استقبال کیے تھے کہاں آمنے سامنے استقبال کے نعرے اور کہاں چودہ سو سال بعد ہزاروں میل دور سے نعرے؟

ع ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا؟

الحمدللہ حمدا کثیرا کہ میں آج مؤرخہ ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰ فروری ۲۰۱۴ء میں صحیح مسلم کی شرح کے یہ سطور رات کے تین بجے کے وقت لکھ رہا ہوں اس کے بعد آگے کتاب التفسیر شروع ہے اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے اور اس محنت کو قبول فرمائے آمین یارب العالمین۔ (فضل محمد یوسف کراچی)

کتاب التَّفْسِيرِ

تفسیر کا بیان

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح مسلم میں تفسیر سے بھی بحث کی ہے اور کتاب کے آخر میں کتاب التفسیر کو رکھا ہے جس سے صحیح مسلم ان کتابوں کی فہرست میں آگئی جس کو ''الجامع'' کہتے ہیں لہٰذا اب یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ کہا جائے ''الجامع الصحیح لمسلم'' لیکن تفسیر کے مباحث صحیح مسلم میں برائے نام ہیں انتہائی مختصر ہیں امام مسلم کی شرط پر غیر مکرر چند احادیث تھیں اسی کو یہاں نقل کردیا ہے یہ انتہائی قلیل مقدار ہے۔ جس کی وجہ سے بعض محدثین نے اس کو الجامع میں شامل نہیں کیا ہے تاہم اصول کے مطابق یہ الجامع ہے اگرچہ تفسیر بہت کم ہے۔ قرآن عظیم کی عربی تفسیر سب سے پہلے حضرت ابن عباس نے ''تفسیر ابن عباس'' کے نام سے لکھی ہے پھر عرب وعجم نے قرآن عظیم کی بہت ساری تفاسیر لکھدی ہیں حضرت مولانا سید محمد یوسف البنوری رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز کتاب یتیمۃ البیان میں ان تفاسیر پر مکمل بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ اس امت کے علماء نے قرآن عظیم کی دو لاکھ تفاسیر لکھی ہیں۔ اب یہ بحث کہ عجمی زبان میں قرآن عظیم کا ترجمہ لکھنا جائز ہے یا نہیں تو بعض علماء نے اس کو ممنوع قرار دیا ہے لیکن عام علماء نے اس کو جائز بلکہ ضروری اور نافع قرار دیا ہے تو سب سے پہلے قرآن عظیم کا فارسی میں ترجمہ شیخ سعدی بابا نے کیا ہے اس جواز کو دیکھ کر دیگر علماء نے جرأت کی، چنانچہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی فارسی میں ایک بہترین اور مختصر فارسی تفسیر موجود ہے۔ پھر اردو میں سب سے پہلے قرآن عظیم کا ترجمہ شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے کیا ہے اور مختصر سا حاشیہ موضح القرآن کے نام سے لکھا ہے اس کو دیکھ کر دوسرے علماء کو جرأت ہوئی اور الحمد للہ اب سینکڑوں تفاسیر وتراجم اردو زبان میں شائع ہو چکے ہیں کچھ تفصیل ملاحظہ کریں۔

قرآن کریم اللہ تبارک وتعالیٰ کی وہ آخری کتاب ہدایت ہے جو انسانوں کی دینی رہنمائی کے لیے اتاری گئی ہے۔ اس کی فضیلت کے لیے یہی کافی ہے کہ یہ خالق کائنات کی کتاب ہے، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود اس کی بڑی شان اسی کتاب کے اوراق میں بیان فرمائی ہے، پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے فرامین اور اقوال وافعال کے ذریعہ سے اس کی بڑی عظمت ظاہر فرمائی ہے۔ گیارہ سو سال تک اس کتاب نے مسلمانوں کو دنیا کے تمام انسانوں پر حاکم وقائد کی حیثیت سے صفحہ عالم پر غالب رکھا اور اس کی تعلیمات کی روشنی میں مسلمانوں کی مثالی حکومتیں قائم ہوئیں، جب مسلمانوں نے اس کتاب کو چھوڑا تو مسلمانوں کی قائدانہ صلاحیتیں ختم ہوگئیں اور ان کی حکومتیں کفار اغیار کے دست نگر بن گئیں۔ آج کائنات میں اگر کوئی مظلوم ہے تو سب سے بڑا مظلوم اللہ تبارک

وتعالیٰ کی یہی کتاب ہے۔

ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی اس کتاب کو حرز جان بنائے اور اس کا ناظرہ پڑھے، اس کو یاد کرے، اس کے معانی کو سمجھے اور اس پر عمل کرے تاکہ وہ دنیا کے لیے قائد بن جائے اور آخرت میں کامیاب ہو جائے۔

اس امت کے علماء نے مختلف انداز سے کتاب اللہ کی خدمت کی ہے، فقہاء نے فقاہت اور مسائل کے حوالہ سے خدمت کی ہے، اہل بلاغت نے اس کی فصاحت وبلاغت کے حوالہ سے خدمت کی ہے، صرف ونحو کے علماء نے اپنے فن کی روشنی میں اس کی بھرپور خدمت کی ہے اور قراء حضرات نے اس کی قراءت کی خدمت کی ہے، اہل تصوف نے اس کے تصوف کا پہلو اجاگر کیا ہے، اور اہل عمل نے عملی میدان میں اس کی خدمت کی ہے، مفسرین نے اس کی تفسیر وتوضیح کی وہ خدمات انجام دی ہیں جسے دیکھ کر عقلیں حیران رہ جاتی ہیں۔ دو لاکھ تفاسیر لکھ کر مفسرین نے کتاب اللہ کی خدمت کی ہے، الغرض اس عاجز انسان نے اپنی بساط کے مطابق اس کی خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ابدی کلام کا حق ادا ہو سکتا تو خدمت کرنے والوں کی اس بڑی خدمت سے اس کا حق ادا ہو جاتا، لیکن ایک فانی انسان اس ابدی کلام کی خدمت کا حق ادا نہیں کر سکتا، وہ اتنا ہی کہہ سکتا ہے۔

مالالعلوم وللتراب وانما ☆ یسعی لیعلم انه لا یعلم

یعنی علم اور مٹی میں کیا نسبت ہے، یہ بشر تو اتنا کر سکتا ہے جو یہ کہہ دے کہ وہ کچھ نہیں جانتا ہے۔

قرآن میں تفاضل کی بحث

اب یہاں یہ بحث ہے کہ آیا قرآن کی بعض سورتوں یا آیتوں کو دوسری آیتوں پر فضیلت دی جا سکتی ہے یا نہیں؟ علامہ سیوطیؒ نے اتقان میں لکھا ہے کہ اس میں علماء کا اختلاف ہوا ہے۔ ابن حبان، ابوالحسن اشعری اور قاضی ابوبکر باقلانیؒ کی رائے یہ ہے کہ قرآن کریم میں تفضیل بعض علی بعض جائز نہیں ہے، کیونکہ سارا اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام ہے۔

امام غزالیؒ نے جواہر القرآن میں جو کلام کیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر تیری بصیرت اور ذوق سلیم آیت الکرسی اور آیت مداینہ میں فرق نہ کر سکے، اسی طرح سورۃ اخلاص اور سورۃ لہب میں فرق نہ کر سکے کہ کون کس سے افضل ہے تو پھر نبی اکرم ﷺ کی طرف رجوع کر لو، آپ نے سورتوں اور آیتوں کے درمیان تفضیل کا شافی بیان کیا ہے۔ (مرقات)

ملا علی قاریؒ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس کلام باعتبار اس کے کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام ہے، اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ نہ تفاضل ہے، البتہ معانی اور مضامین کے اعتبار سے تفاضل ہے، کیونکہ سورۃ اخلاص کا مضمون جو وحدانیت باری تعالیٰ پر مشتمل

ہے، وہ سورۂ لہب میں کہاں ہے، اسی اعتبار سے تفصیل ہے۔ ملا علی قاری مزید فرماتے ہیں کہ قرآن کا اطلاق کلام نفسی اور اس پر دال الفاظ دونوں پر ہوتا ہے۔ یعنی قرآن نظم و معانی دونوں کا نام ہے، نظم سے مراد الفاظ ہیں، جو دال ہیں اور معانی سے کلام نفسی مراد ہے جو مدلول ہے۔ دونوں مل کر کلام اللہ بنتا ہے۔ کائنات میں اللہ تعالیٰ کے سوا جتنی چیزیں ہیں یہ سب کائنات کا حصہ ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا کلام کائنات کا حصہ نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے، اس لیے کلام اللہ قدیم ہے، اس کو حادث نہیں کہا جا سکتا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ اور معتزلہ کے درمیان جو معرکہ ہوا اور ظالم بادشاہوں نے جو آپ کو تختۂ مشق بنایا وہ معرکہ اسی خلق قرآن کے مسئلہ میں تھا۔

باب في تفسير آيات متفرقة

قرآن کی مختلف آیتوں کی تفسیر کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے ستائیس احادیث کو بیان کیا ہے

۷۵۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ: (ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ يُغْفَرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ) فَبَدَّلُوا، فَدَخَلُوا الْبَابَ يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ، وَقَالُوا: حَبَّةٌ فِي شَعَرَةٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل سے کہا گیا: ادخلوا الباب (بیت المقدس) کے دروازے میں داخل ہو، سجدہ کرتے ہوئے اور کہتے جاؤ، بخش دے تو تمہارے گناہ بخش دیے جائیں۔ لیکن بنی اسرائیل نے اس حکم کی خلاف ورزی کی اور (بیت المقدس) کے دروازے میں سے سرین کے بل گھسٹتے ہوئے اور حبہ یعنی ”دانہ بالی میں“ کہتے ہوئے داخل ہوئے۔

۷۵۰۵۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرٍ النَّاقِدُ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ۔ قَالَ عَبْدٌ: حَدَّثَنِي، وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا۔ يَعْقُوبُ يَعْنُونَ ابْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَابَعَ الْوَحْيَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهِ، حَتَّى تُوُفِّيَ، وَأَكْثَرُ مَا كَانَ الْوَحْيُ يَوْمَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابن شہاب سے مروی ہے کہ مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ پر آپ ﷺ کی وفات سے پہلے لگا تار وحی نازل فرمائی یہاں تک کہ جس دن رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس دن تو بہت ہی زیادہ مرتبہ وحی نازل ہوئی۔

۷۵۰۶۔ حَدَّثَنِي أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى۔ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى۔ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَهُوَ ابْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، أَنَّ الْيَهُودَ، قَالُوا لِعُمَرَ: إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ آيَةً، لَوْ أُنْزِلَتْ فِينَا لَاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا، فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي لَأَعْلَمُ حَيْثُ أُنْزِلَتْ، وَأَيَّ يَوْمٍ أُنْزِلَتْ، وَأَيْنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ أُنْزِلَتْ، أُنْزِلَتْ بِعَرَفَةَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ، قَالَ سُفْيَانُ: أَشُكُّ كَانَ يَوْمَ جُمُعَةٍ أَمْ لَا، يَعْنِي: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ، وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي﴾ (المائدة:۳)

حضرت طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ یہودیوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: تم ایک ایسی آیت کریمہ پڑھتے ہو الیوم اکملت ... اگر یہ آیت ہم لوگوں میں نازل ہوتی (تو جس دن یہ نازل ہوتی) اس دن کو ہم عید کا دن بنا لیتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ یہ آیت کریمہ جہاں نازل ہوئی اور کس دن نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کہاں تھے جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (اور پھر حضرت عمر نے فرمایا یہ آیت کریمہ) میدان عرفات میں نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ بھی میدان عرفات ہی میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ راوی حدیث حضرت سفیانؒ کہتے ہیں کہ مجھے اس بات میں شک ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا یا نہیں؟ یعنی الیوم اکملت الخ یعنی ”آج کے دن میں نے تم پر تمہارا دین کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمتوں کو تم پر پورا کر دیا ہے“۔

۷۵۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ۔ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ۔ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: قَالَتِ الْيَهُودُ لِعُمَرَ: لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ يَهُودَ، نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ، وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي، وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (المائدة:۳) نَعْلَمُ الْيَوْمَ الَّذِي أُنْزِلَتْ فِيهِ، لَاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا، قَالَ فَقَالَ عُمَرُ: فَقَدْ عَلِمْتُ الْيَوْمَ الَّذِي أُنْزِلَتْ فِيهِ، وَالسَّاعَةَ، وَأَيْنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ نَزَلَتْ، نَزَلَتْ لَيْلَةَ جَمْعٍ، وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ

حضرت طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ یہودیوں نے حضرت عمر سے کہا: اگر ہم پر (یعنی) یہودیوں کے گروہ پر یہ آیت کریمہ الیوم اکملت یعنی ''آج کے دن میں نے تم پر تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا ہے'' نازل ہوتی اور ہم اس آیت کریمہ کے نزول کا دن جان لیتے تو ہم اس دن کو عید کا دن بنا لیتے۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے ارشاد فرمایا: مجھے وہ دن اور وہ وقت بھی معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کہاں تھے جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی؟ اور جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو ہم اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات کے میدان میں جمع تھے۔

۷۵۰۸۔ وحَدَّثَنِي عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَيْسٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى عُمَرَ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَءُونَهَا، لَوْ عَلَيْنَا نَزَلَتْ، مَعْشَرَ الْيَهُودِ، لَاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا، قَالَ: وَأَيُّ آيَةٍ؟ قَالَ: (الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ، وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي، وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا) (المائدة:۳)، فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي لَأَعْلَمُ الْيَوْمَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ، وَالْمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ، نَزَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ

حضرت طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ یہودیوں کا ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے امیر المؤمنین تمہاری کتاب (قرآن مجید) میں ایک آیت کریمہ ہے جسے تم پڑھتے ہو اگر وہ آیت کریمہ ہم پر یعنی یہودیوں کے گروہ پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید کا دن بنا لیتے۔ حضرت عمر نے ارشاد فرمایا: وہ کون سی آیت کریمہ ہے؟ یہودی آدمی نے کہا: الیوم اکملت الخ تو حضرت عمر نے ارشاد فرمایا: میں اس دن کے بارے میں جانتا ہوں کہ جس دن یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس جگہ کے بارے میں بھی جانتا ہوں کہ یہ آیت کریمہ جس جگہ اور جس دن رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔ وہ عرفات کا میدان اور جمعہ کا دن ہے۔

۷۵۰۹۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ۔ قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ: حَدَّثَنَا، وَقَالَ حَرْمَلَةُ: أَخْبَرَنَا۔ ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ، عَنْ قَوْلِ اللَّهِ: (وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى، فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ) (النساء:۳) قَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي هِيَ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا تُشَارِكُهُ فِي مَالِهِ، فَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا، فَيُرِيدُ وَلِيُّهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ أَنْ يُقْسِطَ فِي صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا

يُعْطِيهَا غَيْرُهُ، فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ، وَيَبْلُغُوا بِهِنَّ أَعْلَى سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ، وَأُمِرُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ، سِوَاهُنَّ، قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هٰذِهِ الْآيَةِ فِيهِنَّ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: (يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ، قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ، وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ) (النساء:۱۲۷) قَالَتْ: وَالَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالَى، أَنَّهُ يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ، الْآيَةُ الْأُولَى الَّتِي قَالَ اللّٰهُ فِيهَا: (وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى، فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ) (النساء:۳)، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَقَوْلُ اللّٰهِ فِي الْآيَةِ الْأُخْرَى: وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ، رَغْبَةَ أَحَدِكُمْ عَنِ الْيَتِيمَةِ الَّتِي تَكُونُ فِي حَجْرِهِ، حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ، فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا رَغِبُوا فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا مِنْ يَتَامَى النِّسَاءِ، إِلَّا بِالْقِسْطِ، مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ،

حضرت ابن شہاب سے مروی ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ سے اللہ کے فرمان: وان خفتم الا تقسطوا الخ یعنی ''کہ اگر تمہیں اس بات کا ڈر ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف نہیں کرسکو گے تو پھر تم ان عورتوں سے نکاح کرلو جو تمہیں پسند ہیں، دو دو یا تین، تین یا چار، چار سے'' کے بارے میں پوچھا۔ سیدہ عائشہ نے فرمایا: اے بھانجے! اس سے مراد وہ یتیم بچی ہے جو اپنے ولی کے زیر تربیت ہو اور وہ ولی اس کا مال اور اس کی خوبصورتی دیکھ کر اس سے نکاح کرنا چاہتا ہو بغیر اس کے کہ اس کے مہر میں انصاف کرے اور اس قدر اسے مہر کی رقم دینے پر رضامند نہ ہو کہ جس قدر دوسرے لوگ مہر کی رقم دینے کے لیے راضی ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ایسی لڑکیوں سے نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے۔ سوائے اس صورت میں کہ ان سے انصاف کریں اور ان کو پورا مہر ادا کریں اور ان کو حکم دیدیا ہے کہ وہ اور عورتوں سے جو ان کو پسند ہوں نکاح کرلیں۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ نے فرمایا: پھر لوگوں نے اس آیت کریمہ کے بعد رسول اللہ ﷺ سے یتیم لڑکیوں کے بارے میں پوچھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ویستفتونک فی النساء الخ یعنی ''اے نبی لوگ آپ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کی نکاح کی۔ آپ ان کو فرمادیں کہ اللہ تم کو اجازت دیتا ہے ان کی اور وہ جو تم کو سنایا جاتا ہے۔ قرآن میں سو حکم ہے ان یتیم عورتوں کا جن کو تم نہیں دیتے جو ان کے لیے مقرر کیا ہے اور تم چاہتے ہو کہ ان کو نکاح میں لے آؤ'' سیدہ عائشہ فرماتی ہیں اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جو ذکر فرمایا: یتلی علیکم فی الکتاب کہ تم کو سنایا جاتا ہے قرآن میں، اس سنائے جانے سے مراد وہی پہلی آیت کریمہ

وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی الخ ہے اور سیدہ عائشہؓ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فرمان دوسری آیت کریمہ وترغبون ان تنکحوھن الخ سے مراد یہ ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے ہاں کوئی یتیم لڑکی زیر تربیت ہو اور مال و خوبصورتی میں کم ہو تو اگر اس وجہ سے اس کے ساتھ نکاح کرنے سے اعراض کرتا ہے تو ان کو اس سے بھی منع کیا گیا ہے کہ جن یتیم عورتوں کے مال اور خوبصورتی میں رغبت کرتے ہیں کہ بغیر انصاف کے ان کے ساتھ نکاح نہ کریں۔

۷۵۱۰۔ وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، جَمِيعًا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ، عَنْ قَوْلِ اللهِ: (وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى) (النساء:۳) وَسَاقَ الْحَدِيثَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ وَزَادَ فِي آخِرِهِ: مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ، إِذَا كُنَّ قَلِيلَاتِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ

حضرت ابن شہاب سے مروی ہے کہ حضرت عروہ نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے سیدہ عائشہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی کے بارے میں پوچھا (اور پھر اس کے بعد) یونس عن الزہری کی روایت کردہ حدیث کی طرح روایت بیان کی اور اس روایت کردہ حدیث کے آخر میں یہ الفاظ زائد ہیں؛ ان عورتوں کے مال اور حسن میں کمی کی وجہ سے نکاح کرنے سے اعراض کریں۔

۷۵۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، فِي قَوْلِهِ: (وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى) (النساء:۳) قَالَتْ: أُنْزِلَتْ فِي الرَّجُلِ تَكُونُ لَهُ الْيَتِيمَةُ وَهُوَ وَلِيُّهَا وَوَارِثُهَا، وَلَهَا مَالٌ وَلَيْسَ لَهَا أَحَدٌ يُخَاصِمُ دُونَهَا، فَلَا يُنْكِحُهَا لِمَالِهَا، فَيَضُرُّ بِهَا وَيُسِيءُ صُحْبَتَهَا، فَقَالَ: (إِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى، فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ) (النساء:۳) يَقُولُ: مَا أَحْلَلْتُ لَكُمْ، وَدَعْ هَذِهِ الَّتِي تَضُرُّ بِهَا

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کے فرمان: وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی کے بارے میں ارشاد فرماتی ہیں کہ یہ آیت کریمہ اس آدمی کے بارے مین نازل ہوئی جس کے پاس کوئی یتیم بچی ہو اور وہ آدمی اس بچی کا سر پرست اور اس کا وارث ہو اور اس بچی کے پاس مال بھی ہو اور اس بچی کے پاس اس آدمی کے علاوہ، اس بچی کی طرف سے کوئی جھگڑنے والا بھی نہ ہو تو وہ آدمی اس کے مال کی وجہ سے اس کا نکاح نہ کرے اور اس یتیم بچی کو تکلیف پہنچائے اور برے طریقے سے اس کے ساتھ پیش آئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی اگر تم کو اس بات کا ڈر ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے تو جو عورتیں تمہیں پسند ہیں ان سے نکاح کر و یعنی

جو عورتیں میں نے تمہارے لیے حلال کر دی ہیں ان سے نکاح کرو اور تم اس یتیم لڑکی کو چھوڑ دو جسے تم تکلیفیں پہنچا رہے ہو۔

۷۵۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، فِي قَوْلِهِ: (وَمَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ، وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ) (النساء:۱۲۷) قَالَتْ: أُنْزِلَتْ فِي الْيَتِيمَةِ، تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ فَتَشْرَكُهُ فِي مَالِهِ، فَيَرْغَبُ عَنْهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا، وَيَكْرَهُ أَنْ يُزَوِّجَهَا غَيْرَهُ، فَيَشْرَكُهُ فِي مَالِهِ، فَيَعْضِلُهَا فَلَا يَتَزَوَّجُهَا وَلَا يُزَوِّجُهَا غَيْرَهُ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کا فرمان: وما یتلی علیکم فی الکتاب کے بارے میں ارشاد فرماتی ہیں کہ یہ آیت کریمہ اس یتیم لڑکی کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جو کسی ایسے آدمی کے زیر تربیت ہے کہ جو اس لڑکی کے مال میں شریک ہو۔ یہ آدمی خود بھی اس لڑکی سے نکاح نہ کرنا چاہتا ہو اور کسی اور سے بھی اس کا نکاح کرانا پسند نہ کرتا ہو اس ڈر سے کہ کہیں وہ اس کے مال میں شریک نہ ہو جائے اور وہ آدمی اس یتیم لڑکی کو ایسے ہی لٹکائے رکھے نہ خود اس سے نکاح کرتا ہو اور نہ ہی کسی دوسرے کو اس سے نکاح کرنے دے۔

۷۵۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، فِي قَوْلِهِ: (يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ) (النساء:۱۲۷) الْآيَةَ، قَالَتْ: هِيَ الْيَتِيمَةُ الَّتِي تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ، لَعَلَّهَا أَنْ تَكُونَ قَدْ شَرِكَتْهُ فِي مَالِهِ، حَتَّى فِي الْعَذْقِ، فَيَرْغَبُ۔ يَعْنِي أَنْ يَنْكِحَهَا۔ وَيَكْرَهُ أَنْ يُنْكِحَهَا رَجُلًا فَيَشْرَكُهُ فِي مَالِهِ، فَيَعْضِلُهَا

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ویستفتونک فی النساء کے بارے میں ارشاد فرماتی ہیں کہ یہ آیت کریمہ اس یتیم لڑکی کے بارے میں نازل ہوئی کہ جو کسی ایسے آدمی کے زیر تربیت ہو کہ وہ آدمی اس لڑکی کے مال میں شریک ہو، یہاں تک کہ کھجور کے درختوں میں بھی وہ شریک ہو اور پھر وہ آدمی اس لڑکی سے نہ خود نکاح کرنا چاہتا ہو اور نہ ہی اسے کسی اور سے نکاح کرنے دے تا کہ وہ اس کے مال میں شریک ہو جائے اور اسے اسی طرح لٹکائے رکھے۔

۷۵۱۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، فِي قَوْلِهِ: (وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ) (النساء:۶) قَالَتْ: أُنْزِلَتْ فِي وَالِي مَالِ الْيَتِيمِ الَّذِي يَقُومُ

عَلَيْهِ وَيُصْلِحُهُ، إِذَا كَانَ مُحْتَاجًا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کے فرمان ومن کان فقیرا فلیا کل بالمعروف یعنی ''اور جو حاجت مند ہو تو وہ دستور کے مطابق کھالے''۔ کے بارے میں ارشاد فرماتی ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی یتیم کے مال کا ولی ایسا آدمی ہو کہ جو اس کی سرپرستی بھی کرتا ہو اور اس کے مال کی دیکھ بھال بھی کرتا ہو تو اگر وہ محتاج ہو تو وہ اس کے مال میں سے انصاف کے ساتھ کچھ کھا سکتا ہے۔

۷۵۱۵۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ، وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ) (النساء:٦)، قَالَتْ: أُنْزِلَتْ فِي وَلِيِّ الْيَتِيمِ، أَنْ يُصِيبَ مِنْ مَالِهِ، إِذَا كَانَ مُحْتَاجًا، بِقَدْرِ مَالِهِ، بِالْمَعْرُوفِ،

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کے فرمان: ومن کان فقیرا فلیا کل بالمعروف ''یعنی جو آدمی غنی ہو تو وہ بچتا رہے اور جو حاجت مند ہو تو وہ دستور کے مطابق کھالے'' کے بارے میں فرماتی ہیں کہ یہ آیت کریمہ اس یتیم کے ولی کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ اگر یتیم کا ولی اس یتیم کے مال کا ضرورت مند ہو (محتاج ہو) تو وہ اس کے مال میں سے بقدر ضرورت دستور کے مطابق لے سکتا ہے۔

۷۵۱۶۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت ہشام اس سند کے ساتھ سابقہ روایت ہی بیان کرتے ہیں

۷۵۱۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: (إِذْ جَاءُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ، وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ، وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ) قَالَتْ: كَانَ ذَلِكَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: اذ جاءو کم من فوقکم الخ یعنی ''جب وہ چڑھ آئے تم پر اوپر کی طرف سے اور نیچے سے اور جب بدلنے لگیں آنکھیں اور پہنچے دل گلوں تک'' کے بارے میں ارشاد فرماتی ہیں کہ اس سے مراد غزوہ خندق کا منظر ہے۔

۷۵۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: (وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا) (النساء:١٢٨) الْآيَةَ، قَالَتْ: أُنْزِلَتْ فِي الْمَرْأَةِ تَكُونُ

عِنْدَ الرَّجُلِ، فَتَطُولُ صُحْبَتُهَا، فَيُرِيدُ طَلَاقَهَا، فَتَقُولُ: لَا تُطَلِّقْنِي، وَأَمْسِكْنِي، وَأَنْتَ فِي حِلٍّ مِنِّي، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةَ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ یہ آیت کریمہ: وان امراء ة خافت من بعلها الخ یعنی "اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا خوف محسوس کرے۔ اس عورت کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جو کسی آدمی کے پاس ہو اور بڑی لمبی مدت سے اُن کے پاس رہی ہو اور اب وہ اسے طلاق دینا چاہتا ہو تو یہ عورت کہتی ہو کہ مجھے طلاق نہ دے اور مجھے پاس اپنے روکے رکھو اور میری طرف سے تجھے دوسری عورت کے پاس رہنے کی یعنی باری ختم کرنے کی اجازت ہے۔

۷۵۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ (النساء:۱۲۸) قَالَتْ: نَزَلَتْ فِي الْمَرْأَةِ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ، فَلَعَلَّهُ أَنْ لَا يَسْتَكْثِرَ مِنْهَا، وَتَكُونُ لَهَا صُحْبَةٌ وَوَلَدٌ، فَتَكْرَهُ أَنْ يُفَارِقَهَا، فَتَقُولُ لَهُ: أَنْتَ فِي حِلٍّ مِنْ شَأْنِي

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کے فرمان: وان امراء ة خافت الخ کے بارے میں ارشاد فرماتی ہیں کہ یہ آیت کریمہ اس عورت کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو کسی آدمی کے پاس ہو اور وہ آدمی اس کے پاس نہ رہنا چاہتا ہو اور اس عورت سے اولاد بھی ہو اور عورت اس مرد سے علیحدگی کرنا پسند نہیں کرتی ہو تو اپنے اس شوہر سے کہے کہ میری طرف سے تم میرے حقوق سے معاف ہو۔

۷۵۲۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَتْ لِي عَائِشَةُ: يَا ابْنَ أُخْتِي أُمِرُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبُّوهُمْ

حضرت ہشام اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا: اے بھانجے لوگوں کو اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے لیے استغفار کریں لیکن لوگوں نے صحابہ کو برا کہا۔

۷۵۲۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت ہشام اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں۔

مسلمان کے قتل سے آدمی کافر ہو جاتا ہے یا نہیں؟

۷۵۲۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: اخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: (وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ) (النساء:۹۳) فَرَحَلْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْهَا، فَقَالَ: لَقَدْ أُنْزِلَتْ آخِرَ مَا أُنْزِلَ، ثُمَّ مَا نَسَخَهَا شَيْءٌ،

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوفہ والوں نے اس آیت کریمہ: ومن یقتل مؤمنا الخ یعنی جو آدمی کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس کا بدلہ جہنم ہے کے بارے میں اختلاف کیا تو میں حضرت ابن عباس کی طرف گیا اور میں نے اس بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: یہ آیت کریمہ آخر میں نازل ہوئی ہے اور پھر کسی اور آیت نے اس آیت کو منسوخ نہیں کیا۔

تشریح:

"ما نسخها شیء" یعنی سورۃ نساء کی آیت جس میں قاتل کے لیے سخت وعید ہے کہ جس نے کسی مسلمان کو قتل کر دیا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہے گا یہ آیت قرآن میں نازل شدہ آخری آیتوں میں سے ہے اس کو کسی آیت نے منسوخ نہیں کیا ہے اور سورت فرقان کی آیت جس میں قاتل کی توبہ کی بات ہے وہ سورت نساء کی آیت کی وجہ سے منسوخ ہے اب محل بحث مسئلہ یہ رہ گیا کہ کسی مسلمان کے قتل کرنے والے آدمی کی توبہ معتبر ہے اس میں علماء امت کا اختلاف ہے۔

مسلمان کے قاتل کی توبہ میں فقہاء کا اختلاف

حضرت ابن عباس حضرت زید بن ثابت حضرت ابن عمر حضرت حسن بصری حضرت ضحاک کا مسلک یہ ہے کہ مؤمن کو قتل کرنے والے شخص کی توبہ صحیح نہیں ہے گویا وہ اس قتل سے کافر ہو گیا ہے اب وہ ہمیشہ دوزخ میں کافروں کی طرح رہے گا جمہور امت کا مسلک یہ ہے کہ قاتل کی توبہ مقبول ہے اور ان کی مغفرت کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے سزا بھگتنے کے بعد یا مقتول کے معاف کرنے کے بعد اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

دلائل: حضرت ابن عباس اور ان کے موافقین کی دلیل سورت نساء کی یہ آیت ہے ﴿ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاءه جهنم خالدا فیها وغضب الله علیه ولعنه واعد له عذابا الیما﴾ (سورۃ نساء ۹۳) حضرت ابن عباس سورۃ فرقان کی آیت کو منسوخ مانتے ہیں یا یہ کہ وہ مشرکین کے بارے میں ہے کہ کفر کے بعد اسلام نے سب کچھ کو ختم کر دیا وہ آیت اس طرح

ہے ﴿الا من تاب وآمن وعمل عملا صالحا فاؤلئک یبدل اللہ سیاتھم حسنات وکان اللہ غفورا رحیما﴾ (فرقان ۷۰) اس باب کی احادیث میں حضرت ابن عباس شدت کے ساتھ اس موقف پر قائم ہیں کہ سورت نساء کی آیت محکم ہے مدنی ہے اور سورت فرقان کی آیت منسوخ ہے اور وہ مکی ہے نیز وہ کافروں اور مشرکوں کے بارے میں ہے کیونکہ اسلام اپنے ماسبق تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔ جمہور نے قرآن کی اس آیت سے استدلال کیا ہے ﴿ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء﴾

جواب: جمہور نے سورت نساء کی آیت کی سخت وعید اور ہمیشہ جہنم میں قاتل کے رہنے کی بات میں مختلف توجیہات کر کے جواب دیا ہے ایک توجیہ یہ ہے کہ سورت نساء کی آیت منسوخ ہے اس کا ناسخ ﴿ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء﴾ ہے دوسری توجیہ یہ ہے کہ یہ آیت زجر وتوبیخ اور تشدید وتغلیظ پر محمول ہے۔

تیسری توجیہ یہ ہے کہ سورت نساء کی آیت اس قاتل کے بارے میں ہے جو مؤمن کے قتل کو جائز سمجھتا ہے۔ اس تیسری توجیہ کے بعد علماء اور فقہاء کا یہ اختلاف ختم ہو جاتا ہے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مقصد بھی یہی ہے کہ قتل سے یہ شخص کافر ہو جاتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کیونکہ ایک ظالم قاتل جب خوب نشانہ باندھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ نشانہ خطا نہ جائے اور مؤمن مقتول مفتی نظام الدین شہید یا عبداللہ ذاکری شہید یا علامہ محمد یوسف لدھیانوی شہید جیسے بے گناہ علماء کو مارتا ہے تو وہ ان کے قتل کو جائز سمجھتا ہے کیونکہ یہاں کسی جائیداد کا جھگڑا نہیں ہے لہٰذا فائر کرنے سے پہلے ایسا شخص اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اس میں تو کسی عالم کا اختلاف نہیں ہے ہاں دیہاتوں میں مفادات ومضرات کے نتیجہ میں جو قتل ہوتے ہیں اس میں قاتل اس کو گناہ سمجھتا ہے بلکہ کہتا ہے کہ اس شخص کا قتل کرنا جائز نہیں ہے لیکن میں کیا کروں میں مجبور ہوں اور کوئی چارہ کار نہیں ہے اس قتل کی نوعیت شاید اور ہے جو موجب کفر نہیں ہے۔ اس مسئلہ کو اس سے پہلے بھی میں نے لکھا ہے۔

۷۵۲۳۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، قَالَا: جَمِيعًا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ فِي حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ: نَزَلَتْ فِي آخِرِ مَا أُنْزِلَ. وَفِي حَدِيثِ النَّضْرِ: إِنَّهَا لَمِنْ آخِرِ مَا أُنْزِلَتْ.

حضرت شعبہ اس سند کے ساتھ سابقہ روایت ہی بیان کرتے ہیں صرف لفظی فرق ہے ترجمہ ومعنی ایک ہی ہے۔

۷۵۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ

مَنْصُورٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: أَمَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبْزَى، أَنْ أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ، عَنْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ: (وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا) (النساء:٩٣) فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: لَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ وَعَنْ هَذِهِ الْآيَةِ: (وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ) (الفرقان:٦٨) قَالَ: نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ

حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ مجھے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ نے حکم فرمایا کہ میں حضرت ابن عباس سے ان دو آیات کریمات کے بارے میں پوچھوں (کہ ایک آیت کریمہ یہ ہے) ومن یقتل مومنا الخ یعنی ''اور جو آدمی کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس کا بدلہ جہنم ہے اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا''۔ میں نے اس آیت کریمہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: اس آیت کریمہ کو کسی اور آیت کریمہ نے منسوخ نہیں کیا اور اس آیت کریمہ والذین لا یدعون الخ یعنی ''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہیں پکارتے اور اس جان کو ناحق قتل نہیں کرتے کہ جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ''۔ حضرت عباس نے ارشاد فرمایا: یہ آیت کریمہ مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

٧٥٢٥۔ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ اللَّيْثِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ يَعْنِي شَيْبَانَ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ بِمَكَّةَ: (وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ) (الفرقان:٦٨) إِلَى قَوْلِهِ: (مُهَانًا) (الفرقان:٦٩) فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: وَمَا يُغْنِي عَنَّا الْإِسْلَامُ، وَقَدْ عَدَلْنَا بِاللَّهِ، وَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ، وَأَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: (إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا) (الفرقان: ٧٠) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، قَالَ: فَأَمَّا مَنْ دَخَلَ فِي الْإِسْلَامِ وَعَقَلَهُ، ثُمَّ قَتَلَ، فَلَا تَوْبَةَ لَهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت کریمہ: والذین لا یدعون الخ آخر سے مھانا تک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی تو مشرکوں نے کہا کہ پھر ہمیں مسلمان ہونے کا کیا فائدہ ہے؟ کیونکہ ہم نے تو اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک کیا ہوا ہے اور ناحق قتل بھی کیے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قتل کرنا حرام کیا تھا اور دوسرے برے کام بھی کیے تو پھر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: الامن تاب الخ یعنی ''سوائے اس کے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک اعمال کیے'' آخر آیت تک۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جو آدمی اسلام میں داخل ہو جائے (یعنی مسلمان ہو جائے) اور اسلامی تعلیمات کو سمجھ لے پھر اس کے بعد ناحق کسی کو قتل کرے تو اب اس کی کوئی توبہ قبول نہیں۔

۷۵۲۶۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَزَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَلِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَتَلَوْتُ عَلَيْهِ هَذِهِ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ: (وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ) (الفرقان:۶۸) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، قَالَ: هَذِهِ آيَةٌ مَكِّيَّةٌ نَسَخَتْهَا آيَةٌ مَدَنِيَّةٌ: (وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا) (النساء :۹۳)، وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ هَاشِمٍ: فَتَلَوْتُ عَلَيْهِ هَذِهِ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ: (إِلَّا مَنْ تَابَ) (مريم:۶۰)

حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ اگر کوئی آدمی کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ حضرت ابن عباس کے سامنے یہ آیت کریمہ تلاوت کی والذین لایدعون مع الخ یعنی ''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہیں پکارتے اور اس جان کو ناحق قتل نہیں کرتے کہ جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے'' آخر تک۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: یہ آیت کریمہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے اور مدینہ منورہ میں نازل ہونے والی آیت کریمہ: ومن یقتل مومنا الخ نے اس کو منسوخ کر دیا ہے اور ابن ہاشم کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ (حضرت سعید ارشاد فرماتے ہیں کہ) پھر میں نے حضرت ابن عباس کے سامنے سورۃ الفرقان کی یہ آیت کریمہ الا من تاب الخ تلاوت کی۔

۷۵۲۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ۔ قَالَ عَبْدٌ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا۔ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: تَعْلَمُ۔ وَقَالَ هَارُونُ: تَدْرِي۔ آخِرَ سُورَةٍ نَزَلَتْ مِنَ الْقُرْآنِ، نَزَلَتْ جَمِيعًا؟ قُلْتُ: نَعَمْ، إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ، قَالَ: صَدَقْتَ، وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ: تَعْلَمُ أَيُّ سُورَةٍ، وَلَمْ يَقُلْ: آخِرَ۔

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کیا تمہیں علم ہے کہ قرآن مجید کی سب سے آخری سورت جو ایک ہی مرتبہ میں نازل ہوئی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں اذا جاء نصر اللہ حضرت ابن عباس نے ارشاد فرمایا: تو نے سچ کہا اور حضرت ابن شیبہ کی روایت کردہ حدیث میں انہوں نے آخر کا لفظ نہیں کہا۔

۷۵۲۸۔وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْسٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، مِثْلَهُ، وَقَالَ: آخِرَ سُورَةٍ، وَقَالَ عَبْدِ الْمَجِيدِ: وَلَمْ يَقُلْ: ابْنِ سُهَيْلٍ

حضرت ابوعمیس سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت بیان کرتے ہیں اور اس روایت میں انہوں نے آخری سورت کے الفاظ کہے ہیں اور اس روایت میں انہوں نے عبدالمجید کہا اور ابن سہیل نہیں کہا۔

۷۵۲۹۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ۔ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: أَخْبَرَنَا۔ سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَقِيَ نَاسٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَجُلًا فِي غُنَيْمَةٍ لَهُ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَأَخَذُوهُ فَقَتَلُوهُ وَأَخَذُوا تِلْكَ الْغُنَيْمَةَ، فَنَزَلَتْ: (وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا) وَقَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ: (السَّلَامَ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں نے ایک آدمی کو کچھ بکریوں میں دیکھا تو اس نے کہا: السلام علیکم۔ تو مسلمانوں نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا اور اس کی بکریاں پکڑ لی، (وہ آدمی کافر تھا) تو پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ولاتقولوالمن القی الیکم الخ یعنی "جو کوئی تم سے سلام کرے تو تم اسے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس نے اس آیت کریمہ میں سلم کی بجائے السلام پڑھا ہے۔

۷۵۳۰۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ۔ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى۔ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، يَقُولُ: كَانَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا حَجُّوا فَرَجَعُوا، لَمْ يَدْخُلُوا الْبُيُوتَ إِلَّا مِنْ ظُهُورِهَا، قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَخَلَ مِنْ بَابِهِ، فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةَ: (وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا) (البقرة:۱۸۹)

حضرت براء رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ انصاری لوگ جب حج کرکے واپس آتے تھے تو وہ گھروں میں دروازوں سے داخل نہ ہوتے بلکہ اپنے گھروں کے پیچھے سے آتے۔ حضرت براء فرماتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی آیا تو وہ اپنے گھر کے دروازے سے داخل ہوا تو اس کو اس بارے میں کہا گیا (کہ پیچھے سے آؤ) تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ولیس البربان الخ یعنی "یہ کوئی نیکی کی بات نہیں ہے کہ اپنے گھروں میں پیچھے کی طرف سے آؤ۔

بَابٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ

کیا مؤمنین پر وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے لرز جائیں

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۷۵۳۱۔ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدَفِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ، قَالَ: مَا كَانَ بَيْنَ إِسْلَامِنَا وَبَيْنَ أَنْ عَاتَبَنَا اللّٰهُ بِهَذِهِ الْآيَةِ: (أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ) (الحديد:١٦) إِلَّا أَرْبَعُ سِنِينَ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب سے ہم اسلام لائے اس وقت سے لیکر اس آیت کریمہ الم یان للذین الخ یعنی ''کیا وہ وقت نہیں آیا ان کے لیے جو ایمان لائے کہ گڑگڑائیں ان کے دل اللہ عزوجل کی یاد سے'' کے نزول تک چار سال کا عرصہ گزرا ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر عتاب فرمایا ہے۔

تشریح:

''الم یان'' ای الم یحضر الوقت یعنی وہ وقت قریب نہیں آیا یعنی آگیا ہے ''تلین'' نرم ہونے کے معنی میں ہے۔ ''لذکر الله'' اس سے قرآن عظیم مراد ہے ''من الحق'' اس سے دین حق اور شریعت مراد ہے علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تفسیر عثمانی میں لکھتے ہیں یعنی وقت آگیا ہے کہ مؤمنین کے دل قرآن اور اللہ کی یاد اور اس کے سچے دین کے سامنے جھک جائیں اور نرم ہوکر گڑگڑانے لگیں۔ ''عاتبنا الله'' یعنی سورت حدید کی مذکورہ آیت کے نزول اور ہمارے اسلام کے قبول کرنے کے درمیان زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا بلکہ صرف چار سال گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر عتاب فرمایا کہ اب تک وقت قریب نہیں آیا بلکہ وقت آگیا ہے کہ مؤمنین کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نزول حق کی وجہ سے لرز جائیں روایات میں ہے کہ اس آیت کی وجہ سے بہت سارے آوارہ لوگ حق کی طرف آگئے اور اولیاء اللہ بن گئے۔

بَابٌ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ

طواف اور نماز کے دوران مکمل لباس پہننے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۷۵۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ۔ وَاللَّفْظُ لَهُ۔

حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَتِ الْمَرْأَةُ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَهِيَ عُرْيَانَةٌ، فَتَقُولُ: مَنْ يُعِيرُنِي تِطْوَافًا؟ تَجْعَلُهُ عَلَى فَرْجِهَا، وَتَقُولُ: الْيَوْمَ يَبْدُو بَعْضُهُ أَوْ كُلُّهُ ☆ فَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَا أُحِلُّهُ

فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ) (الأعراف:۳۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت (زمانہ جاہلیت میں) ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا کرتی تھی اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتی چلی جاتی کہ: کون ہے جو مجھے ایک کپڑا دیتا اور اسے میں اپنی شرمگاہ پر ڈال لیتی اور پھر وہ کہتی کہ، آج کے دن کھل جائے کچھ یا سارا اور پھر جو کھل جائے تو، میں اسے کبھی حلال نہیں کروں گی۔ تو پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: خذوا زینتکم الخ یعنی لے لو اپنی آرائش ہر نماز کے وقت۔

تشریح:

''کانت المرأة'' عرب لوگ جاہلیت میں ننگا طواف کیا کرتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ شیطان نے ان کو سمجھایا تھا کہ تم نے جس لباس میں گناہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کے اس پاک گھر کے سامنے ان کپڑوں میں طواف کرنا بے ادبی ہے اس لیے وہ لباس اتار کر طواف کیا کرتے تھے اس بے حیائی میں مرد اور عورت سب شریک تھے عرب کی قومیتوں میں یہ رسم ورواج تقسیم تھا چنانچہ حُمس کے عرب یعنی قریش اور خزاعہ اس قانون سے مستثنیٰ تھے اسی طرح ان کے حلفاء ومعاہد بھی اس سے مستثنیٰ تھے اس کے علاوہ لوگوں پر یہ قانون سختی سے نافذ تھا اب جو لوگ باہر سے آتے تھے تو قریش سے لباس مانگ کر اس میں طواف کرتے تھے اور پھر ان کو واپس کرتے تھے۔ لیکن اگر ان کو لباس نہیں ملتا تھا تو پھر ننگا طواف کرتے تھے حضرت ابن عباس نے یہی نقشہ ذکر کیا ہے۔

''مَن يُعِيرُنِي تِطْوَافًا'' ت کے کسرہ کے ساتھ ہے ''هو الثوب الذی تطوف به'' یعنی مجھے طواف کا کپڑا قریش میں سے کون دے گا؟ اگر نہیں ملا تو پھر ننگی ہو کر طواف کرتی تھی اور بطور تقدلیس یہ شعر گاتی تھی۔

الْيَوْمَ يَبْدُو بَعْضُهُ أَوْ كُلُّهُ ☆ فَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَا أُحِلُّهُ

آج کے دن بعض کھل جائے یا پورا کھل جائے۔ جو کھل جائے میں اسے حلال نہیں کروں گی۔

یعنی میری طرف دیکھنا یا زنا کرنا اس کو میں جائز نہیں کہتی ہوں یا مطلب یہ ہے کہ جو حصہ بدن کا کھل گیا تو یہ نیک کام ہے میں اس حصہ کو آگ پر حلال نہیں سمجھتی ہوں۔

علامہ تقی عثمانی فرماتے ہیں کہ جاہلیت میں جو لوگ بیت اللہ کا طواف کرتے تھے وہ دو قسم پر تھے ایک قسم وہ لوگ تھے جو کپڑوں میں طواف کرتے تھے اس کو ''الحمس'' کہتے تھے یہ لوگ قریش اور خزاعہ اور ان کے حلفا تھے دوسری قسم وہ لوگ تھے جو ننگا طواف کرتے تھے ان کو ''الحِلّہ'' کہتے تھے اس ننگے طواف کو وہ لوگ عبادت سمجھتے تھے یہ شعر جس عورت نے کہا ہے یہ ایک خوبصورت عورت تھی جس کا نام ضباعہ بنت عامر تھا۔ علامہ عثمانی تفسیر عثمانی میں لکھتے ہیں یہ آیات ان لوگوں کے رد میں نازل ہوئیں جو کعبہ کا طواف برہنہ ہو کر کرتے تھے اور اسے بڑی قربت اور پرہیزگاری سمجھتے تھے اور بعض اہل جاہلیت ایام حج میں سدّ رمق سے زائد کھانا اور گھی یا چکنائی وغیرہ کا استعمال چھوڑ دیتے تھے بعض نے بکری کے دودھ اور گوشت سے پرہیز کر رکھا تھا ان سب کو بتلا دیا کہ یہ کوئی نیکی اور تقویٰ کی باتیں نہیں۔ (تفسیر عثمانی ۲۰۵)

بَابٌ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ

اپنی لونڈیوں کو زنا پر مجبور نہ کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۷۵۳۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ۔ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ۔ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ يَقُولُ لِجَارِيَةٍ لَهُ: اذْهَبِي فَابْغِينَا شَيْئًا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: (وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ) (النور:۳۳) لَهُنَّ (غَفُورٌ رَحِيمٌ) (البقرة:۱۷۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق اپنی باندی سے کہتا تھا کہ جا اور بدفعلی کروا کر ہمارے لیے کچھ کما کر لا۔ تو اللہ عز وجل نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ولا تکرھوا الخ اپنی باندیوں کو زنا کرنے پر مجبور نہ کرو جب کہ وہ زنا کرنے سے بچنا چاہیں تا کہ تم دنیا کا مال حاصل کرو اور جو کوئی باندیوں پر اس کام کے لیے زبردستی کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کی بے بسی کے بعد بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح:

''ولا تکرھوا'' یعنی اپنی لونڈیوں پر زناکاری کے لیے زبردستی نہ کیا کرو۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تفسیر عثمانی میں لکھتے ہیں۔

جاہلیت میں بعض لوگ اپنی لونڈیوں سے کسب کراتے تھے عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین کے پاس کئی لونڈیاں تھیں جن سے بدکاری کرا کر روپیہ حاصل کرتا تھا ان میں بعض مسلمان ہوئیں تو اس فعل شنیع سے انکار کیا اس پر وہ ملعون زدوکوب کرتا تھا یہ آیت اسی قصہ میں نازل ہوئی اور اسی شان نزول کی رعایت سے مزید تقبیح کے لیے ﴿ان اردن تحصنا﴾ کی قیود بڑھائی ہیں ورنہ لونڈیوں سے بدکاری کرانا حرام ہے اور اس طرح کمائی ناپاک ہے خواہ لونڈیاں یہ کام رضا و رغبت سے کریں یا زبردستی اور ناخوشی سے، ہاں اگر لونڈیاں نہ چاہیں اور یہ محض دنیا کے حقیر فائدے کے لیے زبردستی مجبور کرے تو اور بھی زیادہ وبال اور انتہائی وقاحت اور بے شرمی کی دلیل ہے۔ (تفسیر عثمانی ۴۷۳)

ان لونڈیوں میں سے ایک کا نام اُمیمہ اور دوسری کا نام مُسیکۃ تھا جس طرح دوسری روایت میں ہے۔

۷۵۳۴۔ وحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ جَارِيَةً لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ يُقَالُ لَهَا: مُسَيْكَةُ، وَأُخْرَى يُقَالُ لَهَا: أُمَيْمَةُ، فَكَانَ يُكْرِهُهُمَا عَلَى الزِّنَا، فَشَكَتَا ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: (وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ) (النور:۳۳) إِلَى قَوْلِهِ: (غَفُورٌ رَحِيمٌ) (البقرة:۱۷۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول (منافق) کے پاس دو باندیاں تھیں۔ ایک باندی کا نام مسیکہ اور دوسری کا نام امیمہ تھا۔ وہ منافق ان دونوں باندیوں کو زنا پر مجبور کیا کرتا تو ان دونوں باندیوں نے نبی کریم ﷺ سے اس بات کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ولاتکرھوا الخ

بَابُ اٰيَةِ الْوَسِيلَةِ

وسیلہ کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۷۵۳۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: (أُولٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ) (الإسراء:۵۷) قَالَ: كَانَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ أَسْلَمُوا، وَكَانُوا يُعْبَدُونَ، فَبَقِيَ الَّذِينَ كَانُوا يَعْبُدُونَ عَلَى عِبَادَتِهِمْ، وَقَدْ أَسْلَمَ النَّفَرُ مِنَ الْجِنِّ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اللہ کے اس فرمان اولئک یدعون الخ یعنی یہ لوگ جنہیں وہ پکارتے ہیں تلاش کرتے ہیں اپنے رب کی طرف سے وسیلہ کہ کون ان میں سے زیادہ قریب ہے۔ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جنات کی ایک جماعت مسلمان ہوگئی (یہ وہ جن تھے کہ جن کی پوجا کی جاتی تھی، ان کے مسلمان ہونے کے بعد بھی) لوگ ان کی پوجا کرتے رہے حالانکہ جنات کی یہ جماعت مسلمان ہوگئی تھی۔ (یہ آیت کریمہ ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے)۔

تشریح:

"نفر من الجن اسلموا" یعنی جنات کی ایک جماعت نے اسلام قبول کیا ان آیات کی بہترین تفسیر ملاحظہ ہو علامہ عثمانیؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں بخاری میں روایت ہے کہ کچھ لوگ جاہلیت میں جنات کی عبادت کرتے تھے وہ جن مسلمان ہو گئے اور پوجنے والے اپنی جہالت پر قائم رہے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

بعض کہتے ہیں کہ جن، ملائکہ، مسیح و عزیر کے پوجنے والے سب اس میں شامل ہیں مطلب یہ ہے کہ جن ہستیوں کو تم معبود و مستعان سمجھ کر پکارتے ہو وہ خود اپنے رب کا بیش از بیش قرب تلاش کرتے ہیں ان کی دوا دوش صرف اس لیے ہے کہ خدا کی نزدیکی حاصل کرنے میں کون آگے نکلتا ہے۔ ان میں جو زیادہ مقرب ہیں وہی زیادہ قرب الٰہی کے طالب رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ کسی سب سے زیادہ مقرب بندہ کی دعا وغیرہ کو حصول قرب کا وسیلہ بنائیں (تفسیر عثمانی ۳۸۲)

۷۵۳۶۔ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، (أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ) (الإسراء :۵۷) قَالَ: كَانَ نَفَرٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعْبُدُونَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ، فَأَسْلَمَ النَّفَرُ مِنَ الْجِنِّ وَاسْتَمْسَكَ الْإِنْسُ بِعِبَادَتِهِمْ، فَنَزَلَتْ: (أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ) (الإسراء :۵۷)،

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت کریمہ اولئک یدعون الخ اس وقت نازل ہوئی کہ جب کچھ لوگ جنوں کی پوجا کرتے تھے۔ وہ جن مسلمان ہو گئے اور ان کے پوجنے والوں کو پتہ نہ چلا اور وہ لوگ ان جنات کو ہی پوجتے رہے تو یہ آیت کریمہ اولئک یدعون الخ نازل ہوئی۔ (آیت کا ترجمہ حدیث میں گزر چکا ہے)۔

۷۵۳۷۔ وَحَدَّثَنِيهِ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے۔

۷۵۳۸۔ وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا

حُسَيْنٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، (أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ) (الإسراء:٥٧) قَالَ: نَزَلَتْ فِي نَفَرٍ مِنَ الْعَرَبِ كَانُوا يَعْبُدُونَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ، فَأَسْلَمَ الْجِنِّيُّونَ وَالْإِنْسُ الَّذِينَ كَانُوا يَعْبُدُونَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ، فَنَزَلَتْ: (أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ) (الإسراء:٥٧).

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (کہ اس آیت کریمہ) اولئک یدعون الخ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ آیت کریمہ عرب کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جو جنات کی ایک جماعت کی پوجا کرتے تھے۔ یہ جن مسلمان ہو گئے تو وہ عرب لوگ لاعلمی میں ان جنات ہی کی پوجا کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: اولئک الذین یدعون الخ۔

بَابُ سُورَةِ بَرَاءَةٌ وَالْأَنْفَالِ وَالْحَشْرِ

سورت توبہ وانفال اور سورت حشر کے ناموں کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۷۵۳۹۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُطِيعٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: سُورَةُ التَّوْبَةِ، قَالَ: التَّوْبَةِ قَالَ: بَلْ هِيَ الْفَاضِحَةُ مَا زَالَتْ تَنْزِلُ، وَمِنْهُمْ وَمِنْهُمْ حَتَّى ظَنُّوا أَنْ لَا يَبْقَى مِنَّا أَحَدٌ، إِلَّا ذُكِرَ فِيهَا، قَالَ: قُلْتُ: سُورَةُ الْأَنْفَالِ، قَالَ: تِلْكَ سُورَةُ بَدْرٍ قَالَ: قُلْتُ: فَالْحَشْرُ قَالَ: نَزَلَتْ فِي بَنِي النَّضِيرِ

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس سے کہا: سورۃ توبہ! انہوں نے فرمایا کیا توبہ؟ نہیں بلکہ وہ سورت تو (کافروں اور منافقوں) کو ذلیل اور رسوا کرنے والی ہے۔ اس کا نام ''الفاضحة'' ہے اس سورت میں تو برابر کچھ کا حال یہ ہے، کچھ کا حال یہ ہے، نازل ہوتا رہا، یہاں تک کہ انہوں نے خیال کیا کہ اس سورت میں ہر منافق کا ذکر کر دیا جائے گا۔ حضرت سعید ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ انہوں نے فرمایا سورۃ الانفال! انہوں نے ارشاد فرمایا: یہ سورت تو بدر کی لڑائی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میں نے کہا: سورۃ الحشر! انہوں نے ارشاد فرمایا: یہ سورت بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

تشریح:

"قلت لابن عباس "یعنی حضرت ابن عباس کے خصوصی شاگرد حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ حضرت ابن عباس سے کہا "سورة التوبة ؟" اس میں استفہام مقدر ہے یعنی یہ سورت توبہ کیا چیز ہے یہ کیسی نازل ہوگئی اور اس کو سورت توبہ کیوں کہتے ہیں؟ "قال التوبة ؟" یہ استفہام انکاری ہے کیا یہ سورت توبہ ہے نہیں نہیں یہ سورت توبہ نہیں ہے بلکہ اس کا نام سورت فاضحہ ہے حضرت ابن عباس سورت توبہ کے نام کا انکار نہیں کر رہے ہیں بلکہ فرما رہے ہیں کہ اس سورت میں حضرت کعب کی توبہ کا مختصر ذکر ہے اس کے مقابلہ میں اس سورت میں منافقین کا بھانڈہ پھوڑ دیا گیا ہے دیکھو اس میں ومنھم ومنھم سے منافقین کا اتنا تعاقب کیا گیا ہے کہ منافقین ڈر گئے کہ ہم میں سے تو ایک آدمی بھی نہیں بچیگا مگر اس کی رسوائی کی کوئی نہ کوئی بات آجائے گی جیسے ﴿ومنھم من یلمزک فی الصدقات . ومنھم من عاھد اللہ. ومنھم الذین یؤذون النبی . ومنھم من یقول ائذن لی ولا تفتنی الخ﴾

خلاصہ یہ ہے کہ اس کو سورت توبہ نہیں بلکہ سورت فاضحہ کہنا چاہیے کیونکہ توبہ تو چند افراد سے متعلق ایک بات تھی لیکن منافقین کے احوال پر پوری سورت حاوی ہے۔

"قلت سورة الانفال "یعنی میں نے کہا کیا یہ سورت الانفال ہے اس کی کیا کیفیت ہے اور یہ نام کیوں ہے؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا نہیں بلکہ یہ سورت بدر ہے یعنی انفال و مال غنیمت کے احکام سے زیادہ یہ سورت جنگ بدر پر مشتمل ہے تو اس کو سورت بدر کہنا چاہیے "قلت الحشر "میں نے کہا کیا اس سورت کا نام سورت حشر ہے کیا یہی اس کا نام ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ سورت بنو نضیر سے متعلق ہے کیونکہ حشر تو ہر جگہ ہو سکتی ہے لیکن بنو نضیر کا اپنے علاقوں سے نکلنے کے لیے اکٹھا ہونا پھر نکلنا یہ سورت زیادہ تر بنو نضیر کے واقعہ سے متعلق ہے۔

بَابٌ فِي نُزُولِ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ

شراب کی حرمت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۷۵٤٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: خَطَبَ عُمَرُ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا

بَعْدُ، أَلَا وَإِنَّ الْخَمْرَ نَزَلَ تَحْرِيمُهَا يَوْمَ نَزَلَ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءَ مِنَ الْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرِ، وَالزَّبِيبِ، وَالْعَسَلِ. وَالْخَمْرُ: مَا خَامَرَ الْعَقْلَ. وَثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ، وَدِدْتُ أَيُّهَا النَّاسُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ عَهِدَ إِلَيْنَا فِيهَا الْجَدُّ، وَالْكَلَالَةُ، وَأَبْوَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی پھر ارشاد فرمایا: اما بعد! آگاہ رہو کہ جس وقت شراب حرام ہوئی تو شراب پانچ چیزوں سے تیار ہوا کرتی تھی: گندم، جو کھجور، انگور، اور شہد سے اور شراب اس چیز کو کہتے ہیں کہ عقل میں فتور ڈال دے اور تین چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں، میں چاہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تفصیل سے ان کے بارے میں بتا دیتے۔ دادا اور کلالہ کی میراث اور سود کے کچھ ابواب۔

۷۵۴۱۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ، فَإِنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ، وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ مِنَ الْعِنَبِ، وَالتَّمْرِ، وَالْعَسَلِ، وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ. وَالْخَمْرُ: مَا خَامَرَ الْعَقْلَ. وَثَلَاثٌ أَيُّهَا النَّاسُ، وَدِدْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ عَهِدَ إِلَيْنَا فِيهِنَّ عَهْدًا نَنْتَهِي إِلَيْهِ: الْجَدُّ، وَالْكَلَالَةُ، وَأَبْوَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ سے رسول اللہ ﷺ کے منبر پر سنا، وہ فرما رہے تھے: اما بعد! اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت نازل فرمائی ہے اور وہ شراب پانچ چیزوں سے تیار ہوتی ہے: انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو سے اور شراب وہ ہے جو کہ عقل میں فتور ڈال دے اور اے لوگو! تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں میں چاہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے آخری مرتبہ بیان فرما دیتے، دادا، کلالہ کی میراث اور سود کے کچھ ابواب۔

۷۵۴۲۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي حَيَّانَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا غَيْرَ أَنَّ ابْنَ عُلَيَّةَ فِي حَدِيثِهِ الْعِنَبِ كَمَا، قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ، وَفِي حَدِيثِ عِيسَى الزَّبِيبِ، كَمَا قَالَ: ابْنُ مُسْهِرٍ

حضرت ابوحیان سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا دونوں حدیثوں کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔ سوائے اس کے کہ

اس روایت میں علامہ ابن علیہ نے اپنی روایت کردہ حدیث میں غضب کا لفظ کہا ہے جیسا کہ حضرت ادریس نے کہا اور عیسیٰ کی روایت کردہ حدیث میں زہیب (کشش) کا لفظ ہے جیسا کہ ابن مسہر نے کہا۔ مطلب دونوں لفظوں کا ایک ہی ہے۔

بَاب هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ

آیت مخاصمت کے مطلب کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو بیان کیا ہے۔

۷۵۴۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ، يُقْسِمُ قَسَمًا: إِنَّ (هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ) (الحج:۱۹) إِنَّهَا نَزَلَتْ فِي الَّذِينَ بَرَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ، حَمْزَةُ، وَعَلِيٌّ، وَعُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ، وَعُتْبَةُ، وَشَيْبَةُ ابْنَا رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ،

حضرت قیس بن عباد سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابوذر سے سنا، وہ قسم کھا کر بیان فرما رہے تھے کہ ھذان خصمان الخ یہ دو جھگڑا کرنے والے (گروہ) ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا۔ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جنہوں نے غزوہ بدر کے دن (جنگ کے میدان میں) مبارزت یعنی سبقت کی۔ حضرت حمزہ، حضرت علی، حضرت عبیدہ بن حارث (مسلمانوں کی طرف سے تھے اور عتبہ اور شیبہ، ربیعہ کے بیٹے اور ولید بن عتبہ کافروں کی طرف سے تھے۔

۷۵۴۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يُقْسِمُ لَنَزَلَتْ: (هَذَانِ خَصْمَانِ) (الحج:۱۹) بِمِثْلِ حَدِيثِ هُشَيْمٍ

حضرت قیس بن عباد سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ قسم کھا کر بیان فرما رہے تھے۔ کہ یہ آیت کریمہ ھذان خصمان الخ نازل ہوئی (اور پھر) حضرت ہشیم کی روایت کردہ حدیث کی طرح اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کی۔

تشریح:

"یوم بدر" سترہ رمضان ۲ ہجری میں جنگ بدر کا وہ عظیم معرکہ ہوا جس نے قیامت تک کے لیے حق اور اہل حق کا سر بلند کیا اور کفر

واہل کفر کو قعر مذلت میں گرا دیا۔۳۱۳ صحابہ کرام نبی مکرم ﷺ کی جانثاری میں جانوں کی بازی لگانے کے لیے میدان بدر میں اتر آئے اسلحہ اور سامان جنگ سے لیس نہیں بلکہ خالی تھے لیکن ایمان سے لبریز تھے جن کے مقابلے میں مکہ کے نامور ایک ہزار بہادر کفار قریش ابو جہل کی سرکردگی میں آئے ''ھل من مبارز'' کا نعرہ عتبہ وشیبہ اور ولید نے بڑے متکبرانہ انداز سے لگایا مقابلہ کے لیے انصار کے تین نوجوان نکل آئے لیکن قریش کے ان سرکشوں نے کہا کہ انصار کے لوگ ہمارے ہم پلہ نہیں ہیں ان سے جنگ اور ان کو مارنا ہماری توہین ہے ہم سے مقابلہ کے لیے ہمارے قریش کے لوگوں کو سامنے آنا چاہیے اس پر حضرت حمزہ اور حضرت علی اور حضرت عبیدۃ بن الحارث نکل آئے جو آنحضرت کے رشتہ دار تھے حضرت حمزہ اور حضرت علی نے اپنے مقابل کو ایک آن میں مولی کی طرح کاٹ کر رکھدیا اور حضرت عبیدہ کا مقابلہ اپنے مقابل سے کچھ دیر تک جاری رہا حضرت عبیدہ کو زخم لگا مگر مقابلہ جاری تھا کہ اتنے میں شیر خدا اور سید شہداء حضرت علی اور حضرت حمزہ پلٹ کر عبیدہ بن حارث کے مقابل پر جھپٹ پڑے اور اس کو خاک میں تڑپا کر رکھدیا اور میں نے یہ آخری سطور لکھتے ہوئے کہا

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوفًا لَنَا ☆ اِسْرُ الْمُلُوكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

بادشاہوں سے لڑنا اور انہیں قید وقتل کرنا ہمارے پرانے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

ھم الجبال فسل عنهم مصادمهم ☆ ما ذا رأى منهم في كل مصطدم

محمد سيد الكونين والثقلين ☆ والفريقين من عرب ومن عجم

اَحَلَّ اُمَّتَهُ فِيْ حِرْزِ مِلَّتِهِ ☆ كَاللَّيْثِ حَلَّ مَعَ الاشْبَالِ فِيْ اَجَمٍ

الحمد للہ تحفة المنعم اردو شرح صحیح مسلم کی آٹھویں جلد کی تشریحات سے میں آج بروز جمعہ بیس ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۱ فروری ۲۰۱۴ء میں صبح دس بجے کے وقت فارغ ہوا میں کراچی میں اپنے گھر میں مقیم ہوں جس جگہ میں بیٹھ کر ابتدا ہوئی تھی اسی جگہ پر انتہاء ہوئی۔ عجیب اتفاق ہے کہ اس شرح کی ابتداء ۲۱ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۵ فروری ۲۰۱۱ء میں جمعہ کے دن ہوئی اور انتہاء بھی جمعہ کے دن ہو رہی ہے ابتداء وانتہاء میں مہینوں اور تاریخوں میں معمولی تفاوت کے ساتھ قریبی موافقت ہے ٹھیک تین سال کے مختصر عرصہ میں آٹھ جلدوں پر مشتمل یہ عظیم الشان کام محض اللہ تعالیٰ کی مدد سے پایہ تکمیل تک پہنچا ہے۔

اظہار تشکر

الحمد لله حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه اللهم لک الحمد كما ينبغي لجلال وجهک وعظيم سلطانک اللهم لک الحمد كله ولک الشكر كله ولک الخلق كله ولک الملک كله بيدک الخير كله واليک يرجع الامر كله اسألک الخير كله واعوذبک من الشر كله اللهم انت الواحد الاحد الصمد الذى لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد اللهم هذا الجهد وعليک التكلان وانا الفقير وانت السلطان وانا المذنب وانت الرحمن لک الحمد كما ينبغي لجلال وجهک وعظيم سلطانک۔

لک الشكر والنعماء يا رب واحدا ☆ وكل الذى فوق التراب تراب

ما للتراب وللعلوم وانما ☆ يسعى ليعلم انه لايعلم

اللهم تقبل منى هذا العمل فانى جئت اليک ببضاعة مزجاة فاوف لنا الكيل وتصدق علينا وانت خير المحسنين لا ترد علينا بضاعتنا وانت اكرم الاكرمين اللهم صل على سيد الاولين والاخرين جيش الانبياء والمرسلين بنى الرحمة ورسول الملاحم صاحب الجمل الاحمر والسيف المشهر بيده لواء الحمد فى المحشر رحمة للعالمين وشفيع المذنبين وعلى اله اصحابه غر الميامين خصوصا على الخلفاء الراشدين والعشرة المبشرة وعلى الذين بايعوه تحت الشجرة

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ☆ عَلٰى حَبِيْبِکَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اے میرے مولیٰ! اے میرے خالق! اے میرے مالک! میں کس زبان سے تیرا شکرادا کروں اور میں کن الفاظ سے تیری عظمت بیان کروں، اور میں کس قلم سے تیری تعریف لکھوں، تو نے مجھ جیسے کمزور اور پُرتقصیر بندے کو اپنے نبی مکرم اور رسول معظم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی خدمت کا موقع عطا فرمایا اور پھر مکمل مدد فرمائی اب اس عاجز بندے کا یہ عاجزانہ سوال ہے کہ اے میرے رب اس خدمت اور اس محنت کو محض اپنے فضل وکرم سے قبول فرما اور علماء وطلباء کے لیے نافع بنا اور مجھ مسکین کے لیے ذریعہ نجات اور توشۂ آخرت بنا۔

میرے مولا! تیرے بندوں میں جس نے بھی اس کلام میں میری کسی قسم کی حوصلہ افزائی یا کسی قسم کی راہنمائی فرمائی ہے ان کو بھی اس شرح کی برکات سے مالا مال فرما۔

مولائے کریم! میں تجھ سے دعاء بھی مانگتا ہوں اور امید بھی رکھتا ہوں کہ اس شرح کو میرے حسنات میں بہترین حسنہ بنادے جو مجھے میدان محشر میں فائدہ پہنچادے آمین یارب العالمین۔

روز محشر ہر کسے با خویش دارد نامۂ ☆ من نیز حاضر میشوم "تشریح مسلم" در بغل

فضل محمد بن نور محمد یوسف زئی استاذ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی
جمعہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۱ فروری ۲۰۱۴ء

مراجع کتب سے متعلق ضروری وضاحت

واضح رہے کہ تحفة المنعم اردو شرح مسلم میں احادیث کی تشریحات اور مسائل مستنبطہ کی تفصیلات اور طرز تالیف کی مکمل بساط میں نے جمہور فقہاء اور اہل سنت والجماعت کے اہل حق علماء کے مسلک کے مطابق بچھائی ہے میں نے کسی کے شاذ قول اور کسی کے تفردات پر اس شرح کی بنیاد نہیں رکھی ہے میں نے احادیث مقدسہ کی تصریحات اور اشارات کے مطابق تشریحات لکھی ہیں اس کے ضمن میں اگر کسی فریق کی طرف اشارہ ہوا ہو تو یہ میری کوئی ذاتی اور شخصی ترجیح نہیں ہے بلکہ حدیث کے مفہوم اور مضمون کو واضح کرنے اور اس میں خیانت اور مداہنت سے بچنے کے لیے ایسا کیا ہے پھر بھی اگر مجھ سے کوئی لغزش ہوئی ہے تو میں اپنے مالک وخالق سے اس کی مغفرت چاہتا ہوں اور دوست احباب سے کریمانہ شریفانہ درگزر چاہتا ہوں۔

میرے ذمہ پر چونکہ اس شرح کا بہت بھاری کام تھا اور مجھے اکیلے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانا تھا اور میں ابتدائی تحریر سے لیکر آخری تصحیح تک اس میں تنہا تھا اس لیے میں نے تخریج اور حوالہ جات کا زیادہ اہتمام نہیں کیا کیونکہ اس کے لیے ایک مضبوط جماعت کی موجودگی اور اس کے تیار و مستعد رہنے کی ضرورت ہوتی ہے جس طرح عصر حاضر کے مؤلفین حضرات کے پاس تالیف کے ہر شعبہ کے لیے مختلف افراد ہوتے ہیں لہٰذا مجھ سے حوالہ جات کا اہتمام نہ ہوسکا البتہ میں نے جن کتابوں سے اس تالیف وتصنیف میں استفادہ کیا ہے ان کتابوں کا نام لکھتا ہوں ان شاء اللہ جو کچھ بھی میں نے لکھا ہے وہ ان کتابوں میں سے کسی نہ کسی کتاب میں

موجود ہو گا ان شروحات کے نام یہ ہیں:

(۱) المنہاج . المعروف بشرح امام محیٰ الدین نووی الشافعی رحمہ اللہ

(۲) اکمال اکمال المعلم. علامہ محمد بن خلیفہ الوشتانی الابی المالکی رحمہ اللہ

(۳) فتح الملہم شرح صحیح مسلم شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد العثمانی الحنفی رحمہ اللہ

(۴) تکملہ فتح الملہم علامہ مفتی محمد تقی العثمانی الحنفی مدظلہ العالی

(۵) منۃ المنعم شرح صحیح مسلم علامہ صفی الرحمٰن مبارک پوری السلفی

(۶) توضیحات اردو شرح مشکوۃ، تالیف بندہ فضل محمد یوسف زئی حنفی

(۷) مختلف اردو تراجم سے ترجمہ کے لیے استفادہ کیا ہے

(۸) مصباح اللغات اور القاموس الوحید سے لغت کے اثبات کے لیے استفادہ کیا ہے

بہر حال میں نے فقہی مسائل میں فقہاء اربعہ کے اختلافات کو خوب بیان کیا ہے اور میں نے اس میں سب سے بڑا استفادہ توضیحات سے کیا ہے یہ چونکہ میری اپنی تصنیف ہے اور میں نے اس کو بہت محنت سے شوق اور قوت کے زمانہ میں لکھی تھی تو میری زندگی میں وہ مجھے بہت کام آئی چونکہ صحیح مسلم کی وافر مقدار کی احادیث کی شرح اس میں ہو چکی تھی تو اس تیار مال سے مجھے بہت فائدہ پہنچا۔ میں نے تحفۃ المنعم اردو شرح مسلم سے متعلق جلد اول میں ''اس شرح سے متعلق کچھ باتیں'' کے عنوان کے تحت ساری وضاحتیں اور تفصیلات لکھدی ہیں اس کو دیکھنا چاہیے بہر حال حقیقت یہ ہے کہ میں نے اس شرح میں بہت بڑی محنت اٹھائی ہے میں نے سفر وحضر میں یکساں طور پر اس کی تحریر کو جاری رکھا ہے زمین کے میدانوں اور اونچے پہاڑوں میں اس کو لکھا ہے جہاز میں بیٹھ کر آسمانوں کی فضاؤں میں اس پر کام کیا ہے اور مقدس مقامات حرمین شریفین میں رمضان کے مہینہ میں عمرہ کے دوران بھی اس کو لکھا ہے اس تحریر کے دوران جو جلدیں تیاری ہوتی گئیں۔

الحمدللہ تعالیٰ نے اس کو قبولیت سے نوازا کیونکہ اس کی چار جلدوں کے متعدد ایڈیشن چھپ کر علماء اور طلباء نے قبول کرلیا ہے میں طلباء، علماء اور علمی حلقوں کے دوست احباب سے نہایت عاجزی سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھ سے اس شرح میں جو علمی عملی قولی اور فعلی کوتاہیاں سرزد ہوئی ہیں تو وہ اس کو میری کوتاہی پر حمل کریں اور مجھے اپنی نیک دعاؤں سے محروم نہ کریں۔ میں نے اپنی طاقت کے مطابق جو لکھا ہے وہ اپنی جگہ ایک محنت ہے لیکن مجھے اس پر بہت فخر ہے اور میرے لیے یہ باعث صد افتخار ہے کہ میں

نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مقدسہ اور انفاس قدسیہ کے سمجھنے سمجھانے کی ایک کوشش کی ہے اور اس کو آنحضرت کی امت کے سامنے پیش کی ہے اللہ تعالیٰ میرے جسم کے جوڑ جوڑ میں اس کی وجہ سے برکتیں نازل فرمادے۔

وَذٰلِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰــہِ وَاِنْ یَّشَــاْ ☆ یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٖ

گونالہ نارسا ہو نہ ہو آہ میں اثر ۔ میں نے تو درگزر نہ کی جو مجھ سے ہوسکا

(فضل محمد یوسف زئی)

ایک اہم وضاحت "اسماء شیوخِ مسلم" کا تذکرہ

الحمدللہ کہ صحیح مسلم کی شرح تحفۃ المنعم آٹھ جلدوں میں پایۂ تکمیل تک پہنچ گئی آٹھویں جلد میں چند صفحات کے اضافہ کی گنجائش تھی میرے ذھن میں پہلے یہ خیال تھا کہ اگر آٹھویں جلد کے صفحات میں گنجائش پیدا ہوگئی تو میں امام مسلم رحمہ اللہ کے اساتذہ کے ناموں کی فہرست کے الحاق کا اضافہ کردوں گا۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے میں نے بعض دورہ حدیث کے سمجھدار طلبہ کو اشارہ دیا کہ وہ امام مسلم کے شیوخ کے ناموں کو کنیت اور لقب، سنِ وفات اور نسبت کے ساتھ اکٹھا کریں چنانچہ انہوں نے تہذیب التہذیب، سیر اعلام النبلاء اور الموسوعہ وغیرہ کتابوں سے شیوخ مسلم کی ایک فہرست تیار کی جو دوسوسترہ ناموں پر مشتمل ہے۔ شیخ جس طبقے کا تھا اس کو بھی ساتھ لکھ دیا بعض جگہ طبقہ کا تعین نہ ہوسکا یا سن وفات نہ مل سکا تو وہاں جگہ کو خالی چھوڑ دیا گیا ہے۔
آسانی کی غرض سے ان ناموں کو حروف ھجاء کے اعتبار سے ذکر کیا گیا ہے تو جس شیخ کے نام کا پہلا حرف مثلاً ہمزہ ہو ان شیوخ کو حرف الہمزۃ کے تحت درج کیا گیا ہے ترتیب اس طرح رکھی گئی ہے کہ امام مسلم کے شیخ کا نام نمبروار موٹے حروف کے ساتھ عنوان میں لکھا گیا ہے پھر نیچے ان کے اساتذہ کے نام لکھے گئے ہیں اس کے بعد ان کے شاگردوں کے نام ہیں جس میں سرفہرست امام مسلم کا ذکر ہے، اس مقصد کو واضح کرنے کے لیے اساتذہ اور تلامذہ کا عنوان رکھا گیا ہے اساتذہ سے امام مسلم کے استاذ مذکور کے اساتذہ مراد ہیں اور تلامذہ سے ان کے تلامذہ مراد ہیں جن میں سرفہرست امام مسلم رحمہ اللہ کا ذکر کیا گیا ہے۔
ان شاءاللہ دورۂ حدیث کے طلبہ کو عموماً اور صحیح مسلم کے طلبہ کو خصوصاً بہت فائدہ ہوگا۔
فضل محمد بن نور محمد یوسف زئی استاذ جامعہ بنوری ٹاؤن جمشید روڈ کراچی نمبر ۵

"حرف الهمزة"

(۱)ابراهيم بن دينار. طبقه ۱۰

نام: ابراہیم بن دینار **کنیت:** ابواسحاق التمار

نسبت: البغدادی **وفات:** ۲۳۲ھ

اساتذہ: اسماعیل بن علیہ، ابن عُیینہ، ھشیم

تلامذہ: امام مسلم، ابوزرعہ، موسیٰ، حماد، ابویعلی، عبداللہ بن احمد بن حنبل

(تہذیب التہذیب)

(۲)ابراهيم بن زياد : طبقه ۱۰

نام: ابراہیم بن زیاد **کنیت:** ابواسحاق **لقب:** سبلان

نسبت: البغدادی (المعروف بسبلان) **وفات:** ۲۲۸ھ

اساتذہ: عباد بن عباد المہلبی، حماد بن زید، یحییٰ القطان، ھشیم، الفرج بن فضالہ۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، علی بن المدینی، ابوزرعہ، ابوحاتم، عبداللہ بن احمد، الذہلی، معاذ بن المثنی۔

(تہذیب التہذیب ج۱ص:۱۲۰)

(۳)ابراهيم بن سعيد الجوهری طبقه ۱۰

نام: ابراہیم بن سعید **کنیت:** ابواسحاق

نسبت: البغدادی، الجوہری **وفات:** ۲۵۳ھ

اساتذہ: سفیان بن عیینہ، محمد بن فضیل، عبدالوہاب الثقفی، ابومعاویہ، وکیع

تلامذہ: امام مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابوعروبہ۔

(تہذیب التہذیب ج۱ص:۱۲۳، سیر اعلام النبلاء)

(۴)ابراھیم بن محمد بن عرعرۃ: طبقہ : ۱۰

نام: ابراہیم بن محمد بن عرعرۃ **کنیت:** ابواسحاق **لقب.** الحافظ الکبیر، المجود

نسبت: القرشی، السامی، البصری، **وفات:** رمضان ۲۳۱ھ

اساتذہ: جعفر بن سلیمان الضبعی، معتمر بن سلیمان، یحی بن سعید القطان محمد بن جعفر، عبدالوہاب الثقفی، عبدالرحمن بن مہدی

تلامذہ: امام مسلم، ابوزرعہ، ابوحاتم، احمد بن خیثمہ، ابویعلی الموصلی احمد بن الحسن، ابراہیم الحربی۔

(تہذیب التہذیب ج۱ص۱۵۵)

(۵)ابراھیم بن موسیٰ الفراء؛ طبقہ: ۱۰

نام: ابراہیم بن موسیٰ **کنیت:** ابواسحاق

نسبت: التیمی، الرازی الفراء **وفات:** ۲۳۰ھ

اساتذہ: ابوالاحوص سلام بن سلیم، عبدالوارث بن سعید، سفیان بن عیینہ، وکیع۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابوحاتم الرازی

(تہذیب التہذیب ج۱ص۱۷۰سیر اعلام النبلاء)

(۶)ابوایوب الغیلانی: طبقہ: ۱۱

نام: سلیمان بن عبیداللہ بن عمرو **کنیت:** ابوایوب

نسبت: الغیلانی، المازنی، البصری **وفات:** ۲۴۷ھ

اساتذہ: ابوعامر العقدی، ابوداؤد الطیالسی، بہز بن اسد، امیہ بن خالد

تلامذہ: امام مسلم، نسائی، ابن ابی عاصم، ابن ابی الدنیا

(تہذیب التہذیب ج۴ص۲۰۹)

(۷)ابوبکر بن ابی شیبۃ: طبقہ: ۱۰

نام: عبداللہ بن محمد **کنیت:** ابوبکر

نسبت: الکوفی العبسی **لقب:** الحافظ **وفات:** ۲۳۵ھ

اساتذہ: ابوالاحوص، ابن المبارک، شریک، ابوبکر بن عیاش، وکیع، ابن علیہ

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابوزرعہ، ابوحاتم۔

(تہذیب التہذیب ج۶ ص۲)

(۸)ابوبکر بن اسحاق الصاغانی طبقہ: ۱۱

نام: محمد بن اسحاق بن جعفر (وقیل محمد بن اسحاق بن محمد) **کنیت:** ابوبکر

نسبت: الصاغانی، البغدادی **وفات:** ۲۷۰ھ

اساتذہ: یزید بن ہارون، عبدالوہاب بن عطاء، ابوبدر شجاع بن الولید، یحیی بن ابی بکیر۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ۔

(تہذیب التہذیب ج۹ ص۳۵ وسیر اعلام النبلاء)

(۹)ابوبکر بن خلاد الباہلی طبقہ: ۱۰

نام: محمد بن خلاد بن کثیر **کنیت:** ابوبکر

نسبت: الباہلی، البصری **وفات:** ۲۵۰ھ وقیل ۲۵۱ھ

اساتذہ: الدراوردی، عبدالوہاب الثقفی، ابن عیینہ، یحیی القطان

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابوحاتم الرازی، موسی بن اسحاق بن موسی الانصاری، الحسن بن سفیان۔

(تہذیب التہذیب ج۹ ص۱۳۴)

(۱۰)ابوبکر بن نافع العبدی طبقہ: ۱۰

نام: محمد بن احمد بن نافع **کنیت:** ابوبکر

نسبت: العبدی، القیسی، البصری، **وفات:** ۲۴۰ھ

اساتذہ: معتمر بن سلیمان، ابن ابی عدی، ابوعامر العقدی، ابن مہدی

تلامذہ: امام مسلم، ترمذی، نسائی، سعید بن عبداللہ الفرغانی

(تہذیب التہذیب ج۹ص۱۲۲)

(۱۱)ابوبکر بن النضر بن ابی النضر

نام: ہاشم بن القاسم **کنیت:** ابوبکر

نسبت: البغدادی **وفات:** ۲۴۵ھ

اساتذہ: یعقوب بن ابراہیم، حجاج بن محمد، علی بن الحسن بن شقیق

تلامذہ: امام مسلم، ترمذی، نسائی، عبداللہ بن احمد الدورقی، ابن ابی خیثمہ ابن ابی الدنیا، جعفر بن محمد الفریابی

(تہذیب التہذیب ج۱ص۱۰)

(۱۲)ابوالربیع الزہرانی طبقہ: ۱۰

نام: سلیمان بن داؤد **کنیت:** ابوالربیع

نسبت: ازدی، عتکی، زہرانی، بصری **وفات:** رمضان ۲۳۴ھ

اساتذہ: جریر بن حازم، مالک بن انس، حماد بن زید، شریک القاضی۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، علی بن المدینی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ

(تہذیب التہذیب ج۴ص۱۹۰وسیر اعلام النبلاء)

(۱۳)ابوزرعہ طبقہ: ۱۱

نام: عبیداللہ بن عبدالکریم بن یزید بن فروخ **کنیت:** ابوزرعہ

نسبت: الرازی، المخزومی **وفات:** ۲۶۴ھ

اساتذہ: ابوعاصم، ابونعیم، مسلم بن ابراہیم، ابوالولید الطیالسی، القعنبی، عبداللہ بن صالح، العجلی، ابراہیم بن شماس

تلامذہ: امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، محمد بن حمید الرازی، الربیع بن سلیمان، حرملۃ بن یحیی، عمرو بن علی، اسحاق بن موسی

(تہذیب التہذیب ج۷ص۳۰ وسیر اعلام النبلاء)

(۱۴)ابوسعید الاشج طبقہ: ۱۰

نام: عبداللہ بن سعید بن حصین **کنیت:** ابوسعید

نسبت: الکندی، الکوفی، الاشج **وفات:** ربیع الاول ۲۵۷ھ

اساتذہ: ہشیم بن بکیر، ابوبکر بن عیاش، حفص بن غیاث، عبداللہ بن ادریس عقبہ بن خالد۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، اصحاب کتب ستہ، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابویعلی الموصلی، ھناد بن السری الصغیر

(تہذیب التہذیب ج۱ص۲۹۷ وسیر اعلام النبلاء)

(۱۵)ابوالطاہر

نام: احمد بن عمرو بن عبداللہ بن عمرو بن السرح **کنیت:** ابوالطاہر

نسبت: المصری **وفات:** ۲۵۰ھ یا ۲۴۹ھ

اساتذہ: سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن وہب، سعید الآدم۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابوالعلاء الکوفی القاسم بن مہدی۔

(تہذیب التہذیب ج۱ص۶۴ وسیر اعلام النبلاء)

(۱۶)ابوغسان الطیالسی طبقه: ۱۰

نام: محمد بن عمرو بن بکر بن سالم **کنیت:** ابوغسان

نسبت: التیمی، العدوی، الرازی، الطیالسی **وفات:** ۲۴۰ھ یا ۲۴۱ھ

اساتذہ: حکام بن مسلم، جریر بن مسلم، ابوتمیلہ یحیی بن واضح مہران ابن ابی عمر العطار، سلمہ بن الفضل

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابوحاتم، ابوزرعہ، الحسن بن سفیان، محمد بن اسحاق السراج، محمود بن الفرج الاصبہانی۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۳۶۹)

(۱۷) ابوغسان المسمعی طبقه: ۱۰

نام: مالک بن عبدالواحد **کنیت:** ابوغسان

نسبت: المسمعی، البصری **وفات:** ۲۳۰ھ

اساتذہ: عبدالاعلی، معتمر بن سلیمان، بشر بن مفضل، یزید بن ھارون

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، نسائی وغیرھم

(تہذیب التہذیب ج۱۰ص۱۸)

(۱۸)ابراهیم بن خالد الیشکری طبقه: ۱۱

نام: ابراہیم بن خالد

نسبت: الیشکری

اساتذہ: ابوالولید الطیالسی۔

تلامذہ: امام مسلم وغیرہ۔

(تہذیب التہذیب ج۱ص۱۱۹)

(۱۹)ابو کامل الجحدری طبقہ: ۱۰

نام: فضیل بن حسین بن طلحہ **کنیت:** ابو کامل

نسبت: الجحدری، البصری **وفات:** ۲۳۷ھ

اساتذہ: حماد بن سلمہ، سلیم بن اخضر، حماد بن زید، عبد الواحد بن زیاد، خالد بن عبد اللہ۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابوبکر بن ابی عاصم، نسائی۔

(تہذیب التہذیب ج۸ ص۲۶۱ وسیر اعلام النبلاء)

(۲۰)ابو کریب

نام: محمد بن العلاء **کنیت:** ابوکریب

نسبت: الہمدانی، الکوفی **وفات:** جمادی الاخری ۲۴۸ھ

اساتذہ: ابوبکر بن عیاش، ہشیم، یحیی بن ابی زائد، ابن المبارک، ابومعاویہ، سفیان بن عیینہ

تلامذہ: امام مسلم، اور اصحاب کتب صحاح ستہ، محمد بن یحیی الذہلی، ابوزرعہ، ابوحاتم۔

(تہذیب التہذیب ج۹ ص۳۴۲ وسیر اعلام النبلاء)

(۲۱)ابومصعب الزہری طبقہ ۱۰

نام: احمد بن ابی بکر بن القاسم بن الحارث **کنیت:** ابومصعب

نسبت: القرشی، الزہری، المدنی **وفات:** ۲۴۲/۲۴۱ھ

اساتذہ: العطاف بن خالد، یوسف بن الماجشون، مسلم بن خالد الزنجی، ابراہیم بن سعد، عبد العزیز بن محمد الدراوردی۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، یعقوب بن سفیان اسماعیل القاضی، ابوزرعہ الرازی، بقی بن مخلد

(تہذیب التہذیب ج۱ ص۲۰ وسیر اعلام النبلاء)

(۲۲) ابو معمر الھذلی طبقہ: ۱۰

نام: اسماعیل بن ابراہیم بن معمر بن الحسن **کنیت:** ابو معمر

نسبت: القطیعی، الہروی، الہذلی **وفات:** ۲۳۶ھ

اساتذہ: ابراہیم بن سعد، ابن علیہ، ابن عیینہ، ابن ادریس، ابن المبارک، شریک، ھشیم، دراوردی۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، بقی بن مخلد، ابوزرعہ، ابوحاتم، عباس الدوری، ابراہیم الحربی، ابویعلی۔

(تہذیب التہذیب ج۱ص۲۷۳)

(۲۳) ابو معن الرقاشی طبقہ: ۱۱

نام: زید بن یزید **کنیت:** ابو معن

نسبت: الرقاشی، البصری،

اساتذہ: ابوعامر العقدی، ابواحمد الزہری، یزید بن ھارون، ابن مہدی۔

تلامذہ: امام مسلم، حرب الکرمانی، الحسین بن اسحاق التستری۔

(تہذیب التہذیب ج۲ص۴۲۹)

(۲۴) ابو نصر التمار طبقہ: ۹

نام: عبدالملک بن عبدالعزیز بن عبدالملک **کنیت:** ابونصر

نسبت: التمار قشیری **وفات:** ۲۲۸ھ

اساتذہ: جریر بن حازم، سعید بن عبدالعزیز التنوخی، حماد بن سلمہ مالک بن انس، شریک۔

تلامذہ: امام مسلم، احمد بن منیع، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابویعلی موصلی۔

(تہذیب التہذیب ج۶ص۴۰۶)

(۲۵)ابو الهیثم خالد بن خداش طبقه: ۱۰

نام: خالد بن خداش بن عجلان   کنیت: ابوالہیثم

نسبت: المہلبی، البصری   لقب: الامام، الحافظ، الصدوق۔   وفات: جمادی الاخری ۲۲۳ھ

اساتذہ: مالک بن انس، ابوعوانہ، حماد بن زید، بکار بن عبدالعزیز۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوزرعہ، ابوبکر بن ابی الدنیا، احمد بن ابی خیثمہ۔

(تہذیب التہذیب ج۳ص۸۵وسیر اعلام النبلاء)

(۲۶)احمد بن ابراهیم الدورقی طبقه: ۱۰

نام: احمد بن ابراہیم بن کثیر   کنیت: ابوعبداللہ۔

نسبت: الدورقی   وفات: ۲۴۶ھ

اساتذہ: احمد بن ہشیم، یزید بن زریع، جریر بن عبدالحمید، حفص بن غیاث،

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، الہیثم بن خلاف الدوری۔

(سیر اعلام النبلاء)

(۲۷) احمد بن جعفر المعقری طبقه: ۱۱

نام: احمد بن جعفر   کنیت: ابوالحسن

نسبت: المعقری۔   وفات: ۲۵۵ھ

اساتذہ: النضر بن محمد، اسماعیل بن عبدالکریم۔

تلامذہ: امام مسلم، المفضل بن محمد، محمد بن اسحاق بن العباس۔

(تہذیب التہذیب ج۱ص۲۱)

(۲۸)احمد بن جواس الحنفی طبقہ: ۱۰

نام: احمد بن جواس کنیت: ابو عاصم
نسبت: الحنفی، الکوفی وفات: محرم ۲۳۸ھ
اساتذہ: ابوالاحوص، ابن المبارک، ابن عیینہ، جریر بن عبدالحمید۔
تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، الحسن بن سفیان، ابوزرعہ رازی۔
(تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۲ و سیر اعلام النبلاء)

(۲۹)احمد بن الحسن بن خراش طبقہ: ۱۱

نام: احمد بن الحسن بن خراش کنیت: ابوجعفر
نسبت: البغدادی وفات: ۲۴۲ھ
اساتذہ: عبدالرحمٰن بن مہدی، وہب جریر، شبابہ بن سوار۔
تلامذہ: امام مسلم، ترمذی، محمد بن ہارون، ابوالعباس بن السراج۔
(تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۶ و سیر اعلام النبلاء)

(۳۰)احمد بن حنبل طبقہ: اعلیٰ عاشرہ

نام: احمد بن محمد بن حنبل کنیت: ابوعبداللہ
نسبت: الذہلی، الشیبانی، المروزی، البغدادی لقب: شیخ الاسلام؛ پیدائش: ۱۶۴ھ وفات: ۲۴۱ھ
اساتذہ: ھشیم بن بشیر، عباد بن عباد المہلبی، معتمر بن سلیمان التیمی، سفیان بن عیینہ، قاضی ابویوسف، امام شافعی وغیرہ
تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم اصحاب کتب ستہ، علی بن المدینی، یحییٰ بن معین، احمد بن ابراہیم الدورقی، حجاج بن الشاعر۔
(تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۷ و سیر اعلام النبلاء)

(۳۱)احمد بن جناب طبقہ: ۱۰

نام: احمد بن خباب بن مغیرہ کنیت: ابوالولید

نسبت: المصیصی وفات: ۲۳۰ھ

اساتذہ: عیسیٰ بن یونس، الحکم بن ظہیر و جماعۃ

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابویعلی، عبداللہ بن احمد، احمد بن الحسن بن الصوفی۔

(تہذیب التہذیب ج۱ص۲۱ وسیر اعلام النبلاء)

(۳۲)احمد بن سعید بن ابراھیم طبقہ: ۱۱

نام: احمد بن سعید بن ابراہیم کنیت: ابوعبداللہ

نسبت: الرباطی، المروزی وفات: ۲۴۳ وقیل: ۲۳۵، وقیل: ۲۴۶ھ

اساتذہ: ابواحمد الزبیری، ابوداؤد الطیالسی، النضر بن شمیل، وھب بن جریر

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن خزیمہ، ابن ماجہ۔

(تہذیب التہذیب ج۱ص۳۰)

(۳۳)احمد بن سعید بن صخر الدارمی طبقہ: ۱۱

نام: احمد بن سعید بن صخر بن سلیمان کنیت: ابوجعفر وفات: ۲۵۳ھ

نسبت: الدارمی، السرخسی لقب: العلامہ، الفقیہ، الحافظ، الثبت

اساتذہ: نضر بن شمیل، جعفر بن عون، وہب بن جریر، عبدالصمد بن عبدالوارث

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، احمد بن سلمہ، ابن خزیمہ

(تہذیب التہذیب ج۱ص۳۱ وسیر اعلام النبلاء)

(۳۴)احمد بن سنان طبقہ: ۱۱

نام: احمد بن سنان بن اسد بن حبان کنیت: ابوجعفر

نسبت: الواسطی، القطان لقب: الامام، الحافظ، المجود وفات: ۲۵۹ھ

اساتذہ: وکیع بن الجراح، عبدالرحمٰن بن مہدی، یحییٰ القطان، یزید بن ھارون

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ

(تہذیب التہذیب ج۱ص۳۴ وسیر اعلام النبلاء)

(۳۵)احمد بن عبدالرحمن بن وہب طبقہ: ۱۱

نام: احمد بن عبدالرحمٰن بن وھب کنیت: ابوعبیداللہ

نسبت: القرشی مولاھم المصری وفات: ۲۶۴ھ

اساتذہ: الشافعی، بشر بن بکر التنیسی

تلامذہ: امام مسلم، ابوزرعہ، ابوحاتم، محمد بن جریر الطبری، الطحاوی، عبدان، ابن خزیمہ

(تہذیب التہذیب ج۱ص۵۴ وسیر اعلام النبلاء)

(۳۶)احمد بن عبدالله الکردی طبقہ: ۱۰

نام: احمد بن عبداللہ بن الحکم بن فروہ کنیت: ابوالحسین

نسبت: البصری، الہاشمی، المعروف بابن الکردی وفات: ۲۴۷ھ

اساتذہ: مروان بن معاویہ، محمد بن جعفر، غندر

تلامذہ: امام مسلم، ترمذی، نسائی

(تہذیب التہذیب ج۱ص۴۷)

(۳۷)احمد بن عبدة الضبی طبقہ: ۱۰

نام: احمد بن عبدۃ بن موسیٰ **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: البصری، الضبی، **وفات:** رمضان: ۲۴۵ھ

اساتذہ: حماد بن زید، یزید بن زریع، فضیل بن عیاض، ابن عیینہ

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابوزرعہ، ابوحاتم

(تہذیب التہذیب ج۱ص۵۹)

(۳۸)احمد بن عثمان الاودی طبقہ: ۱۱

نام: احمد بن عثمان بن حکیم **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: الاودی، الکوفی **وفات:** محرم: ۲۶۱ھ

اساتذہ: عثمان بن حکیم، علی بن حکیم، شریح بن مسلمہ، عبیداللہ بن موسیٰ، خالد بن مخلد، ابونعیم

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابوحاتم، ابوعوانہ، یعقوب الفسوی

(تہذیب التہذیب ا ص۶۱)

(۳۹)احمد بن عثمان النوفلی طبقہ: ۱۱

نام: احمد بن عثمان بن ابی عثمان عبدالنور **کنیت:** ابوعثمان

نسبت: البصری، النوفلی، **لقب:** ابوالجوزاء **وفات:** ۲۴۶ھ

اساتذہ: ابوداؤد الطیالسی، ابن عاصم، ازہر بن سعید

تلامذہ: امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابوزرعہ، ابوحاتم۔

(تہذیب التہذیب ج۱ص۶۱)

(۴۰)احمد بن عمر الوکیعی طبقہ: ۱۰

نام: احمد بن عمر بن حفص بن جہم بن واقد **کنیت:** ابوجعفر

نسبت: الکندی، المقدمی (المعروف بالوکیعی) **وفات:** ۲۳۵ھ

اساتذہ: ابن فضیل، عبدالحمید الحمانی، حفص بن غیاث

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ابراہیم بن احمد الوکیعی، عبداللہ بن احمد بن حنبل، المعمری، نصر بن القاسم الفرائضی

(تہذیب التہذیب ج۱ص۶۳)

(۴۱)احمد بن عیسیٰ طبقہ: ۱۰

نام: احمد بن عیسیٰ بن حسان **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: المصری عسکری **وفات:** ۲۴۳ھ

اساتذہ: ضمام بن اسماعیل، مفضل بن فضالہ، عبداللہ بن وہب ازہر بن سعد السمان

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابویعلی الموصلی

(سیر اعلام النبلاء)

(۴۲)احمد بن المنذر طبقہ: ۱۱

نام: احمد بن المنذر بن الجارود **کنیت:** ابوبکر القزاز

نسبت: البصری، **وفات:** ذوالقعدہ ۲۳۰ھ

اساتذہ: ابواسامہ، ابن ابی فدیک وغیرہ

تلامذہ: امام مسلم، ابراہیم بن فہد، عبداللہ بن احمد الدورقی

(تہذیب التہذیب ج۱ص۸۲)

(۴۳)احمد بن منیع طبقہ: ۱۰

نام: احمد بن منیع، **کنیت:** ابو جعفر

نسبت: البغوی،البغدادی **وفات:** ۲۴۴ھ

اساتذہ: ھشیم،سفیان بن عیینہ،عباد بن العوام،عبداللہ بن المبارک،عبدالعزیز بن ابی حازم،مروان شجاع

تلامذہ: امام مسلم،ابوداؤد،ترمذی،نسائی،ابن ماجہ،عبداللہ بن ناجیہ،یحیی بن صاعد

(تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۸۴ وسیر اعلام النبلاء)

(۴۴)احمد بن یوسف الازدی طبقہ: ۱۱

نام: احمد بن یوسف بن خالد بن سالم **کنیت:** ابوالحسن

نسبت: الازدی،النیشاپوری **وفات:** ۲۶۴ھ

اساتذہ: جارود بن یزید،حفص بن عبدالرحمن،حفص بن عبداللہ،ہاشم بن القاسم،عبدالرزاق

تلامذہ: امام مسلم،ابوداؤد،نسائی،ابن ماجہ،ابن خزیمہ،مکی بن عبدان

(تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۹۱ سیر اعلام النبلاء)

(۴۵)احمد بن یونس

نام: احمد بن عبداللہ بن یونس، **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: التمیمی،الیربوعی،الکوفی **وفات:** ۲۲۷ھ

اساتذہ: یونس بن عبداللہ بن قیس،سفیان الثوری،الحسن بن صالح،زائدہ بن قدامہ،زہیر بن معاویہ،ابوبکر بن عیاش

تلامذہ: امام بخاری،امام مسلم،عبد بن حمید،ابوزرعہ الرازی،ابراہیم الحربی،یعقوب الفسوی،ابوحاتم۔

(سیر اعلام النبلاء)

(۴۶)اسحاق بن ابراهیم الحنظلی طبقه: ۱۰

نام: اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم ھوابن راھویہ **کنیت:** ابویعقوب

نسبت: التمیمی، الحنظلی، المروزی، **وفات:** شعبان ۲۳۸ھ

اساتذہ: ابن المبارک، فضیل بن عیاض، معتمر بن سلیمان، جریر بن عبدالحمید سفیان بن عیینہ، عیسی بن یونس وغیرھم

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، جعفر الفریابی، موسی بن ہارون، یحیی بن آدم، احمد بن حنبل، یحیی بن معین وغیرھم

(تہذیب التہذیب ج۱ص۲۱۶)

(۴۷)اسحاق بن عمر طبقه: ۱۰

نام: اسحاق بن عمر بن سلیط ھذلی **کنیت:** ابویعقوب

نسبت: الہذلی، البصری **وفات:** ۲۲۹ھ (وقیل ۲۳۰ھ)

اساتذہ: حماد بن سلمہ، سلیمان بن المغیرہ، عبدالعزیز بن مسلم

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، ابوحاتم، موسیٰ بن ہارون الحمال، حرب الکرمانی

(تہذیب التہذیب ج۱ص۲۴۴)

(۴۸)اسحاق بن منصور طبقه: ۱۱

نام: اسحاق بن منصور بن بہرام **کنیت:** ابویعقوب

نسبت: المروزی **وفات:** ۲۵۱ھ

اساتذہ: سفیان بن عیینہ، وکیع بن الجراح، یحیی بن سعید القطان، عبداللہ بن نمیر،

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابوزرعہ، ابوالعباس السراج

(تہذیب التہذیب ج۱ص۲۴۹ وسیر اعلام النبلاء)

(۴۹)اسحاق بن موسی الانصاری طبقہ: ۱۰

نام: اسحاق بن موسیٰ بن عبداللہ **کنیت:** ابوموسیٰ

نسبت: الانصاری، المدنی **وفات:** ۲۴۴ھ

اساتذہ: سفیان بن عیینہ، عبدالسلام بن حرب، معن بن عیسی القزاز

تلامذہ: امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، جعفر الفریابی، ابوبکر بن خزیمہ

(تہذیب التہذیب ج۱ص۲۵۱ وسیر اعلام النبلاء)

(۵۰)اسماعیل بن ابی اویس طبقہ: ۱۰

نام: اسماعیل بن عبداللہ بن عبداللہ بن اویس **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: الاصبحی، المدنی **وفات:** ۲۲۶ھ (وقیل ۲۲۷ھ)

اساتذہ: عبداللہ بن عبداللہ، ابوبکر عبدالحمید، مالک بن انس، عبدالعزیز بن عبداللہ بن الماجشون، سلمہ بن وردان

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، احمد بن صالح، احمد بن یوسف السلمی، یعقوب الفسوی، عثمان بن سعید الدارمی محمد بن اسماعیل

(تہذیب التہذیب ج۱ص۲۸۴ سیر اعلام النبلاء)

(۵۱)اسماعیل بن الخلیل طبقہ: ۱۰

نام: اسماعیل بن الخلیل **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: الکوفی **وفات:** ۲۲۵ھ (وقیل ۲۲۴ھ)

اساتذہ: علی بن مسہر، عبدالرحیم بن سلیمان، حفص بن غیاث

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، یعقوب بن شیبہ، الدارمی، الصنعانی، الفسوی

(تہذیب التہذیب ج۱ص۲۹۴)

(۵۲)اسماعیل بن سالم طبقہ: ۱۰

نام: اسماعیل بن سالم **کنیت:** ابومحمد

نسبت: الصائغ ،البغدادی

اساتذہ: ابن علیہ، ھشیم ،عباد بن عباد، یزید بن ہارون

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابن ابی عاصم، محمد بن اسماعیل

(تہذیب التہذیب ج۱ص۳۰۲)

(۵۳)امیہ بن بسطام طبقہ: ۱۰

نام: امیہ بن بسطام ابن المنتشر **کنیت:** ابوبکر

نسبت: العیشی ،البصری، **وفات:** ۲۳۱ھ

اساتذہ: یزید بن زریع، بشر بن المفضل ،معتمر بن سلیمان

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابویعلی الموصلی

(تہذیب التہذیب ج۱ص۳۷۰وسیر اعلام النبلاء)

"حرف الباء"

(۵۴)بشر بن الحکم : طبقہ: ۱۰

نام: بشر بن الحکم کنیت: ابوعبدالرحمٰن

نسبت: العبدی، نیشاپوری وفات: ۲۳۸ھ

اساتذہ: مالک بن انس، فضیل بن عیاض، شریک القاضی

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، نسائی، اسحاق بن راہویہ، ابومحمد الدارمی، مسدد بن قطن

(تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۴۴۷ و سیر اعلام النبلاء ۱۱)

(۵۵)بشر بن خالد طبقہ: ۱۰

نام: بشر بن خالد کنیت: ابومحمد

نسبت: الفرائضی، العسکری، وفات: ۲۵۵ھ

اساتذہ: غندر، شبابہ بن سوار، یحییٰ بن آدم، یزید بن ہارون

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن خزیمہ، ابوعروبہ

(تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۴۴۸)

(۵۶)بشر بن هلال طبقہ: ۱۰

نام: بشر بن ہلال کنیت: ابومحمد لقب: الصواف

نسبت: النمیری، البصری، وفات: ۲۴۷ھ

اساتذہ: جعفر بن سلیمان، عبدالوارث بن سعید، یزید بن زریع یحییٰ القطان

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، اسحاق الکوسج، ابن خزیمہ، ابوحاتم۔

(تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۴۴۰)

"حرف الجیم"

(۵۷)جعفر بن حمید طبقہ: ۱۰

نام: جعفر بن حمید **کنیت:** ابومحمد

نسبت: القرشی، العبسی، الکوفی، **وفات:** ۲۴۰ھ (وقیل مات بعد ۲۳۰ھ)

اساتذہ: عبید اللہ بن ایاد بن لقیط، حفص بن سلیمان القاری، خدیج بن معاویہ، الولید بن ابی ثور۔

تلامذہ: امام مسلم، بقی بن مخلد، ابویعلی، الحسن، ابوزرعہ، موسیٰ بن اسحاق، الصنعانی، الحضرمی۔(تہذیب التہذیب ج۲ ص۸۷)

"حرف الحاء"

(۵۸)حاجب بن الولید طبقہ: ۱۰

نام: حاجب بن الولید بن میمون **کنیت:** ابواحمد

نسبت: الشامی، المؤدب **وفات:** رمضان ۲۲۸ھ

اساتذہ: محمد بن حرب، محمد بن سلمہ، مبشر بن اسماعیل

تلامذہ: امام مسلم، یحیی بن اکثم، یعقوب بن شیبہ، موسیٰ بن ھارون، ابن ابی الدنیا، ابوالقاسم البغوی

(تہذیب التہذیب ج۲ ص۲۴۴)

(۵۹)حامد بن عمر البکروی طبقہ: ۱۰

نام: حامد بن عمر بن حفص بن عمر بن عبید اللہ **کنیت:** ابوعبدالرحمٰن

نسبت: الثقفی، البکراوی، البصری، **وفات:** ۲۳۳ھ

اساتذہ: بکار بن عبدالعزیز، ابوعوانہ، حماد بن زید، بشر بن المفضل معتمر،

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، الحسین بن محمد القبانی، ابراہیم بن ابی طالب

(تہذیب التہذیب ج۲ ص۱۷۹)

(۶۰)حبان بن موسیٰ طبقہ: ۱۰

نام: حبان بن موسیٰ بن سوار **کنیت:** ابومحمد

نسبت: السلمی، المروزی، **وفات:** ۲۳۳ھ

اساتذہ: ابوحمزہ محمد بن میمون، داؤد بن عبدالرحمٰن العطار، عبداللہ بن المبارک۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، نسائی، ابوزرعہ الرازی، جعفر الفریابی، الحسن بن سفیان

(تہذیب التہذیب ج۲ص۴۷او سیر اعلام النبلاء)

(۶۱)حجاج بن الشاعر طبقہ: ۱۱

نام: حجاج بن یوسف بن حجاج **کنیت:** ابومحمد

نسبت: الثقفی، البغدادی **وفات:** ۲۵۹ھ

اساتذہ: ابوداؤدالطیالسی، یعقوب بن ابراہیم، ابوالنضر،

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، بقی بن مخلد، ابویعلی، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم، المحاملی۔

(تہذیب التہذیب ج۲ص۲۰۹، سیر اعلام النبلاء)

(۶۲)حرملۃ بن یحیی بن عبداللہ طبقہ: ۱۱

نام: حرملہ بن یحیی بن عبداللہ بن حرملہ بن عمران **کنیت:** ابوحفص

نسبت: التجیبی، مولیٰ بنی زمیلہ المصری **وفات:** شوال ۲۴۳ھ

اساتذہ: ابن وہب، الشافعی، ایوب بن سوید، بشر بن بکر، سعید بن ابی مریم

تلامذہ: امام مسلم، ابن ماجہ، احمد بن الہیثم، بقی بن مخلد، محمد بن احمد بن عثمان المدینی، الحسن بن سفیان

(تہذیب التہذیب ج۲ص۲۲۹، سیر اعلام النبلاء)

(۶۳)الحسن بن احمد بن ابی شعیب طبقہ: ۱۱

نام: الحسن بن احمد بن ابی شعیب عبداللہ بن مسلم **کنیت:** ابومسلم

نسبت: الحرانی، **وفات:** ۲۵۰ھ وقیل ۲۵۲ھ

اساتذہ: حدث عن ابیہ وجدہ ومحمد بن سلمہ ومسکین ابن بکیر

تلامذہ: امام مسلم، احمد بن شابان، ابن ابی الدنیا، الداری، ابن ابی داؤد، ابن صاعد، السراج۔

(تہذیب التہذیب ج۲ص۲۵۴)

(۶۴)الحسن بن الربیع طبقہ: ۱۰

نام: الحسن بن الربیع **کنیت:** ابوعلی

نسبت: البجلی، القصری، الکوفی، **وفات:** ۲۲۱ھ

اساتذہ: حماد بن زید، ابوالاحوص، شریک، مہدی بن میمون ابی اسحاق الحمیسی۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، ابوحاتم، عثمان بن سعید الدارمی، اسماعیل بن سمویہ۔

(تہذیب التہذیب ج۲ص ۲۷۷، سیر اعلام النبلاء)

(۶۵)حسن بن علی الحلوانی طبقہ: ۱۱

نام: حسن بن علی بن محمد **کنیت:** ابومحمد

نسبت: الہذلی، الریحانی، الحلوانی، **وفات:** ذوالحجہ ۲۴۲ھ

اساتذہ: معاذ بن ھشام، وکیع بن الجراح، یزید بن ھارون، زید بن الحباب، ازھر السمان۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابوبکر بن ابی عاصم، ابوجعفر مطین، محمد بن الجد ر

(تہذیب التہذیب ج۲ص ۳۰۲، سیر اعلام النبلاء)

(۶۶)الحسن بن عیسیٰ طبقہ: ۱۰

نام: الحسن بن عیسیٰ بن ماسرجس **کنیت:** ابوعلی

نسبت: النیسابوری **وفات:** ۲۳۹ھ (وقیل ۲۴۰ھ)

اساتذہ: ابوالاحوص، سلام بن سلیم، ابوبکر بن عیاش، جریر بن عبدالحمید،

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ابویعلی الموصلی، ابوالقاسم البغوی، یحیی بن سعید

(تہذیب التہذیب ج۲ ص۳۱۳، سیر اعلام النبلاء)

(۶۷)الحسین بن حریث طبقہ: ۱۰

نام: الحسین بن حریث بن الحسن بن ثابت **کنیت:** ابوعمار

نسبت: الخزاعی، المروزی **وفات:** ۲۴۴ھ

اساتذہ: عبداللہ بن المبارک، عبدالعزیز بن ابی حازم، فضیل بن عیاض سفیان بن عیینہ، جریر بن عبدالحمید، عبدالعزیز بن محمد۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابوزرعہ الرازی، ابوبکر بن خزیمہ، الحسن بن سفیان البغوی

(تہذیب التہذیب ج۲ ص۳۳۳، سیر اعلام النبلاء)

(۶۸)الحسین بن عیسیٰ طبقہ: ۱۰

نام: الحسین بن عیسیٰ بن حمران **کنیت:** ابوعلی

نسبت: الطائی، القومسی، البسطامی، **وفات:** ۲۴۷ھ

اساتذہ: ابن عیینہ، جعفر بن عون، عبدالصمد بن عبدالوارث، ابن ابی فدیک، ابوقتیبہ،

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابوحاتم، یحیی الذہلی، ابن خزیمہ، ابوالعباس الازہری

(تہذیب التہذیب ۲ ص۳۶۳)

(۶۹)الحکم بن موسیٰ القنطری طبقہ: ۱۰

نام: الحکم بن موسیٰ **کنیت:** ابوصالح

نسبت: البغدادی، القنطری **وفات:** شوال ۲۳۲ھ

اساتذہ: العطاف بن خالد، اسماعیل بن عیاش، عبداللہ بن المبارک، یحیی بن حمزہ، عبدالرحمن بن ابی الرجال

تلامذہ: امام مسلم، ابن ماجہ، احمد بن حنبل، ابومحمد الدارمی، ابویعلی الموصلی، عثمان بن سعید، ابوالقاسم البغوی

(تہذیب التہذیب ج۲ ص۴۳۹، سیر اعلام النبلاء)

(۷۰)حماد بن اسماعیل طبقہ: ۱۱

نام: حماد بن اسماعیل بن علیہ

نسبت: البصری ثم البغدادی **وفات:** ۲۴۴ھ

اساتذہ: اسماعیل بن علیہ، وہب بن جریر بن حازم

تلامذہ: امام مسلم، نسائی، عثمان بن خرزاذ، محمد بن اسحاق الصنعانی، یعقوب بن سفیان

(تہذیب التہذیب ج۳ ص۴)

(۷۱)حمید بن مسعدہ طبقہ: ۱۰

نام: حمید بن مسعدۃ بن المبارک **کنیت:** ابوعلی (ویقال ابوالعباس)

نسبت: السامی، الباہلی، البصری **وفات:** ۲۴۴ھ

اساتذہ: حماد بن زید، بشر بن المفضل، ابن علیہ، عبدالوہاب الثقفی، معتمر بن سلیمان، یزید بن زریع

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابوزرعہ، موسیٰ بن ہارون، جعفر

(تہذیب التہذیب ج۳ ص۴۹)

"حرف الخاء"

(۷۲)خلف بن ھشام طبقہ: ۱۰

نام: خلف بن ہشام بن ثعلب کنیت: ابو محمد

نسبت: البغدادی، البزار، المقری وفات: جمادی الاخری ۲۲۹ھ لقب: شیخ الاسلام، الحافظ، الحجۃ، الامام

اساتذہ: مالک بن انس، حماد بن زید، ابو عوانہ، شریک القاضی، ابو الاحوص، حماد بن یحییٰ

تلامذہ: امام مسلم، ابو داؤد، ابو زرعہ، ابو حاتم، ابو یعلی، ابو القاسم البغوی (تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۵۶)

"حرف الدال"

(۷۳)دائود بن رشید طبقہ: ۱۰

نام: داؤد بن رشید کنیت: ابو الفضل

نسبت: الخوارزمی، البغدادی وفات: ۲۳۹ھ شعبان

لقب: الامام، الحافظ، الثقہ

اساتذہ: اسماعیل بن جعفر، اسماعیل بن عیاش، اسماعیل بن علیہ، مکی بن ابراہیم، ولید بن مسلم

تلامذہ: امام مسلم، ابو داؤد، ابو زرعہ، ابو حاتم، ابو یعلی، ابو القاسم البغوی، موسیٰ بن ہارون، ابراہیم الحربی

(تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۸۴، سیر اعلام النبلاء)

(۷۴)داؤد بن عمرو الضبی طبقہ: ۱۰

نام: داؤد بن عمرو بن زہیر کنیت: ابو سلیمان

نسبت: الضبی، البغدادی، لقب: الشیخ، الحافظ، الثقہ، وفات: ۲۲۸ھ

اساتذہ: جویرہ بن اسماء، نافع بن عمر الجمحی، ابی معشر نجیح، حماد بن زید، شریک القاضی، اسماعیل بن عیاش،

تلامذہ: احمد بن حنبل، امام مسلم، ابو حاتم، ابن ابی الدنیا، ابو القاسم البغوی (تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۹۵، سیر اعلام النبلاء)

"حرف الراء"

(۷۵)رفاعة بن الهيثم طبقه: ۱۰

نام: رفاعہ بن الہیثم بن الحکم **کنیت:** ابوسعید **نسبت:** الواسطی

اساتذہ: خالد بن عبداللہ الواسطی، ہشیم

تلامذہ: امام مسلم، اسلم بن سہل، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، ابراہیم بن محمد الصید لانی۔

(تہذیب التہذیب ج۳ ص۲۸۲)

"حرف الزاء"

(۷۶)زكريا بن يحيى بن صالح طبقه: ۱۰

نام: زکریا بن یحیٰ بن صالح بن یعقوب **کنیت:** ابویحیی

نسبت: القضاعی، المصری، الحرسی، **وفات:** شعبان ۲۴۲ھ

اساتذہ: مفضل بن فضالہ، نافع بن یزید، ابن وہب، رشدید بن سعد

تلامذہ: امام مسلم، اسماعیل بن داؤد بن وردان، الحسین بن ادریس الانصاری، محمد بن زبان ابن حبیب

(تہذیب التہذیب ج۳ ص۳۲۶)۔

(۷۷)زهير بن حرب طبقه: ۱۰

نام: زہیر بن حرب بن شداد **کنیت:** ابوخیثمہ

نسبت: الحرسی، النسائی، ثم البغدادی **وفات:** شعبان ۲۳۴ھ

اساتذہ: جریر بن عبدالحمید، یحیی القطان، سفیان بن عیینہ، وکیع حفص بن غیاث، روح، ابن علیہ،

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابویعلی الموصلی، ابوالقاسم البغوی، ابن ابی الدنیا

(تہذیب التہذیب ۳ ص ۳۴۲، سیر اعلام النبلاء)

(۷۸)زیاد بن یحیی الحسانی طبقہ: ۱۰

نام: زیاد بن یحیی بن زیاد بن حسان **کنیت:** ابوالخطاب

نسبت: الحسانی، النکری **وفات:** ۲۵۴ھ

اساتذہ: معتمر بن سلیمان، حاتم بن وردان، بشر بن المفضل، ابوداؤد الطیالسی، عبدالوہاب الثقفی، ازہر بن سعید

تلامذہ: امام بخاری وامام مسلم اصحاب کتب ستہ، ابوحاتم ابن خزیمہ، ابن جریر، ابن ابی الدنیا

(تہذیب التہذیب ج۳ص۳۸۸)

"حرف السین"

(۷۹)سریج بن یونس طبقہ: ۱۰

نام: سریج بن یونس بن ابراہیم **کنیت:** ابوالحارث

نسبت: المروزی، البغدادی **وفات:** ربیع الاول ۲۳۵ھ

اساتذہ: اسماعیل بن جعفر، ھشیم بن بشیر، عباد بن عباد یوسف بن الماجشون، اسماعیل بن مُجالد

تلامذہ: امام مسلم، بخاری، نسائی، بقی بن مخلد، ابوزرعہ، ابوالقاسم البغوی موسیٰ بن ہارون، ابوجعفر الحضرمی

(تہذیب التہذیب ج۳ص۴۵۱، سیر اعلام النبلاء)

(۸۰)سعید بن ازہر الواسطی طبقہ: ۱۰

نام: سعید بن یحیی بن الازہر **کنیت:** ابوعثمان

نسبت: الواسطی **وفات:** ۲۴۴ھ، وقیل ۲۴۳ھ

اساتذہ: ابومعاویہ، وکیع، ابوبکر بن عیاش، ابن عیینہ، اسحاق الازرق،

تلامذہ: امام مسلم، ابن ماجہ، اسلم بن سہل، علی بن الجنید، ابوجعفر الدقیقی، العباس بن احمد الیزنی

(۸۱)سعیدبن عبدالجبار

نام: سعید بن عبدالجبار بن یزید　　**کنیت:** ابوعثمان

نسبت: القرشی، الکرابیسی، البصری　　**وفات:** ۲۳۶ھ

اساتذہ: حماد بن سلمہ، مالک، فضیل بن عیاض، رفاعہ بن یحیی الزرقی، المغیرہ بن عبدالرحمٰن

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، ابوحاتم، عبداللہ بن احمد بن حنبل، بقی بن مخلد، موسیٰ بن ھارون، ابویعلی الموصلی

(تہذیب التہذیب)

(۸۲)سعید بن عمرو الاشعثی　　طبقہ: ۱۰

نام: سعید بن عمرو بن سہل بن اسحاق　　**کنیت:** ابوعثمان

نسبت: الکندی، الاشعثی، الکوفی　　**وفات:** صفر ۲۳۰ھ

اساتذہ: ابوزید عبثر بن القاسم، عبداللہ بن المبارک، حفص بن غیاث، ابن عیینہ، حماد بن زید،

تلامذہ: امام مسلم، ابوزرعہ، بقی بن مخلد، عثمان بن خرزاذ، موسیٰ بن ھارون الحمال

(تہذیب التہذیب ج۴ ص۶۸)

(۸۳)سعید بن محمد الجرمی

نام: سعید بن محمد بن سعید　　**کنیت:** ابوعبیداللہ

نسبت: الجرمی، الکوفی،　　**وفات:** ۲۳۰ھ

اساتذہ: شریک، حاتم بن اسماعیل، عمرو بن عطیہ العوفی، القاضی ابویوسف،

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، محمد بن یحیی الذھلی، ابوبکر بن ابی الدنیا، ابوزرعہ الرازی، ابراہیم الحربی۔

(۸۴)سعید بن منصور طبقه: ۱۰

نام: سعید بن منصور بن شعبہ **کنیت:** ابوعثمان

نسبت: الخراسانی، المروزی، الطالقانی، ثم البلخی، ثم المکی، **وفات:** رمضان ۲۲۷ھ

اساتذہ: مالک بن انس، لیث بن سعد، فلیح بن سلیمان، ھشیم، فضیل بن عیاض، سفیان بن عیینہ،

تلامذہ: امام مسلم، احمد بن حنبل، ابوثور الکلبی، ابوداؤد، سلمۃ بن شبیب، محمد بن یحیی الذھلی، بشر بن موسیٰ۔

(تہذیب التہذیب ج۴ ص۸۹)

(۸۵)سعید بن یحیی بن سعید الاموی طبقه: ۱۰

نام: سعید بن یحیی بن سعید بن ابان بن سعید **کنیت:** ابوعثمان

نسبت: الاموی، البغدادی **وفات:** ۲۴۹ھ

اساتذہ: وکیع، ابن المبارک، عبداللہ بن ادریس عیسیٰ بن یونس

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابوزرعہ، ابوحاتم، صالح بن محمد، بقی بن مخلد، ابوبکر البزار، ابوالقاسم البغوی۔

(تہذیب التہذیب ج۴ ص۹۷)

(۸۶)سلمة بن شبيب طبقه: ۱۱

نام: سلمۃ بن شبیب **کنیت:** ابوعبدالرحمٰن

نسبت: الحجری، المسمعی، النسائی **وفات:** رمضان ۲۴۷ھ

اساتذہ: یزید بن ھارون، زید بن الحباب، ابوداؤد الطیالسی، محمد بن یوسف الفریابی

تلامذہ: امام مسلم، اصحاب سنن اربعہ، ابوزرعہ، ابوحاتم، عبداللہ بن احمد علی بن احمد

(تہذیب التہذیب ج۴ ص۱۴۶، سیر اعلام النبلاء)

(۸۷)سلیمان بن دائود المبارکی طبقه: ۱۰

نام: سلیمان بن داؤد (وقیل ابن محمد بن سلیمان) **کنیت:** ابوداؤد

نسبت: المبارکی **وفات:** ۲۳۱ھ

اساتذہ: ابوحفص الابار، اسماعیل بن عیاش، محمد بن حرب الصنعانی، یحیی بن ابی زائدہ، عامر بن صالح الزبیری

تلامذہ: امام مسلم، احمد بن حنبل، عبداللہ بن احمد، ابوزرعہ، موسیٰ بن ہارون ابن ابی الدنیا، الحسن بن علی المعمری

(تہذیب التہذیب ج۴ص۱۹۱)

(۸۸)سلیمان بن داؤد بن رشید

نام: سلیمان بن داؤد بن رشید **کنیت:** ابوالربیع

نسبت: البغدادی، الختلی **وفات:** ۲۳۱ھ

اساتذہ: محمد بن حرب، ابوالحفص الابار

تلامذہ: امام مسلم، ابوزرعہ، عباس الدوری، عبداللہ بن الدروقی، ابویعلی الموصلی

(۸۹)سلیمان بن معبد طبقه: ۱۱

نام: سلیمان بن معبد بن کوسجان **کنیت:** ابوداؤد

نسبت: المروزی، السنجی، النحوی **وفات:** ۲۵۷ھ

اساتذہ: عبدالرزاق، النضر بن شمیل، الاصمعی، جعفر بن عون، عمرو بن عاصم، سلیمان بن حرب

تلامذہ: امام مسلم، ترمذی، ابراہیم بن الجنید الختلی، ابوحاتم، ابن ابی داؤد

(تہذیب التہذیب ج۴ص۲۱۹)

(۰۰) [illegible] سعید طبقہ ۱۰

نام: [illegible] کنیت: ابو [illegible]

نسبت: [illegible] وفات: [illegible]

مرتبہ: [illegible]

تلامذہ: [illegible]

([illegible])

(۰۰) سہل بن عثمان العسکری، طبقہ ۱۰

نام: [illegible] کنیت: ابو [illegible]

نسبت: [illegible] وفات: [illegible]

مرتبہ: [illegible]

تلامذہ: [illegible]

([illegible])

حرف الشین

(۰۰) شجاع بن مخلد طبقہ ۱۰

کنیت: ابو [illegible]

نام: [illegible]

وفات: [illegible]

نسبت: [illegible]

مرتبہ: [illegible]

تلامذہ: [illegible]

([illegible])

(۹۳)شہاب بن عباد طبقہ: ۱۰

نام: شہاب بن عباد **کنیت:** ابوعمر

نسبت: الکوفی **وفات:** ۲۲۴ھ

اساتذہ: حمادین ابن زید وابن سلمہ، ابراہیم بن حمید، جعفر بن سلیمان الضبعی، ابوبکر بن عیاش، عیسیٰ بن یونس

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، احمد بن حنبل، علی بن المدینی، عباس العنبری، محمد بن سعد کاتب الواقدی، ابوحاتم الرازی۔

(تہذیب التہذیب ج۴ص۳۶۷)

(۹۴)شیبان بن فروخ طبقہ: ۹

نام: شیبان بن فروخ (ھو شیبان بن ابی شیبہ) **کنیت:** ابومحمد

نسبت: الحبطی، البصری، **لقب:** المحدث، الحافظ۔ **وفات:** ۲۳۶ھ

اساتذہ: حماد بن سلمہ، جریر بن حازم، ابان بن یزید العطار، محمد بن راشد، سلام بن مسکین

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، جعفر الفریابی، ابویعلی الموصلی، یوسف بن یعقوب القاضی، ابوالقاسم البغوی

(تہذیب التہذیب ج۴ص۳۷۴، سیر اعلام النبلاء)

"حرف الصاد"

(۹۵)صالح بن حاتم طبقہ: ۱۰

نام: صالح بن حاتم بن وردان **کنیت:** ابومحمد

نسبت: البصری **وفات:** ۲۳۶ھ

اساتذہ: حاتم بن وردان، یزید بن زریع، حماد بن زید، معتمر عبدالوہاب الثقفی

تلامذہ: امام مسلم، ابراہیم ابورمثہ، بقی بن مخلد، ابوزرعہ، ابوحاتم، عبدان الاہوازی، ابویعلی الموصلی، ابوالقاسم البغوی۔

(تہذیب التہذیب ج۴ص۳۸۴)

(۹۶)صالح بن مسمار طبقہ: ۱۰

نام: صالح بن مسمار **کنیت:** ابوالفضل

نسبت: السلمی، المروزی، **وفات:** ۲۴۶ھ

اساتذہ: وکیع، ابن عیینہ، ابن ابی فدیک، نواز بن ھشام، معن بن عیسیٰ النصر بن شمیل۔

تلامذہ: امام مسلم، ترمذی، محمد بن الصباح الجرجرائی، ابوحاتم، ابن جریر

(تہذیب التہذیب ج۴ص۴۰۳)

(۹۷)الصلت بن مسعود طبقہ: ۱۰

نام: الصلت بن مسعود بن طریف **کنیت:** ابوبکر

نسبت: الجحدری، البصری **وفات:** ۲۳۹ھ

اساتذہ: سفیان بن موسیٰ البصری، حماد بن زید، ابن عیینہ، ھشیم

تلامذہ: امام مسلم، ابوزرعہ، احمد بن النضر، عبدان بن احمد الاھوازی ابن ابی الدنیا، ابویعلی الموصلی۔

(تہذیب التہذیب ج۴ص۲۳۶)

"حرف العین"

(۹۸)عاصم بن النضر التیمی

نام: عاصم بن النضر بن المنتشر **کنیت:** ابوعمر

نسبت: التیمی، البصری **وفات:**

اساتذہ: معتمر بن سلیمان، خالد بن الحارث۔

تلامذہ: مسلم، ابوداؤد، ابوبکر بن ابی عاصم، موسیٰ بن ہارون الحمال، الحسن بن سفیان، یعقوب بن سفیان۔

(تہذیب التہذیب)

(۹۹)عباد بن موسیٰ طبقہ: ۱۰

نام: عباد بن موسیٰ **کنیت:** ابومحمد

نسبت: الختلی، الانباری **وفات:** ۲۳۰ھ

اساتذہ: ابراھیم بن سعد، اسماعیل بن جعفر، ابن عیاش، ابن علیہ، ابن عیینہ، ھشیم۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، عثمان بن خرزاذ، احمد بن علی المروزی، ابوزرعہ ابن ابی الدنیا، موسیٰ بن اسحاق الانصاری۔

(تہذیب التہذیب ج۵ تقریب ج۱ ص۴۶۸)

(۱۰۰)عباس بن عبدالعظیم العنبری طبقہ: ۱۱

نام: عباس بن عبدالعظیم بن اسماعیل **کنیت:** ابوالفضل

نسبت: العنبری، البصری **وفات:** ۲۴۶ھ

اساتذہ: عبدالرحمٰن بن مہدی، یحیی بن سعید القطان، ابوداؤد الطیالسی، ابوالجواب، عمر بن یونس الیمامی۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن خزیمہ، ابوحاتم، زکریا الساجی، عبدان الاھوازی۔

(تہذیب التہذیب ج۵ تقریب ج۱ ص۴۷۳)

(۱۰۱)عباس بن الولید طبقہ: ۱۰

نام: عباس بن الولید بن نصر **کنیت:** ابوالفضل

نسبت: النرسی، البصری مولی باہلہ **وفات:** ۲۳۸ھ وقیل ۲۳۷ھ

اساتذہ: عبدالواحد بن زیاد، یزید بن زریع، معتمر بن سلیمان، ابوعوانہ، حمادین (حماد بن زید، حماد بن سلمہ)

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوزرعہ، ابوحاتم، یعقوب بن سفیان، بقی بن مخلد، ابویعلی۔

(تہذیب التہذیب ج۵ تقریب ج۱ ص۴۷۵)

(۱۰۲)عبدالاعلی بن حماد طبقہ: ۱۰

نام: عبدالاعلی بن حماد بن نصر **کنیت:** ابویحییٰ

نسبت: الباھلی مولاھم النرسی، البصری **وفات:** ۲۳۷ھ

اساتذہ: حماد بن سلمہ، مالک بن انس، حماد بن زید، یزید بن زریع، عبدالوارث، وہیب بن خالد

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوحاتم، ابوزرعہ، بقی بن مخلد، جعفر الفریابی، ابوالقاسم البغوی، ابویعلی الموصلی۔

(تہذیب التہذیب ج۶ ص۹۳، سیر اعلام النبلاء)

(۱۰۳)عبدالجبار بن العلاء طبقہ: ۱۰

نام: عبدالجبار بن العلاء **کنیت:** ابوبکر

نسبت: البصری ثم المکی مولی الانصار **وفات:** جمادی الاولی ۲۴۸ھ

اساتذہ: سفیان بن عیینہ، یوسف بن عطیہ، مروان بن معاویہ، عبدالوہاب الثقفی، محمد بن جعفر غندر۔

تلامذہ: امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن خزیمہ، ابوبکر بن ابی عاصم، یحیی بن صاعد۔

(تہذیب التہذیب ج۶ ص۱۰۴، سیر اعلام النبلاء)

(۱۰۴) عبد بن حمید طبقہ: ۱۱

نام: عبد بن حمید بن نصر **کنیت:** ابومحمد

نسبت: الکسی ویقال الکشی **وفات:** ۲۴۹ھ

اساتذہ: علی بن عاصم الواسطی، جعفر بن عون، ابوداؤد الطیالسی، زید بن الحباب الواقدی، محمد بن بشر العبدی، یزید بن ھارون۔

تلامذہ: امام مسلم، ترمذی، بکر بن المرزبان، شریح بن ابی عبداللہ النسفی، المکی بن نوح، عمر بن محمد بن بجیر۔

(تہذیب التہذیب ج۶ ص۴۵۵، سیر اعلام النبلاء)

(۱۰۵)عبد الحمید بن بیان الواسطی طبقہ: ۱۰

نام: عبدالحمید بن بیان بن زکریا بن خالد بن اسلم **کنیت:** ابوالحسن

نسبت: الواسطی، السکری **وفات:** ۲۴۴ھ

اساتذہ: ھشیم، یزید بن ھارون، اسحاق الازرق، خالد الطحان الواسطی، محمد بن یزید۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابوزرعہ، علی بن عبداللہ بن بشر، محمد بن جریر۔

(تہذیب التہذیب ج۶ ص۱۱۱)

(۱۰۶)عبدالرحمن بن بشر العبدی طبقہ: ۱۰

نام: عبدالرحمٰن بن بشر بن الحکم بن حبیب **کنیت:** ابومحمد

نسبت: العبدی، النیشاپوری **وفات:** ۲۶۰ھ

اساتذہ: سفیان بن عیینہ، یحیی بن سعید، وکیع بن الجراح، بہز بن اسد، معن بن عیسی، حفص بن عبداللہ۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابوعوانہ الاسفرائینی، عبدان۔

(تہذیب التہذیب ج۶ ص۱۴۴، سیر اعلام النبلاء)

(۱۰۷)عبدالرحمن بن الربیع بن مسلم طبقہ: ۱۰

نام: عبدالرحمٰن بن بکر بن الربیع بن مسلم

نسبت: الجمحی، البصری **وفات:** ۲۳۰ھ

اساتذہ: بکر بن الربیع، الربیع بن مسلم، سہل بن قرین، محمد بن حمران القیسی۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوزرعہ، ابوحاتم، عثمان بن خرزاذ، معاذ بن المثنی، ابوخلیفہ تمام۔

(تہذیب التہذیب)

(۱۰۸)عبدالرحمن بن سلام الجمحی طبقہ:۱۰

نام: عبدالرحمٰن بن سلام بن عبیداللہ کنیت: ابوحرب

نسبت: الجمحی مولاھم البصری وفات: ۲۳۳ھ

اساتذہ: ابراھیم بن طہمان، حماد بن سلمہ، مبارک بن فضالہ، الربیع بن مسلم، ابوالمقدام ھشام بن زیاد۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوزرعہ، ابوحاتم، موسیٰ بن ہارون، معاذ بن المثنی، ابوخلیفہ بن الجمحی، ابویعلی۔

(تہذیب التہذیب ج۶ص۱۹۲، سیر اعلام النبلاء)

(۱۰۹)عبداللہ بن بزاد الاشعری طبقہ: ۱۰

نام: عبداللہ بن براد کنیت: ابوعامر

نسبت: الکوفی، الاشعری وفات: ۲۳۴ھ

اساتذہ: ابواسامہ، عبداللہ بن ادریس، محمد بن فضیل، محمد بن القاسم الاسدی، موسیٰ بن عیسیٰ۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوزرعہ، موسیٰ بن ہارون، عبدان الاھوازی، محمد بن عبداللہ الحضرمی، الحسن بن سفیان۔

(تہذیب التہذیب ج۵ص۱۶۰)

(۱۱۰)عبداللہ بن جعفر البرمکی طبقہ: ۱۱

نام: عبداللہ بن جعفر بن یحیی کنیت: ابومحمد

نسبت: البرمکی، البصری وفات:

اساتذہ: معن بن عیسیٰ، ابن عیینہ، اسحاق الازرق، وکیع، عقبہ بن خالد، سلیمان بن داؤد الہاشمی۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، جعفر الفریابی، ابن ابی عاصم، ابوبکر البزار، القاسم بن زکریا المطرز۔

(تہذیب التہذیب ج۵ص۱۷۶)

(۱۱۱)عبداللہ بن الرومی طبقہ: ۱۰

نام: عبداللہ بن محمد (ویقال ابن عمر الیمامی) **کنیت:** ابو محمد

نسبت: الیمامی (المعروف بابن الرومی) **وفات:** ۲۳۶ھ

اساتذہ: سفیان بن عیینہ، ابو اسامہ، عبدالعزیز بن محمد الدراوردی، عمر بن یونس الیمامی، وکیع بن الجراح۔

تلامذہ: امام مسلم، ابراہیم بن اسحاق الحربی، ابو یعلی الموصلی، زہیر بن حرب، بقی بن مخلد الاندلسی، عثمان بن خرزاذ الانطاکی۔

(تہذیب الکمال ج۱۶)

(۱۱۲)عبداللہ بن الصباح طبقہ: ۱۰

نام: عبداللہ بن الصباح **کنیت:** ابو محمد

نسبت: الہاشمی مولاھم البصری العطار **وفات:** ۲۵۰ھ

اساتذہ: ھشیم بن بشیر، معتمر بن سلیمان، یزید بن ہارون، یحیی القطان۔

تلامذہ: امام مسلم، امام بخاری، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابوبکر بن ابی داؤد، ابن خزیمہ۔

(تہذیب التہذیب ج۵، سیر اعلام النبلاء)

(۱۱۳)عبداللہ بن عامر بن زرارہ طبقہ: ۱۰

نام: عبداللہ بن عامر بن زرارہ **کنیت:** ابو محمد

نسبت: الحضرمی (مولاھم ابو محمد الکوفی) **وفات:** ۲۳۷ھ

اساتذہ: ابوبکر بن عیاش، علی بن مسہر، یحیی بن زکریا بن ابی زائدہ، معلیٰ بن ہلال، شریک بن عبداللہ، عبیدہ بن حمید۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابوزرعہ، ابوحاتم، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، عبدان الاہوازی۔

(تہذیب التہذیب ج۸ تقریب ج۱ ص۵۳۵)

(۱۱۴) عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی طبقہ: ۱۱

نام: عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل **کنیت:** ابومحمد

نسبت: التمیمی، الدارمی، السمرقندی **وفات:** ۲۵۵ھ

اساتذہ: یزید بن ہارون، جعفر بن عون، وھب بن جریر، النضر بن شمیل، عبیداللہ بن موسی، عبدالصمد بن عبدالوارث۔

تلامذہ: مسلم، ابوداؤد، ترمذی، عبد بن حمید، الحسن بن الصباح البزار، محمد بن بشار، محمد بن یحیی، ابوحاتم، ابوزرعہ، جعفر الفریابی۔

(تہذیب التہذیب ج۵ ص۲۹۵، سیر اعلام النبلاء)

(۱۱۵) عبداللہ بن عمر بن محمد ابن ابان طبقہ: ۱۰

نام: عبداللہ بن عمر بن محمد ابن ابان **کنیت:** ابوعبدالرحمٰن

نسبت: القرشی، الاموی، مشکدانہ **وفات:** ۲۳۹ھ

اساتذہ: عبدالعزیز الدراوردی، علی بن ہاشم، ابن المبارک، عبیداللہ الاشجعی۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، ابوبکر بن علی المروزی، ابوالعباس السراج، البغوی۔

(تہذیب التہذیب ج۵ ص۳۳۲، سیر اعلام النبلاء)

(۱۱۶) عبداللہ بن عون طبقہ: ۱۰

نام: عبداللہ بن عون ابن الامیر **کنیت:** ابومحمد

نسبت: الہلالی، البغدادی، الادمی، الخزاز **وفات:** رمضان ۲۳۲ھ

اساتذہ: مالک، شریک، اسماعیل بن جعفر، اسماعیل بن عیاش، عباد بن عباد، یوسف بن یعقوب الماجشون۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوزرعہ، عباس الدوری، موسی بن ہارون، ابن ابی الدنیا،

(تہذیب التہذیب ۵ ص۳۴۹، سیر اعلام النبلاء)

(۱۱۷)عبداللہ بن محمد الزہری طبقہ: ۱۰

نام: عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن المسور بن مخرمہ

نسبت: الزہری، البصری **وفات:** ۲۵۶ھ

اساتذہ: ابن عیینہ، عبدالوہاب الثقفی، ابوعامر العقدی، معاذ بن معاذ بن ہشام، مالک بن سعیر بن الخمس۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابوحاتم، محمد بن یحییٰ بن مندہ، ابن ابی داؤد۔

(تہذیب التہذیب ج۶ ص۱۱)

(۱۱۸)عبداللہ بن محمد بن اسماء الضبعی طبقہ: ۱۰

نام: عبداللہ بن محمد بن اسماء بن عبید بن مخارق **کنیت:** ابوعبدالرحمٰن

نسبت: الضبعی، البصری **وفات:** ۲۳۱ھ

اساتذہ: مہدی بن میمون، جعفر بن سلیمان الضبعی، عبداللہ بن المبارک۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، ابوحاتم، یوسف القاضی، ابویعلی الموصلی، ابو خلیفہ الجمحی

(تہذیب التہذیب ج۶ ص۵، سیر اعلام النبلاء)

(۱۱۹)عبداللہ بن مطیع طبقہ: ۱۰

نام: عبداللہ بن مطیع بن راشد **کنیت:** ابومحمد

نسبت: البکری، النیسابوری **وفات:** ذوالقعدہ ۲۳۷

اساتذہ: ھشیم، ابن المبارک، خالد بن عبداللہ الواسطی، اسماعیل بن جعفر۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوبکر بن ابی الدنیا، ابراہیم بن الجنید، اسحاق بن ابراہیم، عبداللہ بن احمد۔

(تہذیب التہذیب ج۶ ص۳۷)

(۱۲۰) عبداللہ بن ہاشم (العبدی) طبقہ: ۱۰

نام: عبداللہ بن ہاشم ابن حیان **کنیت:** ابوعبدالرحمٰن

نسبت: الطوسی، النیسابوری (العبدی) **وفات:** ذوالحجہ ۲۵۵ھ

اساتذہ: سفیان بن عیینہ، وکیع، خالد بن الحارث، یحیی بن سعید القطان، عبداللہ بن نمیر، عبدالرحمٰن بن مہدی۔

تلامذہ: امام مسلم، ابراہیم بن ابی طالب، ابوبکر بن خزیمہ، احمد بن سلمہ، ابن صاعد، مکی بن عبدان۔

(تہذیب التہذیب ج۶ ص۶۰، سیر اعلام النبلاء)

(۱۲۱) عبدالملک بن شعیب بن اللیث طبقہ: ۹

نام: عبدالملک بن شعیب بن اللیث **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: الفہمی، مولاھم المصری **وفات:** ۲۴۸ھ

اساتذہ: شعیب بن اللیث، ابن وھب، اسد بن موسیٰ۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابوحاتم، عبدان الاہوازی، فضل بن موسیٰ الشعرانی۔

(تہذیب التہذیب ج۶ ص۳۹۸)

(۱۲۲) عبدالوارث بن عبدالصمد طبقہ: ۱۱

نام: عبدالوارث بن عبدالصمد بن عبدالوارث **کنیت:** ابوعبیدہ

نسبت: العنبری، البصری **وفات:** رمضان ۲۵۲ھ

اساتذہ: عبدالصمد بن عبدالوارث، ابوخالد الاحمر، ابوعاصم النبیل، ابومعمر المقعد البصری۔

تلامذہ: امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوحاتم، ابن ابی عاصم، ابن خزیمہ، عبدان الاہوازی، ابوالعباس السراج۔

(تہذیب التہذیب ج۶ ص۴۴۳)

(۱۲۳)عبید بن یعیش طبقہ: ۱۰

نام: عبید بن یعیش کنیت: ابومحمد

نسبت: الکوفی، المحاملی، العطار وفات: رمضان ۲۲۹ھ

اساتذہ: ابوبکر بن عیاش، عبدالرحمن المحاربی، وکیع، ابن نمیر، یحیی بن آدم۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوزرعہ الرازی، بخاری، محمد بن ایوب البجلی، ابراہیم بن ابی داؤد البرسی، محمد بن جعفر القتات۔

(تہذیب التہذیب ج۷ تقریب ج۱ ص ۶۴۸، سیر اعلام النبلاء)

(۱۲۴)عبیداللہ بن سعید طبقہ: ۱۰

نام: عبیداللہ بن سعید بن یحیی بن برد کنیت: ابوقدامہ

نسبت: الیشکری مولاھم السرخسی وفات: ۲۴۱ھ

اساتذہ: ابن عیینہ، حفص بن غیاث، یحیی بن سعید، ابن مہدی، وھب بن جریر۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، نسائی، ابوزرعہ، ابن خزیمہ، جعفر الفریابی، ابوالعباس السراج۔

(تہذیب التہذیب ج۷ ص۱۶، سیر اعلام النبلاء)

(۱۲۵)عبیداللہ بن عمر بن میسرہ طبقہ: ۱۰

نام: عبیداللہ بن عمر بن میسرہ کنیت: ابوسعید

نسبت: القواریری (مولاھم البصری) وفات: ذوالحجہ ۲۳۵ھ

اساتذہ: حماد بن زید، عبدالوارث، جعفر بن سلیمان غندر، فضیل بن عیاض، ابن عیینہ، ھشیم بن بشیر، یزید بن زریع۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابویعلی، جعفر الفریابی، ابوبکر احمد بن علی المروزی۔

(تہذیب التہذیب ج۷ ص۴۰)

(۱۲۶) عبیداللہ بن محمد بن یزید طبقہ: ۱۱

نام: عبیداللہ بن محمد بن یزید بن خنیس **کنیت:** ابویحییٰ

نسبت: المخزومی، المکی **وفات:** ۲۵۲ھ

اساتذہ: محمد بن یزید، اسماعیل بن ابی اویس۔

تلامذہ: امام مسلم، محمد بن اسحاق السراج، عبدالکریم الدیرعاقولی، ابومحمد اسماعیل بن محمود، عبداللہ بن محمود بن الفرج۔

(تہذیب التہذیب ج۷ ص۴۷)

(۱۲۷) عبیداللہ بن معاذ العنبری طبقہ: ۱۰

نام: عبیداللہ بن معاذ بن معاذ بن نصر **کنیت:** ابوعمرو

نسبت: العنبری، البصری **وفات:** ۲۳۷ھ

اساتذہ: معتمر بن سلیمان، یحییٰ بن سعید القطان، خالد بن الحارث، وکیع بن الجراح۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، ابوحاتم، عثمان الدارمی، زکریا بن یحییٰ خیاط السنۃ، جعفر الفریابی، ابوالقاسم البغوی۔

(تہذیب التہذیب ج۷ ص۴۸، سیر أعلام النبلاء)

(۱۲۸) عثمان بن ابی شیبہ طبقہ: ۱۰

نام: عثمان بن محمد بن القاضی ابی شیبہ **کنیت:** ابوالحسن

نسبت: العبسی، مولاھم الکوفی **وفات:** ۲۳۹ھ

اساتذہ: شریک، ابوالاحوص، ھشیم بن بشیر، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن المبارک، علی بن مسہر۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوحاتم، ابوداؤد، ابن ماجہ، بقی بن مخلد، الفریابی، ابراہیم الحربی، ابویعلی۔

(تہذیب التہذیب ج۷ ص۱۳۵، سیر اعلام النبلاء)

(۱۲۹)عقبہ بن مکرم طبقہ: ۱۱

نام: عقبہ بن مکرم **کنیت:** ابو عبد الملک

نسبت: العمی، البصری **وفات:** ۲۴۳ھ

اساتذہ: غندر، یحیی القطان، محمد بن ابی عدی، وہب بن جریر، ابن ابی فدیک، عبد الرحمن۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، بقی بن مخلد، ابن ابی عاصم، ابوالقاسم البغوی، یحیی بن صاعد۔

(تہذیب التہذیب ج ۷ص ۶۸۳، سیر اعلام النبلاء)

(۱۳۰)عمر بن حفص بن غیاث طبقہ: ۱۰

نام: عمر بن حفص بن غیاث **کنیت:** ابو حفص

نسبت: النخعی، الکوفی **وفات:** ۲۲۲ھ

اساتذہ: حفص بن غیاث، ابوبکر بن عیاش، عبد اللہ بن ادریس۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، احمد بن ابراہیم الدورقی، محمد بن یحیی الذہلی، یعقوب الفسوی، اسماعیل بن سمویہ۔

(تہذیب التہذیب ج ۷تقریب ج ۱ص ۱۲/۷، سیر اعلام النبلاء)

(۱۳۱)عمرو بن حماد طبقہ: ۱۰

نام: عمرو بن حماد بن طلحہ **کنیت:** ابو محمد

نسبت: الکوفی **وفات:** صفر ۲۲۲ھ

اساتذہ: اسباط بن نصر، مسہر بن عبد الملک بن سلع، عامر بن یسار، حماد بن ابی سلیمان، جعفر بن سلیمان۔

تلامذہ: امام مسلم، امام بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، جعفر بن محمد الذہلی، محمد بن یحیی بن کثیر، ابوبکر بن ابی شیبہ۔

(تہذیب التہذیب ج ۸تقریب ج ۱ص ۷۳۲)

(۱۳۲)عمرو بن زرارہ طبقہ: ۱۰

نام: عمرو بن زرارہ بن واقد **کنیت:** ابو محمد

نسبت: الکلابی، النیسابوری، المقری **وفات:** ۲۳۸ھ

اساتذہ: ہشیم، سفیان بن عیینہ، یحیی بن زکریا ابن ابی زائدہ، عبدالعزیز بن ابی حازم، ابن علیہ۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، نسائی، محمد بن یحیی الذہلی، ابو محمد الدارمی، مسدد بن قطن، ابو العباس السراج، الحسن بن سفیان

(تہذیب التہذیب ج۸ تقریب ج۱ ص۵۳۵، سیر اعلام النبلاء)

(۱۳۳)عمرو بن سواد طبقہ: ۱۱

نام: عمرو بن سواد بن اسود بن عمرو **کنیت:** ابو محمد

نسبت: العامری، السرحی، المصری **وفات:** رجب ۲۴۵ھ

اساتذہ: ابن وھب، الشافعی، مؤمل بن عبدالرحمن الثقفی، عبداللہ بن کلیب المرادی۔

تلامذہ: امام مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابو العلاء محمد بن جعفر، الحسن بن سفیان، محمد بن زریق بن جامع، بقی بن مخلد، ابو حاتم۔

(تہذیب التہذیب ج۸ تقریب ج۱ ص۷۳۷)

(۱۳۴)عمرو الناقد طبقہ: ۱۰

نام: عمرو بن محمد بن بکیر بن سابور **کنیت:** ابو عثمان

نسبت: البغدادی، الناقد **وفات:** ۲۳۲ھ

اساتذہ: ھشیم، ابن عیینہ، معتمر بن سلیمان، حفص بن غیاث، ابو معاویہ الضریر، عبدالرزاق بن ہمام۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابوحاتم، ابوزرعہ، ابوالقاسم البغوی، جعفر الفریابی

(تہذیب التہذیب ج۸ تقریب ج۱ ص۷۴۵، سیر اعلام النبلاء)

(۱۳۵)عمرو بن علی طبقہ: ۱۰

نام: عمرو بن علی بن بحر بن کنیز **کنیت:** ابوحفص

نسبت: الباہلی، البصری، الصیرفی **وفات:** ذوالقعدہ ۲۴۹ھ

اساتذہ: عبدالوہاب الثقفی، یزید بن زریع، ابوداؤد الطیالسی، عبدالاعلی بن عبدالاعلی، ابن مہدی، غندر۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابوزرعہ، ابوحاتم، عبداللہ بن احمد، جعفر الفریابی، محمد بن علی الحکیم ترمذی۔

(تہذیب التہذیب ج۸ ص۱۰، سیر اعلام النبلاء)

(۱۳۶)علی بن حجر السعدی طبقہ: ۹

نام: علی بن حجر بن ایاس بن مقاتل **کنیت:** ابوالحسن

نسبت: السعدی، المروزی **وفات:** ۲۴۴ھ

اساتذہ: اسماعیل بن جعفر، اسماعیل بن عیاش، شریک القاضی، ھشیم، ابن المبارک، یحیی بن حمزہ، علی بن مسہر۔

تلامذہ: امام مسلم، امام بخاری، ترمذی، نسائی، الحسن بن سفیان، عبدان بن محمد المروزی، ابن خزیمہ

(تہذیب التہذیب ج۷ ص۲۵۹، سیر اعلام النبلاء)

(۱۳۷)علی بن الحسن ابو الشعثاء طبقہ: ۱۰

نام: علی بن الحسن بن سلیمان **کنیت:** ابوالحسن ویقال ابوالحسین

نسبت: الواسطی ویقال الکوفی المعروف بابی الشعثاء **وفات:** ۲۳۶/۲۳۷ھ

اساتذہ: حفص بن غیاث، عیسی بن یونس، وکیع، عبداللہ بن ادریس، ابومعاویہ الضریر، ابوداؤد، الحفری۔

تلامذہ: مسلم، ابوبکر بن علی المروزی، صالح جزرہ، عبداللہ بن احمد، احمد بن سنان القطان، بقی بن مخلد، الحسن بن سفیان

(تہذیب التہذیب ج۱ ص۶۹۰)

(۱۳۸)علی بن حکیم الاودی

نام: علی بن حکیم بن ذبیان **کنیت:** ابوالحسن

نسبت: الاودی، الکوفی **وفات:** ۲۳۱ھ

اساتذہ: ابن ادریس، ابن المبارک، ابن عیینہ، علی بن مسہر، حمید بن عبدالرحمٰن بن الرواسی۔

تلامذہ: امام مسلم، عبدالسلام بن صالح الہروی، محمد بن عبداللہ بن سلیمان الحضرمی، جعفر الفریابی، عبدان بن احمد الاہوازی۔

(تہذیب التہذیب)

(۱۳۹)علی بن خشرم طبقہ: ۱۰

نام: علی بن خشرم بن عبدالرحمٰن **کنیت:** ابوالحسن

نسبت: المروزی **وفات:** رمضان ۲۵۷ھ

اساتذہ: ھشیم بن بشیر، ابوبکر بن عیاش، سفیان بن عیینہ، وکیع۔

تلامذہ: امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن خزیمہ، ابوبکر بن ابوداؤد۔

(تہذیب التہذیب ج ۷ص ۲۷۸، سیر اعلام النبلاء)

(۱۴۰)علی بن نصر

نام: علی بن نصر بن علی بن نصر بن علی **کنیت:** ابوالحسن

نسبت: الجہضمی، البصری **وفات:** ۲۵۰ھ

اساتذہ: وھب بن جریر بن حازم، ابوداؤد الطیالسی، عبدالصمد بن عبدالوارث، ابوبکر الحنفی۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابوزرعہ، ابوحاتم، الحسن بن سفیان، القاسم بن زکریا المطرز۔

(تہذیب التہذیب ج ۱۰ص ۳۸۴)

(۱۴۱)عون بن سلام طبقہ: ۱۰

نام: عون بن سلام **کنیت:** ابوجعفر

نسبت: الکوفی **وفات:** ذوالقعدہ ۲۳۰ھ

اساتذہ: ابوبکر النہشلی، اسرائیل بن یونس، زہیر بن معاویہ، محمد بن طلحہ بن مصرف۔

تلامذہ: امام مسلم، احمد بن علی الابار، موسیٰ بن اسحاق الخطمی، محمد بن عبداللہ بن مطین، موسیٰ بن ہارون الحمال۔

(تہذیب التہذیب ج۸ تقریب ج۱ص۷۶۰، سیر اعلام النبلاء)

(۱۴۲)عیسیٰ بن حماد المصری طبقہ: ۱۰

نام: عیسیٰ بن حماد **کنیت:** ابوموسیٰ

نسبت: التجیبی، المصری مولیٰ تجیب **وفات:** ذوالحجہ ۲۴۸ھ

اساتذہ: لیث بن سعد، رشدین بن سعد، عبداللہ بن وہب، ابن القاسم، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابوزرعہ، بقی بن مخلد، اسماعیل بن داؤد بن وردان۔

(تہذیب التہذیب ج۸ص۷۷۰، سیر اعلام النبلاء)

"حرف الفاء"

(۱۴۳)الفضل بن سہل طبقہ: ۱۰

نام: الفضل بن سہل بن ابراہیم **کنیت:** ابوالعباس

نسبت: البغدادی **لقب:** الاعرج، الحافظ **وفات:** ۲۵۵ھ

اساتذہ: شبابہ، الاسود بن عامر، حسین بن محمد المروزی، سریج بن نعمان، یزید بن ہارون، ابواحمد الزبیری۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابوحاتم، ابن ابی الدنیا، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ترمذی۔

(تہذیب التہذیب ج۸ص۲۵۰)

"حرف القاف"

(۱۴۴)القاسم بن زکریا طبقہ: ۱۱

نام: القاسم بن زکریا بن دینار **کنیت:** ابو محمد

نسبت: القرشی، الطحان، الکوفی **وفات:**

اساتذہ: احمد بن المفضل، اسماعیل بن ابان، حسین بن علی الجعفی، وکیع بن الجراح، معاویہ بن ھشام۔

تلامذہ: امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابوحاتم الرازی، حسن بن سفیان الشیبانی، ابن ماجہ

(تہذیب التہذیب ج۸ ص۲۸۲)

(۱۴۵)قتیبہ بن سعید طبقہ: ۱۰

نام: قتیبہ بن سعید بن جمیل **کنیت:** ابو رجاء

نسبت: الثقفی، البغلانی **وفات:** ۲۴۰ھ

اساتذہ: مالک، اللیث، ابن لہیعہ، رشدید بن سعد، مفضل بن فضالہ، حماد بن زید۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، احمد بن سعید الدارمی، علی بن المدینی، نعیم بن حماد، محمد بن یحییٰ الذھلی۔

(تہذیب التہذیب ج۸ ص۳۲۱)

(۱۴۶)قطن بن نُسیر طبقہ: ۱۰

نام: قطن بن نسیر **کنیت:** ابو عباد

نسبت: البصری، الغبری **لقب:** الزراع

اساتذہ: جعفر بن سلیمان الضبعی، بشر بن منصور السلیمی، عمرو بن نعمان الباھلی، عبدالرحمٰن بن مہدی۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ابراہیم بن ہاشم البغوی، موسیٰ بن اسحاق الانصاری۔

(تہذیب التہذیب ج۸ ص۳۴۱)

"حرف المیم"

(۱۴۷)مجاهد بن موسى طبقه: ۱۰

نام: مجاہد بن موسی بن فروخ **کنیت:** ابوعلی

نسبت: الخوارزمی، الختلی **وفات:** ربیع الاول ۲۴۴ھ

اساتذہ: ھشیم، مروان بن معاویہ، ابن عیینہ، ابن علیہ، ابن مہدی، عبداللہ بن ادریس، حجاج بن اعور۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوزرعہ، ابوحاتم، الحسن بن سفیان، ابویعلی، ابوالقاسم البغوی۔

(تہذیب التہذیب ج۱۰ص۴۱)

(۱۴۸)محرز بن عون بن ابی عون طبقه: ۱۰

نام: محرز بن عون بن ابی عون **کنیت:** ابوالفضل

نسبت: الہلالی، البغدادی **وفات:** ۲۳۱ھ

اساتذہ: مالک، عبداللہ بن ادریس، فضیل بن عیاض، رشدید بن سعد، خلف بن خلیفہ۔

تلامذہ: مسلم، احمد بن حنبل، یحیی بن معین، احمد بن ابراہیم الدورقی، ابن ابی الدنیا، ابوبکر بن علی المروزی۔

(تہذیب التہذیب ج۱۰ص۵۲)

(۱۴۹)محمد بن ابی بکر المقدمی طبقه: ۱۰

نام: محمد بن ابی بکر بن علی بن عطاء **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: الثقفی، مولاھم البصری **وفات:** ۲۳۴ھ

اساتذہ: حماد بن زید، یزید بن زریع، ابوعوانہ، عباد بن عباد، فضیل بن سلیمان۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، اسماعیل القاضی، ابوحاتم، یوسف القاضی، ابویعلی التمیمی، احمد بن علی المروزی۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۷۹، سیر اعلام النبلاء)

(۱۵۰)محمد بن ابی خلف

نام: محمد بن احمد بن ابی خلف **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: البغدادی، القطیعی **وفات:** ۲۳۷ھ

اساتذہ: سفیان بن عیینہ، ابوخالد الاحمر، یحیی بن معین، ابوسلمہ الخزاعی، یعقوب بن ابراہیم بن سعد۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی، محمد بن اسحاق السراج۔

(تہذیب التہذیب)

(۱۵۱)محمد بن ابی عتاب طبقہ: ۱۱

نام: محمد بن ابی عتاب الحسن بن طریف **کنیت:** ابوبکر

نسبت: البغدادی **لقب:** الاعین **وفات:** ۲۴۰ھ

اساتذہ: زید بن الحباب، یزید بن ھارون، روح، الفریابی، وھب بن جریر۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، عباس الدورقی، ابن ابی الدنیا، البغوی۔

(تقریب ج۲ص۱۱۱، سیر اعلام النبلاء)

(۱۵۲)محمد بن اسحاق المسیبی طبقہ: ۱۰

نام: محمد بن اسحاق بن محمد بن عبدالرحمٰن **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: المخزومی، المسیبی، المدنی **وفات:** ۲۳۶ھ

اساتذہ: ابن عیینہ، عبداللہ بن نافع الصائغ، یزید بن ھارون، معن بن عیسی، محمد بن فلیح بن سلیمان۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، محمد بن اسحاق الساغانی، عثمان بن خرزاذ، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابویعلی الموصلی، ابن ابی الدنیا۔

(تقریب ج۲ص۵۲، تہذیب التہذیب)

(۱۵۳)محمد بن بشار طبقہ: ۱۰

نام: محمد بن بشار بن عثمان بن داؤد بن کیسان **کنیت:** ابوبکر

نسبت: العبدی،البصری **لقب:** بندار **وفات:** رجب ۲۵۲ھ

اساتذہ: یزید بن زریع،معتمر بن سلیمان،یحیی بن سعید،غندر،وکیع،یزید بن ہارون،عبدالرحمن بن مہدی۔

تلامذہ: امام مسلم واصحاب کتب ستہ،ابوزرعہ،ابوحاتم،ابن خزیمہ،القاسم بن زکریا،البغوی،زکریا الساجی۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۷۰،سیر اعلام النبلاء)

(۱۵۴)محمد بن بکار البصری طبقہ: ۱۰

نام: محمد بن بکار بن الزبیر

نسبت: البصری،العیشی **وفات:** ۲۳۷ھ

اساتذہ: یزید بن زریع،معتمر،ابن عیینہ۔

تلامذہ: امام مسلم،ابوداؤد،حسن بن سفیان،بقی بن مخلد،عبدان،ابویعلی الموصلی۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۷۶)

(۱۵۵)محمد بن بکار بن الریان

نام: محمد بن بکار الریان **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: البغدادی،الرصافی **وفات:** ۲۳۸ھ

اساتذہ: ھشیم،عباد بن عباد،قیس بن الربیع،عبدالحمید بن بہرام،سوار بن مصعب۔

تلامذہ: امام مسلم،ابوداؤد،ابوزرعہ،ابوحاتم،ابن ابی الدنیا،احمد بن ابی خیثمہ۔

(موسوعہ ج۴ص۲۳۱،سیر اعلام النبلاء)

(۱۵۶)محمد بن جعفر بن زیاد طبقہ: ۱۰

نام: محمد بن جعفر بن زیاد بن ابی ہاشم **کنیت:** ابوعمران

نسبت: الورکانی،الخراسانی **وفات:** رمضان ۲۲۸ھ

اساتذہ: عبدالرحمٰن بن ابی الزناد، مالک بن انس، فضیل بن عاض، شریک بن عبداللہ، معتمر بن سلیمان التیمی۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، یحییٰ بن معین، ابن ابی خیثمہ، ابن ابی الدنیا، عبداللہ بن احمد، ابویعلی، ابوالقاسم البغوی۔

(تہذیب التہذیب ج۹ ص۹۳)

(۱۵۷)محمد بن حاتم بن میمون طبقہ: ۱۰

نام: محمد بن حاتم بن میمون **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: المروزی، ثم البغدادی **وفات:** ۲۳۵ھ

اساتذہ: سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن ادریس، اسماعیل بن علیہ، یحییٰ القطان، وکیع بن الجراح۔

تلامذہ: مسلم، ابوداؤد، حسن بن سفیان، احمد بن الحسن۔

(تہذیب التہذیب ج۹ ص۱۰۱، سیر اعلام النبلاء)

(۱۵۸)محمد بن حرب الواسطی طبقہ: ۱۰

نام: محمد بن حرب بن حرمان **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: الواسطی **وفات:** ۲۵۵ھ

اساتذہ: اسماعیل بن علیہ، ابومعاویہ، محمد بن یزید الواسطی، ابوبدر شجاع بن الولید، زید بن الحباب۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، بقی بن مخلد، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابن خزیمہ، جعفر الفریابی۔

(تہذیب التہذیب ج۹ ص۱۱۰)

(۱۵۹)محمد بن حیان ابو الاحوص طبقہ: ۱۰

نام: محمد بن حیان **کنیت:** ابوالاحوص

نسبت: البغوی **وفات:** ۲۲۷ھ

اساتذہ: ھشیم، ابن علیہ، وکیع، حماد بن خالد، عمرو بن عبید۔

تلامذہ: امام مسلم، احمد بن حنبل، احمد بن منیع، الذہلی، ابن ابی الدنیا، یعقوب بن شیبہ، عثمان بن خرزاذ۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۱۱۹)

(۱۶۰)محمد بن رافع طبقہ: ۱۱

نام: محمد بن رافع بن ابی زید (سابور) **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: القشیری، النیسابوری **وفات:** ۲۴۵ھ

اساتذہ: ابن عیینہ، ابومعاویہ الضریر، زید بن الحباب، زکریا بن عدی، سریج بن نعمان۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابوزرعہ، ابوحاتم، محمد بن یحیی الذہلی، ابن خزیمہ، ابوالعباس السراج۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۱۶۰)

(۱۶۱)محمد بن رمح بن مہاجر طبقہ: ۱۰

نام: محمد بن رمح بن مہاجر **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: التجیبی **وفات:** شوال ۲۴۲ھ

اساتذہ: لیث بن سعد، عبداللہ بن لہیعہ، مسلمۃ بن علی الخشنی۔

تلامذہ: امام مسلم، ابن ماجہ، حسن بن سفیان، محمد بن الحسن، احمد بن عبدالوارث۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۱۶۹، سیر اعلام النبلاء)

(۱۶۲)محمد بن سلمة المرادی طبقہ: ۱۱

نام: محمد بن سلمہ بن عبداللہ بن ابی فاطمہ **کنیت:** ابوالحارث

نسبت: المرادی، الجملی، المصری **وفات:** ربیع الآخر ۲۴۸ھ

اساتذہ: ابن وہب، ابن القاسم، زیاد بن یونس، عبداللہ بن کلیب۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابوحاتم، حسن بن علی المعمری، ابوبکر بن ابی داؤد۔

(تہذیب التہذیب ج۹ ص۱۹۳)

(۱۶۳)محمد بن سهل التمیمی طبقہ: ۱۱

نام: محمد بن سہل بن عسکر **کنیت:** ابوبکر

نسبت: التمیمی، البخاری **وفات:** شعبان ۲۵۱ھ

اساتذہ: عثمان بن عمر بن فارس، عبدالرزاق، یحییٰ بن حسان، قاسم بن کثیر الفریابی، عبیداللہ بن موسیٰ۔

تلامذہ: امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابوحاتم، الذہلی، ابن ابی الدنیا، ابراہیم الحربی۔

(تہذیب التہذیب ج۹ ص۲۰۷)

(۱۶۴)محمد بن الصباح طبقہ: ۱۰

نام: محمد بن الصباح **کنیت:** ابوجعفر

نسبت: المزنی، البغدادی **وفات:** محرم ۲۲۷ھ

اساتذہ: شریک بن عبداللہ، اسماعیل بن زکریا، اسماعیل بن جعفر، اسماعیل بن علیہ، ابن المبارک، سفیان بن عیینہ۔

تلامذہ: احمد بن حنبل، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابوحاتم، ابراہیم الحربی۔

(تہذیب التہذیب ج۹ ص۲۲۹، سیر اعلام النبلاء)

(١٦٥)محمد بن طریف بن خلیفه طبقه: ١٠

نام: محمد بن طریف بن خلیفہ **کنیت:** ابوجعفر

نسبت: البجلی، الکوفی **وفات:** ۲۴۲ھ

اساتذہ: عبداللہ بن ادریس، ابوبکر بن عیاش، ابواسامہ، ابومعاویہ، وکیع، محمد بن فضیل، اسباط بن محمد۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابوحاتم، الحسن بن سفیان۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۲۳۵)

(١٦٦)محمد بن عباد طبقه: ١٠

نام: محمد بن عباد بن الزبرقان **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: المکی **وفات:** ۲۳۴ھ

اساتذہ: ابن عیینہ، حاتم بن اسماعیل، الدراوردی، مروان بن معاویہ، عبداللہ بن معاذ الصنعانی۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، سلیمان بن توبہ، عثمان بن خرزاذ، احمد بن علی المروزی، الذہلی، الصاغانی، ابویعلی الموصلی۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۲۴۴)

(١٦٧)محمد بن عبدالاعلی طبقه: ١٠

نام: محمد بن عبدالاعلی **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: الصنعانی، القیسی، البصری **وفات:** ۲۴۵ھ

اساتذہ: مروان بن معاویہ، معتمر بن سلیمان، یزید بن زریع، ابوبکر بن عیاش، اسماعیل بن علیہ، عبدالرحمٰن بن مہدی۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، جعفر الفریابی، قاسم بن زکریا المطرز، محمد بن اسحاق بن خزیمہ۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۲۸۹)

(۱۶۸)محمد بن عبدالرحمن بن سہم الانطاکی طبقہ: ۱۰

نام: محمد بن عبدالرحمٰن بن حکیم بن سہم **کنیت:**

نسبت: الانطاکی **وفات:** ۲۴۳ھ

اساتذہ: ولید بن مسلم،عیسی بن یونس،ابواسحاق الفزازی،ابن المبارک،بقیہ،معتمر بن سلیمان۔

تلامذہ: امام مسلم،ابوبکر بن ابی الدنیا،احمد بن یونس الضبی،ابویعلی الموصلی،ابوالقاسم البغوی،حسین بن اسحاق التستری

(تہذیب التہذیب ج۹ص۲۹۶)

(۱۶۹)محمد بن عبداللہ بن بزیع طبقہ: ۱۰

نام: محمد بن عبداللہ بن بزیع **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: البصری **وفات:** ۲۴۷ھ

اساتذہ: عبدالوارث بن سعید،فضیل بن سلیمان،معتمر بن سلیمان،یزید بن زریع،عبدالوہاب الثقفی،بشر بن الفضل۔

تلامذہ: امام مسلم،ترمذی،نسائی،ابوبکر البزار،ابن خزیمہ،موسی بن ہارون،ابوجعفر محمد بن جریر الطبری۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۲۲۸)

(۱۷۰)محمد بن عبداللہ الرازی طبقہ: ۱۰

نام: محمد بن عبداللہ **کنیت:** ابوجعفر

نسبت: البغدادی **وفات:** ۲۳۱ھ

اساتذہ: عبدالوہاب الثقفی،ابن علیہ،خالد بن الحارث،معتمر بن سلیمان،ابوتمیلہ یحیی بن واضح،روح بن عطاء بن ابی میمونہ،

تلامذہ: امام مسلم،ابوداؤد،عبداللہ بن احمد،موسی بن ہارون،ابوحاتم،ابوزرعہ،ابن اسحاق،الصاغانی،الحسن بن سفیان،ابویعلی۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۲۸۵)

(۱۷۱)محمد بن عبداللہ بن قہزاذ طبقہ: ۱۱

نام: محمد بن عبداللہ بن قہزاذ **کنیت:** ابوجابر

نسبت: المروزی **وفات:** ۲۶۲ھ

اساتذہ: النضر بن شمیل، جعفر بن عون، یعلی بن عبید، وہب بن زمعہ، علی بن الحسن بن شقیق، سلمہ بن سلیمان۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوعوانہ الاسفرائینی، ابورجاء محمد بن حمدویہ، الہورقانی، ابوبکر بن ابی داؤد۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص موسوعہ ج۳ ص۴۰۰)

(۱۷۲)محمد بن عبداللہ بن نمیر طبقہ: ۱۰

نام: محمد بن عبداللہ بن نمیر **کنیت:** ابوعبدالرحمٰن

نسبت: الہمدانی ثم الخارفی **لقب:** شیخ الاسلام **وفات:** ۲۳۴ھ

اساتذہ: ابن ادریس، سفیان بن عیینہ، ابن علیہ، یزید بن ہارون، محمد بن بشر، ابوخالد الاحمر۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، محمد بن یحییٰ الذہلی، ابوزرعہ، ابوحاتم۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۲۵۱، سیر اعلام النبلاء)

(۱۷۳)محمد بن عبدالملک الاموی طبقہ: ۱۰

نام: محمد بن عبدالملک ابن ابی الشوارب **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: القرشی، الاموی، البصری **وفات:** ۲۴۴ھ

اساتذہ: کثیر بن سلیم، عبدالعزیز بن المختار، ابوعوانہ، حماد بن زید، عبدالواحد بن زیاد، یوسف بن الماجشون۔

تلامذہ: امام مسلم، نسائی، ترمذی، ابوبکر بن ابی الدنیا، ابوحاتم، محمد بن محمد الباغندی، محمد بن جریر الطبری۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۳۱۶، سیر اعلام النبلاء)

(۱۷۴)محمد بن عبید الغُبری طبقہ: ۱۰

نام: محمد بن عبید بن حساب

نسبت: الغبری،البصری **وفات:** ۲۳۸ھ

اساتذہ: حماد بن زید،ابوعوانہ،جعفر بن سلیمان الضبعی،اسماعیل بن علیہ،محمد بن ثور الصنعانی،عبدالوارث بن سعید۔

تلامذہ: امام مسلم،ابوداؤد،ابوزرعہ،ابوحاتم،ابویعلی،بقی بن مخلد،یحیی بن محمد البختری،حسن بن سفیان۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۲۹۲)

(۱۷۵)محمد بن عمرو بن جبلہ طبقہ: ۱۱

نام: محمد بن عمرو بن عبادۃ بن جبلہ بن ابی رواد **کنیت:** ابوجعفر

نسبت: العتکی،البصری **وفات:** ۲۳۴ھ

اساتذہ: غندر،ابوعامر العقدی،ابواحمد الزبیری،محمد بن ابی عدی،ابوقتیبہ،بشر بن عمر الزہرانی۔

تلامذہ: امام مسلم،ابوداؤد،ابوزرعہ،ابویعلی الموصلی،عبداللہ بن احمد بن حنبل،بقی بن مخلد۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۳۳۱)

(۱۷۶)محمد بن الفرج طبقہ: ۱۱

نام: محمد بن الفرج بن عبدالوارث **کنیت:** ابوجعفر(ویقال ابوعبداللہ)

نسبت: البغدادی،القرشی **وفات:** ۲۳۶ھ

اساتذہ: ابوہمام محمد بن الزبرقان،ہشیم،ابن علیہ،زید بن الحباب،عبدالوہاب بن عطاء،حجاج بن محمد۔

تلامذہ: امام مسلم،ابوداؤد،ابراہیم الحربی،عبداللہ بن احمد،ابوزرعہ الرازی،موسی بن ہارون،ابوالقاسم البغوی۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۳۹۸)

(۱۷۷)محمد بن قدامہ طبقہ: ۱۱

نام: محمد بن قدامہ بن اسماعیل کنیت: ابوعبداللہ

نسبت: السلمی، البخاری وفات:

اساتذہ: النضر بن شمیل، یزید بن ہارون، جریر بن عبدالحمید، زید بن الحباب، محمد بن عمر القرشی۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد (روی عنہ فی غیر السنن)، عبداللہ بن صالح البخاری، الحسن بن سفیان، القاسم بن محمد المروزی۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۴۰۹)

(۱۷۸)محمد بن المثنی طبقہ: ۱۰

نام: محمد بن المثنی بن عبید کنیت: ابوموسیٰ

نسبت: العنزی، البصری وفات: ذی قعدہ ۲۵۲ھ

اساتذہ: سفیان بن عیینہ، معتمر بن سلیمان، حفص بن غیاث، یحیی القطان، یزید بن زریع، ولید بن مسلم۔

تلامذہ: امام مسلم، واصحاب کتب ستہ، ابوزرعہ، ابویعلی، ابن ابی الدنیا، ابن خزیمہ، ابوحاتم۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۴۳۵، سیر اعلام النبلاء)

(۱۷۹)محمد بن مرزوق طبقہ: ۱۱

نام: محمد بن محمد بن مرزوق (قد ینسب الی جدہ) کنیت: ابوعبداللہ

نسبت: الباہلی البصری وفات: ۲۴۸ھ

اساتذہ: ابوعامر العقدی، سالم بن نوح، روح بن عبادہ، محمد بن بکیر البرسانی، حاتم بن میمون، بشر بن عمر الزہرانی۔

تلامذہ: امام مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، حرب بن اسماعیل الکرمانی، عبدان الاہوازی، ابوحاتم، ابن خزیمہ۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۴۳۱)

(۱۸۰)محمد بن مسکین طبقہ: ۱۱

نام: محمد بن مسکین بن نمیلہ **کنیت:** ابوالحسن

نسبت: الیمامی **وفات:** ۲۷۹ھ

اساتذہ: بشر بن بکیر، عباد بن عمر الیمامی، وہب بن جریر، الفریابی، عفان، ابوصالح المقری۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، علی بن العباس المعالقی، محمد بن یحیی بن مندہ، محمد بن اسحاق بن خزیمہ۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۴۳۹)

(۱۸۱)محمد بن معاذ بن عباد

نام: محمد بن معاذ بن عباد بن معاذ

نسبت: العنبری، البصری **وفات:** ۲۲۳ھ

اساتذہ: خالد بن الحارث، ابوعوانہ، مزاحم بن العوام، ابن عیینہ، معتمر بن سلیمان، وکیع۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، ابوحاتم، موسی بن اسحاق الانصاری، الحسن بن علی الفسوی۔

(تہذیب التہذیب)

(۱۸۲)محمد بن معمر بن ربعی القیسی طبقہ: ۱۱

نام: محمد بن معمر بن ربعی **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: القیسی، البصری، البجرانی **وفات:** ۲۵۰ھ

اساتذہ: روح بن عبادہ، ابوھشام المخزومی، ابوعامر العقدی، ابوعاصم۔

تلامذہ: امام مسلم، واصحاب کتب ستہ، بزار، ابن خزیمہ، ابوحاتم، زکریا الساجی، ابن ابی عاصم احمد بن منصور الرمادی۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۴۶۶)

(۱۸۳)محمد بن المنهال الضرير طبقه: ۱۰

نام: محمد بن المنہال **کنیت:** ابوجعفر

نسبت: التیمی، البصری **وفات:** شعبان ۲۳۱ھ

اساتذہ: ابوعوانہ، جعفر بن سلیمان، محمد بن عبد الرحمٰن الطفاوی۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابومحمد الدارمی، یوسف القاضی، ابویعلی الموصلی، عثمان بن سعید الدارمی۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص ۴۷۵، سیر اعلام النبلاء)

(۱۸۴)محمد بن موسى طبقه: ۱۱

نام: محمد بن موسیٰ بن عمران **کنیت:** ابوجعفر

نسبت: الواسطی، القطان **وفات:**

اساتذہ: یزید بن ہارون، ابوعامر العقدی، وہب بن جریر، حماد بن عیسیٰ، یزید بن خالد بن موہب۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، محمد بن عبد اللہ الحضرمی، العباس بن حمدان الحنفی، ابوبکر البزار، ابن صاعد۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص ۴۷۵)

(۱۸۵)محمدبن مهران الرازى طبقه: ۱۱

نام: محمد بن مہران **کنیت:** ابوجعفر

نسبت: الرازی **لقب:** الجمال، الجوال، النقال **وفات:** ۲۴۳ھ

اساتذہ: فضیل بن عیاض، سفیان بن عیینہ، ولید بن مسلم، عیسیٰ بن یونس، عبد العزیز بن محمد الدراوردی۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، ابوحاتم، احمد بن علی۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص ۴۷۸، سیر اعلام النبلاء)

(۱۸۶)محمدبن الولیدبن عبدالحمید طبقہ: ۱۰

نام: محمد بن الولید بن عبدالحمید **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: القرشی،البسری **لقب:** حمدان بصری **وفات:** ۲۵۰ھ

اساتذہ: مروان بن معاویہ،غندر،عبدالاعلی بن عبدالاعلی،عبدالوہاب الثقفی،ابن مہدی،القطان،وکیع۔

تلامذہ: امام بخاری،امام مسلم،نسائی،ابن ماجہ،ابن ابی عاصم،ابن خزیمہ،ابوعروبہ،محمد بن مخلد۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۵۰۳)

(۱۸۷)محمدبن یحییٰ

نام: محمد بن یحییٰ بن ابی حزم **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: القطعی،البصری **وفات:** ۲۵۳ھ

اساتذہ: حزم بن مہران،عبدالاعلی بن عبدالاعلی،عبید بن عقیل الہلالی،عبدالصمد بن عبدالوارث،مسلم بن ابراہیم۔

تلامذہ: امام مسلم،ابوداود،ترمذی،نسائی،حرب الکرمانی،ابوحاتم،القاسم بن زکریا۔

(تہذیب التہذیب)

(۱۸۸)محمد بن یحیی بن ابی عمر المکی

نام: محمد بن یحیی بن ابی عمر (وقد ینسب الی جدہ) **کنیت:** ابوعبداللہ

نسبت: العدنی،المکی **وفات:** ۲۴۳ھ

اساتذہ: ابن عیینہ،فضیل بن عیاض،عبدالعزیز الدراوردی،عبدالوہاب الثقفی،ولید بن مسلم۔

تلامذہ: امام مسلم،ترمذی،ابن ماجہ،ابوزرعہ،ابوحاتم،ابوزرعہ الدمشقی۔

(سیراعلام النبلاء)

(۱۸۹) محمد بن یحیی المروزی طبقہ: ۱۱

نام: محمد بن یحییٰ بن عبدالعزیز **کنیت:** ابوعلی

نسبت: الیشکری، المروزی **وفات:** ۲۵۲ھ

اساتذہ: عبدان عبداللہ بن عثمان، شاذان عبدالعزیز بن عثمان، علی بن الحکم الانصاری، ہاشم بن مخلد، علی بن الحسن بن شقیق۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، نسائی، محمد بن علی الحکیم الترمذی، الفضل بن محمد الشعرانی، احمد بن سیار۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۵۱۶)

(۱۹۰) محمد بن یزید الرفاعی طبقہ: ۱۰

نام: محمد بن یزید بن محمد بن کثیر **کنیت:** ابوہشام

نسبت: الرفاعی، العجلی، الکوفی **وفات:** ۲۴۸/۲۴۹ھ

اساتذہ: عبداللہ بن ادریس، عبداللہ بن نمیر، ابواسامہ، حفص بن غیاث، ابوبکر بن عیاش، معاذ بن ہشام۔

تلامذہ: امام مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، عثمان خرزاذ، بقی بن مخلد، ابن خزیمہ، ابن ابی خیثمہ، ابن ابی الدنیا، ابن بجیر۔

(تہذیب التہذیب ج۹ص۵۲۶)

(۱۹۱) محمود بن غیلان طبقہ: ۱۰

نام: محمود بن غیلان **کنیت:** ابواحمد

نسبت: العدوی **وفات:** رمضان ۲۳۹ھ

اساتذہ: سفیان بن عیینہ، ولید بن مسلم، وکیع، یحیی بن سلیم الطائفی، عبدالرزاق، فضل بن موسی۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابوالقاسم البغوی۔

(تہذیب التہذیب ج۱۰ص۵۸، سیر اعلام النبلاء)

(۱۹۲)مخلد بن خالدالشعیری طبقہ: ۱۰

نام: مخلد بن خالد بن یزید **کنیت:** ابومحمد

نسبت: العسقلانی، الشعیری **وفات:**

اساتذہ: ابومعاویہ، ابن عیینہ، ابن نمیر، یزید بن ہارون، روح بن عبادہ، ابواسامہ، ابراہیم بن خالد۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، عبداللہ بن احمد، ابوعوف البزوری، المنذر بن شاذان، احمد بن خالدالخلال۔

(تہذیب التہذیب ج۱۰ص۶۶، تقریب ص۱۶۶)

(۱۹۳)منجاب بن الحارث التمیمی طبقہ: ۱۰

نام: منجاب بن الحارث بن عبدالرحمٰن **کنیت:** ابومحمد

نسبت: التمیمی، الکوفی **وفات:** ۲۳۱ھ

اساتذہ: علی بن مسہر، بشر بن عمارہ، حاتم بن اسماعیل، ابوالاحوص شریک، ابن المبارک، ابوعامر العقدی۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوحاتم، الذہلی، ابوخیثمہ، زہیر بن حرب، بقی بن مخلد، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ۔

(تہذیب التہذیب ج۱۰ص۲۶۴، تقریب ج۲ص۲۱۲)

(۱۹۴)منصور بن ابی مزاحم طبقہ: ۱۰

نام: منصور بن ابی مزاحم بشیر **کنیت:** ابونصر

نسبت: الترکی، البغدادی **وفات:** ذوالقعدہ ۲۳۵ھ

اساتذہ: مالک، فلیح بن سلیمان، ابن المبارک، ابن ابی الزناد، ابوالاحوص۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، ابوحاتم، عثمان بن خرزاذ، ابوبکر بن ابی الدنیا، ابراہیم بن اسحاق الحربی، ابوالقاسم البغوی۔

(تہذیب التہذیب ج۱۰ص۲۷۶، تقریب ج۲ص۲۱۵)

(۱۹۵)موسی بن قریش التمیمی طبقہ: ۱۱

نام: موسیٰ بن قریش بن نافع **کنیت:** ابوعمران

نسبت: التیمی، البخاری **لقب:** الرحال **وفات:** ۲۵۴ھ

اساتذہ: ابونعیم، علی بن عیاش، مسلم بن ابراہیم، عبداللہ بن صالح۔

تلامذہ: امام مسلم، الحسین بن الحسن الوضاحی، علی بن الحسن بن عبدہ، اسحاق بن احمد۔

(تہذیب التہذیب ج۱۰ص۳۲۶، سیر اعلام النبلاء)

"حرف النون"

(۱۹۶)نصر بن علی الجہضمی طبقہ: ۱۰

نام: نصر بن علی **لقب:** الحافظ، العلامہ **کنیت:** ابوعمرو

نسبت: الازدی، الجہحضمی (الصغیر) **وفات:** ربیع الآخر ۲۵۰ھ

اساتذہ: یزید بن زریع، معتمر بن سلیمان، سفیان بن عیینہ، بشر بن المفضل، ابن علیہ۔

تلامذہ: علی بن نصر، امام مسلم، واصحاب الکتب الستۃ، ابن ابی الدنیا، ابن خزیمہ، یحیی بن ابی زائدہ۔

(تہذیب التہذیب ج۱۰ص۳۸۴، تقریب ج۲ص۲۲۳، سیر اعلام النبلاء)

"حرف الواو"

(۱۹۷)واصل بن عبدالاعلی طبقہ: ۱۰

نام: واصل بن عبدالاعلی بن ہلال **کنیت:** ابوالقاسم، ابومحمد

نسبت: الاسدی، الکوفی **وفات:** ۲۴۴ھ

اساتذہ: اسباط بن محمد القرشی، وکیع بن الجراح، یحیی بن آدم، ابوبکر بن عیاش۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابویعلی الموصلی۔

(تہذیب الکمال تقریب ج۲ص۲۷۹)

(۱۹۸)الولید بن شجاع　طبقہ: ۱۰

نام: الولید بن شجاع بن الولید بن قیس　**کنیت:** ابوھمام

نسبت: السکونی، الکندی، الکوفی　**وفات:** ۲۴۳ھ

اساتذہ: ابن عیینہ، ابن ابی زائدہ، ولید بن مسلم، بقیہ، حجاج بن محمد۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا، ابوبکر بن ابی خیثمہ، ابویعلی الموصلی۔

(تہذیب التہذیب ج۱۱ص۱۱۹)

(۱۹۹)وھب بن بقیہ

نام: وہب بن بقیہ بن عثمان بن شابور　**کنیت:** ابومحمد

نسبت: الواسطی　**وفات:** ۲۳۹ھ

اساتذہ: حماد بن زید، جعفر بن سلیمان الضبعی، ہشیم، عبدالاعلی بن عبدالاعلی، یزید بن زریع، بشر بن المفضل۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ الرازی، بقی بن مخلد، حنبل بن اسحاق، جعفر الفریابی، ابویعلی الموصلی، محمد بن اسحاق السراج۔

(تہذیب التہذیب ج۱۱ص۱۴۰)

"حرف الھاء"

(۲۰۰)ھارون بن سعید الایلی　طبقہ: ۱۰

نام: ہارون بن سعید بن الہیثم بن فیروز　**کنیت:** ابوجعفر

نسبت: التمیمی، الایلی، السعدی　**وفات:** ۲۵۳ھ

اساتذہ: ابن عیینہ، ابن وہب، محمد بن اسماعیل، بشر بن بکر۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابوحاتم، ابوجعفر الطحاوی، ابوبکر بن ابی داؤد۔

(تہذیب التہذیب ج۱۱ص۷ تقریب ج۲ص۲۵۸)

(۲۰۱)ھارون بن عبداللہ طبقہ: ۱۰

نام: ہارون بن عبداللہ بن مروان **کنیت:** ابوموسی

نسبت: البغدادی، التاجر، البزاز **لقب:** الحمال **وفات:** ۲۴۳ھ

اساتذہ: سفیان بن عیینہ، حسین بن علی الجعفی، وہب بن جریر، سلیمان بن حرب، ابوداؤد الطیالسی۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابن ابی الدنیا، ابوالقاسم البغوی۔

(تہذیب التہذیب ج۱۱ص۹، سیر اعلام النبلاء)

(۲۰۲)ھارون بن معروف طبقہ: ۱۰

نام: ہارون بن معروف **کنیت:** ابوعلی

نسبت: المروزی **وفات:** رمضان ۲۳۱ھ

اساتذہ: ہشیم، یحیی بن ابی زائدہ، سفیان بن عیینہ، ابوبکر بن عیاش۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، محمد بن یحیی، احمد بن حنبل، ابویعلی۔

(تہذیب التہذیب ج۱۱ص۱۲)

(۲۰۳)ھداب بن خالد طبقہ: ۹

نام: ہدبہ بن خالد بن اسود (ویقال لہ ھداب) **کنیت:** ابوخالد

نسبت: القیسی، الثوبانی، البصری **وفات:** ۲۳۳ھ

اساتذہ: جریر بن حازم، حماد بن سلمہ، ابان بن یزید، سلیمان بن المغیرہ۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابویعلی الموصلی، یوسف القاضی، ابوالقاسم البغوی۔

(تہذیب التہذیب ج۱۱ص۲۴)

(۲۰۴)هريم بن عبدالاعلى طبقه: ۱۰

نام: ہریم بن عبدالاعلی بن الفرات کنیت: ابوحمزہ

نسبت: البصری وفات: ۲۳۵ھ (وقیل ۲۴۰ھ)

اساتذہ: یزید بن زریع، معتمر بن سلیمان، خالد بن الحارث۔

تلامذہ: امام مسلم، عبداللہ بن احمد، ابویعلی الموصلی، عبدان الاہوازی۔

(تہذیب التہذیب ج۱۱ص۲۹)

(۲۰۵)هناد بن السرى طبقه: ۱۰

نام: ھناد بن السری بن مصعب کنیت: ابوالسری

نسبت: التمیمی، الدارمی، الکوفی لقب: زین العابدین وفات: ۲۴۳ھ

اساتذہ: شریک، ابن المبارک، ھشیم، اسماعیل بن عیاش، ابن ابی الزناد، ابوبکر بن عیاش، سفیان بن عیینہ، علی بن مسہر۔

تلامذہ: امام مسلم اصحاب کتب ستہ (لیکن بخاری نے صحیح کے علاوہ دوسری کتابوں میں روایات لی ہیں) ابوزرعہ، ابوحاتم، ۔

(تہذیب التہذیب ج۱۱ص۶۲)

"حرف الياء"

(۲۰۶)يحيى بن ايوب طبقه: ۱۰

نام: یحیی بن ایوب لقب: العالم، القدوہ، الحافظ کنیت: ابوزکریا

نسبت: البغدادی، القابری وفات: ربیع الاول ۲۳۴ھ

اساتذہ: شریک القاضی، عباد بن عباد، ہشیم بن بشیر، عبداللہ بن وہب۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، ابن ابی الدنیا، ابویعلی الموصلی۔

(تہذیب التہذیب ج۱۱ص۱۶۵، سیر اعلام النبلاء)

(۲۰۷)یحیی بن بشر طبقہ: ۱۰

نام: یحییٰ بن بشر بن کثیر **کنیت:** ابوزکریا

نسبت: الاسدی، الکوفی، الحریری **وفات:** جمادی الاولیٰ ۲۲۹ھ

اساتذہ: معاویہ بن سلام الحبشی، سعید بن عبدالعزیز، سعید بن بشر، معروف الخیاط، الفضل بن صدقہ۔

تلامذہ: امام مسلم، ابومحمد الدارمی، بشر بن موسی، عثمان بن خرزاذ، موسی بن اسحاق، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ۔

(تہذیب التہذیب ج۱۱ص۱۶۶، سیر اعلام النبلاء)

(۲۰۸)یحیی بن حبیب الحارثی طبقہ: ۱۰

نام: یحییٰ بن حبیب بن عربی **لقب:** الحافظ، الثبت **کنیت:** ابوزکریا

نسبت: البصری (الحارثی، الشیبانی)

وفات: ۲۴۸ھ

اساتذہ: حماد بن زید، یزید بن زریع، معتمر بن سلیمان۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ۔

(تہذیب التہذیب ج۱۱ص۱۷۲، سیر اعلام النبلاء)

(۲۰۹)یحیی بن خلف الباهلی طبقہ: ۱۰

نام: یحییٰ بن خلف **کنیت:** ابوسلمہ

نسبت: الباہلی، البصری **وفات:** ۲۴۲ھ

اساتذہ: عبدالوہاب الثقفی، معتمر بن سلیمان، محمد بن ابی عدی، روح بن عبادہ، ابوعاصم۔

تلامذہ: امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابوبکر بن ابی عاصم، ابوبکر بن ابی الدنیا، ابوبکر البزار۔

(تہذیب التہذیب ج۱۱ص۱۷۹)

(۲۱۰) یحیی بن محمد اللؤلوی طبقہ: ۱۱

نام: یحیی بن محمد بن معاویہ **کنیت:** ابوزکریا

نسبت: المروزی، اللؤلوی **وفات:** ۲۵۷ھ

اساتذہ: النضر بن شمیل، عبدان بن عثمان۔

تلامذہ: امام مسلم، عبیداللہ بن واصل، اسحاق بن خلف، عمر بن محمد بن یحیی البجیری۔

(تہذیب التہذیب ج۱۱ ص۲۴۱)

(۲۱۱) یحیی بن معین طبقہ: ۱۱

نام: یحیی بن معین بن عون بن زیاد **کنیت:** ابوزکریا

نسبت: البغدادی **لقب:** الامام، الحافظ، الجہد، شیخ المحدثین **وفات:** ذی القعدہ ۲۳۳ھ

اساتذہ: ابن المبارک، ھشیم، اسماعیل بن عیاش، عباد بن عباد، وکیع، یحیی القطان، ابن مہدی۔

تلامذہ: احمد بن حنبل، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، ابوحاتم، ھناد بن السری، اسحاق الکوسج، ابویعلی الموصلی۔

(تہذیب التہذیب ج۱۱ ص۲۴۶، سیر اعلام النبلاء)

(۲۱۲) یحیی بن یحیی طبقہ: ۱۰

نام: یحیی بن یحیی بن بکر بن عبدالرحمٰن **لقب:** شیخ الاسلام **کنیت:** ابوزکریا

نسبت: التیمی، المنقری، النیسابوری **وفات:** ربیع الاول ۲۲۶ھ

اساتذہ: کثیر بن سلیم، عبداللہ بن جعفر المخرمی، زہیر بن معاویہ، مالک، شریک القاضی۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، محمد بن نصر المروزی، عثمان بن سعید الدارمی، محمد بن یحیی الذہلی۔

(تہذیب التہذیب ج۱۱ ص۲۵۹، سیر اعلام النبلاء)

(۲۱۳)یعقوب بن ابراھیم الدورقی طبقہ:۱۰

نام: یعقوب بن ابراہیم بن کثیر بن زید بن افلح **کنیت:** ابویوسف

نسبت: الدورقی،العبدی،القیسی **وفات:** ۲۵۲ھ

اساتذہ: ھشیم،سفیان بن عیینہ،جریر،یحیی بن ابی زائدہ،غندر،حفص بن غیاث،ابن علیہ،یحیی القطان،وکیع۔

تلامذہ: امام مسلم،واصحاب کتب ستۃ،ابوزرعہ،ابوحاتم،ابن ابی الدنیا،ابن خزیمہ۔

(تہذیب التہذیب ج۱۱ص۳۳۴،سیر اعلام النبلاء)

(۲۱۴)یوسف بن حماد المعنی طبقہ:۱۰

نام: یوسف بن حماد **کنیت:** ابویعقوب

نسبت: البصری **وفات:** ۲۴۵ھ

اساتذہ: حماد بن زید،عبدالوارث بن سعید،عبدالاعلی بن عبدالاعلی۔

تلامذہ: امام مسلم،ترمذی،ابن ماجہ،محمد بن جریر الطبری،قاسم بن زکریا۔

(تہذیب التہذیب ج۱۱ص۳۶۱)

(۲۱۵)یوسف بن عیسی المروزی طبقہ:۱۰

نام: یوسف بن عیسی بن دینار **کنیت:** ابویعقوب

نسبت: الزہری،المروزی **وفات:** ۲۴۹ھ

اساتذہ: یحیی،حفص بن غیاث،الفضل بن موسی،وکیع،ابن عیینہ۔

تلامذہ: امام بخاری،امام مسلم،ترمذی،نسائی،احمد بن سیار المروزی،عبدۃ بن سلیمان البصری،الحسن بن سفیان۔

(تہذیب التہذیب ج۱۱،تقریب ج۲ص۳۴۵)

(۲۱۶)یوسف بن یعقوب الصفار طبقه: ۱۰

نام: یوسف بن یعقوب **کنیت:** ابویعقوب

نسبت: الکوفی **لقب:** الصفار **وفات:** ۲۳۱ھ

اساتذہ: ابوبکر بن ابی عیاش، اسماعیل بن علیہ، علی بن ھشام العامری۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابوالاحوص، ابن ابی الدنیا۔

(تہذیب التہذیب ج۱۱ص۳۸۰)

(۲۱۷)یونس بن عبدالاعلی طبقه: ۱۰

نام: یونس بن عبدالاعلی بن میسرہ بن حفص **کنیت:** ابوموسی

نسبت: الصدفی، المصری **وفات:** ربیع الاخر ۲۶۴ھ

اساتذہ: سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن وھب، معن بن عیسی، ابوعبداللہ الشافعی، سلامۃ بن روح۔

تلامذہ: امام مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابوحاتم، ابوزرعہ، ابوجعفر بن سلامہ الطحاوی، ابوعوانہ الاسفرائینی۔

(تہذیب التہذیب ج۱۱ص۳۸۷، سیر اعلام النبلاء)

"شارح المسلم مولانا فضل محمد یوسف زئی" تہ

۲۰۱۴ء

"ہدیۂ طوبیٰ د عبدرب محمد ، محمد عمران، ولی درویش"

۱۴۳۵ھ

بمناسبتِ تکمیلِ

"تحفۃ المنعم" شرح "صحیح المسلم"

۱۱۱۹ + ۳۱۶ = ۱۴۳۵ھ

"دکمال" تاریخ ئے زہ وایم "عمران" د "فضل" او "رحمت" شولو آغاز

۹۵ + ۳۶۱ + ۹۱۰ + ۶۴۸ = ۲۰۱۴ء